بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ   نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّي عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ   وَعَلٰى عَبْدِهِ الْمَسِيْحِ الْمَوْعُوْدِ

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

جلد 57

ایڈیٹر
منیر احمد خادم

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
محمد ابراہیم سرور

ہفت روزہ
بدر
قادیان
The Weekly
BADR Qadian

شمارہ 51-52

شرح چندہ
سالانہ 300 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
20 پاؤنڈ یا 40 ڈالر امریکن
بذریعہ بحری ڈاک
10 پاؤنڈ یا 20 ڈالر امریکن

Postal Reg. No. L/P/GDP-1, DEC 2009

26/19 ذوالحجہ 1429 ہجری 18/25 فتح 1387 ہش 18/25 دسمبر 2008ء

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور احباب جماعت احمدیہ عالمگیر کو خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی کی مبارک صد مبارک باد

خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی ۱۹۰۸–۲۰۰۸

خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی نمبر

خلافت احمدیہ کے سو سال پورے ہونے پر 27 مئی 2008ء کو Excel سینٹر لندن میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خطاب فرما رہے ہیں

عہد وفائے خلافت

خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی مورخہ 27 مئی 2008ء کے مبارک موقع پر

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے احباب جماعت احمدیہ عالمگیر سے یہ مقدس عہد لیا

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

آج خلافت احمدیہ کے سو سال پورے ہونے پر ہم اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر اس بات کا عہد کرتے ہیں کہ ہم اسلام اور احمدیت کی اشاعت اور محمد رسول اللہ ﷺ کا نام دنیا کے کناروں تک پہنچانے کیلئے اپنی زندگیوں کے آخری لمحات تک کوشش کرتے چلے جائیں گے اور اس مقدس فریضہ کی تکمیل کیلئے ہمیشہ اپنی زندگیاں خدا اور اس کے رسول ﷺ کیلئے وقف رکھیں گے اور ہر بڑی سے بڑی قربانی پیش کر کے قیامت تک اسلام کے جھنڈے کو دنیا کے ہر ملک میں اونچا رکھیں گے۔

ہم اس بات کا بھی اقرار کرتے ہیں کہ ہم نظام خلافت کی حفاظت اور اس کے استحکام کیلئے آخری دم تک جدوجہد کرتے رہیں گے اور اپنی اولاد در اولاد کو ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے اور اس کی برکات سے مستفیض ہونے کی تلقین کرتے رہیں گے تا کہ قیامت تک خلافت احمدیہ محفوظ چلی جائے اور قیامت تک سلسلہ احمدیہ کے ذریعہ اسلام کی اشاعت ہوتی رہے اور محمد رسول اللہ ﷺ کا جھنڈا دنیا کے تمام جھنڈوں سے اونچا لہرانے لگے۔ اے خدا تو ہمیں اس عہد کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرما۔ اللھم آمین، اللھم آمین، اللھم آمین.

وہ مبارک مقامات جہاں پر خلفاء احمدیت کے انتخابات ہوئے

مقام ظہور قدرت ثانیہ (قدیم - دائیں) و مقام ظہور قدرت ثانیہ (جدید - بائیں) جہاں سیدنا حضرت اقدس الحاج حکیم مولانا نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح الاوّلؓ خلیفہ منتخب ہوئے

مسجد نور، قادیان

جہاں سیدنا حضرت اقدس مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانیؓ خلیفہ منتخب ہوئے
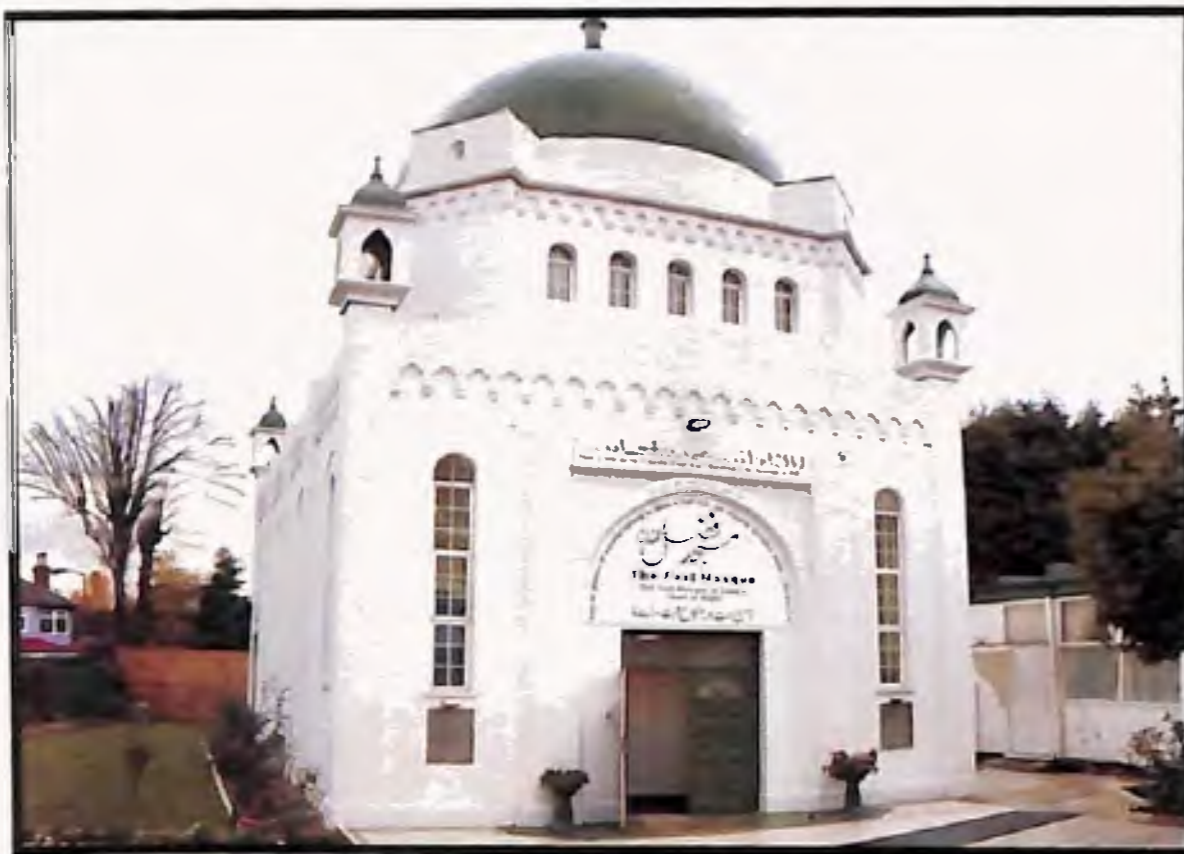
مسجد فضل، لندن

جہاں سیدنا حضرت اقدس مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خلیفہ منتخب ہوئے

مسجد مبارک، ربوہ

جہاں سیدنا حضرت اقدس مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالثؒ اور سیدنا حضرت اقدس مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابعؒ منتخب ہوئے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْد

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ

بدر قادیان

The Weekly BADR Qadian

ایڈیٹر
منیر احمد خادم
نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
محمد ابراہیم سرور

شرح چندہ
سالانہ 300 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
20 پاؤنڈ یا 40 ڈالر امریکن
بذریعہ بحری ڈاک
10 پاؤنڈ یا 20 ڈالر امریکن

خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی نمبر

جلد نمبر: 57 19/26 ذی الحجہ 1429 ہجری 18/25 فتح 1387 ہش 18/25 دسمبر 2008ء شمارہ نمبر 51-52

کمپیوٹرائزڈ سیٹنگ وڈیزائننگ: ☆.....مصباح الدین نیر ☆.....سید اعجاز احمد

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضامین	مضمون نگار	صفحہ نمبر
1.	اداریہ		5
2.	ارشاد ربانی	از قرآن مجید	7
3.	فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم	از احادیث	8
4.	ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام	ادارہ	9
5.	ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ	// // //	10
6.	ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	// // //	11
7.	ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ	// // //	13
8.	ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ	// // //	15
9.	ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز	// // //	17
10.	پیغام حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بر موقعہ خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی	// // //	19

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

11.	خطاب حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز (۲۷ مئی ۲۰۰۸ء)	حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ	23
12.	پیغام صدر صاحب صدر انجمن احمدیہ قادیان	محترم ڈاکٹر حافظ صالح محمد الٰہ دین صاحب	36
13.	پیغام ناظر صاحب اعلیٰ قادیان	محترم مولانا محمد انعام صاحب غوری	37
14.	خلفائے راشدین کے مختصر حالات زندگی	قریشی محمد فضل اللہ	38
15.	خلفائے احمدیت کے مختصر حالات زندگی	// // //	43
16.	انتخاب خلافت اور خلفائے احمدیت کے اولین خطابات	مکرم محمد طاہر محمود صاحب طاہر ربوہ	51
17.	خلافت کی ضرورت اور اہمیت	مکرم مولانا غلام نبی صاحب نیاز	58
18.	خلیفۂ وقت سے ہر احمدی کا ذاتی تعلق اور اس کی برکات	مکرم مولانا محمد انعام صاحب غوری	64
19.	خلافت احمدیہ اور عبادات کا قیام	مکرم مولوی مظفر احمد صاحب ظفر	68
20.	حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کا عشق	مکرم مولانا محمد عمر صاحب	72
21.	خلفائے احمدیت کے ذریعہ تبلیغ اسلام زمین کے کناروں تک	مکرم مولانا خورشید احمد صاحب انور	76
22.	خلافت احمدیہ کا ایک شیریں ثمر۔ مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل	مکرم سید نصیر احمد شاہ صاحب چیئرمین MTA	85
23.	خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی کی مالی تحریک اور جماعت احمدیہ بھارت	از نظارت بیت المال آمد قادیان	91
24.	خلافت احمدیہ کی ایک عظیم الشان برکت عالمی بیعت	مکرم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب	95
25.	خلافت خامسہ کا پانچ سالہ عظیم الشان انقلاب انگیز تاریخی دور	منیر احمد خادم	101
26.	نظام وصیت نظام خلافت سے وابستہ ہے	مکرم مولوی عطاء الرحمٰن صاحب خالد	113
27.	حضرت مصلح موعودؓ کے زمانہ مبارک میں خلافت ثانیہ کی سلور جوبلی	مکرم مولوی شیخ مجاہد احمد صاحب شاستری	117
28.	خلافت احمدیہ اور جلسہ سالانہ کی تدریجی ترقی	مکرم گیانی تنویر احمد صاحب خادم	123
29.	مخالفین احمدیت کا عبرتناک انجام	مکرم مولوی باسط رسول صاحب ڈار	129
30.	خلفائے احمدیت کی عظیم الشان تحریکات	مکرم مولوی صغیر احمد صاحب طاہر	135
31.	خلافت احمدیہ اور عالمگیر تعلیمی خدمات	مکرم شیراز احمد صاحب	145
32.	خلفائے احمدیت کی تنظیمی خدمات	مکرم مولانا محمد ایوب صاحب ساجد	150
33.	خلافت احمدیہ اور عالمی پریس	مکرم مولانا دوست محمد صاحب شاہد	156
34.	خلافت احمدیہ کے زیر سایہ جماعت احمدیہ کی سو سالہ نشر و اشاعت کی خدمات	مکرم مولانا برہان احمد صاحب ظفر	170
35.	خلفائے احمدیت اور خدمت قرآن مجید	مکرم مولانا عبد المومن صاحب راشد	177
36.	خلافت احمدیہ اور جماعت احمدیہ کے عالمی ذرائع ابلاغ	مکرم مظفر احمد صاحب اقبال	187
37.	خلافت احمدیہ اور نظام بیت المال	مکرم مولانا جلال الدین صاحب نیّر	192
38.	خلافت ثانیہ کی عظیم یادگار۔ تین صد تیرہ درویشان	مکرم خورشید احمد صاحب پربھاکر درویش قادیان	196

39.	خلافت احمدیہ کے احسانات، احمدی مستورات پر	مکرمہ بشریٰ پاشا صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ بھارت	206
40.	نظمیں		212
41.	خلفائے احمدیت کے قبولیت دُعا کے واقعات	محمد ابراہیم سرور	213
42.	ضرورت خلافت اور مسلم دانشوروں کی آراء	مکرم مولانا محمد حمید کوثر صاحب	223
43.	خلافت احمدیہ کے زیر سایہ مرکز احمدیت قادیان، ربوہ، لندن میں ترقی	مکرم مولانا ظہیر احمد صاحب خادم	228
44.	خلافت احمدیہ کے فدائی - درویشان قادیان	مکرم مولانا سلطان احمد صاحب ظفر	232
45.	منکرین خلافت اور ان کا عبرتناک انجام	مکرم مولانا عنایت اللہ صاحب	235
46.	خلافت احمدیہ کے مبارک ادوار میں جماعت احمدیہ برطانیہ کی ترقیات	مکرم رفیق احمد صاحب حیات امیر جماعت یوکے	243
47.	خلافت احمدیہ کے مبارک ادوار میں غانا (مغربی افریقہ) میں جماعتی ترقیات	مکرم مولانا عبدالوہاب صاحب آدم امیر جماعت غانا	246
48.	خلافت احمدیہ کے زیر سایہ جماعت احمدیہ انڈونیشیاء کی ترقیات	مکرم مولانا عبدالباسط صاحب امیر جماعت انڈونیشیا	249
49.	عالمگیر جماعت احمدیہ دنیا کے کناروں تک	ادارہ	251
50.	خلافت احمدیہ اور خدمت انسانیت	// //	268
51.	خلافت احمدیہ کے سوسال تاریخ کے آئینہ میں	مکرم مولوی محمد یوسف صاحب انور	271
52.	خلافت رابعہ کی بابرکت تحریک وقف نو	مکرم مولوی محمد اسمٰعیل طاہر صاحب	299
53.	خلیفہ وقت سے ملاقات کی حسین یادیں	افراد جماعت	302
54.	تامل ناڈو اور کیرالہ کے احمدیوں کے خلیفۂ وقت سے اخلاص ووفا کا تذکرہ	خلاصہ خطبہ جمعہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ	308
55.	خلفائے احمدیت کے مبارک ادوار میں جماعت احمدیہ، زمین کے کناروں تک	ادارہ	310
56.	خلفائے احمدیت کے مبارک ادوار میں تراجم قرآن مجید کی اشاعت	// // //	314

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

شکریہ

خلافت احمدیہ صدسالہ جوبلی کے شمارہ ہٰذا کے لئے مکرم مجاہد احمد صاحب شاستری استاذ جامعہ احمدیہ قادیان اور مکرم تنویر احمد صاحب احمدی آف سہارنپور حال مقیم قادیان نے پروف ریڈنگ اور مسودات کی چیکنگ میں جبکہ مکرم تسنیم احمد صاحب بٹ ٹیچر تعلیم الاسلام ہائی اسکول قادیان نے تکنیکی لحاظ سے تعاون دیا۔ ادارہ مذکورہ احباب اور مضامین نگاروں وشعراء کرام اور شمارہ ہٰذا میں کسی بھی رنگ میں تعاون کرنے والے احباب کا تہہ دل سے ممنون ومشکور ہے۔ اللہ تعالیٰ ان تمام کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

(ادارہ)

خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی ۲۰۰۸ء کے لئے دُعاؤں اور عبادات کا روحانی پروگرام

۱۔ ہر ماہ ایک نفلی روزہ رکھا جائے۔ جس کے لئے ہر قصبہ، شہر یا محلّہ میں مہینہ کے آخری ہفتہ میں کوئی ایک دن مقامی طور پر مقرر کر لیا جائے۔

۲۔ دو نفل روزانہ ادا کئے جائیں جو نماز عشاء کے بعد سے لے کر فجر سے پہلے تک یا نماز ظہر کے بعد ادا کئے جائیں۔

۳۔ سورۃ فاتحہ روزانہ کم از کم سات مرتبہ پڑھیں۔

۴۔ ﴿رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ﴾ (البقرۃ 251)

(ترجمہ): اے ہمارے رب! ہم پر صبر نازل کر اور ہمارے قدموں کو ثبات بخش اور کافر قوم کے خلاف ہماری مدد کر۔

(روزانہ کم از کم 11 مرتبہ پڑھیں)

۵۔ ﴿رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً۔ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ۔﴾

(آل عمران :9)

(ترجمہ) : اے ہمارے ربّ! ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ ہونے دے بعد اس کے کہ تُو ہمیں ہدایت دے چکا ہو۔ اور ہمیں اپنی طرف سے رحمت عطا کر۔ یقیناً تو ہی ہے جو بہت عطا کرنے والا ہے۔ (روزانہ کم از کم 33 مرتبہ پڑھیں)

۶۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ۔

(ترجمہ): اے اللہ! ہم تجھے سپر بنا کر دشمن کے سینوں کے مقابل پر رکھتے ہیں اور ہم ان کے تمام شر اور مضر اثرات سے تیری پناہ میں آتے ہیں۔ (روزانہ کم از کم 11 مرتبہ پڑھیں)

۷۔ اَسْتَغْفِرُاللّٰهَ رَبِّيْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَيْهِ۔

(ترجمہ): مَیں بخشش طلب کرتا ہوں اللہ سے جو میرا ربّ ہے ہر گناہ سے اور مَیں جھکتا ہوں اسی کی طرف۔

(روزانہ کم از کم 33 مرتبہ پڑھیں)

۸۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ۔ (ترجمہ): اللہ تعالیٰ پاک ہے اپنی حمد کے ساتھ پاک ہے، اور بہت عظمت والا ہے اے اللہ رحمتیں بھیج محمد ﷺ پر اور آپ کی آل پر۔ (روزانہ کم از کم 33 مرتبہ پڑھیں)

۹۔ درود شریف روزانہ کم از کم 33 مرتبہ پڑھیں۔

اداریہ

''راضی ہیں ہم اُسی میں جس میں تری رضا ہو''

سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ ۵ ردسمبر ۲۰۰۸ء بمقام مسجد بیت الہادی نئی دہلی میں فرمایا کہ بعض منذر خوابوں کی بناء پر اور پھر ممبئی میں ہونے والے واقعات کے باعث آپ نے قادیان کے جلسہ سالانہ میں شمولیت نہ کرنے کا ارادہ فرمایا ہے اور چونکہ حالات مزید خراب ہونے کا امکان ہے اس لئے حضور اقدس کی منظوری سے فی الحال جلسہ سالانہ قادیان کے التواء کا اعلان کیا گیا ہے۔ حضور انور نے خطبہ جمعہ ۵ ردسمبر میں فرمایا کہ انسان کی بہت سی خواہشات ہوتی ہیں بظاہر بعض خواہشات نیک کاموں کے لئے بھی ہوتی ہیں۔ انسان ان کی تکمیل کے لئے اجتہادی غلطی کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے اشاروں کو بھی نہیں سمجھتا۔ فرمایا اس مرتبہ بھی ایسا ہی ہوا ہے کہ بہت سے احمدیوں نے اپنی منذر خوابوں کا ذکر کیا تھا لیکن پھر خلافت جوبلی کے سال کے حوالہ سے یہ سفر اختیار کیا گیا لیکن اب حالات نے ظاہر کر دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہی منشاء ہے کہ قادیان کے سفر کو ملتوی کر دیا جائے چنانچہ حضور انور ۶ ردسمبر کی صبح دہلی سے لندن تشریف لے گئے اس موقع پر حضرت اقدس مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا یہ شعر کہ ؎

ہو فضل تیرا یارب یا کوئی ابتلا ہو
راضی ہیں ہم اسی میں جس میں تیری رضا ہو

ہم سب کے لئے مشعل راہ ہے۔

حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز حالیہ سفر کے لئے ۲۲ رنومبر کو لندن سے دہلی تشریف لائے تھے اور آپ ۲۳ رنومبر کو صبح دہلی پہنچے دہلی میں آپ نے احباب جماعت دہلی کو ملاقات کا شرف بخشا اور پھر آپ ۲۴ رنومبر کی صبح چنئی پہنچے جہاں آپ نے سینٹ تھامس ماؤنٹ چنئی میں مسجد ہادی کا افتتاح فرمایا۔ آپ نے تامل ناڈو کے احمدی احباب کو ملاقات کا شرف بخشا۔ لجنہ سے مختصر خطاب فرمایا پھر ۲۴ ر کو ہی آپ کیرالہ تشریف لے گئے اور ۲۵ سے یکم دسمبر تک آپ نے کیرالہ میں احباب جماعت کیرالہ کو ملاقات کا شرف عطا فرمانے کے علاوہ ارناکلم میں مسجد عمر کا افتتاح فرمایا کالیکٹ میں آپ کے اعزاز میں معززین شہر کو دیئے گئے استقبالیہ میں آپ نے خطاب فرمایا۔ الحمدللہ کہ تامل ناڈو اور کیرالہ کے اخبارات میں حضور اقدس کے دورہ کی وسیع پیمانے پر تشہیر ہوئی اور اخبارات نے اسے بین الاقوامی امن اور بھائی چارے کے قیام کے لئے ایک خوش آئندہ دورہ قرار دیا۔ اس اعتبار سے آپ ہندوستان میں کم وبیش دس یوم تک اپنی مبارک صحبت سے فیضیاب فرماتے رہے اور یہ دس روزہ دورہ بھی ہم اہل ہند کے لئے خدا کی طرف سے نازل ہونے والی ایک غنیمت سے کم نہ تھا۔ حضور انور اُن مقامات پر تشریف لے گئے جہاں پر آج تک کسی بھی خلیفۃ المسیح کے قدم نہیں پڑے اور ہندوستان کے دُور افتادہ علاقوں کے رہنے والے یہ محروم سالہا سال سے پیاسے تھے۔ اس اعتبار سے تامل ناڈو اور کیرالہ کا آپ کا یہ دورہ وہاں کی سالہا سال سے پڑی خشک زمین کے لئے کسی باران رحمت سے کم نہیں تھا۔ ان پیاسوں کی قسمت جاگ گئی اور وہ روحانی بارش سے فیضیاب ہوئے۔ علاوہ اس کے اس دَورے میں ایک یہ بھی تاریخی بات سامنے آئی کہ گزشتہ دورہ ۲۰۰۵ء میں تو صرف قادیان سے ہی حضور انور کے خطبات وخطابات ایم ٹی اے کے ذریعہ براہ راست نشر ہوئے تھے اس مرتبہ اللہ تعالیٰ نے کیرالہ اور دہلی کی زمین کو بھی شرف بخشا کہ یہاں سے بھی خلیفۃ المسیح کے انفاس روحانیہ پوری دنیا میں نشر ہوئے۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک۔ (حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ نے دورہ تامل ناڈو کیرالہ کی کسی قدر تفصیل اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۲ ردسمبر میں بیان فرمائی ہے اس خطبہ کا خلاصہ اسی شمارہ میں دوسری جگہ ملاحظہ فرمائیں۔)

قادیان آنے میں حضور انور کی روک بھی دراصل حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی ایک رؤیا کے مطابق ہے ۲۳ ردسمبر ۱۹۰۲ء کی آپؑ کی ایک رؤیا تذکرہ میں یوں درج ہے:

''نماز فجر سے پیشتر حضرت اقدس نے یہ رؤیا سنائی مَیں کسی اور جگہ ہوں اور قادیان کی طرف آنا چاہتا ہوں ایک دو آدمی ساتھ ہیں کسی نے کہا راستہ بند ہے ایک بڑا بحر ذخار چل رہا ہے مَیں نے دیکھا کہ واقع میں کوئی دریا نہیں بلکہ ایک بڑا سمندر ہے اور پیچیدہ ہو ہو کر چل رہا ہے۔ جیسے سانپ چلا کرتا ہے ہم واپس چلے آئے کہ ابھی راستہ نہیں اور یہ راہ بڑا خوفناک ہے۔'' (البدر جلد نمبر ۱۰ مورخہ ۲ رجنوری ۱۹۰۳ء صفحہ ۷۶)

مذکورہ رؤیا سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں یا آپ کے بعد آپ کے کسی اور خلیفہ کے زمانہ میں اس رنگ میں پوری نہیں ہوئی جس طرح سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے اس مبارک زمانہ میں اس وقت پوری ہوئی ہے۔

رؤیا میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے دیکھا کہ مَیں کسی اور جگہ ہوں اور قادیان کی

طرف آنا چاہتا ہوں۔آپ دہلی میں تھے اور وہاں سے قادیان کی طرف آنا چاہتے تھے اور مخدوش حالات کی وجہ سے آپ کے لئے قادیان کا راستہ بند ہو گیا اور راستے کو سانپ کی طرح نہایت خوفناک بتایا گیا ہے اور موجودہ خوفناک حالات اس کی بھر پور عکاسی کرتے ہیں۔خیر جو بھی ہو حضور علیہ السلام کے قادیان نہ آنے سے بھی جہاں سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا اظہار ہوتا ہے وہیں خلافت احمدیہ کی صداقت کی بھی یہ ایک عظیم الشان دلیل ہے۔یہ بات درست ہے کہ سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین کے قادیان تشریف نہ لانے سے اہل قادیان اور احباب جماعت بھارت کو افسوس ہوا ہے اور جذبات مجروح ہوئے ہیں لیکن ہمیں یہ بھی خوشی ہے کہ اس طرح حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا ایک الہام من وعن پورا ہوا ہے۔فالحمدللہ ذالک۔

سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سوسال قبل کا زمانہ ٹھیک سوسال بعد اپنی تاریخ کو دہراتا ہے اس اعتبار سے ہم دیکھتے ہیں کہ موجودہ سال کو ۱۹۰۸ء کے سال سے کیا نسبت ہے اور اس میں حضور علیہ السلام کے ۱۹۰۸ء میں پورے ہونے والے الہامات میں سے چند ایک قارئین کے ازدیاد ایمان کے لئے درج کرتے ہیں۔

(۱) تذکرہ صفحہ ۶۷۷ میں ایک الہام ہے:

’’سلامتی کا شہزادہ‘‘

یہ الہام عین سوسال بعد اس طرح پورا ہو کہ خلافت جوبلی کے سال میں حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دنیا کے کئی ملک میں امن کانفرنسیں منعقد فرما کر اسلام کے امن و آشتی کے پیغام کو دنیا میں پیش فرمایا اس میں جماعت احمدیہ کے سالانہ جلسوں سے لے کر برٹش ممبران پارلیمنٹ کو دیئے گئے خطابات سب شامل ہیں اور اس اعتبار سے یہ الہام اہم ہے کہ جماعت میں اس سال کو کتاب پیغام صلح کے سوسال پورے ہونے کے طور پر بھی منایا جارہا ہے۔

(۲) ایک الہام ہے:-

’’ہمیں دکھلایا گیا ہے کہ اس چھوٹی مسجد (مبارک) سے بڑی مسجد (اقصیٰ) تک مسجد ہی مسجد ہے اس کے بعد حضور نے فرمایا کہ اب مجھے پھر وہی دکھلایا گیا ہے کہ اس چھوٹی مسجد سے لے کر بڑی مسجد تک مسجد ہی مسجد ہے۔(صفحہ ۶۹۴)

یہ الہام بھی من وعن پورا ہو چکا ہے سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جس مکان میں مقیم ہوتے ہیں۔اس مکان سے اندر ہی اندر مسجد اقصیٰ کی طرف بھی اور مسجد مبارک کی طرف بھی تشریف لے جاتے ہیں اور جلسہ کے دنوں میں مسجد اقصیٰ سے مسجد مبارک تک بلکہ نیچے سڑکوں پر بھی احباب نمازیں پڑھ رہے ہوتے ہیں۔اس طرح حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا یہ الہام پورا ہو چکا ہے کہ مسجد اقصیٰ سے مبارک تک مسجد ہی مسجد ہے۔

(۳) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک الہام اس طرح ہے کہ:

’’ڈپٹی شنکر داس کا مکان جو مسجد اقصیٰ سے متصل تھا اور جو بعد میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اُسے خریدا اور صدر انجمن احمدیہ کے دفاتر کے طور پر استعمال ہوتا رہا ڈپٹی موصوف اپنی رہائش کے زمانہ میں مسجد آنے والوں کو پسند نہیں کرتا تھا اور کہتا تھا مسجد میں آنے والوں کے شور سے اُسے تکلیف ہوتی ہے جب حضور علیہ السلام کو یہ شکایت پہنچی تو آپؑ نے فرمایا۔

’’یہ مکان تو ہمارے قبضہ میں آنے والا ہے خدا نے ہم کو اس مکان کا وعدہ فرمایا ہوا ہے۔(تذکرہ صفحہ ۶۸۷)

یہ مکان آج ۲۰۰۸ء میں پورے طور پر منہدم ہو کر مسجد اقصیٰ کی توسیع میں شامل ہو چکا ہے اور اس طرح ٹھیک سوسال بعد حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا یہ الہام من وعن پورا ہو چکا ہے۔اسی طرح ۱۹۰۸ء کے درج ذیل الہامات بھی ہمارے لئے عظیم خوشخبریاں لئے ہوئے ہیں۔

فرمایا: ☆......انی معک اینما تذھب و تسیر (تذکرہ صفحہ ۶۳۲)

ترجمہ: مَیں تیرے ساتھ ہوں جہاں کہیں تو جائے اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا بحفاظت واپس تشریف لے جانا اس الہام کی صداقت کا بین ثبوت ہے۔

☆......انت امام مبارک (تذکرہ صفحہ ۶۳۵)

ترجمہ: تو امام مبارک ہے۔

☆......ظفر کم اللہ ظفرًا مبینا (تذکرہ صفحہ ۶۳۶)

ترجمہ: اللہ نے تم کو کھلی فتح دی ہے۔

الحمدللہ کہ اس مبارک سال میں بھی ہم نے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلافت احمدیہ کی صداقت کے نظارے دیکھے۔صد سالہ خلافت احمدیہ جوبلی کے اس مبارک سال میں مرکزی ارشاد کی روشنی میں ادارہ بدر خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی کا خصوصی نمبر لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہے ہم نے کوشش کی ہے کہ اختصار کے ساتھ خلافت احمدیہ کی سوسالہ جھلکیوں کو مختلف عناوین کی شکل میں پیش کریں۔امید ہے آپ کو یہ نمبر پسند آئے گا اور آپ اپنے مفید مشوروں سے ہمیں ضرور نوازیں گے۔جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

بالآخر ہم ایک بار پھر خلافت احمدیہ کے تمام پروانوں کی خدمت میں خلافت احمدیہ کی صد سالہ جوبلی کی دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتے ہیں اور دُعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ خلافت خامسہ کے اس مبارک دور کو اسلام کے عظیم الشان اور عالمگیر غلبہ کا دور بنادے۔آمین اللھم آمین۔

(منیر احمد خادم)

☆☆☆☆☆

اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِىْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّ هُدً[illegible] لْعٰلَمِيْنَ

سب سے پہلا گھر جو تمام لوگوں کے (فائدہ کے) لئے بنایا گیا وہ ہے جو مکہ میں ہے وہ تمام جہانوں کے [illegible]ت والا (مقام) اور (م[illegible]) ہدایت ہے

خانہ کعبہ

مسجد نبوی ﷺ

لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ

وہ مسجد جسکی بنیاد پہلے دن سے تقویٰ پر رکھی گئی ہے زیادہ حقدار ہے کہ تو اس میں (جماعت کرانے کے لئے) کھڑا ہو

ارشاد ربّانی

اللہ نے تم میں سے ایمان لانے والوں اور مناسبِ حال عمل کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ان کو زمین میں خلیفہ بنادے گا

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّھُمۡ فِی الۡاَرۡضِ کَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِھِمۡ ۪ وَ لَیُمَکِّنَنَّ لَھُمۡ دِیۡنَھُمُ الَّذِی ارۡتَضٰی لَھُمۡ وَ لَیُبَدِّلَنَّھُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ خَوۡفِھِمۡ اَمۡنًا ؕ یَعۡبُدُوۡنَنِیۡ لَا یُشۡرِکُوۡنَ بِیۡ شَیۡئًا ؕ وَ مَنۡ کَفَرَ بَعۡدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ ○

(سورۃ النور:56)

"اللہ نے تم میں سے ایمان لانے والوں اور مناسب حال عمل کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ان کو زمین میں خلیفہ[1] بنادے گا۔ جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ[2] بنادیا تھا۔ اور جو دین اس نے ان کے لئے پسند کیا ہے وہ ان کے لئے اُسے مضبوطی سے قائم کردے گا اور ان کے خوف کی حالت کے بعد وہ ان کے لئے امن کی حالت تبدیل کردے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے (اور) کسی چیز کو میرا شریک نہیں بنائیں گے اور جو لوگ اس کے بعد بھی انکار کریں گے وہ نافرمانوں میں سے قرار دیئے جائیں گے۔"

(تفسیر صغیر از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

---

[1] گو لفظ عام ہیں مگر مراد یہ ہے کہ تم میں سے خلیفے بنائے گا۔ یہ عربی زبان کا قاعدہ ہے کہ کبھی عام لفظ ہوتے ہیں اور ایک شخص مراد ہوتا ہے۔ اور کبھی ایک شخص کا ذکر کیا جاتا ہے اور ایک جماعت مراد ہوتی ہے۔ (دیکھیئے فقہ اللغۃ مصنفہ ثعالبی)

[2] پہلے لوگوں میں شخصی خلافت ہوئی۔ جیسے مسیحؑ کے بعد اور موسیٰؑ کے بعد۔ پس اس مثال سے آیت کا مضمون واضح ہوگیا اور یہ بھی واضح ہوگیا کہ یہ خلافت انتخابی ہوگی نہ کہ نسلی، مسیحیوں میں تو نسلی ہو ہی نہ سکتی تھی، کیونکہ ان کے بڑے پادریوں کے لئے شادی حرام ہے اور یہود میں زیادہ خلافت الہام سے ہوئی۔ جیسے یوشع موسیٰ علیہ السلام کے خلیفہ ہوئے۔ اسی طرح داوٗدؑ موسیٰ علیہ السلام کے خلیفہ ہوئے اور وہ صاحب الہام تھے۔

فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

نبوّت کے طریق پر خلافت

عَنْ حُذَیْفَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَکُوْنُ النُّبُوَّۃُ فِیْکُمْ مَاشَآءَ اللّٰہُ اَنْ تَکُوْنَ ثُمَّ یَرْفَعُھَا اللّٰہُ تَعَالٰی ثُمَّ تَکُوْنُ خِلَافَۃٌ عَلٰی مِنْھَاجِ النُّبُوَّۃِ مَاشَآءَ اللّٰہُ اَنْ تَکُوْنَ ثُمَّ یَرْفَعُھَا اللّٰہُ تَعَالٰی ثُمَّ تَکُوْنُ مُلْکًا عَاضًّا فَتَکُوْنُ مَاشَآءَ اللّٰہُ اَنْ تَکُوْنَ ثُمَّ یَرْفَعُھَا اللّٰہُ تَعَالٰی ثُمَّ تَکُوْنُ مُلْکًا جَبْرِیَّۃً فَیَکُوْنُ مَاشَآءَ اللّٰہُ اَنْ یَکُوْنَ ثُمَّ یَرْفَعُھَا اللّٰہُ تَعَالٰی ثُمَّ تَکُوْنُ خِلَافَۃٌ عَلٰی مِنْھَاجِ النُّبُوَّۃِ ثُمَّ سَکَتَ۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 4 صفحہ 273۔ مشکوٰۃ باب الْاِنْذَارِ وَالتَّحْذِیْرِ)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا پھر وہ اس کو اٹھالے گا اور خلافت عَلٰی مِنْھَاجِ النُّبُوَّۃِ قائم ہوگی، پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس نعمت کو بھی اٹھالے گا، پھر ایذا رساں بادشاہت قائم ہوگی اور تب تک رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ جب یہ دور ختم ہوگا تو اس سے بھی بڑھ کر جابر بادشاہت قائم ہوگی اور تب تک رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا پھر وہ ظلم ستم کے اس دور کو ختم کردے گا جس کے بعد پھر نبوت کے طریق پر خلافت قائم ہوگی! یہ فرما کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے۔

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: اِنْ رَأَیْتَ یَوْمَئِذٍ خَلِیْفَۃَ اللّٰہِ فِی الْاَرْضِ فَالْزِمْہُ وَاِنْ نُھِکَ جِسْمُکَ وَأُخِذَ مَالُکَ۔ یعنی اگر تو اللہ کے خلیفہ کو زمین میں دیکھے تو اسے مضبوطی سے پکڑ لینا اگرچہ تیرا جسم نوچ دیا جائے اور تیرا مال چھین لیا جائے۔" (مسند احمد بن حنبل حدیث حذیفۃ بن الیمان حدیث نمبر 22916)

شبیہ مبارک سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام

(ولادت ۱۸۳۵ء-ماموریت ۱۸۸۲ء-وفات ۲۶رمئی ۱۹۰۸ء)

شبیه مبارک سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مهدی معهود علیه الصلوٰة والسلام

(عہد ماموریت کا سب سے پہلا فوٹو جو وسط ۱۸۹۹ء میں بمقام قادیان لیا گیا)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

آپ کے ساتھ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی کی بچپن کی تصویر

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی ایک اور تصویر

دائیں سے بائیں (کرسیوں پر): حضرت مفتی محمد صادقؓ، حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمدؓ، حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام (گود میں حضرت مرزا شریف احمدؓ)، حضرت حکیم مولوی نور الدینؓ (خلیفہ اوّل)، حضرت مولوی عبد الکریم سیالکوٹیؓ، حضرت پیر منظور محمدؓ موجد قاعدہ یسرنا القرآن۔ (کھڑے ہوئے) حضرت منشی کرم علیؓ کاتب، مولوی عبد اللہ عرب، مولوی محمد علی، حضرت میاں معراج الدینؓ عمر، حضرت حکیم فضل دینؓ بھیروی، حضرت حکیم محمد حسینؓ ''مرہم عیسیٰ''، حضرت شیخ یعقوب علی عرفانیؓ (تراب)، مفتی فضل الرحمٰن، حضرت بھائی عبد الرحیمؓ نومسلم۔
(نیچے بیٹھے ہوئے) حضرت پیر سراج الحق نعمانیؓ، حضرت حکیم قطب الدینؓ، حضرت مولوی شیر علیؓ، ملک شیر محمد صاحب بی اے جموں۔ (؟) (جون ۱۸۹۹ء کا فوٹو)

دائیں سے بائیں (کرسیوں پر): حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمدؓ میاں معراج الدین عمرؓ کی گود میں، حضرت مفتی محمد صادقؓ بھیروی، حضرت مولانا حکیم نور الدینؓ (خلیفہ اوّل)، حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام (گود میں حضرت مرزا شریف احمدؓ)، حضرت مولوی عبد الکریمؓ سیالکوٹی، مولوی محمد علی ایم اے، حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ (خلیفہ ثانی)۔ (نیچے بیٹھے ہوئے) منشی کرم علی کاتب، حضرت مولوی شیر علیؓ، حضرت شیخ یعقوب علی ترابؓ (عرفانی)، ملک شیر محمدؓ بی اے آف جموں، حضرت پیر سراج الحق نعمانیؓ (گود میں اُن کا بچہ ہے)، مفتی فضل الرحمٰن، (؟)
(پیچھے کھڑے ہوئے): ملک غلام حسینؓ رہتاسی نان پز حضرت مسیح موعود علیہ السلام، مولوی حکیم قطب الدینؓ بدوملوی، مہر نبی بخشؓ بٹالوی، حکیم محمد حسین مرہم عیسیٰؓ، عبد اللہ عربؓ، حضرت حکیم فضل دینؓ بھیروی، حضرت بھائی چوہدری عبد الرحیمؓ نومسلم، حضرت پیر منظور محمدؓ موجد قاعدہ یسرنا القرآن (گود میں اُن کی بچی ہے)، مرزا اسمٰعیل بیگؓ پریس مین بعدہٗ شیر فروش۔

خطبہ الہامیہ کی مبارک تقریب کا گروپ فوٹو (۱۱؍ اپریل ۱۹۰۰ء)

دائیں سے بائیں (نیچے بیٹھے ہوئے): حضرت خلیفہ رشید الدینؓ، حضرت سیٹھ اسمٰعیل آدمؓ، حضرت مفتی محمد صادقؓ، مرزا خدا بخشؓ، شیخ مولا بخشؓ، شیخ عبدالرزاقؓ ولد شیخ عبدالرحمٰن۔ (کرسیوں پر) شیخ رحمت اللہؓ، حضرت مولوی عبدالکریمؓ، حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام، حضرت مولوی غلام حسن پشاوریؓ، حضرت حکیم مولانا نورالدینؓ (خلیفہ اوّل) حضرت مرزا بشیر احمدؓ (مولانا موصوف کی گود میں)، (کھڑے ہوئے) عبدالحمید ابن شیخ رحمت اللہ، حکیم فضل الٰہیؓ لاہوری، منشی تاج الدین، حضرت میر ناصر نوابؓ، حضرت میر حامد شاہؓ، ماسٹر غلام محمدؓ سیالکوٹی، حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ (خلیفۃ المسیح الثانیؓ)

دائیں سے بائیں (پیچھے کھڑے ہوئے): (؟)، ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگؓ، مفتی فضل الرحمٰنؓ، حضرت پیر منظور محمدؓ، حضرت حکیم فضل دین بھیرویؓ۔
(کرسیوں پر) (؟)، حضرت چوہدری مولا بخش سیالکوٹیؓ، حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مع صاحبزادہ مرزا شریف احمدؓ، حضرت شیخ نور احمدؓ ریاض ہند پریس، مستری فیض احمدؓ جموں۔
نیچے بیٹھے ہوئے: حکیم شمس الدینؓ سیالکوٹی، حضرت پیر سراج الحق نعمانیؓ کے ایک عزیز، پیر سراج الحق نعمانیؓ، محمد یعقوب ابن حضرت حکیم محمد حسین قریشی مفرح عنبری، حضرت حکیم محمد حسینؓ قریشی مفرح عنبری لاہور

دائیں سے بائیں (کھڑے ہوئے): (؟)، (؟)، (؟)، شیخ غلام حسینؓ حاجی پورہ سیالکوٹ، میاں بشارت احمد کلرک ڈاکخانہ سیالکوٹ، سید ارشاد شاہؓ سیالکوٹی، (؟)، حضرت حکیم فضل دین بھیرویؓ، میاں غلام محمد کاتب، شیخ محمد اکبرؓ حاجی پورہ سیالکوٹ، میاں خدا بخش سیالکوٹ چھاؤنی، شیخ مولا بخشؓ سیالکوٹی۔ (کرسیوں پر): (؟)، (؟)، حضرت منشی اللہ دتاؓ سیالکوٹ موری دروازہ، حضرت میاں نظام دینؓ سیالکوٹ، حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام، حضرت حکیم حسام الدینؓ (گود میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ)، میاں فضل دین زرگرؓ سیالکوٹی (گود میں صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ) (نیچے بیٹھے ہوئے) (؟)، مستری شہاب الدینؓ جموں، منشی محمد عبد اللہؓ سیالکوٹی، میاں محمد دینؓ کانسٹبل سیالکوٹی، منشی رحیم بخشؓ سیالکوٹی (گود میں حضرت میر محمد اسحٰقؓ)، شیخ جان محمدؓ وزیر آبادی، حضرت قاضی ضیاء الدینؓ۔

دائیں سے بائیں (کھڑے ہوئے): (؟)، حضرت شیخ یعقوب علی عرفانیؓ، (؟)، حضرت چوہدری مولا بخشؓ، (؟)، حضرت ڈاکٹر فیض علی صابرؓ (کرسیوں پر) حضرت منشی عبد العزیز دہلویؓ مصنف حیرت کی حیرانی، حضرت ڈاکٹر محمد اسمٰعیلؓ خان گوڑیانی، سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام، حضرت مرزا یعقوب بیگؓ، حضرت مرزا نیاز بیگؓ کلانوری۔
(نیچے بیٹھے ہوئے) (؟)، حضرت منشی رستم علی خانؓ مدار ضلع جالندھر، حضرت منشی روڑا خانؓ کپورتھلوی، حضرت منشی کرم علی کاتبؓ، چوہدری فضل دینؓ دفتری۔
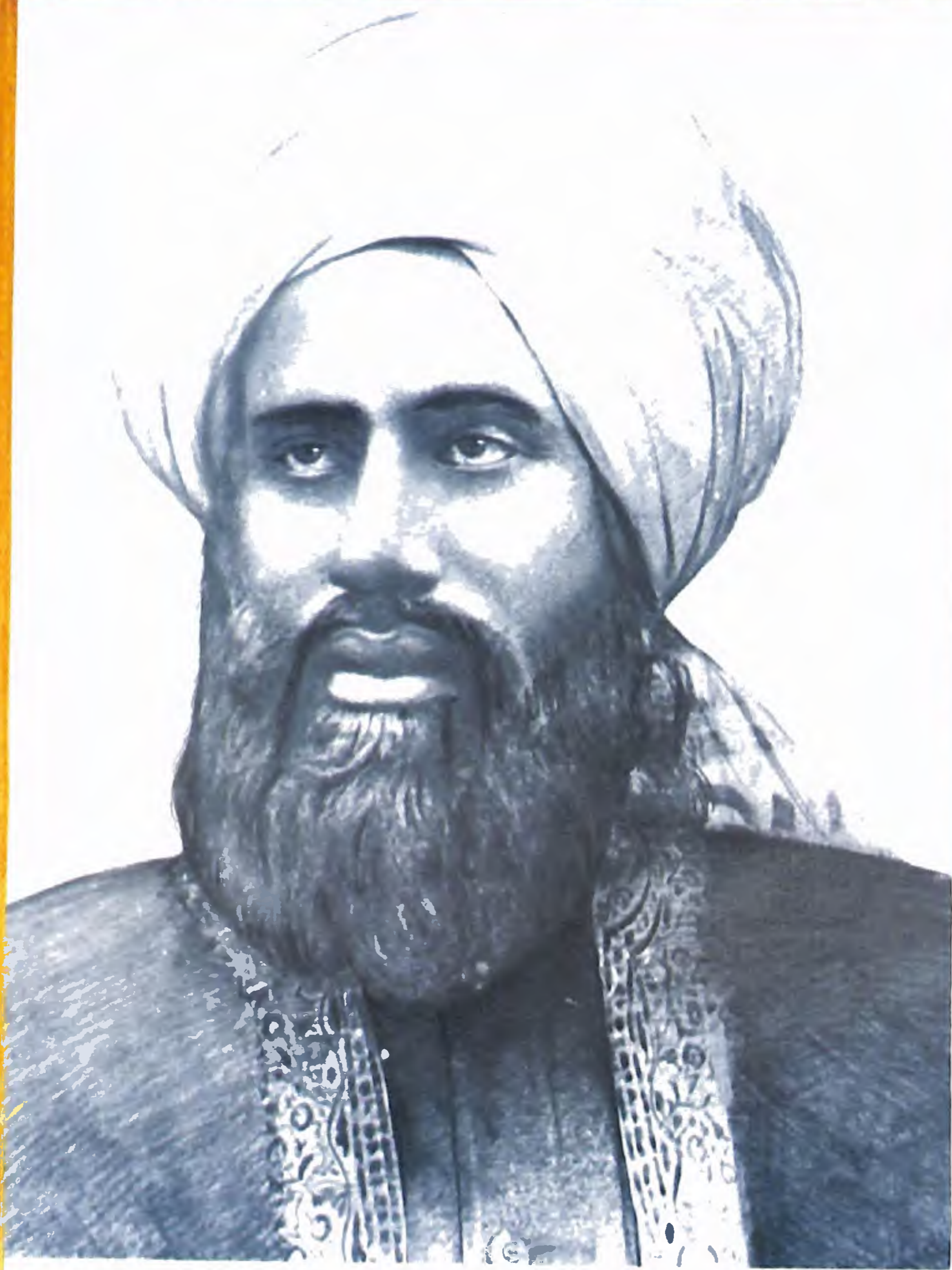
شبیہ مبارک سیدنا الحاج حافظ حکیم نورالدین بھیروی خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(ولادت ۱۸۴۱ء- خلافت ۲۷رمئی ۱۹۰۸ءوفات ۱۳رمارچ ۱۹۱۴ء)

چہ خوش بودے اگر ہر یک زامت نور دیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پراز نور یقیں بودے

۱۹۰۲ء کا ایک فوٹو۔ حضرت مولانا نورالدینؓ کی گود میں آپ کے فرزند میاں عبدالحیٔ صاحب ہیں

قادیان میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے مکان کا بیرونی دروازہ

مقام ظہور قدرت ثانیہ بہشتی مقبرہ قادیان جہاں خلیفۃ المسیح الاوّل کا انتخاب ہوا

حضورؓ کا مقام وصال کوٹھی حجۃ اللہ حضرت نواب محمد علی خانؓ

بہشتی مقبرہ قادیان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پہلو میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کا مزار

ارشادات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام:

تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں اور رسول کا جانشین معنوں کے لحاظ سے وہی ہوسکتا ہے جو ظلی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہو اس واسطے رسول کریم نے نہ چاہا کہ ظالم بادشاہوں پر خلیفہ کا لفظ اطلاق ہو کیونکہ خلیفہ درحقیقت رسول کا ظل ہوتا ہے اور چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں لہٰذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسول کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اولیٰ ہیں ظلی طور پر ہمیشہ کے لئے تا قیامت قائم رکھے۔ سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا کہ دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکاتِ رسالت سے محروم نہ رہے۔''

(شہادۃ القرآن روحانی خزائن جلد6۔ صفحہ 353)

''تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک مَیں نہ جاؤں۔ لیکن مَیں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دیگا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔ جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے۔ اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ مَیں اس جماعت کو جو تیرے پَیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دونگا۔ سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے تا بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے۔ وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے وہ سب کچھ تمہیں دکھلائے گا جس کا اس نے وعدہ فرمایا ہے۔ اگرچہ یہ دن دنیا کے آخری دن ہیں اور بہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے پر ضرور ہے کہ یہ دنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جن کی خدا نے خبر دی مَیں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور مَیں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں۔ اور میرے بعد بعض اور وجود ہونگے جو دوسری قدرت کا مظہر ہونگے۔''

(رسالہ الوصیت صفحہ:۸)

ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ:

تمہاری حالت اپنے امام کے ہاتھ میں ایسی ہو جیسے میت غسّال کے ہاتھ میں ہوتی ہے

”آخر میں ایک بات اور کہنا چاہتا ہوں اور یہ وصیت کرتا ہوں کہ تمہارا اعتصام حبل اللہ کے ساتھ ہو۔ قرآن تمہارا دستور العمل ہو، باہم کوئی تنازع نہ ہو کیونکہ تنازع فیضان الٰہی کو روکتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کی قوم جنگل میں اسی طرح نقص کی وجہ سے ہلاک ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم نے احتیاط کی اور وہ کامیاب ہو گئے۔ اب تیسری مرتبہ تمہاری باری آئی ہے اس لئے چاہئے کہ تمہاری حالت اپنے امام کے ہاتھ میں ایسی ہو جیسے میت غسال کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ تمہارے تمام ارادے اور خواہشیں مردہ ہوں اور تم اپنے آپ کو امام کے ساتھ ایسا وابستہ کرو جیسے گاڑیاں انجن کے ساتھ اور پھر ہر روز دیکھو کہ ظلمت سے نکلتے ہو یا نہیں، استغفار کثرت سے کرو اور دعاؤں میں لگے رہو، وحدت کو ہاتھ سے نہ دو، دوسرے کے ساتھ نیکی اور خوش معاملگی میں کوتاہی نہ کرو۔ تیرہ سو برس کے بعد یہ زمانہ ملا ہے اور آئندہ یہ زمانہ قیامت تک نہیں آسکتا۔ پس اس نعمت کا شکر کرنے پر ازدیاد نعمت ہوتا ہے۔ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ لیکن جو شکر نہیں کرتا وہ یاد رکھے اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِيْدٌ (ابراہیم)۔“

(الحکم 24 جنوری 1903 جلد 7 نمبر 3۔ صفحہ 15)

”تم اس حبل اللہ کو آپ مضبوط پکڑ لو۔ یہ بھی خدا ہی کی رَسن ہے جس نے تمہارے متفرق اجزا کو اکٹھا کر دیا ہے۔ پس اسے مضبوط پکڑے رکھو۔ تم خوب یاد رکھو کہ معزول کرنا اب تمہارے اختیار میں نہیں۔ تم مجھ میں عیب دیکھو آگاہ کر دو مگر ادب کو ہاتھ سے نہ دو خلیفہ بنانا انسان کا کام نہیں۔ یہ خدا تعالیٰ کا اپنا کام ہے اللہ تعالیٰ نے چار خلیفے بنائے ہیں۔ آدم کو داؤد کو اور ایک وہ خلیفہ ہوتا ہے جو لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ میں موعود ہے اور تم سب کو بھی خلیفہ بنایا۔ پس مجھے اگر خلیفہ بنایا ہے تو خدا نے بنایا ہے اور اپنے مصالح سے بنایا ہے تمہاری بھلائی کے لئے بنایا ہے۔ خدا تعالیٰ کے بنائے ہوئے خلیفہ کو کوئی طاقت معزول نہیں کر سکتی۔ اس لئے تم میں سے کوئی مجھے معزول کرنے کی قدرت اور طاقت نہیں رکھتا۔ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے معزول کرنا ہوگا تو وہ مجھے موت دے دے گا۔“

(اخبار ”بدر“ یکم فروری 1913ء جلد 11 نمبر 18و19۔ صفحہ 3)

”یہ اعتراض کرنا کہ خلافت حق دار کو نہیں پہنچی رافضیوں کا عقیدہ ہے۔ اس سے توبہ کر لو اللہ تعالیٰ اپنے ہاتھ سے جس کو حقدار سمجھتا خلیفہ بنا دیا جو اس کی مخالفت کرتا ہے وہ جھوٹا اور فاسق ہے فرشتے بن کر اطاعت و فرمانبرداری اختیار کرو ابلیس نہ بنو۔“

(”بدر“ 4 جولائی 1912ء جلد 12 نمبر 1۔ صفحہ 7)

شبیه مبارک سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد المصلح الموعود خلیفة المسیح الثانی رضی الله عنه

(ولادت ۱۲ر جنوری ۱۸۸۹ء خلافت ۱۴ر مارچ ۱۹۱۴ء وفات ۸ر نومبر ۱۹۶۵ء)

ارشادات حضرت خليفة المسيح الثاني رضى الله عنه:

اگر تم اللہ تعالیٰ کی نصرت چاہتے ہو تو یاد رکھو کہ تمہارا اُٹھنا، بیٹھنا، کھڑا ہونا اور چلنا، تمہارا بولنا اور خاموش ہونا میرے ماتحت ہو

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

''ہماری جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ جماعت کا جو خلیفہ ہو وہ اپنے زمانہ میں جماعت کے تمام لوگوں سے افضل ہوتا ہے اور چونکہ ہماری جماعت ہمارے عقیدہ کی رُو سے باقی تمام جماعتوں سے افضل ہے اس لئے ساری دنیا میں سے افضل جماعت میں سے ایک شخص جب سب سے افضل ہوگا تو موجودہ لوگوں کے لحاظ سے یقیناً اُسے ''بعد از خدا بزرگ توئی'' کہہ سکتے ہیں۔''

(الفضل 27 اگست 1937ء صفحہ 6)

''جماعت احمدیہ کے خلیفہ کی حیثیت دنیا کے تمام بادشاہوں اور شہنشاہوں سے زیادہ ہے، وہ دنیا میں خدا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نمائندہ ہے۔''

(الفضل 27 اگست 1937ء صفحہ 8)

''جماعت کے اتحاد اور شریعت کے احکام کو پورا کرنے کے لئے ایک خلیفہ کا ہونا ضروری ہے اور جو اس بات کو رد کرتا ہے وہ گویا شریعت کے احکام کو رد کرتا ہے۔ صحابہ کا عمل اس پر ہے اور سلسلہ احمدیہ سے بھی خدا تعالیٰ نے اسی کی تصدیق کرائی ہے۔ جماعت کے معنی ہی یہی ہیں کہ وہ ایک امام کے ماتحت ہو۔ جو لوگ کسی امام کے ماتحت نہیں وہ جماعت نہیں اور ان پر خدا تعالیٰ کے وہ فضل نازل نہیں ہو سکتے اور کبھی نہیں ہو سکتے جو ایک جماعت پر ہوتے ہیں۔''

(''کون ہے جو خدا کے کام کو روک سکے'' انوار العلوم جلد 2۔ صفحہ 13)

''خلافت ایک الٰہی نعمت ہے۔ کوئی نہیں جو اس میں روک بن سکے۔ وہ خدا تعالیٰ کے نور کے قیام کا ذریعہ ہے جو اس کو مٹانا چاہتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے نور کو مٹانا چاہتا ہے۔ ہاں وہ ایک وعدہ جو پورا تو ضرور کیا جاتا ہے لیکن اس کے زمانے کی لمبائی مومنوں کے اخلاق سے وابستہ ہے۔''

(الفضل 23 ستمبر 1937ء۔ صفحہ 15)

''میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ خواہ تم کتنے عقلمند اور مدبر ہو، اپنی تدابیر اور عقلوں پر چل کر دین کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے جب تک تمہاری عقلیں اور تدابیریں خلافت کے ماتحت نہ ہوں اور تم امام کے پیچھے پیچھے نہ چلو، ہرگز اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت تم حاصل نہیں کر سکتے۔ پس اگر تم اللہ تعالیٰ کی نصرت چاہتے ہو تو یاد رکھو اس کا کوئی ذریعہ نہیں سوائے اس کے کہ تمہارا اُٹھنا بیٹھنا، کھڑا ہونا اور چلنا، تمہارا بولنا اور خاموش ہونا میرے ماتحت ہو۔''

(الفضل 4 ستمبر 1937ء صفحہ 8)

’’خلافت کے تو معنی ہی یہ ہیں کہ جس وقت خلیفہ کے منہ سے کوئی لفظ نکلے اس وقت سب سکیموں، سب تجویزوں اور سب تدابیروں کو پھینک کر رکھ دیا جائے اور سمجھ لیا جائے کہ اب وہی سکیم وہی تجویز اور وہی تدبیر مفید ہے جس کا خلیفۂ وقت کی طرف سے حکم ملا ہے۔ جب تک یہ روح جماعت میں پیدا نہ ہو اس وقت تک سب خطبات رائگاں، تمام سکیمیں باطل اور تمام تدبیریں ناکام ہیں۔‘‘ (خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 24 جنوری 1936ء مطبوعہ الفضل 31 جنوری 1936ء۔ صفحہ 9)

’’خوب یاد رکھو کہ خلیفہ خدا بناتا ہے اور جھوٹا ہے وہ انسان جو یہ کہتا ہے کہ خلیفہ انسانوں کا مقرر کردہ ہوتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح مولوی نورالدین صاحب اپنی خلافت کے زمانہ میں چھ سال متواتر اس مسئلہ پر زور دیتے رہے کہ خلیفہ خدا مقرر کرتا ہے نہ انسان اور درحقیقت قرآن شریف کے غور سے مطالعہ کرنے پر معلوم ہوتا ہے کہ ایک جگہ بھی خلافت کی نسبت انسانوں کی طرف نہیں کی گئی بلکہ ہر قسم کے خلفا کی نسبت اللہ تعالیٰ نے یہی فرمایا ہے کہ انہیں ہم بناتے ہیں۔‘‘

(’’کون ہے جو خدا کے کام روک سکے‘‘ انوار العلوم جلد 2۔ صفحہ 11)

’’یاد رکھو ایمان کسی خاص چیز کا نام نہیں بلکہ ایمان نام ہے اس بات کا کہ خدا تعالیٰ کے قائم کردہ نمائندہ کی زبان سے جو بھی آواز بلند ہو اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کی جائے......... ہزار دفعہ کوئی شخص کہے کہ میں مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لاتا ہوں، ہزار دفعہ کوئی کہے کہ میں احمدیت پر ایمان رکھتا ہوں، خدا کے حضور اس کے ان دعووں کی کوئی قیمت نہیں ہوگی جب تک وہ اس شخص کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ نہیں دیتا جس کے ذریعہ خدا اس زمانہ میں اسلام قائم کرنا چاہتا ہے۔ جب تک جماعت کا ہر شخص پاگلوں کی طرح اس کی اطاعت نہیں کرتا اور جب تک اس کی اطاعت میں اپنی زندگی کا ہر لمحہ بسر نہیں کرتا اس وقت تک وہ کسی قسم کی فضیلت اور بڑائی کا حقدار نہیں ہوسکتا۔‘‘

(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 25 اکتوبر 1946ء مطبوعہ الفضل 15 نومبر 1946۔ صفحہ 6)

’’یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے اکثروں کی گردنیں میرے سامنے جھکا دیں۔ میں کیونکر تمہاری خاطر خدا تعالیٰ کے حکم کو رد کردوں مجھے اس نے اسی طرح خلیفہ بنایا جس طرح پہلوں کو بنایا تھا۔ گو میں حیران ہوں کہ میرے جیسا نالائق انسان اسے کیونکر پسند آ گیا؟ لیکن جو کچھ بھی ہو اس نے مجھے پسند کرلیا اور اب کوئی انسان اس کرتہ کو مجھ سے نہیں اُتار سکتا جو اس نے مجھے پہنایا ہے یہ خدا کی دین ہے اور کون سا انسان ہے جو خدا کے عطیہ کو مجھ سے چھین لے؟ خدا تعالیٰ میرا مددگار ہوگا۔ میں ضعیف ہوں مگر میرا مالک بڑا طاقتور ہے، کمزور ہوں مگر میرا آقا بڑا توانا ہے، میں بلا اسباب ہوں لیکن میرا بادشاہ تمام اسبابوں کا خالق ہے میں بے مددگار ہوں لیکن میرا رب فرشتوں کو میری مدد کے لئے نازل فرمائے گا۔‘‘

(’’کون ہے جو خدا کے کاموں کو روک سکے‘‘ انوار العلوم جلد 2 صفحہ 15)

❁❁❁
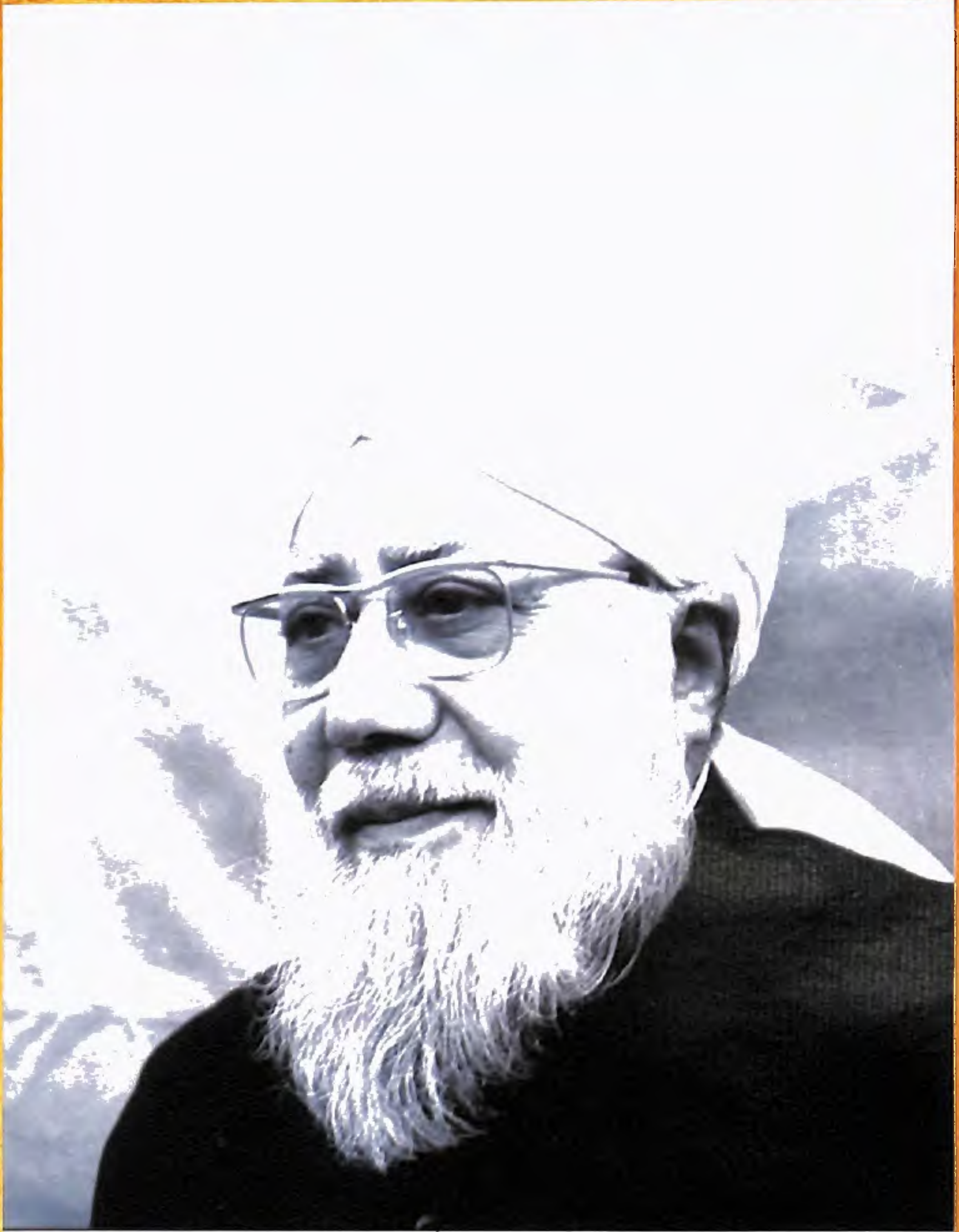
شبیه مبارک سیدنا حضرت حافظ مرزا ناصر احمد خلیفة المسیح الثالث رحمه الله تعالیٰ

(ولادت ۱۵/نومبر ۱۹۰۹ء خلافت ۸/نومبر ۱۹۶۵ء وفات ۹/جون ۱۹۸۲ء)

ارشادات حضرت خلیفة المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ

جس شخص کو بھی اللہ تعالیٰ آپ کا خلیفہ بنائے گا اس کے دل میں آپ کے لئے بے انتہا محبت پیدا کردے گا

حضرت خلیفة المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''تو میں آپ کو وضاحت کے ساتھ بتانا چاہتا ہوں کہ جس شخص کو بھی اللہ تعالیٰ آپ کا خلیفہ بنائے گا، اس کے دل میں آپ کے لئے بے انتہا محبت پیدا کردے گا اور اس کو یہ توفیق دے گا کہ وہ آپ کے لئے اتنی دعائیں کرے کہ دعا کرنے والے ماں باپ نے بھی آپ کے لئے اتنی دعائیں نہ کی ہوں گی اور اس کو یہ بھی توفیق دے گا کہ آپ کی تکلیفوں کو دور کرنے کے لئے ہر قسم کی تکلیف وہ خود برداشت کرے اور بشاشت کرے اور آپ پر احسان جتائے بغیر کرے کیونکہ وہ خدا کا نوکر ہے آپ کا نوکر نہیں ہے اور خدا کا نوکر خدا کی رضا کے لئے ہی کام کرتا ہے کسی پر احسان رکھنے کے لئے کام نہیں کرتا لیکن اس کا یہ حال اور اس کا یہ فعل اس بات کی علامت نہیں ہے کہ اس کے اندر کوئی کمزوری ہے اور آپ اس کی کمزوری سے ناجائز فائدہ اٹھا سکتے ہیں وہ کمزور نہیں، خدا کے لئے اس کی گردن اور کمر ضرور جھکی ہوئی ہے لیکن خدا کی طاقت کے بل بوتے پر وہ کام کرتا ہے۔ایک یا دو آدمیوں کا سوال ہی نہیں میں نے بتایا ہے کہ ساری دنیا بھی مقابلہ میں آجائے تو اس کی نظر میں کوئی چیز نہیں۔''

(خطبات ناصر جلد 1 صفحہ 494 خطبہ جمعہ 18 نومبر 1966ء)

''پس یا تو ہمارا یہ عقیدہ ہی غلط ہے کہ خلیفہ وقت ساری دنیا کا اُستاد ہے اور اگر یہ سچ ہے اور یقیناً یہی سچ ہے تو دنیا کے عالم اور فلاسفر شاگرد کی حیثیت سے ہی اس کے سامنے آئیں گے۔استاد کی حیثیت سے اس کے سامنے نہیں آئیں گے۔''

(خطباتِ ناصر)

''ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ خلیفہ، اللہ تعالیٰ ہی بناتا ہے اگر بندوں پر اس کو چھوڑا جاتا تو جو بھی بندوں کی نگاہ میں افضل ہوتا اسے ہی وہ اپنا خلیفہ بنا لیتے لیکن خلیفہ خود اللہ تعالیٰ بناتا ہے اور اس کے انتخاب میں کوئی نقص نہیں وہ اپنے ایک کمزور بندے کو چنتا ہے جس کے متعلق دنیا سمجھتی ہے کہ اسے کوئی علم حاصل نہیں، کوئی رُوحانیت، اور بزرگی اور طہارت اور تقویٰ حاصل نہیں۔ اسے وہ بہت کمزور جانتے ہیں اور بہت حقیر سمجھتے ہیں، پھر اللہ تعالیٰ اس کو چن کر اس پر اپنی عظمت اور جلال کا ایک جلوہ کرتا ہے اور جو کچھ وہ تھا اور جو کچھ اس کا تھا اس میں سے وہ کچھ بھی باقی نہیں رہنے دیتا اور خدا تعالیٰ کی عظمت اور جلال کے سامنے کلی طور پر فنا

اور نیستی کا لبادہ پہن لیتا ہے اور اس کا وجود دنیا سے غائب ہو جاتا ہے اور خدا کی قدرتوں میں وہ چھپ جاتا ہے تب اللہ تعالیٰ اسے اٹھا کر اپنی گود میں بٹھالیتا ہے اور جو اس کے مخالف ہوتے ہیں انہیں کہتا ہے مجھ سے لڑو اگر تمہیں لڑنے کی تاب ہے، یہ بندہ بیشک نحیف، کم علم، کمزور، کم طاقت اور تمہاری نگاہ میں طہارت اور تقویٰ سے عاری ہے لیکن اب یہ میری پناہ میں آ گیا ہے اب تمہیں بہرحال اس کے سامنے جھکنا پڑے گا۔ ایسا کیوں ہوتا ہے؟ اس لئے کہ خدا تعالیٰ یہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ انتخابِ خلافت کے وقت اسی کی منشا پوری ہوتی ہے اور بندوں کی عقلیں کوئی کام نہیں دیتیں۔'' (الفضل 17 مارچ 1967ء)

''فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا وَ اَنْفِقُوْا خَيْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ ط وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔ (التغابن: 17)

یعنی جتنا ہو سکے اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو اور اس کی بات سنو اور اس کی اطاعت کرو اور اپنے مال اس کی راہ میں خرچ کرتے رہو۔ تمہاری جانوں کے لئے بہتر ہے اور جو لوگ اپنے دل کے بخل سے بچائے جاتے ہیں وہی کامیاب ہونے والے ہیں کہ جہاں تک ہو سکے اپنی طاقت، قوت اور استعداد کے مطابق تقویٰ یہ ہے کہ وَاسْمَعُوْا وَ اَطِيْعُوْا (بخاری کتاب الجهاد و السير باب السمع و الطاعة) کہ اللہ تعالیٰ کی آواز سنو اور لبیک کہتے ہوئے اس کی اطاعت کرو اگر تم تقویٰ کی راہوں پر چل کر سَمْعًا وَّ طَاعَةً کا نمونہ پیش کرو گے تو تمہیں اللہ تعالیٰ اس بات کی بھی توفیق دے گا کہ تم اپنی جانوں، مالوں اور عزتوں سب کو اس کی راہ میں قربان کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ اس طرح تمہیں دل کے بخل سے محفوظ کر لیا جائے گا یہی کامیابی کا راز ہے۔'' (خطبات ناصر جلد 1 صفحہ 244.245 خطبہ جمعہ 6 مئی 1966ء)

''درحقیقت خلیفہ کسی دنیاوی انجمن کا سربراہ نہیں ہوتا۔ اُس کا انتخاب خدا خود کرتا ہے اور وہ خدا کے ہاتھ میں ایک آلہ کی طرح ہوتا ہے۔ اس کے ذریعہ آسمانی مقصد اور آسمانی اسکیم کی دنیا میں نمائندگی ہوتی ہے۔ یاد رکھو ! احمدیت کوئی انسانوں کی از خود بنائی ہوئی کلب نہیں ہے یہ ایک جماعت ہے اور جماعت بھی ایسی جس کی بنیاد اللہ تعالیٰ نے خود رکھی ہے اللہ تعالیٰ ہمیشہ انکی رہنمائی کرتا رہے گا اور اللہ تعالیٰ ہی حقیقتاً تمام روشنی کا منبع ہے۔ اس جماعت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ اور قرآن کی عظمت اور شان کو دوبارہ قائم کرنے کا فیصلہ فرمایا ہے۔ یہی جماعت انسانیت کی امیدوں کا مرجع اور اس کی درخشندہ مستقبل کی ضامن ہے۔ ..... یہ بات تو واضح ہے کہ مہدی علیہ السلام جسمانی طور پر ہمیشہ تو اس دنیا میں نہیں رہ سکتے تھے۔ لیکن خلافت رہ سکتی ہے اور انشاء اللہ ہمیشہ قائم رہے گی درحقیقت خلافت اسلام کی ان برکات کے تسلسل کا نام ہے جو مہدی موعودؑ دوبارہ دنیا میں لائے تھے''۔

(خطبہ فرمودہ 17 اپریل 1970 بمقام لیگوس۔ نائجیریا)

شبیه مبارک سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد خلیفة المسیح الرابع رحمه الله تعالیٰ

(ولادت ۱۸؍دسمبر ۱۹۲۸ءخلافت از ۱۰؍جون ۱۹۸۲ءوفات ۱۹؍اپریل ۲۰۰۳ء)

ارشادات حضرت خلیفة المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ:

ہر حالت میں امام کے پیچھے چلیں، امام آپ کی راہنمائی کے لئے بنایا گیا ہے

حضرت خلیفة المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''پس کامل بھروسہ اور کامل توکل تھا اللہ کی ذات پر کہ وہ خلافت احمدیہ کو کبھی ضائع نہیں ہونے دے گا ہمیشہ قائم و دائم رکھے گا، زندہ اور تازہ اور جوان اور ہمیشہ مہکنے والے عطر کی خوشبو سے معطر رکھتے ہوئے اس شجرۂ طیبہ کی صورت میں اس کو ہمیشہ زندہ وقائم رکھے گا جس کے متعلق وعدہ ہے اللہ تعالیٰ کا کہ اَصۡلُهَا ثَابِتٌ وَّ فَرۡعُهَا فِی السَّمَآءِ تُؤۡتِیۡۤ اُكُلَهَا كُلَّ حِیۡنٍۢ بِاِذۡنِ رَبِّهَا ؕ (ابراھیم: 25 و 26) کہ ایسا شجرۂ طیبہ ہے جس کی جڑیں زمین میں گہری پیوست ہیں اور کوئی دنیا کی طاقت اسے اُکھاڑ کر پھینک نہیں سکتی۔ یہ شجرۂ خبیثہ نہیں ہے کہ جس کے دل میں آئے وہ اسے اٹھا کر اسے اکھاڑ کے ایک جگہ سے دوسری جگہ پھینک دے کوئی آندھی، کوئی ہوا اس (شجرہ طیبہ) کو اپنے مقام سے ٹلا نہیں سکے گی اور شاخیں آسمان سے اپنے رب سے باتیں کر رہی ہیں اور ایسا درخت نو بہار اور سدا بہار ہے۔ ایسا عجیب ہے یہ درخت کہ ہمیشہ نو بہار رہتا ہے کبھی خزاں کا منہ نہیں دیکھتا۔ تُؤۡتِیۡۤ اُكُلَهَا كُلَّ حِیۡنٍۢ م بِاِذۡنِ رَبِّهَا ؕ، ہر آن اپنے رب سے پھل پاتا چلا جاتا ہے اس پر کوئی خزاں کا وقت نہیں آتا اور اللہ کے حکم سے پھل پاتا ہے۔ اس میں نفس کی کوئی ملونی شامل نہیں ہوتی۔ یہ وہ نظارہ تھا جس کو جماعت احمدیہ نے پچھلے ایک دو دن کے اندر اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ اپنے دلوں سے محسوس کیا اور اس نظارہ کو دیکھ کے رُوحیں سجدہ ریز ہیں خدا کے حضور حمد کے ترانے گاتی ہیں۔ پس دُکھ بھی ساتھ تھا اور حمد و شکر بھی ساتھ تھا اور یہ اکٹھے چلتے رہیں گے بہت دیر تک لیکن حمد اور شکر کا پہلو ایک ابدی پہلو ہے وہ ایک لازوال پہلو ہے وہ کسی شخص کے ساتھ وابستہ نہیں۔ نہ پہلے کسی خلیفہ کی ذات سے وابستہ تھا نہ میرے ساتھ ہے نہ آئندہ کسی خلیفہ کی ذات سے وابستہ ہے، وہ منصب خلافت کے ساتھ وابستہ ہے۔ وہ، وہ پہلو ہے جو زندہ و تابندہ ہے اس پر کبھی موت نہیں آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ ہاں ایک شرط کے ساتھ اور وہ شرط یہ ہے: وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡكُمۡ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ۔ کہ دیکھو اللہ تم سے وعدہ کرتا ہے کہ تمہیں اپنا خلیفہ بنائے گا زمین میں لیکن کچھ تم پر بھی ذمہ داریاں ڈالتا ہے۔ تم میں سے ان لوگوں سے وعدہ کرتا ہے جو ایمان لاتے ہیں اور عمل صالح بجالاتے ہیں۔ پس اگر نیکی کے اوپر جماعت قائم رہی اور ہماری دعا ہے اور ہمیشہ ہماری کوشش رہے گی کہ ہمیشہ ہمیش کے لیے یہ جماعت نیکی پر ہی قائم رہے۔ صبر کے ساتھ اور وفا کے ساتھ تو خدا کا یہ وعدہ بھی ہمیشہ ہمارے ساتھ وفا کرتا چلا جائے گا اور خلافت احمدیہ اپنی پوری شان کے ساتھ شجرۂ طیبہ بن کر

ایسے درخت کی طرح لہلہاتی رہے گی جس کی شاخیں آسمان سے باتیں کر رہی ہوں۔''

(خطبہ جمعہ 11 جون 1982ء۔ خطبات طاہر جلد 1۔ صفحہ 3.4)

''سارا عالم اسلام مل کر زور لگالے اور خلیفہ بنا کر دکھادے وہ نہیں بنا سکتا کیونکہ خلافت کا تعلق خدا کی پسند سے ہے اور خدا کی پسند اس شخص پر انگلی رکھتی ہے جسے وہ صاحبِ تقویٰ سمجھتا ہے۔''

(خطبہ جمعہ 2 اپریل 1993ء ہفت روزہ بدر 6 مئی 1993ء۔ صفحہ 4)

''اسی طرح آپ نے خلافت کی حفاظت کا جو وعدہ کیا ہوا ہے اس میں بھی یہ بات داخل ہے کہ خلافت کے مزاج کو نہ بگڑنے دیں۔ خلافت کے مزاج کو بگاڑنے کی ہرگز کوشش نہ کریں ہمیشہ اس کے تابع رہیں، ہر حالت میں امام کے پیچھے چلیں۔ امام آپ کی رہنمائی کے لئے بنایا گیا ہے اس لئے کسی وقت بھی اس سے آگے نہ بڑھیں۔'' (الفضل 11 فروری 1994ء)

''آئندہ انشاء اللہ خلافت احمدیہ کو کبھی کوئی خطرہ لاحق نہیں ہوگا۔ جماعت اپنی بلوغت کی عمر کو پہنچ چکی ہے کوئی بدخواہ اب خلافت کا بال بھی بیکا نہیں کر سکتا اور جماعت اس شان سے ترقی کرے گی خدا کا یہ وعدہ پورا ہوگا کہ کم از کم ایک ہزار سال تک جماعت میں خلافت قائم رہے گی۔'' (خلاصہ خطبہ 18 جون 1982)

''خلافت احمدیہ کی طاقت کا راز دو باتوں میں نظر آتا ہے ایک خلیفہ وقت کے اپنے تقویٰ اور ایک جماعت احمدیہ کے مجموعی تقویٰ میں جماعت کا جتنا تقویٰ من حیث الجماعت بڑھے گا احمدیت میں اتنی ہی زیادہ عظمت اور قوت پیدا ہوگی خلیفہ وقت ذاتی تقویٰ میں جتنا ترقی کرے گا اتنی ہی اچھی قیادت اور سیادت جماعت کو نصیب ہوگی یہ دونوں چیزیں بیک وقت ایک ہی شکل میں ایک دوسرے کے ساتھ ہم آہنگ ہو کر ترقی کرتی ہیں'' (خطبہ جمعہ فرمودہ 25 جون 1982)

''آپ یاد رکھیں اگر خلیفۃ المسیح سے آپ کی بیعت سچی ہے اگر خلیفۃ المسیح پر آپ کا اعتماد ہے آپ جانتے ہیں کہ وہ خدا کی طرف سے ہے اور آج دنیا میں سب سے زیادہ خدا کی نمائندگی کا اس کو حق حاصل ہے تو پھر اپنے فیصلوں اور اپنی آراء کو اس کی رائے پر اس کے فیصلے پر کبھی ترجیح نہ دیں۔ اگر آپ نے کبھی ترجیح دی تو حبل اللہ سے آپ کا ہاتھ چھوٹ جائے گا اور قرآن کریم کی یہ آیت واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً آپ کو حفاظت کی کوئی ضمانت نہیں دے گی آپ مشورہ دیتے ہیں اور مشورہ میں تقویٰ ضروری ہے اور بسا اوقات ایک ناتجربہ کار آدمی تقویٰ پر مبنی مشورہ بھی دیتا ہے اور وہ مشورہ قابل قبول نہیں ہوتا۔ اس لئے آخری فیصلہ دین میں نبی اور نبی کے بعد خلیفہ کے ہاتھ میں رکھا گیا ہے'' (بحوالہ احمدیہ گزٹ امریکہ صفحہ 54 سن 1983)

قارئین بدر کو
محبت بھری دعاؤں
کے ساتھ۔
مرزا مسرور احمد

سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

ولادت 15 ستمبر 1950ء خلافت 22/اپریل 2003ء بارک اللہ فی عمرہ

ارشادات حضرت خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ:

اللہ تعالیٰ خلیفۂ وقت کے دل میں اپنی جماعت کا درد اِس طرح پیدا فرما دیتا ہے کہ وہ اُس درد کو اپنے درد سے زیادہ محسوس کرنے لگتا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''ہمارا یہ ایمان ہے کہ خلیفہ اللہ تعالیٰ خود بناتا ہے اور اس کے انتخاب میں کوئی نقص نہیں ہوتا۔ جسے اللہ یہ کرتہ پہنائے گا کوئی نہیں جو اس کرتے کو اس سے اُتار سکے یا چھین سکے۔ وہ اپنے ایک کمزور بندے کو چنتا ہے جسے لوگ بعض اوقات حقیر بھی سمجھتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ اس کو چن کر اس پر اپنی عظمت اور جلال کا ایک ایسا جلوہ فرماتا ہے کہ اس کا وجود دنیا سے غائب ہو کر خدا تعالیٰ کی قدرتوں میں چھپ جاتا ہے۔ تب اللہ تعالیٰ اسے اٹھا کر اپنی گود میں بٹھا لیتا ہے اور اپنی تائید و نصرت ہر حال میں اس کے شامل حال رکھتا ہے اور اس کے دل میں اپنی جماعت کا درد اس طرح پیدا فرما دیتا ہے کہ وہ اس درد کو اپنے درد سے زیادہ محسوس کرنے لگتا ہے اور یوں جماعت کا ہر فرد یہ محسوس کرنے لگتا ہے کہ اس کا درد رکھنے والا، اس کے لئے خدا کے حضور دعائیں کرنے والا اس کا ہمدرد ایک وجود موجود ہے۔'' (روزنامہ الفضل 30 مئی 2003۔ صفحہ 2)

''آپ میں سے ہر ایک کا فرض ہے کہ دعاؤں پر بہت زور دے اور اپنے آپ کو خلافت سے وابستہ رکھے اور یہ نکتہ ہمیشہ یاد رکھے کہ اس کی ساری ترقیات اور کامیابیوں کا راز خلافت سے وابستگی میں ہی ہے۔ وہی شخص سلسلہ کا مفید وجود بن سکتا ہے جو اپنے آپ کو امام سے وابستہ رکھتا ہے۔ اگر کوئی شخص امام کے ساتھ اپنے آپ کو وابستہ نہ رکھے تو خواہ دنیا بھر کے علوم جانتا ہو اس کی کوئی بھی حیثیت نہیں۔ جب تک آپ کی عقلیں اور تدبیریں خلافت کے ماتحت رہیں گی اور آپ اپنے امام کے پیچھے پیچھے اس کے اشاروں پر چلتے رہیں گے اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت آپ کو حاصل رہے گی۔'' (روزنامہ الفضل 30 مئی 2003ء۔ صفحہ 2)

''پس اس قدرت کے ساتھ کامل اخلاص اور محبت اور وفا اور عقیدت کا تعلق رکھیں اور خلافت کی اطاعت کے جذبہ کو دائمی بنائیں اور اس کے ساتھ محبت کے جذبہ کو اس قدر بڑھائیں کہ اس محبت کے بالمقابل دوسرے تمام رشتے کمتر نظر آئیں۔ امام سے وابستگی میں ہی سب برکتیں ہیں اور وہی آپ کے لئے ہر قسم کے فتنوں اور ابتلاؤں کے مقابلہ کے لئے ایک ڈھال ہے۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں:-

''جس طرح وہی شاخ پھل لا سکتی ہے جو درخت کے ساتھ ہو۔ وہ کٹی ہوئی شاخ پھل پیدا نہیں کر سکتی جو درخت سے جدا ہو اس طرح وہی شخص سلسلہ کا مفید کام کر سکتا ہے جو اپنے آپ کو امام سے وابستہ رکھتا ہے۔ اگر کوئی شخص امام کے ساتھ اپنے

آپ کو وابستہ نہ رکھے تو خواہ وہ دنیا بھر کے علوم جانتا ہو وہ اتنا بھی کام نہیں کر سکے گا جتنا بکری کا بکروٹا۔"

پس اگر آپ نے ترقی کرنی ہے اور دنیا پر غالب آنا ہے تو میری آپ کو یہی نصیحت ہے اور میرا یہی پیغام ہے کہ آپ خلافت سے وابستہ ہو جائیں۔ اس حبل اللہ کو مضبوطی سے تھامے رکھیں۔ ہماری ساری ترقیات کا دار و مدار خلافت سے وابستگی میں ہی پنہاں ہے۔" (الفضل انٹرنیشنل 23 تا 30 مئی 2003 صفحہ 1)

"یہ خلافت کی ہی نعمت ہے جو جماعت کی جان ہے اس لئے اگر زندگی چاہتے ہیں تو خلافت احمدیہ کے ساتھ اخلاص اور وفا کے ساتھ چمٹ جائیں، پوری طرح اس سے وابستہ ہو جائیں کہ آپ کی ہر ترقی کا راز خلافت سے وابستگی میں ہی مضمر ہے۔ ایسے بن جائیں کہ خلیفۂ وقت کی رضا آپ کی رضا ہو جائے۔ خلیفۂ وقت کے قدموں پر آپ کا قدم ہو اور خلیفۂ وقت کی خوشنودی آپ کا مطمح نظر ہو جائے۔" (ماہنامہ خالد سیدنا طاہر نمبر مارچ اپریل 2004ء۔ صفحہ 4)

"یہ قدرت ثانیہ یا خلافت کا نظام اب انشاء اللہ قائم رہنا ہے اور اس کا آنحضرت ﷺ کے خلفاء کے زمانہ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے اگر یہ مطلب لیا جائے کہ وہ تیس سال تھی تو وہ تیس سالہ دور آپ کی پیشگوئی کے مطابق تھا۔ اور یہ دائمی دور بھی آپ کی ہی پیشگوئی کے مطابق ہے۔ قیامت کے وقت تک کیا ہونا ہے یہ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے لیکن یہ بتا دوں کہ یہ دور خلافت آپ کی نسل در نسل اور بے شمار نسلوں تک چلتے جانا ہے انشاء اللہ تعالیٰ بشرطیکہ آپ میں نیکی اور تقویٰ قائم رہے"۔

(خطبہ جمعہ 27 مئی 2005ء)

"..... آج دنیا سخت بدامنی کا شکار ہے۔ مسلمان مسلمان سے لڑ رہا ہے مختلف فرقوں میں تقسیم ہو کر وہ ایک دوسرے کے خلاف نفرتوں کا شکار ہیں۔ ایک ہی کلمہ پڑھنے والے، ایک ہی نبی کی طرف منسوب ہونے والے، ایک دوسرے کے خلاف محاذ آراء ہیں۔ قرآن کریم اور احادیث کے خزانے موجود ہونے کے باوجود آج مسلمان اس قیادت کی پہچان سے محروم ہیں جو خدا نے انہیں ایک ہاتھ پر جمع کرنے کے لئے مامور فرمائی ہے۔ آپ خوش نصیب ہیں کہ آپ کو حضرت امام الزمان مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں شامل ہونے کے صدقے نظام خلافت سے وابستگی کی توفیق عطا ہوئی ہے جو خدا کے فضل سے دائمی ہے۔ جس قدر آپ کا خلیفۂ وقت سے ذاتی تعلق ہوگا اسی قدر آپ دینی و دنیاوی حسنات سے حصہ پائیں گے۔ آپ کے آپس کے تعلقات میں بھی بہتری آئے گی۔ معاشرے میں بھی امن کی فضا قائم ہوگی اس لئے عافیت کے اس حصار سے فیض پانے کے لئے آپ سب کو خلافت سے اپنے تعلق کو مضبوط سے مضبوط تر کرنا ہوگا۔ غلبۂ اسلام اور امنِ عالم کے لئے دعائیں کرنا ہوں گی اپنے اطاعت کے معیار کو بلند کرنا ہوگا اور اپنے عہدیداروں کے ساتھ تعاون کرتے ہوئے خلافت کے دست و بازو اور خلیفۂ وقت کے لئے سلطانِ نصیر بننا ہوگا۔"

(پیغام بر موقع سالانہ اجتماع مجلس انصار اللہ بھارت منعقدہ 8،9،10 ستمبر 2006)

❁❁❁

آج مسیح محمدی کے مشن کو دنیا میں قائم کرنے اور وحدت کی لڑی میں پروئے جانے کا حل صرف اور صرف خلافت احمدیہ سے جُڑے رہنے سے وابستہ ہے

ہر احمدی کا فرض ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشن کو قدرت ثانیہ سے چمٹ کر اپنی تمام استعدادوں کے ساتھ پورا کرنے کی کوشش کرے۔ آج ہم نے عیسائیوں کو بھی آنحضرت ﷺ کے جھنڈے تلے لانا ہے۔ یہودیوں کو بھی آنحضرت ﷺ کے جھنڈے تلے لانا ہے۔ ہندوؤں کو بھی اور ہر مذہب کے ماننے والوں کو بھی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے لانا ہے۔ یہ خلافت احمدیہ ہے جس کے ساتھ جڑ کر ہم نے روئے زمین کے تمام مسلمانوں کو بھی مسیح و مہدی کے ہاتھ پر جمع کرنا ہے

اٹھو اور خلافت احمدیہ کی مضبوطی کے لئے ہر قربانی کے لئے تیار رہو تاکہ مسیح محمدی اپنے آقا و مطاع کے جس پیغام کو لے کر دنیامیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیا ہے ،اس حبل اللہ کو مضبوطی سے پکڑتے ہوئے دنیا کے کونے کونے میں پھیلا دو

صد سالہ خلافت احمدیہ جوبلی کے موقع پر سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا بصیرت افروز اور تاریخی پیغام

بسم اللہ الرَّحمٰن الرَّحیم

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْم

وعلیٰ عبده المسیح الموعود

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھوالنّاصر

لندن

9-12-2007

میرے پیارے عزیز احباب جماعت

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج خلافت احمدیہ کے سو سال پورے ہو رہے ہیں۔ یہ دن ہمیں سو سال سے زائد عرصے میں پھیلی ہوئی جماعت احمدیہ کی تاریخ اور اس وقت کی یاد بھی دلاتا ہے جب آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق مارچ 1889ء میں اللہ تعالیٰ کے ایک برگزیدہ نے اللہ تعالیٰ سے اذن پا کر ایک پاک جماعت کے قیام کا اعلان کیا۔ آپ کا مشن اور اس جماعت کے قیام کا مقصد خدا اور بندے میں تعلق پیدا کرنا، بنی نوع انسان کو خدائے واحد کے آگے جھکنے والا بننے کی تعلیم دینا اور اس کے لئے کوشش کرنا، تمام اقوام عالم کو امت واحدہ بنا کر آنحضرت ﷺ کے جھنڈے تلے جمع کرنا، انسان کو انسان کے حقوق کی ادائیگی کی طرف توجہ دلانا تھا۔ وہ شخص جس کو خدا تعالیٰ نے زمانے کے امام اور مسیح ومہدی کے لقب سے ملقب کر کے بھیجا تھا قیام جماعت اور آغاز بیعت 1889ء سے 1908ء تک تقریباً انیس سال اللہ تعالیٰ کی خاص تائید و نصرت سے اپنے مشن کو تمام تر مخالفتوں اور نامساعد حالات کے باوجود اس تیزی سے لے کر آگے بڑھا کہ ہر مخالف جو بھی اس جری اللہ کے مقابلہ پر آیا ذلت و رسوائی کا منہ دیکھنے والا بنا۔ آخر اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے مطابق کہ ہر انسان جو اس فانی دنیا میں آیا اس نے آخر کو اس دنیا کو چھوڑنا ہے اور وہ شخص جو اللہ کا خاص بندہ اور رسول اللہ ﷺ کا عاشق صادق تھا، وہ تو اپنے آقا کی سنّت کی پیروی میں رفیق اعلیٰ سے ملنے کے لئے ہر وقت بے چین رہتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس بندے کو جسے امام آخرالزمان بنا کر بھیجا تھا واپسی کے اشارے دیتے ہوئے یہ تسلّی دی کہ گو تیرا وقت اب قریب ہے لیکن چونکہ تجھے میں نے اپنے اعلان کے مطابق امام آخرالزمان بنایا ہے، اس لئے اے میرے پیارے! اے وہ شخص جو میری توحید کے قیام اور میرے محبوب نبی ﷺ کی حکومت تمام دنیا میں قائم کرنے کا درد رکھتا ہے تو یہ فکر نہ کر کہ تیرے مرنے کے بعد تیرے اس کام کی تکمیل کی انتہائیں کس طرح حاصل ہوں گی تو یاد رکھ کہ میرے نبی ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق جسے میری تائید حاصل ہے۔ اب خلافت علیٰ منہاج النبوت تا قیامت قائم ہونی ہے، اس لئے تیرے بعد یہی نظام خلافت ہے جس کے ذریعہ سے میں تمام دنیا میں اپنی آخری شریعت کے قیام و

استحکام کا نظام جاری کروں گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کی آپ کو اس تسلّی کے بعد آپ علیہ السلام نے جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

”یہ خدا تعالیٰ کی سنّت ہے اور جب سے کہ اس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سنّت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور ان کو غلبہ دیتا ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ (سورۃ المجادلہ:22) اور غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ رسولوں اور نبیوں کا یہ منشاء ہوتا ہے کہ خدا کی حجت زمین پر پوری ہو جائے اور اس کا مقابلہ کوئی نہ کر سکے اسی طرح خدا تعالیٰ قوی نشانوں کے ساتھ ا ان کی سچائی ظاہر کر دیتا ہے اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اس کی تخم ریزی انہی کے ہاتھ سے کر دیتا ہے۔ لیکن اس کی پوری تکمیل ان کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن اور تشنیع کا موقعہ دیتا ہے اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔ غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے (۱) اوّل خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے (۲) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردّد میں پڑ جاتے ہیں اور ان کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔ پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وقت میں ہوا جبکہ آنحضرت ﷺ کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہو گئے اور صحابہؓ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے۔ تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا اور اس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا (سورۃ النور :56) یعنی خوف کے بعد پھر ہم ان کے پیر جما دیں گے“۔

(رسالہ الوصیّت روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 304-305)

پھر فرمایا:

”سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنّت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلاوے۔ سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنّت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔ جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔ سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے تا بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے وہ سب کچھ تمہیں دکھلائے گا جس کا اس نے وعدہ فرمایا ہے۔ اگرچہ یہ دن دنیا کے آخری دن ہیں اور بہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے پر ضرور ہے کہ یہ دنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جن کی خدا نے خبر دی۔ میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔ سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو“

(رسالہ الوصیّت۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 305-306)

پس جیسا کہ آپ نے فرمایا تھا وہ وقت بھی آ گیا جب آپ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو گئے اور ہر احمدی کا دل خوف و غم سے بھر گیا لیکن مومنین کی دعاؤں سے قرونِ اولیٰ کی یاد تازہ کرتے ہوئے زمین و آسمان نے پھر ایک بار وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا کا نظارہ دیکھا۔ وہ عظیم انقلاب جو آپ نے اپنی بعثت کے ساتھ پیدا کیا تھا۔ اسے اللہ تعالیٰ نے خلافت کے عظیم نظام کے ذریعہ جاری رکھا۔ آپ کی وفات پر اخبار وکیل میں مولانا ابوالکلام آزاد نے یوں رقم فرمایا۔

”وہ شخص بہت بڑا شخص جس کا قلم سحر تھا اور زبان جادو۔ وہ شخص جو دماغی عجائبات کا مجسمہ تھا۔ جس کی نظر فتنہ اور آواز حشر تھی جس کی انگلیوں سے انقلاب کے تار الجھے ہوئے تھے اور جس کی دو مٹھیاں بجلی کی دو بیٹریاں تھیں۔ وہ شخص جو مذہبی دنیا کے لئے تیس برس تک زلزلہ اور طوفان رہا۔ جو شور قیامت ہو کے خفتگان خواب ہستی کو بیدار کرتا رہا...... مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی رحلت اس قابل

نہیں کہ اس سے سبق حاصل نہ کیا جاوے اور مٹانے کے لئے اسے امتداد زمانہ کے حوالے کر کے صبر کر لیا جائے۔ ایسے لوگ جن سے مذہبی یا عقلی دنیا میں انقلاب پیدا ہو ہمیشہ دنیا میں نہیں آتے۔ یہ نازشِ فرزندانِ تاریخ بہت کم منظر عالم پر آتے ہیں اور جب آتے ہیں دنیا میں انقلاب پیدا کر کے دکھا جاتے ہیں"۔ (اخبار "وکیل" امرتسر۔ بحوالہ تاریخ احمدیت جلد دوم۔ صفحہ 560)

پس اس انقلاب کا اعتراف غیروں کی زبان اور قلم سے نکلوا کر اللہ تعالیٰ نے یہ بتا دیا کہ وہ شخص اللہ تعالیٰ کا خاص تائید یافتہ تھا لیکن غیر کی نظر اس طرف نہ گئی کہ وہ تائید یافتہ جس انقلاب کو برپا کر گیا ہے۔ اس انقلاب کو آپ کی پیروی کرنے والوں کے ذریعہ سے نعمت خلافت کے ذریعہ جاری رکھنے کا بھی اس ذوالعجائب اور قدیر ہستی کا وعدہ ہے اور اس کی تصدیق ہوتے ہوئے ایک دنیا نے حضرت مولانا نور الدین ۔ خلیفۃ المسیح الاولؓ کے انتخاب خلافت کے وقت دیکھا۔ باوجود اس کے کہ مخالفین حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قائم کردہ ایک منظّم جماعت کو دیکھ رہے تھے۔ باوجود اس کے کہ وہ خلافت کے قیام کا نظارہ دیکھ چکے تھے لیکن انہوں نے جماعت کو، اس جماعت کو جو خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے قائم کردہ جماعت تھی ایک منظّم کوشش کے تحت توڑنے کی کوشش کی۔ جس کے بارہ میں اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا۔

"اُذْکُرْ نِعْمَتِیْ غَرَسْتُ لَکَ بِیَدِیْ رَحْمَتِیْ وَقُدْرَتِیْ"۔

ترجمہ: میری نعمت کو یاد کر۔ میں نے تیرے لئے اپنے ہاتھ سے اپنی رحمت اور اپنی قدرت کا درخت لگا دیا ہے۔ (تذکرہ صفحہ 428)

پس اس وعدہ کے مطابق وہ ہمیشہ کی طرح ناکام ہوئے۔ گو کہ یہاں تک مخالفت کی شدت میں بڑھے کہ ایک اخبار نے لکھا۔

"ہم سے کوئی پوچھے تو ہم خدا لگتی کہنے کو تیار ہیں کہ مسلمانوں سے ہو سکے تو مرزا کی کل کتابیں سمندر میں نہیں کسی جلتے تنور میں جھونک دیں۔ اسی پر بس نہیں بلکہ آئندہ کوئی مسلم یا غیر مسلم مورخ تاریخ ہند یا تاریخ اسلام میں ان کا نام تک نہ لے"۔ (اخبار "وکیل" امرتسر 13۔ جون 1908ء بحوالہ تاریخ احمدیت جلد 3 صفحہ 205-206)

لیکن آج تاریخ احمدیت گواہ ہے۔ دنیا جانتی ہے کہ ان کا نام لیوا تو کوئی نہیں لیکن خلافت کی برکت سے احمدیت دنیا میں پھول پھل رہی ہے اور کروڑوں اس کے نام لیوا ہیں۔

اپنی بیہودہ گوئیوں میں یہاں تک بڑھے کہ ایک اخبار "کرزن گزٹ" نے لکھا جسے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے اپنی پہلی جلسہ کی تقریر میں بیان کیا کہ

"اب مرزائیوں میں کیا رہ گیا ہے۔ ان کا سرکٹ چکا ہے۔ ایک شخص جو ان کا امام بنا ہے اس سے تو کچھ ہو گا نہیں۔ ہاں یہ ہے کہ تمہیں کسی مسجد میں قرآن سنایا کرے" (تاریخ احمدیت جلد 3۔ صفحہ 221)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے فرمایا سبحان اللہ یہی تو کام ہے۔ خدا توفیق دے۔ بدقسمتی سے جماعت کے بعض سرکردہ بھی خلافت کے مقام کو نہ سمجھے۔ سازشیں ہوتی رہیں لیکن خدا کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا بڑھتا رہا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے مطابق محبوں کی جماعت بڑھتی رہی اور کوئی نقصان پہنچانے کی کوشش کارگر نہ ہوئی۔

پھر خلافت ثانیہ کا دور آیا تو بعض سرکردہ انجمن کے ممبران کھل کر مخالفت پر کمربستہ ہو گئے لیکن وہ تمام سرکردہ علم کے زعم سے بھرے ہوئے، تجربہ کار پڑھے لکھے اس پچیس سالہ جوان کے سامنے ٹھہر نہ سکے اور اس نے جماعت کی تنظیم، تبلیغ تربیت، علوم و معرفتِ قرآن میں وہ مقام پیدا کیا کہ کوئی اس کے مقابل ٹھہر نہ سکا۔ جماعت پر پریشانی اور مخالفتوں کے بڑے دور آئے لیکن خلافت کی برکت سے جماعت ان میں کامیابی کے ساتھ گزرتی چلی گئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے باون سالہ دور خلافت کے حالات پڑھیں تو پتہ چلے کہ اس پسرِ جری اللہ نے کیا کیا کارہائے نمایاں انجام دیئے۔

دنیائے احمدیت میں حضرت مصلح موعود کی وفات کے بعد پھر ایک مرتبہ خوف کی حالت طاری ہوئی لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق اسے چند گھنٹوں میں امن میں بدل کر قدرت ثانیہ کے تیسرے مظہر کا روشن چاند جماعت کو عطا فرمایا۔ حکومتوں کے ٹکرانے کے باوجود، ظالمانہ قوانین کے اجراء کے بعد تمام مسلمان فرقوں کی منظّم کوشش کے باوجود یہ قافلہ ترقی کی منزلیں طے کرتا چلا گیا۔ پیار و محبت کے نعرے لگاتا ہوا، غریب اقوام کے غریب عوام کی خدمت کرتے ہوئے، انہیں رسول عربی ﷺ کا پیغام پہنچاتے ہوئے آپ ﷺ کے جھنڈے تلے جمع کرتا چلا گیا۔

پھر وہ وقت آیا کہ الٰہی تقدیر کے ماتحت حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ بھی اپنے پیدا کرنے والے کے حضور حاضر ہو گئے۔ پھر اندرونی اور بیرونی فتنوں نے سر اٹھایا لیکن خدائی وعدہ کے مطابق جماعت احمدیہ کو خلافت رابعہ کی صورت میں تمکنت دین عطا ہوئی۔ ہر فتنہ اپنی موت آپ مر گیا۔ ظالمانہ قانون کے تحت ہاتھ پاؤں باندھنے والوں اور "احمدیت کے کینسر" کو ختم کرنے کا دعویٰ کرنے والوں کو خدا تعالیٰ نے نیست و نابود کر دیا۔ پاکستان میں ظالمانہ قانون کی وجہ سے خلیفۂ وقت کو ہجرت کرنا پڑی لیکن یہ ہجرت جماعت کی ترقی کی نئی منازل دکھانے

والی بنی۔ ایک بار پھر غَرَسْتُ لَکَ بِیَدِی کا وعدہ ہم نے پورا ہوتے دیکھا۔ تبلیغ کی وہ راہیں کھلیں جو ابھی بہت دور نظر آتی تھیں۔ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کئے گئے وعدے کو کہ ''میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا''۔ خلافت رابعہ کے دور میں MTA کے ذریعہ سے یوں پورا ہوتا دکھایا کہ انسانی عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ اگر ہم اپنے وسائل کو دیکھیں اور پھر اس چینل کے اجراء کو دیکھیں تو ایمان والوں کے منہ سے بے اختیار اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتحمید کے الفاظ نکلتے ہیں۔ اسی چینل نے آج مشرق سے لے کر مغرب تک اور شمال سے لے کر جنوب تک ہر مخالف احمدیت کا منہ بند کر دیا ہے۔ پس وہی لوگ جو خلیفۂ وقت کو عضو معطل کرنے کے خواب دیکھ رہے تھے، ان کے گھروں کے اندر MTA نے اس مرد مجاہد کی آواز پہنچا دی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علم کلام اور خدا تعالیٰ کی آخری شرعی کتاب قرآن کریم کا آسمانی مائدہ آج ہر گھر میں اللہ تعالیٰ کی تائید سے پہنچ گیا۔

پھر کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ کے قانون کے مطابق حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی وفات کے بعد ایک دنیا نے دیکھا اور MTA کے کیمروں کی آنکھ نے سیٹلائٹ کے ذریعہ ایک نظارہ ہر گھر میں پہنچایا۔ وہ نظارہ جو اپنوں اور غیروں کے لئے عجیب نظارہ تھا۔ اپنے اس بات پر خوش کہ خدا تعالیٰ نے خوف کو امن سے بدلا اور غیر اس بات پر حیران کہ یہ کس قسم کے لوگ ہیں یہ کیسی جماعت ہے جسے ہم سو سال سے ختم کرنے کے درپے ہیں اور یہ آگے بڑھتے ہی جا رہے ہیں۔ ایک مخالف نے برملا اظہار کیا کہ میں تمہیں سچا تو نہیں سمجھتا لیکن اس نظارے کو دیکھ کر خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت تمہارے ساتھ لگتی ہے۔

میرے جیسے کمزور اور کم علم انسان کے ہاتھ پر بھی اللہ تعالیٰ نے جماعت کو جمع کر دیا اور ہر دن اس تعلق میں مضبوطی پیدا ہوتی جا رہی ہے۔ دنیا سمجھتی تھی کہ یہ انسان شائد جماعت کو نہ سنبھال سکے اور ہم وہ نظارہ دیکھیں جس کے انتظار میں ہم سو سال سے بیٹھے ہیں لیکن یہ بھول گئے کہ یہ پودا خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے لگایا ہوا ہے۔ جس میں کسی انسان کا کام نہیں بلکہ الٰہی وعدوں اور تائیدات کی وجہ سے ہر کام ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ الہام پورا فرما رہا ہے کہ'' میں تیرے ساتھ اور تیرے پیاروں کے ساتھ ہوں''۔

پس یہ الٰہی تقدیر ہے۔ یہ اسی خدا کا وعدہ ہے جو کبھی جھوٹے وعدے نہیں کرتا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وہ پیارے جو آپ کے حکم کے ماتحت قدرت ثانیہ سے چمٹے ہوئے ہیں، انہوں نے دنیا پر غالب آنا ہے کیونکہ خدا ان کے ساتھ ہے۔ خدا ہمارے ساتھ ہے۔ آج اس قدرت کو سو سال ہو رہے ہیں اور ہر روز نئی شان سے ہم اس وعدہ کو پورا ہوتے دیکھ رہے ہیں۔ جیسا کہ میں نے جماعت کی مختصر تاریخ بیان کر کے بتایا ہے۔ پس ہر احمدی کا فرض ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشن کو قدرت ثانیہ سے چمٹ کر اپنی تمام استعدادوں کے ساتھ پورا کرنے کی کوشش کریں۔ آج ہم نے عیسائیوں کو بھی آنحضرت ﷺ کے جھنڈے تلے لانا ہے۔ یہودیوں کو بھی آنحضرت ﷺ کے جھنڈے تلے لانا ہے۔ ہندوؤں کو بھی اور ہر مذہب کے ماننے والوں کو بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے لانا ہے۔ یہ خلافت احمدیہ ہے جس کے ساتھ جڑ کر ہم نے روئے زمین کے تمام مسلمانوں کو بھی مسیح ومہدی کے ہاتھ پر جمع کرنا ہے۔

پس اے احمدیو! جو دنیا کے کسی بھی خطۂ زمین میں یا ملک میں بستے ہو، اس اصل کو پکڑ لو اور جو کام تمہارے سپرد امام الزمان اور مسیح ومہدی نے اللہ تعالیٰ سے اذن پا کر کیا اسے پورا کرو۔ جیسا کہ آپ علیہ السلام نے ''یہ وعدہ تمہاری نسبت ہے'' کے الفاظ فرما کر یہ عظیم ذمہ داری ہمارے سپرد کر دی ہے۔ وعدے تبھی پورے ہوتے ہیں جب ان کی شرائط بھی پوری کی جائیں۔

پس اے مسیح محمدی کے ماننے والو! اے وہ لوگو جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیارے اور آپ کے درخت وجود کی سرسبز شاخیں ہو۔ اٹھو اور خلافت احمدیہ کی مضبوطی کے لئے ہر قربانی کے لئے تیار رہو تا کہ مسیح محمدی اپنے آقا ومطاع کے جس پیغام کو لے کر دنیا میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیا، اس حبل اللہ کو مضبوطی سے پکڑتے ہوئے دنیا کے کونے کونے میں پھیلا دو۔ دنیا کے ہر فرد تک یہ پیغام پہنچا دو کہ تمہاری بقا خدائے واحد و یگانہ سے تعلق جوڑنے میں ہے۔ دنیا کا امن اس مہدی ومسیح کی جماعت سے منسلک ہونے سے وابستہ ہے کیونکہ امن وسلامتی کی حقیقی اسلامی تعلیم کا یہی علمبردار ہے جس کی کوئی مثال روئے زمین پر نہیں پائی جاتی۔ آج اس مسیح محمدی کے مشن کو دنیا میں قائم کرنے اور وحدت کی لڑی میں پروئے جانے کا حل صرف اور صرف خلافت احمدیہ سے جڑے رہنے سے وابستہ ہے اور اسی سے خدا والوں نے دنیا میں ایک انقلاب لانا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو مضبوطی ایمان کے ساتھ اس خوبصورت حقیقت کو دنیا کے ہر فرد تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

والسلام

خاکسار

(مرزا مسرور احمد)

خلیفۃ المسیح الخامس

یہ دور جس میں ہم خلافتِ خامسہ کے ساتھ خلافت کی نئی صدی میں داخل ہو رہے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ احمدیت کی ترقی و فتوحات کا دور ہے

اے دشمنانِ احمدیت! مَیں تمہیں دوٹوک الفاظ میں کہتا ہوں کہ اگر تم خلافت کے قیام میں نیک نیت ہو تو آؤ اور مسیح محمدیؑ کی غلامی قبول کرتے ہوئے اسکی خلافت کے جاری دائمی نظام کا حصہ بن جاؤ ورنہ تم کوشش کرتے کرتے مرجاؤ گے اور خلافت قائم نہیں کرسکو گے

آج کا دن ایک نیا عہد باندھنے کا دن ہے۔ آج کا دن ہمیں اپنی تاریخ سے آگاہ کرنے کا دن ہے ہمیں اس بات کی یاد دلانے کا دن ہے کہ ہمیں تقویٰ پر چلتے ہوئے عاجزانہ راہوں کو اختیار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے تمام اوامر و نواہی پر کاربند ہونا ہے

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا تاریخی اور بصیرت افروز خطاب

بر موقع صد سالہ خلافت احمدیہ جوبلی فرمودہ 27 رمئی 2008ء بمقام Excel Center لندن، یو۔کے۔

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ

وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَ رَسُوْلُهُ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ إِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ إِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ۔ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

آج ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے خلافت احمدیہ کے سو سال پورے ہونے پر اللہ تعالیٰ کے حضور اپنے شکر کے جذبات کے اظہار کے لئے یہاں بھی جمع ہوئے ہیں اور ایم ٹی اے کی وساطت سے دنیا کے تمام ممالک میں احمدی اس تقریب میں شامل ہیں۔ اس اہم موقع پر سب سے پہلے تو مَیں آپ کو بھی اور دنیا کے تمام احمدیوں کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ آج ہم آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق آپؐ کے غلامِ صادق اور مسیح و مہدی کی جماعت میں شامل ہونے کی بدولت ایک وحدت کا نظارہ دیکھ رہے ہیں۔ آج اللہ تعالیٰ کے انعامات کی بارشوں کی وجہ سے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اپنے وعدوں کے مطابق کئے ہیں اور کر رہا ہے اُس بستی کے بھی نظارے کر رہے ہیں۔ (آپ لوگوں کے سامنے سکرین نہیں لیکن مَیں دیکھ رہا ہوں، کچھ کو نظر بھی آرہا ہوگا)۔ وہ بستی بھی اس وقت ہمارے سامنے ہے۔ وہ ایک چھوٹی سی بستی تھی جسے کوئی نہیں جانتا تھا۔ آج نہ صرف مسیح محمدی کی بستی کو تمام دنیا جانتی ہے بلکہ اس بستی کے گلی کوچوں اور اس سفید منارے کو جو مسیح محمدی کی آمد کے اعلان اور سمبل (Symbol) کے طور پر تعمیر کیا گیا تھا ایک دنیا دیکھ رہی ہے۔ اور آج ہم اس تقریب میں اللہ تعالیٰ کے اپنے پیارے مسیح سے کئے گئے وعدے کے مطابق اس اولوالعزم اور موعود بیٹے کے ہاتھ سے انجام پانے والے کارناموں میں سے ایک عظیم کارنامہ، بے آب و گیاہ میدان کو ایک سرسبز پھولوں پھلوں اور درختوں سے بھری ہوئی ایک بستی میں بدلنے کا نظارہ بھی کر رہے ہیں اور ربوہ کی یہ تصویریں بھی آج ہمارے سامنے ہیں۔

پس آج مشرق سے مغرب کی طرف آنے والے یہ نظارے اور پھر مغرب سے اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق دائمی قدرت کا نظارہ کرتے ہوئے خلیفۂ وقت کی آواز اور تصویر کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بارش کا ذکر مشرق میں بھی، مغرب میں بھی، شمال میں بھی اور جنوب میں بھی، یورپ میں بھی اور امریکہ میں بھی، ایشیا میں بھی اور افریقہ میں بھی سن رہے ہیں اور دیکھ رہے ہیں۔ یہ یقیناً ہر احمدی کو توجہ دلانے والا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تو اپنا وعدہ پورا کر دیا اور کر رہا ہے

۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچا دیا ہے اور پہنچا رہا ہے۔ **خلافت احمدیہ کے قیام اور اس کے ذریعہ سے الٰہی تائیدات کے ساتھ ترقی کے نظارے ہم اپنے ماضی کی تاریخ میں بھی کرتے رہے ہیں اور آج بھی کر رہے ہیں۔ خلافت احمدیہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے سلوک کی سو سالہ تاریخ ہمارے ایمانوں کو پختہ کر رہی ہے اور ہمارے ایمانوں کو گرما رہی ہے۔** کیا یہ سب کچھ ہمیں اس بات پر مجبور نہیں کرتا کہ ہم خدا تعالیٰ کے شکرگزار بندے بنتے ہوئے اس کے حضور اپنے شکر کا اظہار کریں اور آج کی یہ تقریب بھی اسی شکرگزاری کے اظہار کے طور پر ہے۔ **یہ دن جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں دکھایا ہے اسلام کی تاریخ کا آنحضرت ﷺ کے غلامِ صادق کی جماعت کے لئے ایک نیا اور سنہری باب رقم کر رہا ہے۔** پس اس نیت سے اور اس نعمت کے اظہار اور شکرانے کے طور پر اگر ہم یہ تقریب اور دنیا کے مختلف ممالک میں اس حوالے سے تقریبات منعقد کر رہے ہیں تو یہ نہ صرف جائز بلکہ خدا تعالیٰ کے حکم کے عین مطابق ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ (الضحیٰ:12) یعنی تو اپنے رب کی نعمتوں کا ضرور اظہار کرتا رہ۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

''عجز و نیاز اور انکسار......ضروری شرط عبودیت کی ہے لیکن بحکم آیت کریمہ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ (الضحیٰ:12) نعماء الٰہی کا اظہار بھی ازبس ضروری ہے''۔ (مکتوبات احمدیہ جلد 5 حصہ دوم بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام زیر سورۃ الضحیٰ آیت 12)

پھر آپؑ مزید فرماتے ہیں:-

''یہ عاجز بحکم وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ (الضحیٰ:12) اس بات کے اظہار میں کچھ مضائقہ نہیں دیکھتا کہ خداوند کریم و رحیم نے محض فضل و کرم سے ان تمام امور سے اس عاجز کو حصہ وافر دیا ہے اور اس ناکارہ کو خالی ہاتھ نہیں بھیجا اور نہ بغیر نشانوں کے مامور کیا۔ بلکہ یہ تمام نشان دئے ہیں جو ظاہر ہو رہے ہیں اور ہوں گے اور خدائے تعالیٰ جب تک کھلے طور پر حجت قائم نہ کر لے تب تک ان نشانوں کو ظاہر کرتا جائے گا''۔

(ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 338-339۔ مطبوعہ لندن)

پھر آپؑ فرماتے ہیں:-

''یاد رکھو کہ انسان کو چاہئے کہ ہر وقت اور ہر حالت میں دعا کا طالب رہے اور دوسرے اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ (الضحیٰ:12) پر عمل کرے۔ خدا تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کی تحدیث کرنی چاہئے۔ اس سے خدا تعالیٰ کی محبت بڑھتی ہے اور اُس کی اطاعت اور فرمانبرداری کے لئے ایک جوش پیدا ہوتا ہے۔ تحدیث کے یہی معنی نہیں ہیں کہ انسان صرف زبان سے ذکر کرتا رہے بلکہ جسم پر بھی اس کا اثر ہونا چاہئے''۔

(بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام زیر سورۃ الضحیٰ آیت 13)

پس اللہ تعالیٰ نے اپنے جس انعام سے ہمیں بہرہ ور فرمایا ہے اور بغیر کسی روک کے اسے جاری رکھا ہوا ہے اور آئندہ بھی جاری رکھنے کا وعدہ ہے، اللہ تعالیٰ کے شکرگزار بندے بنتے ہوئے اس نعمت کا اظہار کریں تا کہ اس نعمت کی برکات میں کبھی کمی نہ آئے بلکہ ہر نیا دن ایک نئی شان دکھانے والا ہو۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا عاجزی اور انکسار شرط ہے۔ ہر احمدی کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ اس اہم شرط کو ہمیشہ پیش نظر رکھے۔ جتنا ہم اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتے جائیں گے، جتنا ہم عاجزی کا اظہار نہ صرف ظاہری طور پر بلکہ دل کی گہرائیوں سے تقویٰ پر چلتے ہوئے کریں گے اللہ تعالیٰ کے انعام سے حصہ لیتے چلے جائیں گے۔

یہ دن جو آج ہم خلافت احمدیہ کے سو سال پورے ہونے پر خاص اہتمام سے منا رہے ہیں یا ہر سال عمومی طور پر مناتے ہیں یہ ہمیں اس بات کی یاد دلانے والا ہونا چاہئے کہ تقویٰ پر چلتے ہوئے، عاجزانہ راہوں کو اختیار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے احکامات اور تمام اوامر و نواہی پر پوری طرح کاربند رہنے کی کوشش کریں گے۔ آج صرف نظمیں پڑھنے یا غبارے اڑانے یا متفرق پروگرام بنانے یا اس خوشی میں اچھے کھانے کھانے اور مٹھائی کھانا ہمارا مقصد نہیں ہے۔ یہ پروگرام جو اس وقت ہو رہا ہے یا مختلف جماعتوں میں ہوگا صرف خوشی منانے کے لئے نہیں ہے۔ ٹھیک ہے، یہ بھی ایک مقصد ہے جیسا کہ مَیں نے کہا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی نعمت کا اظہار ہے۔ *لیکن* اِس اظہار سے ہماری توجہ تقویٰ کی راہوں کی طرف پھر جانی چاہئے۔ اگر یہ ظاہری شور شرابا، تصنع اور بناوٹ اور پروگراموں میں دنیاداری کے اظہار کے لئے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش ہے تو یہ عمل اسی طرح قابل کراہت ہے جس طرح جلسہ سالانہ سے پاک تبدیلیاں پیدا کئے بغیر چلے جانا یا کوئی بھی غیر صالح عمل، جو خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے بغیر ہو۔

پس آج کا دن ایک نیا عہد باندھنے کا دن ہے۔ آج کا دن ہمیں اپنی تاریخ سے آگاہ کرنے کا دن ہے۔ آج کا دن ہمیں اُس دن کی یاد دلانے کا دن ہے جب افراد جماعت پر آج سے سو سال پہلے ایک زلزلہ آیا تھا۔ آج کے دن سے ایک دن پہلے ایک واقعہ ہوا جس نے جماعت کو ہلا کر رکھ دیا۔ 26 رمئی 1908ء کا دن جب

خدا کا پیارا مسیح موعود اپنے مولا کے حضور حاضر ہو گیا۔ اس واقعہ کی خبر اللہ تعالیٰ آپؑ کو ایک عرصہ سے دے رہا تھا جس کا ذکر آپ نے جماعت کے سامنے کرنا شروع کر دیا تھا اور رسالہ الوصیت میں بڑا کھل کر جماعت کو اس طرف توجہ دلاتے ہوئے آپؑ نے ایمان اور تقویٰ میں بڑھنے کی خاص طور پر تلقین فرمائی اور جماعت کو تسلی دی کہ یہ نہ سمجھنا کہ میرے جانے سے خدا کا تائیدی ہاتھ تم سے اٹھ جائے گا بلکہ اللہ تعالیٰ کے وعدے میرے بعد بھی پورے ہوتے رہیں گے۔ بہر حال اللہ تعالیٰ کا قانون ہے۔ ہر ایک انسان جو اس دنیا میں آیا اس نے جانا ہے۔ تمام انبیاء بھی اسی قانون کے تحت رخصت ہوئے اور اپنے مولا کی ابدی جنتوں کے وارث ہوئے جس کے لئے وہ بے چین رہتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی کا ہر لمحہ بھی ہمیں اس زندگی کی آرزو کرتا نظر آتا ہے جو ابدی زندگی ہے۔ آپ کی وفات پر افراد جماعت کو یقین نہیں آتا تھا کہ آپ اس دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں۔ بہر حال جب پتہ چلا کہ یہ حقیقت ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تو خود ایک عرصہ سے اس خبر کے لئے جماعت کو تیار کر رہے تھے۔ الہامات بھی اس بارہ میں ہو رہے تھے۔ 20 رمئی 1908ء کو آپ کو الہام ہوا تھا کہ اَلرَّحِیْلُ ثُمَّ الرَّحِیْلُ وَالْمَوْتُ قَرِیْبٌ. (تذکرہ۔ صفحہ 640۔ ایڈیشن چہارم 2004ء) یعنی کوچ کا وقت آ گیا ہے، ہاں کوچ کا وقت آ گیا ہے اور موت قریب ہے۔ اس بات پر جب احباب جماعت کو یقین ہو گیا کہ یہ بات سچ ہے۔ بیان کرنے والے بیان کرتے ہیں کہ مغرب کی نماز میں مسجد مبارک قادیان کی چھت پر آہ وبکا اور گریہ وزاری سے ایک محشر برپا تھا۔ لیکن دوسری طرف مخالفین کی شرمناک حرکات بھی اپنے عروج پر تھیں۔ لاہور میں احمدیہ بلڈنگ کے نزدیک، جہاں آپؑ کا جسد مبارک رکھا ہوا تھا شہر کے آوارہ مزاج لوگوں کو مخالفین نے جمع کر کے خوشی کے نعرے لگائے اور گیت گائے۔ بیہودگی اور بے حیائی کی انتہا تھی جو اُس وقت ان لوگوں نے کی۔ اوباشوں سے تو یہ توقع کی جاسکتی تھی لیکن بعض کم ظرف اور ذلیل اخبار نویسوں نے بھی آپ کی وفات پر خوشی کا اظہار کر کے اپنے کم ظرف ہونے کا ثبوت دیا اور اس بات کا اظہار کیا کہ اب مرزا صاحب کی وفات کے بعد یہ سلسلہ نعوذ باللہ تباہ و برباد ہو گا۔ لیکن ان بیہودہ لوگوں کو یہ پتہ نہیں تھا، یہ ان کی بھول تھی، یہ دنیا کے ان کیڑوں کی گھٹیا خواہش تھی۔ یہ ان لوگوں کی بھول تھی جو خدا تعالیٰ کی اپنے فرستادوں کے لئے غیرت رکھنے کے علم سے بے بہرہ تھے۔ ان لوگوں کی عقل پر پردے پڑے ہوئے تھے اور آنکھیں اندھی تھیں، جو نہیں جانتے تھے کہ یہ شخص جو آج اس دنیا سے رخصت ہوا اپنے آقا و مطاع حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی چودہ سو سال پہلے کی پیشگوئیوں کا مصداق ہے۔ اس شخص نے مومنین کی وہ جماعت قائم کی ہے جس کے بارہ میں خدا تعالیٰ نے بڑے واضح الفاظ میں فرمایا ہے کہ مَیں ایسے لوگوں کے خوف کی حالت کو امن میں بدل دیتا ہوں اور اپنی تائید ونصرت سے انہیں نوازتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کے ذریعہ حقیقی مومنین کو یہ خوشخبری دی تھی کہ مسیح ومہدی کے اس دنیا سے رخصت ہو جانے کے بعد دشمن کی خوشی عارضی ہو گی اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل اور رحم کی چادر میں اس مسیح ومہدی کے غلاموں کو لپیٹ لے گا۔ ایک حدیث میں اپنے زمانہ سے لے کر آخرین کے زمانے تک کا نقشہ کھینچتے ہوئے آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں اور یہ روایت ہے حضرت حذیفہؓ سے۔ آپؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا پھر اس کو اٹھا لے گا اور خلافت علی منہاج نبوت قائم ہو گی۔ پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس نعمت کو بھی اٹھا لے گا۔ پھر اس کی تقدیر کے مطابق ایذا رساں بادشاہت قائم ہو گی۔ جس سے لوگ دل گرفتہ ہوں گے اور تنگی محسوس کریں گے۔ جب یہ دور ختم ہو گا تو اس کی دوسری تقدیر کے مطابق اس سے بھی بڑھ کر جابر بادشاہت قائم ہو گی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا رحم جوش میں آئے گا اور اِس ظلم وستم کے دور کو ختم کر دے گا۔ اس کے بعد پھر خلافت علی منہاج نبوت قائم ہو گی۔ یہ فرما کر آپؐ خاموش ہو گئے۔

(مشکوٰۃ باب الانذار والتحذیر)

پس یہ تسلّی کے الفاظ تھے جو آپؐ نے مومنین کو دئے۔ اُن مومنین کو جنہوں نے آنحضرت ﷺ کے عاشق صادق کی جماعت میں شامل ہونا تھا کہ اللہ تعالیٰ کا رحم مسیح ومہدی کے ماننے والوں کے لئے جوش میں آئے گا اور دشمن چاہے جتنی بھی تعلّیاں کرتا رہے، جتنے چاہے خوشی کے باجے بجاتا رہے، ڈھول پیٹتا رہے، یہ دائمی خلافت علی منہاج نبوت اس مسیح کے ماننے والوں کے ساتھ وابستہ ہو چکی ہے جو ہر خوف میں انہیں امن کی نوید دیتی چلی جائے گی اور یہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر ہے۔ ایسی تقدیر ہے جو اٹل ہے۔ یہ حقیقی مومنوں کا مقدر ہے۔ یہ چند اوباش یا چند کم ظرف جو اپنے زعم میں بڑا علم رکھنے والے لوگ ہیں وہ اس تقدیر کو نہیں بدل سکتے۔

اس بات کی مزید تشریح کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بڑا کھول کر رسالہ الوصیت میں فرمایا اور جماعت کو تسلی دی۔ آپ کو علم تھا کہ جس طرح ہمیشہ سے انبیاء کے مخالفین کا یہ کام رہا ہے، یہ شیوہ رہا ہے کہ ان کی وفات کے بعد ان کو خیال ہوتا ہے کہ اب یہ ختم ہوئے کہ ختم ہوئے۔ اور مخالفین اور منافقین اس انتظار میں ہوتے ہیں کہ یہ نظارہ دیکھیں کہ یہ جماعت اب کس طرح ٹکڑے ٹکڑے

ہوتی ہے۔لیکن وہ خدا جو اپنے انبیاء کو دنیا میں بھیجتا ہے وہ اپنی تقدیر دکھاتا ہے اور وہ خدا جس نے افضل الرسل اور خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو دنیا میں بھیجا تھا تو اس نے یہ اعلان بھی کروایا تھا کہ آپ کی شریعت ہمیشہ اور دائمی رہنے والی شریعت ہے۔آپؐ کی وفات کے بعد اُمّت پر کچھ ابتلاتو آئیں گے لیکن جیسا کہ حدیث سے بھی واضح ہے آخر مسیح محمدی کی آمد کے بعد اس اسلام کے غلبہ کا ایک نیا دور شروع ہوگا جو تا قیامت چلے گا۔گو مخالفتیں ہوں گی لیکن راستے کی دھول کی طرح فضا میں بکھر جائیں گی۔پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے اس علم کی بنا پر جو خدا تعالیٰ نے آپ کو دیا تھا یہ تسلّی دی تھی کہ مخالفین جب ہنسی ٹھٹھا کریں تو پریشان نہ ہونا ۔چنانچہ آپؑ جماعت کو تسلی دیتے ہوئے رسالہ الوصیت میں فرماتے ہیں کہ:

’’یہ خدا تعالیٰ کی سُنّت ہے اور جب سے کہ اُس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سُنّت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور اُن کو غلبہ دیتا ہے۔جیسا کہ وہ فرماتا ہے کَتَبَ اللّٰهُ لَاَغۡلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِي (المجادلہ:22)

اور غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ رسولوں اور نبیوں کا یہ منشاء ہوتا ہے کہ خدا کی حجت زمین پر پوری ہو جائے اور اُس کا مقابلہ کوئی نہ کر سکے اسی طرح خدا تعالیٰ قوی نشانوں کے ساتھ اُن کی سچائی ظاہر کر دیتا ہے اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اُس کی تخم ریزی اُنہی کے ہاتھ سے کر دیتا ہے۔لیکن اس کی پوری تکمیل اُن کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن اور تشنیع کا موقعہ دے دیتا ہے۔اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر نا تمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔

غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے۔(1) اوّل خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے۔(2) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا۔اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائیگی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردّد میں پڑ جاتے ہیں اور اُن کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مُرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے۔جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وقت میں ہوا جبکہ آنحضرت ﷺ کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی۔اور بہت سے بادیہ نشین نادان مُرتد ہو گئے اور صحابہؓ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے۔تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا اور اس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمۡ دِيۡنَهُمُ الَّذِي ارۡتَضٰي لَهُمۡ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ خَوۡفِهِمۡ اَمۡنًا (سورۃ النور:56) یعنی خوف کے بعد پھر ہم اُن کے پَیر جما دیں گے‘‘۔(رسالہ الوصیت۔روحانی خزائن جلد20 صفحہ 304-305۔مطبوعہ لندن)

آپؑ اپنی جماعت کو فرماتے ہیں:-

’’سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنّت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا دے۔سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنّت کو ترک کر دیوے۔اس لئے تم میری اس بات سے جو مَیں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک مَیں نہ جاؤں۔لیکن مَیں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے۔اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے‘‘۔آپ فرماتے ہیں’’ وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ مَیں اس جماعت کو جو تیرے پَیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے تا بعد اِس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے۔وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے۔وہ سب کچھ تمہیں دکھلائے گا جس کا اس نے وعدہ فرمایا ہے۔اگرچہ یہ دن دنیا کے آخری دن ہیں اور بہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے پر ضرور ہے کہ یہ دنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جن کی خدا نے خبر دی۔مَیں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور مَیں خدا کی ایک مجسّم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے‘‘۔

(رسالہ الوصیت۔روحانی خزائن جلد20 صفحہ 305-306۔مطبوعہ لندن)

یہ آیت جس کا کچھ حصہ مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباس سے پڑھا ہے یہ پوری آیت اس طرح ہے جس کو ہم آیت استخلاف کہتے ہیں کہ

وَعَدَاللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّھُمۡ فِی الۡاَرۡضِ کَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِھِمۡ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمۡ دِیۡنَھُمُ الَّذِی ارۡتَضٰی لَھُمۡ وَلَیُبَدِّلَنَّھُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ خَوۡفِھِمۡ اَمۡنًا یَعۡبُدُوۡنَنِیۡ لَا یُشۡرِکُوۡنَ بِیۡ شَیۡئًا وَمَنۡ کَفَرَ بَعۡدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ۔

(سورۃ النور:56)

اس کا ترجمہ یہ ہے کہ تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے ان سے اللہ تعالیٰ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اس نے ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا۔ اور ان کے لئے ان کے دین کو جو اس نے ان کے لئے پسند کیا ضرور تمکنت عطا کرے گا اور ان کی خوف کی حالت کے بعد ضرور انہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ پس جو اس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔

یہ آیت مومنین کے لئے ایک عظیم خوش خبری ہے اور دلوں کی بصیرت کے لئے ایک ایسی مرہم ہے جس پر جتنا بھی خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا جائے کم ہے۔ لیکن یہ فکر میں ڈالنے والی بات بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ یہ میرا وعدہ ہے مومنین سے، ایسے لوگوں کے ساتھ جو ایمان میں پختہ ہیں، جو نمازیں ادا کرنے والے ہیں جو زکوٰۃ دینے والے ہیں، اللہ تعالیٰ کے تمام حقوق ادا کرنے والے ہیں۔

ایمان کی اللہ تعالیٰ نے مختلف جگہ پر جو وضاحت فرمائی ہے اس میں سب سے پہلے غیب پر ایمان ہے۔ اگر یہ ایمان کامل ہوگا تو پھر انسان خالص خدا تعالیٰ کا عبد کہلانے والا ہوگا۔ پھر ایسے شخص کی تمام محبتیں خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے ہوں گی۔ ایسے مومنین کے دل اللہ تعالیٰ کے خوف سے لرزاں و ترساں رہیں گے اور وہ تقویٰ کی راہوں پر چلنے والے ہوں گے۔ وہ اللہ اور اس کے رسول کے حکم کو کامل فرمانبرداری سے ماننے والے ہوں گے۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایمان کے ساتھ اعمال صالحہ بجالانے والے ہوں گے۔ صرف نمازیں پڑھنا ہی کافی نہیں، صرف روزے رکھنا ہی کافی نہیں، صرف زکوٰۃ دینا ہی کافی نہیں، صرف حج کرنا ہی کافی نہیں **بلکہ اللہ تعالیٰ نے جن اعمال صالحہ کا قرآن کریم میں ذکر فرمایا ہے ان کو بجالانے کی طرف توجہ بھی ضروری ہے**۔ اصل میں تو ایمان اور اعمال صالحہ لازم و ملزوم ہیں۔ ایمان کے بغیر اعمال کسی قابل نہیں اور اعمال صالحہ کے بغیر ایمان کامل نہیں۔ **پس اللہ تعالیٰ خلافت کے ساتھ وابستہ کرکے ایک ایسا معاشرہ قائم کرنا چاہتا ہے جو حقوق اللہ ادا کرنے والا بھی ہو اور حقوق العباد ادا کرنے والا بھی ہو۔**

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایمان اور عمل صالح کے تعلق میں فرماتے ہیں کہ:-

''قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے ایمان کے ساتھ عمل صالح بھی رکھا ہے۔ عمل صالح اسے کہتے ہیں جس میں ایک ذرہ بھر فساد نہ ہو۔ یاد رکھو کہ انسان کے عمل پر ہمیشہ چور پڑا کرتے ہیں۔ وہ کیا ہیں۔ ریاکاری (کہ جب انسان دکھاوے کے لئے ایک عمل کرتا ہے)۔ عُجب (کہ وہ عمل کرکے اپنے نفس میں خوش ہوتا ہے) اور قسم قسم کی بدکاریاں اور گناہ جو اس سے صادر ہوتے ہیں ان سے اعمال باطل ہو جاتے ہیں۔ عمل صالح وہ ہے جس میں ظلم، عُجب، ریاء، تکبر، حقوق انسان کے تلف کرنے کا خیال تک نہ ہو۔ جیسے آخرت میں عمل صالح سے بچتا ہے ویسے ہی اس دنیا میں بھی بچتا ہے۔ اگر ایک آدمی بھی گھر میں عمل صالح والا ہو''۔ فرماتے ہیں کہ ''اگر ایک آدمی بھی گھر میں عمل صالح والا ہو تو سب گھر بچا رہتا ہے۔ سمجھ لو کہ جب تک کہ تم میں عمل صالح نہ ہو صرف ماننا فائدہ نہیں کرتا''۔

(البدر جلد 9 مورخہ 26 دسمبر 1902ء صفحہ 66)

فرماتے ہیں کہ ''عمل صالح ہماری اپنی تجویز اور قرارداد سے نہیں ہو سکتا''۔ ہر ایک کی اپنی مرضی کے مطابق عمل صالح نہیں ہے۔ عمل صالح کی تشریح ہر شخص نے خود نہیں کرنی۔ فرمایا کہ ''عمل صالح اپنی تجویز اور قرارداد سے نہیں ہو سکتا۔ اصل میں اعمال صالحہ وہ ہیں جس میں کسی بھی نوع کا کوئی فساد نہ ہو۔ کیونکہ صالح فساد کی ضد ہے جیسے غذا طیب اس وقت ہوتی ہے کہ وہ نہ کچی ہو نہ سڑی ہوئی ہو۔ اور نہ کسی ادنیٰ درجہ کی جنس کی ہو۔ بلکہ ایسی ہو جو فوراً جزو بدن ہو جانے والی ہو۔ اسی طرح پر ضروری ہے کہ عمل صالح میں بھی کسی قسم کا فساد نہ ہو۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے حکم کے موافق ہو اور پھر آنحضرت ﷺ کی سنت کے موافق ہو۔ اور پھر نہ اس میں کسی قسم کا کسل ہو، نہ عُجب ہو، نہ ریاء ہو، نہ وہ اپنی تجویز سے ہو۔ جب ایسا عمل ہو تو وہ عمل صالح کہلاتا ہے اور یہ کبریت احمر ہے''۔ یعنی ایک بہت نایاب چیز ہے اور ایک بہت قیمتی چیز ہے۔ یہی عمل ہے جو مومن کو اپنانا چاہئے۔

(الحکم۔ جلد 8 نمبر 14-15 مورخہ 30 اپریل و 10 مئی 1904ء صفحہ 1)

پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایسی حالت پیدا کرنے والوں سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ خلافت سے فیض پاتے رہیں گے۔ ایسے لوگ ہوں گے جو خلافت کی حفاظت کرنے والے ہوں گے اور خلافت ان کی حفاظت کرنے والی ہوگی۔ اور یہ فیض اور حفاظت کے نظارے تبھی نظر آئیں گے جب اللہ کے دین کو مضبوطی سے

تھامیں گے۔ یعنی یہ وعدہ ان لوگوں کے لئے نہیں جو اپنی مرضی کرنا چاہتے ہیں۔

آج اُمّت مسلمہ میں کتنی کوششیں ہورہی ہیں خلافت کے قیام کے لئے، لیکن وہ بارآور نہیں ہوسکتیں اور کبھی نہیں ہوسکتیں۔ اس لئے کہ یہ لوگ اللہ کی مرضی کی بجائے اپنی مرضی کا دین جاری کرنا چاہتے ہیں۔ اللہ کی بھیجی ہوئی خلافت کی اطاعت کی بجائے بندوں کی بنائی ہوئی خلافت قائم کرنا چاہتے ہیں۔ باوجود اس احساس کے کہ ہم غلطی کر رہے ہیں پھر بھی اللہ تعالیٰ کے فیصلے کا انکار کر رہے ہیں۔ لیکن اس آیت استخلاف میں جو تسلّی اللہ تعالیٰ نے جماعت کو دی ہے اور جس کی وضاحت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کی ہے۔ آج جماعت احمدیہ کی تاریخ خاص طور پر خلافت احمدیہ کی سوسالہ تاریخ جو ہے ہر فرد کو آیت استخلاف کی حقیقی تصویر کا فہم وادراک دے چکی ہے۔ اور ہر احمدی کو عملی طور پر بھی اللہ تعالیٰ کے انعامات کی بارش کا مصداق بنادیا ہے۔

پس آج یہ بات ہر احمدی پر واضح ہے اور واضح رہنی چاہئے کہ اس کے مصداق وہی لوگ بنتے ہیں جو ایمان میں کامل ہونے کی کوشش کرنے والے اور اعمال صالحہ بجالانے والے ہوں۔ آج تو غیر بھی ہمارے نظارے دیکھ کر اس بات کا برملا اظہار کرتے ہیں اور اس کا اظہار کرنے پر مجبور ہیں کہ خوف کی حالت کو امن میں بدلتے اگر کسی نے اس زمانہ میں دیکھنا ہے تو جماعت احمدیہ کو دیکھ لے۔ پس کتنے خوش قسمت ہیں ہم جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں شامل ہو کر اس انعام کے مستحق ٹھہرے ہیں۔

پس یہ آیت جو آیت استخلاف کہلاتی ہے اور اس کے کچھ حصے کا ذکر ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقتباس میں سنا، ہمیں اس بات کی طرف توجہ دلاتی ہے جیسا کہ مَیں نے کہا کہ اپنے ایمان اور اعمال کی طرف نظر رکھیں۔ یہ لوگ جیسا کہ مَیں بتا رہا تھا کہ غیر کوشش کرتے ہیں کہ ہم میں بھی خلافت قائم ہو۔ اس کی ضرورت محسوس کرتے ہیں لیکن ان میں یہ قائم نہیں ہوسکتی کیونکہ یہ اپنی مرضی سے اس کی تعریف کرنا چاہتے ہیں۔ بجائے اللہ تعالیٰ کی خلافت لینے کے اپنی خلافت ٹھونسنا چاہتے ہیں۔ پس یہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ ان کے خوف کی حالت امن میں بدلے۔ یہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ ان میں خلافت کا نظام قائم ہو۔ **یہ اللہ تعالیٰ کا انعام ہے۔ اللہ تعالیٰ اس نظام کے تحت جہاں مومنوں کے خوف کی حالت کو امن میں بدلتا ہے وہاں اپنے مقرر کردہ خلیفہ کے دل سے ہر قسم کے دنیاوی خوف نکال کر خوف کی حالتوں کا مقابلہ کرنے کی طاقت عطا فرماتا ہے۔ ہر مشکل حالت میں اپنے فضل سے تسلی دیتا ہے تاکہ خلیفہ وقت جماعت کو تسلی دے۔ پس کیا دنیاوی تدبیریں الٰہی تدبیروں کا مقابلہ کرسکتی ہیں۔**

اللہ تعالیٰ اس آیت میں پھر اس بات کی تلقین فرماتا ہے، یہ تسلّی دلاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تو تمہارے خوفوں کو امن میں بدلے گا، خلیفۂ وقت کی رہنمائی تو کرے گا۔ اس کی عبادت کی طرف توجہ پیدا ہوتی رہے گی اور وہ توکل دنیا کے خوفوں اور چاہتوں کو خدا تعالیٰ کے مقابلہ میں شریک بنا کر کھڑا نہیں کرے گا۔ وہ تو ناشکری نہیں کرے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کی تائیدات اس بات کا ثبوت ہوں گی۔ اور اگر بشری کمزوری کی وجہ سے خلیفۂ وقت سے ایسی حالت ہو بھی گئی تو خدا تعالیٰ خود خلیفۂ وقت کا قبلہ درست کردے گا۔ خدا تعالیٰ اپنے انعام کی وجہ سے، اپنے انتخاب کی وجہ سے ایسی حالت میں بھی بہتر نتائج پیدا فرمائے گا لیکن افراد جماعت کو بھی اس طرف توجہ کرنی ہوگی کہ عبادت کی طرف توجہ دیں، شرک کی چھوٹی سے چھوٹی حالت سے بھی بچنے کی کوشش کریں اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے اس انعام کی قدر کرتے ہوئے اس کے شکرگزار بندے بنے رہیں۔ (نعرے) مَیں یہ کہہ رہا تھا کہ افراد جماعت کو بھی اس انعام کی قدر کرتے ہوئے اس کے شکرگزار بندے بنے رہنے کی کوشش کرنی چاہئے اور جب یہ ہوگا تو پھر بے فکر ہوجائیں کہ خدا ان کے آگے بھی ہوگا، پیچھے بھی ہوگا، دائیں بھی ہوگا اور بائیں بھی ہوگا اور کوئی نہیں جو نہیں نقصان پہنچا سکے۔

پس یہ حالت ہم نے خدا تعالیٰ کی قائم کردہ جماعت پر اس وقت بھی دیکھی جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات پر ایک ایسی حالت طاری ہوئی جس نے ہر ایک دل کو ہلا کر رکھ دیا، ہر ایک احمدی کو ہلا کر رکھ دیا۔ جیسا کہ مَیں نے کہا، دشمن نے خوشی کے شادیانے بجائے کہ اب یہ جماعت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد اپنے انجام کو پہنچی کہ پہنچی۔ مخالفین کی بیہودہ گوئیاں جو تھیں، ہرزہ سرائیاں جو تھیں ان میں سے بعض یہاں پیش کرتا ہوں تاکہ نئی نسل اور نئے آنے والوں کو بھی پتہ چلے کہ کس کس طرح مخالفین نے جماعت میں فتنہ کی افواہیں اڑائیں۔ مثلاً ایک پراپیگنڈہ پیر جماعت علی شاہ کے مریدوں نے کیا کہ کثرت سے مرزائی لوگ تائب ہو کر بیعت کر رہے ہیں"۔ (المجدّ د۔ لاہور جون 1908ء بحوالہ تاریخ احمدیت جلد 3 صفحہ 204۔ نیا ایڈیشن)۔ یعنی احمدیت چھوڑ کر اُن کے اسلام میں داخل ہو رہے ہیں۔ حالانکہ حقیقی اسلام اب احمدیت میں ہے۔ تو یہ ان کی باتیں تھیں۔ آج بھی بیچارے مولوی، ہمارے مخالفین، اسی قسم کی باتیں کرتے ہیں۔ لیکن یہ ان کی خواہش ہے۔ نہ پہلے پوری ہوئی اور نہ آج پوری ہوگی۔ آج تو یہ مخالفین بیچارے جماعت کی ترقی دیکھ کر اتنے حواس باختہ ہوچکے ہیں کہ ایک طرف تو یہ بات کرتے ہیں کہ ہم نے احمدیت کو ختم کردیا اور ساتھ ہی یہ بیان دیتے ہیں، اسلامی حکومتوں پر زور دیتے ہیں کہ اسلامی حکومتیں قادیانیت کی پیش قدمی کو روکیں ورنہ یہ

لوگ ساری امت مسلمہ کو ''گمراہ'' کردیں گے۔ بہرحال یہ تو اُن کی باتیں ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد کس کس طریقہ سے انہوں نے اپنے دل کی بھڑاس نکالی اس کے بھی ایک دو واقعات سن لیں۔

مولوی ثناء اللہ نے لکھا کہ مرزا (حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی۔ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام) انہوں نے اپنی زبان میں لکھا کہ ''مرزا کی کل کتابیں کسی سمندر میں نہیں، کسی جلتے تنور میں جھونک دیں۔ اسی پر بس نہیں بلکہ آئندہ کوئی مسلم یا غیر مسلم مؤرخ تاریخ ہند یا تاریخ اسلام میں ان کا نام تک نہ لے''۔

(اخبار وکیل امرتسر۔ 13 رجون 1908ء بحوالہ الحکم 18 رجون 1908ء صفحہ 8 کالم نمبر 1)

خواجہ حسن نظامی صاحب جو بظاہر بڑے سنجیدہ طبع اپنے میں مست رہنے والے آدمی تھے، وہ احمدیوں کو مشورہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ وہ مرزا صاحب کے دعویٰ مسیحیت اور مہدویت سے صاف انکار کردیں'' ورنہ اندیشہ ہے کہ مرزا صاحب جیسے سمجھدار اور منتظم شخص کی عدم موجودگی کے سبب احمدی جماعت مخالفین کی شورش کو برداشت نہ کرسکے گی اور اس کا شیرازہ بکھر جائے گا''۔

(تاریخ احمدیت جلد 2 صفحہ 554۔ بحوالہ پیسہ اخبار۔ لاہور۔ 5 رجون 1908ء بعنوان ''قادیانی مشن'')

بڑے نرم الفاظ میں انہوں نے بڑی عزت سے نام لے کے ذکر کیا ہے لیکن وہی بات کہ احمدی اس بیعت سے نکل جائیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کی ہے اور آپ کے دعویٰ سے انکاری ہوجائیں۔ تو یہ حالات اس وقت پیدا ہوئے۔ وہ لوگ جن کی فطرت میں فساد ہے وہ تو ہرزہ سرائیاں کرہی رہے تھے سنجیدہ طبع لوگ بھی اپنے دلوں کے غبار نکالنے لگے۔

لیکن چونکہ ان کی صرف دنیا کی آنکھ تھی اس لئے خدائی وعدوں کی طرف ان کی نظر نہ گئی اور نہ جاسکتی تھی۔ ان کو خدا کے اس مسیح کے اعلان کا فہم ہو ہی نہیں سکتا تھا کہ مَیں جب جاؤں گا تو خدا تعالیٰ تمہیں دوسری قدرت دکھائے گا۔ اور ایک دنیا نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کے وعدے کس شان سے مسیح محمدی کے حق میں پورے ہوئے۔ ان کی تعلّیاں اور ان کی گھٹیا خواہشیں ان کے منہ پر ماری گئیں۔ جس لٹریچر کو جلانے کی تلقین کی جارہی تھی آج یہی لٹریچر دنیا کی کئی زبانوں میں ترجمہ ہوکر سعید روحوں کی رہنمائی کا باعث بن رہا ہے۔ جس شخص کے نام کو تاریخ سے نکالنے کی باتیں ہورہی تھیں آج اس کی جے کے نعرے یورپ، امریکہ، ایشیا اور افریقہ میں لگ رہے ہیں۔ آج حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کا نام، تصویر اور لٹریچر ہواؤں کے دوش پر دنیا کے ہر خطہ اور ہر گھر میں پہنچ رہا ہے۔ جو یہ کہہ رہے تھے کہ مخالفین کی شورش جماعت احمدیہ برداشت نہیں کرسکے گی، آج وہ زندہ ہوں تو دیکھیں کہ شورش برداشت کرنے کا تو کیا سوال، احمدیت کا نام دنیا کے ہر شہر میں پہنچ چکا ہے اور مخالفین، احمدیت کا نام سن کر دنیا کے ہر ملک میں پہلو بچاتے ہوئے راہ فرار اختیار کرتے ہیں۔ ہاں مغلظات جتنی ان سے سنی ہوں، سن لیں۔

اگر ان میں جرأت ہے تو ہر اسلامی ملک کا ٹی وی چینل اور ریڈیو انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے احمدیوں کو ملکی ٹیلیویژن پر اپنا مؤقف پیش کرنے کی اجازت اور سہولت دیں۔ ملکی حکومتیں انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے اپنی ذمہ داریاں پوری کریں اور احمدیوں کو تحفظ فراہم کریں۔ دین کے معاملہ میں تو کوئی جبر نہیں۔ ماشاء اللہ ہر بالغ، صاحب عقل، اپنا اچھا بُرا جانتا ہے تو پھر ان لوگوں کو خوف کس چیز کا ہے۔ زبردستی تو کوئی کسی کو احمدی نہیں بنا سکتا۔ یہ مخالف حضرات، آج کل جو ہمارا ایم ٹی اے چینل ہے اس کو بھی بند کرنے کے نعرے لگاتے رہتے ہیں اور کئی جگہ کوششیں کرتے رہتے ہیں۔ کوششیں ہوئی بھی ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ ایسے سامان پیدا فرماتا ہے کہ ایک جگہ سے اگر دبانے کی کوشش کی جاتی ہے تو دوسری جگہ سے ابھر کر اور نئی شان سے ابھر کر سامنے آجاتا ہے۔ ان کی یورش نے جماعت کا کیا بگاڑنا تھا آج کل تو ایم ٹی اے نے ہی ان کو خوفزدہ کیا ہوا ہے۔ یہ ہیں خدائی وعدوں کے پورا ہونے کے نظارے۔ اگر خدا تعالیٰ سے کسی نے جنگ کرنی ہے تو کرلے۔ پہلے بھی اپنا انجام دیکھتے آئے ہیں۔ آج بھی دیکھ لیں۔

بہرحال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات پر دشمنوں نے ہر طرح کوشش کی اور پوری قوت سے کوشش کی کہ احمدیت کے اس پودے کو ختم کردیں اور اس کے لئے ہر حربہ انہوں نے استعمال کیا لیکن وہ خدا جس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو الہاماً فرمایا تھا کہ ''غَرَسْتُ لَکَ بِیَدِیْ رَحْمَتِیْ وَقُدْرَتِیْ'' (تذکرہ صفحہ 72 ایڈیشن چہارم 2004ء) کہ مَیں نے تیرے لئے اپنے ہاتھ سے اپنی رحمت اور اپنی قدرت کا درخت لگا دیا ہے۔ پس یہ دشمن کی بھول تھی کہ جو یہ سمجھتے تھے کہ احمدیت کا پودا اپنی ابتدائی حالت میں ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد نعوذ باللہ یہ ختم ہوجائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے یہ درخت لگا دیا ہے اپنی رحمت اور قدرت کا ایسا درخت لگا دیا ہے جس کا مقدر پھلنا پھولنا اور بڑھنا ہے۔ جس کی جڑیں زمین میں مضبوط ہیں اور جس کی شاخیں آسمان سے باتیں کررہی ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ سے اطلاع پا کر جس

دوسری قدرت کی خوشخبری دی تھی اور یہ اعلان فرمایا تھا کہ وہ دائمی ہے، وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے لگائے ہوئے درخت کے ثمر آور ہونے اور تناور ہونے کی پیشگوئی تھی۔ وہ درخت جس کو خود اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے لگایا تھا جس نے تمام دنیا کی سعید روحوں کو اپنے سایہ عاطفت میں پناہ دینی تھی اور دے رہا ہے وہ ان بونوں کی ٹھوکروں سے بھلا کہاں ہلنے والا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ فرمایا تھا کہ ''مَیں تیرے ساتھ اور تیرے تمام پیاروں کے ساتھ ہوں''۔

(تذکرہ صفحہ 630 جدید ایڈیشن۔ مطبوعہ ربوہ)

یہ الہام ہر دن بڑی شان کے ساتھ پورا ہوتا چلا جا رہا ہے۔

(اس موقع پر لندن، قادیان اور ربوہ سے بلند ہونے والے نعروں پر حضور انور نے فرمایا۔ نعروں سے جوش بے شک اپنا نکالیں لیکن ابھی میں نے کافی کچھ کہنا ہے اس لئے ذرا تھوڑا سا صبر کر کے نعرے لگائیں۔ خاص طور پر قادیان والے زیادہ جوش میں ہیں)

مَیں یہ کہہ رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ الہام کہ میں تیرے ساتھ اور تیرے پیاروں کے ساتھ ہوں ہر دن بڑی شان کے ساتھ پورا ہو رہا ہے اور ہوتا چلا جا رہا ہے جس کا پہلا اظہار حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات پر ہوا جب مومنین کی تسکین کے سامان فرماتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے ہاتھ پر تمام جماعت کو جمع کر دیا۔ اس وقت غیروں کا خیال تھا کہ اس اسّی سالہ بوڑھے نے جماعت کو کیا سنبھالنا ہے۔

ایک اخبار کرزن گزٹ نے لکھا کہ ''اب مرزائیوں میں کیا رہ گیا ہے ان کا سر کٹ چکا ہے ایک شخص جو ان کا امام بنا ہے اس سے اور تو کچھ ہو گا نہیں۔ ہاں یہ ہے کہ وہ تمہیں کسی مسجد میں قرآن سنایا کرے''۔

(اخبار بدر۔ نمبر 10۔ جلد 8۔ 7رجنوری 1909ء صفحہ 5 کالم 1-2)

لیکن اس شخص نے جس کے متعلق کہتے تھے کہ کچھ ہوگا نہیں وہ کام تو یقیناً کیا جس کی ان کے نزدیک کوئی اہمیت نہیں تھی یعنی قرآن کریم کے حقائق کو معارف بیان کرنا۔ اور اصل میں تو یہی حقیقی کام ہے جس کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کو قبول کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو مبعوث فرمایا تھا اور یہی کام تھا جس کے کرنے کے لئے آخرین میں اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا تھا اور یہی کام تھا اور ہے جس کے لئے جماعت میں اللہ تعالیٰ نے خلافت کا نظام جاری فرمایا ہے۔ لیکن دنیا کی آنکھ اس عظیم مقصد کو کیا سمجھ سکتی ہے۔ بہرحال حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے اس بات پر فرمایا کہ '' خدا کرے کہ یہی ہو کہ میں تمہیں قرآن سنایا کروں''۔

(اخبار بدر نمبر 10 جلد 8 مورخہ 7رجنوری 1909ء صفحہ 5 کالم 1-2)

لیکن مخالفین اور بعض اپنے جن کے دلوں میں نفاق تھا سمجھتے تھے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل بوڑھے اور کمزور ہیں جماعت کو کیا کنٹرول کریں گے۔ دشمن سمجھتا تھا کہ انتظامی کمزوری کی وجہ سے آہستہ آہستہ جماعت ختم ہو جائے گی اور منافق طبع جو اپنے زعم میں اپنے آپ کو جماعت کا ستون سمجھتے تھے ان کے خیال میں انجمن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حقیقی نائب ہے۔ ان کے سپرد سب کام ہونا چاہیے۔ ان ہر دو قسم کے فتنوں اور حملوں کو حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایسی سختی سے دبایا کہ جو خدا تعالیٰ کی دی ہوئی خلافت کا ہی کام ہے۔ آپ نے خلافت کے منصب پر فائز ہوتے ہی پہلی تقریر جو فرمائی اس کے آخر پر فرمایا:

''اب تمہاری طبیعتوں کے رُخ خواہ کسی طرف ہوں تمہیں میرے احکام کی تعمیل کرنی ہوگی اور اگر یہ بات تمہیں منظور ہو تو میں طوعاً و کرہاً اس بوجھ کو اٹھاتا ہوں۔ وہ بیعت کے دس شرائط بدستور قائم ہیں''۔ یعنی جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مقرر فرمائے تھے۔ ''ان میں خصوصیت سے میں قرآن کو سیکھنے اور زکوٰۃ کا انتظام کرنے، واعظین کے بہم پہنچانے اور ان امور کو جو وقتاً فوقتاً اللہ میرے دل میں ڈالے شامل کرتا ہوں۔ پھر تعلیم دینیات۔ دینی مدرسے کی تعلیم میری مرضی اور منشاء کے مطابق کرنا ہوگی اور میں اس بوجھ کو صرف اللہ کے لئے اٹھاتا ہوں جس نے فرمایا وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ (آل عمران: 104) یاد رکھو کہ ساری خوبیاں وحدت میں ہیں جس کا کوئی رئیس نہیں وہ مر چکی ہے''۔

(تاریخ احمدیت جلد 3 صفحہ 190۔ نیا ایڈیشن۔ الحکم 6رجون 1908ء صفحہ 8)

غیروں کی خواہش کہ جماعت کو ٹوٹتا ہوا دیکھیں تو پوری نہ ہوئی اور نہ ہو سکتی تھی لیکن اندرونی خطرے بعض منافقین یا ان کے ہاتھوں کھلونا بننے والوں کی وجہ سے اٹھتے رہے اور جب بھی حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کا علم ہوا آپ ان کا پُر حکمت اور سختی سے نوٹس لیتے رہے۔

ایک ایسے ہی موقع پر آپ نے مسجد مبارک میں بڑا جلالی خطاب فرمایا۔ آپ نے فرمایا: '' تم نے اپنے عمل سے مجھے اتنا دکھ دیا ہے کہ مَیں اس حصہ مسجد میں بھی کھڑا نہیں ہوا جو تم لوگوں کا بنایا ہوا ہے......''۔ مسجد مبارک کا کچھ حصہ بعد میں بڑھتا چلا گیا تھا جو پہلا حصہ تھا وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کا تھا۔ آپ اس حصے میں کھڑے ہوئے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ

میں ہے۔اور بعد میں جو جماعت کے چندوں سے بنا وہ علیحدہ ایکسٹینشن (Extention) ہے۔آپ نے فرمایا کہ:

''......تم نے اپنے عمل سے مجھے اتنا دکھ دیا ہے کہ مَیں اس حصہ مسجد میں بھی کھڑا نہیں ہوا جو تم لوگوں کا بنایا ہوا ہے بلکہ مَیں اپنے میرزا کی مسجد میں کھڑا ہوا ہوں''۔نیز فرمایا ''میرا فیصلہ ہے کہ قوم اور انجمن دونوں کا خلیفہ مطاع ہے اور یہ دونوں خادم ہیں۔انجمن مشیر ہے۔اس کا رکھنا خلیفہ کے لئے ضروری ہے''۔

اسی طرح فرمایا کہ ''جس نے یہ لکھا ہے کہ خلیفہ کا کام بیعت لینا ہے اصل حاکم انجمن ہے وہ توبہ کرے۔خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ اگر اس جماعت میں سے کوئی تجھے چھوڑ کر مرتد ہو جائے گا تو مَیں اس کے بدلے تجھے ایک جماعت دوں گا......''

پھر آپ نے فرمایا کہ ''کہا جاتا ہے کہ خلیفہ کا کام صرف نماز پڑھانا یا جنازہ یا نکاح پڑھا دینا اور یا پھر بیعت لے لینا ہے۔یہ کام تو ایک مُلاّ بھی کر سکتا ہے اس لئے کسی خلیفہ کی ضرورت نہیں اور میں اس قسم کی بیعت پر تھوکتا بھی نہیں۔بیعت وہی ہے جس میں کامل اطاعت کی جائے اور جس میں خلیفہ کے کسی ایک حکم سے بھی انحراف نہ کیا جائے''۔ (تاریخ احمدیت۔جلد 3 صفحہ 262۔ نیا ایڈیشن۔ الفضل 11 /اپریل 1914ء صفحہ 11 کالم 3)

پس یہ خطاب آپ کا ایسا جلالی تھا کہ کہنے والے کہتے ہیں، بیان کرنے والے بیان کرتے ہیں کہ مختلف جماعتوں سے جو سینکڑوں کی تعداد میں لوگ جمع تھے اور جن پر خلافت کے مخالف اپنا اثر ڈالنے کی کوشش کر رہے تھے انہوں نے انتہائی کرب اور درد سے رونا شروع کر دیا اور مسجد کے فرش پر اس طرح تڑپتے رہے جیسے پانی کے بغیر مچھلی تڑپتی ہے۔**پس یہ ہے جماعت احمدیہ میں خوف کی حالت کو امن میں بدلنے کا پہلا جلوہ جو جماعت کے افراد پر بھی ظاہر ہوا اور خلیفۂ وقت کی ذات میں بھی ایک شان سے نظر آیا۔**بغیر کسی خوف اور خطرے کے حضرت خلیفہ اوّل نے یہ اعلان فرمایا کہ اگر کوئی مرتد ہوتا ہے تو ہو جائے خدا تعالیٰ مجھے اس کے بدلے جماعت عطا کرے گا۔ایک شخص جب جائے گا تو ایک جماعت ملے گی۔پس جہاں مخلصین کی اصلاح آپ کے اس اعلان سے ہوئی اور مخلصین کے ایمان کے بڑھنے کا موجب ہوئی، وہاں ان منافقین کا گروہ بھی کچھ وقت کے لئے دب گیا اور جماعت ترقی کی منزلیں طے کرتی چلی گئی۔

پھر آخر کُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ کے مطابق 13 مارچ 1914ء کو آپ اپنے رفیق اعلیٰ سے جا ملے۔اس وقت جماعت میں پھر ایک زلزلے کی سی کیفیت تھی۔وہ سرکردہ انجمن کے عمائدین جو حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی وجہ سے چُپ تھے انہوں نے پھر سر اٹھایا اور کوشش کی کہ خلافت کی بجائے انجمن کو تمام اختیارات دیئے جائیں۔اور انجمن سارے معاملات کی کرتا دھرتا بن جائے۔حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کی وفات کی وجہ سے مخلصین تو غم کی وجہ سے نڈھال تھے۔نئی قدرت کے لئے دعاؤں میں مشغول تھے لیکن یہ عمائدین جو اپنے آپ کو بڑا علم والا سمجھتے تھے اور پھر ساز باز میں لگے ہوئے تھے۔ان لوگوں نے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ کو بھی قائل کرنے کی کوشش کی لیکن آپؓ نے یہی فرمایا کہ جماعت کا ایک خلیفہ بہر حال ہونا چاہیے۔انجمن پر انحصار نہیں کیا جا سکتا۔اور فرمایا کہ یہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے۔حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد نے ان لوگوں کو کہا کہ آپ لوگ جس کے ہاتھ پر بیعت کریں گے میں اور میرا خاندان سچے دل سے اس کی بیعت کریں گے۔آپ میرے سے خوف زدہ نہ ہوں۔مجھے کوئی شوق نہیں خلیفہ بننے کا۔لیکن اپنے زعم میں اپنے آپ کو عقلِ کُل سمجھنے والے ان عالموں فاضلوں کا پرنالہ وہیں رہا کہ نہیں انجمن جو ہے وہی صحیح حق دار ہے۔آخر جب ان کی یہ ڈھٹائی نہیں گئی تو جماعت کا ایک بڑا حصہ مسجد نور میں جمع ہوا اور چودہ مارچ 1914ء کو خلافت ثانیہ کا انتخاب ہوا اور دو ہزار کے مجمع میں ہر طرف سے حضرت میاں صاحب، حضرت میاں صاحب یعنی حضرت میرزا محمود احمد صاحب کے نام کی آوازیں آنے لگیں اور لوگوں نے ایک دوسرے کے سروں پر سے پھلانگتے ہوئے بیتاب ہو کر حضرت صاحبزادہ مرزا محمود احمد کے ہاتھ پر بیعت کرنے کی کوشش کرنی شروع کر دی۔اس نظارے کے بیان کرنے والے لکھتے ہیں کہ یوں لگتا تھا کہ فرشتے لوگوں کے دلوں کو پکڑ پکڑ کر اللہ تعالیٰ کے اس انتخاب کی طرف لا رہے ہیں۔آخر یہ نظارہ دیکھ کر خلافت کے منکرین جو انجمن اور انجمن کے پیسے کے مالک تھے وہاں سے غائب ہو گئے اور یوں اللہ تعالیٰ نے پھر اپنے وعدے کے مطابق خلافت احمدیہ کے ذریعہ جماعت کو تمکنت عطا فرمائی۔اور ان کے خوف کو امن میں بدلا۔اور **حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس اولوالعزم فرزند اور مصلح موعود کے 52 سالہ دور خلافت میں جماعت نے ترقی کے وہ نظارے دیکھے جو اللہ تعالیٰ کی خاص تائید کے بغیر ممکن نہ تھے۔خزانہ خالی کر کے جانے والے اور یہ دعویٰ کرنے والے کہ قادیان میں اب عیسائیوں کی حکومت ہوگی، آج زندہ ہوں تو دیکھیں کہ قادیان میں عیسائیوں کی تو کیا حکومت ہونی تھی، اولوالعزم موعود بیٹے نے ہزاروں عیسائیوں کو مسیح محمدی کے جھنڈے تلے جمع کر دیا ہے۔**

احرار کا فتنہ اٹھا تو جب انہوں نے یہ دعویٰ کیا کہ قادیان کی اینٹ سے اینٹ

بجا دیں گے تو حضرت مصلح موعودؓ نے تحریک جدید کا آغاز کر کے تمام دنیا میں جماعت کے تبلیغی مشنوں کے جال پھیلانے کی بنیاد ڈال دی۔قرآن کی تفسیر اور دوسرا لٹریچر جو ہمیشہ کے لئے آپ کے علوم ظاہری و باطنی سے پُر ہونے کی پیشگوئی پر گواہ بن گیا وہ دنیا میں پھیل گیا۔

ہجرت کا وقت آیا تو اس اولوالعزم نے جماعت کی ایسی راہنمائی فرمائی کہ کم از کم نقصان کے ساتھ افراد جماعت پاکستان میں آکر آباد ہوئے۔تمام تر مشکل حالات کے باوجود قادیان میں اپنے بیٹوں سمیت ایسے قربانی کرنے والے لوگوں کو چھوڑا جنہوں ہر قیمت پر شعائر اللہ کی حفاظت کی۔پاکستان میں مرکز احمدیت کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے ایک بے آب و گیاہ بستی کو اپنی عظیم راہنمائی اور فراست سے ایک سرسبز شہر بنا دیا جس کے نظارے آج بھی ہم کر رہے ہیں۔ پس وہی نوجوان جو 25 سال کا تھا اور جس کے مقابلے پر بڑے بڑے عالم فاضل اور سر کردہ تھے۔جب خدا تعالیٰ سے تائید یافتہ ہوا، جب اللہ تعالیٰ کی نظر انتخاب اس پر پڑی، جب اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق قدرت ثانیہ کا مظہر بنا تو ایک کامیاب جرنیل کی طرح میدان پر میدان مارتا چلا گیا اور اپنے ماننے والوں اور مسیح محمدی کے غلاموں کی حالت کو اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت سے خوف کے بعد امن میں بدلتا چلا گیا۔

آخر الٰہی تقدیر کے مطابق جب آپ 1965ء نومبر میں اس دنیا سے رخصت ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں قدرت ثانیہ کے تیسرے مظہر کا جلوہ دکھایا۔خلافت ثانیہ کا 52 سالہ دور اتنا لمبا عرصہ تھا جس میں کئی نسلوں نے آپ سے فیض پایا۔اس زمانے میں ایک ذاتی تعلق ہر احمدی کا آپ سے پیدا ہو چکا تھا۔آپ کی وفات کا صدمہ لگتا تھا کہ جماعت برداشت نہیں کر سکے گی۔لیکن جب اللہ تعالیٰ کا وعدہ موجود ہو تو پھر فوراً ہی خدا تعالیٰ خوف کو امن میں بدل دیتا ہے۔چنانچہ یہی نظارہ ہم نے خلافت ثالثہ کے دور میں دیکھا۔ہر قدم پر جماعتی ترقی، افریقہ میں سکولوں، ہسپتالوں کا قیام تبلیغی میدان میں آگے بڑھنا۔**پھر 1974ء کے حالات جو پاکستان کی جماعت کے لئے بڑے سخت تھے بلکہ خلیفۂ وقت کی پاکستان میں موجودگی کی وجہ سے تمام دنیا کی جماعتوں کے لئے بڑے پریشان کن تھے۔لیکن خلافت کی ڈھال کے پیچھے جماعت ان خوفناک حالات سے کامیاب ہو کر نکلی اور ترقی کی راہوں پر گامزن ہوگئی۔**

پھر 1982 کا سال آیا جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ بھی ہم سے رخصت ہوئے۔اللہ تعالیٰ نے پھر اپنی جماعت کو سہارا دیا اور خلافت رابعہ کا انتخاب عمل میں آیا۔آپ کے وقت میں جماعتی ترقی کا ایک اور نیا دور شروع ہوا۔دشمن جماعت کی ترقی کو دیکھ کر حواس باختہ ہوا اور خلافت پر ہاتھ ڈالنے کی کوشش کی۔جماعت کا سر کچلنے کی اپنے زعم میں کوشش کی لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدوں کو پورا کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیاروں کا ساتھ دیتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو معجزانہ طور پر دشمن کے تمام منصوبوں کو خاک میں ملاتے ہوئے یہاں پہنچا دیا۔اور دشمن جو خلافت کا سر کچلنا چاہتا تھا اس کو اللہ تعالیٰ نے اس طرح کچلا کہ اس کے جسم کا ایک ذرہ بھی باقی نہیں بچا۔

اور پھر ایک نیا دور یہاں آکر اسلام کی تبلیغ کا شروع ہوا۔MTA کا اجراء ہوا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تبلیغ ایک نئی شان کے ساتھ زمین کے کناروں تک پہنچی۔ہمارے خدا کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کیا گیا وعدہ عظیم الشان طور پر پورا ہوا۔**دشمن تو خلافت پر ہاتھ ڈال کر اسے عضو معطل بنانے کی کوشش کر رہا تھا لیکن اللہ تعالیٰ کا منصوبہ اسے ایسے ذریعہ سے لوگوں کے گھر تک پہنچانے کا تھا جس کی راہ میں کوئی جغرافیائی روک حائل نہیں ہو سکتی تھی۔**اگر ان جماعتی ترقیات کا میں ذکر کرنے لگوں تو کئی گھنٹے لگنے کے بعد بھی یہ ذکر ختم نہیں ہو سکتا۔جلسوں کی تقاریر میں یہ ذکر آ رہا ہے اور کچھ انشاء اللہ آئندہ بھی آتا رہے گا۔

بہر حال خلافت رابعہ کا سنہری دور جماعت کو نئے نئے راستوں کی نشاندہی کرتا ہوا اپریل 2003ء تک الٰہی منشاء کے مطابق رہا اور جماعت آپ کی وفات پر ایک بار پھر خوف کی حالت میں اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہوئی۔کیونکہ یہی ایک مومن کو حکم ہے اور یہی ایک مومن کی شان ہے کہ جب بھی تکلیف میں ہو اللہ تعالیٰ کے حضور جھکے۔بہر حال الٰہی وعدوں کے پورے ہونے کا دور تو دائمی ہے۔اس کی تسلی ہمیں اللہ تعالیٰ نے کروائی ہوئی ہے۔اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد خوف کی حالت کو جو امن بخشا تھا۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو یہ فرمایا تھا کہ وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے اور آپ کا یہ فرمانا کہ ”خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلاوے“۔

(رسالہ الوصیت۔روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 305-306)

پس خلافت رابعہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے پھر جماعت کے امن کے سامان پیدا فرما دیئے۔جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا کہ وہ قدرت ثانیہ دائمی ہے۔اس کا نظارہ تمام دنیا نے M.T.A کے ذریعہ سے ایک بار پھر دیکھا۔اسلام کے ابتدائی دور میں اگر خلافت راشدہ کچھ عرصہ تک محدود ہوئی اور چار

خلافتیں تھیں تو وہ بھی آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی تھی۔ جیسا کہ مَیں نے حدیث بیان کی ہے۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے بعد اسلام کی تاریخ نے ہر میدان میں ایک نیا باب کھولنا تھا۔

سو قدرت ثانیہ کا پانچواں دور بھی اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق ایک نیا باب ہے۔ دشمن پر ایک تازیانہ ہے۔ دشمن کی خوشیوں کو خاک میں ملانے کا ایک ذریعہ ہے۔ آج دشمن کی آنکھ پہلے سے بڑھ کر حسد کی نظر سے جماعت کی ترقیات کو دیکھ رہی ہے۔ کیونکہ یہ خود اس بات کو حسرت سے دیکھتے ہیں کہ تمام تر مخالفتوں کے باوجود جماعت احمدیہ خلافت کے سایہ تلے ترقی کرتی چلی جارہی ہے۔

(فلک شگاف نعروں کی گونج پر حضور نے فرمایا۔ ربوہ میں زیادہ Delay ہے قادیان کی نسبت۔ اچھا پھر مجھے انتظار کرنا چاہئے)

چونکہ یہ لوگ، یہ مخالفین خود اس بات کو حسرت سے دیکھتے ہیں کہ تمام تر مخالفتوں کے باوجود جماعت احمدیہ خلافت کے سایہ تلے ترقی کرتی چلی جارہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس اعلان کی وارث بنتی چلی جارہی ہے کہ میں مومنین میں خلافت قائم کروں گا۔ اللہ تعالیٰ جماعت کو تمکنت عطا کرتا چلا جارہا ہے۔ ہر روز اس کی جڑیں مضبوط سے مضبوط تر ہوتی چلی جارہی ہیں۔ ان مومنین کے ہر خوف کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اللہ تعالیٰ خلافت کی ڈھال کی وجہ سے اپنے تحفظ میں رکھے ہوئے ہے۔ باوجود دشمنوں کی تمام تر کوششوں کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پیغام دنیا کے کونے کونے میں اس حبل اللہ کو پکڑنے کی وجہ سے احمدی پہنچا رہا ہے اور بھولی بھٹکی انسانیت کو آنحضرت ﷺ کے جھنڈے تلے لارہا ہے تاکہ وہ اپنے پیدا کرنے والے خدا کو پہچانیں۔

خود یہ مخالفین بھی مانتے ہیں کہ خلافت کے بغیر امت مسلمہ کا اتحاد ناممکن ہے۔ نہ اسلام کی ترقی ممکن ہے۔ نہ یہ اتحاد ممکن ہے۔ لیکن آنکھوں پر پٹی پڑے ہونے کی وجہ سے جس کو خدا تعالیٰ نے خاتم الخلفاء بنا کر بھیجا ہے اور اس کے بعد جو خلافت جاری فرمائی ہے اس کے انکاری ہیں۔ خلافت کے بارے میں جو ان کی حسرتیں ہیں اس کی ایک دو مثالیں میں پیش کر دیتا ہوں۔

ایک مولانا ہیں عبدالرحمٰن صاحب مہتمم جامعہ اشرفیہ کراچی۔ وہ کہتے ہیں:

''جہاں تک نظام خلافت اسلامیہ علیٰ منہاج النبوۃ کا تعلق ہے اس سے بہتر اور اچھا کوئی نظام نہیں۔ کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ہے کہ بے شک اللہ تبارک و تعالیٰ نے خرید لیا ہے مومنین کا جان مال بدلے جنّت کے۔ لیکن بدقسمتی سے مسلمانوں میں آپس کے تنازعات عروج پر ہیں۔ جہاں تک خلافت کا تعلق ہے تو خلیفہ کس کو مانیں اور اگر مکّہ مکرمہ سے خلیفہ کا انتخاب کیا جائے تو سب سے پہلے تنازعہ بریلوی حضرات کریں گے۔ اور میں نے خلافت کے بارہ میں ساتھیوں سے بھی مشورہ کیا ہے اور یہی معلوم ہوتا ہے کہ پاکستان میں نظام خلافت ممکن نہیں''۔

(ماہنامہ ضرب حق کراچی۔ ماہ اپریل 2004ء صفحہ 4 کالم 5-6 بقیہ صفحہ 3 کالم 3)

پھر ایک دانشور ہیں ہمایوں گوہر اپنے مضمون ''سفر کا آغاز ہوتا ہے'' دسمبر 2005ء میں لکھتے ہیں کہ: ''آج ہم اپنے آپ کو فرسودہ خیالات، ناقص رسومات اور جہالت کی اتھاہ گہرائیوں میں پاتے ہیں۔ معاشرتی اور سماجی برائیاں ہمیں گھیرے ہوئے ہیں۔ عدم انصاف عروج پر ہے۔ اور ماحولیاتی آلودگی گزرتے دن کے ساتھ ساتھ بڑھ رہی ہے۔ اس لئے ہمیں ایک تازہ ہوا کے جھونکے کی ضرورت ہے جو اُمّہ کی اصلاح کر سکے۔ اس کے لئے بہت زیادہ ہمت وجذبے کی ضرورت ہے۔ جس کے لئے ارادے کی پختگی اور ایمان کی مضبوطی درکار ہے۔ یہ مسلمانوں کے خلافت جیسے ادارے کی وجہ سے ممکن ہے''۔

(نوائے وقت۔ 19 ردسمبر 2005ء)

پس یہ ہیں ان کی حسرتیں کہ محسوس بھی کرتے ہیں لیکن قائم نہیں کر سکتے۔

خلافت خامسہ کے انتخاب اور بیعت کے نظارے MTA نے تمام دنیا کو دکھائے۔ جن باتوں کا یہ حسرت سے ذکر کر رہے ہیں خلافت خامسہ کے انتخاب کے وقت دنیا نے دیکھا کہ کس طرح جماعت نے ایک ہاتھ پر جمع ہو کر وحدت کا مظاہرہ کیا۔ ان میں سے بعض نے برملا تسلیم بھی کیا کہ خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت تمہارے ساتھ لگتی ہے۔ لیکن اس بات نے ان کو اصلاح کی طرف مائل کرنے کی بجائے حسد میں اور بڑھا دیا۔ **آج پاکستان میں ملّاں جماعت کے خلاف اس لئے جلسے کر رہے ہیں کہ جماعت کی اکائی اور ترقی ان کو برداشت نہیں۔ یہ حسرتیں اب ان لوگوں کا مقدر بن چکی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت کی ہوائیں بڑی شدت سے جماعت کے حق میں چل رہی ہیں۔ انشاء اللہ ان لوگوں کی تمام آرزوئیں اور کوششیں ہوا میں بکھر جائیں گی۔**

اے دشمنان احمدیت! مَیں تمہیں دوٹوک الفاظ میں کہتا ہوں کہ اگر تم خلافت کے قیام میں نیک نیت ہو تو آؤ اور مسیح محمدی کی غلامی قبول کرتے ہوئے اس کی خلافت کے جاری ودائمی نظام کا حصہ بن جاؤ۔ ورنہ تم کوششیں کرتے کرتے مرجاؤ گے اور خلافت قائم نہیں کر سکو گے، تمہاری نسلیں بھی اگر تمہاری ڈگر پر چلتی رہیں تو وہ بھی کسی خلافت کو قائم نہیں کر سکیں گی۔ قیامت تک تمہاری نسل درنسل یہ کوشش جاری

رکھے تب بھی کامیاب نہیں ہو سکے گی۔ خدا کا خوف کرو اور خدا سے ٹکر نہ لو اور اپنی اور اپنی نسلوں کی بقا کے سامان کرنے کی کوشش کرو۔

یہ باتیں جو غیروں کے بارے میں مَیں نے بیان کیں صرف ہمارے لئے ان کی حسرتوں پر خوش ہونے کی وجہ نہیں بنی چاہئیں۔ یا صرف چند ہمدردوں کے دلوں میں ان کے لئے ہمدردی پیدا نہ ہو۔ بلکہ حسد کی جس آگ میں دشمن جل رہا ہے تو یہ نقصان پہنچانے کی کوشش بھی کرتا ہے اور جہاں کمزور احمدیوں کو دیکھتا ہے اُن پر حملے بھی کرتا ہے۔ اس وجہ سے آج خلافت کے ساتھ چمٹے ہوئے احمدیوں کا فرض ہے کہ خلافت کی مضبوطی اور استحکام کی دعاؤں کے ساتھ افراد جماعت ایک دوسرے کے لئے بھی دعائیں کریں تا کہ اللہ تعالیٰ ان کو ان حاسدوں اور شریروں کے شر اور حسد سے محفوظ رکھے۔

یہ دور جس میں خلافت خامسہ کے ساتھ خلافت کی نئی صدی میں ہم داخل ہو رہے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ احمدیت کی ترقی اور فتوحات کا دور ہے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی تائیدات کے ایسے باب کھلے ہیں اور کھل رہے ہیں کہ ہر آنے والا دن جماعت کی فتوحات کے دن قریب دکھا رہا ہے۔ مَیں تو جب اپنا جائزہ لیتا ہوں تو شرمسار ہوتا ہوں۔ مَیں تو ایک عاجز، ناکارہ، نااہل، پُر معصیت انسان ہوں۔ مجھے نہیں پتہ کہ خدا تعالیٰ کی مجھے اس مقام پر فائز کرنے کی کیا حکمت تھی۔ لیکن یہ مَیں علیٰ وجہ البصیرت کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اس دور کو اپنی بے انتہا تائید ونصرت سے نوازتا ہوا ترقی کی شاہراہوں پر بڑھاتا چلا جائے گا۔ انشاء اللہ۔ اور کوئی نہیں جو اس دَور میں احمدیت کی ترقی کو روک سکے اور نہ ہی آئندہ کبھی یہ ترقی رکنے والی ہے۔ خلفاء کا سلسلہ چلتا رہے گا اور احمدیت کا قدم آگے سے آگے انشاء اللہ تعالیٰ بڑھتا رہے گا۔

گزشتہ پانچ سالوں میں اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بارش کا ذکر بھی جلسے کی تقریروں میں ہوتا رہا ہے اور اب بھی انشاء اللہ تعالیٰ ہوگا۔ پس خلافت احمدیہ کے ساتھ جو ترقی وابستہ کی گئی ہے اور جس کا اظہار حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رسالہ الوصیت میں بھی فرمایا ہے۔ یہ ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ ہے اور ہر وہ شخص جو خلافت سے جڑا رہے گا، جو اپنے ایمان اور اعمال صالحہ میں ترقی کرے گا اُسے اللہ تعالیٰ ان انعامات کے نظارے کرائے گا جو خلافت کے ساتھ جڑے رہنے سے ہر فرد جماعت پر بھی ہوں گے۔ اور اللہ تعالیٰ خلافت احمدیہ کو بھی ایسے افراد عطا فرماتا رہے گا جو اخلاص و وفا میں بڑھتے چلے جانے والے ہوں گے۔ جو قیام و استحکام خلافت کے لئے سر دھڑ کی بازی لگا دینے والے ہوں گے۔ جن کے دلوں کو اللہ تعالیٰ خود خلافت کی محبت سے بھر دے گا اور بھر رہا ہے اور بھرا ہوا ہے۔ اور میں تو ایسے نظارے روزانہ ہر قوم اور ہر ملک میں دیکھ رہا ہوں۔ ابھی افریقہ کے دورے کے نظارے آپ نے دیکھے لئے کہ وہ لوگ کس طرح محبت سے سرشار ہیں۔ میری تو بہت عرصہ پہلے خدا تعالیٰ نے یہ تسلّی کروائی ہوئی ہے کہ اس دور میں وفاداروں کو خدا تعالیٰ خود اپنی جناب سے تیار کرتا رہے گا۔ پس آگے بڑھیں اور اپنے ایمان اور اعمال صالحہ کا محاسبہ کرتے ہوئے آپ میں سے ہر ایک ان بابرکت وجودوں میں شامل ہو جائے جن کو خدا تعالیٰ خلافت کی حفاظت کے لئے خود اپنی جناب سے ننگی تلوار بنا کر کھڑا کرے گا۔

گزشتہ دنوں مجھے ایک دوست نے لکھا کہ جہاں ہمیں اس بات کی خوشی ہے کہ خلافت کے سو سال پورے ہو رہے ہیں وہاں اس بات سے فکر بھی پیدا ہوئی کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے سے ہم سو سال دور چلے گئے ہیں اور اس وجہ سے ہم میں کمزوریاں بڑھتی نہ چلی جائیں۔ فکر بڑی جائز ہے لیکن خدا تعالیٰ کے وعدے، آنحضرت ﷺ کی حدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کو اگر ہم سامنے رکھیں گے تو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرتے ہوئے خلافت کے ساتھ جڑے رہنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے انعامات کے وارث بنتے چلے جائیں گے۔ انشاء اللہ۔

یہ بھی الٰہی توارد ہی سمجھتا ہوں کہ اس خط کے ساتھ ہی امریکہ سے ہمارے ایک مبلغ نے حضرت مصلح موعودؓ کے ایک عہد کی طرف توجہ مبذول کروائی جو آپ نے 1959ء میں خدام کے اجتماع پر خدام سے لیا تھا اور فرمایا تھا کہ یہ ایسا عہد ہے جسے انصار بھی دہرایا کریں اور دہراتے چلے جائیں اور تمام جلسوں پر دہرایا جائے اور اگلی نسلوں کو منتقل کرتے چلے جائیں یہاں تک کہ اسلام اور احمدیت کا غلبہ دنیا کے چپہ چپہ پر ہو جائے۔ مجھے پہلے دوست کے خط کی وجہ سے یہ توجہ تھی اور یہ خط آنے پر مزید توجہ پیدا ہوئی اور مجھے یہ تجویز اچھی لگی کہ خلافت احمدیہ کے سو سال پورے ہونے پر تمام دنیا کے احمدی یہ عہد دہرائیں۔

پس آج مَیں معمولی تبدیلی کے ساتھ اس صد سالہ جوبلی کے حوالے سے آپ سے بھی یہ عہد لیتا ہوں تا کہ ہمارے عمل زمانے کی دوری کے باوجود ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم اور اللہ کے حکموں اور اسوہ سے دور لے جانے والے نہ ہوں بلکہ ہر دن ہمیں اللہ تعالیٰ کے وعدے کی قدر کرنے والا بنائے۔ پس اس حوالے سے اب میں عہد لوں گا۔ آپ سے میری درخواست ہے کہ آپ بھی جو یہاں موجود ہیں احباب بھی کھڑے ہو جائیں اور خواتین بھی کھڑی ہو

جائیں، دنیا میں موجود لوگ جو جمع ہیں وہ سب بھی کھڑے ہو کر یہ عہد دہرائیں۔

"أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَ رَسُوْلُهُ.

آج خلافت احمدیہ کے سو سال پورے ہونے پر ہم اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر اس بات کا عہد کرتے ہیں کہ ہم اسلام اور احمدیت کی اشاعت اور محمد رسول اللہ ﷺ کا نام دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے لئے اپنی زندگیوں کے آخری لمحات تک کوشش کرتے چلے جائیں گے اور اس مقدس فریضہ کی تکمیل کے لئے ہمیشہ اپنی زندگیاں خدا اور اس کے رسول ﷺ کے لئے وقف رکھیں گے۔ اور ہر بڑی سے بڑی قربانی پیش کر کے قیامت تک اسلام کے جھنڈے کو دنیا کے ہر ملک میں اونچا رکھیں گے۔

ہم اس بات کا بھی اقرار کرتے ہیں کہ ہم نظام خلافت کی حفاظت اور اس کے استحکام کے لئے آخری دم تک جہد و جہد کرتے رہیں گے۔ اور اپنی اولاد در اولاد کو ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے اور اس کی برکات سے مستفید ہونے کی تلقین کرتے رہیں گے تا کہ قیامت تک خلافت احمدیہ محفوظ چلی جائے اور قیامت تک سلسلہ احمدیہ کے ذریعہ اسلام کی اشاعت ہوتی رہے اور محمد رسول اللہ ﷺ کا جھنڈا دنیا کے تمام جھنڈوں سے اونچا لہرانے لگے۔ اے خدا تو ہمیں اس عہد کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرما۔ اَللّٰهُمَّ آمِيْن۔ اَللّٰهُمَّ آمِيْن۔ اَللّٰهُمَّ آمِيْن۔"

(اس کے بعد حضور نے فرمایا: تشریف رکھیں)

پس اے مسیح محمدی کے غلامو! آپ کے درخت وجود کی سرسبز شاخو! میں امید کرتا ہوں کہ اس عہد نے آپ کے اندر ایک نیا جوش اور ایک نیا ولولہ پیدا کیا ہوگا۔ شکر گزاری کے پہلے سے بڑھ کر جذبات ابھرے ہوں گے۔ پس اس جوش اور ولولے اور شکر گزاری کے جذبات کے ساتھ خلافت احمدیہ کی نئی صدی میں داخل ہو جائیں۔ یہ 27 رمئی کا دن ہمارے اندر ایک نئی روح پھونک دے، ایک ایسا انقلاب برپا کر دے جو تا قیامت ہماری نسلوں میں یہی انقلاب پیدا کرتا چلا جائے۔ اللہ تعالیٰ کا اس دور میں ہمیں داخل کرنا یہ ظاہر کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے درخت وجود کی سرسبز شاخیں بننے کی ہم کوشش کرتے ہیں اور کر رہے ہیں۔

آپ علیہ السلام اپنی جماعت کو کس پیار کی نظر سے دیکھتے ہیں، کتنا حسن ظن رکھتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:

"جو کچھ ترقی اور تبدیلی ہماری جماعت میں پائی جاتی ہے یہ زمانے بھر میں کسی دوسرے میں نہیں"۔ (ملفوظات جلد 5 صفحہ 536۔ جدید ایڈیشن)

کیا یہ حسن ظن ہم سے تقاضا نہیں کرتا کہ ہم اپنے اندر انقلاب پیدا کرنے کی پہلے سے بڑھ کر کوشش کریں۔ اپنے عہد کو پورا کرنے کے لئے ہر قربانی کے لئے تیار رہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اس احسان پر جو خلافت کی صورت میں اس نے ہم پر کیا اپنی روحانی ترقی کی نئی منزلوں کی نشاندہی کریں۔ اللہ تعالیٰ کے اس احسان پر اپنے عہد بیعت کو نبھانے کی پہلے سے بڑھ کر کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ کے اس احسان پر، خلافت سے وفا اور اطاعت کے معیار بلند سے بلند تر کرتے چلے جائیں۔ اس احسان کے شکرانے کے طور پر اپنوں اور غیروں میں پیار اور محبت کے نغمے بکھیرتے چلے جائیں۔ یقیناً یہی نیکیاں اور شکر گزاری ہمارا مطمح نظر ہونی چاہئیں۔ یقیناً پیار اور محبت کے سوتے ہمارے دلوں سے پھوٹنے چاہئیں۔ یقیناً عہد وفا کے نئے نئے راستوں کا تعین ہماری زندگی کا مقصد ہونا چاہئے۔ اور جب یہ ہوگا تو ہم اللہ تعالیٰ کے انعام کی قدر کرنے والے ٹھہریں گے۔ جب یہ ہوگا تو ہم دائمی خلافت کے فیض سے فیضیاب ہونے والے بنتے چلے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے انعاموں اور فضلوں کی نہ ختم ہونے والے بارشیں ہم پر برسیں گی۔

پس اے میرے پیارو اور میرے پیاروں کے پیارو! اٹھو آج اس انعام کی حفاظت کے لئے نئے عزم اور ہمت سے اپنے عہد کو پورا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور گرتے ہوئے، اس سے مدد مانگتے ہوئے میدان میں کود پڑو کہ اسی میں تمہاری بقا ہے، اسی میں تمہاری نسلوں کی بقا ہے اور اسی میں انسانیت کی بقا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بھی توفیق دے۔ اللہ تعالیٰ مجھے بھی توفیق دے کہ ہم اپنے عہد کو پورا کرنے والے ہوں۔ اَللّٰهُمَّ آمِيْن"۔

(اس کے بعد حضور نے دعا کروائی۔)

☆-☆-☆-☆-☆

☆-☆-☆

☆

پیغام

محترم ڈاکٹر حافظ صالح محمد الٰہ دین صاحب

صدر، صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت

اللہ تعالیٰ ''اخبار بدر، جوبلی نمبر'' بہت مبارک کرے۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے: اللّٰہ نور السمٰوٰت والارض

یعنی اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی سب نوروں کا منبع ہے۔ اس نے ہمارے پیارے آقا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ دنیا کو منور کیا تھا۔ اور موجودہ زمانہ میں آپ کے عاشق صادق حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ دنیا کو منور کیا اور آپ کے بعد آپ کے خلفاء کے ذریعہ دنیا کو منور کر رہا ہے۔ الحمدللہ۔

اللہ تعالیٰ کا ہم پر بے حد فضل و احسان ہے کہ اس نے ہمیں خلافت سے وابستہ کیا ہے اور گزشتہ صدی سے ہمیں پانچ عظیم الشان دعائیں کرنے والے باخدا اور خدا نما خلفاء کرام کی قیادت عطا فرما رہا ہے۔ الحمدللہ

بفضلہٖ تعالیٰ ان کے ذریعہ ۱۹۳ ممالک میں جماعتیں قائم ہوئیں اور ۶۸ زبانوں میں قرآن مجید کے ترجمے شائع کرنے کی سعادت حاصل ہوئی اور کئی مسجدیں بنائیں گئیں۔ الحمدللہ۔ نیز ایم.ٹی.اے. کے ذریعہ ہم حضرت خلیفۃ المسیح کے روح پرور خطابات سنتے ہیں۔ الحمدللہ۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنے خلفاء کی حفاظت فرمائے اور ان کی تائید و نصرت فرمائے اور ہم کو اور ہماری نسلوں کو ہمیشہ خلیفۂ وقت کے وفادار اور تابعدار رہنے کی توفیق بخشے۔ اور دنیا میں پاک انقلاب جلد لے آئے۔ اللّٰھُمَّ اٰمین۔

❀❀❀

''ایک مضبوط کڑا آپ کے ہاتھ میں ہے جس کا ٹوٹنا ممکن نہیں''

حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:-

''یاد رکھیں کہ دینی اور روحانی نظام چونکہ اللہ کی طرف سے اس کے رسولوں کے ذریعہ اس دنیا میں قائم ہوتے ہیں اس لئے بہر حال انہی اصولوں کے مطابق چلنا ہوگا جو خدا تعالیٰ نے ہمیں بتائے ہیں اور نبی کے ذریعہ، انبیاء کے ذریعہ پہنچے اور اسلام میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ یہ نظام ہم تک پہنچا۔ اللہ تعالیٰ کا یہ بہت بڑا احسان ہے احمدیوں پر کہ نہ صرف ہادی کامل ﷺ کی امت میں شامل ہونے کی توفیق ملی بلکہ اس زمانے میں مسیح موعود اور مہدی کی جماعت میں شامل ہونے کی توفیق بھی اس نے عطا فرمائی جس میں ایک نظام قائم ہے، ایک نظام خلافت قائم ہے، ایک مضبوط کڑا آپ کے ہاتھ میں ہے جس کا ٹوٹنا ممکن نہیں۔ لیکن یاد رکھیں کہ یہ کڑا تو ٹوٹنے والا نہیں لیکن اگر آپ نے اپنے ہاتھ اگر ذرا ڈھیلے کئے تو آپ کے ٹوٹنے کے امکان پیدا ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اس سے بچائے۔ اس لئے اس حکم کو ہمیشہ یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رکھو اور نظام جماعت سے چمٹے رہو کیونکہ اب اس کے بغیر آپ کی بقا نہیں''۔ (خطاب ۲۲ اگست ۲۰۰۳ء)

پیغام

محترم مولانا محمد انعام غوری صاحب

ناظر اعلیٰ وامیر جماعت احمدیہ قادیان

پیارے بھائیو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ !

مکرم ایڈیٹر صاحب ہفت روزہ بدؔر قادیان نے خواہش کی ہے کہ خلافت احمدیہ صدسالہ جوبلی کے خصوصی شمارہ کے لئے پیغام دوں۔سو اُن کی خواہش کے احترام میں جو پیغام دینا چاہتا ہوں وہ میرا اپنا نہیں بلکہ قرآن کریم کا پیغام ہے۔اس کا خلاصہ یہ ہے کہ خلافت کی برکات کا حصول صرف اورصرف اطاعت وفرمانبرداری میں مضمر ہے۔چنانچہ سورۂ نور کی جس آیت استخلاف میں خلافت کا وعدہ دیا گیا ہے اور اُس کی اہم برکات کی نشاندہی کی گئی ہے،اس سے پہلے کی آیت نمبر ۵۵ میں اطاعت کا درس ہے اوراس سے بعدوالی آیت نمبر ۵۷ میں بھی اطاعت کا پیغام ہے۔چنانچہ آیت نمبر ۵۵ کا ترجمہ یہ ہے:-

’’تو کہہ اللہ کی اطاعت کرواوراُس کے رسول کی اطاعت کرو۔پس اگر وہ پھر جائیں تو اِس رسولؐ پر صرف اُس کی ذمہ داری ہے جو اُس کے ذمہ لگایا گیا ہے اورتم پراُس کی ذمہ داری ہے جو تمہارے ذمہ لگایا گیا ہے اور اگر تم اُس کی اطاعت کروتو ہدایت پا جاؤ گے اور رسول کے ذمہ تو صرف بات کو کھول کر پہنچا دینا ہے۔‘‘

اورآیت نمبر ۵۷ کا ترجمہ یہ ہے: ’’اورتم سب نمازوں کو قائم کرواورزکوتیں دو۔اور اِس رسولؐ کی اطاعت کروتا کہ تم پررحم کیا جائے۔‘‘

پس تمام برکتیں اطاعت ہی سے وابستہ ہیں۔سیدنا حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:-

’’میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ خواہ تم کتنے عقلمند اور مدبّر ہو،اپنی تدابیر اور عقلوں پر چل کر دین کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔جب تک تمہاری عقلیں اور تدبیریں خلافت کے ماتحت نہ ہوں اور تم امام کے پیچھے پیچھے نہ چلو،ہرگز اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت تم حاصل نہیں کر سکتے۔پس اگر تم اللہ تعالیٰ کی نصرت چاہتے ہو تو یاد رکھو،اس کا کوئی ذریعہ نہیں سوائے اس کے کہ تمہارا اُٹھنا،بیٹھنا،کھڑا ہونا،اور چلنا،تمہارا بولنا اور خاموش ہونا میرے ماتحت ہو۔‘‘ (الفضل ۴؍ستمبر ۱۹۳۷ء صفحہ:۸)

سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:-

’’اگر آپ زندگی چاہتے ہیں تو خلافت احمدیہ کے ساتھ اخلاص اور وفا کے ساتھ چمٹ جائیں۔پوری طرح اس سے وابستہ ہو جائیں کہ آپ کی ہر ترقی کا راز خلافت سے وابستگی میں مضمر ہے۔ایسے بن جائیں کہ خلیفۂ وقت کی رضا آپ کی رضا ہو جائے۔خلیفۂ وقت کے قدموں پر آپ کا قدم ہو اور خلیفۂ وقت کی خوشنودی آپ کا مطمحِ نظر ہو جائے۔‘‘(ماہنامہ خالد ربوہ سیدنا طاہر نمبر ۲۰۰۴ء)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس اہم نکتہ کو سمجھنے اوردل وجان سے اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

❁❁❁

خلفاءراشدین

کے مختصر حالات زندگی

......﴿از: قریشی محمد فضل اللہ، نائب مدیر بدر، قادیان﴾......

حضرت ابوبکر صدیق

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مقام صحابہ کرام میں سب سے بلند ہے۔ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق اور اطاعت گذار تھے۔ حضورؐ فرماتے ہیں: میں نے جس کسی کو بھی اسلام کا پیغام پہنچایا وہ اسے قبول کرنے میں کچھ نہ کچھ جھجکا۔ سوائے ابوبکر کے جو بغیر کسی جھجک کے فوراً مسلمان ہوگئے۔ ایک اور مقام پر فرمایا: کوئی شخص ایسا نہیں جس کے احسان مجھ پر ابوبکر سے زیادہ ہوں۔

بوقت پیدائش آپ کا نام عبد الکعبہ رکھا گیا تھا۔ بعد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا نام عبداللہ رکھا۔ آپ مردوں میں سب سے پہلے مسلمان ہوئے۔ اپنے مقام اور صفات کی وجہ سے صدیق کہلائے۔ آپ کے والد عثمان ابوقحافہ اور والدہ ام الخیر سلمیٰ دونوں قبیلہ قریش کے خاندان بنوتیم سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اڑھائی سال چھوٹے تھے۔ آپ کا شمار مکہ کے امیر تاجروں میں ہوتا تھا۔ تجارت کے سلسلہ میں آپ سے ملنے والے آپ کی دیانت، اچھے اخلاق، عقلمندی اور اچھا مشورہ دینے کی وجہ سے آپ کی عزت کرتے۔ قبیلہ قریش کی آپسی لڑائیوں کا فیصلہ آپ ہی کرتے۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا دعویٰ فرمایا اس وقت آپ مکہ سے باہر گئے ہوئے تھے۔ واپس آئے تو مکہ کے کچھ سردار آپ سے ملنے آئے اور بتایا کہ ابو طالب کے بھتیجے نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ ان سرداروں کے جانے کے بعد آپؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور دریافت کیا کہ کیا آپ نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے؟ حضورؐ آپ کو سمجھانے لگے۔ مگر آپ نے یہ کہا کہ مجھے صرف اتنا بتائیں کہ کیا آپ نے خدا کے نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔ اس پر حضرت ابوبکر فوراً ایمان لے آئے۔ آپ کے مسلمان ہونے کی بہت شہرت ہوئی اور سردارانِ قریش کو بہت صدمہ ہوا۔ مسلمان ہوتے ہی آپ نے اپنی جان اور مال سب کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں وقف کر دیا۔ آپ کی تبلیغ کی وجہ سے مکہ کے مشہور خاندانوں کے کئی لوگ مسلمان ہوئے۔

تیرہ سال تک دیگر مسلمانوں کی طرح آپ بھی کفار مکہ کے ظلم وستم کا نشانہ بنتے رہے۔ آخر جب ہجرت کا حکم آ گیا تو آپ نے بھی حضورؐ کے ساتھ ہجرت کی۔ ہجرت کے وقت آپ تین دن تک غار ثور میں حضورؐ کے ساتھ رہے۔ مدینہ پہنچنے کے کچھ عرصہ بعد حضورؐ نے کچھ زمین خرید کر اس پر مسجد بنوائی۔ جو مسجد نبوی کہلاتی ہے۔ اس زمین کی قیمت حضرت ابوبکرؓ نے ہی ادا کی۔

جنگ بدر، احد، خیبر، تبوک وغیرہ بیشتر معرکوں میں آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے اور کارہائے نمایاں سرانجام دئے۔ فتح مکہ کے وقت جب حضورؐ نے تمام دشمنوں کو معاف کر دیا حضرت ابوبکرؓ بھی اس سفر میں آپ کے ساتھ تھے۔ آپؓ کے والد اسی موقعہ پر مسلمان ہوئے۔ جب جنگ تبوک کیلئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو چندہ دینے کا ارشاد فرمایا تو ان دنوں حضرت عمرؓ کے پاس کافی مال تھا۔ آپ کہتے ہیں میں نے سوچا اس دفعہ میں ابوبکر سے مال خرچ کرنے میں آگے بڑھ جاؤں گا۔ اس خیال سے اپنا آدھا مال لائے اور حضورؐ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ آپؓ کہتے ہیں میں خوش خوش بیٹھا تھا کہ اتنے میں ابوبکر آئے اور اپنا سارا مال حضور کے آگے رکھ دیا۔ اس دن میں نے سوچا کہ میں ابوبکر سے کبھی آگے نہیں بڑھ سکتا۔

۹ ہجری میں بہت سے لوگ حج کیلئے روانہ ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس سال حج پر نہ گئے۔ آپ نے حضرت ابوبکرؓ کو حج پر جانے والوں کا امیر بنایا۔ اگلے سال حضورؐ حج کیلئے تشریف لے گئے۔ حضرت ابوبکرؓ بھی آپ کے ساتھ تھے۔ حج سے واپسی پر آپؐ بیمار ہوئے اسی بیماری میں حضور ایک دن مسجد میں آئے، منبر پر بیٹھے اور تقریر کرتے ہوئے فرمایا ”خدا نے اپنے ایک بندے سے کہا کہ وہ دنیا اور خدا کے ساتھ میں سے کوئی ایک چن لے اور اس نے خدا کے ساتھ کو چن لیا ہے“ باقی لوگ سمجھ نہیں سکے کہ آپ اپنا ذکر کر رہے ہیں۔ اور بتا رہے ہیں کہ آپ جلد فوت ہونے والے ہیں۔ لیکن حضرت ابوبکرؓ سمجھ گئے اور رونے لگے۔ آپؐ نے ابوبکرؓ کو تسلی دی۔ پھر فرمایا: مسجد میں جتنے لوگوں کے دروازے کھلتے ہیں سب بند کر دو صرف ابوبکر کا دروازہ کھلا رہنے دو۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت زیادہ خراب ہوگئی تو آپؐ نے حکم دیا: ابوبکر کو کہو کہ وہ لوگوں کو نماز

پڑھائیں چنانچہ حضور ؐ کی وفات تک حضرت ابوبکر ہی امامت کرتے رہے۔ ایک دن ابوبکرؓ نماز پڑھا رہے تھے کہ حضورؐ اپنے حجرہ سے مسجد میں آئے۔ ابوبکرؓ کو علم ہوا کہ حضورؐ آئے ہیں تو پیچھے ہٹنے لگے۔ حضور نے آپؓ کی پیٹھ پر ہاتھ رکھ کر فرمایا ''نہیں نماز پڑھاتے رہو'' اور حضورؐ نے آپ کی دائیں طرف بیٹھ کر نماز پڑھی۔

جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو مسلمان مارے غم کے نڈھال تھے اور کوئی یہ تسلیم کرنے کیلئے تیار ہی نہیں تھا کہ حضورؐ وفات پا چکے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے تو تلوار نکال لی اور کہنا شروع کر دیا جو آدمی یہ کہے گا کہ رسول اللہ فوت ہو چکے ہیں میں اس کی گردن اڑا دوں گا۔ رسول اللہؐ کی وفات کے وقت حضرت ابوبکرؓ اپنے گھر میں تھے۔ خبر سنتے ہی گھوڑے پر سوار ہو کر حضورؐ کے گھر آئے اور سیدھے حضرت عائشہ کے حجرے میں گئے۔ حضورؐ کے چہرے پر سے چادر اٹھا کر پیشانی پر بوسہ دیا اور روتے ہوئے کہا کہ '' میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ کی زندگی بھی بہت اچھی تھی اور موت بھی بہت اچھی'' یہ کہکر چادر اڑھائی، باہر آئے، صحابہ کی حالت دیکھی اور حضرت عمر کو سنبھلنے اور خاموش رہنے کیلئے کہا۔ وہ پھر بھی خاموش نہ ہوئے۔ اس پر حضرت ابوبکر نے فرمایا لوگو سنو! جو شخص محمدؐ کی عبادت کرتا تھا وہ سمجھ لے کہ محمدؐ تو فوت ہو چکے ہیں۔ ہاں جو اللہ کی عبادت کرتا تھا اس کا خدا زندہ ہے۔ جو کبھی نہیں مرے گا۔ پھر آپ نے قرآن مجید کی ایک آیت پڑھی جسے سنکر سب لوگ خاموش ہوگئے۔ اس کے بعد صحابہ نے آپ کو آنحضرت ﷺ کا خلیفہ منتخب کر لیا اور آپ خلیفۃ الرسول کہلائے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بعض لوگ مرتد ہوگئے اور زکوۃ دینے سے انکار کر دیا۔ آپؓ نے اس معاملے میں کسی قسم کی نرمی نہ کی اور فرمایا کہ ایسا کرنے والوں کے خلاف اگر مجھے جنگ بھی کرنی پڑے تو میں کروں گا۔ چنانچہ آپ نے تمام مشکلات کا استقلال سے مقابلہ کیا۔ آپ نے اپنی خلافت کے آغاز سے ہی مسلمانوں کے اختلافات کو دور کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ جاری کئے جانے والے سبھی کاموں کی تکمیل کی کوشش کی۔ جن میں اسامہ بن زید کے لشکر کی روانگی اور مختلف ممالک وعلاقوں میں جنگی وفود بھجوانا شامل ہیں۔ جنگ یمامہ میں بہت سے قاری حضرات کی وفات کے بعد آپ نے قرآن شریف جمع کرنے کا حکم دیا۔ اور یہ کام حضرت زید رضی اللہ عنہ کے سپرد فرمایا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بہت سی احادیث مروی ہیں۔ جن سے بہت سے مسائل کا حل، اہم اسلامی تواریخ اور تفاسیر کے علاوہ متعدد علمی باتوں کا بھی علم ہوتا ہے۔ آپ کی فضیلت اور مقام کے بارے میں متعدد احادیث آتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان کہ ابوبکر اس امت میں سب سے افضل ہیں سوائے اس کے کہ کوئی نبی ہو آپ کی فضیلت کی بہت بڑی سند ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ پر بے شمار رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے۔ آمین۔

حضرت عمر فاروق

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے والد خطاب قریش کے بڑے سرداروں میں سے تھے۔ والدہ حشمہ بنت حشام تھیں۔ آپ کی کنیت ابوحفص، خطاب فاروق اور لقب امیر المومنین تھا۔ آپ کا شجرہ نسب 8ویں پشت میں آنحضرتؐ سے ملتا ہے۔ اس زمانے میں عرب میں لکھنے پڑھنے کا رواج نہ تھا۔ مگر آپ نے لکھنا پڑھنا سیکھا۔ آپ کو گھوڑ سواری کا بہت شوق تھا کشتی کرنے اور تلوار چلانے کے ماہر تھے۔ بچپن میں اونٹ چراتے اور جوان ہونے پر تجارت شروع کر دی۔

جب آنحضرت ﷺ نے نبوت کا دعویٰ کیا تو اور لوگوں کی طرح حضرت عمر بھی شدید مخالف ہوگئے اور مسلمانوں پر ظلم ڈھانے لگے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ یا اللہ! عمر بن الخطاب یا عمرو بن ہشام (ابوجہل) دونوں میں سے کسی ایک کو مسلمان کر دے۔ کچھ دنوں بعد گرمیوں کی ایک دوپہر کو سرداران قریش جمع ہوئے اور مشورہ کرنے لگے کہ کیوں نہ محمد (ﷺ) کو شہید کر دیا جائے۔ تاکہ روز روز کا یہ جھگڑا ہی ختم ہو جائے۔ حضرت عمر اس کے لئے تیار ہوگئے اور تلوار لیکر حضور کی تلاش میں چل پڑے۔ ان دنوں حضورؐ مکہ کے قریب صفا پہاڑ میں حضرت ارقم کے گھر میں رہتے تھے۔ راستے میں انہیں نعیم بن عبداللہ ملے اور پوچھا عمر اتنے غصے میں کہاں جا رہے ہو؟ جواب دیا محمدؐ کو قتل کرنے۔ نعیم نے کہا عمر ایسا نہ کرو یہ تمہاری غلطی ہوگی۔ اس کے بعد محمد کا قبیلہ تمہیں زندہ نہ چھوڑے گا۔ حضرت عمر نے جواب دیا میرا خیال ہے کہ تم بھی اپنے دین سے ہٹ گئے ہو۔ اگر مجھے یہ معلوم ہو جاتا تو پہلے تمہیں قتل کرتا۔ نعیم نے کہا پہلے اپنے گھر کی خبر لو۔ تمہاری بہن اور بہنوئی دونوں مسلمان ہو چکے ہیں۔ حضرت عمر نے یہ بات سنی تو آگ بگولہ ہوگئے اور حضورؐ کی طرف جانے کی بجائے اپنی بہن کے گھر کا رخ کیا۔ دروازہ پر پہنچے تو اندر سے کچھ پڑھنے کی آواز سنائی دی۔ آپ گھر میں داخل ہوگئے اور کہا: سنا ہے تم مسلمان ہوگئے ہو؟ آپ کے بہنوئی نے کہا ہاں۔ یہ سنتے ہی آپ نے ان پر حملہ کر دیا۔ بہن بچانے کیلئے درمیان میں آگئی۔ آپ نے ان کو بھی مارا۔ جس پر وہ لہولہان ہوگئیں۔ اور بولیں! عمر جتنا چاہو مار لو ہم مسلمان ہیں۔ حضرت عمر نے جب یہ سنا تو شرمندہ ہوئے اور بولے اچھا تم جو پڑھ رہے تھے دکھاؤ۔ بہن نے کہا تم ناپاک ہو پہلے وضو کرو پھر دوں گی۔ چنانچہ حضرت عمر نے وضو کیا اور قرآن شریف پڑھنا شروع کیا تو ایک ایک لفظ طبیعت پر اثر کرنے لگا۔ آخر بے اختیار ہوگئے اور بولے میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اللہ کے رسول ہیں۔ اسی حالت میں حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے، دروازہ کھٹکھٹایا۔ چونکہ ہاتھ میں تلوار تھی اس لئے صحابہ پریشان ہوگئے۔ حضرت حمزہ بولے آنے دو۔ اگر اچھی نیت سے آیا ہے تو خیر، ورنہ اسی تلوار سے اسے قتل کر دوں گا۔ حضرت عمر نے اندر قدم رکھا تو رسول اللہ آگے بڑھے اور پوچھا عمر کس

مقصد سے آئے ہو؟ رسول اللہ کے رعب سے آپ کانپ گئے اور جواب دیا ایمان لانے۔ حضور نے بے اختیار ہوکر فرمایا اللہ اکبر۔ صحابہ نے بھی اتنی زور سے یہ نعرہ بلند کیا کہ پوری وادی گونج اُٹھی ۔ حضرت عمر ایمان لانے والے چالیسویں شخص تھے۔ اس وقت تک مسلمان چپکے چپکے تبلیغ کرتے تھے۔ ایک دن حضرت عمر حضورؐ کے پاس آئے اور عرض کی یارسول اللہ! اگر ہم سچے ہیں تو چھپ کر اسلام کی باتیں کیوں بتاتے ہیں؟ حضور نے فرمایا ابھی خدا کا حکم نہیں آیا۔ جب مسلمانوں کو کھلم کھلا تبلیغ کا حکم ملا تو مسلمان دو قطاریں بنا کر خانہ کعبہ گئے ایک قطار کے آگے حضرت عمر اور دوسری کے آگے حضرت حمزہ تھے۔

اسلام لانے کے بعد دیگر مسلمانوں کی طرح آپ نے بھی بہت زیادہ تکالیف برداشت کیں اور بڑی وفاداری کے ساتھ حضورؐ کا ساتھ دیا اور ہر پریشانی میں ثابت قدم رہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ سے بہت محبت تھی۔ اکثر کاموں میں حضورؐ آپ سے مشورہ طلب فرماتے۔ فتح مکہ کے موقعہ پر حضورؐ نے مردوں سے بیعت لی اور حضرت عمر سے فرمایا تم عورتوں سے بیعت لو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ نے حضرت ابوبکرؓ کی بیعت کی اور ہمیشہ اطاعت و وفا کا تعلق رکھا۔ آپ کے مشورہ پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید کی تدوین کا حکم دیا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد آپ خلیفہ بنے اس وقت اسلامی لشکر عراق اور شام میں جنگ لڑ رہا تھا۔ حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں بہت سی فتوحات ہوئیں اور شام، عراق، ایران، مصر، فلسطین وغیرہ کئی ممالک میں اسلامی جھنڈا لہرانے لگا۔ حضرت عمر نے ان ممالک میں حکومت کا بہترین نظام قائم کیا۔ آپ نے علاقوں کو صوبوں اور ضلعوں میں تقسیم کیا اور ہر صوبہ کے الگ الگ گورنر متعین کئے۔ علاوہ ازیں ہر علاقہ میں مختلف افسر اور قاضی بھی مقرر کئے جو اسلامی قانون کے مطابق مقدموں کا فیصلہ کرتے۔ آپ کے زمانہ میں انصاف بہت مشہور ہوا۔ ایک بار آپ کا ایک مسلمان ابی بن کعب سے کوئی جھگڑا ہوگیا۔ ابی بن کعب نے حضرت زید کی عدالت میں آپ کے خلاف مقدمہ دائر کردیا۔ حضرت عمر نے عدالت کو ہر طور سے انصاف کرنے کا حکم دیا اور اپنے لئے کسی قسم کی ترجیح اور عزت کو ناپسند فرمایا۔

حضرت عمر کے زمانہ میں جب بہت زیادہ دولت آنے لگی تو آپ نے صحابہ سے مشورہ کرکے بیت المال قائم کیا۔ اور اس کے حساب و کتاب کیلئے نہایت دیانتدار مسلمانوں کو مقرر کیا۔ اس کے بعد آپ نے مسلمانوں کی ترقی کے کئی پروگرام بنائے اور مستحقین کیلئے وظیفے جاری کئے۔ آپ کے زمانہ میں زراعت میں بھی بہت ترقی ہوئی۔ نہریں کھدوائی گئیں۔ بہت سے نئے شہر آباد ہوئے۔ فوج کا باقاعدہ نظام قائم ہوا۔ ہجری سن کا آغاز کیا گیا۔ آپ نے مسجد نبوی کی توسیع کرائی اور عوام کی سہولت کیلئے کئی ادارے قائم کئے۔

آپ کے زمانہ میں شام میں طاعون اور مکہ میں قحط پڑ گیا اس میں آپ نے جس طرح لوگوں کو سنبھالا اور ان کی مدد کی وہ آپؓ کی خلافت کا بہت بڑا کارنامہ ہے۔ جتنے دن قحط رہا آپ خود بھی لنگر سے کھانا کھاتے رہے۔ تا لوگوں کو علم ہو کہ ان کا امیر المومنین بھی وہی کھانا کھاتا ہے جو وہ کھاتے ہیں۔ آپ کا کھانا اور لباس بہت سادہ تھی۔ ایک دفعہ خطبہ دے رہے تھے تو لوگوں نے دیکھا کہ آپ کے تہہ بند میں بارہ پیوند ہیں۔ آپ اپنے اکثر کام اپنے ہاتھ سے کرتے اور غریبوں کی بہت مدد کرتے۔ ایک رات آپ مدینہ کی گلیوں میں گشت کر رہے تھے۔ ایک گھر میں دیکھا کہ بچے رو رہے ہیں۔ جب معلوم ہوا کہ گھر میں کھانے کیلئے کچھ بھی نہیں ہے تو آپ نے اُسی وقت بیت المال سے کچھ گھی کپڑے اور سامان لیا، اپنی پیٹھ پر لادا اور اس کے گھر پہنچا دیا۔ خادم نے عرض کی امیر المومنین! میں لے جاتا ہوں۔ فرمایا، نہیں قیامت کے دن تو مجھ سے ہی پوچھا جائے گا۔

۶۵ سال کی عمر میں آپ پر فروز ابولولو نے اس وقت جان لیوا حملہ کر دیا جب آپ نماز فجر پڑھ رہے تھے۔ حملے کے چوتھے دن آپ ۱۰ سال اور چھ ماہ کی کامیاب و بابرکت خلافت کے بعد وفات پا گئے ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کی نماز جنازہ حضرت مصیبؓ نے پڑھائی اور آپ کو اپنے دوستوں کے ساتھ اس طرح دفن کیا کہ آپ کا سر مبارک حضورؐ کے قدموں میں تھا۔ آپ نے اپنی زندگی میں ہی چھ اشخاص کی ایک کمیٹی بنادی تھی تا کہ وہ آپ کی وفات کے بعد نئے خلیفہ کا انتخاب کر سکے۔

حضرت عثمان غنی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کا نام عثمان بن عفان تھا۔ چوتھے نسب میں آپ کا شجرہ آنحضرت ﷺ سے جاملتا ہے۔ آپ کی والدہ اروی بنت کریز اور نانی ام حکیم بنت عبدالمطلب تھیں جو آغاز اسلام میں ہی مسلمان ہوگئی تھیں۔ انہوں نے حضرت عثمان کے ساتھ دو ہجرتیں کیں۔ حضرت عثمان طائف میں عام الفیل کے چھٹے سال پیدا ہوئے۔ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ذریعہ مسلمان ہوئے۔ آپ کی کنیت ابوعبداللہ اور ابولیلیٰ تھی۔

آپ کا لقب ذوالنورین تھا۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں رقیہ اور ام کلثوم یکے بعد دیگرے آپ کے نکاح میں آئیں۔ غزوہ تبوک میں لشکر اسلام کو جس قدر سواری اور سامان کی ضرورت پڑی حضرت عثمان نے مہیا کیا۔ اس وجہ سے آنحضرت صلعم شروع رات سے لیکر طلوع فجر تک ان کے لئے دعا کرتے رہے کہ اے اللہ میں عثمان سے راضی ہوگیا تو بھی اس سے راضی ہوجا۔ ایک موقعہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عثمان ایسا حیا والا ہے کہ اس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔

آپ اکثر لڑائیوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے۔ مگر جنگ بدر میں آپ کی بیوی رقیہ چونکہ سخت بیمار تھیں اس لئے آنحضرت صلعم نے آپ کو مدینہ میں ہی ٹھہرنے کا حکم دیا تھا۔ اس کے باوجود حضورؐ نے آپ

کو اہل بدر میں شمار فرمایا۔ آنحضرت صلعم نے صلح حدیبیہ کے وقت حضرت عثمان کو ابوسفیان اور شرفاء قریش کے پاس روانہ فرمایا تا کہ وہ قریش کو بتائیں کہ آنحضرت صلعم جنگ کے مقصد سے نہیں آئے بلکہ صرف زیارت بیت اللہ کا ارادہ ہے۔ جب آپ نے قریش سے یہ بات کہی تو انہوں نے جواب دیا کہ اگر تم طواف کرنا چاہتے ہو تو بے شک کرلو مگر ہم محمد (ﷺ) کو ہرگز طواف کی اجازت نہیں دیں گے۔ حضرت عثمان نے کہا میں آنحضرتؐ کے بغیر طواف نہیں کروں گا۔ قریش مکہ حضرت عثمان کا یہ خلوص دیکھ کر ان سے خفا ہوگئے اور ان کو گرفتار کرلیا۔ اُدھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک یہ خبر پہنچی کہ حضرت عثمان شہید ہوگئے ہیں۔ یہ سنکر آنحضرتؐ نے ایک درخت کے نیچے صحابہ سے یہ بیعت لی کہ ہم عثمان کا بدلہ لئے بغیر یہاں سے نہیں جائیں گے۔ یہ بیعت تاریخ میں بیعت رضوان کے نام سے معروف ہے۔ اس میں حضرت عثمان موجود نہ تھے اسلئے آنحضرتؐ نے اپنے ایک ہاتھ کو حضرت عثمان کا ہاتھ قرار دے کر اسے اپنے دوسرے ہاتھ پر رکھا اور ان کی طرف سے بیعت لی بعد میں قریش مکہ سے صلح ہوگئی۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ ہر ایک نبی کے لئے جنت میں رفیق ہوں گے میرا رفیق عثمان ہے اور فرمایا کہ عثمان دنیا اور آخرت میں میرا دوست ہے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ حضورؐ نے حضرت عثمانؓ کو فرمایا کہ یقیناً اللہ تجھے ایک قمیض پہنائے گا۔ لوگ اس کے اتارنے کا ارادہ کریں گے۔ تو ان کے لئے اسے مت اتارنا۔ ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنہ کا ذکر کرکے فرمایا کہ یہ اس میں ناحق اور مظلوم قتل کیا جاوے گا۔

حضرت عثمان آنحضرت صلعم کے کاتبوں میں سے تھے اور ان صحابہ میں سے تھے جنہوں نے قرآن مجید جمع کیا۔ دو دفعہ حضورؐ نے آپ کو اپنے پیچھے خلیفہ بنایا۔ آپ عشرہ مبشرہ اور اولین مہاجرین میں سے تھے۔ حضرت عثمان نے سلسلہ حفظ قرآن جاری کیا۔ اور جمع و ترتیب قرآن مجید بھی آپ ہی کے نام سے مشہور ہے۔

آپ درمیانہ قد تھے۔ خط و خال موزوں، اعضا بھاری اور سڈول، کثیر اللحیہ، دانت خوبصورت، گھنگھریالے بال، رنگ سفید مائل سرخی تھا۔ عبداللہ بن حزم مازلی کہتے ہیں میں نے کوئی مرد و عورت عثمان سے زیادہ خوبصورت نہیں دیکھا۔ آپ دیانت شعار اور پکے دیندار تھے۔ مذہبی فرائض ادا کرنے میں کبھی سستی نہ کرتے۔ اکثر نوافل میں مشغول رہتے۔ اکثر راتوں میں قرآن مجید کی تلاوت کرتے۔ ذہین تھے اور اکثر باتوں کی تہ تک پہنچ جاتے تھے۔ ہمیشہ فیاضی اور دریا دلی سے کام لیتے۔ اسلئے آپ کو عثمان غنی کہا جاتا ہے۔ آپ بہت زیادہ مالی قربانی کرتے اور غرباء کا خیال رکھتے تھے۔ غلاموں کے ساتھ نرمی کرتے۔ رقیق القلب تھے۔ آپ کے زمانہ خلافت میں اسلامی شان و شوکت مختلف ممالک (افریقہ، اسکندریہ اور ایران وغیرہ) میں قائم ہوئی۔ مسجدوں کو پختہ کرنے اور جمعہ کے روز پہلی اذان دینے کا سلسلہ بھی آپ کے زمانہ میں شروع ہوا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے بعد حضرت عثمان خلیفہ مقرر ہوئے آپ کے زمانہ میں جہاں اسلامی سلطنت میں ترقی ہوئی وہاں اندرونی و بیرونی فتنہ وفساد بھی بڑھ گئے۔ آپ کے زمانہ خلافت میں ایک سریہ جس کا سپہ سالار مُعیسرہ بن شعیبہ تھا ہندوستان کی طرف بھی روانہ کیا گیا جو کالیکٹ (کیرالہ) پہنچا اسلامی خوبیوں نے اس شہر کے والی (راجہ موزن) کو بھی مسلمان کئے بغیر نہ چھوڑا اور سارا شہر اپنے حاکم کو دیکھ کر مشرف باسلام ہوگیا۔

۱۸ ذی الحجہ ۳۵ھ میں حضرت عثمان کو شہید کردیا گیا۔ قریباً 12 سال آپ نے خلافت کی۔ آپ کی تجہیز و تکفین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کرائی اور نماز جنازہ جبیر بن مطعم نے پڑھائی۔ بعدہ آپ کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ آپ پر بے شمار رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین۔

حضرت علی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے والد کا نام ابوطالب تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا تھے۔ آپؓ کی والدہ فاطمہ بنت اسد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا عبد المطلب کی بھتیجی تھیں۔ حضرت ابوطالب مکہ کے سرداروں میں سے تھے۔ حضرت عبدالمطلب کی وفات کے بعد آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جبکہ آپ یتیم ہوگئے تھے اپنے گھر لے آئے اور اپنے بچوں کی طرح پالا۔ اپنی شادی تک آپ حضورؐ ہی کے پاس رہے۔ آنحضرت صلعم کے دعویٰ نبوت کے بعد حضرت ابوطالب نے آپ کی ہر طرح مدد کی اور آپ کو کفار کی تکلیفوں سے بچانے کی کوشش کرتے رہے۔

حضرت علی کی عمر آنحضرت صلعم کے اعلان نبوت کے وقت دس گیارہ سال تھی۔ دعویٰ نبوت کے کچھ عرصہ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کی طرف سے حکم ہوا کہ اپنے قریبی رشتہ داروں کو عذاب سے ڈراؤ۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دعوت کی جس میں کم وبیش 40 قریبی رشتہ داروں کو بلایا۔ سب لوگ کھانا کھا چکے تو آپ نے فرمایا میں تمہیں خدا کی طرف بلاتا ہوں۔ کیا تم میں سے کوئی ہے جو اس کام میں میری مدد کرے؟ اس پر تمام لوگ خاموش رہے۔ حضرت علی جو اس وقت ۱۰۔۱۱ سال کے تھے کھڑے ہوئے اور وعدہ کیا کہ میں آپ کا ساتھ دوں گا۔ اور پھر ساری عمر بچپن کے اس عہد کو نبھایا۔ آپ بچوں میں سب سے پہلے مسلمان ہوئے۔

حضرت علی ہر وقت رسول اللہ کی خدمت میں رہتے۔ جو لوگ اسلام کے متعلق معلومات حاصل کرنے آتے انکی خدمت کرتے اور تبلیغ میں حضور کا ساتھ دیتے۔ آنحضرت کی صحبت میں رہنے کی وجہ سے آپ اسلام کے متعلق بہت سی باتیں سیکھ گئے۔ اس زمانے کا ذکر کرتے ہوئے حضرت علی کہا کرتے تھے کہ میں

رسول اللہ کے پیچھے پیچھے یوں رہتا تھا جیسے اونٹنی کا بچہ اونٹنی کے پیچھے پیچھے رہتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دعویٰ نبوت کے بعد ۱۳ سال تک مکہ میں رہے حضرت علی بھی آپ کے ساتھ تھے ان سالوں میں دوسرے مسلمانوں کے ساتھ ساتھ حضرت علی نے بھی بہت تکلیفیں اٹھائیں۔ جب کافروں کے مظالم بہت بڑھ گئے اور خدا کی طرف سے ہجرت کی اجازت ملی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو اپنے بستر پر لیٹنے کا حکم دیا اور کہا کہ لوگوں کی امانتیں واپس کر کے مدینہ آئیں۔ حضرت علی بڑی بہادری سے ساری رات حضور کے بستر پر لیٹے رہے۔ اور کافر یہی سمجھتے رہے کہ رسول اللہ سو رہے ہیں۔ صبح ہونے پر رسول اللہ کو قتل کرنے کیلئے گھر میں گھس آئے۔ جب چادر اُٹھائی تو حضور کی جگہ حضرت علی کو دیکھ کر بہت مایوس ہوئے۔ اور غصہ میں آ کر انہوں نے آپ کو بہت مارا۔ اس کے باوجود آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کچھ نہ بتایا۔ حضرت علی حضور کے حکم کے مطابق لوگوں کی چیزیں انہیں واپس کر کے مدینہ کی طرف چل پڑے اور ابھی حضورؐ مدینہ نہ پہنچے تھے کہ قبا نامی مقام پر رسول اللہ سے جا ملے۔ قبا میں رسول اللہؐ نے مکہ اور مدینہ کے مسلمانوں کو آپس میں بھائی بھائی بنایا تو حضورؐ نے حضرت علی کو اپنا بھائی بنایا۔ ہجرت کے دوسرے سال جب حضرت علی کی عمر ۲۵ سال تھی آپ نے حضرت فاطمہ سے شادی کا پیغام دیا۔ ۲ھ ہجری کے شروع میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود حضرت علی اور فاطمہ کا نکاح پڑھایا۔ کچھ عرصہ بعد شادی ہوگئی اور آپ حضرت فاطمہ کو اپنے گھر لے آئے۔ حضرت فاطمہ سے حضرت علی کے تین بیٹے مُحسن (جو بچپن میں فوت ہوگئے تھے) امام حسن اور امام حسین نیز دو بیٹیاں حضرت زینب اور حضرت ام کلثوم ہوئیں۔

آپ نے بدر، اُحد، بنو نضیر، خندق، بنو قریظہ، فدک، خیبر، اور حنین، وغیرہ تمام غزوات میں شرکت کی اور ہر معرکہ میں اپنی شجاعت کے جوہر دکھائے۔

۸ھ ہجری میں مکہ فتح ہوا اور آنحضرت صلعم بغیر کسی لڑائی کے دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ مکہ میں داخل ہوئے۔ اس موقعہ پر مہاجرین کا جھنڈا حضرت علی کے پاس تھا۔ مکہ پر قبضہ کے بعد خانہ کعبہ میں رکھے ہوئے بتوں کو توڑتے وقت حضرت علی آنحضرتؐ کے ساتھ تھے۔ ایک بڑا بت جو اونچائی پر رکھا ہوا تھا، آنحضرت صلعم نے حضرت علی کے کندھے پر چڑھ کر اسے توڑنے کی کوشش کی۔ آنحضرت کا جسم مبارک بھاری تھا جسے حضرت علی اپنے کندھوں پر نہ اٹھا سکے۔ اس پر حضور کے حکم سے حضرت علی آنحضرت صلعم کے کندھوں پر چڑھے اور بت کو توڑا۔ ۱۰ھ ہجری میں رسول اللہ صلعم حج کیلئے روانہ ہوئے حضور کے اس سفر میں حضرت علی بھی آپ کے ساتھ تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری بیماری کے دوران حضرت علیؓ، حضرت فاطمہؓ اور دوسرے رشتہ داروں نے آپ کی بہت خدمت کی۔ وفات کے بعد حضرت علی نے حضرت عباس اور فضل بن عباس کی مدد سے آپ کو غسل دیا اور تدفین کی۔

حضرت ابو بکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان کی خلافت میں آپ ان کی مجالس شوریٰ میں رہے۔ حضرت عثمان کی شہادت کے بعد مسلمانوں نے آپ کو اپنا خلیفہ منتخب کیا۔ آپ کی خلافت میں بدقسمتی سے مسلمان ایک دوسرے کے خلاف ہوگئے۔ اور انہوں نے منافقوں اور دشمنوں کے ہاتھوں میں کھیل کر آپس میں ہی لڑنا شروع کر دیا۔ آپ کے زمانہ میں دار الخلافہ مدینہ سے کوفہ منتقل ہوا۔ حضرت علی کو امن قائم کرنے کیلئے تین جنگیں لڑنی پڑیں۔ یہ جنگیں جنگ جمل، جنگ صفین اور جنگ نہروان کے نام سے مشہور ہیں۔

۲۰ رمضان ۴۰ھ کو جب آپ مسجد میں صبح کی نماز ادا کرتے وقت سجدے میں گئے تو عبد الرحمٰن بن ملجم نے آپ پر تلوار کا وار کیا۔ جس سے آپ سخت زخمی ہو گئے اور اسی رات آپ کی وفات ہوگئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت امام حسن نے آپ کو غسل دیا۔ آپ کا مزار کوفہ میں ہے۔ آپ ۵۸ سال کی عمر میں خلیفہ بنے اور ۶۳ سال عمر پائی۔ آپ کی وفات کے بعد مسلمانوں میں تیس سالہ خلافت کا خاتمہ ہوگیا۔ آپ بہت معاف کرنے اور دشمن سے اچھا سلوک کرنے والے تھے۔ اپنے قاتل کے حق میں بھی آپ نے نرمی کرنے کا حکم دیا۔

حضرت علی بہت قابل عالم اور حافظ قرآن تھے۔ قرآنی آیات کا شان نزول اچھی طرح جانتے تھے۔ آپ قریباً ۳۰ سال رسول اللہ کے ساتھ رہے۔ اسلئے آپ کو رسول اللہ کی بہت سی باتیں یاد تھیں۔ ۵۸۰ حدیثیں آپ نے بیان کی ہیں۔ قرآن مجید کے اعراب درست پڑھنے کیلئے آپ نے قواعد نحو بنائے۔ آپ اچھے مقرر تھے۔ آپ کے خطبات و تقاریر ''نہج البلاغۃ'' کے نام سے چار جلدوں میں جمع کر دی گئی ہیں۔ آپ کے علم کا اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے''۔

آپ بہت زیادہ عبادت گزار اور انصاف پسند تھے۔ حضرت عمر اکثر کہا کرتے تھے کہ ہم (صحابہ) میں سے مقدموں کے فیصلے کرنے کیلئے علی سب سے بہتر ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے کئی بار آپ کو مقدموں کے فیصلہ کا کام دیا۔ آپ نے اپنی زندگی نہایت غربت اور سادگی میں گذاری۔ لباس سادہ ہوتا۔ کپڑوں میں پیوند لگے ہوتے۔ مگر ہمیشہ صاف ستھرے ہوتے۔ غذا بھی بہت سادہ ہوتی۔ خود محنت مزدوری کر کے اپنا پیٹ پالتے۔ لوگ خدمت میں حاضر ہوتے تو دیکھتے کبھی اپنے جوتے کی مرمت کر رہے ہیں، کبھی اونٹ چرا رہے ہیں اور کبھی گھر کا کوئی اور کام کر رہے ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو بچوں کی طرح پالا تھا آپ بھی حضور سے بہت محبت کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جنت الفردوس میں بلند تر درجات سے نوازے۔ آمین۔

خلفاء حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مختصر حالات زندگی

﴿۲﴾

حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب

خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حاجی الحرمین حضرت حافظ حکیم مولانا نورالدین صاحب کی پیدائش ۱۸۴۲ء میں محلہ معماران، بھیرہ میں ہوئی۔ آپ کے والد حافظ غلام رسول صاحب کا شجرہ نسب حضرت عمر فاروقؓ سے ملتا ہے۔ والدہ نور بخت اعوان قوم سے تھیں جو بچوں کو قرآن مجید مع ترجمہ و دیگر دینی کتب پڑھاتی تھیں۔ آپؓ نے بھی اپنی والدہ سے ہی قرآن مجید اور فقہ کی چند کتب پڑھیں۔ اپنے بھائی بہنوں میں آپ سب سے چھوٹے تھے۔ جس کی وجہ سے والدین کو آپ سے بہت زیادہ محبت تھی۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا مورث اعلیٰ مورخین نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو قرار دیا ہے اس لحاظ سے آپ فاروقی بھی ہیں اور علوی بھی۔

گھریلو تعلیم کے بعد آپ مدرسہ میں داخل ہوئے۔ کتابیں جمع کرنے اور پڑھنے کا بہت شوق تھا۔ تیراکی اور گھوڑ سواری بھی آپ کا محبوب مشغلہ تھا۔ آپ نے فارسی اور عربی کے علاوہ حکمت بھی سیکھی۔ پنڈ دادخاں میں چار برس تک بحیثیت ہیڈ ماسٹر کام کیا۔ بعدہ ملازمت سے استعفیٰ دے کر حصول علم کیلئے کئی مقامات کا سفر کیا۔ دوبار حج کی سعادت پائی۔ اس دوران مدینہ میں دینی علم بھی حاصل کیا۔ ۳۰ برس کی عمر میں آپ کی پہلی شادی محترمہ فاطمہ بی بی صاحبہ سے بھیرہ میں ہوئی۔ بھیرہ میں ہی آپ نے اپنی آبائی مسجد میں درس و تدریس کا سلسلہ شروع کر دیا نیز ایک مطب بھی جاری کیا۔ آپ غرباء کا مفت علاج کرتے تھے۔ ۱۸۷۶ء کے قریب آپ مہاراجہ جموں و کشمیر کی دعوت پر کشمیر آ گئے اور دو سو روپے مشاہرہ پر مہاراجہ کی ملازمت کر لی بعد میں یہ تنخواہ چار پانچ سو روپے ہوگئی۔ دوران ملازمت طبی خدمات کے ساتھ ساتھ آپ نے تبلیغ و اشاعت اسلام کی سرگرمیاں بھی جاری رکھیں۔ مہاراجہ کے دربار میں آپ کی حق گوئی اور جرأت مشہور تھی۔ اس زمانہ میں آپ نے بعض اہم کتب بھی تصنیف کیں اور متعدد اخبارات میں مضامین بھی شائع کرائے۔

جموں میں بھی آپ نے درس قرآن مجید کا سلسلہ جاری رکھا ہوا تھا۔ آپ کا طرز زندگی بہت سادہ تھا۔ آپکی آمد کا اکثر حصہ دینی کاموں کی اشاعت پر خرچ ہوتا۔ آپ نے نامور اور مشہور علماء سے کئی مباحثات کئے۔ ۸۱-۱۸۸۰ء میں انجمن اشاعت اسلام کے نام سے لاہور میں ایک انجمن قائم ہوئی۔ جس کے آپ سرگرم ممبر تھے۔ ۱۸۸۱ء میں ہی آپ نے قرآن مجید حفظ کرنا شروع کیا اور جلد مکمل کرلیا۔ ۱۸۸۴ء میں انجمن حمایت اسلام قائم ہوئی۔ اس میں بھی آپ بصد شوق شامل ہوئے۔ ہمیشہ اس کی مالی اعانت بھی کی اور مضامین بھی لکھے۔

اسی دوران آپ کے ایک شاگرد نے آپ کو بتایا کہ ضلع گورداسپور کے ایک گاؤں قادیان میں ایک شخص مرزا غلام احمد نے اسلام کی حمایت میں رسالے لکھے ہیں تو آپ نے حضورؑ کی خدمت میں خط لکھ کر کتابیں منگوائیں۔ کچھ عرصہ کے بعد آپ کو حضورؑ کا ایک اشتہار بھی ملا۔ جسے پڑھ کر آپ قادیان آئے۔ اور اپنی صدیقی فراست سے خدا کے برگزیدہ کو پہچان لیا اور آپ کی محبت و عقیدت میں ایسے کھوئے کہ سب کچھ آپ کے قدموں میں قربان کر دیا۔ یہ ۱۸۸۵ء سے پہلے کی بات ہے جبکہ نہ حضور نے دعویٰ مسیحیت کیا تھا نہ بیعت کا سلسلہ شروع ہوا تھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ماموریت کے وقت سے ہی دعا میں مصروف تھے کہ الٰہی دین اسلام کی خدمت کیلئے مجھے مددگار عطا فرما۔ آپ کی دعائیں قبول ہوئیں اور اللہ تعالیٰ نے حضرت مولانا نور الدین صاحب جیسا عظیم انسان آپ کی مدد کیلئے بھیج دیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام آپ کے متعلق فرماتے ہیں:-

”میں خدا تعالیٰ کے حضور آہ وزاری کرتا تھا اور عرض کرتا تھا کہ الٰہی میرا ناصر و مددگار کون ہے۔ میں تنہا اور بے حقیقت ہوں۔ پس جب دعا کا ہاتھ مسلسل اٹھا اور فضائے آسمانی میری دعاؤں سے معمور ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ نے میری عاجزانہ دعا قبول کی اور رب العالمین کی رحمت جوش میں آئی اور اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک مخلص اور صدیق عطا فرمایا۔ جو میرے مددگاروں کی آنکھ اور میرے مخلصین دین کا خلاصہ ہے۔ اس مددگار کا نام اس کی نورانی صفات کی طرح نور الدین ہے۔ وہ مولد کے لحاظ سے بھیروی اور نسب کے اعتبار سے ہاشمی قریشی ہے۔ وہ اسلام کے سرداروں میں سے ہے اور بزرگوں کی نسل سے ہے۔ مجھے آپ کے ملنے سے ایسی خوشی ہوئی کہ گویا کوئی جدا شدہ جسم کا ٹکڑہ مل گیا اور ایسا مسرور ہوا جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاروق کے ملنے سے ہوئے تھے۔ مجھے سارے غم بھول گئے۔ جب وہ میرے پاس آئے اور مجھ سے ملاقات کی اور میری نگاہ ان پر پڑی تو میں نے دیکھا کہ آپ میرے رب کی آیات میں سے ہیں اور مجھے یقین ہوگیا کہ وہ میری اسی دُعا کا نتیجہ ہیں جو میں ہمیشہ کیا کرتا تھا اور میری فراست نے مجھے بتا دیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے

منتخب بندوں میں سے ہیں‘‘

اس کے بعد آپ واپس جموں چلے گئے اور حضور کے ارشاد کی تعمیل میں عیسائیوں کے جواب میں ایک کتاب ’’فصل الخطاب‘‘ لکھی۔ آپ نے اپنے خطوط میں بارہا محبت و عقیدت کا اظہار کیا۔ اور حضور کی ہر تالیف میں اعانت پر کمر بستہ ہو گئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جب علم ہوا کہ آپ جموں میں بیمار ہیں تو حضور آپ کی عیادت کیلئے جموں تشریف لے گئے یہ غالباً ۱۸۸۸ء کا واقعہ ہے حضور اقدسؑ تین دن تک وہاں قیام پذیر رہے۔ مارچ ۱۸۸۹ء میں حضرت منشی احمد جان صاحب کی بیٹی صغریٰ بیگم صاحبہ سے آپ کی دوسری شادی لدھیانہ میں ہوئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی برات میں لدھیانہ تشریف لے گئے۔ جب حضور علیہ السلام کو بیعت لینے کا حکم ہوا تو آپ نے ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کو لدھیانہ میں بیعت کر کے اول المبائعین ہونے کا شرف حاصل کیا اور کتاب تصدیق براہین احمدیہ تصنیف فرمائی۔ ستمبر ۱۸۹۲ء میں آپ کی جموں (کشمیر) کی ملازمت کا خاتمہ ہوا اور آپ واپس بھیرہ تشریف لے گئے۔ جہاں آپ نے ایک وسیع مطب اور بہت بڑے مکان کی تعمیر شروع کروائی۔ ابھی یہ تعمیر جاری تھی کہ ۱۸۹۳ء میں آپ کا لاہور آنا ہوا۔ لاہور سے آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت کیلئے قادیان آ گئے۔ حضور نے فرمایا: اب تو آپ فارغ ہیں؟ آپ نے اثبات میں جواب دیا اس پر حضور نے فرمایا آپ رہیں۔ آپ نے خیال کیا کہ دو چار روز رہنا ہوگا۔ ایک ہفتہ کے بعد حضور نے فرمایا: اپنی ایک بیوی کو بھی قادیان منگوالیں۔ آپ نے ارشاد کی تعمیل کی اور تعمیر کا کام بند کروا دیا۔ چند دنوں کے بعد حضور نے فرمایا: کتابوں کا آپ کو شوق ہے اپنا کتب خانہ بھی یہیں منگوالیں۔ آپ نے اس ارشاد کی بھی تعمیل کی۔ بعدہ حضور نے فرمایا دوسری بیوی کو بھی یہیں بلا لیں۔ پھر فرمایا وطن کا خیال چھوڑ دو۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے اس خیال کو ایسا چھوڑا کہ پھر کبھی خواب میں بھی وطن نہیں دیکھا اور اپنے آقا کی خدمت میں دھونی رما کر بیٹھ گئے۔ کچھ عرصہ الدار میں رہائش کے بعد آپ نے اپنا ذاتی مکان بنالیا اور ایک چھوٹی سی کوٹھڑی میں اپنا مطب قائم کر لیا۔ آپ کو قادیان میں مختلف رنگوں میں حضور کی معاونت کا موقعہ ملتا۔ آپ حضورؑ کی مبشر اولاد کو قرآن مجید اور دینیات پڑھاتے۔ قرآن مجید و احادیث کا درس دیتے۔ جب قادیان میں کالج قائم ہوا تو آپ اس میں عربی پڑھاتے رہے۔ آپ صدر انجمن احمدیہ کے پریذیڈنٹ بھی تھے۔ قادیان سے نکلنے والے اخبارات الحکم، والبدر کی آپ قلمی و مالی اعانت فرماتے۔

آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مختلف سفروں میں حضور کی مشایعت کا موقعہ بھی ملا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب باذن الٰہی بہشتی مقبرہ کی بنیاد رکھی تو اس کے آمد و خرچ کا حساب رکھنے کیلئے ایک انجمن کار پرداز مصالح قبرستان بنائی اور آپ کو اس کے چندوں کا امین مقرر فرمایا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی آخری بیماری کے آغاز میں آپ کو لاہور بلانے کا ارشاد فرمایا آپ فوراً حاضر ہو گئے اور حضور کیلئے کئی نسخے تجویز کئے۔ حضور کی وفات کے وقت آپ کمرہ میں موجود نہیں تھے۔ اطلاع ملتے ہی آئے، حضور کی پیشانی پر بوسہ دیا اور اسی وقت کمرہ سے باہر نکل گئے۔ حضور کے وصال کا صحابہ کو گہرا صدمہ تھا۔ اس المناک سانحہ پر آپ صبر و تحمل کے ساتھ جماعت کی ڈھارس بھی بندھاتے رہے۔ لوگوں نے آپ کی بیعت کرنے کا تقاضہ کیا۔ جس پر آپ نے فرمایا اس کا فیصلہ قادیان جا کر ہوگا۔ چنانچہ قادیان آ کر ۲۷ مئی ۱۹۰۸ء کو انتخاب ہوا۔ اور آپ اتفاق رائے سے خلیفۃ المسیح الاول منتخب ہوئے۔ اس وقت آپ کی عمر ۶۷ سال تھی۔ اس طرح مومنین جو صدمہ سے نڈھال تھے ایک بار پھر ایک ہاتھ پر متحد ہو گئے۔ دوسری طرف معاندین احمدیت نے اپنی ریشہ دوانیاں تیز کر دیں۔ اور احمدیت سے ورغلانے اور مرتد کرنے کیلئے مختلف قسم کی غلط فہمیاں پھیلائی جانے لگیں۔ جن کا آپ نے بہترین رنگ میں تدارک فرمایا۔ آغاز خلافت میں ہی آپ نے بیت المال کا مستقل محکمہ قائم فرمایا۔ آپ کے دور خلافت میں انسانی بہبود کے بہت سے کام ہوئے۔ مثلاً پبلک لائبریری، مجلس ضُعفاء اور ناصر وارڈ کا قیام، مسجد نور، محلّہ دار العلوم دار الضعفاء اور بورڈنگ و تعلیم الاسلام ہائی سکول کی تعمیر اور واعظین کا تقرر وغیرہ۔ جولائی ۱۹۰۸ء میں آپ نے اپنی بھیرہ کی قیمتی جائیداد صدر انجمن احمدیہ کے نام ہبہ کر دی۔ اور جماعت کی ترقی کیلئے کئی مؤثر اقدامات کئے۔ آپ کی خلافت کے آغاز میں ہی بعض منافقین نے انکار خلافت کا فتنہ کھڑا کر دیا۔ جس کا آپ نے بڑی ذہانت اور دور اندیشی سے سدِّ باب کیا۔ یکم مارچ ۱۹۰۹ء کو آپ نے مدرسہ احمدیہ کی بنیاد رکھی۔

۱۸/نومبر 1910 کو بعمر ۷۰ سال آپ گھوڑے سے گر گئے۔ سر پر شدید چوٹ آئی اور بہت زیادہ خون بہہ گیا جس کی وجہ سے قریباً سات ماہ تک آپ فریش رہے۔ رفتہ رفتہ طبیعت سنبھلنے لگی اور آپ کے مشاغل بہت حد تک معمول پر آ گئے اور آپ جماعتی کاموں میں سرگرم ہو گئے۔

۱۳/ مارچ ۱۹۱۴ء کو بقضائے الٰہی عین حالت نماز میں آپ نے وفات پائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تحریرات میں کئی جگہ آپ کی اطاعت و فرمانبرداری اور تقویٰ و طہارت کا بہت عمدہ اور احسن پیرائے میں ذکر کیا ہے۔ ایک جگہ فرمایا

چہ خوش بودے اگر ہر یک ز امت نوردیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پر از نور یقیں بودے

اللہ تعالیٰ آپ کو جنت الفردوس میں اپنے قرب خاص سے نوازے اور آپ پر بے پایاں رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین۔

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب

خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مسیح موعود کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک خاص بیٹا عطا کئے جانے سے متعلق صحف سابقہ میں کئی پیشگوئیاں ملتی ہیں۔ یہود کی قدیم روایات کی کتاب طالمود میں لکھا ہے:۔

"It is also said that the (The Messiah) shall die and his kingdom descend to his son and grandson"

یعنی مسیح (موعود) کی وفات کے بعد اس کی (روحانی) بادشاہت اس کے بیٹے اور پوتے کو ملے گی (طالمود از جوزف بارکلے باب پنجم صفحہ ۳۷ مطبوعہ لندن ۱۸۷۸ء)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی پیش خبری فرمائی کہ آنے والا مسیح شادی کرے گا اور اس کے ہاں (خاص) اولاد ہوگی۔ اسی طرح امت مسلمہ کے بعض اولیاء وصلحاء نے بھی مسیح موعود علیہ السلام کو ایک عظیم فرزند دیئے جانے کی خبر دی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی اللہ تعالیٰ نے بہت سی صفات سے متصف ایک موعود پسر کی بشارت عطا فرمائی جس کا ذکر آپ نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں فرمایا ان تمام پیشگوئیوں کے مطابق حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو حضرت سیدہ نصرت جہاںؓ کے بطن مبارک سے قادیان میں پیدا ہوئے۔ آپ کی تربیت حضرت ام المومنین نے بچپن سے ہی نہایت اعلیٰ رنگ میں کی۔ عمومی رنگ میں دنیوی تعلیم حاصل کی ورزشی کھیلوں کے علاوہ آپ کو شکار، تیراکی اور گھوڑ سواری کا بھی شوق تھا آپ کو چھوٹی عمر سے ہی نماز پڑھنے اور دعائیں کرنے کی عادت تھی ۸ سال کی عمر میں آپ نے قرآن مجید مکمل کیا تو آپ کی آمین کی گئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعدد سفروں میں بھی حضور کے ساتھ رہے۔ ۱۸۹۷ء میں قادیان کے احمدی نوجوانوں نے ''انجمن ہمدردان اسلام'' قائم کی جس کے آپ بھی ایک سرگرم رکن تھے۔ بچپن سے ہی آپ کے دل میں خدمت اسلام کا بے مثال جذبہ کارفرما تھا۔ ۱۹۰۰ء میں آپ نے ''انجمن تشحیذ الاذھان'' کی بنیاد رکھی جس کا مقصد نوجوانان احمدیت کو تبلیغ اسلام کیلئے تیار کرنا تھا۔

وسط اکتوبر ۱۹۰۳ء میں آپ کی پہلی شادی حضرت سیدہ محمودہ بیگم صاحبہ سے رڑکی میں ہوئی اسی سال سے آپ نے شعر وسخن کا بھی آغاز کیا۔

جنوری ۱۹۰۶ء میں جب مجلس معتمدین صدر انجمن احمدیہ کا قیام ہوا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کو اس کا ممبر نامزد فرمایا۔ مارچ ۱۹۰۶ء میں آپ کی ادارت میں رسالہ تشحیذ الاذھان نکلنا شروع ہوا۔ جس میں آپ نے تعلیم وتربیت کی غرض سے متعدد اہم مضامین لکھے۔

جلسہ سالانہ ۱۹۰۶ء میں بعمر ۱۷ سال آپ نے پہلی پبلک تقریر کی ۱۲ رمئی ۱۹۰۷ء کو صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے قیام امن کے لئے آپ کی زیر صدارت ایک جلسہ منعقد ہوا۔ سترہ اٹھارہ سال کی عمر میں ایک خواب کے ذریعہ آپ کو سورہ فاتحہ کی تفسیر سکھائی گئی۔ ۱۴ رمارچ ۱۹۰۸ء کو آپ نے امرتسر میں عام مجلس کے سامنے تقریر کی۔ آپ ۲۷ راپریل ۱۹۰۸ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہمراہ قادیان سے لاہور تشریف لے گئے اسی سفر میں حضورؑ کا وصال ہوا۔ اسی موقعہ پر آپ نے حضور کے مقاصد کی تکمیل کیلئے ایک تاریخی عہد کیا۔ حضور علیہ السلام کے وصال اکبر کے بعد آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی سب سے پہلے بیعت کی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات پر مخالفین نے طرح طرح کے اعتراضات کئے اس کے جواب میں آپ نے ''صادقوں کی روشنی کو کون دور کر سکتا ہے'' کے عنوان سے پہلا کتابچہ تصنیف فرمایا۔

۱۹۰۸ء کے جلسہ سالانہ میں بھی آپ نے پر معارف تقریر کی نیز مدرسہ احمدیہ کی بقا کے لئے فیصلہ کن جدوجہد فرمائی اسی طرح قادیان میں ایک پبلک لائبریری قائم کی۔ نومبر ۱۹۰۹ء میں آپ نے انگریزی میں دینی مضامین لکھنے شروع کئے۔ فروری ۱۹۱۰ سے آپ نے قادیان میں قرآن مجید کا درس دینا شروع کیا اور احمدی طلباء کیلئے ایک تربیتی کلاس جاری کی۔ ۱۹۱۰ء میں ہی حضرت خلیفۃ المسیح کے ملتان تشریف لے جانے پر آپ جماعت احمدیہ قادیان کے امیر بنائے گئے۔ ۲۹ جولائی ۱۹۱۰ء کو آپ نے پہلا خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ ۲۶ راگست ۱۹۱۰ کو حضرت خلیفہ اول نے بھی آپ کی اقتداء میں نماز جمعہ ادا کی۔ ۱۹۱۱ء میں آپ نے مجلس انصار اللہ کا قیام فرمایا۔ ۱۹۱۲ء میں آپ نے ہندوستان کے مختلف مدارس اور ممالک مصر وعرب کا سفر اختیار کیا اور حج بیت اللہ کی سعادت ملی۔ جون ۱۹۱۳ء میں آپ نے قادیان سے نیا اخبار الفضل جاری فرمایا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے وصال کے بعد ۱۴ رمارچ ۱۹۱۴ کو آپ خلیفہ منتخب ہوئے۔

اللہ تعالیٰ نے حسب وعدہ آپ کو زمین کے کناروں تک شہرت دی اور کئی ممالک میں آپ کے ذریعہ جماعت احمدیہ کا قیام ہوا۔ آپ سخت ذہین وفہیم تھے۔ دنیا کے کسی شعبہ سے تعلق رکھنے والا کوئی بھی ماہر فن آپ کے سامنے طفل مکتب نظر آتا تھا آپ کی متعدد تصانیف اور خطبات وخطابات نیز تفسیر صغیر، تفسیر کبیر آپ کا علمی شاہکار ہیں۔

آپ میں وہ تمام علامات کمال آب وتاب کے ساتھ پوری ہوئیں جن کا ذکر پیشگوئی مصلح موعودؓ میں خدائے قادر نے الہاماً فرمایا تھا آپ کے ذریعہ جماعت میں ذیلی تنظیموں کا نظام قائم ہوا اور ہر عمر اور طبقہ کے افراد کو اپنے دائرہ کار میں آگے بڑھنے اور خدمت اسلام کرنے کے مواقع ملے اسی طرح آپ نے مقامی جماعتوں میں بھی ایک مستحکم لوکل نظام قائم فرمایا۔ تا

جماعتی کاموں میں ترقی اور حسن پیدا ہو۔

آپ نے مختلف ممالک کے سفر بھی کیے اور بیرونی ممالک کی جماعتوں کو منظم کرنے کی شاندار کوششیں فرمائیں۔ آپ کے زمانہ خلافت میں اگرچہ مخالفین نے بار ہا جماعت کو ختم کرنے کی کوشش کی مگر آپ کی اولوالعزم قیادت میں ہر بار جماعت پہلے سے بڑھ کر خدا کے حضور سجدہ ریز ہوتے ہوئے نئی شان سے ابھری۔ تحریک جدید کا اجراء بھی آپ کے دور خلافت کا ایک سنہری کارنامہ ہے جس نے ساری دنیا میں رشد و ہدایت کا جال پھیلانے میں کلیدی رول ادا کیا ہے۔ صدر انجمن احمدیہ کے ماتحت مختلف نظارتوں کا قیام آپ کی انتظامی صلاحیتوں کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

آپ نے خلافت کے استحکام کیلئے بھی انتھک کوششیں کیں اور اس کی غیر معمولی ضرورت و اہمیت کو واضح کر کے ہر فرد جماعت سے عہد لیا کہ وہ اس بابرکت آسمانی نظام کی حفاظت کی خاطر ہر قسم کی قربانی دینے کیلئے تیار رہے گا۔ آپ نے مختلف معاملات میں مسلمانان ہند کی بھی بہترین راہنمائی فرمائی۔

آپ کا ۵۱ سالہ دور خلافت خدا تعالیٰ کے بے شمار نشانات کے ظہور کا زندہ و تابندہ ثبوت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے مطابق آپ ۸/۷ نومبر ۱۹۶۵ کی درمیانی شب اس دار فانی سے عالم جاودانی میں رحلت فرما گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ آپ پر اپنی بے شمار رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے۔ آمین۔

اک وقت آئے گا کہ کہیں گے تمام لوگ
ملت کے اس فدائی پہ رحمت خدا کرے

حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب

خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے جہاں مبشر اولاد کی خوشخبری دی وہاں ایک خاص پوتے کی بشارت بھی عطا فرمائی تھی۔ جس نے آگے چل کر اسلام و احمدیت کی عظیم الشان خدمت سرانجام دینی تھی اس بارہ میں یہ الہام ہوا:۔

اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ نَافِلَۃً لَّکَ نَافِلَۃً مِّنْ عِنْدِیْ یعنی ہم ایک اور لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں جو نافلہ ہوگا یعنی لڑکے کا لڑکا۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۱۹-۲۱۸)

اسی طرح حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کو حضرت مرزا ناصر احمد صاحب کی پیدائش سے قریب پونے دو ماہ قبل ۲۶ ستمبر ۱۹۰۹ء کو یہ بشارت دی گئی:۔

”میں تجھے ایک ایسا لڑکا دوں گا جو دین کا ناصر ہوگا اور اسلام کی خدمت پر کمربستہ ہوگا“

انہی الٰہی بشارتوں کے مطابق آپ حضرت سیدہ محمودہ بیگم صاحبہ کے بطن سے ۱۵ نومبر ۱۹۰۹ء کو پیدا ہوئے۔ ۱۷ اپریل ۱۹۲۲ء کو ۱۳ سال کی عمر میں حفظ قرآن مجید کی سعادت ملی۔ پرائیویٹ طور پر عربی و اردو پڑھنے کے بعد آپ دینی علوم کی تحصیل کیلئے مدرسہ احمدیہ میں داخل ہوئے اور ۱۹۲۹ء میں پنجاب یونیورسٹی سے مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا بعدہ آپ نے ۱۹۳۴ء میں گورنمنٹ کالج لاہور سے بی اے کی ڈگری حاصل کی۔ اگست ۱۹۳۴ء میں آپ کی شادی ہوئی۔ ۶ ستمبر ۱۹۳۴ء میں آپ مزید اعلیٰ تعلیم کے حصول کیلئے انگلستان تشریف لے گئے اور وہاں چار سال قیام کیا اس دوران آکسفورڈ سے بی اے کی ڈگری حاصل کرنے کے علاوہ آپ تبلیغ اسلام میں بھی مصروف رہے اور وہاں ایک رسالہ ”الاسلام“ بھی جاری فرمایا۔ یورپ سے واپس آتے ہی آپ پہلے جامعہ احمدیہ کے پروفیسر اور پھر جون ۱۹۳۹ء میں اس کے پرنسپل مقرر ہوئے۔

فروری ۱۹۳۹ء سے اکتوبر ۱۹۴۹ء تک آپ مجلس خدام الاحمدیہ کے صدر رہے۔ اکتوبر ۱۹۴۹ء سے نومبر ۱۹۵۴ء تک جبکہ حضرت مصلح موعودؓ بنفس نفیس صدر مجلس تھے آپ نے بحیثیت نائب صدر شاندار خدمات سرانجام دیں۔ اس دوران آپ نے حفاظت مرکز کی اہم ذمہ داریوں کو بھی بطریق احسن نبھایا۔ رسالہ خالد آپ کے عہد صدارت کی حسین یادگار ہے۔

مئی ۱۹۴۴ء تا نومبر ۱۹۶۵ء انتخاب خلافت تک آپ تعلیم الاسلام کالج کے پرنسپل کی حیثیت سے قوم کے نونہالوں کی تعلیمی رہنمائی فرماتے رہے۔ ۱۹۵۳ء میں حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب اور آپ کو سنت یوسفی کے مطابق قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنی پڑیں۔ ۱۹۵۴ء میں آپ مجلس انصار اللہ کے صدر بنے اور مجلس کو بیدار کرنے اور فعال بنانے میں نمایاں کردار ادا کیا آپ کے دور صدارت میں ہی رسالہ ماہنامہ انصار اللہ کا اجراء ہوا۔ مئی ۱۹۵۵ء میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے آپ کو صدر انجمن احمدیہ پاکستان کا چیئرمین مقرر فرمایا۔ سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کی وفات پر ۸ نومبر ۱۹۶۵ء کو آپ خلیفہ منتخب ہوئے اور ہزاروں سال پہلے کی یہ پیشگوئی جو قدیم اسرائیلی احادیث کے مجموعہ طالمود میں موجود ہے کمال آب و تاب سے پوری ہوئی کہ:۔

”یہ بھی کہا گیا ہے کہ مسیح کے انتقال کے بعد اس کی بادشاہت اس کے بیٹے اور پوتے کو مل جائے گی“

(طالمود بائی جوزف بار کلے باب پنجم ص ۳۷ مطبوعہ لندن ۱۸۷۸ء)

آپ کا دور خلافت اللہ کے فضل سے ۱۷ سال پر محیط ہے اس عرصہ میں اللہ تعالیٰ کے بے شمار نشانات ظہور پذیر ہوئے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی متعدد پیشگوئیاں بڑی شان سے پوری ہوئیں۔

آپ نے جماعتی تعلیم و تربیت کیلئے متعدد اہم پروگرام اور تحریکات جاری فرمائیں۔ سب سے پہلے آپ نے فضل عمر فاؤنڈیشن کی تحریک کی اور اس کے لئے ۲۵ لاکھ روپے کا فنڈ قائم کیا بعدہ آپ نے وقف عارضی کی خصوصی تحریک فرمائی۔ تحریک جدید کے دفتر دوم اور وقف جدید کے دفتر اطفال کا اجراء فرمایا۔ بدرسوم کے خلاف جہاد کا اعلان کیا اور نوجوانوں خصوصاً طلباء

کیلئے کئی مفید پروگراموں کا اعلان فرمایا۔ ۲۸ر دسمبر ۱۹۷۳ء کو جلسہ سالانہ کے موقعہ پر آپ نے صد سالہ احمدیہ جوبلی منصوبہ کا اعلان فرمایا تا جماعت احمدیہ اپنے قیام کی ایک صدی مکمل ہونے پر جشن تشکر منائے۔ اس کے لئے آپ نے جماعت سے اڑھائی کروڑ روپیہ کا مطالبہ فرمایا اور اسے ایک پانچ نکاتی روحانی پروگرام بھی دیا۔ ۲۸ر اکتوبر ۱۹۷۹ء کو آپ نے غلبہ اسلام کی دوسری صدی کے استقبال کیلئے ایک دس سالہ پروگرام کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا کہ ان دس سالوں میں ہر بچہ قاعدہ یسرنا القرآن پڑھنا جانتا ہو۔ ناظرہ جاننے والے ترجمہ وتفسیر سیکھیں۔ ہر بچہ کم از کم میٹرک ضرور پاس کرے اور افراد جماعت اسلامی اخلاق کے زیور سے آراستہ ہوں۔ ۷ مارچ ۱۹۸۰ء کو آپ نے یونیورسٹی کے امتحان میں نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والے طلباء کیلئے خصوصی انعامات کا اعلان فرمایا اور جماعت کے سامنے عظیم الشان تعلیمی منصوبہ رکھا۔

۲۳ر اکتوبر ۱۹۸۱ء کو آپ نے غلبہ اسلام کو قریب سے قریب کرنے کیلئے افراد جماعت کی ذہنی، اخلاقی، جسمانی و روحانی ترقی کا منصوبہ رکھا۔ اس کے علاوہ بھی آپ نے بہت سی تحریکات اور پروگرام جاری فرمائے۔ جن کے نتیجہ میں جہاں جماعت میں ہر پہلو سے ایک نئی بیداری پیدا ہوئی وہاں جماعتی ترقی کی عظیم داغ بیل بھی پڑی۔ جسے دیکھ کر مخالفین میں حسد پیدا ہوا اور مخالفت ترقی کرنے لگی حتیٰ کہ ملاؤں کی انگیخت پر حکومت پاکستان نے بھی اندھا دھند مخالفت شروع کردی مخالفین نے احمدیوں کی جائیدادیں تباہ کیں، اموال لوٹے، اور درجنوں احمدیوں کو شہید کردیا۔ پورے پاکستان میں مخالفت کی آگ بھڑک اٹھی اور جماعت احمدیہ کو غیر مسلم قرار دے دیا گیا ایسے حالات میں آپ نے احباب جماعت کو تسلی دی۔ صبرو تحمل سے کام لینے اور دعائیں کرنے کا ارشاد فرمایا۔ ان دنوں میں حضور نے کئی روز تک ساری ساری رات جاگ کر عبادت اور دعاؤں میں گذاری اور کشتی احمدیت کو بحفاظت مخالفت کے طوفانوں اور تھپیڑوں سے نکال کر ساحل عافیت تک پہنچایا۔ مخالفت کا یہ دور اگر چہ لمبا چلا تاہم آپ کی رہنمائی کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے افضال و برکات کے دروازے بھی کھلتے چلے گئے۔ جہاں اللہ تعالیٰ نے ان بڑی بڑی مخالفتوں کو پاش پاش کیا۔ وہاں مخالفین کو بھی کیف کردار تک پہنچایا جماعت احمدیہ کا ۹۰ سالہ مسئلہ جلد حل کردینے کا دعویٰ کرنے والے وزیراعظم پاکستان ذوالفقارعلی بھٹو کو پھانسی دے دی گئی۔ آپ کے دور خلافت میں ہی گیمبیا کے صدر کو احمدیت قبول کرنے کی سعادت ملی۔ ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کو نوبل انعام ملا۔

سپین میں ساڑھے سات سو سال بعد ایک وسیع اور شاندار مسجد کی بنیاد رکھی گئی آپ نے یورپ اور افریقن ممالک کے سات طویل دورے فرمائے جن میں جماعت کی روحانی و اخلاقی ترقی کے سامان پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ اسلام کی وسیع اشاعت کے منصوبے بھی بنائے گئے۔

خلافت ثالثہ کا درخشندہ و تابندہ دور عظیم کامیابیوں کے ساتھ ۱۷ سال پر محیط ہے۔ جس میں بیسیوں مساجد بنائی گئیں۔ متعدد زبانوں میں تراجم قرآن مجید شائع ہوئے کئی نئے تبلیغی مراکز، ہسپتالوں ،سکولوں اور اخبارات ورسائل کا اضافہ ہوا۔

بہت سی عالیشان جماعتی عمارتیں تعمیر ہوئیں۔

آپ نے اپنے دور خلافت کے آخری جلسہ سالانہ ۲۷ دسمبر ۱۹۸۲ء کے موقعہ پر جماعت کو "ستارہ احمدیت" سے نوازا۔

فرینکفورٹ کے ایک نہایت باثر اخبار نے آپ کو محبت کا سفیر قرار دیا۔ اور حضور کی ایک بڑی سی تصویر شائع کرکے لکھا" جماعت احمدیہ کے سربراہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث بنی نوع انسان کیلئے محبت کا ایک سمندر ہیں"

قدرت ثانیہ کا مظہر ثالث یہ بابرکت روحانی وجود ۷۳ سال کی عمر میں ۸/۹ جون ۱۹۸۲ء کی شب بیت الفضل اسلام آباد میں اس جہان فانی سے عالم جاودانی کی طرف رحلت کر گیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

آپ کا جسد اطہر اسلام آباد سے ربوہ لایا گیا اور ۱۰ جون ۱۹۸۲ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے احاطہ بہشتی مقبرہ میں قریباً ایک لاکھ احباب جماعت کی معیت میں آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور مزار حضرت مصلح موعودؓ کے دائیں پہلو میں آپ کی تدفین عمل میں آئی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جنت الفردوس میں بلندی درجات سے نوازے آمین۔

حضرت مرزا طاہر احمد صاحب

خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ

حضرت مرزا طاہر احمد سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی حرم محترم حضرت سیدہ مریم بیگم صاحبہ کے بطن سے ۱۸ر دسمبر ۱۹۲۸ء کو پیدا ہوئے۔ آپ کا بچپن نہایت پاکیزہ ماحول میں گذرا بچپن سے ہی آپ کی طبیعت نہایت سادہ منکسر المزاج اور پر مذاق تھی آپ بے حد جفاکش اور بہادر تھے گھوڑ سواری، شکار اور تیراکی کے علاوہ کئی کھیلوں میں بھی حصہ لیتے۔

آپ نے ۱۹۴۴ء میں تعلیم الاسلام ہائی سکول سے میٹرک کیا اس کے بعد گورنمنٹ کالج سے ایف ایس سی کی ڈگری حاصل کی پھر پرائیویٹ طور پر بی اے کا امتحان پاس کیا۔ ۷ دسمبر ۱۹۴۹ء کو جامعہ احمدیہ ربوہ میں داخلہ لیا اور ۱۹۵۳ء میں امتیازی پوزیشن کے ساتھ شاہد کی ڈگری حاصل کی۔ بعدہ مزید تعلیم کے حصول کیلئے آپ حضرت مصلح موعودؓ کے ساتھ اپریل ۱۹۵۵ء میں یورپ تشریف لے گئے اور دو سال بعد واپس ربوہ مراجعت ہوئی۔

ابھی آپ میٹرک کا امتحان دے رہے تھے کہ ۵

مارچ ۱۹۴۴ء کو والدہ محترمہ کی وفات ہوگئی۔ آپ نے یہ صدمہ نہایت صبر سے برداشت کیا۔ ۵ دسمبر ۱۹۵۷ء کو حضرت مصلح موعودؓ نے آپ کا نکاح حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ کے ساتھ پڑھا اور ۹ دسمبر کو شادی ہوئی۔ آپ صرف درسی کتب ہی نہ پڑھتے بلکہ اُردو اور انگریزی ادب کے سائنس اور مختلف دیگر علوم کا بھی گہرائی سے مطالعہ کرتے جس سے آپ کی وسعت علمی میں بیحد اضافہ ہوا۔

یورپ سے واپس آنے کے بعد آپ دینی خدمات میں سرگرم عمل ہوگئے۔ ۱۲ دسمبر ۱۹۵۸ء کو حضرت مصلح موعودؓ نے آپ کو وقف جدید انجمن احمدیہ کا ناظم ارشاد مقرر کیا۔ دسمبر ۱۹۵۹ء میں فضل عمر ہومیو ریسرچ ایسوسی ایشن کے قیام پر اس کے صدر بنائے گئے۔ نومبر ۱۹۶۰ء سے ۱۹۶۶ء تک آپ نے نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ کے فرائض نہایت خوش اسلوبی سے سرانجام دئے۔ جلسہ سالانہ ۱۹۶۰ء کے موقعہ پر پہلی بار آپ نے خطاب فرمایا اس کے بعد تقریباً ہر سال آپ جلسہ پر خطاب فرماتے رہے۔

۱۹۶۱ء میں ممبر افتاء کمیٹی کے فرائض آپ کو سونپے گئے۔ خلافت ثانیہ کے عہد میں آپنے تبلیغی اور تربیتی مساعی کے علاوہ قلمی جہاد کا بھی آغاز کیا۔ آپ کی پہلی محققانہ تصنیف ''مذہب کے نام پر خون'' منظر عام پر آئی خلافت ثالثہ کے عہد میں آپ کی دینی مصروفیات نقطۂ عروج کو پہنچ گئیں ۱۹۶۶ء سے ۱۹۶۹ء تک آپ نے صدر مجلس خدام الاحمدیہ کی حیثیت سے نوجوانان احمدیت کی شاندار خدمات سرانجام دیں۔ جس پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے خاص طور پر اظہار خوشنودی فرمایا ۱۹۷۰ء میں آپ کو فضل عمر فاؤنڈیشن کا ڈائریکٹر مقرر کیا گیا۔

۱۹۷۴ء میں پاکستان کی قومی اسمبلی میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی زیر قیادت شامل ہونے والے جماعتی وفد کو مدلل رنگ میں جماعت احمدیہ کا موقف پیش کرنے کی توفیق ملی اس وفد کے آپ بھی ممبر تھے۔ یکم جنوری ۱۹۷۹ء کو آپ صدر مجلس انصار اللہ منتخب ہوئے اور منصب خلافت پر فائز ہونے تک اس عہدہ پر مامور رہے۔ ۱۹۸۰ء میں آپ احمدیہ آرکیٹیکٹس اینڈ انجینئرز ایسوسی ایشن کے سرپرست مقرر ہوئے۔ ۱۷ تا ۲۳ جنوری ۱۹۸۰ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے اپنی غیر موجودگی میں آپ کو امیر مقامی مقرر فرمایا۔ آپ لمبا عرصہ نائب افسر جلسہ سالانہ بھی رہے۔

الغرض مسند خلافت پر متمکن ہونے سے قبل بھی آپ نے اپنی خداداد صلاحیتوں سے جماعت کی نمایاں خدمات سرانجام دیں۔ دیگر دینی مصروفیات کے ساتھ ساتھ آپ نے مخلوق خدا کو ہومیوپیتھی طریق علاج سے فائدہ پہنچانے میں بھی کوئی کسر نہ چھوڑی۔

۱۰ جون ۱۹۸۲ء کو آپ مسند خلافت پر متمکن ہوئے جس کے بعد آپ کا دائرہ کار عالمی سطح پر محیط ہوگیا۔ اور آپ کو ہر فرد جماعت کی تعلیم و تربیت اور عالمی سطح پر تبلیغ و اشاعت دین کی فکر ستانے لگی۔ چنانچہ آپنے ہر احمدی کے دل میں تبلیغ کا جذبہ بھرنے کیلئے دعوت الی اللہ کی تحریک فرمائی جس کے عظیم الشان نتائج برآمد ہوئے۔

آپ کے دور خلافت کے آغاز میں ہی جماعت احمدیہ کو ملنے والی غیر معمولی ترقیات کو دیکھ کر دشمنان احمدیت کے سینوں پر سانپ لوٹنے لگے۔ انہوں نے جماعت اور اس کے نظام خلافت دونوں کو ختم کردینے کا ناپاک منصوبہ بنایا اور اس کو عملی جامہ پہنانے کیلئے آمر وقت جنرل ضیاء الحق نے حکم بھی صادر کردیا۔ بنابریں آپ نے اللہ تعالیٰ کے اذن اور اس کی معجزانہ حفاظت میں پاکستان سے لندن ہجرت فرمائی اور وہاں پہنچ کر تبلیغ و اشاعت اسلام کی مہم کا ازسرنو آغاز کیا آپ غیر معمولی عزم و ہمت اور صبر و تحمل کے حامل وجود تھے۔ آپ نے جماعت کو بھی حالات کا مردانہ وار مقابلہ کرنے کا حوصلہ دیا۔ ۲۶ اپریل ۱۹۸۴ء کی شام کو حکومت پاکستان کی طرف سے جاری کردہ رسوائے زمانہ آرڈیننس ۲۰ کے ذریعہ پاکستان میں بسنے والے احمدیوں کی روزمرہ کی زندگی قانوناً جرم قرار دیدی گئی۔ اس کے بعد جماعت جن حالات میں سے گذری وہ تاریخ احمدیت کا ایک مہیب باب ہے۔ اس دور میں حضور کی راہنمائی میں جماعت احمدیہ ختم ہونے کی بجائے اور نکھر کر اُبھری اور پہلے سے بڑھ کر قربانیاں پیش کرنے لگی جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے بے شمار افضال کا نزول ہوا اور یہ دور ابتلاء جماعت کے حق میں اللہ تعالیٰ کا ایک عظیم انعام بن گیا۔

آپ کی خلافت سے جہاں بہت سی پیشگوئیاں پوری ہوئیں وہاں نزول ابن مریم کی پیشگوئی بھی ظاہری رنگ میں اس طور سے پوری ہوئی کہ پہلے تو آپ کے خطبات و خطابات بذریعہ آڈیو ویڈیو کیسٹ سنے جاتے تھے۔ لیکن آپ کی خصوصی توجہ اور انتھک کوششوں سے ایم ٹی اے (مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ) کا اجرا ہوا اور دنیا کے گوشہ گوشہ میں بسنے والے احمدی آپ کے خطبات کی Live نشریات سے گھر بیٹھے استفادہ کرنے لگے۔ عالمگیر تبلیغ کیلئے آپ نے مختلف زبانوں کے ڈیسک بنائے جن کے ذریعہ دنیا کی مختلف زبانوں میں اسلام کا پیغام پہنچانے کا انتظام ہوا۔

آپ کی تصانیف علوم ظاہری و باطنی کا انمول اور بیش بہا خزانہ ہیں۔ آپ کی نظم و نثر دل کی گہرائیوں میں اتر جانے کے ساتھ ساتھ آپ کی ادبی صلاحیتوں کا بھی بہترین شاہکار ہیں۔

ایم ٹی اے پر باقاعدگی کے ساتھ نشر ہونے والے درس قرآن مجید، ہومیو پیتھک کلاس، واقفین نو بچوں کی کلاس، اردو کلاس اور مجالس سوال و جواب علم و عرفان کا بیش بہا خزانہ ہیں۔ آپ نے دنیا بھر کے احمدیوں کی تربیت کیلئے تمام براعظموں کے سفر اختیار کئے۔ اور ہزار ہا ایسے افراد کو شرف ملاقات بخشا جنہوں نے کسی خلیفہ برحق کو اپنی زندگیوں میں پہلی بار دیکھا اور

ان کی زندگی کی کایہ پلٹ گئی۔

آپ کے دور خلافت میں جماعت احمدیہ کے قیام، جلسہ سالانہ کے انعقاد، سورج اور چاند گرہن کے آسمانی نشان اور اسلامی اصول کی فلاسفی کی اشاعت وغیرہ پر سو سال پورے ہوئے اور جماعت نے کئی صدیوں کی تکمیل کو بچشم خود مشاہدہ کیا۔ تقسیم ملک کے بعد آپ بحیثیت خلیفہ ۱۹۹۱ء میں پہلی بار قادیان تشریف لائے۔

آپ کے دور خلافت میں تمام ممالک میں مجلس شوریٰ کا نظام قائم ہوا۔ مسجد بشارت سپین کا افتتاح عمل میں آیا، مختلف ممالک میں عظیم الشان مساجد، مشن ہاؤسز، سکول و کالج، ہسپتال اور جامعہ احمدیہ قائم ہوئے۔ تحریک وقف جدید کو عالمی وسعت حاصل ہوئی، قرآن مجید کے متعدد زبانوں میں تراجم کی اشاعت کے علاوہ احمدیہ لٹریچر اور اخبارات ورسائل کی اشاعت میں بھی غیر معمولی اضافہ ہوا۔ آپ کی جاری فرمودہ تحریک وقف نو اور مریم شادی فنڈ بھی خصوصی اہمیت کی حامل ہیں۔ متعدد عظیم الشان پیشگوئیاں آپ کے دور خلافت میں پوری ہوئیں جن میں مخالفین کی ہلاکت، جماعتی ترقی، بادشاہوں کا قبول احمدیت اور مباہلہ کا چیلنج خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ سابقہ آسمانی پیشگوئیوں کے مطابق آپ وہ موعود منادی تھے جس کے ذریعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور امام مہدی علیہ السلام کا پیغام کل عالم میں پہنچا۔

دنیا کا یہ مربی و مسیحا ۱۹ اپریل ۲۰۰۳ء کو اپنے مولائے حقیقی کے بلاوے پر اس کے حضور حاضر ہو کر خدا کی رضا کی ابدی جنتوں میں داخل ہو گیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ آپ پر بے شمار رحمتیں و برکتیں نازل فرمائے۔ آمین۔ ۲۳/اپریل کی شام آپ کی نماز جنازہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اسلام آباد یوکے میں پڑھائی اور اسلام آباد میں ہی تدفین عمل میں آئی۔

حضرت مرزا مسرور احمد صاحب

خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

ہمارے موجودہ امام عالی مقام سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم الشان پیش خبریوں: ''لَوْ كَانَ الْإِيْمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَنَالَهُ رَجُلٌ اَوْ رِجَالٌ مِنْ هٰؤُلَاءِ اور ''يَخْرُجُ رَجُلٌ مِنْ وَرَآءِ النَّهْرِ يُقَالُ لَهُ الْحَارِثُ حَرَّاثٌ عَلٰى مُقَدَّمَتِهٖ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ مَنْصُوْرٌ (ابوداؤد) نیز سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے پرشوکت **کشوف و الہامات**: ''وہ بادشاہ آیا'' (تذکرہ صفحہ ۵۸۴) ''اِنِّیْ مَعَکَ یَا مَسْرُوْرُ'' یعنی اے مسرور میں تیرے ساتھ ہوں (الہام ۱۹۰۷ء) اور '' اب تو ہماری جگہ بیٹھ اور ہم چلتے ہیں'' (تذکرہ ص ۴۰۶) کے مصداق ہیں۔

آپ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے پڑپوتے، حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ عنہ کے پوتے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے نواسے ہیں۔ آپ ۱۰ ستمبر ۱۹۵۰ء کو حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب اور محترمہ صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ مدظلہا کے ہاں ربوہ (پاکستان) میں پیدا ہوئے۔ تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ سے میٹرک پاس کرنے کے بعد آپ نے تعلیم الاسلام کالج ربوہ سے بی اے اور زرعی یونیورسٹی فیصل آباد سے ۱۹۷۶ میں اگریکلچر اکنامکس میں ایم ایس سی کی ڈگری حاصل کی۔ ۱۹۶۳ء میں ساڑھے سترہ سال کی عمر میں نظام وصیت میں شمولیت فرمائی۔ ۳۱/جنوری ۱۹۷۷ء کو آپ کی شادی محترمہ صاحبزادی سیدہ امۃ السبوح بیگم صاحبہ مدظلہا بنت محترمہ صاحبزادی امۃ الحکیم صاحبہ و مرحوم سید داؤد مظفر شاہ صاحب سے ہوئی۔ ۱۹۷۷ء میں زندگی وقف کر کے آپ اسی سال ماہ اگست میں نصرت جہاں سکیم کے تحت غانا تشریف لے گئے جہاں ۱۹۸۵ء تک مقیم رہ کر چار سال بطور پرنسپل احمدیہ سیکنڈری سکول سلاگا، وسالا اور ایسارچر اور دو سال بطور مینیجر احمدیہ زرعی فارم ٹمالے میں نمایاں خدمات سرانجام دیں۔ آپ نے غانا میں پہلی مرتبہ گندم اگانے کا کامیاب تجربہ کیا۔

۱۹۸۵ء میں واپس پاکستان آنے پر اسی سال ۱۷ مارچ کو آپ کا بطور نائب وکیل المال ثانی تقرر ہوا۔ ۱۸ جون ۱۹۹۴ء کو آپ ناظر تعلیم اور ۱۰ جون ۱۹۹۷ء کو ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ پاکستان اور امیر مقامی ربوہ مقرر ہوئے۔ اور تا انتخاب خلافت اسی منصب پر فائز رہے۔ اس دوران آپ کو صدر مجلس کارپرداز، ناظر ضیافت و ناظر زراعت، چیئرمین ناصر فاؤنڈیشن اور صدر تزئین کمیٹی ربوہ کے طور پر بھی جلیل القدر خدمات سلسلہ بجالانے کی سعادت حاصل ہوئی۔ نیز ۱۹۹۹ء میں ایک مقدمہ میں دس یوم اسیر راہ مولا رہنے کا اعزاز بھی حاصل کیا۔ ۲۳/اپریل ۲۰۰۳ء کو لندن وقت کے مطابق ۱۱:۴۰ بجے رات آپ کے بطور خلیفۃ المسیح الخامس منتخب ہونے کا اعلان ہوا۔ اس وقت آپ کی عمر ۵۷ سال ہے اور آپ کی بابرکت قیادت میں احمدیت کا کارواں شاہراہ غلبہ اسلام پر ترقیات کی منازل کی طرف بسرعت رواں دواں ہے۔ الحمدللہ علی ذالک۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ عنہ نے حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب مرحوم کی وفات کے بعد آپ کی جگہ آپ کے صاحبزادے حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب کو ناظر اعلیٰ مقرر کئے جانے کا ذکر کرتے ہوئے ۱۲ دسمبر ۱۹۹۷ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا تھا کہ:-

'' میں ساری جماعت کو حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کیلئے دعا کی طرف توجہ دلاتا ہوں اور پھر بعد میں مرزا مسرور احمد صاحب کے متعلق بھی کہ اللہ تعالیٰ ان کو بھی صحیح جانشین بنائے'' تو ہماری جگہ بیٹھ'' کا مضمون پوری طرح ان پر صادق آئے اور اللہ تعالیٰ

ہمیشہ خود ان کی حفاظت فرمائے اور ان کی اعانت فرمائے۔(الفضل انٹرنیشنل لندن ۳۰ جنوری ۱۹۹۸ء)

اپنے بابرکت عہد خلافت کے گزشتہ ساڑھے چار سالوں کے دوران آپ نے یورپ، امریکہ، کینیڈا، براعظم افریقہ وایشیا اور مختلف جزائر کے پے در پے کئی طویل سفر اختیار فرمائے، مسند خلافت پر متمکن ہونے کے دوسرے سال ہندوستان کا تاریخی دورہ فرمایا اور قادیان میں آنے والے ہزاروں فدایان کو شرف ملاقات بخشا۔ اور آپ نے متعدد اہم عمارات کا افتتاح فرمایا اور عظیم ترقیاتی منصوبوں کی داغ بیل ڈالی اور ہر جگہ کے احمدیوں کی روحانی تشنگی کو فرو کرنے کے ساتھ ساتھ وہاں کے عمائدین اور دانشوروں کو بھی اسلام کی حسین تعلیم سے روشناس کرایا۔ اس دوران حضور پرنور نے جماعت کی ہمہ جہتی ترقی کے پیش نظر طاہر فاؤنڈیشن، نصرت جہاں سکیم کے تحت وقف زندگی، انٹرنیٹ کے غلط استعمال سے اجتناب، بدرسوم، بے پردگی، شادی بیاہ میں بے جا اسراف۔ سگریٹ نوشی، لاٹری، ٹونے ٹوٹکے وغیرہ سے بکلی پرہیز، نظام جماعت کی پابندی، مختلف دعاؤں اور درود شریف کے بکثرت ورد، سچائی کے اعلیٰ معیار قائم کرنے، گردوپیش کے ماحول خصوصاً جماعتی عمارات کی صفائی، اہل افریقہ کیلئے پینے کے صاف پانی کا انتظام، زکوٰۃ کی اہمیت و ادائیگی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علم کلام، جماعتی اجلاسات واجتماعات اور ایم ٹی اے سے بخوبی استفادہ، واقفین نو کو مختلف زبانوں پر عبور حاصل کرنے، بچوں کو السلام علیکم کہنے کی عادت ڈالنے، تلاوت قرآن کریم اور ترجمۃ القرآن پڑھنے کی تلقین، رشتہ ناطہ کے مسائل کے حل کرنے کی طرف خصوصی توجہ دیتے ہوئے، تحریک جدید کے دفتر پنجم کا اجراء، احمدیت کا پیغام دنیا کے کناروں تک پہنچانے، جرمنی اور یورپ کے مختلف ممالک میں مساجد کی بکثرت تعمیر، مریضوں کی عیادت، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کئے جانے والے

حمدِ ربّ العٰلمین

(منظوم کلام سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

کس قدر ظاہر ہے نُور اُس مبدأ الانوار کا
بن رہا ہے سارا عالم آئینہ ابصار کا

چاند کو کل دیکھ کر میں سخت بے کل ہوگیا
کیونکہ کچھ کچھ تھا نشاں اُس میں جمالِ یار کا

اُس بہارِ حُسن کا دل میں ہمارے جوش ہے
مت کرو کچھ ذکر ہم سے تُرک یا تاتار کا

ہے عجب جلوہ تری قدرت کا پیارے ہر طرف
جس طرف دیکھیں وہی رہ ہے ترے دیدار کا

چشمۂ خورشید میں موجیں تری مشہود ہیں
ہر ستارے میں تماشہ ہے تری چمکار کا

تو نے خود روحوں پہ اپنے ہاتھ سے چھڑکا نمک
اس سے ہے شورِ محبت عاشقانِ زار کا

کیا عجب تو نے ہر اِک ذرّہ میں رکھے ہیں خواص
کون پڑھ سکتا ہے سارا دفتر ان اسرار کا

تیری قدرت کا کوئی بھی انتہا پاتا نہیں
کس سے کھل سکتا ہے پیچ اس عقدۂ دشوار کا

اعتراضات کا مدلل جواب دینے کیلئے ٹیمیں تیار کرنے، طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ ربوہ کیلئے جدید ترین سامان اور مشینری کی فراہمی، مریم شادی فنڈ کی طرف خصوصی توجہ دینے، صدسالہ خلافت احمدیہ جوبلی، لاکھوں کی تعداد میں واقفین نو بچوں کی فراہمی، قرضوں کی بطریق احسن ادائیگی نو مبائعین کو بھی جماعت کے مالی نظام کا فعال حصہ بنانے۔ نیز وصیت کے نظام سے جوڑنے وغیرہ کی کئی عظیم الشان تحریکات جاری فرمائیں۔ آپ کے بابرکت عہد خلافت میں بھی کاروان احمدیت ترقیات کی جانب رواں دواں ہے۔ اللہ کرے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تمام الہامات و بشارات حضور انور کے حق میں شمس الضحیٰ کی طرح ظاہر ہوتے رہیں۔ اور اسلام و احمدیت کو عظیم الشان ترقیات و فتوحات حاصل ہوں۔ آمین۔

☆-☆-☆
☆

انتخاب خلافت اور خلفاء احمدیت کے
اوّلین خطابات

مکرم محمد طاہر محمود صاحب طاہر ، ربوہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے الٰہی نوشتوں اور پیشگوئیوں کی روشنی میں اپنی زندگی میں ہی اپنے بعد جماعت میں قدرتِ ثانیہ کے قیام کی خوشخبری عطا فرما دی تھی۔ حضور علیہ السلام خود خدا تعالیٰ کی قدرت اولیٰ تھے۔ سنتِ قدیمہ کے مطابق آپ کے بعد جماعت میں خلافت کا قیام ہونا تھا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب دسمبر 1905ء میں رسالہ الوصیت تحریر فرمایا جس میں جہاں نظام وصیّت کے عظیم الشان نظام کی بنیاد رکھی گئی وہاں اسی رسالہ میں آپ نے قدرت ثانیہ کے قیام کی پرشوکت پیشگوئی بھی فرما دی گویا آئندہ نظام نو جماعت احمدیہ کے ذریعہ خلافت احمدیہ کے قیام کی صورت میں دنیا میں جاری ہوگا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام قدرتِ ثانیہ یعنی خلافتِ احمدیہ کی پیشگوئی کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

''اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلاوے۔ سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنّت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی، غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے۔ کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا اور دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔''

(رسالہ الوصیّت روحانی خزائن جلد20 صفحہ 305)

پھر فرماتے ہیں:-

''میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کے مظہر ہوں گے۔ سوتم خدا کی قدرتِ ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دُعا کرتے رہو۔'' (ایضاً صفحہ 306)

یہ وہ عظیم الشان پیشگوئی تھی جس کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ کیا اور صالحین کی جماعت کو تسلی اور پیغام دے دیا کہ ضرور ہے کہ تقدیر الٰہی کے تحت میں اس دُنیا سے رخصت ہو جاؤں لیکن میرے بعد دوسرے وجود قدرتِ ثانیہ کے مظہر بن کر نمودار ہوتے رہیں گے۔ اور یہ سلسلہ دائمی ہوگا جو کبھی منقطع نہیں ہوگا اور جماعت کے لئے خیر و برکت کا موجب ہوگا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وصال:

بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام مورخہ 26 مئی 1908ء کو 73 سال کی عمر میں لاہور میں وفات پا گئے۔ آپ کا وصال صبح ساڑھے دس بجے کے قریب ہوا تھا۔ لاہور میں آپ کو غسل دیا گیا اور بٹالہ کے لئے ریزروگاڑی کا انتظام کر لیا گیا۔ لاہور میں کثیر جماعت نے جنازہ پڑھا اور زیارت کے لئے آتے رہے۔ احمدیہ بلڈنگز سے چارپائی پر جنازہ چار بجے کے بعد اٹھایا گیا۔ لاہور ریلوے اسٹیشن پہنچکر تابوت گاڑی میں رکھا گیا۔ پونے چھ بجے گاڑی لاہور سے بٹالہ کے لئے روانہ ہوئی۔ رات دس بجے گاڑی بٹالہ پہنچی۔ نعش مبارک کو ریزروڈبہ میں ہی رکھا گیا اور 2 بجے رات حضور کا جسد مبارک صندوق سے نکال کر چارپائی پر رکھا گیا اور خدامِ مسیح موعود علیہ السلام اپنے کندھوں پر اُٹھا کر قادیان کے لئے روانہ ہوئے۔ 27 مئی صبح آٹھ بجے جنازہ قادیان پہنچا اور نعش مبارک بہشتی مقبرہ سے ملحق باغ میں واقع پکے مکان میں رکھ دیا گئی۔

خلافت احمدیہ کی ابتداء:

نعش مبارک پہنچنے کے بعد سب سے پہلا کام جو بزرگان احمدیت نے کیا وہ خلافت احمدیہ کے لئے حضرت حکیم مولانا نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ کا انتخاب تھا۔ احباب اکٹھے ہوئے تو سب کی نظریں حضرت مولانا نور الدین صاحبؓ پر پڑیں۔ اکابر سلسلہ آپ کے مکان پر حاضر ہوئے اور بیعت خلافت کے لئے درخواست کی۔ آپ نے تردد کیا اور پھر فرمایا'' میں دُعا کے بعد جواب دوں گا۔'' آپ نے وضو کیا نماز نفل ادا کی۔ وفد انتظار کرتا رہا۔ نماز کے بعد فرمایا:'' چلو ہم سب وہیں چلیں جہاں ہمارے آقا کا جسد اطہر اور جہاں ہمارے بھائی منتظر ہیں'' چنانچہ آپ کی معیت میں

سب لوگ باغ میں پہنچے۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ کی خدمت میں بطور نمائندہ ایک تحریر پڑھی کہ ہم حضرت حکیم نورالدین صاحبؓ جو ہم سب میں اعلم اور اتقیٰ اور حضرت امام کے سب سے زیادہ مخلص ہیں کے ہاتھ پر احمدؑ کے نام پر تمام احمدی موجودہ اور آئندہ نئے ممبر بیعت کریں اور آپ کا فرمان آئندہ ہمارے واسطے ایسا ہی ہو جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا تھا۔

اس تحریر کے پڑھے جانے کے بعد حضرت مولوی نورالدین صاحب کھڑے ہوئے اور تشہد وتعوذ کے بعد ایک دردانگیز تقریر کی۔

حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب

خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ

کا خطاب

کلمہ شہادت اور استعاذہ کے بعد آیت (آل عمران: 105) پڑھی اور فرمایا:

''میں اس اللہ کی تعریف کرتا ہوں جو ابدی اور ازلی ہمارا خدا ہے۔ ہر ایک نبی جو دنیا میں آتا ہے اس کا ایک کام ہوتا ہے جو کرتا ہے۔ جب کر چکتا ہے خدا تعالیٰ اس کو بلالیتا ہے۔ حضرت موسیٰ کی نسبت یہ بات مشہور ہے کہ وہ ابھی بلاد یہاں پر شام میں نہیں پہنچے تھے کہ رستہ ہی میں فوت ہو گئے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیصر وکسریٰ کی کنجیوں کا ذکر فرمایا کہ مجھے دی گئی ہیں مگر آپؐ نے وہ کنجیاں (چابیاں) نہ دیکھیں کہ چل دیئے۔ ایسی باتوں میں اللہ تعالیٰ کے مخفی اسرار ہوتے ہیں۔ یہاں بھی بہت سے لوگ تعجب کریں گے کئی پیشگوئیاں کی گئی تھیں وہ ابھی پوری نہیں ہوئیں۔ میرے خیال میں یہ اللہ کی سنت ہے کہ وہ بتدریج کام کرتا ہے اور پھر جسے مخاطب کرتا ہے کبھی اس سے مراد اس کا مثیل بھی ہوتا ہے۔ پہلے پارہ میں فرمایا کہ تم نے موسیٰ سے پانی مانگا اور ایسا ہی اور جگہ فرمایا۔ حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مخاطب وہ لوگ نہ تھے۔ پس خدا کی باتیں رنگ برنگ شکلوں میں پوری ہوتی ہیں۔ اسی طرح اللہ کی یہ بھی سنّت ہے کہ بعض مواعید الٰہیہ کسی دوسرے وقت پر ملتوی کئے جاتے ہیں۔ اسی لئے فرمایا ''یُصِبْكُمْ بَعْضُ......''اس بَعْضُ الَّذِیْ پر خوب غور کرو کہ اس میں یہی سرّ تھا کہ تمام وعدے نبی کی زندگی میں پورے نہ ہوں گے۔ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ نے فرمایا قَدْ یُوْعِدُ وَلَا یُوَفِّی یعنی بعض دفعہ خدا وعدہ کرتا ہے مگر پورا نہیں کرتا۔ نادان سمجھتا ہے کہ اس نے وفا نہیں کی حالانکہ مناسب وقت پر وہ وعدہ یا اس کی مثل پورا ہو جاتا ہے۔

میری پچھلی زندگی پر غور کرلو۔ میں کبھی امام بننے کا خواہش مند نہیں ہوا۔ مولوی عبد الکریم مرحوم امام الصلوٰۃ بنے تو میں نے بھاری ذمہ داری سے اپنے تئیں سبکدوش خیال کیا تھا۔ میں اپنی حالت سے خوب واقف ہوں اور میرا رب مجھ سے بھی زیادہ واقف ہے۔ میں دُنیا میں ظاہر داری کا خواہشمند نہیں۔ اگر خواہش ہے تو یہ کہ میرا مولیٰ مجھ سے راضی ہو جائے۔ اس خواہش کے لئے میں دعائیں کرتا ہوں۔ قادیان بھی اس لئے رہا اور رہتا ہوں اور رہوں گا۔ میں نے اس فکر میں کئی دن گزارے کہ ہماری حالت حضرت صاحب کے بعد کیا ہوگی۔ اسی لئے میں کوشش کرتا رہا کہ میاں محمود کی تعلیم اس درجہ تک پہنچ جائے۔ حضرت صاحب کے اقارب میں اس وقت تین آدمی موجود ہیں۔ اوّل میاں محمود احمد۔ وہ میرا بھائی بھی ہے اور میرا بیٹا بھی۔ اس کے ساتھ میرے خاص تعلقات ہیں۔ قرابت کے لحاظ سے میر ناصر نواب صاحب ہمارے اور حضرت کے ادب کا مقام ہیں۔ تیسرے قریبی نواب محمد علی خان صاحب ہیں۔ اسی طرح خدمت گزاران دین میں سے سید محمد احسن صاحب نہایت اعلیٰ درجہ کی لیاقت رکھتے ہیں سیّد بھی ہیں، خدمات دین میں بھی ایسے ایسے کام کئے ہیں کہ میرے جیسا انسان شرمندہ ہو جاتا ہے۔ آپ نے ضعیف العمری میں بہت سی تصانیف حضرت کی تائید میں کیں۔ یہ ایسی خدمت ہے جو انہی کا حصہ ہے۔ بعد اس کے مولوی محمد علی صاحب ہیں جو ایسی خدمات کرتے ہیں جو میرے وہم وگمان میں بھی نہیں آسکتیں۔ یہ سب لوگ موجود ہیں۔ باہر کے لوگوں میں سید حامد شاہ اور مولوی غلام حسن ہیں اور بھی کئی اصحاب ہیں۔

یہ ایک بڑا بوجھ ہے۔ خطرناک بوجھ ہے۔ اس کا اُٹھانا مامور کا کام ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اس سے خدا کے عجیب در عجیب وعدے ہوتے ہیں جو ایسے دُکھوں کے لئے جو پیٹھ توڑ دیں عصا بن جاتے ہیں۔ موجودہ حالت میں سوچ لو کیسا وقت ہے جو ہم پر آیا ہے۔ اس وقت مردوں بچوں عورتوں کے لئے ضروری ہے کہ وحدت کے نیچے ہوں۔ اس وحدت کے لئے ان بزرگوں میں سے کسی کی بیعت کرلو۔ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ میں خود ضعیف ہوں، بیمار رہتا ہوں، پھر طبیعت مناسب نہیں۔ اتنا بڑا کام آسان نہیں۔

حضرت صاحب کے ساتھ چار کام تھے۔ ایک ان کی اپنی عبودیت، دوم کنبہ پروری، سوم مہمان نوازی چہارم اشاعتِ اسلام جو ان کا اصل مقصد تھا ان چار کاموں میں سے ایک سے ہم سبکدوش ہو سکتے ہیں۔ وہ آپ کی عبودیت تھی جو ان کے ساتھ رہے گی۔ آپ نے جیسے اس جہان میں خدمتیں کیں ویسے ہی بعد الموت کریں گے۔ باقی تین کام ہیں ان میں سے اشاعتِ اسلام کا کام بہت اہم اور نہایت مشکل ہے۔ اس وقت دہریت کے علاوہ اندرونی اختلاف بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس جماعت کے اختلاف کے مٹانے کے لئے

ہماری جماعت کو منتخب کرلیا ہے۔تم آسان سمجھتے ہو مگر بوجھ اٹھانے والے کے لئے سخت مشکل ہے۔پس میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جن عمائد کا نام لیا ہے ان میں سے کوئی منتخب کرلو۔میں تمہارے ساتھ بیعت کرنے کو تیار ہوں۔

اگر تم میری بیعت ہی کرنا چاہتے ہو تو سن لو کہ بیعت بِک جانے کا نام ہے۔ایک دفعہ حضرت نے مجھے اشارۃً فرمایا کہ وطن کا خیال بھی نہ کرنا سو اس کے بعد میری ساری عزت اور سارا خیال انہی سے وابستہ ہو گیا اور میں نے کبھی وطن کا خیال تک نہیں کیا۔پس بیعت کرنا ایک مشکل امر ہے۔ایک شخص دوسرے کے لئے اپنی تمام حریت اور بلند پروازیوں کو چھوڑ دیتا ہے۔اسی لئے اللہ نے اپنے بندے کا نام عبد رکھا ہے۔اس عبودیت کا بوجھ اپنی ذات کے لئے مشکل سے اٹھایا جاتا ہے۔کوئی دوسرے کے لئے کیا اور کیونکر اُٹھائے۔طبائع کے اختلاف پر نظر کر کے یک رنگ ہونے کے لئے بڑی ہمت کی ضرورت ہے۔میں تو حضرت صاحب کے کاموں میں حیران ہوتا ہوں کہ اوّل بیمار، پھر اس قدر بوجھ، نثر، نظم، تصنیف دیگر ضروری کام۔ادھر میں حضرت صاحب کے قریب عمر، وہاں تائیدات روزانہ موجود۔یاں میری حالت ناگفتہ بہ۔ اسی لئے فرمایا ''فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِہٖ.....'' کہ یہ سب کچھ خدا کے فضل پر موقوف ہے۔

میں ایک بڑا امر پیش کرتا ہوں کہ جناب ابوبکرؓ کے زمانہ میں عرب میں ایسی بلا پھیلی تھی کہ سوا مکہ اور مدینہ اور جواثی کے سخت شور و شر اٹھا۔مکہ والے بھی فرنٹ ہونے لگے۔مگر وہ بڑی پاک روح تھی۔جس نے انہیں کہا کہ اسلام لانے میں تم سب سے پیچھے ہو۔مرتد ہونے میں کیوں پہلے بنتے ہو۔صدیقہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میرے باپ کے اوپر جو جو پہاڑ گرا ہے وہ کسی اور پر گرتا تو چور ہو جاتا۔پھر بیس ہزار کی جماعت مدینہ میں موجود تھی اور چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حکم دے چکے تھے کہ ایک لشکر روانہ کرنا ہے بس اس کو بھیج دیا۔ادھر اپنی قوم کا یہ حال تھا کہ مگر آخر خدا نے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھلایا۔وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ..... کا زمانہ آ گیا۔اس وقت بھی اس قسم کا واقعہ پیش آیا ہے۔میں چاہتا ہوں کہ دفن ہونے سے پہلے تمہارا کلمہ ایک ہو جائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابوبکرؓ کے زمانے میں صحابہ کرام کو بہت سی مساعی جمیلہ کرنی پڑیں۔سب سے پہلا اہم کام جو کیا وہ جمع قرآن ہے۔اب موجودہ صورت میں جمع یہ ہے کہ اس پر عمل درآمد کرنے کی طرف خاص توجہ ہو۔

پھر حضرت ابوبکرؓ نے زکوٰۃ کا انتظام کیا۔یہ بڑا عظیم الشان کام ہے انتظام زکوٰۃ کے لئے اعلیٰ درجے کی فرمانبرداری کی ضرورت ہے پھر کنبہ کی پرورش ہے۔غرض کئی ایسے کام ہیں۔

اب تمہاری طبیعتوں کے رُخ خواہ کسی طرف ہوں تمہیں میرے احکام کی تعمیل کرنی ہوگی۔اگر یہ بات تمہیں منظور ہو تو میں طوعًا و کرھًا اس بوجھ کو اُٹھاتا ہوں وہ بیعت کے دس شرائط بدستور قائم ہیں ان میں خصوصیت سے میں قرآن کو سیکھنے اور زکوٰۃ کا انتظام کرنے، واعظین کے بہم پہنچانے اور ان امور کو جو وقتاً فوقتاً میرے دل میں ڈالے کو شامل کرتا ہوں۔پھر تعلیم دینیات، دینی مدرسہ کی تعلیم میری مرضی اور منشاء کے مطابق کرنا ہوگی۔اور میں اس بوجھ کو صرف اللہ کے لئے اُٹھاتا ہوں جس نے فرمایا.......یاد رکھو کہ ساری خوبیاں وحدت میں ہے۔جس کا کوئی رئیس نہیں وہ مر چکی۔(الحکم 6 جون 1908ء)

اس تقریر کے بعد سب نے یک زبان ہو کر کہا کہ ہم آپ کے احکام مانیں گے آپ ہمارے امیر ہیں اور ہمارے مسیح کے جانشین ہیں چنانچہ باغ میں موجود تقریباً بارہ سو احباب نے بیعت کی۔28 مئی کے الحکم میں حضرت مسیح موعودؑ کی وفات اور حضرت خلیفہ اوّل کے انتخاب و بیعت کی خبر خصوصی پرچہ کی صورت میں شائع کر کے احباب تک پہنچادی گئی۔

انتخاب خلافتِ ثانیہ:

حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے اپنی وفات سے چند دن قبل 4 مارچ 1914ء کو چند اکابرین احمدیت کے سامنے ایک وصیت تحریر فرمائی جس میں اپنے جانشین کے بارہ میں تحریر فرمایا کہ ''میرا جانشین متقی ہو، ہر دل عزیز، عالم باعمل ہو.....'' اس وصیت پر مکرم مولوی محمد علی صاحب حضرت صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب، محترم ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اور حضرت نواب محمد علی خان صاحب کے بطور گواہ دستخط تھے۔وصیّت لکھنے کے بعد حضور نے مولوی محمد علی صاحب کو حکم دیا کہ وہ تین بار اس وصیّت کو پڑھ کر سناویں چنانچہ ارشاد کی تعمیل ہوئی۔وصیّت سنائے جانے کے بعد حضور نے فرمایا۔اصل وصیّت نواب محمد علی خان صاحب کے سپرد کر دیں کہ وہ اسے محفوظ رکھیں گے۔حضور کی یہ وصیّت اگلے روز اخبار الحکم میں بطور ضمیمہ شائع ہوگئی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ مورخہ 13 مارچ 1914ء کو عین نماز کی حالت میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے 14 مارچ بروز ہفتہ نماز عصر کے وقت حاضر الوقت احمدی جن کی تعداد دو ہزار کے قریب تھی مسجد نور قادیان میں جمع ہوئے۔ان احباب کے سامنے حضرت نواب محمد علی خان صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کی (مذکورہ بالا) وصیّت پڑھ کر سنائی جس میں جماعت کو ایک ہاتھ پر جمع ہونے کی نصیحت تھی۔اس موقعہ پر حضرت مولانا سید محمد احسن امروہی صاحبؓ نے تقریر کی اور خلافت کی اہمیت بیان کرتے ہوئے کہا کہ میری

رائے میں ہمیں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کے ہاتھ پر جمع ہو جانا چاہئے اس پر محترم صاحبزادہ صاحب کے حق میں آواز اٹھنی شروع ہوئیں کہ ہم سب مرزا محمود صاحب کی خلافت کو قبول کرتے ہیں۔ حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ نے حضرت صاحبزادہ صاحب سے عرض کی کہ ہماری بیعت قبول فرمائیں۔ لوگ لبیک لبیک کہتے ہوئے بڑھے۔ چند لمحات کے تامل کے بعد حضرت صاحب نے ہاتھ بڑھایا اور بیعت لینی شروع کی۔ بیعت کے بعد لمبی دُعا ہوئی اور حضور نے ایک دردانگیز تقریر فرمائی جس کے بعد تعلیم الاسلام ہائی اسکول کی شمالی جانب آپ نے حضرت حکیم مولانا نور الدین خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کا جنازہ پڑھایا اور پھر بہشتی مقبرہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پہلو میں تدفین ہوئی۔

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب

خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ

کا پہلا خطاب

(فرمودہ 14 مارچ 1914ء)

''اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ سنو! دوستو! میرا یقین اور کامل یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں۔

میرے پیارو! پھر میرا یقین ہے کہ آپ کے بعد کوئی شخص نہیں آسکتا جو آپ کی دی ہوئی شریعت میں سے ایک شوشہ بھی منسوخ کر سکے۔

'' میرے پیارو! مراد محبوب آقا سید الانبیاء ایسی عظیم الشان شان رکھتا ہے کہ ایک شخص اس کی غلامی میں داخل ہو کر کامل اتباع اور وفاداری کے بعد نبوت کا رتبہ حاصل کر سکتا ہے۔ یہ سچ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ایسی شان اور عزت ہے کہ آپ کی سچی غلامی میں نبی پیدا ہو سکتا ہے۔ یہ میرا ایمان ہے اور پورے یقین سے کہتا ہوں۔

پھر میرا یقین ہے کہ قرآن مجید وہ پیاری کتاب ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی ہے اور وہ خاتم الکتب اور خاتم شریعت ہے۔

پھر میرا یقین کامل ہے کہ حضرت مسیح موعود ہی نبی تھے جس کی خبر مسلم میں ہے۔ اور وہی امام تھے جس کی خبر بخاری میں ہے۔ میں پھر کہتا ہوں کہ شریعت اسلامیہ میں کوئی حصہ اب منسوخ نہیں ہو سکتا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اعمال کی اقتدا کرو۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں اور کامل تربیت کا نمونہ تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دوسرا اجماع جو ہوا۔ وہ وہی خلافت حقہ راشدہ کا سلسلہ ہے۔ خوب غور سے دیکھ لو اور تاریخ اسلام میں پڑھ لو کہ جو ترقی اسلام کی خلفائے راشدین کے زمانہ میں ہوئی جب وہ خلافت محض حکومت کے رنگ میں تبدیل ہو گئی تو گھٹتی گئی۔ یہاں تک کہ اب جو اسلام اور اہل اسلام کی حالت ہے تم دیکھتے ہو۔

تیرہ سو سال کے بعد اللہ تعالیٰ نے اسی منہاج نبوت پر حضرت مسیح موعود کو وعدوں کے موافق بھیجا حضرت خلیفۃ المسیح مولانا مولوی نور الدین صاحب، ان کا درجہ اعلیٰ علّیین میں ہو۔ اللہ تعالیٰ کروڑوں کروڑ رحمتیں اور برکتیں ان پر نازل کرے۔ جس طرح پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود کی محبت ان کے دل میں بھری ہوئی اور ان کے رگ و ریشہ میں جاری تھی۔ جنّت میں بھی اللہ تعالیٰ انہیں پاک وجودوں اور پیاروں کے قرب میں آپ کو اکٹھا کرے۔ اس سلسلہ کے پہلے خلیفہ تھے اور ہم سب نے اسی عقیدہ کے ساتھ ان کے ہاتھ بیعت کی تھی۔ پس جب تک یہ سلسلہ چلتا رہے گا اسلام مادی اور روحانی طور پر ترقی کرتا رہے گا۔ اس وقت جو تم نے پکار پکار کر کہا ہے کہ میں اس بوجھ کو اُٹھاؤں اور تم نے بیعت کے ذریعہ اظہار کیا ہے۔ میں نے مناسب سمجھا کہ میں تمہارے آگے اپنے عقیدہ کا اظہار کروں۔

میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ میرے دل میں ایک خوف ہے اور اپنے وجود کو بہت ہی کمزور پاتا ہوں۔ حدیث میں آیا ہے کہ تم اپنے غلام کو وہ کام مت بتاؤ جو وہ کر نہیں سکتا۔ تم نے مجھے اس وقت غلام بنانا چاہا ہے تو وہ کام مجھے نہ بتانا جو میں نہ کر سکوں۔ میں جانتا ہوں کہ میں کمزور اور گنہگار ہوں۔ میں کس طرح دعویٰ کر سکتا ہوں کہ دُنیا کی ہدایت کر سکوں گا اور حق اور راستی کو پھیلا سکوں گا۔ ہم تھوڑے ہیں اور اسلام کے دشمنوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کے فضل اور کرم اور غریب نوازی پر ہماری امیدیں بے انتہا ہیں۔ تم نے یہ بوجھ مجھ پر رکھا ہے تو سنو! اس ذمہ داری سے عہدہ برآء ہونے کے لئے میری مدد کرو اور وہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ سے فضل اور توفیق چاہو۔ اور اللہ تعالیٰ کی رضا اور فرمابرداری میں میری اطاعت کرو۔

میں انسان ہوں اور کمزور انسان۔ مجھ سے کمزوریاں ہوں گی تو تم چشم پوشی کرنا۔ تم سے غلطیاں ہوں گی میں خدا تعالیٰ کو حاضر ناظر سمجھ کر عہد کرتا ہوں کہ میں چشم پوشی اور درگزر کروں گا۔ اور میرا اور تمہارا متحد کام اس سلسلہ کی ترقی اور اس سلسلہ کی غرض وغایت کو عملی رنگ میں پورا کرنا ہے۔ پس اب جو تم نے میرے ساتھ ایک تعلق پیدا کیا ہے اس کو وفاداری سے پورا کرو۔ تم مجھ سے اور میں تم سے چشم پوشی خدا کے فضل سے کرتا رہوں گا۔ تمہیں امر بالمعروف میں میری اطاعت اور فرمانبرداری کرنی ہوگی۔ اگر نعوذ باللہ کہوں کہ خدا ایک نہیں تو اُسی خدا کی قسم دیتا ہوں جس کے قبضۂ قدرت میں ہم سب کی جان ہے جو وَحْدَہٗ لَاشَرِیْک اور لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ ہے کہ میری ایسی بات ہرگز نہ ماننا۔

اگر میں تمہیں نعوذ باللہ نبوت کا کوئی نقص بتاؤں تو مت مانیو۔ اگر قرآن کریم کا کوئی نقص بتاؤں تو پھر خدا کی قسم دیتا ہوں مت مانیو۔ حضرت مسیح موعود نے جو خدا تعالیٰ سے وحی پا کر تعلیم دی ہے اس کے خلاف کہوں تو ہر گز ہر گز نہ ماننا۔ ہاں میں پھر کہتا ہوں اور پھر کہتا ہوں کہ امر معروف میں میری خلاف ورزی نہ کرنا۔

اگر اطاعت اور فرمانبرداری سے کام لو گے اور اس عہد کو مضبوط کرو گے تو یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہماری دستگیری کرے گا اور ہماری متحد دعائیں کامیاب ہوں گی اور میں اپنے مولیٰ کریم پر بہت بڑا بھروسہ رکھتا ہوں مجھے یقین کامل ہے کہ میری نصرت ہوگی۔ پرسوں جمعہ کے روز میں نے خواب سنایا تھا کہ میں بیمار ہو گیا اور مجھے ران میں درد محسوس ہوا اور میں نے سمجھا کہ شاید طاعون ہونے لگا تب میں نے اپنا دروازہ بند کر لیا اور فکر کرنے لگا کہ یہ کیا ہونے لگا ہے۔ میں نے سوچا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود سے وعدہ کیا تھا۔ اِنِّی اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّارِ ۔ یہ خدا کا وعدہ آپ کی زندگی میں پورا ہوا۔ شاید خدا کے مسیح کے بعد یہ وعدہ نہ رہا ہو کیونکہ وہ پاک وجود ہمارے درمیان نہیں۔ اسی فکر میں کیا دیکھتا ہوں۔ یہ خواب نہ تھا، بیداری تھی۔ میری آنکھیں کھلی تھیں میں در و دیوار کو دیکھتا تھا کمرے کی چیزیں نظر آ رہی تھیں۔ میں نے اسی حالت میں اللہ تعالیٰ کو دیکھا کہ ایک سفید اور نہایت چمکتا ہوا نور ہے۔ نیچے سے آتا ہے اور اوپر چلا جاتا ہے، نہ اس کی ابتداء ہے نہ انتہا۔ اس نور میں سے ایک ہاتھ نکلا جس میں ایک سفید چینی کے پیالہ میں دودھ تھا جو مجھے پلایا گیا۔ جس کے بعد معاً مجھے آرام ہو گیا اور کوئی تکلیف نہ رہی۔ اس قدر حصہ میں نے تمہیں سنایا۔ اس کا دوسرا حصہ اُس وقت میں نے نہیں سنایا۔ اب سناتا ہوں۔ وہ پیالہ جب مجھے پلایا گیا تو معاً میری زبان سے نکلا 'میری بھی کبھی گمراہ نہ ہوگی میری کوئی نہیں۔ تم میرے بھائی ہو جس کام کو حضرت مسیح موعود نے جاری کیا اپنے موقعہ پر وہ امانت میرے سپرد ہوئی ہے

پس دعائیں کرو اور تعلقات بڑھاؤ اور قادیان آنے کی کوشش کرو اور بار بار آؤ۔ میں نے حضرت مسیح موعود سے سنا اور بار بار سنا کہ جو یہاں بار بار نہیں آتا اندیشہ ہے کہ اس کے ایمان میں نقص ہو۔ اسلام کا پھیلانا ہمارا پہلا کام ہے۔ مل کر کوشش کرو کہ تا کہ اللہ تعالیٰ کے احسانوں اور فضلوں کی بارش ہو۔

میں پھر تمہیں کہتا ہوں پھر کہتا ہوں اور پھر کہتا ہوں۔ اب جو تم نے بیعت کی ہے اور میرے ساتھ ایک تعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد قائم کیا ہے اس تعلق میں وفاداری کا نمونہ دکھاؤ۔ اور مجھے اپنی دعاؤں میں یاد رکھو۔ میں ضرور تمہیں یاد رکھوں گا۔ ہاں یاد رکھتا بھی رہا ہوں۔ کوئی دعا میں نے آج تک ایسی نہیں کی جس میں احمدی قوم کے لئے دعا نہ کی ہو۔ پھر سنو! کہ کوئی کام ایسا نہ کرو کہ جو اللہ تعالیٰ کے عہد شکن کیا کرتے ہیں۔ ہماری دعائیں یہی ہوں کہ ہم مسلمان جیئیں اور مسلمان مریں۔ آمین'' (انوار العلوم جلد دوم صفحہ 3)

انتخاب خلافت ثالثہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ 52 سال تک خلافت احمدیہ کی مسند پر متمکن رہنے کے بعد 7، 8 نومبر 1965ء کی درمیانی سب 77 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ مورخہ 8 نومبر 1965ء بعد نماز عشاء مسجد مبارک ربوہ میں حضرت مصلح موعود کی قائم کردہ مجلس انتخاب خلافت کا اجلاس حضرت صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحب کی زیر صدارت ہوا جس میں حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب کو خلیفۃ المسیح الثالث منتخب کیا گیا۔ اسی وقت اراکین مجلس نے بیعت کی اور حضور نے خطاب فرمایا۔ پھر تمام موجود احباب نے جن کی تعداد اندازاً 5 ہزار تھی رات ساڑھے دس بجے بیعت کا شرف حاصل کیا۔ 9 نومبر کو حضور نے بہشتی مقبرہ میں حضرت مصلح موعودؓ کا جنازہ پونے پانچ بجے شام پڑھایا جس میں ہزاروں لوگ شریک تھے۔

حضرت مرزا ناصر احمد صاحب

خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ

کا پہلا خطاب

(مورخہ 9 نومبر 1965ء)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے کھڑے ہو کر تشہد اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد رقت بھرے الفاظ میں عہد کو دہرایا۔ عہد کے بعد آپ نے فرمایا کہ:

'' یہ ایک عہد ہے جو صمیم قلب کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر یہ یقین رکھتے ہوئے کہ وہ عالم الغیب ہے یہ یقین رکھتے ہوئے کہ لعنتی ہے وہ شخص جو فریب سے کام لیتا ہے میں نے آپ لوگوں کے سامنے دہرایا میں حتی الوسع تبلیغ اسلام کے لئے کوشش کرتا رہوں گا اور خیر خواہی کا سلوک کروں گا۔ چونکہ آپ نے مجھ پر ایک بھاری ذمہ داری ڈالی ہے۔ اس لئے میں امید رکھتا ہوں کہ آپ بھی اپنی دعاؤں اور مشوروں سے میری مدد کرتے رہیں گے کہ خدا تعالیٰ میرے جیسے حقیر اور عاجز انسان سے وہ کام لے جو اسلام کی اشاعت اور توحید الٰہی کے قیام کے لئے ضروری ہے اور اپنی رحمت فرماتے ہوئے میرے دل پر آسمانی نور نازل فرمائے اور مجھے وہ کچھ سکھائے جو انسان خود نہیں سیکھ سکتا۔

میں بڑا ہی کم علم ہوں، نا اہل ہوں، مجھ میں کوئی طاقت نہیں کوئی علم نہیں جب میرا نام تجویز کیا گیا تو میں لرز اُٹھا اور میں نے دل میں کہا کہ میری کیا حیثیت ہے پھر ساتھ ہی مجھے یہ خیال آیا کہ ہمارے پیارے امام حضرت مسیح موعودؑ نے باوجود اس کے کہ خدا تعالیٰ نے

انہیں اپنی بہت سی نعمتوں اور برکتوں سے نوازا تھا فرمایا ہے۔

کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں

جب ہمارے پیارے امام نے ان الفاظ میں اپنے خدا کو مخاطب فرمایا ہے اور اس کے حضور اپنے آپ کو ''کرم خاکی'' قرار دیا ہے تو میں تو اس اپنے آپ کو کرم خاکی کہنے والے سے کوئی بھی نسبت نہیں رکھتا۔ لیکن ساتھ ہی مجھے خیال آیا کہ میں بے شک ناچیز ہوں اور ایک بے قیمت مٹی کی حیثیت رکھتا ہوں لیکن اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو وہ مٹی کو بھی نور بخش سکتا ہے اور اُسی مٹی میں بھی وہ طاقتیں اور قوتیں بھر سکتا ہے جو کسی کے خیال میں بھی نہیں آسکتیں اور اس مٹی میں ایسی چمک دمک پیدا کر سکتا ہے جو سونے اور ہیروں میں نہ ہو۔

غرض یہ کہ میرے پاس ایسے الفاظ نہیں جن سے میں اپنی کمزوریوں کو بیان کر سکوں اس لئے آپ دعاؤں سے میری مدد کریں جہاں تک ہو سکے گا میں آپ میں سے ہر ایک کی بھلائی کی کوشش کروں گا۔ اختلاف تو ہم بھائیوں میں بھی ہو سکتا ہے لیکن اختلاف کو انشقاق اور تفرقہ اور جماعت میں انتشار کا موجب نہیں بنانا چاہئے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی وفات کے وقت اور بعد میں بھی حضرت مسیح موعودؑ کے خاندان کے ہر فرد نے یہ عہد کیا تھا کہ ہم جماعت میں تفرقہ پیدا نہیں ہونے دیں گے اور اس کے لئے جو قربانی ہمیں دینی پڑے ہم دیں گے یہ ہرگز نہ ہوگا کہ ہم اپنے مفاد کی خاطر جماعت کے مفاد کو قربان کر دیں بلکہ بہرصورت ہم جماعت کے مفاد کو مقدم کریں گے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو اللہ تعالیٰ نے بڑی کامیابی عطا فرمائی اور جو کام خدا تعالیٰ نے ان کے سپرد کیا تھا اسے انہوں نے پوری طرح نبھایا اب ہمارا فرض ہے کہ ہم اس کو ترقی دیں اور اس میں کمزوری نہ آنے دیں۔

اس بارے میں کل ایک دوست نے مجھ سے بات کرنا چاہی تو میں نے کہا میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہمارے خاندان میں کوئی فرد اپنے مفاد کے لئے جماعت کے مفاد کو قربان نہیں کر سکتا۔ حضرت مسیح موعودؑ کے خاندان کا ہر فرد خدا کا ہے۔ مسیح موعود کا ہے، جماعت کا ہے ہماری طرف سے کوئی کمزوری اور فتنہ نہ ہوگا۔

پس اب خدا تعالیٰ نے جو یہ ذمہ داری میرے کندھوں پر ڈالی ہے اور اس کام کے لئے آپ نے مجھے منتخب کیا ہے میں بہت کمزور ہوں اس لئے آپ کا فرض ہے کہ آپ دعاؤں سے میری مدد کریں خدائے تعالیٰ مجھے توفیق بخشے کہ میں اس ذمہ داری کو پوری طرح ادا کر سکوں اور خدمتِ دین اور اشاعت اسلام میں کوئی روک پیدا نہ ہو بلکہ خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ کام ترقی کرتا چلا جائے حتیٰ کہ اسلام تمام ادیانِ باطلہ پر غالب آجائے۔

آپ مجھے اپنا ہمدرد اور خیر خواہ پائیں گے کیونکہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ہماری اسی طرح تربیت کی ہے میں چھوٹا تھا اور اب اس عمر کو پہنچا ہوں ہم نے یہی محسوس کیا کہ حضور کی ہمیشہ یہی خواہش رہی کہ میرے بچے دُنیا کے لئے خیر کا منبع ہوں۔ کسی کو ان سے تکلیف نہ پہنچے۔ اسی خواہش کا حضور نے اپنے ایک شعر میں یوں اظہار فرمایا۔

الٰہی خیر ہی دیکھیں نگاہیں

پھر مجھے جو ماں ملی جس نے میری تربیت کی یعنی حضرت اماں جان۔ وہ ایسی تربیت کرتی تھیں کہ دُنیا کا کوئی ماہر نفسیات ایسی تربیت نہیں کر سکتا۔

فرمایا: مجھے یاد ہے کہ ایک دو یتیم بچوں (بہن بھائی) کو حضرت اماں جان نے پالا تھا آپ نے اپنے ہاتھ سے نہلایا دھلایا اور ان کی جوئیں نکالیں۔ مجھے وہ کمرہ بھی یاد ہے جہاں دستر خوان بچھا تھا اور جس پر اماں جان نے اپنے ساتھ ان بچوں کو کھانے کے لئے بٹھایا لیکن معلوم نہیں مجھے اُس وقت کیا سوجھی کہ میں ان کے ساتھ نہ بیٹھا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اُس دِن مجھے حضرت اماں جان نے کھانا نہیں دیا یہاں تک کہ شام کو میں نے خود مانگ کر کھایا۔

اس میں ایک سبق تھا کہ جس کو دُنیا یتیم کہتی ہے مسکین کہتی ہے خدائے تعالیٰ کے بندے سمجھتے ہیں کہ ہمارا فرض ہے کہ ہم ان کی حفاظت کریں اور ان کے نگران بنیں۔ (روزنامہ الفضل ربوہ 17 نومبر 1965ء)

انتخاب خلافتِ رابعہ:

حضرت مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ 8 اور 9 جون 1982ء کی درمیانی شب مسجد الفضل اسلام آباد میں 73 سال کی عمر میں انتقال فرما گئے آپ کی میت ربوہ لائی گئی۔ مورخہ 10 جون 1982ء کو بعد نماز ظہر مسجد المبارک ربوہ میں خلافت رابعہ کے لئے مجلس انتخاب کا اجلاس زیر صدارت حضرت مرزا مبارک احمد صاحب ہوا اور حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب کو خلیفۃ المسیح الرابع منتخب کر کے اراکین مجلس نے بیعت کی۔ اس کے بعد خلافتِ رابعہ کی پہلی بیعت عام ہوئی جس میں تقریباً پچیس ہزار احباب نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی سعادت حاصل کی۔

حضرت مرزا طاہر احمد صاحب

خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ

کا پہلا خطاب

(فرمودہ 10 جون 1982ء)

حضورؒ نے فرمایا:

''مجھے سیکرٹری صاحب (مجلس شوریٰ ناقل) نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث (اللہ تعالیٰ ان پر بے شمار رحمتیں نازل فرمائے ان کے تمام مقاصد کو کامیاب کرے تمام نیک کام جن کی بنیاد یں

انہوں نے رکھیں ہم سب کو ان کو محض رضائے باری تعالیٰ کے جذبے سے معمور ہو کر پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے) کا انتخاب ہوا تو آپ نے سب سے پہلے مختصر خطاب فرمایا اور اس کے بعد بیعت لی۔"

میں سوائے اس کے کچھ نہیں کہنا چاہتا تھا کہ اپنے لئے بھی دُعا کریں اور میرے لئے بھی دُعا کریں کہ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا......

یہ ذمہ داری اتنی سخت ہے، اتنی وسیع اور اتنی دل ہلا دینے والی ہے کہ اس کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ کا بستر مرگ پر آخری سانس لینے کے قریب یہ فقرہ ذہن میں آتا ہے اَللّٰھُمَّ لَا لِیْ وَلَا عَلَیَّ۔

یہ درست ہے کہ خلیفۂ وقت خدا بناتا ہے اور ہمیشہ سے میرا اسی پر ایمان ہے اور مرتے دم تک اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اسی پر ایمان رہے گا۔ یہ درست ہے کہ اس میں کسی انسانی طاقت کا دخل نہیں اور اس لحاظ سے بحیثیت خلیفہ اب میں نہ آپ کے سامنے، نہ کسی کے سامنے جوابدہ ہوں نہ جماعت کے کسی فرد کے سامنے جوابدہ ہوں لیکن کوئی آزادی نہیں۔ کیونکہ میں براہِ راست اپنے رب کے حضور جوابدہ ہوں۔ آپ تو میری غلطیوں سے غافل ہو سکتے ہیں آپ کی میری دل پر نظر نہیں۔ آپ شائد غائب کی باتوں کا علم نہیں جانتے۔ میرا رب میرے دل کی پاتال تک دیکھتا ہے۔ اگر جھوٹے عذر ہوں گے تو انہیں قبول نہیں فرمائے گا۔ اگر اخلاص اور پورے طرح وفا کے ساتھ، تقویٰ کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے کوئی فیصلہ کیا تو اس کے حضور صرف وہی پہنچے گا۔ اس لئے میری گردن کمزوروں سے آزاد ہوئی لیکن کائنات کی سب سے زیادہ طاقتور ہستی کے حضور جھک گئی اور اسی کے ہاتھوں میں آئی ہے یہ کوئی معمولی بوجھ نہیں۔

میرا سارا وجود اس کے تصور سے کانپ رہا ہے کہ میرا رب مجھ سے راضی رہے۔ اُس وقت تک زندہ رکھے جس وقت تک میں اُس کی رضا پر چلنے کا اہل ہوں اور توفیق عطا فرمائے کہ ایک لمحہ بھی اس کی رضا کے بغیر میں نہ سوچ سکوں، نہ کر سکوں۔ وہم و گمان بھی مجھے اس کا پیدا نہ ہو۔ سب کے حقوق کا خیال رکھوں اور انصاف کو قائم کروں۔ جیسا کہ اسلام کا تقاضا ہے۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ انصاف کے قیام کے بغیر احسان کا قیام بھی ممکن نہیں اور احسان کے قیام کے بغیر وہ جنّت کا معاشرہ وجود میں نہیں آسکتا جسے ایتائے ذی القربیٰ کے نام دیا گیا ہے۔ اس لئے سب دعائیں کریں۔

پیشتر اس کے کہ میں بیعت کا آغاز کروں میں چاہتا ہوں کہ حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ صاحب سے درخواست کروں کہ (صحابہ) کی نمائندگی میں آگے تشریف لا کر پہلا ہاتھ وہ رکھیں میری خواہش ہے، میرے دل کی تمنا ہے کہ وہ ہاتھ جس نے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود کے ہاتھوں کو چھوا ہے وہ پہلا ہاتھ ہو جو میرے ہاتھ پر آئے۔ حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحب سے میں درخواست کرتا ہوں کہ وہ تشریف لائیں۔ اس کے بعد بیعت کا آغاز ہوگا۔"

(روزنامہ الفضل ربوہ 19 جون 1983ء)

انتخابِ خلافت خامسہ:

مورخہ 19 اپریل 2003 کو حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائش واقع احاطہ مسجد فضل لندن میں 75 سال کی عمر میں انتقال فرما گئے۔ مورخہ 22 اپریل 2003ء کی رات مسجد فضل لندن میں مجلس انتخاب خلافت کا اجلاس زیر صدارت مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب ہوا۔ مرکز سلسلہ کے باہر یہ پہلا انتخاب خلافت تھا۔ مجلس انتخاب نے حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب کو خلیفۃ المسیح الخامس منتخب کیا اور بیعت کا شرف بھی حاصل کیا جس کے بعد بیعت عام ہوئی جس میں تقریباً دس ہزار موجود احباب جماعت اور MTA کے ذریعہ دُنیا بھر کے کروڑوں احمدیوں نے خلافت خامسہ سے عقد بیعت باندھا۔

حضرت مرزا مسرور احمد صاحب

خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

کا پہلا خطاب

(فرمودہ مورخہ 22 اپریل 2003ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے انتخاب کے بعد پہلے خطاب میں فرمایا:

"آج جس کام کے لئے یہاں مجھے لایا گیا ہے قطعاً اس کا علم نہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے علم و عرفان کو آپ سنتے رہے، دیکھتے رہے۔ خاکسار میں تو کسی بھی قسم کا علم نہیں ہے۔ بہرحال یہاں کیونکہ قواعد میں کسی قسم کی معذرت کی اجازت نہیں اس لئے خاموشی سے اس کو قبول کرنے کے سوا چارہ نہیں آپ لوگوں سے یہ درخواست ہے کہ اگر خدا کو حاضر ناظر جان کر اس یقین کے ساتھ خاکسار یہ فریضہ ادا کر سکتا ہے خاکسار کو اس مقصد کے لئے، اس کام کے لئے مقرر کیا ہے تو آپ سے درخواست ہے میری مدد فرمائیں دعاؤں کے ذریعے۔ نہایت عاجز انسان ہوں۔ دعاؤں کے بغیر یہ سلسلہ چلنے والا نہیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے بھی توفیق دے کہ آپ لوگوں کے لئے دُعا کر سکوں۔ جو عہد ابھی کیا ہے اس پر پورا اتر سکوں۔ اور آپ لوگوں سے بھی درخواست ہے کہ دعاؤں سے، دعاؤں سے، بہت دعاؤں سے میری مدد کریں۔ اب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے الفاظ میں ہی ایک فقرہ اور کہتا ہوں کہ میری گردن اب خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے محض اور محض اپنے فضل سے ان کاموں کو کرنے کی توفیق عطا فرمائے جو اس کی رضا کے کام ہوں۔ آمین۔" (الفضل 5 دسمبر 2003ء)

☆☆☆

خلافت کی ضرورت اور اہمیت

☆☆☆ مکرم مولانا غلام نبی صاحب نیاز، مبلغ انچارج صوبہ کشمیر ☆☆☆

قادرِ مطلق مولا نے اِس کائنات کو عبث نہیں بنایا بلکہ اس کے بنانے میں اُس کا عظیم مقصد کارفرما نظر آتا ہے اور وہ ہے اُس کی پہچان۔

حدیث قدسی ہے ”کُنْتُ کَنْزًا مَخْفِیًّا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ آدَمَ“ کہ میں ایک مخفی خزانہ تھا میں نے پسند کیا کہ میں پہچانا جاؤں چنانچہ میں نے آدم کو پیدا کیا۔

پس آدم عرفانِ باری تعالیٰ کا ذریعہ بنایا گیا۔ اللہ تعالیٰ جو وراء الوریٰ ہستی ہے جو تمام محامِد، محاسن اور اعلیٰ صفات کا ماخذ ہے۔ اُس کی جلوہ گری آدم کے ذریعہ ہی پوری ہوئی جیسا کہ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ فرشتوں کو مخاطب کرکے فرماتا ہے۔ اِنّی جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً ...... الخ

(سورۃ البقرہ آیت نمبر ۳۰ تا ۳۲)

”کہ میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں تو انہوں نے یعنی فرشتوں نے اپنی محدود علمیت کی وجہ سے خدشات کا اظہار کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کے خدشات کو نہایت حکیمانہ رنگ میں رفع کیا اور تخلیق آدم کا مقصد بتایا چنانچہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے ہوئے اعترافِ حقیقت کیا“۔

غرض اللہ تعالیٰ کا اِس کائنات کو پیدا کرنا اور اس میں اپنا خلیفہ مقرر کرنا خلافت کی ضرورت اور اہمیت کو واضح کرتا ہے۔

خلافت کے معنی:

خلیفہ کے معنی جانشین اور خلافت کے معنی جانشینی کے ہیں۔ علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ ”خلیفہ وہ ہوتا ہے جو کسی جانے والے کی جگہ پر کھڑا ہو اور اُس کے جانے کی وجہ سے پیدا ہونے والے خلاء کو پُر کردے“ لُغت کی رو سے خلافت کے معنی نیابت اور جانشینی کے ہیں اور اصطلاحاً اس سے مراد نبی کا جانشین ہوتا ہے۔

(النھایۃ جلد ۱ صفحہ ۳۱۵)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

”خلیفہ کے معنی جانشین کے ہیں جو تجدید دین کرے۔ نبیوں کے زمانہ کے بعد جو تاریکی پھیل جاتی ہے اُس کو دور کرنے کے واسطے جو اُن کی جگہ آتے ہیں، انہیں خلیفہ کہتے ہیں“۔ (ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۳۸۳)

آپ علیہ السلام خلافت کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

”چونکہ کسی انسان کیلئے دائمی طور پر بقا نہیں۔ لہٰذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا ہے کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اولیٰ ہیں، ظلّی طور پر ہمیشہ کیلئے تا قیامت قائم رکھے۔ سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکاتِ رسالت سے محروم نہ رہے“

(شہادۃ القرآن صفحہ ۵۸)

انبیاء سب خلیفۃ اللہ تھے:

حضرت آدم سے لیکر حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک جسقدر بھی انبیاء آئے وہ سب خلیفۃ اللہ تھے۔ سب نے دین اسلام کی ہی تعلیم دی فرق صرف یہ ہے کہ سابقہ انبیاء مختص بالزمان اور مختص بالقوم تھے لہٰذا تقاضائے وقت کے تحت ہی اُن کی تعلیم تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام عالم انسانیت کیلئے رسول بن کر آئے ہیں اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں فرماتا ہے۔

قُلْ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا (سورہ اعراف آیت ۱۵۹)

یعنی ”کہو کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں“۔

پس زمین پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود انوارِ الٰہی کا کامل نمونہ ہے۔ آپ ایک مکمل لائحہ عمل و دستورِ حیات لیکر آئے۔ آپ کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے دین کی تکمیل فرمائی جیسا کہ فرمایا اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا (سورۃ المائدہ: ۴)

اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ دین حق کو قائم کیا اور اُس کی تکمیل بھی فرمائی۔ نہ صرف تکمیل فرمائی بلکہ اس کی حفاظت کا بھی وعدہ فرمایا:۔

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ۔ (سورۃ الحجر: ۱۰)

یعنیکہ ہم نے ہی اس قرآن پاک کو نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے آپؐ سے یہ بھی وعدہ فرمایا کہ جب تک مسلمان ایمان اور عمل صالح کے طریق پر قائم رہیں گے اللہ تعالیٰ اُن میں خلافت بھی قائم رکھے گا جیسا کہ قرآن حکیم کی آیت استخلاف (سورۃ نور آیت: ۵۶) میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

"یعنی اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے جو نیکوکار ہیں یہ وعدہ فرمایا ہے کہ وہ اُن میں خلافت کو قائم کرے گا۔ جیسا کہ وہ پہلے لوگوں میں اس نظام خلافت کو قائم کرتا تھا۔ پھر اُن کیلئے برگزیدہ دین یعنی اسلام کو تمکنت بخشے گا۔ اسے مضبوط کرے گا۔ اُن کے خوف کو امن میں بدلے گا تا کہ لوگ صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔ اِس نظام خلافت کی ناقدری کرنے والے نافرمان اور فاسق قرار پائیں گے"۔

چنانچہ آیت مذکورہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں آپ کے بعد سب سے اعلیٰ نعمت خلافت کا وعدہ فرمایا ہے۔ پس خلافت نبوت کیلئے بطور تتمہ و تکملہ کے ہے۔ اس لئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مَا كَانَتِ النُّبُوَّةُ قَطُّ إِلَّا تَبِعَتْهَا خِلَافَةٌ۔ (کنز العمال)

یعنی ہر نبوت کے بعد خلافت کا ہونا ضروری ہے یہ دونوں یعنی نبوت اور خلافت لازم و ملزوم ہیں۔ انبیاء کرام تو صرف تخم ریزی کرتے ہیں اور اُس تخم کی دیکھ ریکھ خلفائے کرام کرتے ہیں۔ جس طرح زمیندار لوگ اپنے کھیتوں اور باغوں میں بیج بکھیرتے ہیں اور پودے نصب کرتے ہیں اور بعد میں اُن کی حفاظت کے سامان بھی کرتے ہیں۔ اس طرح اُن کی کھیتی کمال کو پہنچ جاتی ہے۔ پس یہ کیسے ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ توحید کا بیج انبیاء کے ذریعہ تو لگائے مگر اس کیلئے محافظ یا نگران مقرر نہ کرے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"اِسی طرح خدا تعالیٰ قوی نشانوں کیساتھ اُن کی سچائی ظاہر کر دیتا ہے اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں، اس کی تخم ریزی انہی کے ہاتھ سے کر دیتا ہے لیکن اس کی پوری تکمیل اُن کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں اُن کو وفات دیکر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے، مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن و تشنیع کا موقعہ دے دیتا ہے اور جب وہ ہنسی اور ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے۔ اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے، اپنے کمال کو پہنچتے ہیں"۔ (رسالہ الوصیت)

پس نبوت کے عظیم اور مہتم بالشان مقاصد کی تکمیل کیلئے جانشینی یعنی خلافت کا ہونا نہایت ضروری ہے۔ خلافت کے ذریعہ سے ہی تمکنت دین اور مومنین کی شیرازہ بندی، استحکام اور اتحاد ممکن ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مندرجہ ذیل حدیث مبارکہ اس کیلئے بہترین رہنما ہے۔

"یعنی حضرت عرباض بن ساریہؓ فرماتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے بعد نہایت ہی موثر وعظ فرمایا وہ ایسا وعظ تھا کہ آنکھوں سے آنسو رواں ہوئے اور دل دہل گئے۔ ایک صحابیؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! یہ تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ الوداع کہنے والے کا وعظ ہے۔ اس صحابیؓ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ کوئی وصیت فرمائیں۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری یہ وصیت ہے کہ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو اور سنو! اور اطاعت کرنے کو اپنا شعار بناؤ۔ یعنی جو بھی تم پر نگران مقرر کیا جائے، امام یا خلیفہ منتخب ہو اس کی پوری پوری اطاعت کرو۔ خواہ وہ حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو۔ یاد رکھو میرے بعد زندہ رہنے والے بہت سے اختلاف دیکھیں گے۔ پس تم پر فرض ھے کہ میری سنت اور خلفاء راشدین کی سنت کو لازم پکڑو۔ پوری طرح اس کی اتباع کرو اور مضبوطی سے اس پر قائم ہو جاؤ۔ نئے نئے امور سے بچے رہنا کیونکہ ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت ضلالت ہے"۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

حدیث مذکور میں آنحضرتؐ نے اپنے بعد خلافت کی نوید اُمت کو سنائی ہے اور تاکید فرمائی ہے کہ خلفاء کی اطاعت کرنا۔ کیونکہ یہی وہ امر ہے جس سے تشتت، افتراق اور فتنوں سے بچا جا سکتا ہے اور دین حنیف کے قیام اور حفاظت کا ذریعہ بھی یہی ہے۔ اس حدیث نے سورہ النور کی آیت استخلاف کی تفسیر و تعبیر واضح کر دی ہے۔ نیز اسباب کی نشاندہی بھی کی کہ وعدہ خلافت دائمی ہے مگر اس کے حصول اور اس کو محفوظ رکھنے کیلئے ایمان اور عمل صالح لازمی شرط ہے۔

اسلام اور اجتماعیت:

اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مذکورہ بالا ارشاد سے اس بات کا واضح ثبوت فراہم ہوتا ہے کہ اس زمین پر ہمیشہ ایسے وجود پائے جائیں گے جو کما حقہ، حقّ نیابت ادا کرتے رہیں گے تو دوسری طرف اسلام میں اجتماعیت کے تصور اور ضرورت کا اظہار ہوتا ہے۔ کیونکہ حدیث میں اطاعت کو اپنا شعار بنانا لازم قرار دیا ہے اور یہاں تک تاکید کی ہے کہ اگر ایک حبشی غلام کو بھی حاکم بنایا جائے۔ غرض دینِ فطرت یعنی اسلام اجتماعیت کا نہ صرف طرفدار ہے بلکہ اِس کی اہمیت کا بھی روادار ہے۔ اجتماعیت بغیر امام کے ممکن نہیں۔ کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ جو دین اسلام کی اصل ہے۔ اجتماعیت کیلئے ایک ٹھوس اور مستحکم بنیاد فراہم کرتا ہے۔ یہ کلمہ نہ صرف توحید باری تعالیٰ اور رسالت کا اقرار ہے بلکہ عالم اسلام کے اتفاق و اتحاد کا ذریعہ بھی ہے۔ نہ صرف عالم اسلام کے اتحاد کیلئے بلکہ اسباب کی ناقابل تسخیر بنیاد بھی فراہم کرتا ہے کہ جوں جوں مختلف مذاہب کے لوگ اس سے وابستہ ہوتے رہیں گے، امن عالم کی ضمانت یقینی بنتی جائیگی۔ انشاء اللہ۔

یہ کلمہ دین اسلام کا ملخص ہے اور محور ہے۔ جس کے ساتھ اسلام کا تانا بانا جڑا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں جب بھی اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو مخاطب کیا ہے تو صیغہ جمع سے کیا ہے مثلاً يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ...... اے ایمان والو...!۔ "ابوداوٗد" کی حدیث ہے کہ اے مسلمانو! تم یہ اچھی طرح جان لو کہ تمہارے حفظ و امان کی ضمانت صرف "الجماعۃ" ہے۔ یاد رکھو وہ بکری جو ریوڑ سے الگ ہو جاتی ہے وہ بھیڑیے کا لقمہ بن جاتی ہے عَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ فَإِنَّمَا يَأْكُلُ

اَلذِّئْبُ مِنَ الْغَنَمِ الْقَاصِيَةِ۔ (ابوداؤد)

خلافت راشدہ کے بعد کے حالات:

مولانا قاری محمد طیب صاحب مرحوم سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند نے اپنے خطبہ صدارتی اجلاس میں جمعیۃ علماء ہند صوبہ سندھ منعقدہ اپریل ۱۹۴۴ء کو مذہب اور سیاست کے موضوع پر جو تقریر کی، عنوان بالا کے تحت وہ کہتے ہیں:۔

"چنانچہ خلافت راشدہ اور اس کے تتمہ یعنی عمر بن عبدالعزیز کے بعد (جو ان تینوں عناصر کی جامعیت کا مکمل نقشہ اور طوفانی فتوحات کا حقیقی دور تھا) مسلمانوں کے تنزل کے سلسلہ میں اوّل فتوحات رُکیں۔ پھر ملک ہاتھ سے نکلنے شروع ہوئے۔ پھر اندرونی کمزوریاں اُبھر کر نظم میں ابتری پھیلی اور پھر انجام کارپستی اور زبردستی کے ایام آنے لگے"۔ آگے فرماتے ہیں۔

"یہ محض اسی لئے کہ مسلمانوں کے سامنے منزل مقصود نہ رہی یا رہی تو راہ مقصود نامعلوم رہی یا راہ بھی معلوم ہوئی تو اس پر چلنے کی اخلاقی طاقت نہ رہی اور یا وہ بھی رہی تو کوئی چلانے والا مرکز اور امام نہ ہوا جو اپنے علم و خلق سے اسی مقررہ نظام پر انہیں لے چلے اور اگر ایسا کوئی فرد بھی ہوا تو گروہی تعصب نے اس کی پیروی کی اجازت نہ دی۔

غرض ان تینوں عنصروں علمی قوت، اخلاقی قوت اور انتظامی قوت کا زوال اِن نتائج بد کا موجب بنتا رہا ہے"۔ (ماخوذ از خطبات حکیم الاسلام جدید ترتیب جلد پنجم صفحہ ۴۶۷ شائع کردہ مکتبہ رشیدیہ دیوبند۔ یوپی)

خلافت سے چمٹے رہنے کی ہدایت:

احادیث نبویہ ہمیں اس بات کی رہنمائی کرتی ہے کہ ایک وقت ایسے آنے والا تھا، جب قوم مسلم نعمت خلافت سے اپنی شامتِ اعمال کی وجہ سے محروم ہونے والی تھی۔ چنانچہ آج تمام عالم اسلام کو یہ احساس ہوگیا ہے کہ خلافت کے بغیر قوم مسلم شتر بے مہار ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا علاج نعمت خلافت سے وابستہ رہنا قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا کہ اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور آپس میں تفرقہ نہ کرو اور پراگندہ مت ہو جاؤ۔

حبل اللہ سے جہاں قرآن حکیم اور اسلام مراد لیا گیا ہے وہاں حضرت سید ولی اللہ شاہ صاحب محدث دہلویؒ نے اس سے خلافت اسلامیہ مراد لیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

"حبل اللہ سے مراد صرف خلافت حقہ اسلامیہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اِقْتَدُوْا بِالَّذِيْنَ مَنْ بَعْدِي اَبِي بَكْرٍ وَعُمَر فَاِنَّهُمَا حَبْلُ اللّٰهِ الْمَمْدُوْدِ فَمَنْ تَمَسَّكَ بِهِمَا فَقَدْ تَمَسَّكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا" (ازالۃ الخلفاء صفحہ ۶۴)

یعنی میرے بعد ابوبکرؓ اور عمرؓ کی پیروی کرو کیونکہ وہ دونوں خدا کی وہ لمبی رسی ہیں کہ جس نے اِن دونوں کو مضبوطی سے پکڑلیا، اُس نے نہ ٹوٹنے والی چیز کو پکڑ لیا۔

خلافت راشدہ کا قیام:

حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال مبارک کے بعد تمام صحابہؓ نے سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دستِ مبارک پر شرف بیعت حاصل کیا۔ اُن کے بعد سیدنا حضرت عمرؓ، حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ خلیفہ منتخب ہوئے اور قوم مسلم نے اِن جلیل القدر بزرگان کے دستِ حق پرست پر بیعت کر کے مسلمانوں کو متحد رہنے اور خلافت حقہ اسلامیہ کو محور و مرکز بنانے کا عملاً درس دیا۔

اِن سب خلفائے کرام نے جس جانفشانی، تندہی اور حکمت کے ساتھ تجدید دین کی، وہ تاریخ اسلام کا سنہری باب ہے۔ اگر یہ بزرگان نہ ہوتے تو کیا پتہ دین کی کیا شکل ہوتی؟ ان عالی قدر بزرگان کی وجہ سے دین متین کو زبردست استحکام حاصل ہوا اور اسلام عرب کی سرحدوں کو پھلانگتے ہوئے دور دور تک ضوفشان ہوا۔

حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے خلافت راشدہ کا دور اول تیس برس بتایا تھا جیسا کہ فرمایا: الخلافة ثلاثون سنة کہ خلافت تیس سال تک رہے گی۔ (مشکوٰۃ المصابیح کتاب الفتن صفحہ ۴۶۳)

خلافت راشدہ کے بعد جو دور انحطاط، ادبار اور تنزل امت مسلمہ پر آنا مقدر تھا وہ خدائے بزرگ و برتر نے اپنے محبوب نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر پہلے ہی عیاں کر دیا تھا۔ اسی لئے آپ نے امت کو پہلے ہی خوشخبری دے دی تھی کہ یعنی وہ امت ہرگز ہلاک نہیں ہوسکتی جس کے ابتداء میں میں ہوں اور آخر میں مسیح موعود ہوں گے۔ (کنز العمال جامع المغر صفحہ ۱۰۴)

آپؐ نے اصلاح امّت کی یہ صورت بھی فرمائی کہ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَبْعَثُ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ عَلٰى رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ يُّجَدِّدُ لَهَا دِيْنَهَا۔ رواہ ابوداؤد۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۳۶)

بلا شبہ اللہ تعالیٰ اس اُمّت کیلئے ہر صدی کے شروع میں ایسے لوگ پیدا فرماتا رہے گا جو اُمّت کیلئے دین کو تازہ بہ تازہ اور نو بہ نو کرتے رہیں گے۔

چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے عین مطابق امّتِ مسلمہ کی اصلاح کیلئے تیرہ صدیوں تک مجددین کا دور چلتا رہا اور چودھویں صدی میں امام مہدی و مسیح موعودؑ کا آنا مقدر تھا۔ جو اپنے وقت پر آئے اور اُن کے وصال کے بعد پھر سے خلافت علی منہاج النبوت کا دور چل رہا ہے جو انشاء اللہ قیامت تک جاری و ساری رہے گا۔

ہاں یہ بات ضرور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خلافت راشدہ کا وعدہ مومنین سے عمل صالح کی شرط کے ساتھ دائمی فرمایا ہے اس کا واضح مطلب ہے کہ جب عمل صالح نہ ہوگا تو خلافت کی نعمت سے قوم مسلم کو محرومی ہوگی۔ جیسا کہ خلافت راشدہ کے دورِ اوّل کے بعد ہوا اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اب نعمتِ خلافت سے ہمیں ہمیشہ سرفراز فرماتا رہے۔

دورِاولیٰ ودورِثانی کی دل نشین مثال:

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امّت کی مثال اس بارش کی ہے جس کے متعلق نہیں کہا جاسکتا کہ اُس کا آخری حصہ زیادہ مفید اور باعث خیر ہے یا پہلا حصّہ اسی حدیث کے آخر میں فرمایا کہ وہ امت کس طرح ہلاک ہوسکتی ہے جس کے شروع میں مَیں ہوں اور آخر میں مسیح موعود علیہ السلام۔

آپؐ نے آخری دور کے بارہ میں یہ بھی فرمایا تھا۔

''یعنی اس اُمّت کے آخری حصہ میں ایسی جماعت ہوگی جن کو صحابہؓ کی طرح اجر ملے گا وہ امر بالمعروف کرنے والی ہوگی اور نہی عن المنکر کرے گی اس جماعت کے لوگ تمام اہل فتن کا مقابلہ کرکے انہیں شکست دیں گے''۔

(مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۵۸۴)

ظاہر ہے کہ حدیث میں بیان شدہ جماعت کی مصداق مسیح موعودؑ کی جماعت ہی ہوسکتی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی جماعت کے بارہ میں اُس نعمت کو پانے کا ذکر فرمایا ہے جس کو خلافت علی منہاج النبوۃ کا نام دیا گیا ہے۔حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

ترجمہ:۔'' حضرت حذیفہؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری نبوت تم میں رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا۔پھر وہ اُسے اُٹھالے گا۔پھر خلافت علی منہاج نبوت ہوگی جب تک اللہ تعالیٰ کا منشاء ہوگا۔پھر اللہ تعالیٰ اسے بھی اٹھالے گا۔پھر قبضہ کی بادشاہت رہے گی جب تک خدا تعالیٰ چاہے گا پھر زبردستی کی حکومت ہوگی پھر خدا اُسے بھی اٹھالے گا۔پھر اس کے بعد خلافت علی منہاج النبوۃ ہوگی۔پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہوگئے''۔

حدیث مذکور سے واضح ہوجاتا ہے کہ خلافت علی منہاج نبوت کے دو دور ہوں گے۔ایک آنحضرت ﷺ کے بعد ہوا۔دوسرا دور مسیح موعودؑ کے بعد ہوگا جیسا کہ شارحین حدیث نے بھی لکھا ہے۔

''اَلظَّاھِرُ اَنَّ الْمُرَادَبِہٖ زَمَنُ عِیْسٰی وَالْمَھْدِیّ'' (بحوالہ مشکوٰۃ)

یعنی حدیث کے آخر میں'' علی منہاج نبوت'' سے مراد مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کا زمانہ مراد ہے۔خلافت علی منہاج نبوت کہہ کر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سکوت فرمایا۔اس سے واضح ہوجاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کے بعد خلافت کا دور قیامت تک ممتد ہوگا۔

بعثت مسیح موعودؑ اور قیام خلافت:

الٰہی نوشتوں اور پیشگوئیوں کے مطابق ٹھیک وقت پر حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے قادیان کی مقدس بستی میں مبعوث فرمایا۔آپ ۱۲۵۰ ہجری کو پیدا ہوئے اور ۱۲۹۰ ہجری میں شرف مکالمہ مخاطبہ سے مشرف ہوئے۔ ۱۸۸۵ء کو مجدد وقت ہونے کا دعویٰ کیا جبکہ ۱۸۹۰ء کے آواخر میں مسیح موعود ہونے کا اعلان کیا۔۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو آپ کا وصال ہوا۔ اناللہ واناالیہ راجعون۔آپؑ کی وفات کے فوراً بعد حسب الوصیت خلافت کا انتخاب کیا گیا اور جماعت حضرت مولانا نور الدینؓ کے دستِ مبارک پر بیعت کرکے قدرت ثانیہ کی مصدق بن گئی فالحمد للہ علی احسانہ وفضلہ وکرمہ۔

خلافت کی دائمی خوشخبری حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جماعت کو اپنی وفات سے پہلے دی تھی۔حضورؑ نے اپنی کتاب الوصیت جو ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء کو شائع ہوئی اس میں دوسری قدرت کی تعبیر،خلافت سے غیر مبہم الفاظ میں یوں فرمائی۔

''تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق کو کھڑا کرکے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا'' (الوصیت)

حسب وعدہ الٰہی آپ کی وفات کے بعد جیسا کہ پہلے ذکر کیا جاچکا ہے،حضرت مولانا نورالدین رضی اللہ عنہ قدرت ثانیہ کے پہلے مظہر منتخب ہوئے۔آپ نے گرتی جماعت کو سنبھالا۔اندرونی فتنوں کو سختی سے کچل ڈالا۔اور اندرونی اور بیرونی دونوں سطحوں پر،جماعت کو مستحکم اور متحد رکھا۔آپؓ نے جماعت کو مخاطب ہوکر فرمایا۔

'' تم ادب سیکھو کیونکہ یہی تمہارے لئے بابرکت راہ ہے۔تم اس حبل اللہ (یعنی نعمت خلافت) کو مظبوط پکڑلو۔یہ بھی خدا کی ہی رسی ہے جس نے تمہارے متفرق اجزاء کو اکٹھا کردیا۔پس اسے مضبوطی سے پکڑے رکھو''۔ (بدر یکم فروری ۱۹۱۲ء)

آپؓ ۱۳ مارچ ۱۹۱۴ء کو اپنے مولائے حقیقی سے جاملے۔اناللہ وانا الیہ راجعون۔

۱۴ مارچ ۱۹۱۴ء کو قدرت ثانیہ کے دوسرے مظہر حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ بطور خلیفہ منتخب ہوئے۔ اپنے ۵۲ سالہ کامیاب اور لمبے دور خلافت کے بعد آپ ۷ اور ۸ نومبر کی درمیانی شب ۱۹۶۵ء کو داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔اللہ تعالیٰ اُن کے درجات بلند فرمائے۔

۹ رنومبر ۱۹۶۵ء کو قدرت ثانیہ کے تیسرے مظہر حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحبؒ تختِ خلافت پر متمکن ہوئے۔آپ ۸ اور ۹ جون ۱۹۸۲ء کی درمیانی شب کو سعود کرگئے اللہ تعالیٰ اُن سے راضی ہو۔

۱۰ جون ۱۹۸۲ء کو حضرت مرزا طاہر احمد صاحب قدرت ثانیہ کے چوتھے مظہر بنے اور اپنے ولولہ انگیز دور کو پورا کرکے آپ ۱۹ اپریل ۲۰۰۳ء کو انتقال کرگئے۔ اللھم ارحمہ واغفرلہ وادخلہ الجنۃ

قدرت ثانیہ کے پانچویں مظہر:

قدرت ثانیہ کے پانچویں مظہر سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد صاحب ۲۲ اپریل ۲۰۰۳ء کو خلیفہ منتخب

ہوئے۔ اللھم متعنا بطول حیاتھم وایدھم بنصرک العزیز۔

الحمد للہ خلافت کے زیر سایہ جماعت احمدیہ تبلیغ اسلام کے اہم کام کو سرانجام دے رہی ہے اور اللہ تعالیٰ اسلام کو غیر معمولی عظمت عطا کر رہا ہے۔ چنانچہ ایک عیسائی مصنف ہربرٹ گوٹس شارک اپنی کتاب Welt bewegendl Macht Islam میں لکھتے ہیں۔

"دنیا میں اسلام کی عالمگیر اخوت کا پہلی بار اُس وقت، ظہور ہوا کہ جب محمد (ﷺ) کے ذریعہ عرب کے قبائل متحد ہو گئے اور ساتویں صدی میں عمر (رضی اللہ عنہ) نے دنیا کو فتح کرنے کی مہم شروع کی۔ اس طاقت کا سخت دباؤ صلیبی جنگوں میں اور پھر ۱۶۸۳ء میں ویآنا کے سامنے ظاہر ہوا۔ آج اسلام عقائد کی اشاعت کیلئے تلوار استعمال نہیں کر رہا۔ مقدس جنگ کا رُخ صرف باقی استعماری طاقتوں کی طرف ہے۔ لیکن امن پسند جماعت احمدیہ کرہ ارض کے تقریباً تمام ممالک میں تبلیغی مہمات میں مصروف ہے"

نیز لکھتے ہیں:

"جدید اسلام کی یہ شاخ خاص اہمیت کی حامل ہے۔ کیونکہ اب یہ مسیحی دنیا میں جڑیں پکڑ رہی ہے۔ یہی جماعت ہے جو مسیحیوں کو حلقہ اسلام میں کھینچ لانے کیلئے پرزور تبلیغ کر رہی ہے۔ ہم نے قبل ازیں مسلمانوں کے اندر مسیحیت کی تبلیغ میں مشکلات کا ذکر کیا ہے۔ اب اس جماعت کی تبلیغی مساعی کا ہدف خود مسیحیت بن گئی ہے۔ اس جماعت نے یورپ، امریکہ، افریقہ، ایشیاء اور آسٹریلیا کے تقریباً تمام بڑے شہروں میں مشنوں کے قیام کے ذریعہ مسیحی دنیا میں ایک رخنہ خواہ کتنا ہی چھوٹا ہو، ڈال دیا ہے۔ یہ جماعت موثر پراپیگنڈہ کا نظام رکھتی ہے۔ تقاریر کی جاتی ہیں، اخبارات شائع کئے جاتے ہیں اور ریڈیو کو اپنے خیالات کی اشاعت کیلئے استعمال کیا جاتا ہے"۔ (ماخوذ از تقریر صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب مرحوم بر موقع جلسہ سالانہ ۱۹۶۷ء)

یہ خلافت کی برکت ہی ہے کہ ریڈیو چھوڑ اب جماعت کو ایک طاقتور ٹیلیویژن چینل بنام MTA قائم کرنے کی توفیق مل گئی ہے اور اس چینل سے چوبیس گھنٹے خدائے واحد کی عظمت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور رسالت کا اظہار ہو رہا ہے اور ہوتا رہے گا انشاء اللہ۔ خلافت حقہ احمدیہ اسلامیہ کے اس دورِ ثانی میں انشاء اللہ اسلام غالب ہو کے رہے گا۔ اب دنیا کی کوئی طاقت اس تقدیر الٰہی کو روک نہیں سکتی۔ زمین و آسمان اور عالم احمدیت گواہ ہے جماعت احمدیہ کو مٹانے کیلئے مولوی تو مولوی حکومتوں نے بھی اپنے خزانوں کے منہ کھولے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی تقدیر نے اُن سب کو ناکام بنا دیا۔ ۱۹۰۸ء، ۱۹۱۴ء، ۱۹۳۴ء، ۱۹۳۹ء، ۱۹۵۳ء، ۱۹۶۵ء، ۱۹۷۴ء، ۱۹۸۲ء، ۱۹۸۴ء میں پیدا ہونے والے حالات کے رخ کو بدلنے والا۔ خطرناک طوفانوں کو امن میں تبدیل کرنے والا وہی مولائے حقیقی تھا جس نے ہمیشہ جماعت کی نگہبانی کی اور آئندہ بھی کرتا رہے گا۔ ایسا ہونا لازمی تھا کیونکہ اب اسلام کے خدا نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ یہ دین پھیلے اور غالب ہو کر رہے۔ میرے زیر نظر حضرت سید محمد اسماعیل صاحب شہید علیہ الرحمۃ کا وہ ارشاد ہے جہاں وہ فرماتے ہیں۔

"ظہور دین کی ابتداء پیغمبر اسلام کے زمانہ میں ہوئی اور اس کی تکمیل حضرت مہدی علیہ السلام کے ہاتھ سے ہوگی" (منصب امامت صفحہ ۷۶)

پس اب حضرت نبی اکرمؐ کے عاشق صادق اور غلام یعنی مہدی علیہ السلام کا دور ہے اور اس وقت اُن کے پانچویں خلیفہ تخت خلافت کے وارث ہیں اور اعلائے کلمۃ اللہ اور دعوت الاسلام میں دن رات مصروف ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کی عمر اور صحت میں برکت دے۔ یہ وہ دور ہے جو اسلام کی تکمیل کا دور ہے۔ پس سعادت مند ہے وہ مسلمان جو اس الٰہی نظام سے وابستہ ہو کر خدمت دین کیلئے کمربستہ ہو جاتا ہے۔ حضرت مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

اب اسی گلشن میں لوگو! راحت و آرام ہے
وقت ہے اب جلد آؤ اے آوارگان دشت وخوار

عالم اسلام کی حالت زار اور خلافت کی اہمیت:

آج عالم اسلام کی جو حالت زار ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔ مختلف ٹولیاں اپنے راگ الگ الگ الاپتی ہیں۔

راگ وہ گاتے ہیں جس کو آسمان گاتا نہیں

آسمان کا راگ نظام خلافت کا قیام ہے اور اس الٰہی نظام کی ضرورت اور اہمیت کو بھی خواہاں اور دانشوران اسلام شدت سے محسوس کر رہے ہیں۔ چنانچہ اس وقت میرے سامنے ملی پبلیکیشنز دہلی کا چھپا ایک کتابچہ ہے اس کے صفحہ ۶، ۷ پر تحریر ہے۔

"آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ اسلامی عقیدے کے مطابق مسلمان بنے رہنے کیلئے ضروری ہے کہ ہماری گردنوں میں خلیفہ کے اطاعت کی بیعت ہو۔ اور یہ بات بھی اہل علم جانتے ہیں کہ ایک وقت میں امت میں دو امیر نہیں ہو سکتے۔ امت کی قوت کا سرچشمہ یہ ہے کہ وہ ایک خلیفہ کے ابرو کے اشارے پر حرکت کرتی ہے۔ آج سانحہ یہ ہوا ہے کہ ہمارے درمیان سے وہ مرکز محور کھو گیا ہے جس کے گرد پوری امت حرکت کرتی ہے۔ آپ نے یہ بھی دیکھا ہوگا کہ ہماری بہت سی اجتماعی کوششیں صرف اس لئے رنگ نہیں لا پاتیں کہ عین فیصلہ کن مرحلے میں بہت سے امیر اور بہت سے قائد وجود میں آجاتے ہیں۔ امت کو اس انتشار سے صرف خلیفہ کی ذات ہی بچا سکتی ہے، اس لئے کہ خلیفہ کے حکم کی اتباع کیلئے مسلمان مذہبی طور پر پابند ہیں۔ قرآن میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اولی الامر کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے۔ جو لوگ آج اس اُمت کی موجودہ بے بسی سے سخت مضطرب ہیں انہیں چاہئے کہ فی الفور امت کا مرکز ومحور ڈھونڈ نکالیں۔ گو کہ یہ ایک انتہائی مشکل اور سخت جاں گسل محنت چاہتا ہے اور موجودہ صورت حال میں شاید بہت کم لوگ اسے قابل عمل سمجھتے ہوں۔ لیکن

ہے یہ بنیادی اہمیت کا حامل، صرف دشواری کے پیش نظر ہم اسے اولین ترجیح سے خارج نہیں کر سکتے''

پھر اس کتابچے کے صفحہ ۷، ۸، ۳، ۳ پر '' خلافت کی واپسی قریب ہے'' کا عنوان دیکر لکھتے ہیں:

'' مومنوں کو اللہ تعالیٰ پر مضبوط ایمان ہونا چاہئے کہ اس کی امداد آنے والی ہے اور خلافت قائم ہوگی۔ نبی ﷺ نے ہمیں خلافت کے دوبارہ قیام کے بارے میں بہت سی خوش خبریاں دی ہیں۔ امام احمدؒ سے روایت ہے کہ۔

'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تمہارے اندر عہد نبوت جب تک اللہ چاہے گا موجود رہے گا۔ پھر جب اللہ اسے ختم کرنا چاہے گا تو اُس (عہد نبوت) کو ختم کردے گا۔ (اس کے بعد) پھر خلافت راشدہ قائم ہوگی جو قائم رہے گی جب تک اللہ (اسے قائم رکھنا) چاہے گا۔ پھر جب اللہ اسے ختم کرنا چاہے گا تو اسے ختم کردے گا۔ پھر (اس کی جگہ) کاٹ کھانے والی بادشاہت قائم ہو جائے گی۔ جب تک اللہ چاہے گا۔ برقرار رہے گی پھر جب اسے اللہ ختم کرنا چاہے گا تو ختم کردے گا۔ پھر جابرانہ ملوکیت کا دور ہوگا۔ جو جب تک اللہ چاہے گا باقی رہے گی۔ پھر جب اللہ اُسے بھی ختم کرنا چاہے گا تو ختم کردے گا۔ پھر خلافت راشدہ دوبارہ قائم ہو جائے گی پھر آپ خاموش ہوگئے۔

یہ حدیث نبوت کی نشانیوں میں سے ایک ہے کیونکہ یہ غیب کا علم فراہم کرتی ہے۔ اس حدیث میں نبوت، خلافت، کاٹ کھانے والی بادشاہت اور جبری ملوکیت کا جوذکر آیا ہے اس میں سے زیادہ تر کا ظہور ہو چکا ہے، اب اس میں جو دیکھنا باقی رہ گیا ہے وہ حدیث کا آخری حصہ ہے۔ یعنی خلافت راشدہ کا دوبارہ قیام''

(بحوالہ خلافت، تمام مسائل کا حل۔ شائع کردہ ملّی پبلیکیشنز نئی دہلی)

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ تمام عالم کو خلافت حقہ اسلامیہ کے سایہ عافیت سے ہمکنار کرے۔ (آمین)

☆☆☆

فضائل قرآن مجید

(منظوم کلام سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

جمال و حسنِ قرآں نورِ جانِ ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

نظیر اُسکی نہیں جمتی نظر میں فکر کر دیکھا
بھلا کیونکر نہ ہو یکتا کلامِ پاک رحماں ہے

بہارِ جاوداں پیدا ہے اسکی ہر عبارت میں
نہ وہ خوبی چمن میں ہے نہ اس سا کوئی بستاں ہے

کلامِ پاک یزداں کا کوئی ثانی نہیں ہرگز
اگر لولوئے عماں ہے۔ وگر لعلِ بدخشاں ہے

خدا کے قول سے قولِ بشر کیونکر برابر ہو
وہاں قدرت یہاں درماندگی فرق نمایاں ہے

ملائک جسکی حضرت میں کریں اقرارِ لاعلمی
سخن میں اُسکے ہمتائی کہاں مقدورِ انساں ہے

بنا سکتا نہیں اِک پاؤں کیڑے کا بشر ہرگز
تو پھر کیونکر بنانا نورِ حق کا اس پہ آساں ہے

ارے لوگو کرو کچھ پاس شانِ کبریائی کا
زباں کو تھام لو اب بھی۔ اگر کچھ بوئے ایماں ہے

اگر اقرار ہے تم کو خدا کی ذاتِ واحد کا
تو پھر کیوں اس قدر دل میں تمہارے شرک پنہاں ہے

یہ کیسے پڑ گئے دل پر تمہارے جہل کے پردے
خطا کرتے ہو باز آؤ اگر کچھ خوفِ یزداں ہے

ہمیں کچھ کیں نہیں بھائیو نصیحت ہے غریبانہ
کوئی جو پاک دل ہووے دل و جاں اس پہ قرباں ہے

مجلس انتخاب اور خلیفہ کا حلف

مجلس انتخاب خلافت کا ہر رکن انتخاب سے پہلے یہ حلف اُٹھائے گا کہ

''مَیں اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر اعلان کرتا ہوں کہ میں خلافت احمدیہ کا قائل ہوں اور کسی ایسے شخص کو ووٹ نہیں دوں گا جو جماعت مبایعین سے خارج کیا گیا ہو۔ یا اس کا تعلق احمدیت یا خلافت احمدیہ کے مخالفین سے ثابت ہو۔''

جب خلافت کا انتخاب عمل میں آئے تو منتخب شدہ خلیفہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ لوگوں سے بیعت لینے سے پہلے کھڑے ہو کر قسم کھائے کہ:

''مَیں اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر کہتا ہوں کہ میں خلافت احمدیہ پر ایمان رکھتا ہوں۔ اور مَیں ان لوگوں کو جو خلافت احمدیہ کے خلاف ہیں، باطل پر سمجھتا ہوں اور میں خلافت احمدیہ کو قیامت تک جاری رکھنے کے لئے پوری کوشش کروں گا اور اسلام کی تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے لئے انتہائی کوشش کرتا رہوں گا اور میں ہر غریب اور امیر احمدی کے حقوق کا خیال رکھوں گا اور قرآن شریف اور حدیث کے علوم کی ترویج کے لئے جماعت کے مردوں اور عورتوں میں ذاتی طور پر بھی اور اجتماعی طور پر بھی کوشاں رہوں گا۔''

خلیفۂ وقت سے ہر احمدی کا ذاتی تعلق اور اس کی برکات

مکرم مولانا محمد انعام صاحب غوری ناظر اعلیٰ و امیر مقامی قادیان و صدر خلافت احمدیہ صدسالہ جوبلی کمیٹی بھارت

قوموں کی زندگی خلافت سے وابستہ ہے۔ اگر کوئی قوم لمبے عرصہ تک زندہ رہنا چاہتی ہے تو وہ اپنے اندر خلافت کو قائم رکھنے کی کوشش کرے اور قوم افراد کے مجموعہ کا نام ہے۔ پس اگر افراد نسلاً بعد نسلٍ بحیثیت قوم لمبے عرصہ تک زندہ رہنے کے خواہشمند ہوں تو اُنہیں خلافت سے کیسی وابستگی رکھنی چاہئے۔ اسی طرح جیسے ایک درخت کی شاخیں اس کی جڑ سے وابستہ رہ کر زندہ اور سرسبز رہتی ہیں۔

کسی بھی ذات سے تعلق اور وہ بھی ارادت، عقیدت اور محبت کا تعلق قائم کرنے کے لئے سب سے پہلا امر یہ ہے کہ اس ذات کا صحیح عرفان اور اس کے مقام اور مرتبہ اور اس سے حاصل ہونے والے فوائد اور برکات کا صحیح علم ہو۔ چنانچہ اس لحاظ سے جب ہم خلافت علی منہاج نبوت کا جائزہ لیتے ہیں تو یہ دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے صرف ان مومنوں کو خلافت کی عظیم نعمت کی بشارت عطا فرمائی ہے جو ایمان بالخلافت رکھتے ہیں۔ یعنی اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے کے ساتھ ساتھ اس بات پر بھی ایمان ہو کہ دُنیا میں کوئی نبوت ایسی نہیں گزری جس کے پیچھے خلافت کا سلسلہ شروع نہ ہوا ہو۔ (حدیث نبوی) اور اس بات پر بھی یقین ہو کہ خلافت ایک نعمتِ عظمیٰ ہے جو اگرچہ مومنین کے چنیدہ نمائندوں کے ذریعے ظاہر ہوتی ہے لیکن در اصل خدا کی تقدیر اس انتخاب میں کارفرما ہوتی ہے اور اِس امر کا بھی عرفان ہو کہ خلیفۂ برحق خدا تعالیٰ کا مقرب ترین بندہ ہوتا ہے اور قوم کے تمام افراد سے نیکی اور تقویٰ میں اشرف و اعلیٰ ہوتا ہے۔

چنانچہ سیدنا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جب تک مسلمان اس ایمان اور یقین پر قائم رہے کہ خلافت قومی زندگی کا سرچشمہ ہے اور خلیفہ خدا ہی بناتا ہے تب تک ان کے اندر خلافت کی نعمت جاری رہی مگر جب ایمان بالخلافت میں کمزوری آ گئی اور ذہنیت بگڑ گئی اور وہ یہ خیال کرنے لگے کہ گویا ہم ہی کسی کو خلیفہ بناتے ہیں تو یہ سوال اُٹھ کھڑے ہوئے کہ عرب کی اصل طاقت تو بنو ہاشم ہیں اس لئے خلافت اُن کا حق ہے۔ کسی نے کہا عرب کی اصل طاقت بنو اُمیہ ہیں اس لئے خلافت اُن کا حق ہے کسی نے کہا انصار زیادہ حقدار ہیں خلافت کے۔ تو اِس طرح ہر قبیلہ خلافت کو اپنا حق سمجھ کر بزورِ بازو اس کو حاصل کرنے کی کوشش میں لگ گیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ نعمتِ خلافت جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوتی اور قوموں کی دستگیری کرتی ہے وہ اُن سے چھین لی گئی۔

اب جبکہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی ایک پاک جماعت میں جو ایمان بالخلافت پر قائم ہوئی ہے خلافت کی نعمت جاری فرمادی ہے تو تمام افراد جماعت احمدیہ جو یہ چاہتے ہیں کہ خلیفہ کے بابرکت وجود سے وابستہ برکات وہ حاصل ہوتی رہیں تو اُن کے لئے لازم ہے کہ خلافت کی اہمیت اور اس کی قدر و قیمت کو پہچانیں اور خلیفۂ وقت سے ذاتی تعلق قائم کریں۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک پیغام میں احباب جماعت کو مخاطب کر کے فرمایا تھا:-

''اے میرے عزیز بھائیو! جو مقاماتِ قُرب تمہیں حاصل ہیں اگر اُنہیں قائم رکھنا چاہتے ہو اور روحانیت میں ترقی کرنا چاہتے ہو تو خلیفۂ وقت کا دامن مضبوطی سے پکڑے رکھنا۔ کیونکہ اگر یہ دامن چھوٹا تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن چھوٹ جائے گا کیونکہ خلیفۂ وقت اپنی ذات میں کوئی شئے نہیں۔ اُسے جو مقام بھی حاصل ہے وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیا ہوا مقام ہے۔''

اس تمہید کے بعد اب ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ خلیفۂ وقت کے ساتھ ذاتی تعلق کیسے قائم کیا جا سکتا ہے اور پھر اس کی برکتیں کس رنگ میں ظاہر ہوتی ہیں۔

1) جیسا کہ ابتداء میں ذکر ہو چکا ہے کہ سب سے پہلے بیعت کرنے والے کے دل میں اپنے امام کی عظمت کا عرفان ہونا ضروری ہے۔ امام وقت کا وجود شعائر اللہ میں شمار ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ۔ (سورۃ الحج: 33)

یعنی شعائر اللہ کی تعظیم اور قدر و منزلت دل کے تقویٰ پر دلالت کرتی ہے جو شخص جس قدر تقویٰ میں بڑھا ہوا ہوگا اُسی مناسبت سے شعائر اللہ کی تعظیم بھی زیادہ کرے گا۔ اور جتنی دل میں عظمت ہوگی اسی مناسبت سے عقیدت اور محبت بھی ہوگی اور جس قدر عقیدت اور محبت ہوگی اُسی قدر اُس امام کے ارشادات

اور احکامات پر عملدرآمد کے لئے دل میں جوش اور جوارح میں قوت پائے گا۔ اس لحاظ سے ہر مبائع کو چاہئے کہ اپنے امام اور خلیفہ سے ذاتی تعلق کو پرکھنے کے لئے پہلے اپنے دل کو ٹٹولے۔ اپنے دل کی کیفیات کا جائزہ لے کہ وہ اپنے امام کے متعلق کیسے جذبات اور احساسات رکھتا ہے۔ اور پھر جو کمی ہو اس کو دُور کرنے کی کوشش کرے اور حاضر و غائب ہر دو حالتوں میں عظمت وعقیدت میں یکسانیت پیدا کرنے کی کوشش کرے۔ تب ہی صحیح معنوں میں ایک بیعت کرنے والے کا اپنے امام سے سچا تعلق اور پیوند قائم ہو سکتا ہے۔

2) دوسری تدبیر خلیفۂ وقت سے ذاتی تعلق قائم کرنے کی یہ ہے کہ دربارِ خلافت سے نکلے ہوئے ہر حکم اور نصیحت کو اپنے لئے مشعلِ راہ بنایا جائے ہر تحریک پر دل وجان سے لبیک کہا جائے۔ ہر حکم خواہ اس کی حکمت ہمیں فوری سمجھ میں آئے یا نہ آئے اس کی تعمیل کے لئے اپنی تمام استعدادوں کے ساتھ کمر بستہ ہو جائیں۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک وقت میں انصار اللہ کو خاص طور پر سائیکل رکھنے اور چلانے پر زور دیا تھا اور ایک موقع پر فرمایا تھا کہ غلیل کا استعمال بھی جاننا چاہئے۔ محترم حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب رضی اللہ عنہ جن کی عمر اس وقت 80 سال سے بھی متجاوز تھی بعض دوستوں نے دیکھا کہ انہوں نے اپنے کوٹ کی جیب میں غلیل رکھی ہوئی ہے۔ تو ہر مبائع کی اپنے امام کے ساتھ تعلق کی کیفیت اس کے احکامات پر عملدرآمد کی کیفیت سے ہی پتہ لگتی ہے۔ ورنہ زبانی دعووں کی تو کوئی حقیقت نہیں جب تک کہ عمل کے ذریعے اس کی تصدیق نہیں ہوتی۔

3) تیسری تدبیر خلیفۂ وقت سے ذاتی تعلق قائم کرنے کی یہ ہے کہ جس حد تک ممکن ہے ملاقات کی کوشش کی جائے۔ دل میں محبت اور ملاقات کی تڑپ ہوگی تو کوشش بھی ہوگی اس کے باوجود کامیابی نہیں ہوتی تو اللہ نیت کے مطابق اس کے دلی سکون کے سامان فرمادے گا۔ اور پھر جسمانی ملاقات نہ ہو سکے تو خط وکتابت کے ذریعے دربارِ خلافت میں رسائی ہر ایک کے لئے ممکن ہے۔ اور آج کل کے ترقی یافتہ دَور میں تو فوراً درخواست پہنچ جاتی ہے اور بعض اوقات ایمرجنسی درخواستیں تو اسی وقت پیش ہوکر جواب با صواب سے مشرف ہو جاتی ہیں۔ کہاں وہ زمانہ تھا جب کئی کئی دن ڈاک کے پہنچنے میں لگ جاتے تھے اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے جب مبشرین و مبلغین کو بیرونی ممالک میں بھجوایا تو خاص تاکید فرمائی کہ خطوط کے ذریعے باقاعدہ رابطہ رکھا جائے نیز یہ بھی فرمایا تھا کہ خطوط کے تاخیر سے پہنچنے کی فکر نہ کیا کرو۔ خدا کی قدرتیں عجیب ہیں بعض دفعہ ظاہری طور پر خط کے پہنچنے سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ تمہارے مقاصد کو پورا فرمادیتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مبارک زمانہ میں بھی کئی مرتبہ ایسا ہوا کہ ابھی ایک مرید کا خط اُدھر سے پوسٹ ہوا ہی تھا کہ ادھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس خط کے مضمون سے اطلاع بخش دی اور حضور علیہ السلام نے فی الفوران کو لکھ دیا کہ اس طرح خدا نے تمہارے خط کے مضمون سے مجھے اطلاع عطا فرمائی ہے۔ آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ اس مُریدکا اللہ پر ایمان کس قدر بڑھا ہوگا اور کس قدر عظمت اور عقیدت اپنے امام کی اُن کے دل میں مزید راسخ ہوئی ہوگی۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوا کہ اُدھر کسی مرید نے رقم بھجوائی اور ادھر اللہ نے آپ کو اس سے مطلع فرمادیا تب آپ نے اپنے مُریدوں اور مخالف عقیدہ رکھنے والے مصاحبوں کو بھی ڈاکخانہ بھجوایا کہ جاؤ فلاں دوست کی طرف سے اس قدر روپیہ آنے کی خدا تعالیٰ نے اطلاع دی ہے اور یہ اطلاع بالکل سچ نکلتی۔

خلفائے کرام کے زمانے میں بھی ذاتی تعلق اور ان کی برکات کی بے شمار مثالیں ہیں ایک واقفِ زندگی کی اہلیہ کو زچگی کا بخار ہو گیا اور حالت بگڑ رہی تھی ہسپتال میں داخل کروا کے وہ سیدھے قادیان آگئے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں صورتحال عرض کر کے دعا کی درخواست کی۔ حضور نے فرمایا: اللہ صحت عطا فرمائے گا۔ اس وقت دن کے پونے دس بج رہے تھے واپس جا کر معلوم کیا تو پتہ لگا ٹھیک پونے دس بجے سے بخار اُترنا شروع ہو گیا اور پھر مکمل صحت ہو گئی۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں فرماتا ہے اِنَّ صَلٰوتَکَ سَکَنٌ لَّهُمْ کہ تیری دعائیں مومنوں کے لئے سکون کا باعث ہوتی ہیں۔ اِس دُنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ یہی برکت خلفائے راشدین کی ذات سے وابستہ ہوتی ہے۔ چنانچہ سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:-

"خلیفہ جماعت کے لئے دعائیں کرتا ہے کیا تم میں اور اُن میں جنہوں نے خلافت سے رُوگردانی کی ہے کوئی فرق ہے؟ کوئی بھی فرق نہیں لیکن ایک بہت بڑا فرق ہے اور وہ یہ کہ تمہارے لئے ایک شخص درد رکھنے والا تمہاری محبت رکھنے والا تمہارے دُکھ کو اپنا دُکھ سمجھنے والا تمہاری تکلیف کو اپنی تکلیف جاننے والا، تمہارے لئے خدا کے حضور دُعائیں کرنے والا ہے۔ مگر اُن کے لئے نہیں۔ تمہار اسے فکر ہے درد ہے اور وہ تمہارے لئے اپنے مولیٰ کے حضور تڑپتا ہے لیکن اُن کے لئے کوئی نہیں۔"

(برکاتِ خلافت، صفحہ 5)

یہاں یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ دُعائیں قبول کروانے کے لئے خود بھی دعائیں کرنی چاہئیں اور خلیفۂ وقت کی محبت اور شفقت حاصل کرنے کے لئے آپ کی نصائح اور ارشادات پر زیادہ سے زیادہ عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دَور میں دعوت الی اللہ کی تحریک پر بہت زور دیا تھا اور یہاں تک فرمایا تھا کہ جو احمدی مجھے خط لکھتا ہے اور کوئی نذرانہ پیش کرنا چاہتا ہے تو میرے لئے سب سے بہترین نذرانہ یہی ہوگا کہ وہ یہ لکھے کہ مَیں نے دعوت الی اللہ شروع کردی ہے جس کے نتیجہ میں یہ پھل مجھے عطا ہوا ہے تو ایسے شخص کے لئے میرے دل سے دُعائیں نکلیں گی۔

اس وقت ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز احباب جماعت کو نیکی اور تقویٰ میں ترقی کرتے ہوئے وصیت کے بابرکت

نظام میں شامل ہونے کی طرف توجہ دلا رہے ہیں اب جو احمدی اپنے پیارے امام کی خوشنودی اور دُعائیں حاصل کرنا چاہتا ہے اگر وہ یہ لکھے کہ حضور مَیں نے اپنی زندگی میں پاک تبدیلی پیدا کر لی ہے اور نظام وصیت میں شامل ہو گیا ہوں تو جہاں امام وقت کی خوشنودی اور دُعائیں حاصل ہوں گی وہاں عملی طور پر بھی اس پاک تبدیلی کے نیک نتائج اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی صورت میں مشاہدہ کرتا چلا جائے گا۔

4) چوتھی تدبیر خلیفۂ وقت سے ذاتی تعلق قائم کرنے کی یہ ہے کہ خلیفۂ وقت کے مقرر کردہ نظام کی اطاعت اور فرمانبرداری کرے۔ جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ وہ امام وقت کے مقرر کردہ نمائندوں اور عہدیداروں کے واسطوں کو نظر انداز کرتے ہوئے براہِ راست ذاتی تعلق قائم کرنے میں کامیاب ہو جائے گا وہ غلطی پر ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ نے یہ اُصول فرما دیا ہے کہ جو میرے مقرر کردہ امیر کی اطاعت کرے گا وہ گویا میری اطاعت کر رہا ہے اور جو میری اطاعت کر رہا ہے وہ در اصل خدا تعالیٰ کی اطاعت کر رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں واضح طور پر فرما دیا ہے کہ وَابْتَغُوْا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ کہ اللہ کی طرف جانے کے لئے اللہ نے جو وسیلہ اور ذریعہ مقرر فرمایا ہے اُس کو اختیار کرو۔ یہ ٹھیک ہے کہ ذاتی تعلق کا اظہار کرنے کی ہر شخص کو آزادی ہے اور اپنے ذاتی مسائل اور اغراض و مقاصد امامِ وقت کے سامنے پیش کرنے میں کوئی پابندی نہیں ہے لیکن قطع نظر اس بات کے کہ امام وقت اپنے احکامات صادر کرنے اور براہِ راست سائل پر شفقت فرمانے میں کسی واسطے کے محتاج نہیں ہیں تاہم جب بھی کوئی انتظامی معاملہ ہوگا اور عہدیداروں سے رپورٹ لی جائے اور نظامِ جماعت سے اس کے تعلق اور فرمانبرداری وغیرہ کے متعلق چھان بین کی جائے اور پھر مثبت صورتحال سامنے نہ آئے تو خلیفۂ وقت کی محبت اور شفقت اور ذاتی تعلق کی برکات حاصل نہ ہوسکیں گی۔ اس اہم نکتہ کو ہر احمدی کو پیشِ نظر رکھنا چاہئے۔

اسی طرح عہدیداروں کو یہ بھی مدّنظر رکھنا چاہئے کہ امامِ وقت بے شک اُن سے رپورٹ اور مشورہ لے سکتے ہیں لیکن ہر مشورہ قبول کرنے کے پابند نہیں ہیں اور احباب جماعت کے انفرادی معاملات میں بغیر مشورہ کے بھی اپنے احکامات صادر فرمانے کے مجاز ہیں۔

5) پانچواں وسیلہ خلیفۂ وقت سے ذاتی تعلق قائم کرنے کا آج کے دَور میں مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل ہے جو الٰہی نوشتوں کے مطابق موجودہ زمانے کے عالمگیر تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے جماعت احمدیہ کو عطا ہوا ہے۔ اِس آسمانی وسیلہ کا پسِ منظر مختصر طور پر بیان کیا جاتا ہے: اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اِس مبارک زمانہ کی نشاندہی یُوں بیان فرمائی ہے:
وَاسْتَمِعْ يَوْمَ يُنَادِ الْمُنَادِ مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ (سورۃ قٓ:42)

یعنی اور غور سے سنو جس دن ایک منادی کرنے والا قریب کی جگہ سے منادی کرے گا۔ وہ قریب کی جگہ کس طرح ہوگی جبکہ مغرب میں منادی ہو رہی ہو تو مشرق والوں کے لئے تو وہ جگہ قریب نہ ہوگی۔ پس اس میں یہ پیشگوئی ہے کہ وہ زمانہ آنے والا ہے جب دُوریاں اور مسافتیں کالعدم ہو جائیں گی۔ چنانچہ اس دَور کی نشاندہی کرتے ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب قائم آلِ محمد یعنی حضرت امام مہدی علیہ السلام ظاہر ہوں گے تو اللہ تعالیٰ اُن کے لئے اہل مشرق و مغرب کو جمع کر دے گا۔

اسی طرح حضرت امام جعفر صادق رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ: ”مومن جو امام قائم کے زمانہ میں مشرق میں ہوگا اپنے اُس بھائی کو دیکھ لے گا جو مغرب میں ہوگا۔ اور اسی طرح جو مغرب میں ہوگا وہ اپنے اُس بھائی کو دیکھ لے گا جو مشرق میں ہوگا۔“

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہام ہوا:-

”یُنَادِیْ مُنَادٍ مِّنَ السَّمَاءِ“

(۱۲ دسمبر ۱۹۰۲ء)

اب دیکھئے قرآن کریم کی سورۃ قٓ کی آیت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اپنا الہام۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت امام جعفر صادق کے اقوال کتنی صفائی سے سیٹیلائٹ کے اس آسمانی نظام کی طرف نشاندہی کر رہے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک مقدس خواہش تھی، آپؑ فرماتے ہیں:-

”میری بڑی آرزو ہے کہ ایسا مکان ہو کہ چاروں طرف ہمارے احباب کے گھر ہوں اور درمیان میں میرا گھر ہو اور ہر ایک گھر میں ایک کھڑکی ہو کہ ایک سے ہر ایک وقت واسطہ و رابطہ رہے۔

(سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام، مصنفہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی رضی اللہ عنہ)

پس یہ وہ عظیم الشان آسمانی وسیلہ ہے۔ خلیفۂ وقت سے رابطہ اور ذاتی تعلق قائم کرنے کا جس سے حاضر و غائب کا فرق بھی ختم ہو گیا ہے۔ امام وقت خطبہ جُمعہ ارشاد فرما رہے ہوں اور خواہ آپ لنڈن میں ہوں یا جرمن میں ہوں یا ماریشش میں ہوں یا قادیان میں ہوں پوری دنیا کے احمدیوں کے لئے اپنے مقامی وقت کے مطابق وہ حاضر ہیں غائب نہیں ہیں۔ قریب تر ہیں دُور نہیں ہیں۔

ہماری کس قدر خوش بختی ہے جو اس مبارک دَور سے گزر رہے ہیں اور اس لحاظ سے ہماری ذمہ داری بہت بڑھ جاتی ہے کہ اس بابرکت آسمانی مائدہ سے استفادہ کرنے اور امام وقت سے ذاتی تعلق کی برکات خاصہ سے فیضیاب ہونے کے لئے ہمہ وقت کوشاں رہیں۔ اللہ تعالیٰ تمام افراد جماعت کو امام وقت سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ذات سے جو ظاہری و باطنی اور انفرادی و اجتماعی برکات وابستہ ہیں ان سے بھرپور استفادہ کرنے کی توفیق و سعادت عطا فرماتا رہے۔ آمین۔

❀❀❀

آئی صد سالہ خلافت جوبلی کی یہ بہار

احمدیت کے چمن میں جلوہ گر ہے افتخار ہوتا ہے اسلام کا چرچا جہاں میں بار بار
ہم محمد مصطفیٰؐ کے نام پر لکھیں گے پیار آسماں سے لے کے آئے ہیں فرشتے اشتہار
اور تصوّر میں سجا رکھا تھا کب سے انتظار
آئی صد سالہ خلافت جوبلی کی یہ بہار

اوّلین سے آخریں تک رشتہ یوں تازہ ہوا پھر سے جب نازل ہوا ہے اک مثیلِ مصطفیٰؐ
پرچمِ اسلام پھر لہکا ہے لہراتا چلا جب کہ پھر سے سلسلہ جاری ہوا الہام کا
کردیا ہے دُور اَحدیّت نے سارا انتشار
آئی صد سالہ خلافت جوبلی کی یہ بہار

سایہ پھر سے دُنیا میں قائم نبوّت کا ہوا دُوریوں نے پھر الٰہی قربتوں کو پا لیا
پھر عبادت میں، نمازوں میں مزا آنے لگا فی سبیل اللہ چلا انفاق کا پھر سلسلہ
چلتی ہے آہستہ آہستہ یہ رحمت کی پھوار
آئی صد سالہ خلافت جوبلی کی یہ بہار

آسمانِ دینِ احمد پر ہے چمکا آفتاب احمدیّت کی خلافت کے لئے ہے انتخاب
شرک و بدعت سے، غضب سے ہے مبارک اجتناب ہر عمل میں مشعلِ رہ بس ہے اللہ کی کتاب
ہے محمد مصطفیٰؐ کی زندگی کا شاہکار
آئی صد سالہ خلافت جوبلی کی یہ بہار

دین، دُنیا پر مقدّم رکھنے کا دستور ہو جھوٹ، بد نظری، خیانت، سرکشی سب دور ہو
عمل صالح، حِلم و شفقت میں ہر اِک مشہور ہو ہے عمل محبوب جو اللہ کو منظور ہو
سب جماعت ہے خلافت کی ردا میں اُستوار
آئی صد سالہ خلافت جوبلی کی یہ بہار

یا الٰہی دُنیا بھی اور آخرت بھی ہو حسیں ہو مبارک غلبۂ اسلام سے ساری زمیں
ہر مسلماں ہو صداقت کا محبت کا امیں چمکے تقویٰ سے طہارت سے جماعت کی جبیں
جہدِ پیہم کے لئے ہر احمدی ہر دم تیار
آئی صد سالہ خلافت جوبلی کی یہ بہار

اب دُعاؤں کی قبولیّت کا رُت پھر آگیا ہوگی دُنیا بھی حسیں اور آخرت حُسن آشنا
احمدیت کا چمن پھولوں سے ہر جا بھر گیا دمبدم بڑھتا گیا ہر اک عبادت کا مزا
اُمّتی ناظرؔ محمدؐ کا ہی ہے با اختیار
آئی صد سالہ خلافت جوبلی کی یہ بہار

(غلام نبی ناظرؔ، کشمیر)

خلافت احمدیہ اور عبادات کا قیام

(مکرم مولوی مظفر احمد صاحب ظفر اُستاذ جامعہ احمدیہ قادیان)

خدا تعالیٰ نے انسان کو تمام مخلوقات پر جو شرف بخشے اس کی وجہ ان الفاظ میں بیان فرمائی ہے: "اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا "انسان کی اس صفت کا تعلق انسان کی طرف سے کی جانے والی عبادت اور اس کی خاطر خود پر ظلم سہ لینا بتایا ہے۔ انسان کی پیدائش کا مقصد حقیقی خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں ان الفاظ میں بیان فرمایا:

"وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ"

اس اشرف المخلوقات کی پیدائش خدا تعالیٰ کا عبد بننے کے لئے کی گئی ہے جن وانس یعنی ہر چھوٹا بڑا انسان اس زمرہ میں شامل ہے۔ جن وانس کا لفظ استعمال کرنے کی اصل وجہ تمام بنی نوع انسان کو عبادت میں شریک کرنا ہے کوئی بشر اس سے باہر نہیں۔ خدا تعالیٰ نے اس مقصد کو عظیم قرار دیا اور اس کی بجا آوری کے سبب ہی انسان تمام مخلوقات میں اشرف ہوا تو پھر لازمی طور پر دیکھنا اور سمجھنا ہوگا کہ عبادت کیا ہے؟ چنانچہ عربی زبان میں عبادت کا مفہوم انتہائی گہرا اور بہت وسیع معنی اپنے اندر رکھتا ہے۔ عربی لغت میں عبادت کا مفہوم ان معنوں میں بیان ہوا ہے: اللہ کی عبادت کرنا اس کی اطاعت کرنا خدا تعالیٰ کے لئے خضوع وخشوع اختیار کرنا اپنے خالق حقیقی کی خدمت اور اس راستہ میں ہر ذلت اُٹھانے کا نام بھی عبادت ہے۔ اس طرح عبادت کے معنی شریعت کی پابندی اور اس کی حدود کی بجا آوری ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ عبادت کا مفہوم ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں:

''تمام بھلے کام اللہ تعالیٰ ہی کی رضا کے لئے کرے اس کا نام عبادت ہے۔''

(خطبہ عید الفطر ۱۳ فروری ۱۸۹۹ء)

غرض عبادت صرف چند مذہبی رسومات کی ادائیگی کا نام نہیں ہے بلکہ دین کی خاطر ہر قسم کی قربانی پیش کرنا اصل عبادت ہے۔

اسلام میں ہر کام شروع کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کا نام لینا اسی طرف اشارہ کرتا ہے کہ انسانی زندگی کا اصل الاصول عبادت اور صرف عبادت ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہمیں بتاتی ہے کہ عبادت کا اصل معراج خدمت دین ہے اور جب مسلمان اسے بھلا دینگے تو دنیاوی اور دینی اعتبار سے تنزل کی طرف چلے جائینگے اور ایک زمانہ ان پر ایسا آئے گا کہ:

لَا يَبْقٰى مِنَ الْاِسْلَامِ اِلَّا اسْمُهٗ وَلَا يَبْقٰى مِنَ الْقُرْاٰنِ اِلَّا رَسْمُهٗ مَسَاجِدُهُمْ عَامِرَةٌ وَهِيَ خَرَابٌ مِّنَ الْهُدٰى عُلَمَاءُ هُمْ شَرٌّ مَنْ تَحْتَ اَدِيْمِ السَّمَاءِ (مشکوٰۃ شریف)

یعنی ایک وقت آئے گا اسلام کا صرف نام باقی رہ جائے گا، قرآن رسمی طور پر پڑھا جائے گا، مسجدیں آباد ہونگی لیکن ہدایت سے خالی ہونگی اور اس زمانہ کے علماء آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہونگے۔

جب اسلام اس کسمپرسی کے دور سے گزر رہا ہوگا تو ایسے وقت کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ مسلمانوں کی بگڑی سنورانے کے لئے ''امام مہدی'' ظہور فرمائیں گے۔ الہام الٰہی میں ان کا حقیقی مشن یوں بیان فرمایا گیا ہے:

"يُحْيِ الدِّيْنَ وَيُقِيْمُ الشَّرِيْعَةَ"

کہ اس کے ذریعہ سے دین زندہ ہوگا اور شریعت کا قیام ہوگا۔

چنانچہ حضرت امام مہدی مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ سے پہلے مسلم رہنما اسلام کے متعلق ان الفاظ میں مرثیہ خواں تھے:

رہا دین باقی نہ اسلام باقی
اک اسلام کا رہ گیا نام باقی
مسجدیں مرثیہ خواں ہیں کہ نمازی نہ رہے
یعنی وہ صاحبِ اوصاف حجازی نہ رہے

براہین احمدیہ کی اشاعت کے بعد مسلم اکابرین نے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

ہم مریضوں کی ہے تمہیں پہ نظر
تم مسیحا بنو خدا کے لئے

چنانچہ خدا تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق مارچ 1889ء میں حضرت مرزا غلام احمدی قادیانی علیہ السلام نے امام مہدی ہونے کا اعلان فرمایا اور لدھیانہ میں بیعت کا آغاز فرما کر جماعت احمدیہ کی بنیاد رکھی اور جماعت احمدیہ میں داخل ہونے کے لئے دس شرائط بیعت بیان فرمائیں جن کا خلاصہ خدمت دین، خدمت انسانیت اور کھوئی ہوئی عبادت کا دوبارہ قیام ہے۔ ہر احمدی یہ اقرار کرتا ہے کہ میں دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا۔ فرائض کی ادائیگی کے علاوہ نوافل پر بھی زور دونگا۔ افراد جماعت احمدیہ اس معیار پر کھرے اُترے اور حضرت بانی جماعت احمدیہ کے ذریعہ وہ جماعت قائم ہوئی جس کی عبادت اور خدمتِ اسلام کے دوسرے لوگ قائل ہوئے اور دیکھتے دیکھتے یہ تعداد سینکڑوں سے ہزاروں اور پھر لاکھوں تک پہنچ گئی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تہجد کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا:

''تہجد میں خاص کر اُٹھو اور ذوق وشوق سے ادا کرو

ـ‘‘ (ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۴)

قیام نماز کے متعلق حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’ متقی کی شان میں آیا ہے وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ یعنی وہ نماز کھڑی کرتا ہے۔(سورہ بقرہ) یہاں لفظ کھڑی کا آیا ہے یہ بھی اس تکلف کی طرف اشارہ کرتا ہے جو متقی کا خاصہ ہے۔‘‘ (ملفوظات جلد اوّل، صفحہ ۱۸)

آج کل بعض سجادہ نشین، صوفیاء کہلانے والوں نے عبادت کے مفہوم کو ہی بدل کر رکھ دیا اور صرف چند رسمی وظائف کا ادا کرنا عبادت سمجھ لیا ہے اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی جماعت کی رہنمائی فرماتے ہوئے اپنی تقریر ۳۰ دسمبر ۱۸۹۷ء میں فرمایا:

’’ سوچو اور پھر سوچو جس حال میں ہادی اکمل کی طرف زندگی ہم کو یہ سبق دے رہی ہے کہ اعلیٰ ترین مقام قرب پر بھی پہنچ کر عبودیت کے اعتراف کو ہاتھ سے نہیں دیا تو اور کسی کا تو ایسا خیال کرنا اور ایسی باتوں کا دل میں لانا ہی فضول اور عبث ہے۔‘‘

الغرض بانیٔ جماعت احمدیہ نے اپنی قائم کردہ جماعت کو جس راہ پر گامزن فرمایا اس پر چل کر ایک نئے دَور کا آغاز ہوا۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق ہر فرد جماعت نے عبودیت کو ہی اپنا اوڑھنا بچھونا بنالیا۔ عبادت کے نتیجہ میں ایک روحانی تبدیلی پیدا ہوتی ہے جس اظہار رؤیا و کشوف اور قبولیت دُعا کے رنگ میں ہوتا ہے۔ چنانچہ خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ میں ہزارہا افراد اس شرف سے مشرف ہیں۔ جماعت احمدیہ کے ذریعہ عبادت کا جو قیام ہوا اس کا نتیجہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں قادیان دارالامان میں آنے والے ایک معاصر نے الفاظ میں اس کا ذکر کیا ہے:

’’ قادیان جا کر ایک ایسی جماعت دیکھی جس میں مذہب کے لئے وہ سچا اور زبردست جوش موجود تھا جو ہندوستان کے دوسرے مسلمانوں میں آج کل مفقود ہے۔ قادیان جا کر انسان سمجھ سکتا ہے کہ ایک مسلمان کو محبت اور ایمان کی وہ روح جسے وہ دوسرے مسلمانوں میں بے سود تلاش کرتا ہے احمدی جماعت میں بافراط ملے گی۔ (ترجمہ از احمدیہ موومنٹ، مصنفہ مسٹر والٹر ایم اے)

خلافت احمدیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیشگوئی کی مصداق ہے کہ:

"ثُمَّ تَكُونُ خِلَافَةٌ عَلَى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ"

یعنی آخرین میں خلافت حقہ قائم کی جائے گی۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی وفات مئی ۱۹۰۸ء کے بعد جماعت احمدیہ کو یہ نعمتِ عظمیٰ نصیب ہوئی۔ آیت استخلاف میں خلافت کی مختلف برکات کے ذکر کے ساتھ عبادت کے قیام کا بھی ذکر خصوصی ذکر ان الفاظ میں ملتا ہے:

" يَعْبُدُونَنِىْ لَا يُشْرِكُونَ بِىْ شَيْـًٔا "

یعنی خلافت کے نتیجہ میں عبادت کے معیار بلند ہوتے رہیں گے۔ چنانچہ ہم دیکھتے آرہے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے خلافت احمدیہ کے ہر مظہر کا زمانہ اس لحاظ سے ایک ممتاز مقام رکھتا ہے جیسا کہ ذکر کیا جا چکا ہے کہ صرف چند رسمی نماز روزے کا نام عبادت نہیں بلکہ عبادت کا جہاں جہاں ذکر ہوا ہے اس کے ساتھ اٰتُوا الزَّکٰوۃ کا ذکر موجود ہے گویا عبادت کا گہرا تعلق قربانیوں سے ہے اور اس میدان میں جماعت احمدیہ نے خلافت کے سایہ میں جو نمونہ پیش فرمایا اس کی مثال صرف قرونِ اولیٰ کے علاوہ کہیں نظر نہیں آئے گی۔

ہم خلافت احمدیہ کے پہلے دور کو لیتے ہیں۔ مقررہ عبادت کے ساتھ فدائیت کا قربانی کا وہ نمونہ پیش فرمایا کہ آج بھی دنیا اسے یاد کرتی ہے اور عش عش کر اٹھتی ہے۔ طبی و تعلیمی اداروں کا عظیم الشان قیام خلافت اولیٰ کے دَور کا آغاز ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ عبادت کی بجا آوری کے متعلق فرماتے ہیں:

’’ خدا تعالیٰ کی راہ میں جان خرچ کرنے کی پہلی راہ نمازوں کا ادا کرنا ہے۔ نماز مؤمن کا معراج ہے۔ نماز میں ہر قسم کی نیاز مندیاں رکھائی گئی ہیں۔‘‘

(الحکم ۷ انومبر ۱۸۹۹ء)

حضورؓ نے ایک خطبہ میں فرمایا:

’’ ایمان کے اجزاء دو ہی ہیں تعظیم لامر اللہ اور شفقت علیٰ خلق اللہ جیسے نماز میں لگے ہو، قربانیاں بھی دو تا کہ مخلوق سے سلوک ہو۔‘‘ (الحکم ۱۲ مئی ۱۸۹۹)

خلافت اولیٰ میں جماعت نے عبادت کے مفہوم کو خلافت سے وابستہ یقین کر لیا۔ چنانچہ ۱۹۱۴ء میں جب خلافت ثانیہ کا انتخاب ہوا اور ایک نوعمر صاحبزادے کو خدا تعالیٰ نے مسند خلافت پر متمکن کیا تو لوگوں نے سمجھا کہ اب یہ جماعت بکھر جائے گی۔ دنیا نے دیکھا کہ خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ عبادت کی برکات کے نتیجہ میں جماعت احمدیہ نے خلافت ثانیہ کے دَور میں عظیم الشان کامیابیاں حاصل کیں۔ اور جماعت زمین کے کناروں تک پہنچ گئی۔ خلافت ثانیہ کے دَور میں جماعت احمدیہ نے عبادت کا وہ حسین نمونہ پیش کیا جس کی نظیر دنیا پیش نہیں کرسکتی۔ اس دور میں تحریک جدید، وقف جدید جیسی عظیم الشان تحریکات کا آغاز ہوا جس کے نتیجہ میں دیکھتے دیکھتے جماعت احمدیہ کے ذریعہ تبلیغی و تربیتی مراکز کا جال بچھایا گیا اور قیام عبادت کا ایک نیا دَور شروع ہوا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے جماعت کو دعاؤں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا:

’’ دعائیں کرنے کی عادت پیدا کرو تا تمہیں بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے رؤیا اور کشوف ہونے لگیں۔ مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ میں نے اپنے ایک خطبہ میں نوجوانوں کو دعا کی طرف توجہ دلائی تو میرے پاس درجنوں ایسے خطوط آئے جن سے معلوم ہوتا تھا کہ انہیں رؤیا و کشوف ہونے لگ گئے ہیں بلکہ بعض کو خدا تعالیٰ کی زیارت بھی ہوئی...تم بھی اس کا تجربہ کرو یہاں تک کہ تم میں سے کوئی شخص ایسا نہ ہو جسے دعاؤں اور گریہ وزاری کی وجہ سے رؤیا و کشوف نہ ہونے لگ جائے۔‘‘

(الفضل ۱۰ جون ۱۹۵۹ء)

حضورؓ کی اس ہدایت پر جماعت نے عمل کیا اور اس کا پھل کھاتے چلے جارہے ہیں۔ ہزارہا بلکہ لاکھوں افراد قبولیت دعا کے قائل ہیں اور قبولیت دعا صرف عبادات کے نتیجہ میں حاصل ہوتی ہے۔

چنانچہ علامہ نیاز فتح پوری صاحب نے جماعت احمدیہ کے اس کردار کی ان الفاظ میں ستائش کی:

''اس وقت صرف یہی ایک ایسی جماعت ہے جس نے اس نکتہ کو سمجھا کہ اصل اسلام محض ایمان اقرار باللسان نہیں بلکہ بالعمل ہے۔ اپنی مضبوط تنظیم واستقامت کردار سے زندگی کی راہیں بدل دیں۔ ذہنی اقرار بدل دیئے زاویہ فکر بدل دیا اور مسلمانوں کو پھر اس راہ پر لگا دیا جو بانیٔ اسلام نے متعین کی تھی۔'' (رسالہ نگار نومبر ۱۹۵۹ء)

۱۹۶۵ء میں خلافت ثالثہ کا قیام ہوا اس دَور میں جماعت احمدیہ کے ذریعہ قیام عبادت کے نئے منار قائم ہوتے چلے گئے۔ رکوع وسجود وروزہ کی عبادات کے نئے نئے منار قائم ہوتے چلے گئے۔ رکوع وسجود وروزہ کی عبادات کے ساتھ ساتھ مالی قربانیوں میں نئی وسعت پیدا ہوئی۔ چنانچہ براعظم افریقہ میں خاص طور پر طبی وتعلیمی ضروریات کو پورا کرنے کی خاطر نصرت جہاں آگے بڑھو فضل عمر فاؤنڈیشن فنڈ وغیرہ کا اجراء ہوا جس کے نتیجہ میں مساجد کی تعمیر کے ساتھ ساتھ انسان کی جسمانی ضروریات کو پورا کرنے کی خطر افریقہ کے متعدد ممالک میں سکولز، کالجز، ہسپتال اور ڈسپنسریاں جاری فرمائیں جس سے لاکھوں انسان فیضیاب ہورہے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے قرآنی آیت: مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْن کی حسین تشریح متعدد خطبات میں بیان فرمائی اور عبادت کے مفہوم پر روشنی ڈالی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے عبادت اور دُعا پر زور دیتے ہوئے کہا:

''خدائی وعدوں کے پورا ہونے کا وقت قریب آ گیا ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم جذبات تشکر سے لبریز ہو کر اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کریں اور اس کے حضور اتنی دعائیں کریں کہ بس مجسم دُعا بن جائیں اور غلبہ اسلام کی خاطر اپنی قربانیوں کو نقطہ عروج تک پہنچا دیں۔''

(الفضل ۲۰ مئی ۱۹۶۶ء)

عبادات کو عروج پر پہنچانے کی خاطر حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے جماعت میں تعلیم القرآن اور وقف عارضی کی تحریک کا ۱۹۶۶ء میں آغاز فرمایا۔ یہ تحریک جاری وساری ہے۔ عبادات کے قیام کی خاطر اس تحریک میں ضرور حصہ لینا ہمارا فرض ہے۔ ۱۹۸۲ء میں خلافت رابعہ کا دَور شروع ہوا یہ دَور دعوت الی اللہ کے لحاظ سے ممتاز دَور ہے اور دعوت الی اللہ میں کامیابی دعاؤں کے نتیجہ میں ملنے والی تھی۔ چنانچہ اس دَور میں جماعت لاکھوں سے نکل کر کروڑوں تک پہنچ گئی جماعت کو یہ کامیابی صرف قیام عبادت کی وجہ سے نصیب ہوئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے عبادت کے قیام کی طرف خصوصیت سے توجہ دلائی اور تحریک فرمائی کہ جماعتوں میں قیام نماز کے متعلق بھی الگ سے اجلاسات ہوا کریں جس طرح دوسرے اجلاسات منعقد کئے جاتے ہیں۔

حضورؒ نے ایک عظیم الشان تحریک وقف نو کی جاری فرمائی اور اس کی غرض یہ بتائی کہ واقفین نو کی فوج کا آئندہ جماعتی ذمہ داریوں کو اُٹھانے میں اہم کردار رہے گا۔ والدین کو توجہ دلائی کہ اپنے پیش کردہ تحفہ وقف نو کو بنا سنوار کو جماعت کو پیش کریں۔ یہ وہ خاص تحریک ہے جس کے ذریعہ عبادات کے قیام میں غیر معمولی وسعت پیدا ہوئی۔

خلافت خامسہ کے دَور میں جماعت احمدیہ کی اندرونی تربیت کی طرف خصوصیت سے توجہ دی جارہی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز عبادت کا مفہوم ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں۔

''ہمارے دل صاف ہو کر اس طرح خدا تعالیٰ کے آگے جھکیں اس طرح اس کی عبادت بجالائیں کہ ان میں خدا نظر آنے لگے یعنی ہماری کوئی حرکت ایسی نہ ہو جو خدا کے حکم کے خلاف ہو بلکہ ہماری سوچیں بھی اللہ تعالیٰ کے حکموں کے مطابق چلنے والی ہوں جب ہماری یہ کیفیت ہوجائے گی تو تب ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والے کہلا سکتے ہیں۔ ورنہ تو دُنیا کی ملونیاں اور اس کے گند ہمارے دلوں ہیں۔''

قیام نماز کے متعلق حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تاکید فرمائی:-

اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرنے کے لئے ضروری ہے کہ نماز قائم کرو اور نماز قائم کرنے سے مراد یہ ہے کہ باجماعت نماز کی ادائیگی کرو۔ پس احمدیوں کا فرض ہے کہ اپنی مساجد کو آباد کریں اور پانچ وقت نماز کے لئے مسجدوں میں آئیں اور نہ صرف خود آئیں بلکہ اپنے بچوں کو بھی مسجد میں نماز پڑھنے کی عادت ڈالیں۔ اور ہماری مساجد اتنی زیادہ نمازیوں سے بھرنی شروع ہوجائیں کہ چھوٹی پڑ جائیں۔ خدا کرے کہ ہم اُس کے عابد بندے بن سکیں اور خدا تعالیٰ سے سچا تعلق پیدا کرنے والے ہوں۔''

(خطبہ جمعہ ۲ راپریل ۲۰۰۴)

خدا تعالیٰ نماز کی حقیقت ان الفاظ میں بیان فرماتا ہے: اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ۔

نماز کے نتیجہ میں انسان برائیوں سے محفوظ ہوجاتا ہے۔ آج خدا تعالیٰ کے فضل سے خلافت کی برکت سے جماعت کو یہ مقام حاصل ہے اور غیر از جماعت افراد اس کا اقرار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

تحریک احمدیت کی ان زبردست کوششوں کا نتیجہ ہے کہ وہ مسلمان جو اٹھارویں صدی میں اپنی موت پر دستخط کئے ہوئے تھے۔ خدا کے فضل سے اپنے اندر زندگی کی ایک برقی لہر محسوس کرتے ہوئے اعلان عام کرتے ہیں کہ بیسویں صدی ہر جگہ مسلمانوں کے لئے نشأۃ ثانیہ ہے یا بیداری کا آغاز ہے۔'' (رسالہ استقلال لاہور صفحہ ۱۰، بحوالہ الفضل ۱۳ راگست ۱۹۸۳)

دوسری طرف مسلمانوں کے متعلق ان کے اکابرین ان الفاظ میں مرثیہ خواں ہیں۔

مولانا مودودی صاحب لکھتے ہیں:-

''بازاروں میں جایئے مسلمان رنڈیاں آپ کو کوٹھوں پر بیٹھیں نظر آئیں گی اور مسلمان زانی گشت لگاتے ملیں گے۔ جیل خانوں کا معائنہ کیجئے مسلمان چوروں، مسلمان ڈاکوؤں سے اور مسلمان بدمعاشوں سے آپ کا تعارف ہوگا۔ دفتروں اور عدالتوں کے چکر لگایئے رشوت خوری، جھوٹی شہادت، چغلی، فریب، ظلم اور ہر قسم

کے اخلاقی جرائم کے ساتھ آپ لفظ مسلمان کا جوڑ لگا ہوا پائیں گے۔ سوسائٹی میں پھرتے کہیں آپ کی ملاقات مسلمان شرابیوں سے ہوگی کہیں آپ کو مسلمان قمار باز ملیں گے کہیں مسلمان سازندوں اور مسلمان گویوں اور مسلمان بھانڈوں سے آپ دوچار ہوں گے۔ بھلا غور تو کیجئے یہ لفظ مسلمان کتنا ذلیل کر دیا گیا ہے۔ اور کن کن صفات کے ساتھ جمع ہو رہا ہے۔ مسلمان اور زانی، مسلمان اور شرابی، مسلمان اور قمار باز، مسلمان اور رشوت خور اگروہ سب کچھ جو ایک کافر کر سکتا ہے وہی ایک مسلمان بھی کرنے لگے تو پھر مسلمانوں کے وجود کی دُنیا میں حاجت ہی کیا ہے......؟

(بحوالہ مسلمان اور سیاسی کشمکش حصہ سوم صفحہ ۲۸)

غرض عبادت کا اصل مفہوم جماعت احمدیہ نے سمجھا اور اسے ادا کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ خلفاء کرام نے اس کی ہر دَور میں آبیاری کی تا کہ اسلامی عبادات کی اصل غرض پوری ہو۔ اور امت مسلمہ حقیقت میں خیر امت بن سکے۔

خلافت احمدیہ کے قیام کی ایک غرض عبادت الٰہی کے لئے خانہ خدا کی تعمیر بھی ہے۔ اس میدان میں اللہ کے فضل سے ہر دَور میں اضافہ ہو رہا ہے۔ آغاز احمدیت سے معاندین نے جماعت کی مخالفت کی حتی کہ بہت سے مقامات میں اپنی بنائی ہوئی مسجد سے احمدیوں کو بے دخل کر دیا گیا۔ احمدی مساجد پر قفل لگا دیئے گئے۔ مساجد کی تعمیر پر پابندیاں عائد کی گئیں۔ قدرت ثانیہ کے ہر مظہر کے دَور میں تاریخ ساز مساجد کی تعمیر ہوتی رہی ہے۔ جس کا مختصر خاکہ یہ ہے: خلافت اولیٰ میں دیگر بہت سی مساجد تعمیر ہوئی اس کے علاوہ مسجد نور قادیان کی تعمیر۔ خلافت ثانیہ میں لندن کی پہلی مسجد مسجد فضل لندن کی تعمیر۔ خلافت ثالثہ میں مسجد اقصیٰ ربوہ کی تعمیر اور اسپین میں مسجد بشارت کی تعمیر کا آغاز۔ خلافت رابعہ میں مسجد بشارت کی تکمیل اور لندن میں مسجد بیت الفتوح جو یورپ کی عظیم ترین مسجد ہے کی تعمیر۔

یہ ذکر صرف تاریخ ساز مساجد کا ہے جماعت میں خدا تعالیٰ کے فضل سے ہر سال سینکڑوں مساجد کا اضافہ ہو رہا ہے ایک زمانہ تھا کہ مخالف احمدیت کہہ رہے تھے کہ احمدیوں کی مساجد نہیں۔ آج ان سے پوچھئے کہ ۷۵۰ سال کے بعد اسپین میں پہلی مسجد کس نے بنائی۔ لندن کی سب سے پہلی اور شمالی یورپ کی سب سے بڑی مسجد بنانے کی توفیق بھی جماعت احمدیہ کو حاصل ہوئی۔ شمالی امریکہ کی سب سے بڑی مسجد کس نے بنائی؟ آسٹریلیا میں توحید خالص کی صدا بلند کرنے کے لئے بھی پہلا موقع جماعت احمدیہ کو حاصل ہوا۔ جزائر طوالو میں پہلی مسجد بنانے کی توفیق جماعت احمدیہ نے پائی۔ خلافت رابعہ کے مبارک دَور میں کئی ممالک کو اپنے ملک میں 100 مساجد تعمیر کرنے کی ہدایت ملنے پر جرمنی تنزانیہ کینیا میں اس منصوبہ پر تیزی سے عمل ہو رہا ہے۔

مخالفین احمدیت نے مساجد کی تعمیر کو روکنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا لیکن ۱۹۸۴ء سے لیکر اب تک دُنیا میں ۱۴۴۳۴ مساجد کا اضافہ ہوا۔ مخالفین کی طرف سے ۸ مساجد کے شہید کئے جانے کے بدلے اللہ تعالیٰ نے یہ انعام دیا۔ یاد رکھنا چاہئے کہ مسجدیں تعمیر کرنا آسان ہے۔ اصل مرحلہ ان میں عبادت کا قیام ہے۔ ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ احمدی مساجد عبادات کے لحاظ سے آباد ہیں کیونکہ احمدیوں کو بچپن سے یہ تلقین کی جاتی ہے کہ عبادت کے بغیر انسانی زندگی کوئی چیز نہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:- ''اپنی اگلی نسلوں کی تربیت کی کوشش کریں اور ان کو بار بار یہ بتائیں کہ عبادت کے بغیر تمہاری زندگی بالکل بے معنی اور بے حقیقت بلکہ باطل ہے۔ ایک ایسی چیز ہے جو خدا تعالیٰ کے یہاں کسی شمار میں نہیں آئے گی۔

(خطبہ جمعہ، ۱۷ جنوری ۱۹۹۷ء)

پھر فرمایا: اپنی زندگی کو عبادتوں سے بھرنے کی کوشش کرو اور عبادت کے ساتھ ساتھ دوسری نیکیاں ضرور نصیب ہوتی ہیں۔ اس لئے جب آپ نماز پڑھتے ہیں تو نمازوں کے ساتھ بنی نوع انسان کی ہمدردی میں خرچ کرنے کی بھی توفیق ملتی ہے۔ دوسری نیکیوں کی بھی توفیق ملتی ہے۔ (خطبہ جمعہ فروری ۱۹۹۷ء)

خلافت احمدیہ کے ذریعہ عبادات کے قیام کا ایک اہم ذریعہ اس کا تنظیمی ڈھانچہ ہے۔ جس کی نگرانی براہِ راست خلفاء احمدیت نے کی۔ جماعت میں ہر تنظیم اپنے اپنے پروگرام کرتی ہے اور ہر پروگرام کا آغاز تہجد سے کیا جاتا ہے گویا عملی طور پر یہ سبق دیا جا رہا ہے کہ ہر خوشی کے موقع پر عبادات میں آگے قدم بڑھایا جائے۔ دوسری اقوام خوشی کے مواقع پر ناچ گانے کرتی ہیں جماعتی پروگرام عبادات سے لبریز ہوتے ہیں۔ علمی مقابلہ جات کا پروگرام ہو یا ورزشی ہر پروگرام کی غرض اخلاقی کردار کی بلندی ہے۔ خلافت احمدیہ کے ذریعہ اجتماعات کے موقع پر تمام اراکین کو اس طرف توجہ دلائی جاتی ہے کہ عبادت کے بغیر دنیاوی مشاغل کی کوئی حیثیت نہیں۔ جس کی وجہ سے ہر پروگرام کی شروعات تہجد سے ہوتی ہے اور ہر پروگرام کا اختتام پر سوز دعاؤں پر ہوتا ہے۔ ڈیوٹی پر تعینات ہر شخص کو تاکید ہوتی ہے کہ نمازوں کی ادائیگی میں غفلت قابل برداشت نہیں کیونکہ ہمارا اصل مقصد اپنی عبادات کو ہر رنگ میں معراج تک پہنچانا ہے۔

اجتماعات و دیگر تقریبات کے موقع پر بھی نماز و ذکر الٰہی کی پابندی کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:-

جلسہ کے دنوں میں ہمیں خاص طور پر اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ ہم اپنے اوقات کو ضائع کرنے والے نہ ہوں اور ہمارا ایک لحظہ بھی ضائع نہ ہونے کی باتیں غور سے سنیں۔ دعاؤں میں مشغول رہیں اپنے رب کے حضور جھکتے ہوئے عجز و انکساری سے ان ایام کو گزاریں۔

(الفضل ۸ دسمبر ۱۹۶۵ء)

الغرض خلافت احمدیہ کے ذریعہ قیام عبادت کے سلسلہ میں وہ کام انجام دیئے جا رہے ہیں جن کی مثال سوائے قرون اولیٰ کے کہیں اور نہیں ملے گی۔

اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کا عشق

.... مکرم مولانا محمد عمر صاحب، ناظر اصلاح وارشاد قادیان ....

عشق ومحبت ایک لطیف جذبہ ہے، اس پُرکیف لذت کو وہی محسوس کرسکتا ہے جس کے دل ودماغ میں محبت اپنا قیام بنا چکی ہو۔ اس نازک حقیقت کو سمجھنے اور سمجھانے کے لئے کسی نے کیا ہی خوب کہا ہے۔

محبت کو سمجھنا ہو تو ناصح خود محبت کر
کنارے پر کھڑے اندازۂ طوفان نہیں ہوسکتا

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے آپ کے عاشق صادق اور محبّ حقیقی حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو عشق ومحبت تھی اس کا اظہار میرا قلم پیش کرنے سے قاصر ہے۔ اس عشق ومحبت کے بارے میں جو حضرت مولانا صاحب رضی اللہ عنہ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ تھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود بیان فرماتے ہیں:

چہ خوش بودے اگر ہر یک ز امت نور دیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پُر از نور یقین بودے

ترجمہ:- کیا ہی اچھا ہو کہ اس امت میں ہر ایک نورالدین بن جائے اور یہی ہو، اگر ہر دل یقین کے نور سے بھر جائے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب دعویٰ فرمایا تو آپ ہمیشہ یہ دعا کیا کرتے تھے۔ یَا رَبِّ مَنْ اَنْصَارِیْ۔ یَارَبِّ مَنْ اَنْصَارِیْ اے میرے رب! اس عظیم کام میں جو تو نے میرے سپرد کیا ہے کون میری مدد کرے گا اس کام میں کون میرا مددگار ہوگا۔ چنانچہ جب حضرت مولانا نورالدین صاحب حضور اقدس علیہ السلام کی خدمت بابرکت میں زیارت کے لئے حاضر ہوئے تو آپ کو دیکھتے ہی آپؑ کی نور فراست نے واضح کیا کہ اِنَّہٗ دُعَائِی آپ میرے دعاؤں کی قبولیت کا نتیجہ ہیں۔

چنانچہ آپ فرماتے ہیں:-

''میں رات دن خدا تعالیٰ کے حضور چلّاتا اور عرض کرتا تھا کہ اے میرے رب میرا کون ناصر ومددگار ہے میں تنہا ہوں اور دعا کا ہاتھ پے در پے اٹھا اور فضائے آسمانی میری دعاؤں سے بھر گئی تو اللہ تعالیٰ نے میری عاجزی اور دعا کو شرف قبولیت بخشا۔ اور رب العالمین کی رحمت نے جوش مارا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک مخلص صدیق عطا فرمایا۔ اس کا نام اس کی نورانی صفات کی طرح نورالدین ہے...... جب وہ میرے پاس آکر مجھ سے ملا تو میں نے اسے اپنے رب کی آیتوں میں سے ایک آیت پایا۔ اور مجھے یقین ہوگیا کہ یہ میری اس دعا کا نتیجہ ہے جو ہمیشہ کیا کرتا تھا اور میری فراست نے مجھے بتایا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے منتخب بندوں میں سے ہے۔ اور میں لوگوں کی مدح کرنا اور ان کے شمائل کی اشاعت کرنا اس خوف سے بُرا سمجھتا تھا کہ مبادیٔ انہیں نقصان پہنچائے مگر میں انہیں ان لوگوں میں سے پاتا ہوں جن کے نفسانی جذبات شکستہ اور طبعی شہوات مٹ گئی ہیں اور ان کے متعلق اس قسم کا خوف نہیں کیا جاسکتا ...... وہ میری محبت میں قسم قسم کی ملامتیں اور بدزبانیاں اور وطن مالوف اور دوستوں سے مفارقت اختیار کرتے ہے۔ اور میرا کلام سننے کے لئے اس پر وطن کی جدائی آسان ہے اور میرے مقام کی محبت کے لئے اپنے اصلی وطن کی یاد بھلا دیتا ہے اور ہر ایک امر میں میری اس طرح پیروی کرتا ہے جیسے نبض کی حرکت نفس کی حرکت کی پیروی کرتی ہے۔''

(ترجمہ از عربی عبارت آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۵۸۱ تا ۵۸۶)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ اعتراف آپ کا عشقِ مسیح موعودؑ کا زندہ ثبوت ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ آپ کا پہلا تعارف بہت ایمان افروز تھا۔ ضلع گورداسپور کے ایک شخص شیخ رکن الدین کے ذریعہ آپ کو یہ اطلاع ملی کہ گورداسپور کے ایک گاؤں قادیان میں مرزا غلام احمد صاحب نامی ایک شخص نے اسلام کی عظمت اور اس کی فضیلت پر کئی کتب تصنیف فرمائی ہیں تو آپ نے حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں خط لکھ کر کتابیں منگوائیں ان کتب کے مطالعہ کے نتیجہ میں آپ کا شوق دیدار بہت بڑھ گیا اور آپؑ سے ملنے کے لئے دل بہت بے چین ہوگیا اس طرح آپ اپنے وطن بھیرہ سے قادیان کے لئے روانہ ہوئے بٹالہ سے آپ یکہ میں سوار ہوکر قادیان کے دارالمسیح میں ورود فرما ہوئے۔ اور کسی سے دریافت فرمایا کہ میں حضرت مرزا صاحب سے ملنا چاہتا ہوں۔ اس شخص نے ایک لحیم وشحیم فرد کی طرف اشارہ کیا جو ایک چارپائی پر بیٹھ کر حقہ پی رہے تھے۔ اس شخص کو دیکھتے ہی آپ کے دل کو دھکہ سا لگا اور یکہ بان سے کہا کہ تم یہیں ٹھہر جاؤ وہ شخص جو حقہ پی رہا تھا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چچا مرزا امام

الدین صاحب تھے حضرت مولانا صاحب اس شخص کے پاس پہنچے تو انہوں نے پوچھا کہ کیا آپ مرزا غلام احمد سے ملنا چاہتے ہیں اثبات میں جواب ملنے پر انہوں نے گھر کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ وہاں بیٹھے ہوئے ہیں حضرت مولانا صاحب کی نظر جوں ہی حضور اقدس کے مبارک چہرے پر پڑی تو آپ کی روحانی شخصیت سے بہت مرغوب ہوئے۔ حضرت مولانا صاحب نے دل میں خیال فرمایا کہ یہی شخص ہے جس کو ملنے کے لئے میں آیا ہوں یہ خیال آتے ہی آپ نے یکہ بان کو کرایہ دیکر رخصت کیا باہمی تعارف اور گفتگو کے بعد آپ نے کہا کہ حضور میری بیعت لیجئے اس پر آپ نے فرمایا ابھی خدا کی طرف سے اذن نہیں ہوا تب آپ نے فرمایا وعدہ کیجئے حضور! جب آپ کو بیعت کا اذن ہو میری بیعت سب سے پہلے ہو۔ حضور نے فرمایا ہاں یہ شرط منظور ہے۔ چنانچہ ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء میں جب لدھیانہ میں پہلی بیعت ہوئی تو سب سے پہلی بیعت حضرت مولانا نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ کی ہوئی۔ ستمبر ۱۸۹۱ء میں آپ اپنے وطن بھیرہ میں ایک بہت بڑا ہسپتال اور مکان بنانا چاہتے تھے اور کام بھی شروع کرا دیا تھا اس دوران تعمیر سے متعلقہ کچھ اشیاء خریدنے کے لئے آپ لاہور تشریف لے گئے وہاں سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ملنے کے لئے قادیان پہنچے۔ حضور اقدس کی خدمت میں پہنچتے ہی آپ نے حضرت مولانا صاحب سے فرمایا آپ اپنی ملازمت سے فارغ ہو چکے ہیں اس لئے آپ یہیں رہیں۔ حضرت مولانا صاحب نے خیال فرمایا کہ چند دنوں کی بات ہے۔ اس کے ایک ہفتہ کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ سے فرمایا کہ آپ اکیلے ہیں اپنی بیوی کو بھی بلوائیں۔ اس وقت آپ سمجھ گئے کہ زیادہ دن رہنا پڑیگا لیکن آپ نے ہسپتال اور مکان بنانے کا کوئی عذر پیش نہیں فرمایا بلکہ سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا کا مجسم بن کر رہ گئے۔

اس کے چند روز کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ آپ کو کتابوں کا شوق ہے آپ اپنی کتابیں یہیں منگوالیں۔ اسکے چند روز بعد فرمایا کہ آپ اپنے وطن کا خیال چھوڑ دیں۔ غرض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان تمام حکموں کو آپ بلا چوں وچرا قبول فرماتے رہے اور بعد میں آپ نے فرمایا کہ اس کے بعد مجھے خواب میں بھی کبھی اپنے وطن کا خیال نہیں آیا۔

سیدنا حضرت مولانا حکیم نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ کی زندگی سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ عشق و محبت کے بہت سارے واقعات سے پُر تھی۔ کیا یہ بات بھی کم اہمیت کی حامل تھی کہ آپ اپنے وطن میں ایک عظیم الشان ہسپتال اور عالی شان مکان بنانا چاہتے تھے اور یہ کام شروع بھی ہو چکا تھا لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک فرمان پر آپ سب کچھ چھوڑنے پر آمادہ ہو گئے۔ اور اپنے عشق و محبت کو جو آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ تھی آنچ نہ آنے دیا۔

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ بٹالہ سے ایک شخص نے آکر آپ کی خدمت میں عرض کی کہ اُس کا ایک قریبی رشتہ دار شدید بیمار ہے اسکا معائنہ کر کے علاج تجویز کرنے کے لئے ان کے ساتھ بٹالہ تک جائیں اس وقت آپ نے فرمایا میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اجازت کے بغیر قادیان سے باہر جانے کے لئے تیار نہیں اس شخص کے بار بار کے اصرار پر آپ نے فرمایا کہ آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اجازت حاصل کر لیں تب میں آؤں گا چنانچہ وہ شخص حضور اقدس کی خدمت میں حاضر ہو کر ملتجی ہوا تو آپ نے اس شرط پر اجازت دی کہ شام تک قادیان واپس پہنچ جائیں چنانچہ وہ شخص حضرت مولانا صاحب کو لے کر بٹالہ کے لئے روانہ ہوئے اس وقت تک شام ہو چکی تھی آپ نے بیمار کا معاینہ فرمایا اور مناسب دوائیاں تجویز فرمائیں۔ اس وقت شدید بارش اور زور دار بجلی اور کڑک شروع ہوئی شدید اندھیرا چھا گیا لیکن حضرت مولانا صاحب نے فرمایا کہ مجھے اپنے آقا کا حکم ہے کہ رات تک قادیان واپس پہنچ جاؤں لہٰذا کسی صورت میں یہ حکم ٹالنے کے لئے تیار نہیں۔ اس شخص نے اور واقف کاروں نے بہت اصرار کیا کہ اس شدید بارش میں اور اندھیرے میں قادیان کے لئے روانہ ہونا مناسب نہیں ،راستہ پُر خطر ہے۔ کوئی یکہ والا قادیان جانے کے لئے تیار نہیں لہٰذا صبح سویرے ہی قادیان جانے کا انتظام کیا جائیگا۔ لیکن آپ نے ایک نہ مانی اس شدید بارش اور سخت اندھیرے میں آپ تن تنہا بٹالہ سے قادیان کی طرف پیدل روانہ ہوئے اُس زمانہ میں سڑکیں پختہ نہ تھیں اس وجہ سے اسی کیچڑ اور کانٹوں پر سے گذرتے ہوئے اور پاؤں زخمی ہونے کی حالت میں صبح تڑکے سے قبل آپ قادیان پہنچ گئے۔ فجر کی نماز کے وقت مسجد میں حاضر ہوئے نماز سے فارغ ہو کر حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دریافت فرمایا کہ کیا مولوی صاحب آ چکے ہیں تو آپ نے آگے بڑھ کر فرمایا کہ جی حضور! خاکسار حاضر ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حکم کی بجا آوری کا یہ ایمان افروز واقعہ آپؓ کے عشق و محبت کو ظاہر کرتا ہے جو آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تھی۔ اسی طرح کا ایک اور ایمان افروز واقعہ ہے کہ حضرت مولانا نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ قادیان میں اپنے مطب میں بیٹھ کر مریضوں کا معائنہ فرما رہے تھے اور انہیں دوائی دے رہے تھے کہ آپ کو دہلی سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک تار ملا کہ Come immediately یعنی بلا تاخیر روانہ ہو جائیں۔ یہ تار پڑھتے ہی آپ فوراً اُٹھ کھڑے ہوئے سب مریضوں کو چھوڑا گھر والوں کو اطلاع دینے سے دیر ہو جانے کے خوف سے گھر نہیں گئے آپ سیدھے اسٹیشن کی طرف روانہ ہوئے اور امرتسر پہنچ کر معلوم ہوا کہ جیب میں جتنے پیسے تھے سب ختم ہو گئے اب امرتسر

سے دہلی جانے کے لئے کرایہ کی رقم بھی نہیں تاہم آپ قطعاً مایوس نہں ہوئے اور خیال فرمایا کہ خدا کے مسیح کا فرمان کہ بلا تاخیر روانہ ہو جاؤں کے مطابق یہاں تک پہنچ گیا ہوں باقی اللہ مالک ہے امرتسر سٹیشن پر گاڑی آنے میں دیر تھی آپ مجسم دعا بن کر پلیٹ فارم پر ٹہلتے رہے اس وقت ایک شخص نے آپ کی خدمت میں آکر درخواست کی وہ ایک ہندو رئیس ہے انہوں نے عرض کیا کہ حضور! میری بیوی سخت بیمار ہے براہ کرم اسے جا کر تھوڑی دیر کے لئے دیکھ آئیں گھر بہت نزدیک ہے گاڑی آنے میں کچھ دیر باقی ہے میں گاڑی آنے سے قبل آپ کو اسٹیشن واپس پہنچاؤں گا۔ چنانچہ آپ نے اس کی بیوی کا علاج معالجہ کیا اور واپس اسٹیشن چھوڑتے ہوئے اُس نے دہلی کا ٹکٹ اور کچھ رقم ہاتھ میں تھما دی اور بہت شکریہ ادا کر کے چلا گیا اس طرح خدا تعالیٰ نے وَمَنْ یَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ اور وَیَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَایَحْتَسِبْ کا نظارہ دکھایا۔ یہ بھی آپ کے عشق و محبت کا کرشمہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ’’اگر ہم مولوی صاحب کو آگ میں کودنے یا پانی میں چھلانگ لگانے کے لئے کہیں تو وہ انکار نہیں کریں گے‘‘

حضرت مولانا نور الدین صاحبؓ نے اپنے ایک مکتوب میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ اپنے پیار و محبت کا اظہار کرتے ہوئے لکھا کہ میں آپ کی راہ میں قربان ہوں جو کچھ میرا ہے میرا نہیں آپ کا ہے اسی طرح لکھا کہ دعا فرمائیں کہ میری موت صدیقوں کی موت ہو چنانچہ خدا تعالیٰ نے آپ کی یہ دلی تمنا پوری کی اور آپ کو صدیقوں کا مقام عطا فرمایا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے رسالہ الوصیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا خلافت اولیٰ کے مقام پر فائز ہونے کا ذکر فرمایا تھا اسی طرح خدا تعالیٰ کی یہ عجیب قدرت ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے بعد اس نے آپ کو حضرت ابوبکر ثانی کے طور پر خلافت حقہ اسلامیہ کے مقام پر متمکن فرمایا۔

۱:- حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مردوں میں سے پہلے شخص تھے جن کو حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دعوئے نبوت کے وقت بلا تردد و تحقیق آپ کی بیعت کا شرف حاصل ہوا تھا چنانچہ حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

اِنِّی قُلْتُ یَا اَیُّھَا النَّاسُ اِنِّی رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا فَقُلْتُمْ کَذَبْتَ وَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ صَدَقْتَ (بخاری کتاب التفسیر) یعنی میں نے تم لوگوں سے کہا کہ میں تم سب کی طرف خدا تعالیٰ کی طرف سے رسول بن کر آیا ہوں اس وقت تم سب نے کہا تم جھوٹ بولتے ہو۔ مگر ابوبکر نے تصدیق کی اور کہا آپ سچ بولتے ہیں۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعویٰ فرمایا تو سب سے پہلی بیعت کا شرف حضرت مولانا صاحب کو حاصل ہوا چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

’’انہوں نے ایسے وقت میں بلا تردد مجھے قبول کیا کہ جب ہر طرف سے تکفیر کی صدائیں بلند ہونے کو تھیں اور بہتیروں نے باوجود بیعت کے عہد بیعت فسخ کر دیا تھا۔ بہتیرے سست اس متذبذب ہو گئے تھے تب سب سے پہلے مولوی صاحب ممدوح کا ہی خط اس عاجز کے اس دعوے کی تصدیق میں کہ میں ہی مسیح موعود ہوں قادیان میں میرے پاس پہنچا جس میں یہ فقرات درج تھے اٰمَنَّا وَ صَدَّقْنَا فَاکْتُبْنَا مَعَ الصَّادِقِیْنَ‘‘

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۵۲۱)

۲:- اسی طرح حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا وَمَا نَفَعَنِی مَالُ اَحَدٍ قَطُّ مَا نَفَعَنِی مَالُ اَبِی بَکْرٍ (ترمذی) یعنی جس طرح ابوبکر کے مال نے مجھے نفع پہنچایا کسی شخص کے مال سے مجھے ایسا نفع نہیں پہنچا۔

اسی طرح سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت مولانا نور الدین رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرماتے ہیں:-

’’ان کے مال سے جس قدر مجھے مدد پہنچی ہے میں کوئی ایسی نظیر نہیں دیکھتا جو اس کے مقابل پر میں بیان کر سکوں‘‘ (ازالہ اوہام) نیز فرمایا ’’مجھ کو کسی شخص کے مال نے اس قدر نفع نہیں پہنچایا جس قدر کہ اس کے مال نے جو کہ اس نے اللہ تعالیٰ کی رضاء کے لئے کیا اور کئی سال سے دے رہا ہے‘‘۔

(آئینہ کمالات اسلام ترجمہ از عربی عبارات روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۵۸۲)

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی تصنیف ’’نشان آسمانی‘‘ میں فرماتے ہیں:-

’’مولوی حکیم نور الدین صاحب اپنے اخلاص اور محبت اور صفتِ ایثار اور للہ شجاعت اور سخاوت اور ہمدردیٔ اسلام میں عجیب شان رکھتے ہیں کثرتِ مال کے ساتھ کچھ قدر قلیل خدا تعالیٰ کی راہ میں دیتے ہوئے تو بہتوں کو دیکھا مگر خود بھوکے پیاسے رہ کر اپنا عزیز مال رضاء مولیٰ میں اڑا دینا اور اپنے لئے دنیا میں سے کچھ نہ بنانا یہ صفت کامل طور پر مولوی صاحب موصوف میں ہی دیکھی۔ یا ان میں جن کے دلوں میں ان کی صحبت کا اثر ہے۔ مولوی صاحب موصوف اب تک تین ہزار روپے کے قریب للہ اس عاجز کو دے چکے ہیں۔ اور جس قدر ان کے مال سے مجھ کو مدد پہنچی ہے اس کی نظیر اب تک میرے پاس نہیں۔ اگر چہ یہ طریقہ دنیا اور معاشرت کے اصولوں کے خلاف ہے اور جو شخص خدا تعالیٰ کی ہستی پر ایمان لا کر اور دین اسلام کو ایک سچا اور منجانب اللہ دین سمجھ کر اور بایں ہمہ اپنے زمانے کے امام کو بھی شناخت کر کے اللہ جلّ شانہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کی محبت اور عشق میں پانی ہو کر محض اعلاء کلمہ اسلام کے لئے اپنے مالِ حلال اور طیّب کو اس راہ میں فدا کرتا ہے اس کی جو عند اللہ قدر ہے وہ ظاہر ہے۔ اللہ جلّ شانہ فرماتا ہے لن تنالوا البر حتٰی تنفقوا مما تحبون

خدا سے وہی لوگ کرتے ہیں پیار
جو سب کچھ ہی کرتے ہیں اس پر نثار
اس فکر میں رہتے ہیں روز و شب
کہ راضی وہ دلدار ہوتا ہے کب
اسے دے چکے مال و جان بار بار
ابھی خوف دل میں کہ ہیں نابکار
لگاتے ہیں دل اپنا اس پاک سے
وہی پاک جاتے ہیں اس خاک سے

خدا تعالیٰ اس خصلت اور ہمت کے آدمی اس امت میں زیادہ کرے۔آمین ثم آمین۔

چہ خوش بودے اگر ہر یک زامت نوردیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پُر از نور یقین بودے
(نشان آسمانی روحانی خزائن جلد ۴ صفحہ ۴۰۷)

سیدنا حضرت مولانا نورالدین صاحب کی صفت صدیقیت کی ایک علامت یہ ہے کہ جس طرح حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد تمام صحابہ رضوان اللہ علیہم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ اوّل تسلیم کیا ویسے ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے بعد تمام اراکین جماعت احمدیہ نے حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب کو خلیفۃ المسیح اوّل تسلیم کیا اور اس سے متعلق اخبار بدر میں یہ اعلان شائع کیا:-

''اما بعد مطابق فرمان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مندرجہ رسالہ الوصیت ہم احمدیان...... اس امر پر صدق دل سے متفق ہیں کہ اوّل المہاجرین حضرت حاجی مولوی حکیم نورالدین صاحب جو ہم سب میں سے اعلم اور اتقی ہیں اور حضرت امام کے سب سے زیادہ مخلص اور قدیمی دوست ہیں اور جن کے وجود کو حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام اُسوۂ حسنہ قرار فرما چکے ہیں، جیسا کہ آپ کے شعر

چہ خوش بودے اگر ہر یک زامت نوردیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پُر از نور یقین بودے

سے ظاہر ہے کہ ہاتھ پر احمدؐ کے نام پر تمام احمدی موجودہ اور آئندہ نئے ممبر بیعت کریں اور حضرت مولوی صاحب موصوف کا فرمان ہمارے واسطے آئندہ ایسا ہی ہو جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تھا۔

اور حضرت میر ناصر نواب صاحب نے اس موقعہ پر کھڑے ہو کر اس امر کی رقت آمیز اور دردمندانہ الفاظ میں تائید کی کہ ہم میں سے اب مسیح کا جانشین اور بیعت لینے کے لائق حضرت مولوی صاحب موصوف ہی ہیں''
(بدر مورخہ ۲ جون ۱۹۰۸)

الغرض سیدنا حضرت مولانا حکیم نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ کو خلیفۃ المسیح اوّل ہونے کا جو جلیل القدر مقام ملا ہے وہ آپ کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ عشق ومحبت اور وفاداری کا صلہ ہے۔

حضرت مولانا صاحب رضی اللہ عنہ اپنے عشق و محبت کا ذکر جو آپ کو اپنے آقا کے ساتھ آپؑ کی وفات کے بعد آپؑ کے گھر الـــــدار کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یوں فرماتے ہیں نورالدین کا یہاں ایک معشوق ہوتا تھا جسے مرزا کہتے ہیں نورالدین اس کے پیچھے یوں دیوانہ وار پھرا کرتا تھا کہ اسے اپنے جوتے پگڑی کی بھی ہوش نہ ہوتی تھی۔

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دوست کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تحریک کی کہ اپنی بچی کا رشتہ فلاں جگہ کر دو۔ چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حکم نہیں تھا وہ دوست اس پر راضی نہ ہوئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل کی مجلس میں جب اس کا ذکر ہوا تو اس وقت حضرت خلیفۃ المسیح اوّل کی چھوٹی بیٹی امۃ الحیٔ صاحبہ کھیلتی کھیلتی سامنے آئی تو آپ نے فرمایا پتہ نہیں لوگ کیا کرتے ہیں مجھے تو اگر مرزا صاحب کہیں کہ یہ بچی نیال چوڑی کو دیدو تو میں اس کو دیدوں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ خدا کو ان الفاظ کی غیرت آئی اور وہ لڑکی موعود خلیفہ (الثانیؓ) کے عقد میں آئی۔ (احمدیہ گزٹ کینیڈا دسمبر ۲۰۰۲ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل نے اپنی محبت اور اخلاص کے مراتب میں کہاں تک ترقی کی ہے اس بارے میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

''خدا تعالیٰ نے اپنے خاص احسان سے یہ صدق سے بھری ہوئی روحیں مجھے عطا کی ہیں سب سے پہلے میں اپنے ایک روحانی بھائی کے ذکر کے لئے دل میں جوش پاتا ہوں جن کا نام ان کے نورِ اخلاص کی طرح نورِ دین ہے میں ان کی بعض دینی خدمتوں کو جو اپنے مال حلال کے خرچ سے اعلاء کلمۂ اسلام کے لئے وہ کر رہے ہیں ہمیشہ حسرت کی نظر سے دیکھتا ہوں کہ کاش وہ خدمتیں مجھ سے بھی ادا ہو سکتیں ان کے دل میں جو تائید دین کے لئے جوش بھرا ہوا ہے اس کے تصور سے قدرت الٰہی کا نقشہ میری آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے کہ وہ کیسے اپنے بندوں کو اپنے طرف کھینچ لیتا ہے وہ اپنے تمام مال اور تمام زور اور تمام اسباب مقدرت کے ساتھ جو ان کو میسر ہیں ہر وقت اللہ اور رسول کی اطاعت کے لئے مستعد کھڑے ہیں اور میں تجربہ سے نہ صرف حسن ظن سے یہ علم صحیح واقعی رکھتا ہوں کہ انہیں میری راہ میں مال کیا بلکہ جان اور عزت تک دریغ نہیں اور اگر میں اجازت دیتا تو سب کچھ اس راہ میں فدا کرکے اپنی روحانی رفاقت کی طرح جسمانی رفاقت اور ہر دم صحبت میں رہنے کا حق ادا کرتے۔'' (فتح اسلام صفحہ ۶۰)

الغرض سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ آپ کو جو عشق ومحبت تھی اسی کے نتیجہ میں یہ جذبۂ قربانی کارفرما ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو آپ کی پیروی کرتے ہوئے حقیقی عشقِ مسیح موعودؑ کا مصداق بنادے۔آمین

☆-☆-☆

خُلفائے احمدیت کے ذریعہ

تبلیغ اسلام زمین کے کناروں تک

(مکرم مولانا خورشید احمد صاحب انور وکیل المال تحریک جدید قادیان)

اللہ تعالیٰ جماعتِ مومنین کو اسلام کے دائمی اور عالمگیر روحانی غلبہ کی بشارت دیتے ہوئے قرآن حکیم میں فرماتا ہے:

هُوَالَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ۔

(الصّف آیت:۱۰)

یعنی وہی (پاک ذات) ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ تا وہ اُسے دین (کے ہر شعبہ) پر کلیۃً غالب کردے۔

مفسرین قرآن اِس بات پر متفق ہیں کہ اِس آیت کریمہ میں مذکور ادیان باطلہ پر اسلام کے روحانی غلبہ کا تعلق حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اُس بروز کامل سے ہے جو اسلام اور بانی اسلامؐ کی عزت و ناموس کی حفاظت اور عظمت و شوکت کے قیام کے لئے مسیح و مہدی کی شکل میں مبعوث ہوگا۔

قرآن حکیم کی اس عظیم الشان پیشگوئی کے مطابق ٹھیک ایسے پُر آشوب زمانہ میں جبکہ تمام اہل مذاہب نے اسلام پر چاروں طرف سے یلغار کر رکھی تھی، اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تجدید و احیاء دین متین کی غرض سے مسیح موعود و مہدیٔ معہود کے جلیل القدر روحانی منصب سے سرفراز فرمایا۔ اور سورہ الصّف کی یہی آیت کریمہ آپ پر بھی الہاماً نازل فرمائی۔ جس کا ذکر کرتے ہوئے حضورؑ نے تحریر فرمایا:

''تخمیناً عرصہ بیس سال کا گزرا ہے کہ مجھ کو اِسی آیت کریمہ کا الہام ہوا تھا۔ وہ یہ ہے هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ۔ اور مجھ کو اِس الہام کے معنے سمجھائے گئے تھے کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے اِس لئے بھیجا گیا ہوں کہ تا میرے ہاتھ سے خدا تعالیٰ اِسلام کو تمام دینوں پر غالب کرے۔ اور اِس جگہ یاد رہے کہ یہ قرآن شریف میں ایک عظیم الشان پیشگوئی ہے۔ جس کی نسبت علماء محققین کا اتفاق ہے کہ یہ مسیح موعود کے ہاتھ پر پوری ہوگی۔ سو جس قدر اولیاء اور ابدال مجھ سے پہلے گزر گئے ہیں کسی نے اُن میں سے اپنے تئیں اِس پیشگوئی کا مصداق نہیں ٹھہرایا۔ اور نہ یہ دعویٰ کیا کہ اِس آیت مذکورہ بالا کا مجھ کو اپنے حق میں الہام ہوا ہے۔ لیکن جب میرا وقت آیا تو مجھ کو یہ الہام ہوا۔ اور مجھ کو بتایا گیا کہ اس آیت کا مصداق تو ہے اور تیرے ہی ہاتھ سے اور تیرے ہی زمانہ میں دین اسلام کی فوقیت دوسرے دینوں پر ثابت ہوگی۔''

(تریاق القلوب صفحہ ۱۰۶)

مارچ ۱۸۸۲ء میں آپؑ کو ماموریت کا پہلا الہام ہوا۔ جس کے بعد آپؑ نے اپنی وفات (۲۶ مئی ۱۹۰۸ء) تک چھبیس سالہ طویل مجاہدانہ سفر میں اسلام کی مدافعت اور تائید میں بے شمار مضامین اور اشتہارات شائع کرنے کے علاوہ اسّی سے بھی زائد ضخیم اردو، عربی اور فارسی کتب تصنیف فرمائیں۔ جو بلاشبہ اِسلامی لٹریچر میں غایت درجہ ممتاز اور منفرد مقام رکھتی ہیں۔ اپنی ان معرکۃ الآراء تحریرات میں آپؑ نے جہاں اہل مذاہب پر اسلام اور بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت و حقانیت اور فضلیت و برتری ثابت کرنے کے لئے بے شمار نا قابل تردید معقولی اور منقولی دلائل پیش فرمائے وہاں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپؑ کو عطا کئے گئے ہزارہا خارق عادت آسمانی نشانات اور معجزات سے بھی مخالفین اسلام پر اتمام حُجت فرمائی۔

آپؑ کے دعویٰ ماموریت کے نتیجہ میں جہاں آپ کی زبردست مخالفت شروع ہوگئی وہاں آپؑ کے سالِ وصال ۱۹۰۸ء تک چار لاکھ سے زائد سعید روحوں کو آپؑ کے حلقۂ بیعت میں شامل ہونے کا شرف بھی حاصل ہوا۔ مغربی ممالک میں آپؑ کے معجزات، پیشگوئیوں اور اشتہارات کے ذریعہ آپؑ کے پیغام کی وسیع پیمانہ پر اشاعت ہوئی اور ۱۸۸۶ء میں آپؑ کے دو صحابہ حضرت منشی محمد افضل صاحبؓ اور حضرت میاں عبداللہ صاحبؓ کے ذریعہ کینیا (مشرق افریقہ) کی کالونی ممباسا میں بھی احمدیت کی داغ بیل پڑگئی۔

(بحوالہ تاریخ احمدیت جلد ہفتم صفحہ ۲۵۷)

آپ کی ساری عمر ادیان باطلہ کے بالمقابل جہاد بالقرآن میں گزری۔ اور کبھی ایسا نہیں ہوا کہ آپؑ نے ایک تھکے ہوئے سپاہی کی طرح ہتھیار اُتار کر کسی قدر آرام کی سانس لی ہو۔ اپنی مبارک زندگی کے آخر لمحات میں بھی آپؑ ایک تبلیغی رسالہ ''پیغام صلح'' کی تصنیف میں مصروف تھے۔ اس لحاظ سے آپؑ کی وفات کا اندوہناک سانحۂ عظیم بھی عین جنگ کی حالت میں رونما ہوا۔

بشری تقاضوں کے تحت چونکہ مامورین من اللہ کی زندگی بھی محدود ہوتی ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کی قدیم سے یہ سنت جاری ہے کہ اُس کے مامورین ومرسلین کے مقاصد بعثت کی تکمیل ہمیشہ اُن کے خلفاء اور متبعین کے ذریعہ ہوا کرتی ہے اور حضور علیہ السلام کے مقاصد بعثت کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کا ہمہ گیر پروگرام بھی چونکہ عالمگیر ہونے کے ساتھ ساتھ زمانے کے اعتبار سے صدیوں پر محیط تھا اس لئے اس کی تکمیل بھی آپؑ کے خلفاء عظام ہی کے ذریعہ ہونی مقدر تھی۔ یہی وجہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے تواتر کے ساتھ حضورؑ کو آپؑ کے زمانہ وفات کے قریب تر ہونے کی خبریں دی گئیں تو آپ نے اپنے رسالہ ''الوصیّت'' میں جماعت کو تسلی دیتے ہوئے تحریر فرمایا:

''تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے۔ کیونکہ وہ دائمی ہے۔ جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔ جیسا کہ خدا کا براہین میں وعدہ ہے کہ.....میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔ سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے تا بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے۔'' (الوصیت صفحہ ۱۰)

حضور علیہ السلام کی اس پیشگوئی کے مطابق آپؑ کی وفات کے بعد ۲۷ رمئی ۱۹۰۸ء کو جماعت احمدیہ نے بالاتفاق حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ کو آپؑ کا پہلا جانشین اور خلیفہ منتخب کر کے آپ کی مکمل اطاعت وفرمانبرداری کا پختہ عہد باندھا نیز یہ اقرار بھی کیا کہ آئندہ ہمارے لئے آپؓ کا حکم ویسا ہی ہوگا جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا ہوتا تھا۔ اس طرح جماعت احمدیہ کا پہلا اجماع خلافت علی منہاج نبوت کی تائید میں ہوا اور حضرت اقدس مسیح پاک علیہ السلام کی یہ پیشگوئی کمال آب و تاب کے ساتھ پوری ہوئی کہ:

''مَیں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔'' (الوصیت صفحہ ۱۱)

عہدِ خلافت اولیٰ

امیر المومنین سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ قصر احمدیت کی پہلی بنیادی اینٹ ہونے اور اپنے علم وعرفان اور تقویٰ کے لحاظ سے جماعت میں حضور علیہ السلام کے بعد سب سے بلند اور ممتاز مقام رکھتے تھے۔ آپؓ نہ صرف یہ کہ قرآن حکیم کے ایک بے مثال عاشق تھے بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے قلب صافی میں تبلیغ واشاعت دین کا بے پناہ جذبہ بھی کوٹ کوٹ کر ودیعت فرمایا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ حضور علیہ السلام کے حلقۂ ارادت میں داخل ہونے سے پہلے ''انجمن اشاعتِ اسلام'' اور اس کے بعد ''انجمن حمایت اسلام'' کے سرگرم رکن رہے۔ دوران ملازمت مہاراجہ رنبیر سنگھ والئ ریاست جموں وکشمیر بھی آپ کی تبلیغی سرگرمیاں بلاخوف وخطر بدستور جاری رہیں اور تبلیغ دین متین کا کوئی بھی موقعہ آپ نے کبھی رائیگاں نہیں جانے دیا۔

۱۹۰۱ء کے قریب آپ نے ایک عظیم الشان کارنامہ یہ سرانجام دیا کہ قرآنی مزاج اور روح کو مدنظر رکھ کر قرآن مجید کا مکمل اردو ترجمہ فرمایا۔ جس کا پہلا پارہ شیخ عبدالرشید صاحب مالک ''مطبع احمد'' صدر بازار میرٹھ نے اپریل ۱۹۰۷ء میں شائع کیا۔

مسند خلافت پر متمکن ہونے کے بعد آپ نے حضور علیہ السلام کی تربیت یافتہ جماعت کو آگے بڑھایا۔ اگرچہ آپ کا چھ سالہ بابرکت دور خلافت بھی تبلیغ و اشاعت اسلام کی تیاری ہی کا زمانہ تھا۔ پھر بھی آپ کے عہد خلافت میں جماعت کی تبلیغی مساعی میں غیر معمولی وسعت اور تیزی پیدا ہوئی۔

☆-آپ نے اوائل خلافت میں ہی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم الاسلام اسکول کے تحت قائم فرمودہ ''شاخ دینیات'' کو ایک مستقل دینی درسگاہ کی شکل دی۔ جس کا نام ''مدرسہ احمدیہ'' رکھا گیا۔

☆-دانشور طبقہ کو اسلام کی حسین اور امن بخش تعلیمات سے بہرہ ور کرنے کے لئے بزبان انگریزی ایک ایسے جدید ترجمہ قرآن کی اشد ضرورت تھی جو قرآن مجید کی صحیح روح اور مزاج کی ترجمانی کرنے والا ہو۔ چنانچہ اس اہم ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ۱۹۰۹ء میں آپ کی اجازت سے یہ کام صدر انجمن احمدیہ کے زیر انتظام مولوی محمد علی صاحب ایم اے کے سپرد کیا گیا۔ اور اس غرض کے لئے انہیں مطلوب تمام سہولیات مہیا کی گئیں۔ مولوی صاحب موصوف متواتر کئی سال تک بامشاہرہ اس کام میں مصروف رہے۔ مگر افسوس کہ خلافت ثانیہ کے انتخاب کے معاً بعد وہ اس ترجمہ قرآن کے مسودہ کو اپنی ذاتی ملکیت قرار دے کر لاہور لے گئے۔ تاہم کچھ ہی عرصہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے جماعت کو نہ صرف انگریزی بلکہ دنیا کی بعض دوسری زبانوں میں بھی قرآن کریم کے معیاری تراجم شائع کرنے کی توفیق بخشی۔

☆-۱۹۰۹ء میں ہی آپ کی ہدایت پر حضرت مفتی محمد صادق صاحب ایڈیٹر بدر نے ایک طویل تبلیغی دورہ کیا۔ جس میں انہوں نے کئی مقامات پر نئی انجمنیں قائم کیں اور ان کے مواعظ حسنہ سے بہت سی سعید روحیں حلقہ بگوش احمدیت ہوئیں۔

☆-اسی سال سکھوں اور ہندوؤں میں تبلیغ اسلام کی غرض سے قادیان میں ''سادھ سنگت'' کے نام سے ایک انجمن کا قیام عمل میں آیا۔ جس نے گورمکھی زبان میں ہزاروں کی تعداد میں پمفلٹ شائع کئے۔

☆-اس وقت تک تبلیغ احمدیت کے لئے باقاعدہ کوئی واعظ مقرر نہیں کیا گیا تھا۔ حضرت خلیفۃ

المسیح الاوّلؓ کی تحریک اوراجازت سے صدرانجمن احمدیہ نے پہلی مرتبہ حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ، شیخ غلام احمد صاحب نومسلم، مولوی محمد علی صاحب سیالکوٹی، حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی، حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکیؓ اور اللہ دین صاحب فلاسفر کو واعظ دین مقرر کیا۔

☆-اکتوبر ۱۹۱۰ء میں مبلغین احمدیت نے صوبہ یوپی کا کامیاب تبلیغی دورہ کیا۔

☆-اوائل ۱۹۱۲ء میں حضورؓ کی تحریک پر قادیان کے بعض نوجوانوں نے ایک انجمن مبلغین بنائی۔ جس کا نام ''یادگار احمد'' رکھا گیا۔ اس انجمن کے قیام کی غرض اسلام کی تائید اور دیگر مذاہب کے ابطال میں چھوٹے چھوٹے ٹریکٹ شائع کرنا تھی۔ اسی کی دیکھا دیکھی لاہور میں بھی ''احمدیہ ینگ مین ایسوسی ایشن'' قائم ہوئی۔ جس نے کئی پمفلٹ شائع کئے۔

☆-اپریل ۱۹۱۲ء میں حضور کی اجازت سے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب اور جماعت کے بعض دیگر علماء نے دہلی، سہارنپور اور دیوبند کا تبلیغی دورہ کیا۔

☆-۱۹۱۲ء ہی کے وسط میں حضرت چوہدری فتح محمد صاحب سیالؓ کو انگلستان بھجوایا گیا۔ جہاں آپ کی انتھک اور مخلصانہ کوششوں کے نتیجہ میں بمقام لندن سب سے پہلے بیرونی احمدیہ مسلم مشن کا قیام عمل میں آیا۔

☆-۱۹۱۲ء کے اواخر میں برہمن بڑیا (بنگال) کے ایک بہت بڑے عالم حضرت مولوی سید عبدالواحد صاحبؓ قادیان آئے اور حضورؓ سے مسلسل پندرہ روز تک تبادلۂ خیال کرنے کے بعد احمدیت میں داخل ہوئے۔ جن کی تبلیغ سے صوبہ بنگال کے اس علاقہ میں ڈیڑھ ہزار سے بھی زائد افراد حلقہ بگوش احمدیت ہوئے۔

☆-حضرت مولوی سید عبدالواحد صاحبؓ کی درخواست پر مارچ ۱۹۱۳ء میں علماء سلسلہ نے صوبہ بنگال کے مختلف مقامات کا سترہ روزہ کامیاب تبلیغی دورہ کیا۔

☆-اسی سال عرب ممالک میں احمدیت کا پیغام پہنچانے کے عبدالحیٔ عرب صاحب کی زیرادارت ''مصالح العرب'' کے نام سے اخبار بدر کے ساتھ ایک ہفت روزہ عربی ضمیمہ شائع ہونا شروع ہوا۔

☆-آپ کے بابرکت عہد خلافت میں خود آپ کی اپنی کم و بیش اور ۱۹ بلند پایہ علمی اور تحقیقی تالیفات کے علاوہ اسلام واحمدیت کی تائید میں اردو، انگریزی، ہندی، گورمکھی، پشتو اور فارسی زبانوں میں بکثرت جماعتی لٹریچر شائع ہوا۔ جس کی تعداد سینکڑوں سے متجاوز ہے۔

☆-عہد خلافت اولیٰ میں جماعت کے پانچ نئے اخبارات یعنی نور، الحق، الفضل، پیغام صلح اور عربی ضمیمہ اخبار بدر بنام ''مصالح العرب'' نیز دو رسائل احمدی اور احمدی خاتون جاری ہوئے۔

☆-قادیان، لاہور، وزیرآباد، ڈیرہ غازی خان، جموں اور بنوڑ (ریاست پٹیالہ) میں جماعت کی نئی مساجد تعمیر ہوئیں۔

☆-منصوری، مونگھیر، رامپور، لاہور، مانگٹ اونچے (ضلع گوجرانوالہ) اور مدرسہ چٹھہ میں مشہور اور کامیاب مناظرے ہوئے۔

☆-قادیان، فیروزپور، بنارس، میرٹھ، کانپور، اٹاوہ، مونگھیر، وزیرآباد، امرتسر، بٹالہ، شملہ، حیدرآباد دکن، پٹیالہ، بنگہ، کلکتہ، سامانہ، ہوشیارپور شہر، سٹروعہ اور کاٹھ گڑھ (ضلع ہوشیارپور)، لاہور، سیالکوٹ، مردان، ڈیرہ غازی خان، گوجرہ، لائلپور، برہمن بڑیا (بنگال)، شاہجہانپور اور بنگلور وغیرہ مقامات پر بڑی کثرت سے تبلیغی جلسے منعقد ہوئے۔ اور احمدیت کا پیغام ہر طبقہ تک پہنچا۔ جس کے نتیجہ میں ہزارہا سعید روحوں کو حلقہ بگوش احمدیت ہونے کی سعادت ملی۔

☆-متحدہ ہندوستان کی طرح بیرونی ممالک میں بھی کئی لوگ سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ جن کے ذریعہ نیروبی، کسیموں، ممباسا (مشرقی افریقہ)، مگوئی بموک، رنگون (برما) اور لندن میں باقاعدہ جماعتیں قائم ہوئیں، جبکہ آسٹریلیا، چین، ہانگ کانگ، سنگاپور، ترکی، راس التین، طرابلس، طائف، بغداد، جدہ، مصر اور ماریشس میں بھی احمدی موجود تھے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے ایک موقعہ پر فرمایا:

''ہماری جماعت چار لاکھ سے زیادہ ہے۔ اور بلادِ افریقہ، یورپ و امریکہ و چین و آسٹریلیا میں ابھی پہنچے ہیں۔ انشاءاللہ برس کے بعد آپ دیکھیں گے کس قدر کامیاب ہوئے۔ (بدر جلد ۴ نمبر ۱۰ صفحہ ۲)

اسی طرح ۸/ فروری ۱۹۱۴ء کو بحالتِ بیماری حضورؓ نے فرمایا:

''خدا تعالیٰ نے اس بیماری میں مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ پانچ لاکھ عیسائی افریقہ میں احمدی ہوں گے۔''

چنانچہ عہد خلافت ثانیہ میں اللہ تعالیٰ کا اپنے برگزیدہ خلیفہ سے کیا ہوا یہ وعدہ بڑی شان سے پورا ہوا۔ اپنے چھ سال سے بھی مختصر دور خلافت میں قدم قدم پر اپنوں اور بیگانوں کی مزاحمتوں کے باوجود مسیح پاک کا یہ عاشق و جاں نثار تبلیغ و اشاعت دین کے ان گنت سنہری باب رقم کر کے ۱۳/ مارچ ۱۹۱۴ء بروز جمعۃ المبارک حالتِ نماز میں اس جہان فانی سے کوچ کر کے عالم جاودانی میں اپنے مولائے حقیقی کے حضور حاضر ہوگیا۔ اَللّٰھُمَّ ارْحَمْهُ وَارْفَعْ دَرَجَاتِه فِیْ اَعْلٰی عِلِیِّیْن۔

عہد خلافت ثانیہ

اللہ تعالیٰ نے ۱۸۸۶ء میں بمقام ہوشیار پور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مخاطب کر کے فرمایا تھا:

''خدا تیرے نام کو اُس روز تک جو دنیا منقطع ہو جائے عزت کے ساتھ قائم رکھے گا اور تیری دعوت دنیا

کے کناروں تک پہنچادے گا۔''

حضور علیہ السلام نے اس پرشوکت وعدۂ الٰہی کو بصورت سبز اشتہار ''تکمیل تبلیغ'' کے عنوان سے ۲۰؍ فروری کو شائع فرمایا۔ جس میں آپ کو منجانب اللہ عطا ہونے والے غیر معمولی اوصاف سے متصف ایک اولوالعزم فرزند ارجمند کی نسبت یہ عظیم الشان بشارت بھی دی گئی تھی کہ:

''وہ جلد جلد بڑھے گا... اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔''

ان عظیم الشان آسمانی بشارات کے مطابق حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ ۱۲؍جنوری ۱۸۸۹ء کو دارالمسیح قادیان میں پیدا ہوئے۔ بمطابق وعدۂ الٰہی مقدس والدین کی آغوش تربیت میں جلد جلد پروان چڑھے اور حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کے انتقال پرملال کے بعد بعمر ۲۵ سال ۱۴؍مارچ ۱۹۱۴ء کو جماعت کی بڑی بھاری اکثریت کے انتخاب سے قدرت ثانیہ کے دوسرے مظہر کے طور پر مسند خلافت پر متمکن ہوئے۔

تبلیغ و اشاعت دین کا غیر معمولی جوش اور ناقابل تسخیر ولولہ چونکہ آپ کے قلب صافی میں سنِ شعور ہی سے موجزن تھا اس لئے آپ نے مسند خلافت پر متمکن ہوتے ہی اعلان فرمایا:

''کاش اپنی موت سے پہلے دنیا کے دور دراز علاقوں میں صداقت احمدیت روشن دیکھ لوں۔ وَمَاذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ بِبَعِیْدٍ۔''

(رسالہ کون ہے جو خدا کے کام کو روک سکے)

نیز فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے اس کام کو پورا کرنے کے لئے میرے دل میں ڈالا ہے کہ میں اسلام اور احمدیت کی اشاعت کے لئے خاص جدوجہد کروں۔''

(اعلان ضروری صفحہ ۸)

اس اہم اور مقدس فریضہ کی بجا آوری کے لئے آپ نے اپنے ۵۱ سالہ بابرکت عہد خلافت میں کئی مفید اور ضروری اقدامات کئے اور متعدد عظیم الشان تبلیغی منصوبوں کو شرمندہ تعبیر کیا۔ مثلاً

☆ دسمبر ۱۹۱۶ء میں خواتین کے لئے تبلیغی فنڈ قائم فرمایا۔

☆ ۷؍دسمبر ۱۹۱۷ء کو خدمت دین کے لئے زندگی وقف کرنے کی پہلی مبارک تحریک فرمائی۔

☆ ۱۹۱۹ء میں اندرون و بیرون ملک تبلیغ احمدیت کو فروغ دینے کے لئے صدر انجمن احمدیہ کے ماتحت نظارت دعوت و تبلیغ قائم کی اور ''انجمن ترقی اسلام'' کے نام سے ایک جداگانہ انجمن کی تشکیل فرمائی۔

☆ اسی سال قادیان میں مرکزی ''صادق لائبریری'' کا قیام عمل میں آیا۔

☆ ۲۱؍جون ۱۹۲۰ء کو پہلی یادگار مبلغین کلاس کا اجراء فرمایا۔

☆ اپریل ۱۹۲۲ء کو باقاعدہ ایک سکیم کے تحت پنجاب کی اچھوت اقوام میں تبلیغ اسلام کی مہم کا آغاز فرمایا۔

☆ ۷؍مارچ ۱۹۲۳ء کو علاقہ ملکانہ میں تحریک شدھی کے خلاف جہاد کا اعلان فرمایا۔

☆ ہندوستان کے طول و عرض میں پھیلی ہوئی جماعتوں کو بتاریخ ۸؍اکتوبر ۱۹۲۳ء پہلا ''یوم تبلیغ'' منانے کی تلقین فرمائی۔

☆ ۲۳؍نومبر ۱۹۳۴ء کو تحریک جدید کے مہتمم بالشان آسمانی منصوبے کا اعلان فرمایا۔

☆ ۲۹؍جنوری ۱۹۴۲ء کو وقف زندگی سکیم برائے دیہاتی مبلغین جاری فرمائی۔

☆ ۵؍جنوری ۱۹۴۵ء کو ہر احمدی خاندان کے لئے کم از کم ایک فرد خاندان کو خدمت دین کے لئے وقف کرنے کی تحریک فرمائی۔

☆ ۱۹۵۵ء میں بمقام لندن بیرون ملک فریضۂ تبلیغ بجا لا رہے مبلغین کی سہ روزہ عالمی کانفرنس کا انعقاد فرمایا۔

☆ دیہی جماعتوں کی تعلیم و تربیت کے لئے جلسہ سالانہ ربوہ ۱۹۵۷ء کے موقعہ پر تحریک ''وقف جدید'' کا اعلان فرمایا۔

ان ہمہ گیر اقدامات کے نتیجہ میں جہاں اندرون ملک جماعت کو غیر معمولی ترقی اور کامیابی حاصل ہوئی وہاں حضور کی مبارک زندگی میں ہی بیرون ملک دنیا کے مختلف براعظموں کے ۴۷ ممالک میں بھی احمدیت کا نفوذ ہوا۔ اور ان میں سے بیشتر ممالک میں جماعت کے ۱۳۶ فعال تبلیغی مراکز قائم ہوئے۔ ۳۱۱ عالیشان مساجد تعمیر ہوئیں۔ ۵۷ سکول و کالج جاری ہوئے اور مختلف زبانوں میں ۱۲۳ اخبارات و رسائل کا اجراء عمل میں آیا۔

مزید برآں حضور کی بیان فرمودہ قرآن کریم کے پہلے پارہ کی تفسیر بزبان اردو و انگریزی نیز حضور کی رقم فرمودہ معرکہ آراء تفسیر قرآن ''تفسیر کبیر'' (مشتمل بر ۱۰ اجلاد) اور ''تفسیر صغیر'' نیز حضرت میر محمد اسحٰق صاحب کے اردو ترجمہ قرآن کی اشاعت کے علاوہ عہد خلافت ثانیہ میں قرآن کریم کے گورمکھی، ہندی، انگریزی، سواحیلی، ڈچ، جرمن، فرنچ، ڈینش (حصہ اوّل) اور مینڈے یعنی ۹ زبانوں میں تراجم قرآن مجید شائع ہوئے۔ انڈونیشین، فینٹی، کیکبر اور لوئن زبانوں میں تراجم کا کام پایۂ تکمیل کو پہنچا۔ جبکہ بعض زبانوں میں تراجم کا کام مختلف مراحل میں تھا۔ جن میں سے اطالوی (Italian) ترجمہ قرآن کی بابت حضور نے فرمایا کہ اس کا خرچ میں ادا کروں گا۔ کیونکہ ''خدا تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالا ہے کہ چونکہ پہلے مسیح کا خلیفہ کہلانے والا (مراد پوپ) اٹلی میں رہتا ہے اس مناسبت سے قرآن کریم کا جو ترجمہ اطالوی زبان میں شائع ہو وہ مسیح محمدی کے خلیفہ کی طرف سے ہونا

چاہئے۔'' (سوانح فضل عمر جلد سوم صفحہ ۳۷۴)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے جماعت کو اپنے بے شمار بصیرت افروز خطبات اور خطابات سے مستفیض فرمانے کے علاوہ

☆ ۲۳؍فروری ۱۹۱۹ء کو بریڈلا ہال لاہور میں بعنوان ''اسلام اور تعلقات بین الاقوام''

☆ ۲۶؍فروری ۱۹۱۹ء کو حبیبیہ ہال لاہور میں بعنوان ''اسلام میں اختلافات کا آغاز''

☆ ۱۵؍فروری ۱۹۲۰ء کو بریڈلاء ہال لاہور میں بعنوان ''مستقبل میں امن کا قیام اسلام سے وابستہ ہے''۔

☆ ۲۳؍فروری ۱۹۲۰ء کو وندے ماترم ہال امرتسر میں بعنوان ''صداقت اسلام اور ذرائع ترقی اسلام''

☆ ۱۱؍اپریل ۱۹۲۰ء کو بمقام سیالکوٹ ''دنیا کا آئندہ مذہب اسلام ہوگا'' کے موضوع پر

☆ مارچ ۱۹۲۱ء میں بمقام لاہور زیر عنوان ''مذہب کی ضرورت اور حقیقی مقصد اور اس کے حصول کے ذرائع''

☆ اور ۲۵؍فروری ۱۹۴۵ء کو بمقام لاہور ''اسلام کا اقتصادی نظام'' کے موضوع پر معرکہ آراء پبلک تقاریر فرمائیں۔

☆ ۹؍ستمبر ۱۹۲۴ء کو ایسٹ اینڈ ویسٹ یونین لندن کے اجلاس میں پہلا انگریزی لیکچر دیا۔

☆ ۲۳؍ستمبر ۱۹۲۴ء کو ویمبلے کانفرنس منعقدہ لندن میں ''احمدیت یعنی حقیقی اسلام'' کے عنوان پر رقم فرمودہ حضور کا بیش قیمت مضمون حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحبؓ نے پڑھ کر سنایا۔

☆ ۳۰؍اگست ۱۹۲۷ء کو ہندو مسلم اتحاد کانفرنس سے خطاب فرمایا۔ جس میں چوٹی کے ہندو اور مسلم لیڈر موجود تھے۔

☆ ۱۹؍فروری ۱۹۴۰ء کو اپنے عقیدے کے بارہ میں حضور کی تقریر بمبئی ریڈیو اسٹیشن سے نشر ہوئی۔ ۲۵؍مئی ۱۹۴۱ء کو لاہور ریڈیو اسٹیشن سے ''عراق کے حالات پر تبصرہ'' کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ جسے دہلی اور لکھنؤ ریڈیو اسٹیشنوں سے بھی نشر کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو قرآنی حقائق و معارف کا خاص اور وافر علم عطا فرمایا تھا۔ آپ کی تفاسیر قرآن کا بیش بہا علمی خزانہ اس کا بین ثبوت ہے۔ جس کا اغیار نے بھی برملا اعتراف کیا ہے۔ جماعت کو ڈیڑھ صد سے بھی زائد بلند پایہ ضخیم علمی اور تحقیقی نگارشات سے سرفراز فرمانے کے علاوہ حضور نے بطور خاص بعض سربراہان مملکت اور والیان ریاست مثلاً نظام حیدرآباد دکن، ولی عہد شہزادہ ویلز ایڈورڈ ہشتم، امیر امان اللہ خان شاہ افغانستان، وائس رائے ہند لارڈ اِرون اور نواب بھوپال کو احمدیت یعنی حقیقی اسلام سے روشناس کرنے کے لئے علی الترتیب ''تحفۃ الملوک''، ''تحفہ شہزادہ ویلز''، دعوت الامیر، تحفہ لارڈ اِرون، اور ''احمدیت کا پیغام'' کے عنوان سے شاہکار کتب بھی تصنیف فرمائیں۔

آپ کے قلب صافی میں تبلیغ واشاعت دین کے لئے کتنی تڑپ موجزن تھی؟ اس کا کسی قدر اندازہ آپ کے ان اشعار سے بھی کیا جاسکتا ہے۔

فرماتے ہیں۔

پھیلائیں گے صداقت اسلام کچھ بھی ہو
جائیں گے ہم جہاں بھی کہ جانا پڑے ہمیں
محمود کر کے چھوڑیں گے ہم حق کو آشکار
رُوئے زمیں کو خواہ ہلانا پڑے ہمیں

بلاشبہ آپ کی مبارک زندگی اشاعت اسلام کی جیتی جاگتی تصویر تھی اور زمین وآسمان شاہد ہیں کہ آپ نے اپنی زندگی کا ایک ایک بیش قیمت لمحہ اسی اہم فریضہ کی بجاآوری میں صرف کیا اور ۵۱ سال کے انتہائی کامیاب و بامراد عہد خلافت میں شاہراہ غلبۂ اسلام پر ان گنت درخشندہ سنگ میل نصب کرنے کے بعد پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق یہ بابرکت وجود ۷-۸؍نومبر ۱۹۶۵ء کی درمیانی شب ہم سب کو داغ مفارقت دے کر اپنے مولائے حقیقی سے جاملا۔ اِنا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ اعلیٰ علیین میں آپ کے درجات بلند فرمائے اور ہمیں آپ کی متعین کی ہوئی راہوں پر ہمیشہ گامزن رہنے کی توفیق بخشے۔ آمین

عہد خلافت ثالثہ

حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ بھی رحمت و برکت الٰہی اور تائید و نصرت ایزدی کا ایک تابندہ آسمانی نشان تھے۔ متعدد پُرشوکت آسمانی بشارات کے مطابق ۱۶؍نومبر ۱۹۰۹ء کو آپ کی ولادت باسعادت قادیان میں ہوئی، اعلیٰ ترین دینی اور دنیوی علوم کے زیور سے آراستہ ہونے کے بعد آپ کی بھرپور عملی زندگی کا آغاز ہوا اور تا انتخاب خلافت ثالثہ آپ کو کئی اہم اور ممتاز جماعتی عہدوں پر فائز رہ کر نمایاں رنگ میں خدمات سلسلہ بجالانے کی سعادت حاصل ہوئی۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے اندوہناک وصال کے بعد ۹؍نومبر ۱۹۶۵ء کو مجلس انتخاب خلافت نے آپ کو بالاتفاق خلیفۃ المسیح الثالث منتخب کیا۔ آپ کے قلب صافی میں بھی چونکہ اعلائے کلمۂ اسلام کے لئے بے پناہ جوش اور ولولہ موجزن تھا اس لئے آپ نے اپنے ساڑھے سولہ سالہ بابرکت عہد خلافت میں غلبۂ دین متین کے لئے منجملہ بہت سی دیگر تحریکات کے فضل عمر فاؤنڈیشن، وقف عارضی، تعلیم القرآن، اتحاد بین المسلمین، وقف بعد از ریٹائرمنٹ، نصرت جہاں سکیم، لیپ فارورڈ پروگرام، اسلامی اصول کی فلاسفی کی ایک لاکھ کی تعداد میں اشاعت، صد سالہ جوبلی منصوبہ، دنیا بھر کی بڑی لائبریریوں اور ہوٹلوں میں تراجم قرآن رکھوائے جانے کا وسیع پروگرام، بد رسوم کے خلاف جہاد، سورۃ بقرہ کی ابتدائی ۱۷ آیات اور کسی ایک پارۂ قرآن کا حفظ اور جماعت کے مختصر تعارف پر

مشتمل فولڈرز کی معروف زبانوں میں بکثرت اشاعت وغیرہ کئی انقلاب آفریں تحریکات جاری فرمائیں۔

اعلائے کلمۂ اسلام ہی کی غرض سے حضور نے اپنی پیرانہ سالی کے باوجود ۱۹۶۷ء، ۱۹۷۱ء، ۱۹۷۳ء، ۱۹۷۶ء، ۱۹۷۷ء، ۱۹۷۸ء اور ۱۹۸۰ء میں مغربی افریقہ، امریکہ، کینیڈا اور یورپ کے کئی طویل اور پر صعوبت سفر اختیار فرمائے اور پیش نظر اہم ترین روحانی مقصد کی تکمیل کے لئے تمام جدید ذرائع ابلاغ سے کام لیا۔ نتیجتاً آپ کے بابرکت عہد خلافت میں:

☆-۴۳ نئے ممالک میں احمدیت کا نفوذ ہوا اور ان ممالک کی تعداد ۹۰ ہوگئی جن میں اُس وقت تک جماعت احمدیہ مضبوطی کے ساتھ قائم ہوچکی تھی۔

☆-دنیا بھر میں جماعت کی ۴۲۵ سے زائد عالیشان مساجد، ۲۰ سے زائد دیارالتبلیغ اور مرکز احمدیت ربوہ میں جدید طرز کی کئی پُر شوکت جماعتی عمارات اور گیسٹ ہاؤسز کی تعمیر ہوئی۔

☆......نصرت جہاں سکیم کے تحت براعظم افریقہ کے ممالک میں جماعت کے ۲۹ نئے سکول، ۲ مشنری ٹیرننگ کالج اور ۳۳ ہسپتالوں اور ہیلتھ سینٹرز کا اضافہ ہوا۔

☆......تفسیر سورۃ فاتحہ بیان فرمودہ حضرت اقدس مسیح پاک علیہ السلام اور خلاصہ تفسیر القرآن انگریزی کے علاوہ پانچ غیر ملکی زبانوں یعنی ڈینش (مکمل)، انگریزی (از حضرت ملک غلام فرید صاحبؓ)، انڈونیشین، یوربا، یوگنڈا اور یورو میں تراجم قرآن کریم کی اشاعت ہوئی اور متعدد سابقہ تراجم کے نئے ایڈیشن شائع ہوئے۔

☆۲۰ سے زائد نئے جماعتی اخبارات ورسائل کا اجراءعمل میں آیا۔ دنیا کی مختلف زبانوں میں لاکھوں کی تعداد میں جماعتی لٹریچر شائع کیا گیا اور آپ کے اپنے بصیرت افروز خطبات وخطابات کی دیدہ زیب کتابی صورت میں وسیع پیمانہ پر اشاعت ہوئی۔

☆......دنیا بھر کی عظیم لائبریریوں اور بڑے بڑے ہوٹلوں میں تراجم قرآن کریم کے ہزاروں نسخے رکھوائے گئے اور دنیا بھر کی اہم شخصیات کو بطور تحفہ دیئے گئے۔

☆سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا پُرشوکت الہام ''بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے'' ۱۹۶۵ء میں پہلی مرتبہ گیمبیا (مغربی افریقہ) کے گورنر جنرل سرایف ایم سنگھاٹے کے ذریعہ نہایت شان سے پورا ہوا۔

☆......سرزمین سپین میں سات سو سال کے تعطل کے بعد بمقام پیڈروآباد پہلی مسجد ''مسجد بشارت'' کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔

☆......تثلیث کے مرکز انگلستان میں پہلی ''کسر صلیب کانفرنس'' کا شایان شان انعقاد عمل میں آیا۔

یہ اور اس نوع کے بے شمار دوسرے عظیم الشان اور انقلاب آفریں کارہائے نمایاں سرانجام دینے کے بعد آپ نے ۹رجون ۱۹۸۲ء کو اس جہان فانی سے عالم جاودانی کی طرف رحلت فرمائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ اعلیٰ علیین میں آپ کے درجات کو بلند سے بلند تر فرماتا رہے اور ہمیں آپ کے جاری فرمودہ تبلیغی منصوبوں کو بتمام وکمال پورا کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین

عہد خلافت رابعہ

حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی ولادت باسعادت ۱۸؍دسمبر ۱۹۲۸ء کو قادیان میں ہوئی۔ اعلیٰ پیمانہ پر دینی اور دنیوی علوم سے بہرہ ور ہونے کے بعد آپ اکتوبر ۱۹۵۸ء سے جماعتی خدمات میں سرگرم ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تحریر وتقریر کا خاص ملکہ عطا فرمایا تھا۔ آپ کی بلند پایہ اردو اور انگریزی نگارشات سلسلہ عالیہ احمدیہ کے علمی سرمایہ میں گرانقدر اضافہ کا موجب بنیں۔ آپ قادرالکلام شاعر وادیب اور سحر طراز مقرر وخطیب تھے۔

حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے وصال کے بعد آپ ۱۰؍جون ۱۹۸۲ء کو خلیفۃ المسیح الرابع منتخب ہوئے۔ اور ۲۱؍اپریل ۲۰۰۳ء تک اپنے ۲۱ سالہ بابرکت عہد خلافت میں عالمگیر جماعت احمدیہ کی ایسے شاندار رنگ میں قیادت فرمائی کہ جماعت نے صدیوں کا سفر دو دہاکوں میں ہی طے کرلیا

حکومت پاکستان اور علماء سوء کی مشترکہ سازش سے فرعون وقت جنزل ضیاء الحق نے ۲۶؍اپریل ۱۹۸۳ء کو جماعت احمدیہ کے خلاف ایک ظالمانہ آرڈیننس جاری کیا۔ جس کے پسِ پردہ چھپے ہوئے ناپاک عزائم کو بھانپ کر حضور نے منشاء الٰہی کے تحت ۲۹؍اپریل کو پاکستان سے لندن ہجرت فرمائی۔ جس کے بطور نتیجہ جماعت کا دائرہ عمل عالمی سطح پر پھیل گیا اور ایک نئے بین الاقوامی دور کا آغاز ہوا۔

حضور نے جماعت کو تزکیۂ نفس کے مختلف اہم پہلوؤں کی طرف خصوصی توجہ دلانے کے ساتھ ساتھ غلبۂ اسلام کے اہم ترین مقصد کو بھی پیش نظر رکھ کر وقتاً فوقتاً کئی اہم اور انقلاب آفریں تحریکات جماعت کے سامنے رکھیں جن میں سے ☆ہر احمدی کو داعی الی اللہ بننے، ☆انگلستان اور جرمنی میں دو وسیع تبلیغی مراکز کی تعمیر، ☆نستعلیق کتابت کے کمپیوٹر کے لئے ڈیڑھ لاکھ پاؤنڈ کی مالی تحریک ☆تدوین تاریخ شعبہ ہائے صدر انجمن احمدیہ ☆لجنہ اماء اللہ کے لئے دعوۃ الی اللہ کا عالمی پروگرام، ☆نوجوانان احمدیت کو سائنس کے میدان میں آگے بڑھنے کی تلقین، ☆غیر ملکی زبانیں سیکھنے کا منصوبہ ☆وقف بعد از ریٹائرمنٹ برائے انصار ☆وقف برائے ریسرچ، ☆رسالہ ریویو آف ریلیجنز (انگریزی) کی کم از کم دس ہزار اشاعت ☆رابطہ بذریعہ خیل الرحمٰن کلب، ☆احمدی مستورات کو تبلیغی اغراض سے عالمگیر دورے کرنے

کی تحریک، ☆وقف عارضی برائے فضل عمر ہسپتال ربوہ، ☆ تعمیر مراکز امریکہ، یورپ اور کینیڈا، ☆تحریک حفظ قرآن، ☆سو زبانوں میں تراجم قرآن کی اشاعت کے مدنظر سیدنا بلال فنڈ کا قیام، ☆ شدھی کی نئی تحریک کے خلاف جہاد کا اعلان ☆ایک خاندان مزید ایک خاندان کو احمدی بنائے ☆تحریک وقف نو، ☆ نصرت جہاں سکیم نو، ☆ جرمنی میں سو مساجد کی تعمیر کا منصوبہ، ☆ سابق روسی ریاستوں میں وقف کی تحریک ☆اور سیٹلائٹ فنڈ وغیرہ خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔

حضور رحمہ اللہ نے اکناف عالم میں تبلیغ اسلام کے کاموں کو تیز تر کرنے اور افراد جماعت کی براہ راست تربیت ونگرانی کے مقصد سے یورپ، کینیڈا، وسطی و جنوبی امریکہ، مشرقی و مغربی افریقہ، براعظم آسٹریلیا، مشرق بعید، جزائر فجی و ماریشس، سنگاپور، جاپان، انڈونیشیا اور بھارت کے کئی کامیاب دورے فرمائے۔ اپنے ان تاریخ ساز سفروں میں آپ نے بشمول مسجد بشارت پیڈرو آباد (سپین) اور مسجد الہدیٰ آسٹریلیا درجنوں نئی مساجد و دیارالتبلیغ کا افتتاح فرمایا۔ سینکڑوں پریس کانفرنسوں، مجالس سوال و جواب، جماعتی اجتماعات اور پبلک جلسوں سے خطاب فرمایا اور متعدد ممالک کے سربراہان مملکت، اہم سیاسی و سماجی شخصیتوں اور ممتاز دانشوروں سے ملاقات فرمائی۔ حضور رحمہ اللہ کی ان جلیل القدر مساعی اور کاوشوں کے نتیجہ میں

☆......جماعت احمدیہ کو مزید ۸۵ ممالک میں تبلیغی مراکز قائم کرنے کی توفیق ملی اور منظم جماعتوں پر مشتمل ممالک کی تعداد ۱۷۵ ہوگئی۔

☆......ہجرت انگلستان کے بعد ۲۰ سالوں میں اللہ تعالیٰ نے جماعت کو ۱۳۰۶۸ نئی مساجد عطا فرمائی۔ جن میں سے بیشتر مساجد جماعت نے خود تعمیر کیں اور باقی ماندہ بنی بنائی ملیں۔

☆......سابقہ تراجم قرآن کے متعدد نئے ایڈیشنوں کی اشاعت کے علاوہ ۷۴ نئی زبانوں میں بھی تراجم قرآن شائع ہوئے اور جماعت کی طرف سے اب تک شائع کئے جاچکے تراجم قرآن کی تعداد ۵۸ ہوگئی۔ ان میں سے چینی ترجمۃ القرآن کی اشاعت کے تمام اخراجات حضور نے اپنی طرف سے ادا کئے۔

☆......صد سالہ احمدیہ جوبلی کے موقعہ پر دنیا کی ۱۱۷ اہم زبانوں میں منتخب آیات قرآنی، احادیث نبوی ﷺ اور ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دنیا بھر میں بکثرت اشاعت ہوئی۔

☆......براعظم افریقہ کے ۱۲۶ بادشاہوں کو قبول احمدیت کی توفیق ملی اور ان میں سے چار نے حضور کے دست مبارک سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پارچات کا تبرک حاصل کیا۔

☆......عہد خلافت رابعہ میں مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل (MTA) کی نشریات کا آغاز ہوا۔ جو بسرعت ترقی کی منازل طے کرتا ہوا آج بفضلہ تعالیٰ اس مقام پر آپہنچا ہے کہ احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے روح پرور اور امن بخش پیغام پر مشتمل اس کی مسلسل ۲۴ گھنٹے کی ڈیجیٹل نشریات دنیا کے معتدبہ حصہ میں دیکھی اور سنی جارہی ہیں۔

☆......جنوری ۲۰۰۱ء سے انٹرنیٹ پر جماعت کی آفیشل ویب سائٹ شروع ہوئی۔ جس پر جماعت کی تمام اہم کتب اور اخبارات و رسائل لوڈ کئے گئے ہیں۔

☆......حضور نے ۱۰رجون ۱۹۸۸ء کو تمام معاندین ومکفرین اور مکذبین کو مباہلہ کا تاریخ ساز چیلنج دیا۔ جس کے نتیجہ میں جنرل ضیاء الحق سمیت چھوٹے بڑے کئی معاندین احمدیت اپنے کیفر کردار کو پہنچے۔

☆......دور خلافت رابعہ میں جماعت کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ مبارک میں وقوع پذیر ہوئے کئی انتہائی اہم اور تاریخی واقعات کی صد سالہ تقاریب کا اہتمام کرنے کی توفیق ملی۔ چنانچہ ☆۱۹۸۶ء میں پیشگوئی مصلح موعود ☆۱۹۸۹ء میں جماعت احمدیہ کے یوم تاسیس، ☆۱۹۹۱ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ مسیحیت اور جلسہ سالانہ کی شروعات ☆۱۹۸۴ء میں نشان کسوف و خسوف کے ظہور، ☆۱۹۹۶ء میں کتاب 'اسلامی اصول کی فلاسفی'' کی تصنیف اور ☆۲۰۰۰ء میں خطبہ الہامیہ کے نزول کی صد سالہ تقاریب کا شایان شان اہتمام کیا گیا۔ ان مواقع پر دنیا بھر میں وسیع پیمانہ پر جلسے اور سیمینار منعقد ہوئے، جماعتی اخبارات و رسائل کے خصوصی شمارے اور سوونیئر شائع کئے گئے، نمائشیں لگائی گئیں اور کئی خصوصی پروگراموں کو عملی جامہ پہنایا گیا۔

تبلیغ واشاعت دین کی بابرکت آسمانی مہم میں زندگی کی آخری سانسوں تک اپنی خداداد قائدانہ صلاحیتوں کو بروئے کار لانے والا یہ مرد خدا ۲۱راپریل ۲۰۰۳ء کو اس جہان فانی کو خیر باد کہہ کر عالم جاودانی میں اپنے مولائے حقیقی کے حضور حاضر ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ آپ پر اپنی بے شمار رحمتیں نازل فرمائے اور ہمیں تبلیغ اسلام کے لئے آپ کی جگائی ہوئی جوت کو روشن سے روشن تر کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین

عہد خلافت خامسہ

ہمارے موجودہ محبوب امام عالی مقام سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا وجود باجود بھی کئی عظیم الشان آسمانی بشارات اور پیشگوئیوں کا مصداق ہے۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۵رستمبر ۱۹۵۰ء کو دارالہجرت ربوہ میں ہوئی۔ تعلیم الاسلام کالج ربوہ اور زرعی یونیورسٹی فیصل آباد سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد آپ نے ۱۹۷۷ء میں اپنی زندگی خدمت دین کے لئے وقف

کردی اور مسلسل آٹھ سال تک گھانا (مغربی افریقہ) کی علی الترتیب چار جماعتوں یعنی سلاگا، وسال، ایسار چر اور ٹمالے میں پہلے بحیثیت پرنسپل احمدیہ سیکنڈری سکولز اور پھر بطور منیجر ''احمدیہ زرعی فارم'' نمایاں خدمات سرانجام دیں۔ ۱۹۸۵ء میں واپس ربوہ آنے کے بعد آپ کو مرکز احمدیت میں مسلسل اٹھارہ سال تک مختلف اہم جماعتی عہدوں پر فائز رہ کر جلیل القدر خدمات سلسلہ بجالانے کی سعادت حاصل ہوئی۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے انتقال پُر ملال کے بعد ۲۳ ؍اپریل ۲۰۰۳ء کو لندن وقت کے مطابق بوقت شب ۱۱ بجکر ۴۰ منٹ پر مسجد فضل لندن سے آپ کے بحیثیت خلیفۃ المسیح الخامس منتخب ہونے کا اعلان ہوتے ہی اکناف عالم میں بسنے والے تمام افسردہ وغمزدہ افراد جماعت اللہ تعالیٰ کے اس گراں بہا انعام کی شکرگزاری کے لئے بارگاہ ایزدی میں سربسجود ہوگئے۔ تب سے آپ کی بابرکت اور مؤیّد من اللہ قیادت میں شاہراہ غلبۂ اسلام پر گامزن کاروان احمدیت اپنی منزل مقصود کی جانب بسرعت رواں دواں ہے۔ فالحمدللہ علیٰ احسان ذلک العظیم۔

اپنے بابرکت عہد خلافت کے گزشتہ پانچ سالوں کے دوران آپ نے جہاں لکھوکھا نومبائعین کی تعلیم و تربیت کی طرف خصوصی توجہ مبذول فرمائی وہاں تبلیغ و اشاعت دین کے عظیم تر روحانی مقصد کے پیش نظر بطور خاص درج ذیل اہم تحریکات بھی جماعت کے سامنے رکھیں۔

☆......حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے بصیرت افروز خطبات وخطابات، مجالس علم وعرفان اور بلند پایہ نگارشات کی مختلف زبانوں میں شایان شان تدوین واشاعت کے لئے ''طاہر فاؤنڈیشن'' کا قیام۔

☆......احمدی ڈاکٹرز کو مغربی افریقہ میں خدمات بجالانے کے لئے عارضی اور مستقل وقف کی تحریک۔

☆......واقفین نو کو اپنے اپنے رجحان کے مطابق مروجہ دینی اور دنیوی تعلیم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ دنیا کی مختلف زبانیں بھی سیکھنے کی تلقین۔

☆......ہر احمدی کو دعوت الی اللہ کے لئے سال بھر میں کم ازکم دو ہفتے وقف کرنے کا ارشاد۔

☆......ان تمام نومبائعین سے جو عدم رابطہ یا مخالفت کی وجہ سے جماعت کا فعال حصہ نہیں بن سکے رابطے قائم کرنے کی تاکید۔

☆......۲۰۰۸ء تک کم ازکم پچاس فیصد لازمی چندہ دہندگان کے وصیت کے بابرکت نظام میں شامل ہوجانے کی دلی خواہش کا اظہار۔

☆......خدام الاحمدیہ جرمنی کو نہ صرف یکصد مساجد کی تعمیر کا ٹارگٹ پورا کرنے بلکہ جرمنی کے ہر شہر میں مسجدیں تعمیر کرنے کا مصمم ارادہ کرنے کی ہدایت۔

☆......ہر احمدی کو احمدیت کا پیغام دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے لئے جدو جہد کرنے کی تلقین۔

☆......ہارٹلے پول، بریڈ فورڈ، ویلنسیا (سپین)، پرتگال اور ناروے میں تعمیر مساجد کے لئے مالی تحریک۔

☆......آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کئے جانے والے اعتراضات کا جواب دینے کے لئے ذیلی تنظیموں کو ٹیمیں تیار کرنے کی ہدایت۔

☆......طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ ربوہ کے لئے مالی قربانی کا مطالبہ۔

☆......صد سالہ خلافت احمدیہ جوبلی کے پروگراموں کو عملی جامہ پہنانے کے لئے فنڈز کی فراہمی۔

☆......اللہ تعالیٰ کے دین اور اپنے ایمان کی مضبوطی کے لئے جہاد بالنفس کی تلقین۔

☆......چندہ تحریک جدید برائے تعمیر مساجد کی یاددہانی۔

☆......جماعت کو لاکھوں کی تعداد میں واقفین نو مہیا کرنے کا ارشاد۔

☆......نومبائعین کو جماعت کے مالی نظام اور تحریک جدید کے مالی جہاد میں شامل کرنے کے ارشادات۔

☆......افریقہ میں مساجد ومشن ہاؤسز، سکولز اور ہسپتالوں کی تعمیر کے لئے احمدی آرکیٹیکٹس اور انجینئرز کو آگے آنے کی تحریک۔ الحمدللہ کہ مخلصین جماعت نے اپنے محبوب امام کی ہر مبارک تحریک پر والہانہ لبیک کہا اور بڑھ چڑھ کر قربانیاں پیش کیں۔

اعلائے کلمۂ اسلام ہی کے مقصد عظیم کی تکمیل کے لئے حضور نے گزشتہ پانچ سالوں میں براعظم مشرقی ومغربی افریقہ اور یورپ کے کئی ممالک نیز کینیڈا اور ماریشس وغیرہ کے کئی طویل سفر اختیار فرمائے۔ احمدیت کے دائمی مرکز قادیان کا کم وبیش ایک ماہ پر مشتمل تاریخ ساز سفر ان کے علاوہ تھا۔

اپنے ان بابرکت سفروں میں حضور پرنور نے ۱۹ مساجد، دارالتبلیغ، پرائمری سکول، ایک سلائی سکول، ایک ہسپتال اور جامعہ احمدیہ غانا کا افتتاح فرمایا۔ ۱۲ مساجد، ایک دارالتبلیغ، ایک ہسپتال اور ایک میٹرنٹی ہوم کا سنگ بنیاد رکھا۔ بینن یونیورسٹی کے طلباء اور ایک پریس کانفرنس سے خطاب فرمایا۔ کئی سربراہان مملکت، وزراء حکومت، سپیکر و ڈپٹی سپیکر اور ممبران پارلیمنٹ، صوبائی گورنر، ۵۰ سے زائد پیراماؤنٹ چیفس، ۲ بادشاہوں، متعدد اہم شخصیات اور میڈیا سے ملاقات فرمائی، بشپ آف اندلس (سپین) کے نمائندہ خصوصی نے بھی حضور کے اعزاز میں استقبالیہ پیش کیا۔

ہر سال حضور پُرنور کی بیش قیمت راہنمائی اور منظوری سے تیار ہونے والے تبلیغی منصوبوں کو عملی جامہ پہنانے کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے گزشتہ

ساڑھے پانچ سالوں میں:

☆......۱۸ نئے ممالک میں جماعت کا نفوذ ہوا اور ان ممالک کی تعداد ۱۹۳ ہوگئی جن میں اب تک جماعت مضبوطی سے قائم ہو چکی ہے۔

☆اس عرصہ میں اللہ تعالیٰ نے جماعت کو ۱۷۱۷ نئی مساجد عطا فرمائیں۔ جن میں سے ۸۶۹ مساجد جماعت نے خود تعمیر کیں۔ جبکہ ۸۴۸ مساجد جماعت کو بنی بنائی ملیں۔ ان سب کو شامل کر کے آغاز خلافت اولیٰ سے لیکر اب تک دنیا بھر میں جماعت احمدیہ کی مساجد کی تعداد بفضلہ تعالیٰ ۱۵۵۲۷ ہو چکی ہے۔

☆......دنیا بھر میں گزشتہ ساڑھے پانچ سالوں میں ۱۰۵۳ نئے دیار التبلیغ قائم ہوئے۔ جن کو شامل کر کے اب تک اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا کے ۱۰۲ ممالک میں جماعت کے ۲۰۱۱ فعال تبلیغی مراکز قائم ہو چکے ہیں۔

☆......عہد خلافت خامسہ میں سپینش، پرتگیزی، فارسی، البانین، اردو و انگریزی تراجم کے نئے ایڈیشنوں کی اشاعت کے علاوہ ۱۰ نئی زبانوں یعنی میانمار، کریول، کنڑ، ازبیک، تھائی، مورے، فولا، منڈنکا بوزنین اور وولوف میں پہلی مرتبہ تراجم قرآن مجید کی اشاعت ہوئی۔ جبکہ ۲۲ زبانوں میں تراجم مکمل ہو کر چیکنگ اور پیسٹنگ کے مرحلہ میں ہیں اور ۱۲ مزید زبانوں میں تراجم کا کام جاری ہے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کو گزشتہ ۱۱۹ سالوں میں دنیا کی ۶۸ زبانوں میں تراجم قرآن کریم کی اشاعت کی توفیق ملی ہے۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک۔ علاوہ ازیں نیوزی لینڈ کی ماؤرے زبان میں بھی قرآن قریم کے پہلے پندرہ پاروں کا ترجمہ شائع ہو چکا ہے۔

☆......گزشتہ ساڑھے پانچ سالوں میں جماعت کی طرف سے دنیا بھر میں ۲۱۸۴ نمائشوں اور ۸۵۵۲ بک سٹالوں کا اہتمام کیا گیا۔ جن سے کروڑوں افراد نے استفادہ کیا۔

☆......مسلم ٹیلیویژن احمدیہ انٹرنیشنل کی ۲۴ گھنٹوں کی ڈیجیٹل نشریات میں اب چار نئے چینلز یعنی ایم ٹی اے ۲، مشرق وسطی کے لئے ایم ٹی اے العربیہ، شمالی امریکہ کے لئے ایم اے العربیہ ۳ نیز امریکہ وکینیڈا کے لئے MTA Infocast کا اضافہ ہو چکا ہے۔

☆......ایم ٹی اے کی نشریات کے علاوہ دیگر سرکاری وغیر سرکاری چینلز پر جماعت کے ۵۱۲۳ پروگرام نشر ہوئے جن سے کروڑوں افراد تک احمدیت کا پیغام پہنچا۔

☆......سیرالیون (مغربی افریقہ) میں پہلے سے قائم جماعتی ریڈیو اسٹیشن کے علاوہ گزشتہ دو سالوں میں بورکینیا فاسو میں بھی جماعت کے دو نئے ریڈیو اسٹیشن قائم ہو چکے ہیں۔

☆......رقیم پریس اسلام آباد (لندن) کے تحت گھانا، نائیجیریا، سیرالیون، آئیوری کوسٹ اور گیمبیا میں قائم چھ جدید پریسوں کے علاوہ اب افریقن ممالک میں ہی مزید ۴ جدید پریس قائم کئے جا چکے ہیں۔ قادیان، ربوہ اور دنیا کے دیگر ممالک میں کام کر رہے جماعتی پریس ان کے علاوہ ہیں۔

☆......قادیان اور ربوہ میں شروع سے جاری ''جامعہ احمدیہ'' کے علاوہ اب گھانا، کینیڈا، انڈونیشیا، بنگلہ دیش، لندن اور جرمنی میں بھی جامعہ احمدیہ کھولے جا چکے ہیں۔

☆......اسلام آباد ٹلفورڈ کے بعد اب جلسہ سالانہ برطانیہ کے انعقاد کے لئے لندن ہی کے مضافات میں ۲۵ لاکھ سٹرلنگ پاؤنڈ میں ۲۰۸ ایکڑ کا ایک اور وسیع وعریضہ قطعہ زمین خرید کیا گیا ہے۔ جس کا نام حضور انور نے ''حدیقۃ المھدی'' تجویز فرمایا ہے۔

☆......اس وقت مجلس نصرت جہاں کے تحت افریقہ کے ۱۲ ممالک میں ۳۶ ہسپتال اور ۱۱ ممالک میں ۵۱۰ سکول نمایاں طبی اور تعلیمی خدمات بجا لا رہے ہیں۔

☆......آفات ارضی وسماوی کے موقعوں پر بلا امتیاز مذہب وملت نوع انسان کی بے لوث خدمت کے لئے قائم جماعتی تنظیم ''ہیومینٹی فرسٹ'' کی ۲۸ ممالک کے علاوہ اب یو این او میں بھی رجسٹریشن ہو چکی ہے۔ یہ بین الاقوامی تنظیم مختلف افریقی ممالک میں پینے کے لئے صاف پانی کی فراہمی کے علاوہ ۱۵ آئی. ٹی. سینٹرز اور بجلی مہیا کرنے کے لئے ۶۳ سولر سسٹم بھی قائم کر چکی ہے۔

نظام خلافت کے زیر سایہ جماعت احمدیہ کی عالمگیر وسعت وترقی کی یہ ایک چھوٹی سی جھلک ہے۔ ورنہ

سفینہ چاہئے اس بحر بے کراں کے لئے

تاہم اس مختصر سے جائزے سے بھی یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ مامور کو ''میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا'' کے حتمی اور یقینی الفاظ میں جو پُر شوکت بشارت عطا فرمائی تھی وہ خلفاء احمدیت کی اولوالعزم قیادت وراہنمائی میں بفضلہ تعالیٰ حرف بحرف پوری ہو رہی ہے۔ وہ تنہا آواز جو ۱۲۷ سال قبل قادیان کی گمنام بستی سے اُٹھی تھی آج بفضلہ تعالیٰ دنیا کے ۱۹۳ ممالک میں گونج رہی ہے اور خدا تعالیٰ کا وہ برگزیدہ بندہ جو اپنے دعویٰ ماموریت کے وقت بالکل یکا و تنہا تھا آج کروڑوں دلوں کی دھڑکن بن چکا ہے۔ شاہراہ غلبۂ اسلام پر نصب ہونے والے یہ تمام سنگ میل بہانگ دہل اعلان کر رہے ہیں کہ خدائی نوشتوں کے مطابق اسلام کا دائمی اور عالمگیر روحانی غلبہ بلاشبہ خلافت کے بابرکت آسمانی نظام کے استحکام اور اس کی بکلی اطاعت وفرمانبرداری ہی سے وابستہ ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہماری نسلوں کو تا ابد اس بابرکت آسمانی نظام سے وابستہ رہنے اور اس کے برکات وفیوض سے رہتی دنیا تک متمتع ہوتے چلے جانے کی توفیق فرماتا رہے۔ آمین

☆-☆-☆

☆

دور خلافت ثانیہ

حضرت مصلح موعودؓ مزار حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام پر دُعا کرتے ہوئے۔

حضرت مصلح موعودؓ احباب جماعت کے ہمراہ تعلیم الاسلام کالج قادیان کے احاطہ میں

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ جلسہ خلافت جوبلی کے اختتام پر واپس تشریف لے جاتے ہوئے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ مسجد اقصیٰ قادیان میں خطبہ جمعہ کے لئے تشریف لا رہے ہیں۔ پیچھے خان میر خان صاحب اور دوسرے پہرے دار ہیں

انگلستان روانگی سے قبل حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ قادیان کے احباب کے ساتھ (۱۱/ جولائی ۱۹۲۴ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ لدھیانہ ریلوے اسٹیشن پر احباب جماعت کے ہمراہ (۱۴/ مارچ ۱۹۳۲ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ لندن میں مسجد فضل لندن کا سنگ بنیاد رکھتے ہوئے (۱۹؍اکتوبر ۱۹۲۴ء)

حضورؓ کے ہمراہ ویمبلے کانفرنس میں تشریف لے جانے والے احباب

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ لندن میں ویمبلے کانفرنس میں اپنے رفقاء اور دیگر احباب کے ساتھ خطاب فرماتے ہوئے۔(۱۹۲۴ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ یورپ روانگی سے قبل بمبئی کی جماعت کے ساتھ۔(۱۹۲۴ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ "اسلام کا اقتصادی نظام" کے موضوع پر
احمدیہ ہوسٹل لاہور میں خطاب کرتے ہوئے۔(۱۹۴۵ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ یورپ جاتے ہوئے
یروشلم (بیت المقدس) کی مسجد عمر میں (۱۹۲۴ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ ڈلہوزی میں سیر کے دوران (۱۹۲۶ء)

حضورؓ مسجد فضل لندن کے سنگ بنیاد سے قبل نماز پڑھاتے ہوئے

حضورؓ پیرس (فرانس) کی مسجد (زیر تعمیر) میں (۱۹۲۴ء)

مبشر اولاد دائیں سے بائیں:۔ مرزا بشیر الدین محمود احمد،
مرزا بشیر احمد، مرزا شریف احمد، نواب مبارکہ بیگم، مرزا مبارک احمد

سیدنا حضرت خلیفة المسیح الثانی رضی اللہ عنہ

(خلافت ثانیہ کی سلور جوبلی ۱۹۳۹ء کے موقعہ پر ایک یادگار تصویر)

۲۸ر دسمبر ۱۹۳۹ء جلسہ سالانہ قادیان کے تیسرے روز
حضورؓ لوائے احمدیت لہرا رہے ہیں

۲۷ر دسمبر ۱۹۳۹ء کو خلافت جوبلی کے موقع پر
منارۃ المسیح پر چراغاں کا ایک منظر

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ جلسہ خلافت جوبلی ۲۸ر دسمبر ۱۹۳۹ء میں خطاب فرما رہے ہیں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ خلافت جوبلی جلسہ ۱۹۳۹ء کی تقریب میں اپنے خدام کے ہمراہ
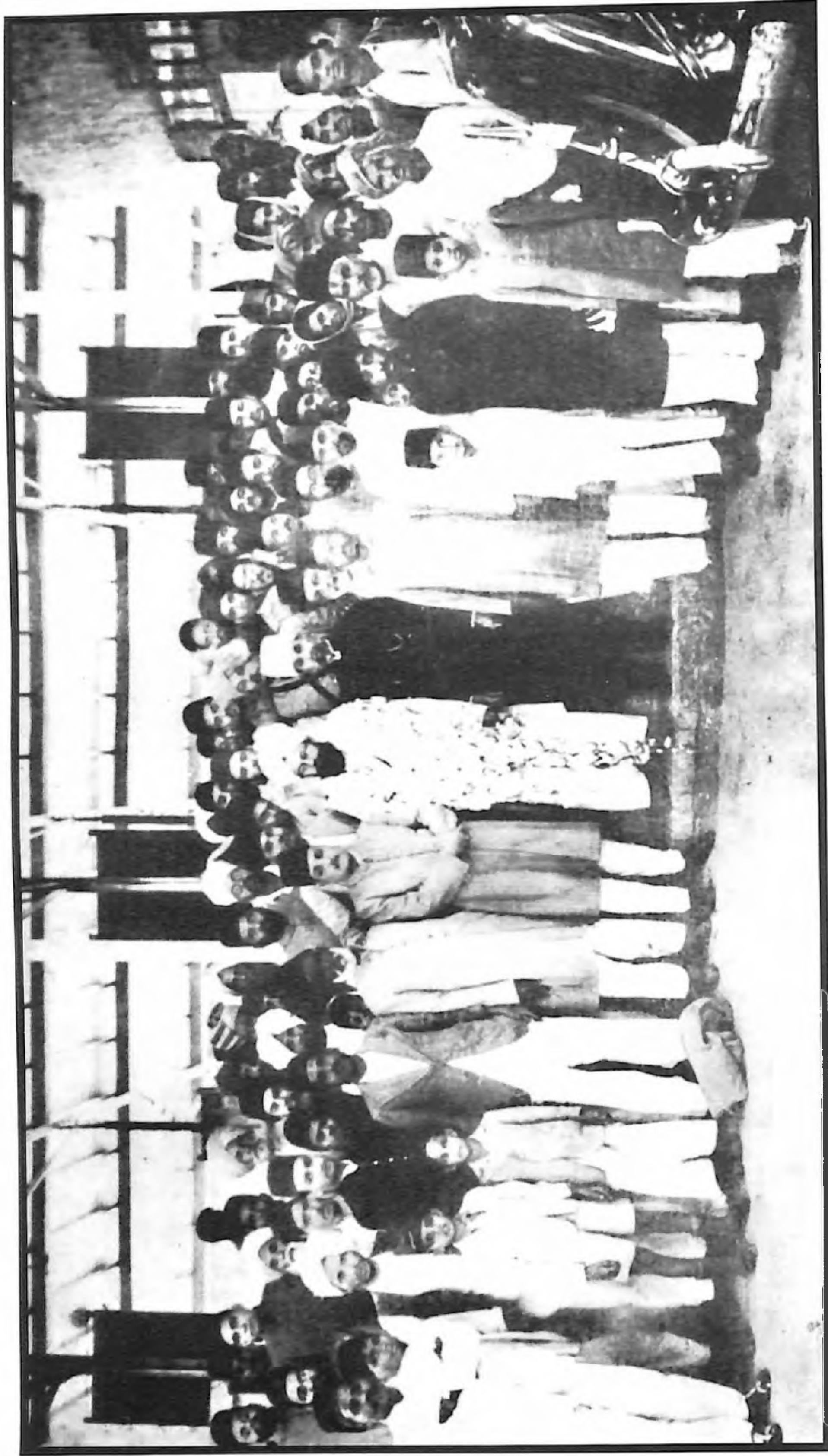
سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا حیدرآباد کے مضافاتی ریلوے اسٹیشن بیگم پیٹ پر ورود مسعود

(ناموں کی تفصیل شمارہ ہذا میں دوسری جگہ پر ملاحظہ فرمائیں)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خان بہادر احمد اللہ دین نواب احمد نواز جنگ بہادر کی کوٹھی میں رونق افروز ہیں

(ناموں کی تفصیل شمارہ ہذا میں دوسری جگہ پر ملاحظہ فرمائیں)
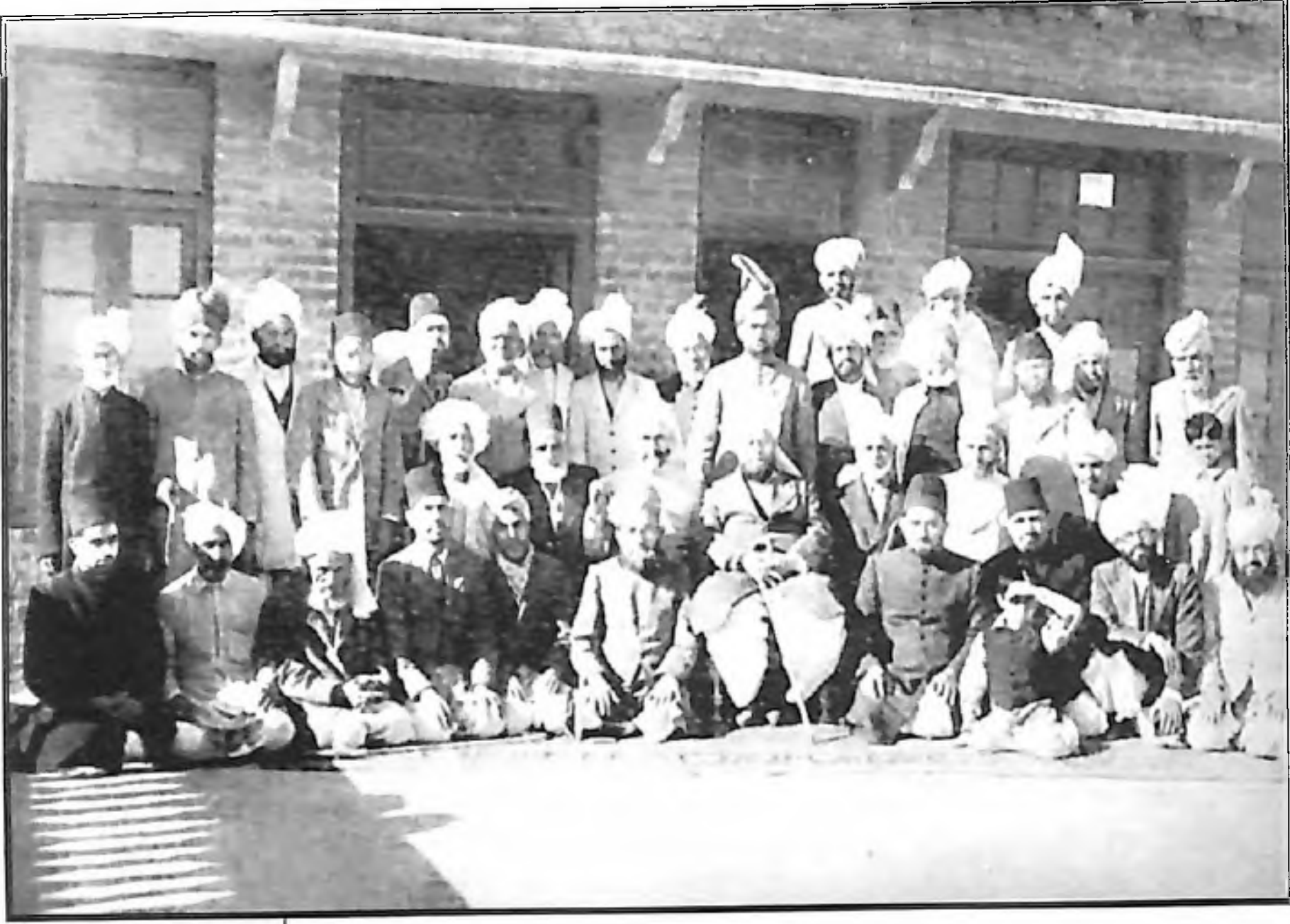
کوٹھی شیخ بشیر احمد صاحب لاہور جہاں ۵-۶ رجنوری ۱۹۴۴ء کی درمیانی شب حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ پر بذریعہ رؤیا مصلح موعود ہونے کا انکشاف ہوا۔ حضورؓ احباب کے ساتھ

حضرت مصلح موعودؓ ہوشیار پور (۱۹۴۴ء) جلسہ مصلح موعود میں خطاب فرمار ہے ہیں۔

حضرت مصلح موعودؓ دہلی جلسہ مصلح موعود (۱۹۴۴ء) میں خطاب فرمار ہے ہیں۔

1954ء کا فوٹو حضورؓ کے دائیں طرف حضرت مرزا ناصر احمد صاحبؒ اور صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب کھڑے ہیں

حضرت مصلح موعودؓ اپنے بیٹے صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کی تقریب شادی میں

حضورؓ ربوہ میں پہلی نماز ۲۰ رستمبر ۱۹۴۸ءکو پڑھاتے ہوئے۔

بانی ربوہ حضرت مصلح موعودؓ ربوہ کا ابتدائی نقشہ ملاحظہ فرمارہے ہیں

ربوہ کا ایک ابتدائی یادگار فوٹو جس میں قصر خلافت مسجد مبارک لنگر خانہ اور خلافت لائبریری کی عمارتیں نظر آرہی ہیں

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ جلسہ سالانہ ربوہ ۱۹۵۲ء میں خطاب فرمارہے ہیں

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ مسجد مبارک ربوہ کا سنگ بنیاد رکھنے کے بعد دُعا کراتے ہوئے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ تعلیم الاسلام ربوہ کی عمارت کے افتتاح کے موقعہ پر کالج کے سٹاف کے ساتھ (۶ر دسمبر ۱۹۵۴ء)

حضورؓ قصر خلافت ربوہ میں احباب سے خطاب فرمارہے ہیں

حضورؓ فضل عمر ہسپتال ربوہ کا سنگ بنیاد رکھنے کے بعد دُعا کراتے ہوئے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے عقب میں حضرت چوہدری سر ظفر اللہ خان رضی اللہ عنہ

تحریر میں مصروف حضرت مصلح موعودؓ کی ایک تصویر

حضورؓ کی ایک شاندار تصویر

حضورؓ لاہور کے بارش زدہ علاقوں کے امدادی کاموں کا معائنہ فرماتے ہوئے (۱۹۵۴ء)
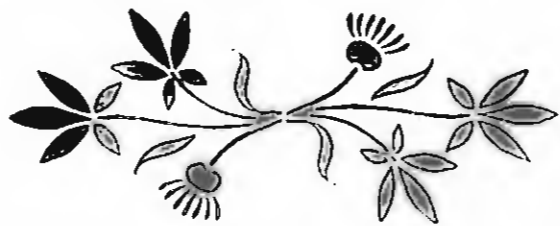
حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ پر قاتلانہ حملہ کے بعد کی ایک نایاب فوٹو

حضور رضی اللہ عنہ سندھ فارمز پر (جون ۱۹۵۳ء)

حضور رضی اللہ عنہ کا نزول دمشق (۱۹۵۵ء)

حضورؓ کی 1955ء میں دورہ یوروپ سے واپسی پر استقبال کا فوٹو

حضورؓ سوئٹزرلینڈ میں عید الفطر کے موقعہ پر احباب جماعت کے ساتھ (۱۹۵۵ء)

دور خلافت ثالثہ

۱۹۵۳ء کے فسادات میں گرفتاری کے بعد رہائی کے وقت کی ایک تصویر

انتخاب خلافت کے بعد مسجد مبارک ربوہ میں پہلا خطاب (۹رنومبر ۱۹۶۵ء)

مسجد اقصیٰ ربوہ کا سنگ بنیاد رکھتے ہوئے

جلسہ سالانہ ۱۹۶۵ء کے موقعہ پر خطاب کرتے ہوئے

حضورؒ کا ایک دیدہ زیب فوٹو

اکرا مسجد غانا کا سنگ بنیاد رکھتے ہوئے

صدر نائیجیریا یعقوبو گوون سے ملاقات

ابادان نائیجیریا میں حضورؒ کی آمد پر پُرتپاک استقبال کا منظر

صدر لائبیریا ولیم ٹب مین کی حضورؒ سے ملاقات

صدر مملکت گیمبیا سر داؤد جوارا حضورؒ سے ملاقات کرتے ہوئے (۱۹۷۰ء)

پہلے دورۂ یورپ (۱۹۶۷) میں مسجد نصرت جہاں کوپن ہیگن کا خطبہ جمعہ سے افتتاح فرماتے ہوئے

احمدیہ سیکنڈری سکول گیمبیا کی ایک تقریب کا منظر

مسجد فضل لندن میں خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے

حضورؒ پندرہویں صدی کے استقبال کے لئے خدام الاحمدیہ کی طرف سے منعقدہ ایک تقریب میں

کیفے رائل لندن میں ہجوم کانفرنس میں حضورؒ کی شمولیت

حضورؒ قومی اسمبلی اسلام آباد پاکستان کی کاروائی میں شرکت کے لئے جاتے ہوئے
(۱۹۷۴ء)

پاکستانی قومی اسمبلی میں پیش ہونے والا وفد حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے ہمراہ

زیورک (سوئٹزرلینڈ) **میں حضورؒ** ایک پریس کانفرنس سے خطاب فرما رہے ہیں

ایمسٹرڈم کے ہوائی اڈے پر ہالینڈ کے وزیراعظم کی حضورؒ **سے ملاقات**

حضورؒ ہمبرگ میں پریس کانفرنس کے موقعہ پر جرنلسٹ سے گفتگو فرما رہے ہیں

دورہ فرینکفرٹ جرمنی (۱۹۷۶ء) کے دوران وہاں کے میئر مسٹر مارٹن برگ نے حضورؒ کو ٹاؤن ہال میں مدعو کیا۔ اس موقعہ پر حضورؒ نے میزبان کو قرآن مجید کا تحفہ پیش کیا۔ میزبان اور ممبران وفد کے ہمراہ ایک تصویر

دورہ افریقہ کے دوران حضورؒ احباب کے استقبال کا جواب دیتے ہوئے

غانا کے صدر مملکت جناب ڈاکٹر ہلالیمان اپنی رہائش گاہ "اوسوکسیل" میں حضورؒ سے شرف ملاقات حاصل کرتے ہوئے

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ زمین امریکہ میں نماز ادا کرتے ہوئے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ، حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمسؓ اور حضرت مولانا ابو العطاء صاحب کے ساتھ بے تکلف گفتگو فرما رہے ہیں

حضورؒ احمدیہ سکول گیمبیا کا سنگ بنیاد رکھتے ہوئے

مسجد بشارت (سپین) کے سنگ بنیاد سے قبل حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ ایک سل پر ہاتھ رکھ کر دعا کرتے ہوئے

کسر صلیب کانفرنس (لندن) میں حضورؒ خطاب فرماتے ہوئے

حضورؒ دورہ افریقہ کے دوران گھانا میں

فضل عمر فاؤنڈیشن بورڈ کے ممبران حضورؒ کے ساتھ

حضورؒ پیدرو آباد سپین میں مسجد بشارت کا سنگ بنیاد رکھنے کے بعد حاضرین سے خطاب فرما رہے ہیں

"لوگ تم کو عبادت خانوں سے خارج کریں گے۔ بلکہ وہ وقت آتا ہے کہ جو کوئی تم کو قتل کرے گا وہ گمان کرے گا کہ مَیں خدا کی خدمت کرتا ہوں۔ اور وہ اس لئے یہ کریں گے کہ انہوں نے نہ باپ کو جانا۔ نہ مجھے۔ لیکن مَیں نے یہ باتیں اس لئے تم سے کہیں کہ جب ان کا وقت آئے تو تم کو یاد آجائے کہ مَیں نے تم سے کہہ دیا تھا۔"

(مقدس یوحنا باب 16 آیت 2-4)

۱۹۷۴ء میں پاکستانی قومی اسمبلی نے احمدیوں کو غیر مسلم قرار دیا۔ اس موقعہ پر شائع ہونے والے پاکستانی اخبارات کے عکس

احمدیوں اور ان کے تمام گروہوں کو غیر مسلم قرار دے دیا گیا

مساوات

قادیانی مسئلہ ہمیشہ کیلئے طے ہو گیا

خلافتِ احمدیہ کا ایک شیریں ثمر

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل

(مکرم سید نصیر احمد شاہ صاحب چیئرمین ایم.ٹی.اے. انٹرنیشنل لنڈن)

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے ایک وعدہ فرمایا ہے وہ یہ کہ وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ ۔یعنی ’’اللہ نے تم میں سے ایمان لانے والوں اور اعمال صالح کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ان کو زمین میں خلیفہ بنا دیگا، جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنادیا تھا۔‘‘

خدائے ذوالجلال نے اپنے پیارے نبی، ختم الرسل، فخر الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے بھی اک وعدہ فرمایا تھا کہ وہ اس کی امت میں سے ایک مہدی اور مسیح بھیجے گا جو حضرت محمد ﷺ کی تعلیمات کو دوبارہ زندہ کرے گا۔ اور پھر اللہ تبارک وتعالیٰ نے اسی مسیح و مہدی موعودؑ کے ساتھ بھی ایک وعدہ فرمایا۔ وہ وعدہ جو ان تاریخی الفاظ پر مبنی ہے جو ایک سو سے زیادہ برس پیشتر دنیا کے ایک گمنام سے حصے میں ایک غیر معروف قصبے سے خدا کے اس برگزیدہ نبی نے وہ تاریخ ساز الہامی جملہ اس دعوے سے دنیا کے گوش گزار کیا جس کے الفاظ یہ ہیں اس رب ذوالجلال کے جو ہر چیز پر قادر مطلق ہے اسی خدا نے مجھے بتایا ہے کہ

’’میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا‘‘

یہ عظیم الشان پیشگوئی اس وقت سے لے کر آج تک کئی کئی بار اور کئی کئی رنگ میں اپنی مکمل صداقت اور بھرپور عظمت کے ساتھ پوری ہوتی آئی ہے لیکن قادر مطلق خدا تعالیٰ کے اس وعدے کو جو اس نے اپنے مسیح سے کیا اور یہ اس کے ایفائے عہد کا ایک عجیب ہی رنگ ہے کہ جسے ہم اس دور میں حیرت سے تک رہے ہیں۔

اور یہ کہ وہ پیغام حق جو حضرت رسول کریم ﷺ نے چودہ سو برس پہلے دنیا کو دیا تھا وہی پیغام حق مسیح محمدی کے ہاتھوں دوبارہ دنیا کو پیش کیا گیا، وہی مسیح جس کا وعدہ خدا نے اپنے پیارے محمدؐ سے کیا تھا اور اب وہی پیغام حق اس مسیح محمدی کے نظام خلافت کے ہاتھوں گھر گھر پہنچایا جارہا ہے۔ وہی خلفاء، وہی مبارک نظام خلافت جس کا وعدہ اس آیت میں ملتا ہے جو اوپر بیان کی گئی ہے۔

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل ان وعدوں کا ایک نہایت صاف اور واضح نشان ہے اور محض اور محض نظام خلافت کی برکات کا شیریں ثمر ہے۔ خوش قسمت ہیں ہم کہ اس دَور کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں جب خدا کے اپنے الفاظ اس قدر غیر مبہم طریق سے زندہ نشان بن کر اُبھر رہے ہیں۔ الحمد للہ ثم الحمدللہ۔ اور اسکے بعد اگر پھر بھی کوئی بدقسمت آنکھ اس حقیقت کو نہ دیکھ سکے تو سوائے اسکے کیا اخذ کیا جاسکتا ہے کہ خدا تعالیٰ اس کو ہدایت کے قابل ہی نہیں سمجھتا۔

جہاں تک M.T.A کی تاریخ کا تعلق ہے، حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اشاعت اسلام کا کام اپنے دعوۂ نبوت سے قبل ہی شروع کر دیا تھا اور انکی شدید خواہش تھی کہ اسلام کی حقیقی تصویر دنیا کے ہر شخص تک پہنچ جائے۔ تبلیغِ اسلام کا ایک جنون تھا جو ہر وقت ان پر غالب رہتا تھا اور اس وقت کے حالات کے مطابق انہوں نے یہ کام متعدد کتب اور بیش بہا رسائل و پمفلٹ اور اشتہارات لکھ کر کیا۔ پھر اس کے بعد اُن کے خلفاء نے اس خدمت دین یعنی تبلیغ حق کو ہر دوسری چیز پر فوقیت دی۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سلسلے میں ایسے تاریخ ساز کارنامے انجام دیئے کہ آج ان کی جاری کردہ تحریکات کے کارہائے نمایاں دیکھ کر عقل دنگ رہ جاتی ہے کہ کس طرح جماعت احمدیہ ان منصوبوں کے تحت ترقیوں کی بلندترین منازل طے کرتی چلی آئی ہے۔ اور یہ کامیابیاں حضرت مصلح موعودؓ کی غیر معمولی دوراندیشی اور ذہانت کا کھلا کھلا ثبوت ہیں۔ نیز اس سلسلے میں، جیسا کہ سب جانتے ہیں، حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمۃ اللہ تعالیٰ کی خواہش تھی کہ جماعت کا اپنا ریڈیو سٹیشن ہو جہاں سے احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا پیغام دنیا تک پہنچایا جائے۔ وہ ریڈیو کا زمانہ تھا اور اس وقت ریڈیو ہی ایک ایسا ذریعہ تھا جسے بروئے کار لاتے ہوئے آواز کو لاکھوں لوگوں تک پہنچایا جاسکتا تھا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے مسندِ خلافت پر بیٹھتے ہی تبلیغ اسلام کو اپنا اولین فرض بنا لیا۔ خلافت سے قبل ہی غیر از جماعت احباب کے ساتھ انکی سوال و جواب کی محفلیں علم و عرفان کا ایک سمندر ہوتی تھیں۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ جب آڈیو کیسٹ پر آواز ریکارڈ کرنے کی سہولت کا انقلاب برپا ہو رہا تھا۔ حضورؒ کے خطبات، تقریریں اور سوال و جواب کی محفلیں آڈیو کیسٹ پر ریکارڈ ہونے لگیں۔ حضور کو اللہ تعالیٰ نے ایسی جہاں بین اور دور اندیش نگاہ عطا فرمائی تھی کہ اس وقت حضورؒ نے یہ بھانپ لیا کہ آڈیو کیسٹ کے ذریعہ نہ صرف یہ کہ احباب جماعت تک آواز پہنچائی جاسکتی ہے

بلکہ یہ کہ کیسٹس تبلیغ کے سلسلہ میں بہترین معاون ثابت ہو سکتی ہیں۔ یہ آڈیو کیسٹس کا زمانہ تھا۔

اسکے کچھ عرصہ بعد ہی دنیا نے وڈیو کیسٹ ریکارڈز کی ایجاد دیکھی اور دیکھتے ہی دیکھتے گھر گھر وڈیو کیسٹ ریکارڈرز لگ گئے۔ حسبِ معمول حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے جماعت کی ترقی کو وقت اور ٹیکنالوجی کی ترقی کے ساتھ ساتھ ہم آہنگ رکھنے کے لیے خطبات اور جماعتی اجتماعات کو وڈیو کیسٹس پر ریکارڈ کروانا شروع کر دیا۔ اور جہاں لوگ اپنے پیارے امام کی آواز سنتے تھے وہاں اسکا دیدار کرنے لگ گئے اور وڈیو کیسٹ دیکھنے کی ضرورت اور ان سے استفادہ کرنے کا رجحان بڑھتا چلا گیا۔ یہ وڈیو کیسٹ کا زمانہ تھا۔

اس کے ساتھ ہی حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے جماعت کا اپنا ریڈیو اسٹیشن قائم کرنے کی کوشش پر بھی کام شروع کروادیا۔ البتہ تفصیلی تحقیق اور سٹڈی کے بعد یہ پراجیکٹ اس لحاظ سے فائدہ مند ثابت نہ ہو سکا کہ ریڈیو کی لہریں صرف محدود فاصلے تک ہی سفر کر سکتی ہیں اور جگہ جگہ Boosters کے ذریعہ ہی آگے بڑھائی جا سکتی ہیں لہذا ساری دنیا میں تو کجا ایک ملک میں ہی بیک وقت سگنل پہنچانا مشکل ہوتا۔

فریکوینسی موڈیولیشن (F M) اور امپلی چیوڈ موڈیولیشن (AM) کا تو دائرہ ہی بڑا محدود ہوتا ہے۔ نیز شارٹ ویوز پر جو ریڈیو چلتا تھا، جس کی لہریں زیادہ فاصلہ طے کرتی ہیں، وہ نظام ویسے ہی فرسودہ ہو رہا تھا۔

انہی دنوں میں سالانہ جلسہ اور عیدین کی تقاریب و خطبات کو فون لائن پر براہ راست آواز کی لہروں پر نشر کرنے کا رجحان بھی چلا۔ جس کا کچھ اپنا ہی مزہ تھا۔ چونکہ ٹیپ اور وڈیو سے ہم پہلے ہی مستفیض ہو رہے تھے اور فون لائن بین الاقوامی سطح پر سیٹلائٹ پر کام کرتی ہیں لہذا جماعت احمدیہ کے پروگراموں کو بذریعہ وڈیو سیٹلائٹ پر براہ راست نشر کرنے کا تاریخی فیصلہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اس وقت کر لیا جب کہ یہ ٹیکنالوجی حکومتیں اور بڑے بڑے ٹیلی وژن اسٹیشنز ہی استعمال کرتے تھے۔

حضورؒ نے ہدایات جاری فرمائیں کہ اس میدان میں زیادہ سے زیادہ ریسرچ اور ترقی کی جائے۔ لہٰذا جماعت کے پروگرام اور حضور کے خطبات جز وقتی طور پر سیٹلائٹ کے ذریعہ نشر کیے جانے لگے۔ T.V. پر لوگ گھر بیٹھے بیٹھے اپنے پیارے آقا کے ارشادات سننے اور دیکھنے لگے۔ تب حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی خواہش یوں پوری ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے ریڈیو اسٹیشن تو کیا جماعت کو اپنا T.V اسٹیشن عطا فرمادیا۔ اور وہ آواز جس کو ایک دشمنِ بدنوا نے مکمل طور پر دبانے کی کوشش کی تھی اس کو اسطرح دنیا کے کونے کونے تک پہنچا دیا کہ ۷ رجنوری ۱۹۹۴ء کو مسلم ٹیلی وژن کا اپنا نشریاتی اسٹیشن قائم کر دیا گیا۔ جہاں سے یورپ میں دن میں پانچ گھنٹے اور ایشیا اور افریقہ میں دس گھنٹے پروگرام نشر کیے جانے لگے۔

پھر خدا تعالیٰ نے حضورؒ کی شبینہ دعاؤں اور بے مثال حکمتِ عملی کا پھل یوں عطا فرمایا کہ یکم اپریل ۱۹۹۶ کے تاریخی دن MTA کی ۲۴ گھنٹہ کی نشریات کا آغاز ہوا اور روئے زمین کا کونہ کونہ خود خلیفۃ المسیح کی آواز میں خدائے ذوالجلال کی حمد و ثناء، روح پرور درسِ قرآن و حدیث اور فخر الرسل حضرت محمد ﷺ کی شان میں قصائد سے گونج اٹھا اور یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ اس وقت MTA سیٹلائٹ کی دنیا میں سب سے پہلا مکمل اور حقیقی اسلامی ٹیلیویژن اسٹیشن تھا۔

حضرت مصلح موعودؓ نے ۷ رجنوری ۱۹۳۸ء کے خطبہ جمعہ میں جبکہ پہلی بار مسجد اقصیٰ قادیان میں لاؤڈ اسپیکر نصب کیا گیا تھا، ایک عظیم الشان پیشگوئی فرمائی۔ فرمایا:

”جس رنگ میں اللہ تعالیٰ ہمیں ترقی دے رہا ہے اور جس سُرعت سے ترقی دے رہا ہے اس کو دیکھتے ہوئے سمجھنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے تمام دقتیں دور ہو جائیں گی تو بالکل ممکن ہے کہ قادیان میں قرآن اور حدیث کا درس دیا جا رہا ہو اور جاوا کے لوگ اور امریکہ کے لوگ اور انگلستان کے لوگ اور فرانس کے لوگ اور جرمن کے لوگ اور ہنگری کے لوگ اور عرب کے لوگ اور مصر کے لوگ اور ایران کے لوگ اور اسی طرح اور تمام ممالک کے لوگ اپنی اپنی جگہ وائرلیس کے سیٹ لیے ہوئے وہ درس سن رہے ہوں۔ یہ نظارہ کیا ہی شاندار ہوگا اور کتنے ہی عالیشان انقلاب کی یہ تمہید ہوگی کہ جس کا تصور کر کے بھی آج ہمارے دل مسرت و انبساط سے لبریز ہو جاتے ہیں“۔ (الفضل ۱۳ رجنوری ۱۹۳۸ء صفحہ ۱، ۲)

الحمد للہ ثم الحمد للہ۔ یہ پیشگوئی بھی MTA کے ذریعہ کس شان سے پوری ہو چکی ہے۔ نہ صرف یہ تمام ممالک بلکہ اس روئے زمین کا ہر ہر ملک اور ایک ایک کونہ اس وقت MTA کے دائرۂ نشریات میں ہے۔

اپریل ۲۰۰۳ء ایم ٹی اے انٹرنیشنل کی تاریخ میں ایک سنہرا باب ہے وہ لمحات جب جماعت اپنے پیارے آقا کی وفات پر ملال کے بعد اِک انجانے خوف کی حالت میں تھی۔ ان نازک لمحات میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے جسدِ مبارک کے آخری دیدار، انتخاب خلافت اور جنازہ کے جو اہم ترین واقعات اس دوران ایم ٹی اے پر نشر کئے گئے، اُن کی نظیر تاریخ عالم میں کہیں نہیں ملتی۔ اور پھر خلافتِ خامسہ کے بابرکت دور کے آغاز کے وہ بابرکت لمحات بھی ہم براہ راست ایم.ٹی.اے. سے مشاہدہ کیا۔ جن کی خبر اِس سے ٹھیک سو سال قبل اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بذریعہ الہام دی تھی۔ چنانچہ ایم ٹی اے پر اللہ تعالیٰ کی زبردست تقدیر جس رنگ میں ظاہر ہونی مقدر تھی اسکا ذکر ۲۱ اپریل ۱۹۰۳ء کے الہام میں یوں ملتا ہے: تَعَهَّدَ وَتَمَكَّنَ فِي السَّمَاءِ ”یہ بات آسمان پر قرار پا چکی ہے، تبدیل ہونے والی نہیں ہے۔“

چنانچہ اس الہام کے عین ایک سو سال بعد ایم ٹی اے کی نشریات میں ۲۱ اپریل ۲۰۰۳ء کو ہی تمام دنیا میں بار بار یہ اعلان نشر کیا گیا کہ خلافتِ خامسہ کا انتخاب ۲۲ اپریل کو ہوگا اور پھر جب ۲۲ اپریل کو بیعتِ عام کے لمحات براہِ راست دکھائے گئے تو واقعتاً دنیا نے

آفاق سے بذریعہ سیٹلائٹ خوف کے لمحات کو امن میں تبدیل ہونے کے معجزے کو دیکھا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ہاتھ پر عالمی سطح پر ہونے والی پہلی بیعت اور ایم ٹی اے کے ذریعے شش جہات میں خلافتِ خامسہ کے آغاز کا اعلان خدا تعالیٰ کی جس خاص تقدیر کے ماتحت ہوا اس کی مثال اس سے پہلے خلافتِ حقہ کی تاریخ میں نہیں ملتی اور یوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سو سال قبل کے الہام آپؑ کے خلیفۂ خامس کے مبارک دور میں بڑی شان کے ساتھ ایم ٹی اے کے ذریعے پورے ہوئے جو کل عالم کے لئے آپؑ کی صداقت کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ایم ٹی اے سے براہِ راست تعلق حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی وفات کے معاً بعد آپ کے اُس پیغام کے ذریعے ہوا جس میں آپ نے بطور ناظر اعلیٰ جماعت کو حضورؒ کی وفات کی اطلاع دی اور جسے ایم ٹی اے پر پڑھ کر سنایا گیا۔ ایم ٹی اے پر وہ وقت بہت مشکل کا وقت تھا کیونکہ یہ ایک ایسا ادارہ ہے جو ہمہ وقت خلیفہ وقت کی براہِ راست نگرانی اور ہدایات پر کام کرتا ہے۔ اور ایسے کٹھن وقت میں جب مسند خلافت نئے ظہور کی منتظر تھی، ایم ٹی اے کے لئے اس وقتی خلاء میں آپ کا وجود ایک بہت بڑے سہارے کا موجب تھا۔

جب حضورؒ کی وفات سے اگلے روز آپ لندن پہنچے تو اُس وقت تک ایم ٹی اے نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے جنازے اور آپ کی زیارت کے لئے آنے والے ہزارہا افراد کی ویڈیو ریکارڈنگ تو کی تھی مگر دکھائی نہیں تھی۔ یہ چیزیں ہماری سمجھ سے بالا تر تھیں کہ یہ دلگداز نظارے ایم ٹی اے پر کس طرح دکھائے جائیں۔ آپ کے لندن پہنچنے پر خاکسار نے آپ سے بطور ناظر اعلیٰ اس سلسلے میں مشورہ طلب کیا تو آپ اپنی آمد کے کچھ ہی دیر بعد ایم ٹی اے کے دفتر تشریف لائے اور اس وقت تک تیار کی گئی ویڈیو ملاحظہ فرمائی۔ اُس وقت دفتر میں خاکسار، ڈپٹی چیئرمین مکرم ندیم کرامت صاحب اور منیر عودہ صاحب موجود تھے۔ ہر ایک نے یہی محسوس کیا کہ آپ کے دلنشین اور پُر شفقت انداز میں ایک عظیم رہنما کی جھلک موجود تھی۔ پھر دنیا نے جو تاریخی نظارے ایم ٹی اے پر دیکھے وہ آپ ہی کے مشوروں اور ہدایات کے مرہونِ منت تھے۔

مسندِ خلافت کا پاس اور انتہا کی منکسر المزاجی کا یہ عالم تھا کہ آپ نے نہایت اختصار سے محض اشد ضروری ہدایات فرمائیں اور ایم ٹی اے کو صرف انتخابِ خلافت تک کے واقعات دکھانے کے سلسلے میں ہدایات اور مفید مشوروں سے نوازا اور انتخاب کے بعد کے حالات کے بارہ میں فرمایا کہ اس کا فیصلہ تو نیا منتخب ہونے والا خلیفہ ہی کرے گا۔ البتہ ہر امکانی صورتِ حال پر عمل کرنے اور اسکے انتظامات کرنے کے حوالے سے مکمل رہنمائی فرمائی تا کہ نو منتخب خلیفہ کے منشاء کے مطابق فوری عمل کیا جاسکے۔

ایم ٹی اے کو ایک سعادت یہ بھی حاصل ہے کہ آپ نے خلیفہ منتخب ہونے کے بعد جماعتی اداروں میں سے سب سے پہلا خطاب ایم ٹی اے کے کارکنان سے مورخہ ۴ مئی ۲۰۰۳ء کو فرمایا اور تمام سٹاف کو شرفِ ملاقات بخشا۔ آپ نے فرمایا کہ

''حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی وفات پر ایم ٹی اے نے جو خدمات سرانجام دی ہیں وہ اتنی عظیم الشان ہیں کہ دنیا کے ہر خطے سے کثرت سے خطوط آرہے ہیں کہ ہماری طرف سے ایم ٹی اے کا شکریہ ادا کردیں۔ اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے تمام دنیا کے احمدیوں کی طرف سے کہتا ہوں کہ جس خلوص کے ساتھ کام کیا گیا ہے دنیا کے خطے پر اس کی کہیں بھی نظیر نہیں ملتی۔''

جیسا کہ پہلے تذکرہ کر چکا ہوں کہ اس موقع پر جس طرح نشریات پیش کی گئیں وہ خالصتاً حضور انور کی رہنمائی اور ہدایات ہی کی مرہون منت تھیں مگر یہاں حضور انور کی عالی ظرفی مُلاحظہ ہو کہ ہم جیسے ادنیٰ خدام کی اسقدر حوصلہ افزائی فرمائی، حالانکہ یہ سب آپ ہی کی بابرکت ذات کا فیض تھا جس سے ہم نے بھی پھل کھایا۔ آخر پر آپ نے فرمایا:

''امید ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس سے بڑھ کر آپ لوگ آئندہ بھی ایم ٹی اے کی خدمت کرتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو پہلے سے بڑھ کر کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔'' (آمین)

حضور پُرنور کی یہ دعائیں جس پُر شوکت انداز میں ہر روز پوری ہو رہی ہیں۔ آج ایک عالم اس کا گواہ ہے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ ایم ٹی اے بڑے مستحکم قدموں کے ساتھ، بڑی عزت اور وقار کے ساتھ کامیابیوں کی نئی منزلیں طے کرتے ہوئے وُسعت پذیر ہے۔

حضور انور کو احباب جماعت کے آرام و سہولت کا جس قدر خیال ہے اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ نے آغازِ خلافت ہی سے ذاتی توجہ اور رہنمائی سے MTA کے شیڈول میں اہم تبدیلیاں کروائیں تا کہ دنیا کے مختلف ممالک میں رہنے والوں کے اوقات کے لحاظ سے مناسب وقت پر اُن کی دلچسپی کے پروگرام نشر ہو سکیں۔ اس سلسلہ میں حضور انور بنفس نفیس شیڈولنگ ڈیپارٹمنٹ اور بعض بورڈ کے ممبران کے ساتھ مختلف میٹنگز میں تشریف فرما ہوئے اور پروگراموں کے اوقاتِ کار سے متعلق رہنما اصول عطا فرمائے جس کے نتیجے میں حضور انور کے حکم اور رہنمائی سے ایم ٹی اے کے چینل ۲ (الثانیہ) کے اجراء کا کام شروع کیا گیا اور انتخابِ خلافت کے عین ایک سال بعد ۲۳ اپریل ۲۰۰۴ء کو وہ تاریخ ساز لمحہ آیا جب حضور انور نے اپنے دست مبارک سے یورپ اور مشرقِ وسطیٰ کے ممالک کے لیے MTA-2 کی نشریات کو ON AIR جاری فرمایا۔ اس طرح بیک وقت یورپین زبانوں کے پروگراموں کو یورپ کے وقت کے لحاظ سے نشر کرنے اور پہلے چینل پر باقی دنیا کے لئے اردو یا انگریزی کے پروگرام دکھانا ممکن ہوگیا۔ اسی طرح تیزی سے بدلتی ہوئی براڈ کاسٹ ٹیکنالوجی کے شانہ بشانہ

رہتے ہوئے ۲۰۰۶ میں MTA کے Analogue ٹرانسمٹ سسٹم کو ڈیجیٹل کمپیوٹرائزڈ Server سسٹم میں بدل دیا گیا۔ اب خدا کے فضل سے MTA کا براڈ کاسٹ سسٹم دنیا کے ماڈرن ترین سسٹمز میں شمار ہوتا ہے اور آئندہ آنے والی High Defination ٹیکنالوجی سے بھی Compatible ہے۔

گذشتہ برس ہی MTA کی نشریات کو ۲۴ گھنٹے انٹرنیٹ پر بطور مکمل ٹی وی چینل کے ڈال دیا گیا تھا۔ لہٰذا اب ایم ٹی اے کی نشریات ڈش اینٹینا کے بغیر بھی بخوبی دنیا میں ہر جگہ دیکھی جاسکتی ہیں۔ الحمدللہ۔ یہ یاد رہے کہ فی الوقت دنیا میں بہت کم ایسے ٹی وی چینل ہیں جو اپنی تمام نشریات انٹرنیٹ پر Live بطور مکمل ٹی وی چینل کے نشر کررہے ہیں۔

امسال برکاتِ خلافت کا ایک اور درخشندہ نشان MTA3 العربیہ کی صورت میں نظر آیا۔ حضور انور نے عربوں کی ایمانی زبوں حالی اور سعید فطرت عربوں کو وقت کے امام کو پہچاننے کا موقعہ فراہم کرنے کی غرض سے ۲۴ گھنٹے عربی زبان کے چینل کا اجراء فرمایا اور الحمد للہ اسکے پھل فوراً ہی نظر آنے شروع ہوگئے۔

حضور انور کے بابرکت دورِ خلافت کا ایک اور ایمان افروز تاریخ ساز واقعہ جو ایسے دیگر کئی واقعات کا پیش خیمہ ثابت ہوا، حضور کے دورِ خلافت کا پہلا بیرونی دورہ یعنی دورۂ مغربی افریقہ ہے۔ جس کے دوران ایم ٹی اے کی تاریخ میں پہلی مرتبہ گھانا سے براہِ راست نشریات پیش کی گئیں۔ اُن ممالک سے وہاں کی لوکل کمپنیوں کی مدد سے اِن نشریات کو دکھایا گیا۔ ان لوگوں کے لیے بھی یہ پہلا تجربہ تھا مگر حضور انور کی دعاؤں اور براہِ راست رہنمائی نے اسے ممکن بنایا۔ اس دوران حضور انور کا ایم ٹی اے کے ساتھ مسلسل رابطہ رہا اور قدم قدم پر رہنمائی فرماتے رہے۔ حتّٰی کہ افریقہ کے دور دراز علاقوں میں بھی سفر کے دوران کار میں سے سیٹلائیٹ فون پر ہدایات ارشاد فرماتے رہے۔

اس تاریخ ساز دورے کے دوران افریقہ کے لاکھوں احمدیوں کے والہانہ جوش و جذبہ اور اس روحانی انقلاب کی جو وہاں برپا ہورہا ہے کی جو جھلک کیمرے کی آنکھ محفوظ کرسکی اسے ایم ٹی اے پر دیکھ کر تمام عالم احمدیت کے ایمان تازہ ہوئے اور دنیا نے دیکھا کہ آج دنیا کے ہر کونے میں احمدی دل اپنے محبوب آقا کے لئے کس طرح تڑپتے ہیں اور وہ عشق و وفا کی داستانیں جو قرونِ اولیٰ میں پائی جاتی تھیں آج پھر زندہ ہوئیں۔

خلافتِ خامسہ کے اس تاریخ ساز دور کا ایک اور اہم واقعہ اکتوبر ۲۰۰۳ء میں لندن کی مسجد بیت الفتوح کا افتتاح ہے جس کے ساتھ ہی حضور انور کی دعاؤں اور رہنمائی کے طفیل بیت الفتوح میں ایم ٹی اے کی ٹرانسمیشن کی نئی سہولت کا آغاز بھی ہوا اور وہاں پروڈکشن کی جدید ترین سہولتیں بھی مہیا ہوگئیں۔ اسطرح مسجد بیت الفتوح سے مسجد فضل لندن تک ٹرانسمیشن کا مستقل انتظام اللہ تعالیٰ نے عطاء فرما دیا۔ جس کے ذریعہ ۲۴ گھنٹے کسی بھی وقت وہاں سے براہِ راست پروگرام نشر کئے جاسکتے ہیں۔

اس انقلاب آفریں دور کی عالمگیر عظمت کا ایک اور عالمی رنگ دنیا نے اسوقت مشاہدہ کیا جب حضور انور جماعت کے دائمی مرکز قادیان دار الامان تشریف لے گئے اور حضورِ انور کی لحہ لحہ کی مصروفیات کی Coverage کی توفیق ایم ٹی اے کو ملی۔ ایم ٹی اے کی تاریخ میں قادیان سے پیش کی جانے والی یہ پہلی براہِ راست نشریات تھیں۔ اس دوران حضور انور کے قادیان میں ورودِ مسعود سے لے کر حضور کے تمام خطباتِ جمعہ اور خطبۂ عید الاضحیٰ کے علاوہ جلسہ سالانہ قادیان کی مکمل Coverage بھی براہ راست نشر کی گئی۔

اسطرح جس مبارک و بابرکت سرزمین سے ان جلسوں کا آغاز ہوا تھا اور وہ آواز جو سو سال قبل قادیان سے اُٹھی تھی اسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نمائندگی میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے بابرکت وجود کے ذریعہ تقدیر الٰہی کے ماتحت ایم ٹی اے پر نشر کیا گیا اور یوں وہ لازوال الہام 'میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا' اس روئے زمین کے ایک ایک انچ کو عبور کرتا ہوا، ایک نئی آب و تاب اور ایک نئی شان کے ساتھ پورا ہوتا دکھائی دیا۔

شروع میں جب قادیان سے پہلی نشریات کا وقت قریب آرہا تھا مگر ایم ٹی اے کو قادیان سے نشریات کی اجازت کا معاملہ التواء میں پڑ رہا تھا اور بعض محکموں کا رویہ عدم تعاون کا تھا تو خاکسار نے حضور کی خدمت میں حالات عرض کرکے پریشانی کا اظہار کیا اور دعا کے لئے درخواست کی تو تین چار روز کے اندر غیر معمولی طور پر اس راہ میں حائل تمام رکاوٹیں دور ہوتی گئیں اور ایم ٹی اے کے لئے راستے ہموار ہوگئے۔

قادیان سے نشریات کے معاملے میں اور بھی بہت سے مسائل درپیش آئے مگر حضور ایدہ اللہ کی ذاتی توجہ، رہنمائی اور دعاؤں کے نتیجے میں خدا تعالیٰ کی تائید خاص قدم قدم پر ایم ٹی اے کو حاصل رہی۔ اس تمام عرصے میں حضور انور جن کیفیات سے گذرتے رہے اور جس طرح اپنے مولا کے حضور دعاؤں کے ذریعے اسکی نصرت کے طالب رہے (اس کا علم تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے البتہ) ان دعاؤں کی قبولیت کے نتیجے میں برسنے والے خدا کے فضلوں کو دیکھ کر تمام جماعت میں ایک عظیم بیداری اور ہیجان کا عالم پیدا ہوگیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ایم ٹی اے پر خدمت کرنے والوں کی حوصلہ افزائی کے لئے جس طرح ہر موقع پر ہمیں اپنی محبتوں اور دعاؤں سے نوازا ہے اس کا اظہار تو دنیا میں ہر شخص نے دیکھا اور محسوس کیا ہے لیکن شاید ہی ایم ٹی اے پر کام کرنے والوں کے علاوہ کسی کو اس بات کا علم ہو کہ کس طرح پسِ پردہ حضور انور کی لحہ لحہ کی رہنمائی، شبانہ روز دعاؤں اور روحانی توجہات ہم سب پر خدا کے فضلوں کی بارش بن کر برس رہی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے غیر معمولی نشانات کے اظہار کا ذریعہ ہیں۔

ایم.ٹی.اے.کی برکات جہاں عالمگیر طور پر روحانی بارش کی طرح برس رہی ہیں وہیں ایک عظیم الشان برکت یہ بھی ہے کہ خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی کے جشن تشکر کے موقعہ پر مورخہ ۲۷ مئی ۲۰۰۸ء کے تاریخی دن میں وہ بابرکت لحہ بھی ہماری زندگیوں میں آیا جب کہ ہم نے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ولولہ انگریز روح پرور خطاب بمقام Excel لندن سے براہ راست ایم.ٹی.اے. کی وساطت سے دیکھا اور سنا اور یہ بھی محض خدا تعالیٰ کا عظیم الشان احسان اور خلافت احمدیہ کی برکت ہی ہے۔ اس مبارک دن خدا تعالیٰ نے ایم.ٹی.اے. کے آسمانی نظام کے ذریعہ قادیان، ربوہ، اور لندن تینوں مقامات کو یکجا کر کے دکھا دیا۔ اور پوری دنیا نے خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی جشن تشکر کے پروگراموں کے روح پرور نظاروں کو تینوں مقامات سے براہ راست دیکھا اس روح پرور نظارہ کو دیکھکر پوری دنیائے احمدیت محوِ حیرت تھی۔ اور وہ دلنشین اور روح افزاء نظارہ کوئی احمدی آنکھ تا حیات کبھی فراموش نہیں کر سکتی۔ اور وہ لندن کے نعرہائے تکبیر جس کا جواب فلک شگاف انداز میں قادیان اور ربوہ کے احباب دے رہے تھے اور قادیان کے نعروں کا جواب ربوہ اور لندن کے احباب دے رہے تھے اور ربوہ کے نعروں کا جواب قادیان اور لندن کے احباب دے رہے تھے۔ اس طرح ایک بار پھر وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ کا نظارہ آنکھوں کے سامنے پھر گیا۔ یوں شکر اور حمد کے جذبات سے لبریز احبابِ جماعت کی روحیں آستانہ الٰہی میں سجدہ ریز ہو رہی تھیں۔ اور پھر وہ تاریخی لحہ بھی آیا جب حضرت امیر المومنین نے دنیائے احمدیت سے کھڑے ہو کر استحکامِ خلافت کی خاطر ایک مقدس اور بابرکت عہد لیا جس میں ہر احمدی بچہ بھی بصد شوق شامل ہوا۔ اس تاریخی اور مقدس عہد نے ایک دفعہ پھر یہ ثابت کر دیا ہے کہ جماعت احمدیہ ہی وہ واحد جماعت ہے جو محمد رسول اللہ ﷺ کے دین کو دنیا کے کناروں تک پھیلانے کو اپنی زندگی کا مقصد سمجھتی ہے اور خلیفہ وقت ہی محمد عربی ﷺ کی فوج کا وہ سپہ سالار ہے جو اپنے اس فرض منصبی کو اپنی سب سے اہم اور پہلی ترجیح سمجھتا ہے۔

خدا تعالیٰ ہمیں تادمِ آخر خلیفہ وقت سے کئے گئے عہد کو نبھانے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم خلیفہ وقت کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے میدان عمل کے لئے ''کھڑے ہو جائیں''۔ آمین۔

اس بابرکت اور مقدس عہد کے الفاظ درج ذیل ہیں:-

''اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

آج خلافتِ احمدیہ کے سو سال پورے ہونے پر ہم اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر اس بات کا عہد کرتے ہیں کہ ہم اسلام اور احمدیت کی اشاعت اور محمد رسول اللہ ﷺ کا نام دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے لئے اپنی زندگیوں کے آخری لحات تک کوشش کرتے چلے جائیں گے اور اس مقدس فریضے کی تکمیل کے لئے ہمیشہ اپنی زندگیاں خدا اور اس کے رسول اللہ ﷺ کے لئے وقف رکھیں گے اور ہر بڑی سے بڑی قربانی پیش کر کے قیامت تک اسلام کے جھنڈے کو دنیا کے ہر ملک میں اونچا رکھیں گے۔

ہم اس بات کا بھی اقرار کرتے ہیں کہ ہم نظامِ خلافت کی حفاظت اور اس کے استحکام کے لئے آخری دم تک جدّ و جہد کرتے رہیں گے اور اپنی اولاد در اولاد کو ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے اور اس کی برکات سے مستفیض ہونے کی تلقین کرتے رہیں گے تا کہ قیامت تک خلافتِ احمدیہ محفوظ چلی جائے اور قیامت تک سلسلہ احمدیہ کے ذریعے اسلام کی اشاعت ہوتی رہے اور محمد رسول اللہ ﷺ کا جھنڈا دنیا کے تمام جھنڈوں سے اونچا لہرانے لگے۔

اے خدا تو ہمیں اس عہد کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرما۔ اَللّٰھم آمین۔ اَللّٰھم آمین۔ اَللّٰھم آمین۔''

ایم ٹی اے کے تمام آپریشنز کے سلسلہ میں ہدایات اور رہنمائی کے لئے حضور انور ہفتہ میں دو تین مرتبہ خاکسار کو تفصیلی ملاقات کا شرف بخشتے ہیں۔ جن کے ذریعہ ایک مستقل رہنمائی اور ایم ٹی اے کی تعمیر و ترقی کا عظیم الشان سلسلہ جاری ہے لیکن اپنی شدید ترین مصروفیات کے باوجود حضور انور ایم ٹی اے کی ٹیم کے ساتھ براہِ راست بھی وقتاً فوقتاً میٹنگز کرتے رہتے ہیں اور اپنی ذاتی توجہ سے لحہ لحہ ہم سب کی تربیت و رہنمائی فرما رہے ہیں۔ بلکہ یہ کہنا مبالغہ نہ ہوگا کہ پروگراموں کی ریکارڈنگ، ترتیب و تدوین سے لے کر ٹرانسمیشن تک ہر قدم پر سب کو انگلی پکڑ کر چلا رہے ہیں۔ حضور اکثر بغیر اطلاع ایم ٹی اے کے دفاتر، سٹوڈیوز اور ٹرانسمیشن میں تشریف لا کر کارکنان کی حوصلہ افزائی، دلجوئی اور رہنمائی فرماتے ہیں۔

ان میٹنگز کے دوران حضور انور کی سیرت کا ایک نمایاں پہلو جو سامنے آیا ہے وہ آپ کی ظرافت ہے۔ نہایت سنجیدگی کے ساتھ کام کرتے ہوئے بھی آپ کی ظرافت قائم رہتی ہے اور جتنے بھی سنجیدہ معاملات ہوں آپ نہایت عمدگی سے سمجھاتے ہیں۔ آپ نے اس دوران ایم ٹی اے کے مختلف شعبہ جات کے لئے تکنیکی اور انتظامی امور پر بڑے ہی دلکش و دلنشین انداز میں ایسے رہنما اصول بیان فرمائے ہیں جن سے ان شعبہ جات کے کام میں پہلے سے بہت زیادہ بہتری ہوئی ہے۔ پھر حضور انور کے ساتھ ان میٹنگز میں شامل ہونے والے ذاتی طور پر بھی ایک عجیب روحانی لذت محسوس کرتے ہیں۔ ان شفقت و محبت سے بھرپور لحات کی لذت کا تصور بھی صرف وہی کر سکتے ہیں۔

تم بھی اے کاش! کبھی دیکھتے سنتے اس کو
آسماں کی ہے زباں یارِ طرح دار کے پاس

پیارے آقا کی طبیعت کا ایک مخفی پہلو جو سامنے آتا ہے وہ آقا کا لطیف اور مطہر مزاح ہے۔ اس حوالے سے اگر میں لکھنا شروع کروں تو ہر ملاقات ایک دلنشین واقعہ بن جائے۔

ایک دفعہ وقفِ نو کلاس کی ریکارڈنگ کے دوران

خاکسار بیک گراؤنڈ میں موجود تھا۔ حضور بچوں کو ماریشس کے دورہ کی تصاویر دکھا رہے تھے۔ ایک تصویر میں خاکسار بھی حضور کی معیت میں تھا تو حضور نے خاکسار سے پوچھا۔ ''کیوں شاہ صاحب، یہ آپ ہی ہیں نا؟'' میں نے مؤدبانہ عرض کی، ''حضور مجھے یہاں دور سے دکھائی نہیں دے رہا۔'' تو اپنی مخصوص دلپذیر ہنسی کے ساتھ فرمایا: ''دور سے دکھائی نہیں دیتا............ نزدیک کی نظر کمزور ہے............ آپ کا کیا بنے گا...؟؟؟''

پیارے آقا کی مذاح کی حس اتنی لطیف اور باریک ہے کہ انجان آدمی کے لئے شروع میں سمجھنا نہایت مشکل ہے۔ اور کئی مرتبہ حضور انور نے اس کا ذکر بھی فرمایا ہے کہ ''یہ لوگ میرا انداق نہیں سمجھتے۔''

بارہا ایسا ہوا ہے کہ دفتری ملاقات کے دوران حضور معاملات کی تفصیل میں چلے گئے اور توقع سے زیادہ وقت ہو گیا تو آخر میں حسبِ معمول جب پرائیوٹ سیکرٹری صاحب اندر آئے تو فرمایا: ''یہ شاہ صاحب کو کام کوئی ہے نہیں اور سارا وقت لے لیا ہے۔'' ساتھ ہی اتنی خوبصورت اور معنی خیز مسکراہٹ چہرے پہ آجاتی کہ پرائیوٹ سیکرٹری صاحب کی بے اختیار ہنسی چھوٹ پڑتی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز بہت لطیف اور نفیس مزاج رکھتے ہیں۔ ایم ٹی اے کے حوالے سے اس کا اندازہ آپ اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ ٹرانسمیشن کی جو غلطیاں کچھ ہمارے Manual سسٹم کے باعث اور کچھ ہماری کوتاہیوں کی بناء پر ہو جاتی تھی آپ کے لئے ہمیشہ تکلیف کا باعث ہوتی تھیں کیونکہ آپ ایم ٹی اے کو ہر غلطی سے مبرّا دیکھنا پسند فرماتے ہیں۔ اسکے حل کے لیے ایک ایسا سسٹم درکار تھا جو انسانی غلطیوں کے امکانات کو ممکنہ حد تک دور کر سکے اور پروگرام نہایت خوبصورتی اور نفاست کے ساتھ تبدیل ہوں۔ کسی پروگرام کے وقت سے پہلے یا بعد میں ختم ہونے اور آواز وغیرہ کی اونچ نیچ کی خرابیوں کا احتمال نہ رہے۔ چنانچہ آپ کی براہ راست نگرانی اور رہنمائی میں ایم ٹی اے کے لیے نئے Automated Broadcast Server System کی خرید اور تنصیب کا کام شروع کیا گیا۔ اس وقت تک ایسے کمپیوٹرائزڈ سسٹم ٹی وی انڈسٹری میں کئی چینل استعمال کر رہے تھے مگر چونکہ ایم ٹی اے بیک وقت 8 تراجم نشر کرتا ہے، اس کے لئے ایسا کوئی سسٹم دنیا میں موجود نہیں تھا۔ چنانچہ اس سسٹم کے Hardware اور Software میں ایم ٹی اے کے لیے چوٹی کے ماہر انجینئرز نے کافی تگ و دو اور محنت کے بعد خصوصی ترامیم کر کے اسے 8 زبانوں میں نشریات کے قابل بنایا جس میں ایم ٹی اے پر کام کرنے والے ماہرین بھی شامل ہیں۔ اور یوں ۲۳ مارچ ۲۰۰۶ء کو حضور انور نے اپنے دست مبارک سے اس نئے سسٹم کا افتتاح ٹرانسمیشن کو On AIR کر کے فرمایا۔

سسٹم لگانے کے لیے ٹرانسمیشن روم میں کچھ تبدیلیاں کی گئیں اور اس سے ملحق ایک Conservatory تعمیر کی گئی۔ اس دوران بھی حضور انور بنفس نفیس اس ساری تعمیر کے اور مشینوں کی تنصیب کے کام کا معائنہ فرماتے رہے اور ساتھ ساتھ مختلف چیزوں سے متعلق ہدایات عطاء فرماتے رہے جس کے نتیجے میں ٹرانسمیشن کی جدید ترین اور دیکھنے میں خوبصورت سہولت MTA کو میسر آ گئی۔

اور جب جولائی ۲۰۰۶ء میں حضور کی ہدایات کے مطابق ایم ٹی اے کی گلوبل نشریات کو انٹرنیٹ کے ذریعے ساری دنیا میں نشر کیا جانے لگا تو یہ چینل ایک مرتبہ پھر دنیا کے بیشتر گلوبل انٹرنیشنل ٹی وی چینلز سے اس میدان میں بھی سبقت لے گیا۔ اور یہ نتیجہ ہے محض برکاتِ خلافت کا جن سے یہ روحانی چینل مستفید ہو رہا ہے۔

اوپر ذکر آ چکا ہے کہ آپ کے بابرکت وجود کے ذریعے ایم ٹی اے کے حوالے سے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کئی الہام بڑی شان سے پورے ہوئے ہیں اسی طرح ایک اور الہام آپ کے بابرکت دورِ خلافت میں اس وقت پورا ہوا جب ۲۰۰۶ء میں نئے سرور سسٹم کے آغاز پر ایم ٹی اے کے لئے ایک نئی طرز کا INSIGNIA (یا چھوٹا لوگو) تیار کیا گیا جس میں دونوں چینلز کے نام MTA اولیٰ اور MTA ثانیہ آدھے انگریزی اور آدھے عربی میں لکھے گئے جسے حضور انور نے منظور فرمایا اور جب یہ ٹی وی پر دکھائے گئے تو مکرم مرزا فضل احمد صاحب وکیل المال ثانی ربوہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ۱۸۸۰ء کے ایک خواب کی جانب توجہ دلائی جو تذکرہ صفحہ ۲۶ پر یوں درج ہے۔

''کوئی ۲۵، ۲۶ سال کا عرصہ گزرا ہے ایک دفعہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص میرا نام لکھ رہا ہے تو آدھا نام اُس نے عربی میں لکھا ہے اور آدھا انگریزی میں لکھا ہے۔''

یوں یہ خواب بڑی واضح شان سے اللہ تعالیٰ نے خود ہی پورا کر دیا اور یہ صداقتِ مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اور زندہ نشان بن گیا۔

ایم ٹی اے اس مبارک دور میں آپ کی سرپرستی میں دین کے استحکام اور تمکنت اسلام کی جو توفیق پا رہا ہے وہ ہر لحہ و ہر آن نئی جہتوں اور نئی رفعتوں کے ذریعے، جو ایم ٹی اے کو حاصل ہو رہی ہیں دنیا کے لیے احمدیت کی صداقت کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ سیٹلائیٹ کمپنیوں سے نئے معاہدات سے لے کر جدید طرز کے پروگراموں تک اور جدید ترین Electronic Database سسٹم سے لے کر جلسہ ہائے سالانہ پر دوطرفہ نشریات تک یہ ایک بہت ہی روح پرور اور طویل داستان ہے جس کا احاطہ یہاں ممکن نہیں اور جس کا سلسلہ خدا تعالیٰ کے رحم اور فضل کے ساتھ مسلسل جاری ہے اور انشاء اللہ تا ابد جاری رہے گا۔ وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین۔

☆-☆-☆

☆

خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی کی مالی تحریک

اور

جماعت احمدیہ بھارت

از: نظارت بیت المال آمد قادیان

قدرت ثانیہ کا ظہور یعنی نظامِ خلافت کا آغاز 27 مئی 1908ء کو ہؤا اور اب 27 مئی 2008ء کو اس عظیم اور بیش قیمت نعمت کو ایک سو سال ہو چکے ہیں۔

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے یکم اگست 2004ء کو جلسہ سالانہ U.K کے اختتامی خطاب میں جماعت کے سامنے اس خواہش کا اظہار فرمایا کہ جب 2008ء میں خلافت پر سو سال پورے ہو جائیں گے اُس وقت خلافت کی بھی سو سالہ جوبلی منانی چاہئے اور ساتھ ہی اس جوبلی کو عالمگیر سطح پر منانے کے لئے ایک عظیم الشان منصوبہ کی منظوری مرحمت فرمائی۔ اس منصوبہ کے دو مقاصد تھے۔

پہلا مقصد: اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ بیش قیمت نعمت عظمیٰ یعنی خلافت احمدیہ پر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور شکرانہ ادا کرنا۔

دوسرا مقصد: خلافت کی ضرورت اہمیت اور برکات سے دُنیا کو آگاہ کرنا، خاص طور پر اپنی آئندہ نسلوں کو خلافت کی ضرورت، اہمیت اور اُسکی برکات سے روشناس کروانا اور اُن کے اندر خلافت کے ساتھ سچی وابستگی اور ذاتی تعلق پیدا کرنا۔

ان عظیم مقاصد کے حُصول کے لئے اموال کی بھی ضرورت تھی۔ نظام وصیّت کے ذریعہ غیر معمولی قُربانی کرنے والے نیک پاکباز گروہ کی ضرورت تھی۔ اس لحاظ سے نظام خلافت اور نظام وصیّت جس کا تعلق بیت المال آمد سے ہے۔ دونوں لازم و ملزوم ہیں۔ اشاعت اسلام کے موجودہ تقاضوں اور غُرباء و مساکین اور یتامیٰ و بیوگان اور مسافر، مصیبت زدگان اور نئے داخل ہونے والوں کی تالیف قلوب کے اغراض و مقاصد کے پیش نظر نظام وصیّت میں شامل ہونے والے ایسے پاکباز اور تمام بنی نوع انسان کو توحید کی طرف کھینچنے اور اُن کو دین واحد پر جمع کرنے اور اُسکے ساتھ ساتھ اُن کی بنیادی ضروریات کی تکمیل کے لئے غیر معمولی مالی قُربانی کرنے والے ایک ایسے گروہ کی ضرورت تھی جو مال کی محبّت سے دستبردار ہو کر خُدا کی محبت کے حُصول میں ترقی کرے۔

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے اختتامی خطاب جلسہ سالانہ U.K 2004ء میں جماعت کو دو خوشخبریاں دی تھیں۔ ایک خوشخبری 2005ء میں نظام وصیّت پر سو سال پُورے ہونے کی خوشی میں صد سالہ جوبلی منانے کی تھی فرمایا کہ

''آج ننانوے سال پورے ہونے کے بعد بھی تقریباً 1905ء سے لیکر آج تک صرف اڑتیس ہزار کے قریب احمدیوں نے وصیّت کی ہے اگلے سال انشاء اللہ تعالیٰ وصیّت کے نظام کو سو سال ہو جائیں گے میری یہ خواہش ہے اور میں یہ تحریک کرنا چاہتا ہوں کہ اس آسمانی نظام میں اپنی زندگیوں کو پاک کرنے کے لئے، اپنی نسلوں کی زندگیوں کو پاک کرنے کے لئے شامل ہوں۔ آگے آئیں اور اس ایک سال میں کم از کم پندرہ ہزار نئے وصایا ہو جائیں تا کہ کم از کم پچاس ہزار وصایا تو ایسی ہوں کہ جو ہم کہہ سکیں کہ سو سال میں ہوئیں۔ تو ایسے مؤمن نکلیں کہ کہا جا سکے کہ انہوں نے خُدا کے مسیح کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے قربانیوں کے اعلیٰ معیار قائم کئے۔''

پھر آپ اپنے اس خطاب میں دوسری خوشخبری ''خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی'' کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ:

''پھر بہت سے لوگوں کی طرف سے یہ تجویز بھی آئی کہ 2008ء میں خلافت کو بھی سو سال پورے ہو جائیں گے، اُس وقت خلافت کی بھی سو سالہ جوبلی منانی چاہئے۔ تو بہر حال وہ تو ایک کمیٹی کام کر رہی ہے۔ وہ کیا کرتے ہیں، رپورٹیں دیں گے تو پتہ لگے گا لیکن میری یہ خواہش ہے 2008ء میں جو خلافت کو قائم ہوئے انشاء اللہ تعالیٰ سو سال ہو جائیں گے۔ تو دُنیا کے ہر ملک میں ہر جماعت میں جو کمانے والے افراد ہیں جو چندہ دہندہ ہیں اُن میں سے کم از کم پچاس فیصد تو ایسے ہوں جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اس عظیم الشان نظام میں شامل ہو چکے ہوں اور روحانیت کو بڑھانے کے اور قُربانیوں کے یہ اعلیٰ معیار قائم کرنے والے بن چکے ہوں اور یہ بھی جماعت کی طرف سے اللہ تعالیٰ کے حضور ایک حقیر سا نذرانہ ہوگا۔ جو جماعت خلافت کے سو سال پُورے ہونے پر شُکرانے کے طور پر اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کر رہی ہوگی۔''

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی پہلی خواہش کہ 2005ء میں جب نظام وصیّت پر سو سال پورے ہوں اُس وقت تک کم از کم پچاس ہزار موصی ساری دُنیا

میں وصیّت میں شامل ہو جائیں۔ یہ خواہش کس شان کے ساتھ پوری ہوئی، اسکا اظہار کرتے ہوئے آپ نے خود جلسہ سالانہ 2005ء قادیان کے اختتامی خطاب میں فرمایا کہ " گذشتہ سال U.K کے جلسہ سالانہ پر میں نے تحریک کی تھی کہ اس مُبارک تحریک میں حصہ لیں اور اس پاک نظام میں اپنی اور اپنی نسلوں کی زندگی پاک کرنے کے لئے شامل ہوں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دُعاؤں کے وارث بنیں۔ میں نے اپنی خواہش کا اظہار کیا تھا کہ سو سال پورے ہونے پر کم از کم 50 ہزار موصیان ہو جائیں، اس کا مطلب یہ تھا کہ اُس وقت جو تعداد تھی اُسمیں تقریباً پندرہ ہزار اور شامل ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے U . K جلسہ تک درخواست دہندگان کی تعداد پوری ہوگئی تھی۔ 100 سال تو آج دسمبر میں پورے ہو رہے ہیں لیکن جو مجلس کارپرداز پاکستان کو درخواستیں پہنچی ہیں۔ بھارت کی شاید زیادہ بھی ہوں، وہ تقریباً ساڑھے ستارہ ہزار ہیں۔ میں نے 15 ہزار کہا تھا ابھی بہت سے وصیت فارم جماعتوں میں پڑے ہوئے ہیں۔ اور میرے خیال میں اس سے کہیں زیادہ درخواستیں آچکی ہیں جن کا کارپرداز کا خیال ہے ۔ بہر حال جماعت نے اس تحریک پر لبیک کہتے ہوئے توجہ دی، اب اگلا ٹارگٹ تھا کہ اس وقت جو کمانے والے ہیں یا 2008 تک جو بھی کمانے والے ہوں گے اُس کا 50% فیصد نظام وصیت میں شامل کرنا ہے۔ انشاءاللہ۔"

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دوسرا ٹارگیٹ کہ 2008ء تک پوری دنیا میں کمانے والے احمدی احباب وخواتین کا 50% نظام وصیّت کے پاک نظام میں شامل ہو جائیں۔ اس ٹارگٹ کو پورا کرنے میں تمام دُنیا کی جماعتیں خُدا تعالیٰ کے فضل سے پوری کوشش کر رہی ہیں۔ جہاں تک ہندوستان کی جماعتوں کا تعلق ہے۔ وہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اس بابرکت تحریک پر لبیک کہتے ہوئے نہ صرف نظام وصیّت میں شامل ہو رہے ہیں بلکہ صد صالہ خلافت جوبلی کے روحانی پروگرام پر عمل کرنے کے ساتھ ساتھ مالی پروگراموں کو بھی عملی شکل دینے کی خاطر اپنے گرانقدر وعدہ جات اور ادائیگی کرتے ہوئے مالی قُربانی کا عملی مظاہرہ کر رہی ہیں۔

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صد سالہ خلافت جوبلی کے منصوبہ کو با قاعدہ عملی شکل دینے کے لئے ایک سینٹرل کمیٹی کی منظوری فرمائی ہے۔ سینٹرل کمیٹی کی تجاویز میں سے ایک تجویز مالی قُربانی کی بھی ہے جو کہ تمام تقاریب پر خرچ ہو رہی ہیں اور ہوں گی۔ جسکی تفصیل درج ذیل ہے۔

ہر ملک ایک رقم جو کہ اُس ملک کے بجٹ کے 10% کے برابر ہوگی مالی سال میں مختص کرے گا یعنی 2005/06، 2006/07، 2007/08 یہ رقم انجمنوں کی بچت میں سے اور ملک کی جماعتوں میں سے عطایا کے ذریعہ سے وصول کی جائے گی۔

ہندوستان کے لیے بھی سالانہ 30 لاکھ روپئے کی رقم تجویز کی گئی۔ اس لحاظ سے ہندوستان کے ذمہ 2008ء تک 90 لاکھ روپئے ادائیگی کی ذمہ داری تھی۔

مرکزی صد سالہ خلافت جوبلی کمیٹی 2008ء نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں درخواست کی کہ حضور اجازت مرحمت فرمادیں تو اُمراء، نیشنل صدور سے مشورہ کر لیا جائے، کہ حضور انور کی خدمت میں ایک رقم شکرانہ کے طور پر پیش کی جائے۔ جسے حضور جیسے مناسب خیال فرمائیں خرچ کریں۔ حضور نے از راہ شفقت اس کی منظوری مرحمت فرمادی ہے۔

سینٹرل کمیٹی نے اس کے لئے 10 لاکھ پونڈ سٹرلنگ جمع کرنے کا ٹارگٹ رکھا۔ اس ٹارگٹ کو سامنے رکھتے ہوئے ہندوستان سے 30 لاکھ روپئے شکرانہ فنڈ کے لئے مختص کیا گیا ہے۔ جو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں پیش کیا جانا ہے۔ اس کی بھی حضور انور نے منظوری مرحمت فرمادی ہے۔ 90 لاکھ روپئے میں سے باقی 60 لاکھ روپئے کی رقم دیگر ہندوستان میں ہونے والی تقاریب پر خرچ ہونگی۔ ان تمام تقاریب کا اختتام 2008ء کے جلسہ سالانہ قادیان پر ہو رہا ہے۔ جس میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بنفس نفیس انشاءاللہ شرکت فرمائیں گے۔

ہندوستان میں صد سالہ خلافت جوبلی کی تقاریب کو شایان شان منانے کے لیے اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں بطور شکرانہ ہدیہ پیش کرنے کے لئے جو رقم مختص کی گئی ہے اس کی تحریک اور وصولی کی ذمہ داری نظارت بیت المال آمد پر تھی۔ نظارت بیت المال آمد اس ذمہ داری کو ہندوستان کی جماعتوں کے مخلصین کے تعاون سے ہی پورا کرنے کی سعادت حاصل کر رہی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایسی پیاری جماعت عطا کی ہوئی ہے جو قرآنی حکم واسمعوا واطیعوا پر عمل کرتے ہوئے ہر قسم کی قربانی کے لیے تیار رہتی ہے۔ صد سالہ خلافت جوبلی اور شکرانہ فنڈ کی تحریک ہوتے ہی عُشاقِ احمدیت نے اپنے اموال کے مُنہ کھول دئے۔ اور والہانہ لبّیک کہتے ہوئے کسی نے اپنی بساط کے مطابق اور کسی نے اپنی بساط سے بڑھ کر اپنے وعدہ جات بھجوانے شروع کر دئے۔ جس سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ ہر احمدی مرد عورت اور بچوں کو خلافت احمدیت سے کس قدر پیار اور محبت اور وابستگی ہے۔ ہر فرد کو یہ علم تھا کہ یہ ایک تاریخی موقع ہے، جو ہماری زندگیوں میں صرف ایک ہی مرتبہ آئیگا۔ ویسے بھی یہ ایسی بابرکت تحریک ہے جو حقیقت میں ہماری خلافت کے ساتھ عقیدت اور وابستگی کا اظہار ہے۔ اور ہر احمدی یہ جانتا ہے اور دیکھ رہا ہے کہ خلافت کی برکت سے جماعت احمدیہ انوار الٰہی کی موسلا دھار بارشوں میں نہا رہی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے جماعت کو یہ عظیم الشان نعمت عطا فرما کر دوسرے لوگوں کو اس نعمت سے محروم رکھ

کرحق و باطل میں واضح فرق کر دکھایا ہے۔ جو خدا کا فیصلہ ہے جسے جھٹلایا نہیں جاسکتا۔

خدا کے فضل سے ہر فرد جماعت خلافت حقہ اسلامیہ احمدیہ کی اہمیت و برکات سے بخوبی واقف ہے۔ اس لحاظ سے کوئی بھی احمدی اس بابرکت تحریک میں حصہ لینے سے اپنے آپ کو پیچھے نہیں رکھنا چاہتا تھا۔

ایک طرف فدائینِ خلافت اپنے آقا کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے نظام وصیت میں شامل ہو کر اُسکے تقاضوں کو پورا کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے تھے اور دوسری طرف مالی تحریک صد سالہ خلافت جوبلی فنڈ اور صد سالہ خلافت جوبلی شکرانہ فنڈ میں گرانقدر وعدہ جات کے ساتھ ادائیگی میں کوشاں تھے۔ ہر فرد جماعت کو یہ احساس تھا کہ یہ موقع ہماری زندگیوں میں صرف ایک ہی بار آنے والا ہے۔ اس لئے نہایت بشاشت قلبی کے ساتھ اپنے اموال کی قربانی میں پیش پیش تھے۔ یہ نظارہ کشمیر سے لیکر کنیا کماری تک وسیع ہندوستان کی جماعتوں میں دیکھنے میں آیا۔ جن میں مالی قربانیوں کے ایمان افروز واقعات بھی سامنے آئے۔ بعض واقعات کا ذکر کرنا تازگی ایمان کیلئے ضروری ہے۔

نظارت ہذا کے نمائندے نائب ناظر بیت المال آمد آندھرا پردیش کی ایک جماعت کے دوست کو جنہوں نے قبل ازیں ایک لاکھ روپئے کا وعدہ پیش کیا ہوا تھا۔ اُنہیں جب یہ بتایا گیا کہ اس عظیم مالی قربانی کا موقعہ دوبارہ آنا ممکن نہیں تو اُس دوست نے اپنا وعدہ دوگنا کرنے کے ساتھ مکمل ادائیگی بھی پیش کردی۔ اور بتایا کہ جس دن میں نے خلافت جوبلی میں مالی قربانی پیش کرنے کا وعدہ کیا تھا اُسی دن سے دل میں یہ احساس تھا کہ اللہ تعالیٰ مجھے مزید رقم دے تو میں دوگنی رقم ادا کردوں گا۔ اور اللہ نے مجھے اُمید کے برخلاف اس رنگ میں رقم کا انتظام کر دیا کہ دوگنی رقم خلافت جوبلی فند میں ادا کرنے کی توفیق پائی۔ بعض اور دوست بھی ہیں جنہوں نے ایک ایک لاکھ روپئے کے وعدہ جات لکھوائے اور ادائیگی کی توفیق اللہ تعالیٰ نے کہیں زیادہ کی عطا فرمائی۔

تامل ناڈو کے ایک مخلص احمدی نے جو کہ مالی لحاظ سے کافی کمزور ہیں صد سالہ خلافت جوبلی میں اپنی استطاعت سے بڑھ کر وعدہ لکھوایا تھا جس میں کہ اپنی فیملی کے علاوہ اپنے مرحوم والدین کے نام پر بھی وعدہ جات لکھوائے تھے۔ جس کی ادائیگی بظاہر ممکن نظر نہیں آتی تھی۔ اُن سے پوچھا بھی گیا کہ کیا آپ اتنے بڑے وعدہ کی ادائیگی کر سکتے ہیں؟ تو موصوف نے کہا کہ کچھ بھی ہو اللہ تعالیٰ مجھے توفیق ضرور دے گا۔ آپ صرف دُعا کریں۔ چنانچہ واقعتاً اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا کی اور بظاہر حالات ناساز ہوتے ہوئے بھی موصوف نے بروقت صد فیصد وعدہ کی رقم -/1,25,000 روپئے کی ادائیگی کردی۔ اسی طرح دیگر مخلصین نے بھی اپنی بساط اور طاقت سے بڑھ کر قربانیاں پیش کیں۔

یوپی کے ایک گاؤں کے ایک مخلص احمدی نے بظاہر ایک چھوٹی سی رقم کی ادائیگی کا وعدہ کیا تھا جبکہ موصوف ایک معمولی کاشتکار ہیں۔ اور کھیتی سے ہی گھریلو ضروریات پوری کرتے ہیں۔ جلسہ سالانہ قادیان 2006ء کے موقعہ پر قادیان میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے روح پرور خطاب کے بعد موصوف جلسہ گاہ سے باہر آئے اور مبلّغ سلسلہ یوپی سے کہا کہ مولوی صاحب دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے دو ہزار روپئے کی جگہ -/15,000 روپئے کی ادائیگی کی توفیق عطا کرے۔ باوجود یہ کہ موسم ناساز گار تھا۔ موصوف کی فصل کئی گنا اچھی ہوئی کہ موصوف نے -/15,000 روپئے یکمشت صد سالہ خلافت جوبلی میں ادائیگی کی توفیق پائی۔

صوبہ کیرلہ کے مخلصین نے بھی مثالی قربانیاں پیش کیں۔ کوئی بھی جماعت ایسی نہیں جس نے اپنے مجموعی بجٹ کے 10 فیصد سے زائد کی ادائیگی نہ کی ہو۔ ایسے مخلصین بھی ہیں جنہوں نے ایک لاکھ اور اُس سے زائد کی ادائیگی کی ہے اور اپنی طاقت سے بڑھ کر قربانیاں پیش کی ہیں۔

واقفین زندگی، مبلغین و معلمین جو کہ عوام النّاس کو بے لوث مالی خدمت کرنے کی تحریک کرتے رہتے ہیں اور بار بار اس طرف توجہ بھی دلاتے رہتے ہیں۔ جب اُنہیں تحریک کی گئی تو اُنہوں نے بغیر کسی جھجک کے اپنی ایک ایک ماہ کی تنخواہیں پیش کردیں۔ یہاں تک بعض ایسے مخلص مبلّغین و معلّمین بھی تھے جنہوں نے دو، دو اور تین تین ماہ کی تنخواہ کے برابر وعدہ جات پیش کر دیئے۔ اُنہیں کہا گیا کہ یہ آپ کے لئے زیادہ ہے جس پر اُنہوں نے جواب دیا کہ ہماری زندگیوں میں پہلی مرتبہ ایسی خوشی آئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم اس وعدہ کو پورا کریں گے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اُن میں سے اکثر کو وعدہ کے مطابق مکمل ادائیگی کی توفیق بھی ملی۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ سب مخلصین، مسیح محمدی کے دیوانے ہیں جن کے دلوں سے خلافت کی محبت اور عقیدت کو کوئی نہیں چھین سکتا اور یہ خلافت حقہ اسلامیہ احمدیہ سے گہری وابستگی اور محبت ہی کا اظہار ہے کہ وہ اپنے اموال بے دریغ خرچ کر رہے ہیں۔

اس موقع پر لجنہ اماء اللہ بھارت کی مالی قربانیوں کا ذکر بھی ضروری سمجھتا ہوں۔ کیونکہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ بھارت نے بھی حضور انور کی خدمت میں یہ درخواست کی تھی کہ حضور ہماری بھی خواہش ہے کہ خلافت جوبلی کے مبارک موقع پر لجنہ اماء اللہ بھارت کی طرف سے بھی بطور شکرانہ ایک رقم حضور انور کی خدمت میں پیش کی جائے۔ جس کے لئے حضور انور نے اُن کی خواہش کے مطابق پانچ لاکھ روپئے عطایا وصول کئے جانے کی اجازت و منظوری مرحمت فرمائی۔

چنانچہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ بھارت کی طرف سے لجنات میں تحریک ہوئی۔ بھارت کی لجنات نے بھی قربانی کا وہی جذبہ دکھایا جو مردوں نے دکھایا تھا۔ بعض

خواتین نے اپنے زیورات تک پیش کر دئے۔اس طرح بھارت کی لجنات کی طرف سے پانچ لاکھ روپے کے مقابل پر اُنتیس لاکھ سے زائد روپے صد سالہ خلافت جوبلی شکرانہ فنڈ میں ادا کئے گئے۔اس طرح مجموعی طور پر پورے ہندوستان کی جماعتوں اور لجنات سے وصول ہونے والی رقوم 27 مئی 2008ء تک ہر دو مدّات میں یعنی صد سالہ خلافت جوبلی فنڈ اور جوبلی شکرانہ فنڈ میں ایک کروڑ ساٹھ لاکھ روپے تک پہنچ چکی تھی اور اب بفضلہ تعالیٰ یہ رقم تقریباً دو کروڑ تک پہنچ چکی ہے اور یہ سلسلہ تا حال جاری ہے۔

اسی طرح نظام وصیّت میں شمولیت کے لیے جو چندہ دہندگان کے لئے کم از کم 50% ٹارگٹ کی تحریک کی گئی تھی اُس میں بھی اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی فضل فرمایا۔اور 27 مئی 2008ء تک 40% سے زائد افراد نظام وصیّت کے بابرکت نظام میں شامل ہوئے۔جس کے نتیجہ میں ہندوستان کے چندہ جات میں بھی غیر معمولی اضافہ ہوا اور اب خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے جماعت احمدیہ بھارت کو بھی حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی تحریک پر لبیک کہتے ہوئے چندہ دہندگان میں سے ۵۰ فیصد کو نظام وصیت میں شامل کرنے کا ٹارگیٹ مکمل کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔الحمد للہ اور ہم اُمید کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ دسمبر 2008ء تک مقرر فرمودہ ٹارگٹ سے انشاء اللہ ہندوستان کی جماعتیں تجاوز کریں گی۔

اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہندوستان کی تمام جماعتوں کو اس کی توفیق عطا فرمائے تا کہ ہمیشہ ہم خلافت کی برکات سے مستفیض ہوتے رہیں۔ آمین۔ثم آمین۔

حضرت سید ولد آدم صلی اللہ علیہ وسلم

(نعتیہ کلام سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

حضرتِ سیّدِ وُلدِ آدم، صلّی اللہ علیہ وسلّم — سب نبیوں میں افضل و اکرم، صلی اللہ علیہ وسلم
نامِ محمدؐ، کامِ مکرّم، صلی اللہ علیہ وسلم — ہادیٔ کامل، رَہبرِ اعظم، صلی اللہ علیہ وسلم
آپ کے جلوۂ حُسن کے آگے، شَرم سے نوروں والے بھاگے — مہر و ماہ نہ توڑ دیا دم صلی اللہ علیہ وسلم
اِک جلوے میں آنا فانا بھر دیا عَالَم، کر دیئے روشن — اُتر دَکّھن پورب پچھّم، صلی اللہ علیہ وسلم

اوّل و آخر، شارِع و خاتَم
صلی اللہ علیہ وسلم

ختم ہوئے جب کل نبیوں کے دورِ نبوت کے افسانے — بند ہوئے عرفان کے چشمے، فیض کے ٹوٹ گئے پیمانے
تب آئے وہ ساقیِ کوثر، مَستِ مئے عرفان، پیمبر — پیرِ مُغانِ بادۂ اَطہر، مَے نوشوں کی عید بنانے
گھر آئیں گھنگھور گھٹائیں، جھوم اُٹھیں مخمور ہوائیں — جھک گیا ابرِ رحمتِ باری، آبِ حیاتِ نَو برسانے
کی سیراب بلندی پَستی، زندہ ہوگئی بستی بستی — بادہ کَشوں پر چھا گئی مستی، اِک اِک ظرف بھرا بَرکھا نے

اِک برسات کرم کی پیہم
صلی اللہ علیہ وسلم

چارہ گروں کے غم کا چارہ، دُکھیوں کا امدادی آیا — راہنما بے راہرووں کا، راہبروں کا ہادی آیا
عارف کو عرفان سکھانے، مُتّقیوں کو راہ دکھانے — جس کے گیت زَبور نے گائے، وہ سردار منادی آیا
وہ جس کی رحمت کے سائے یکساں ہر عالم پر چھائے — وہ جس کو اللہ نے خود اپنی رحمت کی ردا دی، آیا
صدیوں کے مُردوں کا مُحی، صَلِّ عَلَیْہِ کَیفَ یُحْی — موت کے چنگل سے انسان کو دلوانے آزادی آیا

جس کی دعا ہر زخم کا مرہم
صلی اللہ علیہ وسلم

شیریں بول، اَنفاس مطہر، نیک خصائل، پاک شَمائل — حاملِ فرقاں، عالم و عامل، علم وعمل دونوں میں کامل
جو اُس کی سرکار میں پہنچا، اُس کی یوں پلٹا دی کایا — جیسے کبھی بھی خام نہیں تھا، ماں نے جنا تھا گویا کامل
اُس کے فیضِ نگاہ سے وَحشی، بن گئے حلم سکھانے والے — مُعطی بن گئے شہرۂ عالم، اُس عالی دربار کے سائل
نبیوں کا سرتاج، ابنائے آدم کا معراج محمد — ایک ہی جَست میں طے کر ڈالے، وَصلِ خدا کے ہفت مراحل

ربِ عظیم کا بندہ اعظم
صلی اللہ علیہ وسلم

دور خلافت رابعہ

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ خلیفہ منتخب ہونے کے بعد
مسجد مبارک ربوہ میں خطاب فرما رہے ہیں

حضورؒ ۱۰؍جون کو پہلی بیعت لیتے ہوئے

حضورؒ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی تدفین کے موقعہ پر گفتگو کرتے ہوئے

حضورؒ دورِ خلافت کا پہلا خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اپریل ۱۹۸۴ء میں بیت الذکر اسلام آباد پاکستان میں مجلس سوال و جواب سے خطاب فرماتے ہوئے
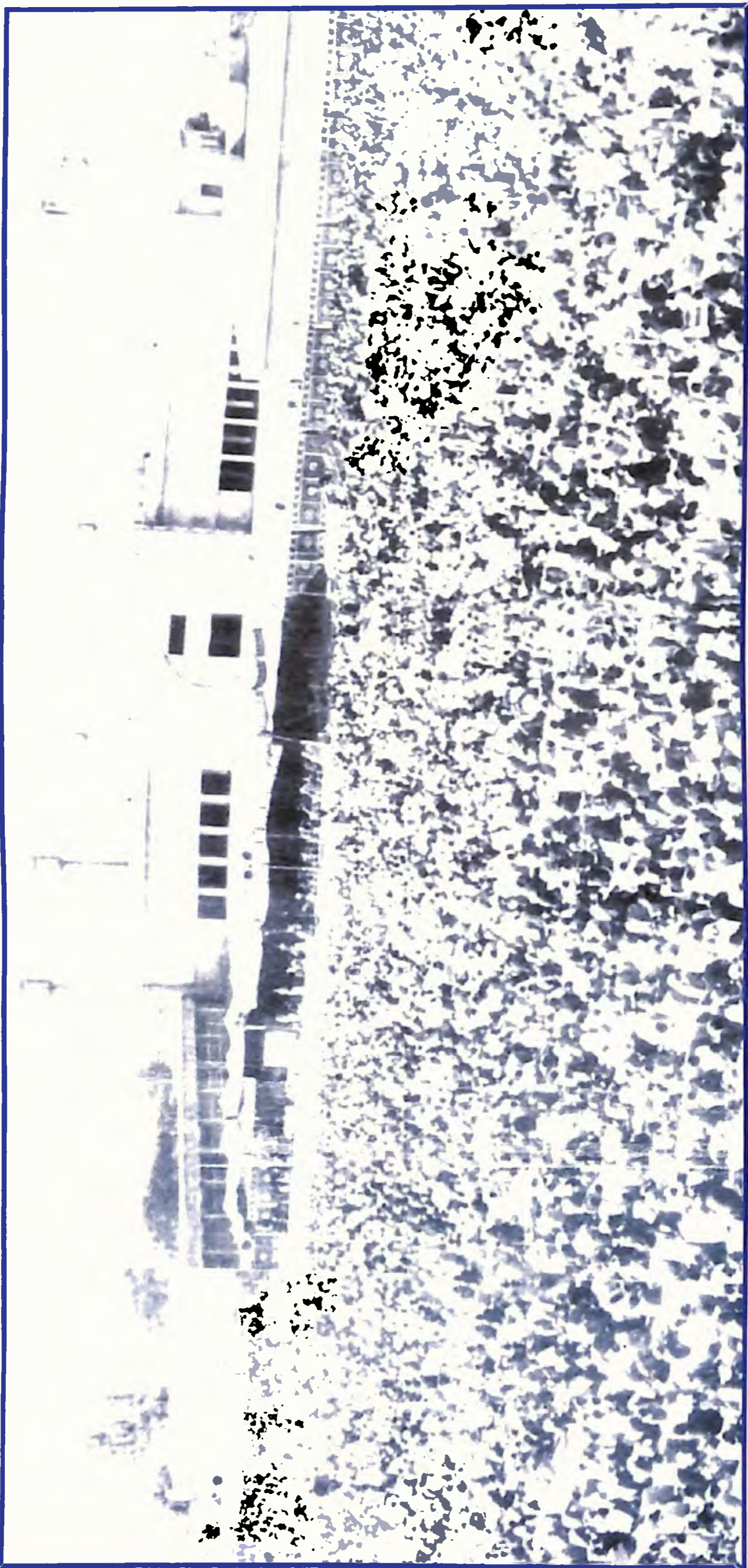
جلسہ سالانہ ربوہ (پاکستان) ۱۹۸۳ء کا ایک منظر اس جلسہ میں تین لاکھ سے زائد احباب جماعت شریک ہوئے۔ یاد رہے ۱۹۸۳ء کے بعد سے اب تک حکومت پاکستان کی طرف سے اس روحانی اجتماع کے انعقاد پر پابندی ہے جبکہ دنیا بھر میں ایسے جلسے مختلف جگہوں پر ہر سال منعقد ہو رہے ہیں۔ تصویر میں اوپر ربوہ کی عالیشان مسجد اقصیٰ بھی نظر آ رہی ہے۔

خلافت رابعہ کے پہلے جلسہ سالانہ ربوہ ۱۹۸۲ء میں صدارت

مولوی ابوالمنیر نورالحق صاحب سے بات کرتے ہوئے
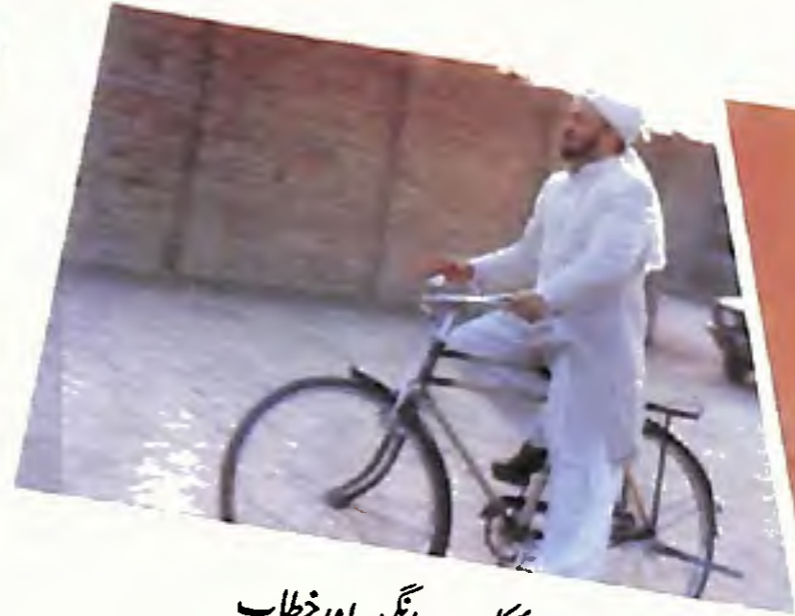
مربیان کے اعزاز میں دعوت میں شرکت کے لئے سائیکل پر روانگی۔ اور خطاب
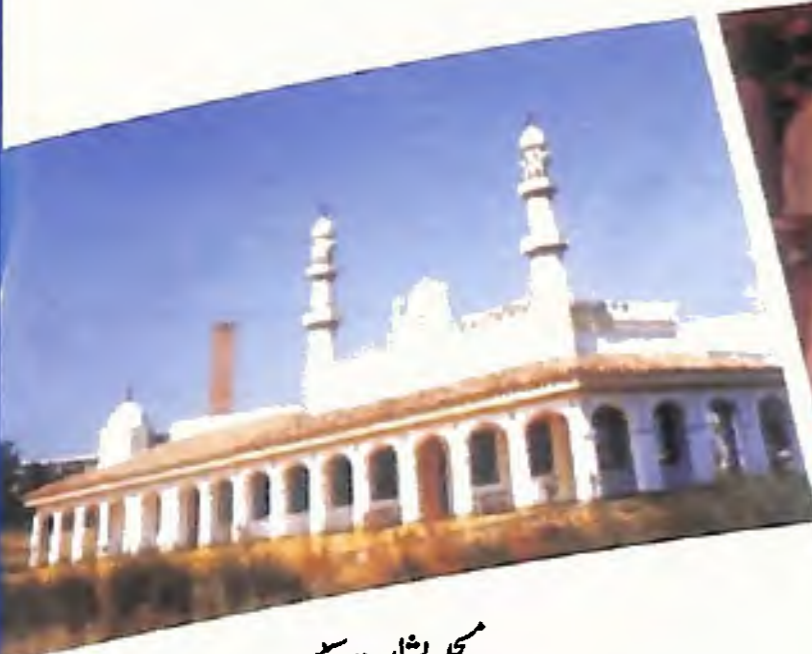
مسجد بشارت سپین

حضور کے بائیں محترم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب دائیں حضرت چوہدری ظفر اللہ خانؓ
مکرم کرم الٰہی ظفر صاحب مبلغ سپین کھڑے ہیں۔

مسجد بشارت سپین کی افتتاحی تقریب (۱۹۸۳ء)

کینبرا یونیورسٹی میں خطاب فرماتے ہوئے

مسجد بیت الھدیٰ آسٹریلیا کے سنگ بنیاد کی تقریب

Wisemans Bowling Club
آسٹریلیا میں مجلس عرفان

پاکستان میں احمدیوں پر مظالم (۱۹۸۴ء)

پاکستان میں ضیاءالحق نے ۱۹۸۴ء میں امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری کیا اس موقعہ پر پاکستانی اخبارات کے تراشے

قادیانی آرڈیننس کیخلاف درخواست

امتناع قادیانیت آرڈیننس بنیادی انسانی حقوق

کی تبلیغ پر پابندی لگادی گئی

امروز

Ordinance

Ahmadis use Muslim nomenclature

امتناع قادیانیت آرڈیننس بنیادی انسانی حقوق کی خلاف ورزی نہیں

Mocking the constitution

قادیانی عبادت گاہوں کو مسجد نہیں کہا جاسکے گا اذان بھی نہیں

وجہ سے قادیانی صد سالہ جشن نہ منا سکے
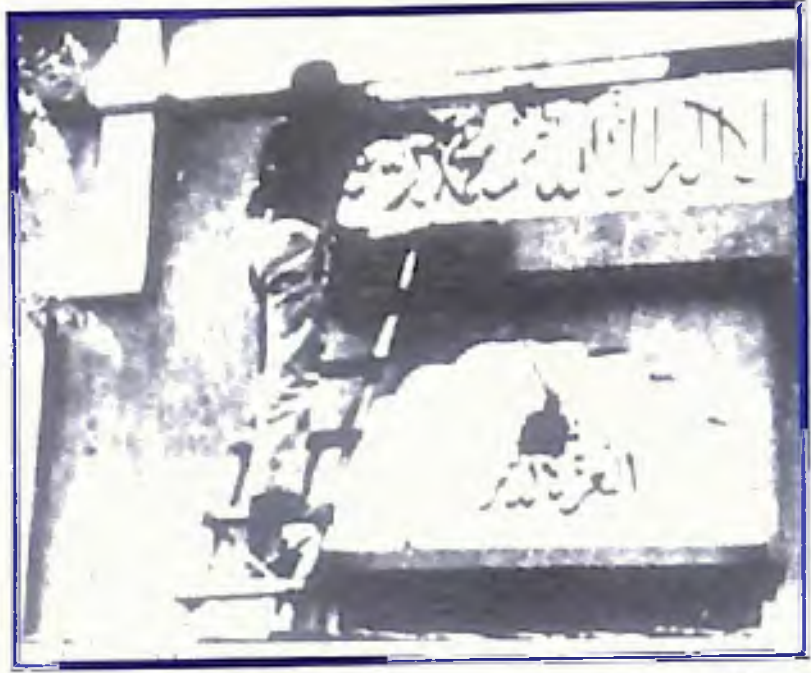
فیصل آباد کی احمدیہ مسجد سے ایک سپاہی کلمہ مٹاتے ہوئے

مردان کی احمدیہ مسجد کو مکمل طور پر منہدم کیا گیا
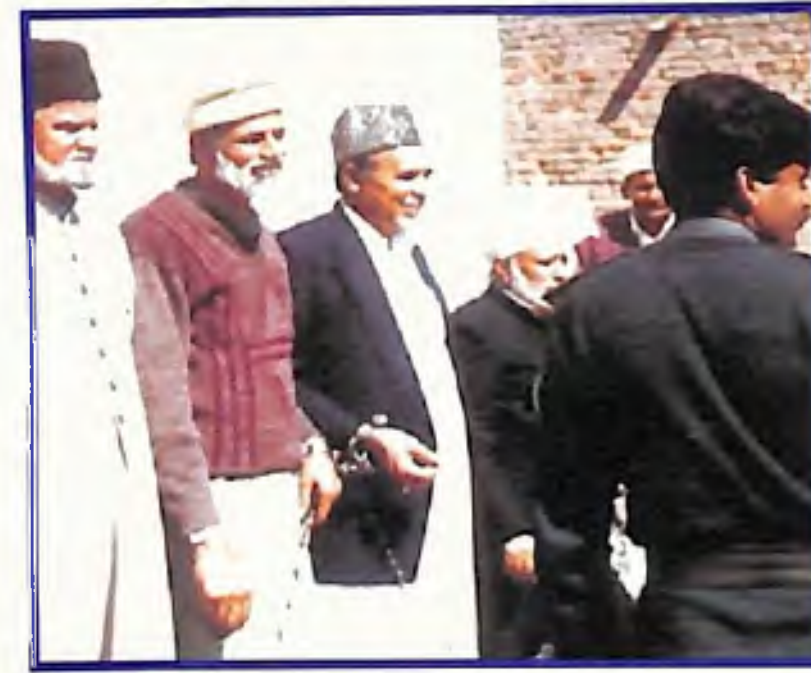
جماعتی اخبارات ورسائل کے ایڈیٹران و پبلشرز ہتھکڑیاں پہنے ہوئے پولیس حراست میں
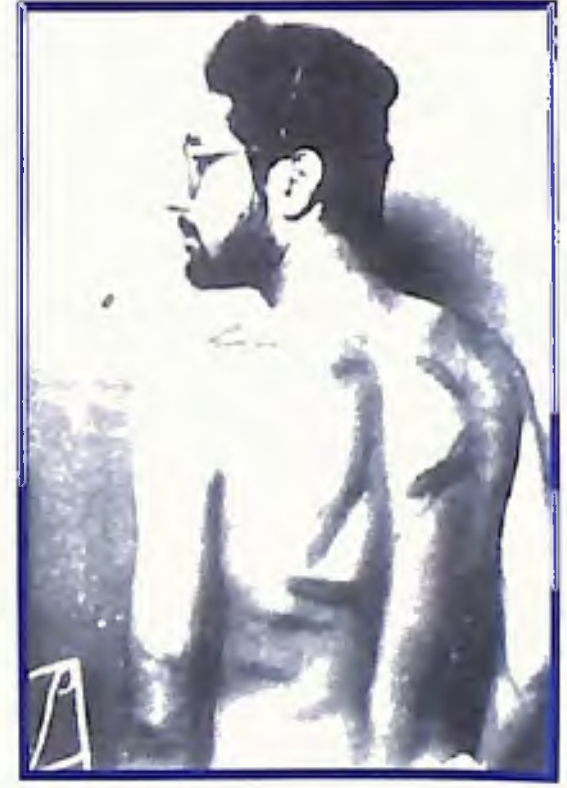
حافظ محمد امجد عارف سرگودھا اپنے زخم دکھاتے ہوئے

حکومت تنزانیہ کے افسران اور ممبران پارلیمنٹ کا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے
ساتھ ایک گروپ فوٹو

حضورؒ بیت الہدیٰ سڈنی آسٹریلیا میں ہونے والی ایک تقریب کی صدارت فرما رہے ہیں
دائیں طرف نیوز ساؤتھ ویلز کے ممبر پارلیمنٹ وزیر اعظم کے نمائندے تشریف فرما ہیں

حضورؒ انٹاریو کی قانون ساز اسمبلی کی حزب اختلاف کے لیڈر جناب بوبرائے کو
اپنی کتاب مذہب کے نام پر خون پیش کرتے ہوئے

حضورؒ ماریشس کے وزیر اعظم سر ایزوڈ جنجاتھ کیوسی کو
قرآن مجید و اسلامی لٹریچر پیش کرتے ہوئے

سیرالیون کے صدر ایچ ای جوسف حضورؒ سے مصافحہ کرتے ہوئے

آئیوری کوسٹ کے صدر حضور پُرنورؒ کے ساتھ

حضورؒ میونخ جرمنی میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب فرماتے ہوئے

حضورؒ پرتگال کی سرزمین پر پہلا خطبہ جمعہ ارشاد فرمارہے ہیں

اسلام اور عصر حاضر کے مسائل کا حل کے موضوع پر کوئین الزبتھ دوم کانفرنس سینٹر میں تقریر فرماتے ہوئے۔ (۲۴ر فروری ۱۹۹۰ء)

سیرالیون (افریقہ) میں حضورؒ پیراماؤنٹ چیف کے لباس میں

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ طاہر ٹریننگ کلاس نیویارک میں اطفال الاحمدیہ کو پڑھاتے ہوئے

مسجد فضل لندن میں حضورؒ لوائے احمدیت لہراتے ہوئے

۲۳ ؍مارچ ۱۹۸۹ء کے دن حضورؒ اور احباب جماعت کی مسکراہٹوں کا دلفریب منظر

مکرم انور کاہلوں صاحب ہجرت کے وقت ہیتھرو ایئرپورٹ پر حضورؒ کا استقبال کر رہے ہیں
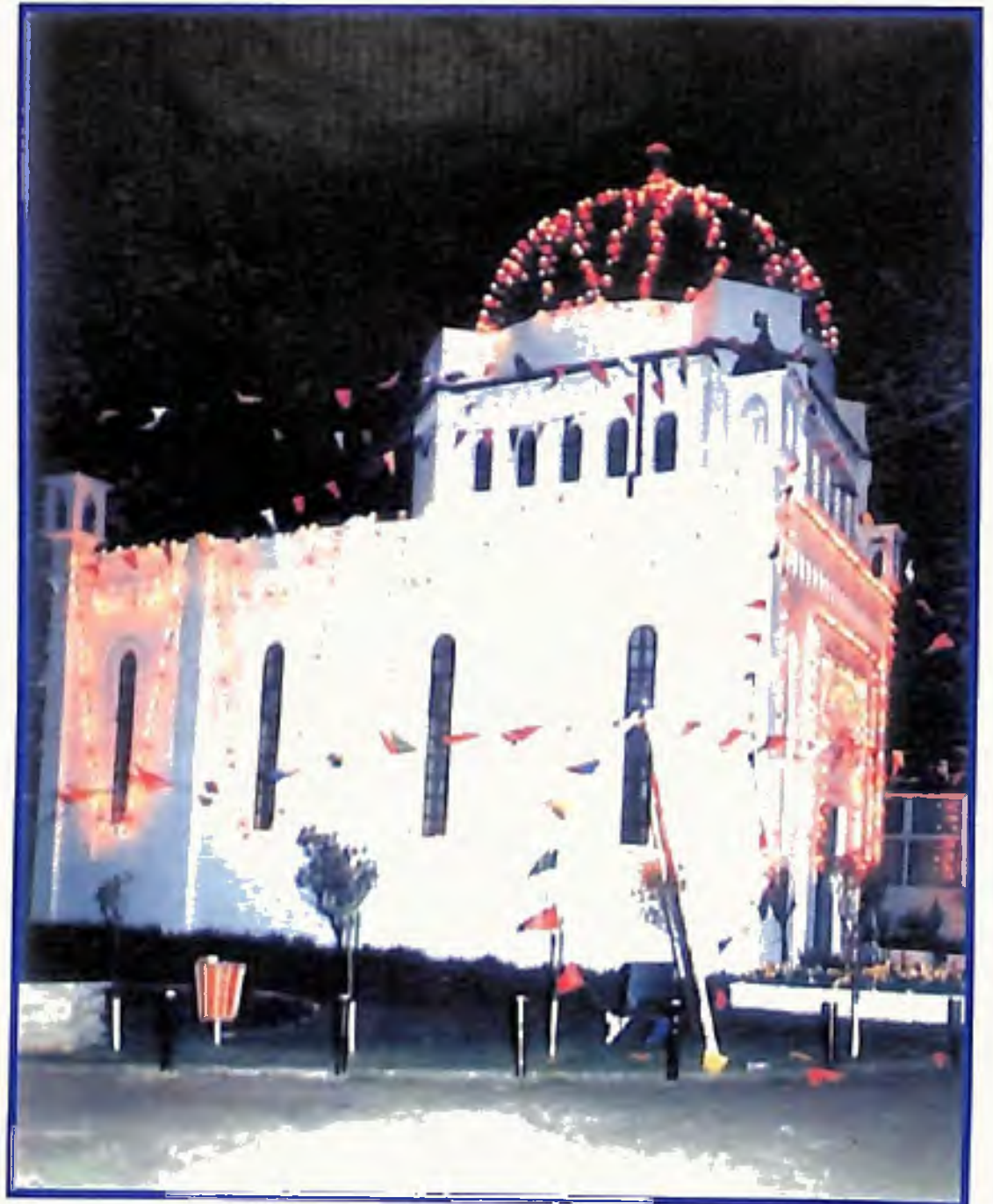
احمدیہ صد سالہ جشن تشکر کے موقعہ پر مسجد فضل لندن میں چراغاں

تنزانیہ میں خطاب

قادیان میں ۲۳ / مارچ ۱۹۸۹ء کو احمدیہ صدسالہ جشن تشکر کی تقریب میں
محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر جماعت
جناب آر ایل بھاٹیہ وزیر خارجہ ہند تشریف فرما ہیں

جشن تشکر ۸۹ء کے سلسلہ میں جماعت احمدیہ لاہور کی ایک تقریب کا منظر

۲۳ / مارچ ۱۹۸۹ء کے روز منارۃ المسیح پر چراغاں

گھانا کی صدسالہ جشن تشکر ۸۹ء کی تقریب میں امیر جماعت احمدیہ گھانا خطاب فرماتے ہوئے

مسجد بیت النور ناروے میں جشن تشکر کی ایک تقریب میں حاضرین کا منظر

ماریشس کے منسٹر پرسورمن صد سالہ جشن تشکر تقریب میں حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے

مسجد بیت الھدیٰ سڈنی آسٹریلیا میں جشن تشکر کے موقعہ پر ایک تقریب میں حاضرین کا منظر

سویڈن میں صد سالہ جشن تشکر کے موقعہ پر اطفال کا اجتماع

جماعت احمدیہ امریکہ کے 1989ء کے جلسہ سالانہ میں حضورؒ خطاب فرما رہے ہیں

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا بابرکت دورہ ہندوستان (۱۹۹۱ء) حضورؒ کی قادیان تشریف آوری پر والہانہ استقبال کے مناظر

قادیان میں احباب سے ملاقات کا منظر
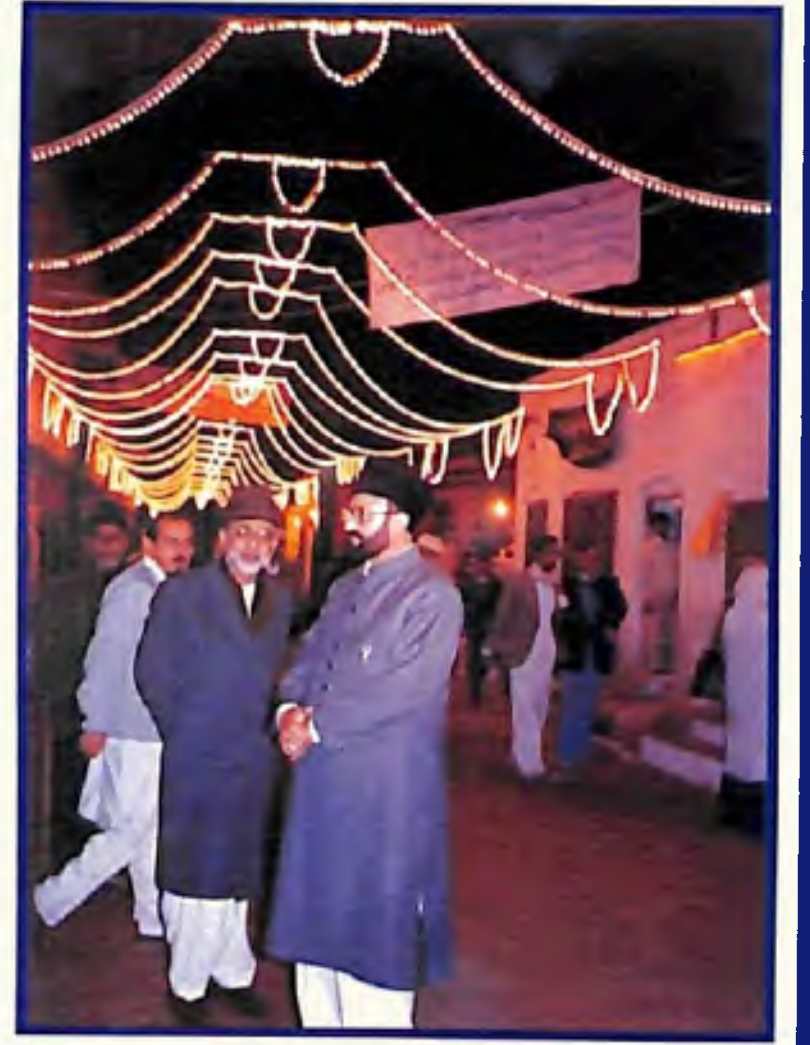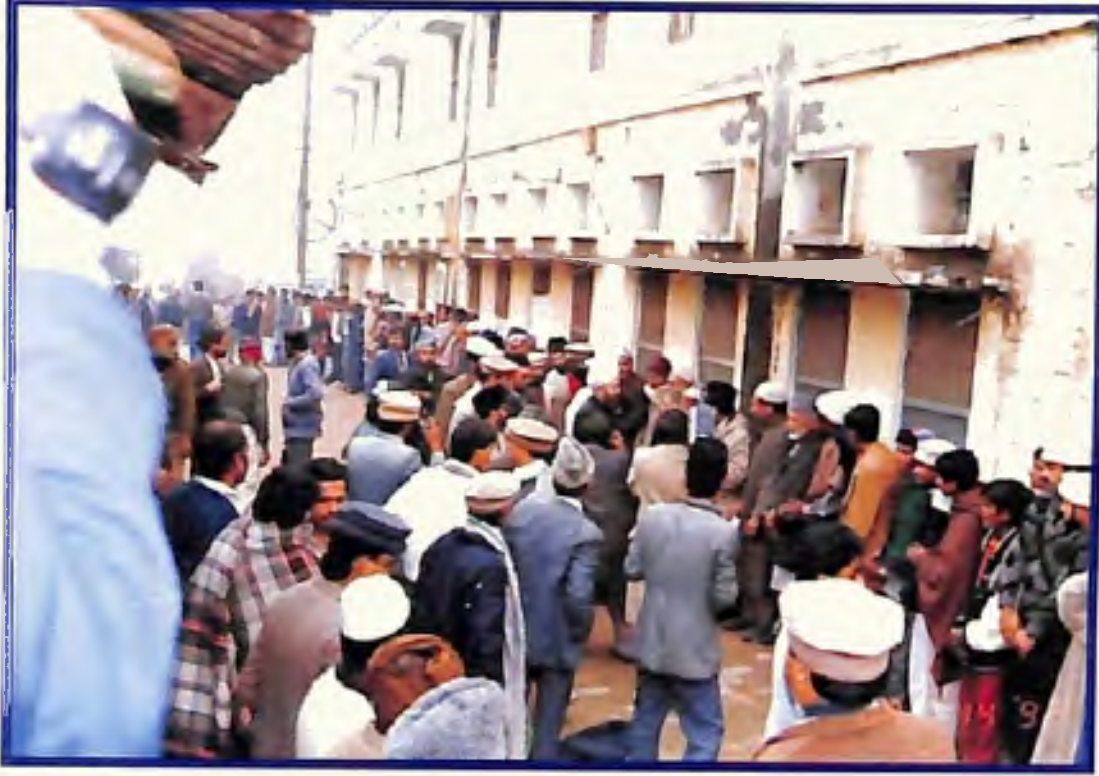
مزار مبارک حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر حضورؒ دعا کرتے ہوئے

مسجد اقصیٰ قادیان میں بیعت کا منظر (1991ء)
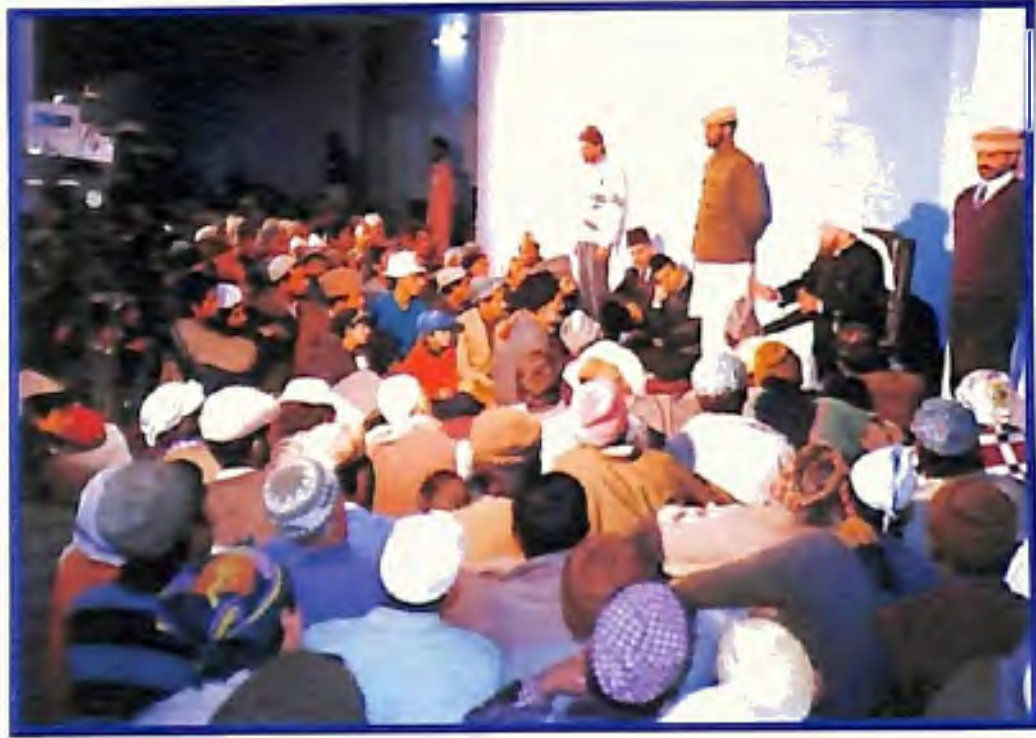
مسجد اقصیٰ قادیان میں مجلس عرفان

صد سالہ جلسہ سالانہ 1991ء میں حضورؒ خطاب فرما رہے ہیں

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ جلسہ سالانہ قادیان 1991ء میں خطاب فرما رہے ہیں
اور بائیں طرف حضرت محمد حسین صاحبؓ سبز پگڑی والے تشریف فرما ہیں

صد سالہ جلسہ سالانہ قادیان میں حاضرین کا منظر

۲۹ر دسمبر ۱۹۹۱ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ قادیان میں تاریخ احمدیت اڑیسہ کا مسودہ ملاحظہ فرماتے ہوئے

1993ء میں حضورؒ نے عالمی بیعت کا سلسلہ شروع فرمایا ایک موقعہ کی عالمی بیعت کا منظر

حضورؒ نے کتاب ہومیوپیتھی یعنی علاج بالمثل تصنیف فرمائی جس نے طب کی دنیا میں ایک انقلاب پیدا کر دیا جلسہ سالانہ لندن کے موقعہ پر حضور کتاب کا اجرا فرما رہے ہیں
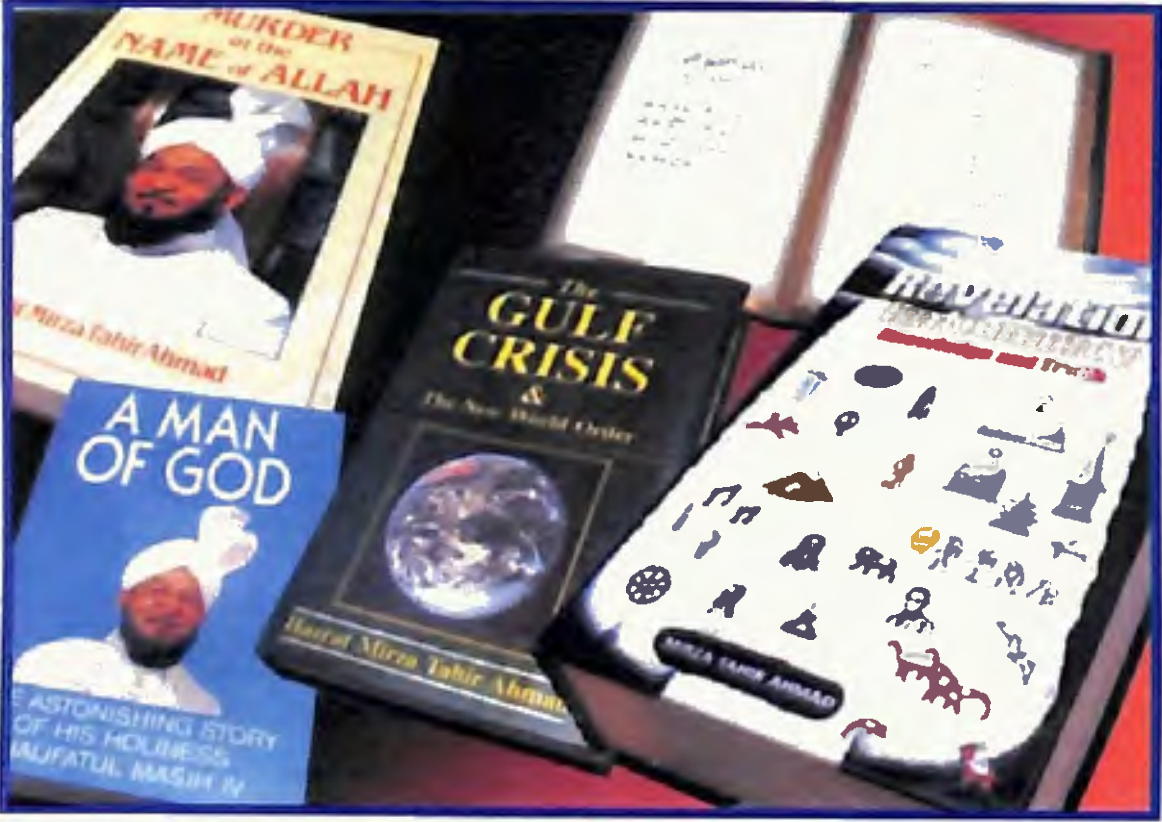
حضورؒ کی اعظیم تصنیفی خدمات کی ایک جھلک

ایم.ٹی.اے. پر حضورؒ نے اردو کلاس جاری فرمائی ایک اردو کلاس کا منظر

جماعت احمدیہ کا خدمت خلق کا ادارہ ہیومینٹی فرسٹ جسے یو.این.او میں بھی رجسٹرڈ کر لیا گیا ہے ادارہ کے ممبران حضورؒ سے شرف ملاقات حاصل کرتے ہوئے

صد سالہ جلسہ سالانہ قادیان 1991ء کے موقعہ پر درویشان قادیان اپنے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ہمراہ

دائیں سے بائیں نیچے بیٹھے ہوئے:- مکرم میاں محمد سلیمان دہلوی صاحب، ماسٹر محمد اسماعیل صاحب، محمد دین بدر صاحب، طیب علی بنگالی صاحب، دین محمد ننگلی صاحب، بشیر احمد حافظ آبادی صاحب، عبدالکریم صاحب، ولی محمد صاحب، سائیں عبدالرحمان صاحب، مرزا محمد زمان صاحب، عزیز احمد منصوری صاحب، محمد شریف ڈوگر صاحب، شریف احمد شیخوپوری صاحب، محمد نذیر ننگلی صاحب، صوفی غلام احمد صاحب، محمد اسماعیل ننگلی صاحب، شیخ محمد ابراہیم صاحب۔ کرسیوں پر بیٹھے ہوئے:- چوہدری محمد عبداللہ صاحب، منظور احمد چیمہ صاحب، عبدالحق فضل صاحب، قریشی محمد شفیع عابد صاحب، ممتاز احمد ہاشمی صاحب، بدرالدین عامل صاحب، چوہدری مبارک علی صاحب، ملک صلاح الدین صاحب ایم.اے، صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب، حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابعؒ (چوہدری اللہ بخش صاحب صادق ربوہ) عبدالحمید عاجز صاحب، فضل الٰہی خان صاحب، ملک بشیر احمد ناصر صاحب، برکت علی انعام صاحب، عبدالقادر دہلوی صاحب، مرزا منور احمد صاحب، بشیر احمد خادم صاحب، منظور احمد گھنوکے صاحب۔ کھڑے پہلی لائن:- محمد ایوب بٹ صاحب، ملک محمد بشیر صاحب، ماسٹر محمد ابراہیم صاحب، محمد یوسف گجراتی صاحب، خواجہ عبدالستار صاحب، عطاء اللہ خان صاحب، امیر احمد صاحب، بشیر احمد بانگروی صاحب، شیخ عبدالقدیر صاحب، گیانی عبداللطیف صاحب، قاضی عبدالحمید صاحب، خواجہ احمد حسین صاحب، چوہدری عبدالسلام صاحب، مولوی غلام نبی صاحب، بشیر احمد ٹھیکیدار صاحب، بشیر احمد مہار صاحب، مستری محمد دین صاحب، محمد موسیٰ بشیر احمد کالا افغانہ صاحب، محمد احمد کالا افغانہ، مولوی محمد یوسف صاحب، مظہر حسین صابر صاحب۔ کھڑے ہوئے دوسری لائن:- حکمت اللہ صاحب، مرزا محمد اقبال صاحب، منظور احمد مبشر صاحب، عبدالحمید مومن صاحب، مولوی فیض احمد صاحب، چوہدری سکندر خان صاحب، غلام قادر صاحب، بشیر احمد گھٹیالیاں صاحب، محمد اسحاق صاحب، خورشید احمد پربھاکر صاحب، مستری منظور احمد صاحب، غلام حسین صاحب، ڈاکٹر غلام ربانی صاحب، عمرالدین صاحب، محمد عمر علی صاحب، محمد صادق صاحب ننگلی، ظہور احمد گجراتی صاحب، عمرالدین دہلوی صاحب، سید شہامت علی صاحب۔

CENTENARY KHILAFAT JUBILEE
1908-2008

عیدالاضحیٰ کے دن مسجد اقصیٰ میں احباب جماعت و درویشان قادیان کا ایک یادگار فوٹو (۵/مئی ۱۹۶۲ء)

خلافت احمدیہ کی ایک عظیم الشان برکت

عالمی بیعت

وحدتِ اقوامِ عالم کا ایک ایمان افروز نشان

﴿ مکرم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب ایم.اے، امام مسجد فضل لندن ﴾

اسلام روحانی ارتقاء کی بلند ترین چوٹی کا نام ہے۔ یہ ربّ العالمین خدا کی طرف سے ساری نسلِ انسانی کے لئے وہ آخری کامل و مکمل پیغامِ نجات ہے جو ایک طرف ہر لحاظ سے جامعیت کے اعتبار سے نقطۂ کمال پر ہے اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ نے اس بات کو اپنے ذمہ لیا ہے کہ قرآن مجید کی کامل شریعت، جس پر اس دین کی بنیاد ہے، ہمیشہ اپنی اصلی حالت میں محفوظ رکھی جائے گی اور کوئی شخص اس میں کسی قسم کی تبدیلی یا رخنہ اندازی نہیں کر سکے گا۔ یہ عالمگیر پیغام ساری دنیا کے لئے ہے۔ ہر فرد بشر اس کا مخاطب ہے اور یہ پیغام زمان و مکان کی حدود و قیود سے بہت بالا، ہر زمانہ اور ہر علاقہ کے سب لوگوں کی دینی، اخلاقی اور روحانی ضروریات پوری کرنے کی ضمانت دیتا ہے۔

مذہب اسلام کی بے شمار خوبیوں میں سے ایک نمایاں خوبی یہ ہے کہ یہ ساری نسل انسانی کو اُمّت واحدہ بنانے کا پیغام دیتا ہے۔ مذہب اسلام انسانوں کے باہم تفرقوں اور فرقہ بندیوں کو مٹا کر، ان کے علیحدگی کے خیالات و جذبات کو ختم کر کے سب کو باہم متحد ہونے کا پیغام دیتا ہے۔ اسلام ساری دنیا کے لوگوں میں عالمگیر وحدت کے پیغام کا علمبردار ہے۔ یہ صرف دعویٰ نہیں بلکہ اسلامی تعلیمات اس بات کا منہ بولتا ثبوت مہیا کرتی ہیں۔ اسلامی عقائد اور نظریات ایسے ہیں جو اتحاد کی بنیادیں قائم کرتے ہیں۔ دیگر ادیان کے بنیادی طور پر منجانب اللہ ہونے اور جملہ انبیاء کرام کے صادق اور راستباز ہونے اور اس طرح کے متعدد عقائد باہمی قربت اور رواداری کی ٹھوس بنیادیں استوار کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں نسل انسانی کی روحانی لحاظ سے مساوات اور برابری کی تعلیم دے کر اور ان کی باہمی نسلی تفاخر کے خیالات کو ختم کرنے کے ذریعہ اسلام نے وحدتِ اقوام عالم کی عظیم اور مستحکم بنیاد قائم فرمائی ہے۔

اس وحدتِ انسانی کا عظیم الشان عالمی ظہور ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی بعثت کے وقت ہوا۔ آپؐ کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ساری انسانیت کے لئے رسول بنایا اور آپ کو امن و سلامتی اور عالمی وحدت کا جو عظیم الشان پیغام دیا گیا وہ دنیا کے سب لوگوں اور سب زمانوں کے لئے تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو ہدایت فرمائی کہ:-

قُلْ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا (سورۃ الاعراف:۱۵۹)

یعنی دنیا کے سب انسانوں کو مخاطب کرتے ہوئے یہ اعلان کریں کہ میں تم سب کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ اور پھر یہ بھی ایک تاریخی حقیقت ہے جس سے کوئی صاحب بصیرت غیر مسلم بھی انکار نہیں کر سکتا کہ واقعی آپ ﷺ نے اسلام کی پُر امن تعلیمات اور اپنے ذاتی اُسوہ حسنہ کے ذریعہ بنی نوع انسان کو جس طرح ایک اُمّت واحدہ بنا کر دکھا دیا وہ تاریخ عالم میں واقعی فقید المثال ہے۔ محسن انسانیت ﷺ نے اس وقت کے وحشی صفت لوگوں کو انسان بنایا۔ پھر ان انسانوں کو با اخلاق انسان بنایا۔ با اخلاق انسانوں کو باخدا انسان بنا دیا اور پھر یہی باخدا انسان روحانیت میں ترقی کرتے کرتے خدا نما انسان بن گئے۔ یہ سب لوگ اسلام کے عافیت بخش سایہ کے نیچے آ کر آپس میں بھائی بھائی بن گئے۔ عالمگیر انقلاب اور وحدت قومی کا یہ نظارہ تاریخ عالم میں بے نظیر ہے۔ وحدت کا یہی پیغام آپؐ نے ان الفاظ میں ساری دُنیا کو دیا کہ اِنَّ الْعِبَادَ کُلُّھُمْ اِخْوَۃٌ (مسند امام احمد بن حنبل، جلد ۴، صفحہ ۳۶۹) کہ اللہ تعالیٰ کے پیدا کردہ بندے سب آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس وحدتِ انسانی کو ایک عظیم الشان نعمت قرار دیتے ہوئے فرمایا:-

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ص وَاذْکُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اِذْ کُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِکُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِہٖٓ اِخْوَانًا ج وَکُنْتُمْ عَلٰی شَفَا حُفْرَۃٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَکُمْ مِّنْھَا ط کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمْ اٰیٰتِہٖ لَعَلَّکُمْ تَھْتَدُوْنَ o (سورۃ آل عمران:۱۰۴)

ترجمہ:- اور اللہ کی رسی کو سب کے سب مضبوطی سے پکڑ لو اور تفرقہ نہ کرو اور اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو یاد کرو کہ جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں کو آپس میں باندھ دیا اور پھر اس کی نعمت سے تم بھائی بھائی ہو گئے۔ اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر (کھڑے) تھے تو اس نے تمہیں اس سے

بچا لیا۔ اسی طرح اللہ تمہارے لئے اپنی آیات کھول کھول کر بیان کرتا ہے تا کہ شاید تم ہدایت پا جاؤ۔

یہ وحدت انسانی جو بنی نوع انسان کے لئے نجات اور کامیابی کی ضمانت ہے کوئی ماضی کا قصہ نہیں بلکہ رحیم و کریم ربّ العالمین خدا نے اس دورِ آخرین میں بھی اس وحدت انسانی کے لئے ایک عظیم الشان روحانی نظام حضرت امام مہدی اور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام، بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ، کے ذریعہ جاری فرمایا ہے۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کے اذن سے اور اس کے حکم کے تابع احیائے اسلام اور قیام شریعت اسلامی کی غرض سے جماعت احمدیہ کی بنیاد رکھی۔ سب سے پہلی بیعت کی تقریب ۲۳ / مارچ ۱۸۸۹ء کو منعقد ہوئی۔ یہ دن جماعت احمدیہ کی تاریخ میں اس کے یوم تاسیس کے طور پر جانا جاتا ہے۔

جماعت احمدیہ کے قیام اور بیعت کے نظام کے قیام کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے اس دور آخرین میں (جو دراصل ہمارے رسول مقبول ﷺ ہی کے مبارک دور کا تسلسل ہے کیوں کہ اب قیامت تک سارا زمانہ آپ ﷺ ہی کا مبارک زمانہ ہے) اب وحدت اقوام عالم کی خدائی تقدیر کو پھر سے ایک عظیم شان سے ظاہر فرما دیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ساری دنیا کے لوگوں کو بار بار یہ دعوت دی کہ وہ ایک سچی اور پاکیزہ روحانی زندگی پانے کے لئے ان کے پاس آئیں اور آپ کے دستِ مبارک پر بیعت کر کے ان نعمتوں کے وارث بنیں۔ آپ نے فرمایا:-

''مجھے حکم دیا گیا ہے کہ جو لوگ حق کے طالب ہیں وہ سچا ایمان اور سچی ایمانی پاکیزگی اور محبت مولیٰ کا راہ سیکھنے کے لئے اور گندی زیست اور کاہلانہ اور غدارانہ زندگی کے چھوڑنے کے لئے مجھ سے بیعت کریں۔''

(اشتہار یکم دسمبر ۱۸۸۸ء مجموعہ اشتہارات، جلد اوّل، صفحہ:۱۸۸)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کا ایک عظیم الشان مقصد یہ ہے کہ تا ساری دنیا کے انسانوں کو دینِ واحد یعنی اسلام پر اکٹھا کر کے وحدتِ اقوام عالم کا نظارہ دنیا کو دکھایا جائے۔ آپؑ نے تحریر فرمایا:

''خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو دنیا کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا۔ ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا ہوں۔''

(الوصیت، روحانی خزائن، جلد ۲۰، صفحہ:۳۰۶-۳۰۷)

اس وحدت کے قیام کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس جماعت احمدیہ کو اور اس میں شمولیت کے لئے بیعت کے سلسلہ کو قائم فرمایا۔ جب اللہ تعالیٰ سے اجازت پا کر حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے لوگوں کو بلایا تو اس وقت آپؑ نے اسی وحدت کے حوالہ سے تحریر فرمایا:

''یہ انتظام جس کے ذریعہ سے راست بازوں کا گروہ کثیر ایک ہی سلک میں منسلک ہو کر وحدتِ مجموعی کے پیرائے میں خلق اللہ پر جلوہ نما ہوگا..... خداوند عزّ و جل کو بہت پسند آیا ہے۔'' (مجموعہ اشتہارات، جلد اوّل، صفحہ ۱۹۴)

بیعت کا نظام ایک بہت ہی مقدس اور زندگی بخش نظام ہے۔ اس کا ذکر قرآن کریم میں متعدد جگہوں پر ملتا ہے۔ بیعت دراصل اپنے آپ کو کلّیۃً راہ مولیٰ میں بیچ دینے کا نام ہے اور اس کا پھل اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی سے بھرپور جنت بیان کیا گیا ہے۔ یہ جنت اس دنیا میں بھی ملتی ہے اور اس کی بھرپور تجلی آخرت میں ہوگی۔ بیعت دراصل ایک عظیم پاور ہاؤس سے تعلق پیدا کرنا ہے جس کے نتیجہ میں سچے طور پر بیعت کرنے والے کو تقویٰ اور طہارت کی عظیم دولت ملتی ہے، اس کی تاریک زندگی پر موت وارد ہو جاتی ہے۔ اور روحانیت کا نور اس کی زندگی کو منور کر دیتا ہے۔ بیعت کرنے کا دن دراصل ایک سچے اور مخلص بیعت کنندہ کے لئے ایک نئی روحانی پیدائش کا دن ہوتا ہے۔ یہ دن اس کے لئے ایک عظیم اور روز بروز بڑھتے چلے جانے والے روحانی انقلاب کا نقطۂ آغاز ہوتا ہے۔ بیعت رنگ و نسل اور باہمی تفاخر کی ہر دیوار کو مسمار کر کے سب انسانوں کو آپس میں بھائی بھائی اور خدا تعالیٰ کی نظر میں یکساں کر دیتی ہے اور اس طرح وحدتِ اقوام عالم کی منزل قریب سے قریب تر ہوتی چلی جاتی ہے۔

قرآن مجید میں بیان فرمودہ تعلیمات اور رسول پاک ﷺ کے مقدس اسوہؑ کی متابعت میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ میں بیعت کا سلسلہ شروع سے جاری ہے۔ اذن الٰہی کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اولین بیعت ۲۳ / مارچ ۱۸۸۹ء کو لدھیانہ شہر کے محلّہ جدید میں واقع حضرت صوفی احمد جان صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان کے ایک چھوٹے کمرہ میں لی۔ آپ کمرہ کے ایک کونے میں دری پر تشریف فرما تھے۔ مردوں میں سب سے پہلے بیعت کرنے کی سعادت حضرت مولانا حکیم الامت نور الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حصہ میں آئی۔ اس روز چالیس خوش نصیبوں نے فرداً فرداً حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دست مبارک پر بیعت کرنے کی سعادت حاصل کی۔ بیعت کرنے والوں نے بیان کیا کہ بیعت کے وقت ان کی ایک عجیب روحانی کیفیت تھی یوں محسوس ہوتا تھا کہ ایک برقی رو مسیح پاک علیہ السلام کے مبارک وجود سے نکل کر ان کے جسموں میں داخل ہو رہی تھی اور اندر ہی اندر ایک نیک اور پاکیزہ تبدیلی پیدا ہوتی جاتی تھی۔ چالیس بیعت کنندگان کا یہ مقدس گروہ دراصل ان کروڑوں مقدسین کا ہراول دستہ تھا جو آج فوج درفوج جماعت احمدیہ میں داخل ہو رہے ہیں اور یہ سلسلہ دن بدن بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ مختلف اقوام سے تعلق رکھنے والے، ہر رنگ و نسل کے لوگ مسیح پاک کی روحانی جماعت میں داخل ہو رہے ہیں۔ اور یدخلون فی دین اللہ افواجا کا نظارہ پیش کر رہے ہیں۔

بیعت کرنے کی مختلف ادوار میں مختلف صورتیں رہی ہیں۔ ابتداء میں تو ہر فرد کی الگ الگ انفرادی بیعت سے یہ سلسلہ شروع ہوا۔ پھر بیک وقت متعدد افراد کی صورت بنی۔ جب تعداد مزید بڑھنے لگی تو یہ صورت ہوئی کہ چند دوست جو قریب ہوتے وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام یا بعد ازاں حضرت خلیفۃ المسیح کے مقدس ہاتھ کے نیچے ہاتھ رکھ کر بیعت کے الفاظ دوہراتے جب کہ باقی دوست اپنے سے آگے بیٹھے ہوئے دوست کے کندھے یا کمر پر اپنا ہاتھ رکھ لیتے اور اس طرح بیعت لینے والے مقدس وجود سے سب مبائعین کا ایک ظاہری تعلق اور رابطہ ہو جاتا۔ ایسے مواقع پر بعض اوقات یہ صورت بھی بنتی رہی کہ کوئی شخص جو قریب بیٹھا ہوتا وہ اپنی پگڑی اُتار کر باقی دوستوں پر پھیلا دیتا اور وہ اس پگڑی کو پکڑ کر رابطہ اور تعلق کی صورت پیدا کر لیتے۔ یہ تو ان لوگوں کی صورت ہوئی جو موقع پر موجود ہوتے۔ دور دراز کے لوگوں کے لئے ڈاک کے ذریعہ بھی بیعت کرنے کا طریق جاری رہا اور اب تک جاری ہے۔

جماعت احمدیہ کی تاریخ میں سب سے پہلی بیعت کی تقریب لدھیانہ میں منعقد ہوئی (اس کی کچھ تفصیل پہلے بیان ہو چکی ہے) اس موقعہ پر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے چالیس باصفا مریدوں سے فرداً فرداً بیعت لی۔ اس کے بعد قادیان اور ہندوستان کے مختلف شہروں میں بیعتوں کا سلسلہ جاری رہا۔ سفروں کے دوران بھی مختلف مقامات پر بیعتوں کا ذکر ملتا ہے۔ خلافت احمدیہ کے قیام کے بعد قادیان، ہندوستان کے مختلف شہروں اور ہجرت کے بعد مرکز احمدیت ربوہ میں یہ سلسلہ جاری رہا اور پاکستان کے مختلف مقامات پر بھی حسب حالات بیعت کی تقریبات منعقد ہوتی رہیں۔ خلافت ثانیہ کے زمانہ سے جب خلفائے احمدیت کے بیرونی ممالک کے دورہ جات کا آغاز ہوتا تو پھر یہ سعادت دیگر ممالک کے حصہ میں بھی آئی کہ وہاں پر خلفائے وقت نے اپنے مریدانِ باصفا سے انفرادی اور اجتماعی رنگ میں بیعتیں لیں۔ ایسے مواقع پر اکثر یہ صورت ہوتی رہی کہ ایک یا ایک سے زائد نومبائعین کی بیعت کی تقریب پر جملہ احمدی احباب اور خواتین بھی (پردہ کی رعایت کے ساتھ) ان تقاریب میں شامل ہوتے رہے۔ اس طرح اکناف عالم میں، مختلف ممالک میں بیعتوں کی مبارک تقاریب کی برکت پھیلتی چلی گئی۔ ابتداء میں تو بیعت ہمیشہ اردو زبان میں ہوا کرتی تھی لیکن دیگر ممالک میں بعض اوقات مقامی احباب کی زبان کا خیال کرتے ہوئے انگریزی زبان میں بھی بیعت کے الفاظ دہرائے جاتے تھے۔ کبھی ایسے بھی ہوا کہ جب بیعت کنندگان انگریزی بھی نہ جانتے تھے تو خلیفۃ المسیح کے ساتھ کوئی ترجمان بیعت کے کلمات کا مقامی زبان میں ترجمہ کر دیتا تاکہ نومبائعین ساتھ کے ساتھ دوہرا سکیں۔ الغرض یہ سلسلہ لمبا عرصہ اس طرح جاری رہا اور دور دراز ملکوں میں رہنے والے احمدی احباب کو حضرت خلیفۃ المسیح کے مبارک ہاتھوں پر بیعت کرنے کی سعادت ملتی رہی۔

پھر اس کے بعد جماعت احمدیہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک اور انقلابی دور میں داخل ہوئی۔ ۱۹۸۴ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ پاکستان سے ہجرت کر کے انگلستان تشریف لے آئے۔ خلیفۂ وقت کی رہائش گاہ کے طور پر لندن جماعت احمدیہ کا عملی مرکز بن گیا۔ یہاں پر بکثرت انفرادی اور اجتماعی بیعت کی تقاریب ہوئیں۔ اس دوران اللہ تعالیٰ نے اپنے غیر معمولی احسان کے نتیجہ میں جماعت کو ۱۹۹۲ء میں یہ توفیق عطا فرمائی کہ ٹیلی ویژن کے ذریعہ جزوقتی نشریات کا آغاز کر سکے اور پھر اللہ تعالیٰ ہی کے فضل و کرم سے ۷ رجنوری ۱۹۹۴ء سے لندن سے باقاعدہ (MTA) مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل کا آغاز ہو گیا۔ الحمدللہ۔ ایم.ٹی.اے. کے ذریعہ اکنافِ عالم میں پھیلی ہوئی جماعت کا خلیفۂ وقت سے براہِ راست رابطہ قائم ہو گیا اور ایم.ٹی.اے. گویا وقت کی آواز بن گیا جس سے ساری دُنیا میں احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی منادی ہونے لگی۔

اللہ تعالیٰ کے اس غیر معمولی اور عظیم الشان انعام کے نتیجہ میں بیعت کے نظام میں بھی ایک غیر معمولی انقلاب اور بے انتہا وسعت کا ایمان افروز نظارہ ظہور پذیر ہوا۔ اس کی ایک ہلکی سی جھلک اس وقت ظاہر ہوئی جب ۱۹۹۲ء میں جلسہ سالانہ قادیان کے موقعہ پر ۲۸ ردسمبر ۱۹۹۲ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے لندن سے شالیمن جلسہ سے براہ راست اختتامی خطاب فرمایا۔ اجلاس کے بعد لندن میں موجود آٹھ افراد (نو احمدیوں) نے حضور انور کے دستِ مبارک پر بیعت کرنے کی سعادت حاصل کی اور اس طرح یہ تاریخ احمدیت میں پہلا موقعہ تھا کہ بیعت کی تقریب عالمی رابطوں کے ذریعہ نشر ہوئی۔ ساری دنیا میں احمدی احباب نے اسے دیکھا، سنا اور ہزاروں میل کے فاصلہ پر بیٹھے ہوئے تجدید بیعت کے ذریعہ اس میں شامل بھی ہوئے۔ یہ واقعہ احمدیت کی تاریخ میں سب سے پہلی بیعت (۲۳ رمارچ ۱۸۸۹ء) کے ۱۰۳ سال بعد رونما ہوا اور ایک نو احمدی انگریز کی خواہش پر اس کی تقریب پیدا ہوئی۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"سب سے دلچسپ باتوں میں سے ایک بات جس کی طرف میری خاص توجہ گئی تھی اور جس کے متعلق مجھے معلوم ہوا ہے کہ ساری دنیا کی جماعتیں بھی محسوس کر رہی ہیں۔ وہ ہے عالمی بیعت یہ تاریخ عالم میں پہلا واقعہ ہے کہ کوئی بیعت لی جا رہی ہو اور سارے عالم میں بیک وقت اس بیعت کے ساتھ زبانیں بھی متحرک ہوں اور دل بھی دھڑک رہے ہوں اور ایک آواز کے ساتھ اقرار کرنا ایک عجیب کیفیت دل میں پیدا کرتا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے خدا کی تقدیر کا ایک اظہار تھا یہ کوئی اتفاقی واقعہ نہیں ہوا۔ یہ بیان

کیا گیا تھا کہ ایک انگریز نو احمدی کے دل میں یہ خیال آیا کہ میں بھی بیعت کرلوں اس موقع پر میں سمجھتا ہوں کہ یہ فرشتوں کی تحریک تھی کوئی اتفاقی خیال نہیں تھا۔ ہمارا گذشتہ سال اس بیعت سے سج گیا ہے۔ اس کے سر پر ایک تاج رکھا گیا ہے۔ اور یہ بتایا گیا ہے کہ ساری دنیا کی جماعت تجدید بیعت کے ذریعے اب وفاؤں اور خدمتوں کے نئے دور میں داخل ہو رہی ہے۔ یہ اس بیعت کی تعبیر ہے اور آئندہ میں سمجھ رہا ہوں کہ انشاء اللہ بیعتیں اسی طرح ہوا کریں گی کہ ایک جگہ جب بیعت ہو رہی ہوگی کسی جلسے میں تو لاکھوں بیعتیں دنیا میں ساتھ ہو رہی ہوں گی۔ اور جو کروڑ کا تصور میں نے پیش کیا تھا وہ دور کی یا خواب وخیال یا خواہش کی بات نہیں رہی۔ میں سمجھتا ہوں اس کا وقت قریب آرہا ہے۔'' (روزنامہ الفضل ربوہ، یکم جنوری ۱۹۹۳ء)

اس طرح کا دوسرا موقعہ ۳۰ رمئی ۱۹۹۳ء کو پیدا ہوا جب کہ خدام الاحمدیہ جرمنی کے سالانہ اجتماع کے موقعہ پر ۱۳ ممالک سے تعلق رکھنے والے ۱۷ افراد نے بیک وقت حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے دستِ مبارک پر بیعت کی سعادت حاصل کی۔ یہ تقریب اسی وقت براہِ راست ساری دنیا میں نشر ہوئی اور ایک بار پھر غائبانہ تجدید بیعت کا موقعہ ساری دنیا کے احمدیوں کو نصیب ہوا۔

اس اجتماع کے موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''جماعت پر بہت بری ذمہ داریاں پڑنے والی ہیں۔ میں تو سوچتا ہوں تو خود کو کمزور محسوس کرتا ہوں مگر میں اللہ پر توکل کرتا ہوں کہ جب اس نے میرے سپرد یہ کام کیا ہے تو وہ راستے بھی بتائے گا۔''

''انقلاب کے آثار بڑی تیزی سے ظاہر ہو رہے ہیں عنقریب لاکھوں کی تعداد میں ہر سال نئے لوگ جماعت میں داخل ہونے والے ہیں ان کی تربیت کرنے ان کو سنبھالنے اور باخدا بنانے کا کام کیسے ہوگا۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ اپنے آپ کو ذکر الٰہی کی صفات سے سجائیں۔ دنیا کے کئی ممالک میں جماعت کو جو ترقی حاصل ہو رہی ہے ان کی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کے لئے دعائیں کر کے سلیقے سے کام کریں گے تو آپ کے درخت وجود کو بے انتہا برکات کے پھل لگیں گے۔''

حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''خدا کی قسم! آپ اللہ پر توکل رکھتے ہوئے ایمان کے ساتھ پہاڑوں کو بھی بلائیں گے تو وہ ضرور آپ کی طرف آئیں گے۔ دنیا میں انقلاب ضرور برپا ہوگا۔ آپ کی صلاحیتوں نے ہی تعمیر نو کرنی ہے۔ سلیقے اور مستقل مزاجی سے کام کریں گے تو کام بوجھ نہیں محسوس ہوں گے۔ جب میں آپ کو کاموں کی تفصیل بتاتا ہوں تو حیران نہ ہوں۔ بہت سے پھل ہیں جو پکے ہوئے ہیں اور آپ کی جھولی میں گرنے کو تیار ہیں۔ ان کو حاصل کریں۔ اللہ آپ کے ساتھ ہو۔'' (روزنامہ الفضل ربوہ، مورخہ ۴ رجولائی ۱۹۹۳ء صفحہ ۲)

ان ارشادات کو پڑھ کر صاف نظر آتا ہے کہ آپ نے کمال روحانی بصیرت سے یہ محسوس کر لیا تھا کہ اب تیزی سے جماعت کی ترقی کا دور آنے والا ہے اور واقعی اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اسی سال یہ بات بڑے واضح طور پر سامنے آگئی!

ان دو ابتدائی مواقع کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے عالمگیر بیعت کے تاریخ ساز سلسلہ کا آغاز جماعت احمدیہ برطانیہ کے جلسہ سالانہ ۱۹۹۳ء کے موقع پر ہوگیا۔ یہ پہلی باقاعدہ عالمی بیعت کی نہایت پرشکوہ ایمان افروز تقریب تھی جس میں دنیا کے مختلف ممالک میں امسال نئے شامل ہونے والے دو لاکھ سے زائد احمدیوں نے مواصلاتی رابطہ کے ذریعہ خلیفہ وقت کے دستِ مبارک پر بیعت کرنے کی سعادت حاصل کی اور باقی احمدی احباب وخواتین اور بچوں نے بھی تجدید عہدِ بیعت کرتے ہوئے اس تقریب میں شمولیت کی۔

اس موقع پر یہ ذکر بہت مناسب معلوم ہوتا ہے کہ عالمی بیعت مذہبی تاریخ کا ایک بہت نرالا اور منفرد نوعیت کا واقعہ ہے جس کے ذریعہ ان متعدد پیشگوئیوں کا ایمان افروز ظہور ہوا جن کا ذکر گذشتہ صحائف میں ملتا ہے۔ مثلاً بائیبل میں مذکور ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے حواریوں کو بطور پیشگوئی آنے والے زمانہ کا نظارہ بطور کشف دکھایا گیا جس میں ذکر ہے کہ روح القدس کی برکت سے متعدد زبانیں بولنے والے حق کی منادی کی خاطر اکٹھے ہو جائیں گے اور یہ ایسا عجیب وغریب اور حیران کن نظارہ ہوگا کہ اپنی مثال آپ ہوگا۔ اس کشفی نظارہ کو غور سے دیکھا جائے تو صاف دکھائی دیتا ہے کہ یہ تو عالمی بیعت کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔ لکھا ہے:-

''جب عید خمسین کا دن آیا تو وہ سب مل کر ایک ہی جگہ میں جمع تھے اور یکبارگی آسمان سے ایسی آواز آئی جیسے تند ہوا کا سناٹا ہوتا ہے اور اس سے سارا گھر جہاں وہ بیٹھے تھے گونج اُٹھا اور آگ کے شعلے کی سی زبانیں انہیں دکھائی دیں اور جُدا جُدا ہو کر ہر ایک پر ٹھہریں اور وہ سب روح القدس سے بھر گئے اور دوسری زبانیں بولنے لگے جس طرح روح نے انہیں بولنا عطا کیا۔

اور ہر قوم میں سے جو آسمان کے تلے ہے خدا ترس یہودی یروشلم میں رہتے تھے جب آواز سنائی دی تو ہجوم لگ گیا اور لوگ متعجب ہوئے کیوں کہ ہر ایک کو یہ سنائی دیتا تھا کہ یہ میری ہی بولی بول رہا ہے اور تعجب کر کے آپس میں کہنے لگے دیکھو یہ جو بولتے ہیں کیا سب جلیلی نہیں۔ پس کیوں کر ہم میں سے ہر ایک اپنے اپنے وطن کی بولی سنتا ہے۔'' (رسولوں کے اعمال: باب ۲ آیات ۱ تا ۸)

اسی طرح حضرت یوحنا کے ایک مکاشفہ میں بھی کچھ مزید تفاصیل کا ذکر ملتا ہے۔ لکھا ہے:

''اور میں نے ایک فرشتے کو ابدی انجیل لئے ہوئے دیکھا جو آسمان کے بیچوں بیچ اُڑ رہا تھا تا کہ زمین کے باشندوں اور ہر قوم اور قبیلے اور زبان اور امت کو

خوشخبری سنائے اور اس نے بلند آواز سے کہا کہ خدا سے ڈرو اور اس کی تمجید کرو کیوں کہ اس کی عدالت کی گھڑی آ پہنچی ہے اور اسی کو سجدہ کرو جس نے آسمان و زمین کو اور سمندر اور پانی کے چشموں کو پیدا کیا ہے۔'' (مکاشفہ یوحنا باب ۱۴ آیت ۶، ۷)

ان دونوں حوالہ جات کے مطالعہ سے بہت دلچسپ اور ایمان افروز پہلو سامنے آتے ہیں۔ فرشتوں کے ذریعہ ابدی انجیل کی منادی سے مراد قرآن مجید کی عالمگیر تبلیغ ہے۔ آسمان کے بیچ اُڑ کر خوشخبری دینے کا اشارہ مواصلاتی نظامِ نشریات کی طرف ہے۔ اور ایک جگہ جمع ہو کر بیک وقت اپنی اپنی زبانوں کو بولنا اور سمجھنا بالکل ویسے ہی ہے جس طرح عالمی بیعت کے موقعہ پر مختلف زبانیں جاننے والے اپنی اپنی زبانوں میں بیک وقت وہی کلمات بیعت ادا کرتے ہیں۔ ان کے دل اللہ تعالیٰ کی تقدیس سے بھرے ہوتے ہیں، آنکھوں سے جذبات تشکر آنسوؤں کی صورت میں ڈھل رہے ہوتے ہیں۔ اور بیعت کی کاروائی مکمل ہوجاتے ہی بجائے خوشی میں نعرے لگانے کے، سب کے سب اپنے پیارے امام کی اقتداء میں اللہ تعالیٰ کے حضور سربسجود ہو جاتے ہیں اور شکر کے آنسو بہا کر سجدہ گاہوں کو تر کر دیتے ہیں۔ یہ ساری باتیں بعینہٖ عالمی بیعت کے موقعہ پر وقوع پذیر ہوئی ہیں اور یہ ایک مسحور کن نظارہ ہوتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے ۱۹۹۳ء کے جلسہ سالانہ برطانیہ پر پہلی عالمی بیعت کے موقع پر انہی حوالہ جات کے ذکر میں فرمایا:

''مسیح کے حواریوں پر روح القدس نازل ہوئی اور وہ مختلف بولیاں بولنے لگے جو اس سے پہلے انکو نہ آتی تھیں اور وہ بولیاں لوگ سننے اور سمجھنے لگے اور تعجب کرنے لگے۔

جہاں تک میں نے تاریخ پر نظر ڈالی ہے اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا کہ ایسا واقعہ ہوا ہے۔ غالب گمان ہے کہ کوئی کشفی واقعہ ہے اور مسیح اوّل کے نہیں بلکہ مسیح ثانی کے دور میں یہ واقعہ رونما ہونا تھا۔

تاریخی شہادت پیش کرنا تو عیسائیوں کا کام ہے لیکن یہ واقعاتی شہادت جو ہم پیش کر رہے ہیں یہ تمام دنیا کے سامنے کھل کر ظاہر ہو رہی ہے۔ کوئی اس کا انکار نہیں کر سکتا کہ اگر یہ پیشگوئی تھی یا کشف تھا تو آج یہ بڑی شان کے ساتھ دنیا کے سامنے حقیقت بن کر رونما ہو رہا ہے اور آج یہ عالمی بیعت مختلف زبانوں میں ہو رہی ہے۔'' (ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن، مورخہ ۲۹ رجولائی ۱۹۹۴ء)

چونکہ یہ عالمی بیعت کا پہلا موقعہ تھا اور لاریب اسلام کی تاریخ میں اپنی طرز کا ایک منفرد اور ممتاز موقعہ تھا اس لئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے بیعت لینے سے قبل ایک بصیرت افروز اور ایمان افروز خطاب بھی فرمایا۔ اس خطاب کے بعض حصے خلاصۃً اس جگہ درج کئے جاتے ہیں جن سے عالمی بیعت کی اہمیت اور تاریخی حیثیت پر خوب روشنی پڑتی ہے۔ حضور رحمہ اللہ نے فرمایا:

جب سے زمین و آسمان بنے ہیں کبھی کسی آنکھ نے ایسا نظارہ نہیں دیکھا کہ بیک وقت بکثرت ممالک اور قوموں نے ایک شخص کے ہاتھ پر بیعت کی ہو۔ تاریخ عالم میں یہ پہلا موقع ہے اور اب اللہ نے چاہا تو اس کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہے گا۔

آئندہ سال کے لئے بیعتوں کا ٹارگٹ موجودہ سال سے دُگنا ہوگا۔ اور ہر سال یہ ٹارگٹ دُگنا کیا جاتا رہے گا۔

حضور رحمہ اللہ نے فرمایا:

''عالمی بیعت کی تجویز اس وقت میرے دل میں آئی جب ابھی اس سال کے آغاز میں کل دس ہزار افراد کی بیعتوں کی اطلاع ملی تھی اور (جلسہ سالانہ کی آمد تک) سال کا بہت تھوڑا حصہ باقی رہ گیا تھا۔''

حضور رحمہ اللہ نے فرمایا:

''میں نے سوچا کہ میں نے کہا ہے کہ سال بھر میں ایک لاکھ بیعتیں ہونی چاہئیں تو اب بہت تھوڑا وقت رہ گیا ہے۔ یہ ٹارگٹ کیسے پورا ہوگا تب میں نے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں یہ تجویز ڈالی اور پورا نقشہ سمجھا دیا کہ عالمی بیعت اس طرح سے ہو اور جماعت کو عالمی بیعت میں شمولیت کے لئے تیار کیا جائے۔ تمام جماعتوں کو ٹارگٹ دیئے گئے۔''

حضور رحمہ اللہ نے فرمایا:

''ٹارگٹ بہت بڑھا کر رکھنے پڑے۔ کئی جگہ پر یہ ٹارگٹ ظاہری لحاظ سے غیر حقیقی تھے۔ بعض جگہ جہاں گزشتہ دس سال میں ۱۰۰ بیعتیں بھی نہیں ہوئی تھیں ان کو ۵ ہزار کا ٹارگٹ دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے ذہن میں یہ تجویز ڈالی تھی۔ اسی بات نے دل کو تقویت دی اور سہارا دیا کہ گویا اللہ تعالیٰ اس تحریک کا ذمہ دار ہے۔''

حضور رحمہ اللہ نے فرمایا:

''اس دوران ایک اور واقعہ ہوا۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ایک تحریر میرے سامنے آئی جس میں حضور نے لکھا ہے کہ:

''اب تک اس عاجز کے ہاتھ پر ۴ لاکھ نفوس بیعت کر چکے ہیں۔'' ہماری بیعتوں کا ریکارڈ رکھنے والی خاتون نے بتایا کہ جب سے آپ لندن آئے ہیں اب تک میں اڑھائی لاکھ بیعتوں کی تعداد ریکارڈ کر چکی ہوں۔ تب میرے دل میں یہ خیال آیا کہ اگر ڈیڑھ لاکھ بیعتیں اور مل جائیں تو یہ تعداد ۴ لاکھ ہو جائے اور اس طرح سے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ سے مشابہت کی سعادت حاصل ہو جائے اور میرے چند سالوں کے عرصہ میں تعداد ۴ لاکھ ہو جائے۔''

حضور رحمہ اللہ نے فرمایا:

''پھر میرے دل میں خیال آیا کہ اللہ سے ڈیڑھ لاکھ مانگا ہے۔ کیوں نہ دو لاکھ ہی مانگ لی جائیں چنانچہ ٹارگٹ ڈیڑھ لاکھ کا دیا اور اللہ تعالیٰ سے دعا دو لاکھ کی شروع کر دی۔ چنانچہ آج ساری دنیا میں اس عاجز کے ہاتھ پر ۲ لاکھ ۴ ہزار ۳ سو آٹھ افراد بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہو رہے ہیں۔ اس کے علاوہ لکھوکھا وہ احمدی بھی

بیعت کی تجدید کر رہے جو پہلے سے احمدی ہیں۔"

حضور رحمہ اللہ نے دعا کی کہ خدا کرے یہ سلسلہ ہر سال بڑھتا پھلتا پھولتا چلا جائے۔

حضور رحمہ اللہ نے بتایا کہ اس وقت ۸۴ ممالک میں ۱۱۵ قوموں افراد نئی بیعت کر رہے ہیں۔ ضمناً حضور رحمہ اللہ نے فرمایا احمدیت کو قائم ہوئے آج ۱۰۴ سال ہو رہے ہیں۔ گویا کہ قریباً فی سال ایک قوم سے زائد احمدی ہو رہی ہے۔

حضور رحمہ اللہ نے اس موقع پر بائبل میں درج شدہ ایک پیشگوئی کے پورا ہونے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اس خدائی خبر میں لکھا ہے کہ "سب حیران اور متعجب ہو کر کہنے لگے کہ یہ کیا ہوا چاہتا ہے۔"

حضور رحمہ اللہ نے فرمایا: آج ہم تو نہیں دشمن گھبرا کر کہیں گے کہ یہ کیا ہوا چاہتا ہے۔

حضور رحمہ اللہ نے فرمایا:

اس تاریخی موقع پر میرے دل میں کوئی فخر و غرور نہیں۔ میں انتہائی انکساری اپنے دل میں پاتا ہوں۔ میں ایک عاجز انسان ہوں اللہ میری کمزوریوں کی پردہ پوشی کرے۔ میری بخشش کرے، میری کمزوریوں کو نیکیوں میں بدل دے۔

حضور رحمہ اللہ خطاب کے بعد اس جگہ تشریف لے گئے۔ جہاں حضورؒ نے نیچے بیٹھے اور پانچ براعظموں کی نمائندگی میں پانچ افراد آپ کے منتظر بیٹھے تھے۔ بیعت سے قبل حضور نے فرمایا: یہ جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا بابرکت کوٹ میں نے آج پہنا ہوا ہے یہ سبز رنگ کا ہے۔ اگرچہ امتدادِ زمانہ سے اس کا رنگ مدھم پڑ گیا ہے۔ حضور رحمہ اللہ نے فرمایا میں حضرت بانی سلسلہ کے ادنیٰ غلام کے طور پر آپ کی نمائندگی میں بیعت لیتا ہوں۔ (روزنامہ الفضل ربوہ، مورخہ ۵ راگست ۱۹۹۳ء صفحہ ۱، ۲)

اس طرح اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے سایہ میں، اس کے بے پایاں فضلوں کا شکر ادا کرتے ہوئے، اللہ تعالیٰ کے حضور نہایت عاجزانہ دعاؤں اور بہتے ہوئے آنسوؤں کے ساتھ تاریخ ادیانِ عالم میں پہلی تاریخ ساز عالمی بیعت کی تقریب منعقد ہوئی جو اسلام و احمدیت کی ترقی اور غلبہ کی شاہراہ کا ایک عظیم سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے اور تاریخ میں ہمیشہ یاد رکھی جائے گی۔ اس روز اسلام کی تاریخ کا ایک زرّیں باب رقم ہوا۔ یہ ایک باب مفتوح ہے جو آج بھی جاری و ساری ہے اور ہمیشہ اسی طرح جاری و ساری رہے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

تاریخی ریکارڈ کے طور پر اب تک کی عالمی بیعت کی تقاریب کے اعداد و شمار درج ذیل ہیں:

ریکارڈ عالمی بیعت ۱۹۹۳ء تا ۲۰۰۷ء

سال	بیعتیں
2008	3,54,638
2007	2,61,969
2006	2,93,881
2005	2,09,799
2004	3,04,910
2003	8,92,403
2002	20,65,000
2001	8,10,06,721
2000	4,13,08,975
1999	1,08,20,226
1998	50,04,591
1997	30,04,585
1996	16,02,721
1995	8,47,725
1994	4,21,753
1993	2,04,308
میزان	16,71,93,205

☆☆☆☆☆

☆☆☆

اب اسی گلشن میں لوگو راحت و آرام ہے

(منظوم کلام سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

کیوں عجب کرتے ہو گر میں آگیا ہو کر مسیح
خود مسیحائی کا دم بھرتی ہے یہ بادِ بہار

آسماں پر دعوتِ حق کے لئے اِک جوش ہے
ہو رہا ہے نیک طبعوں پر فرشتوں کا اُتار

آرہا ہے اس طرف احرارِ یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگہ زندہ دار

کہتے ہیں تثلیث کو اب اہلِ دانش الوداع
پھر ہوئے ہیں چشمۂ توحید پر ازجاں نثار

باغ میں ملّت کے ہے کوئی گلِ رعنا کھلا
آئی ہے بادِ صبا گلزار سے مستانہ وار

آرہی ہے اب تو خوشبو میرے یوسف کی مجھے
گو کہو دیوانہ میں کرتا ہوں اس کا انتظار

ہر طرف ہر ملک میں ہے بُت پرستی کا زوال
کچھ نہیں انساں پرستی کو کوئی عزّ و وقار

آسماں سے ہے چلی توحیدِ خالق کی ہوا
دل ہمارے ساتھ ہیں گو منہ کریں بک بک ہزار

اِسْمَعُوا صَوْتَ السَّمَا جَاءَ الْمَسِيحُ جَاءَ الْمَسِيحُ
نیز بشنو از زمیں آمد امامِ کامگار

اب اسی گلشن میں لوگو راحت و آرام ہے
وقت ہے جلد آؤ اے آوارگانِ دشتِ خار

انتخاب خلافت کے معاً بعد مسجد فضل لندن میں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز 22/اپریل 03ء کو
مسند خلافت پر متمکن ہونے کے بعد پہلا خطاب فرمانے کے لئے تشریف لاتے ہوئے

انتخاب خلافت کے معاً بعد مسجد فضل لندن میں
خطاب فرماتے ہوئے
آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کوٹ زیب تن فرمایا ہوا ہے۔

حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 3/اکتوبر 03ء کو خطبہ جمعہ ارشاد فرما کر مسجد بیت الفتوح مورڈن لندن کا افتتاح فرمایا یہ مسجد مغربی یورپ کی سب سے بڑی مسجد ہے

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ یو کے میں ایک عالمی بیعت لیتے ہوئے

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز دورہ مغربی افریقہ 2004ء کے دوران ملک بینن کے شہر ''پارہ کو'' میں دستی بیعت لیتے ہوئے

کینیڈا کے سابق وزیر اعظم حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ہمراہ

تنزانیہ کے صدر مملکت حضور ایدہ اللہ کے ہمراہ

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ عزت مآب Sir Silo Telito گورنر جنرل طوالو اور اُن کی بیگم طوالو گورنمنٹ کے چیف سیکرٹری کے علاوہ کانسل جنرل طوالو مکرم افتخار ایاز صاحب تصویر میں نظر آ رہے ہیں

گھانا کے صدر مملکت حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ہمراہ

مسجد بریڈفورڈ کے سنگ بنیاد کے موقعہ پر منعقدہ تقریب میں خطاب فرماتے ہوئے

جامعہ احمدیہ یو.کے. کے افتتاح کے موقعہ پر یادگاری تختی کی نقاب کشائی فرماتے ہوئے

مسجدِ خدیجہ (برلن) کا سنگ بنیاد رکھتے ہوئے

جامعہ احمدیہ لندن یو.کے. کی خوبصورت عمارت

طاہر ہال بیت الفتوح لندن میں Peace کانفرنس میں خطاب فرماتے ہوئے
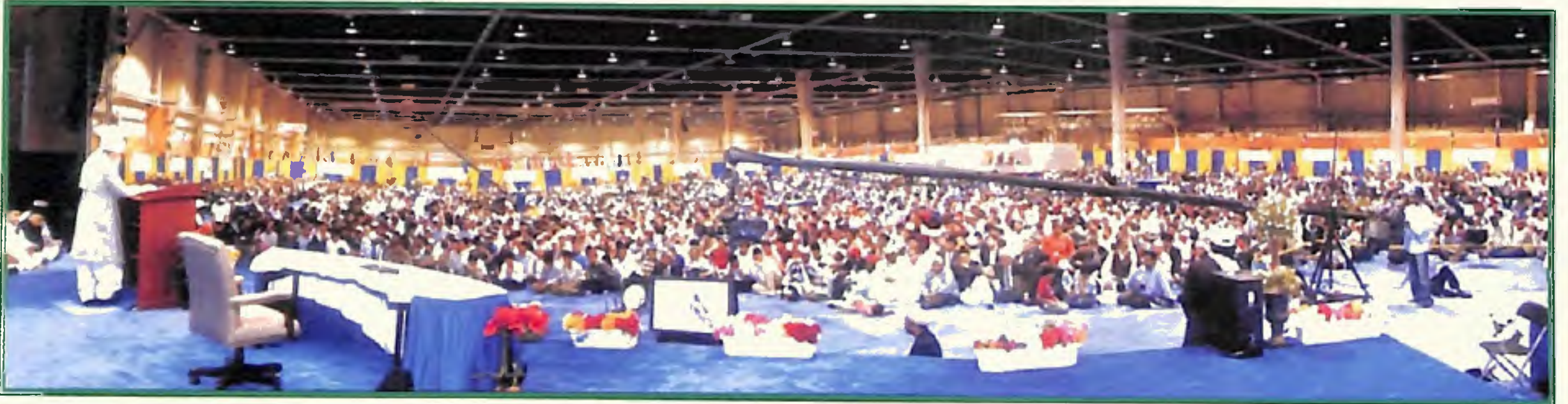
جلسہ سالانہ فرانس سے خطاب فرماتے ہوئے

مسجد بیت الہادی دہلی میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی تشریف آوری (2005ء)

8 رجنوری 06ء کو حضور انور چلہ کشی والے مکان ہوشیار پور میں تشریف لے گئے
دعا کے بعد وفد کے ہمراہ ایک فوٹو
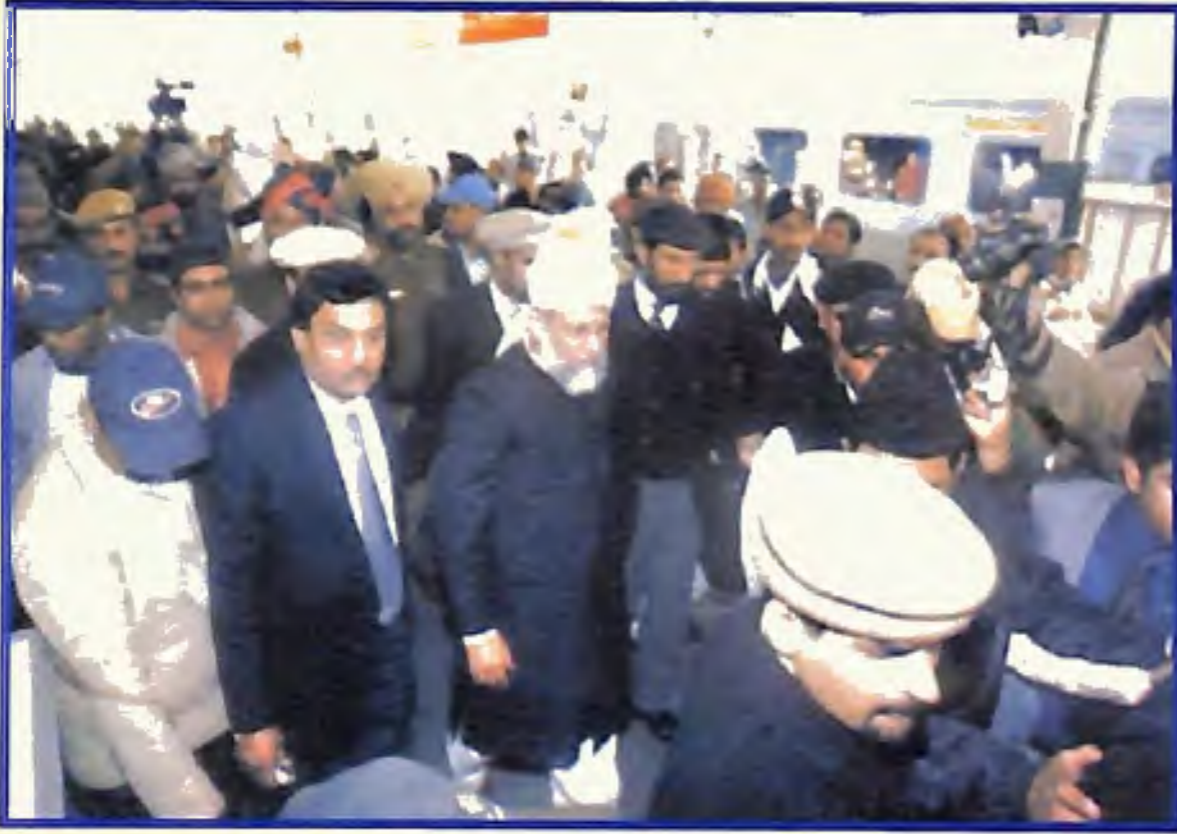
حضور انور کی امرتسر ریلوے سٹیشن پر آمد (2005ء)

جناب سومناتھ چٹرجی سپیکر لوک سبھا بھارت حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے تحفہ لینے کے بعد
گفتگو کرتے ہوئے ساتھ میں مکرم محمد نسیم خان صاحب ناظر امور عامہ کھڑے ہیں

دہلی میں منعقدہ پریس کانفرنس کی ایک تصویر (2005ء)

لدھیانہ میں احباب جماعت حضور سے شرف ملاقات حاصل کرتے ہوئے (2005ء)

قادیان میں حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا والہانہ استقبال

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز قادیان آمد پر احباب قادیان کے استقبال کا جواب دیتے ہوئے (15/دسمبر 2005ء)

مستورات نے تعلیم الاسلام ہائی اسکول میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا استقبال کیا (15/دسمبر 2005ء)

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ مسجد اقصیٰ قادیان میں
واقفین نو کی کلاس لیتے ہوئے (5رجنوری 2006ء)

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ مسجد مبارک قادیان میں تقریب آمین میں
واقفین نو بچوں سے قرآن مجید سنتے ہوئے (4رجنوری 2006ء)

قادیان میں پریس کانفرنس 14رجنوری 2006ء

2رجنوری 06ء کو حضور ایدہ اللہ نے نور ہسپتال قادیان کی تختی کی نقاب کشائی کے بعد دعا کرائی

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ سرائے طاہر قادیان میں 23ردسمبر 2005ء

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ سے شرف ملاقات حاصل کرتے ہوئے (15/دسمبر 2005ء)

قادیان سے واپسی سے قبل دعا کراتے ہوئے (15/جنوری 2006ء)

قادیان سے واپسی سے قبل حضور ایدہ اللہ احباب قادیان کے الوداع کا جواب دیتے ہوئے (15/جنوری 2006ء)

ہوشیار پور میں ایک یادگار تصویر: محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب، جناب انوراگ سود ایڈیٹر ہوشیار پور ٹائمز، جناب وجے کمار چوپڑا چیف ایڈیٹر ہند سماچار گروپ، مکرم لقمان احمد نمائندہ ہند سماچار قادیان، اویناش رائے کھنہ MP حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ہمراہ

ہوشیار پور میں مکان چلّہ کشی کے صدر دروازہ سے باہر نکلتے ہوئے (2005ء)

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسجد اقصیٰ قادیان سے 16/دسمبر 2005ء کو تاریخی خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا نیچے خطبہ جمعہ کے وقت سامعین کا منظر
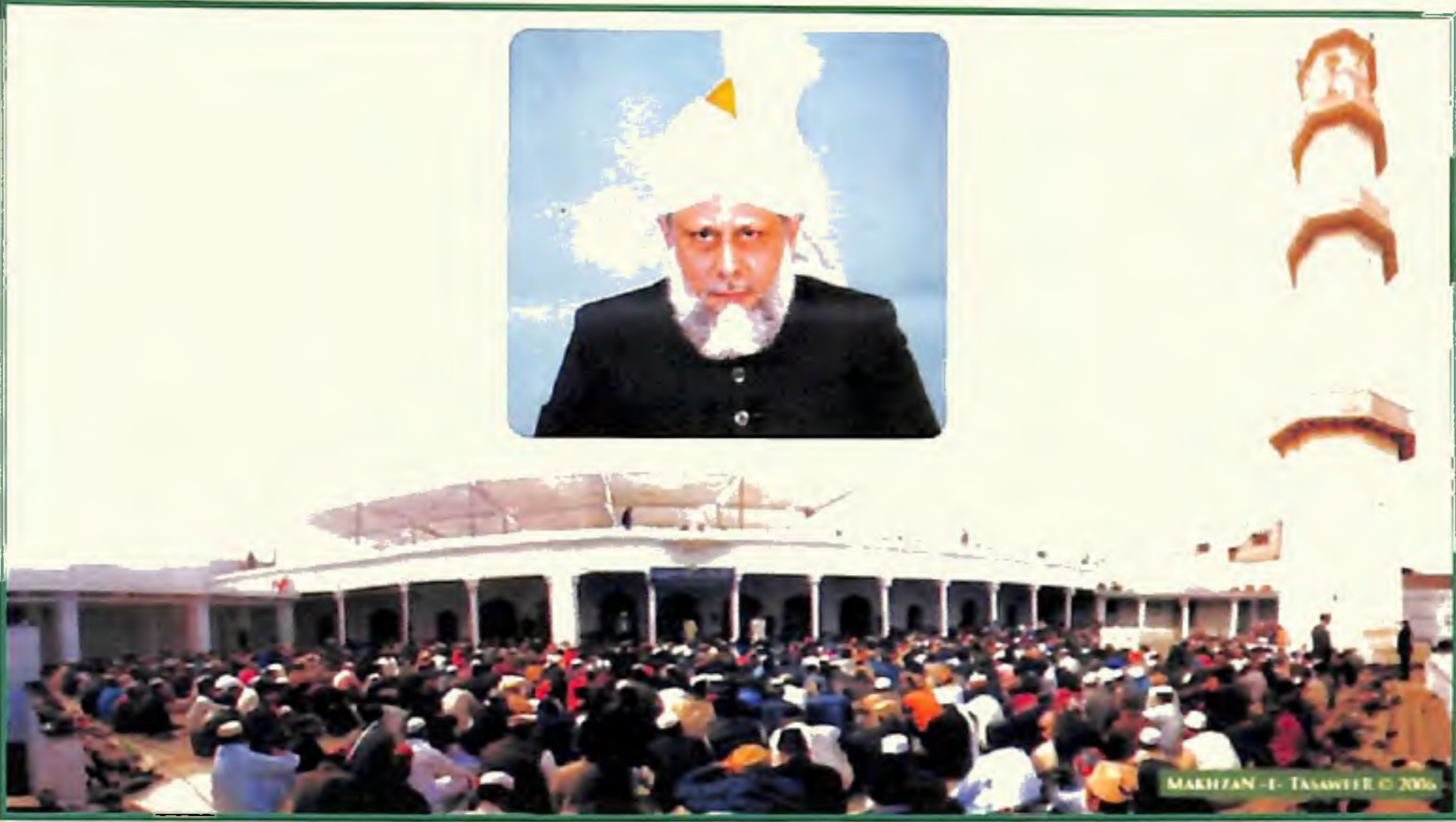
مقام ظہور قدرت ثانیہ بہشتی مقبرہ قادیان میں حضور انور معائنہ فرماتے ہوئے (یکم جنوری 2006ء)

بہشتی مقبرہ قادیان میں مزار مبارک حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر حضور انور دعا کرتے ہوئے (2005ء)

جامعہ احمدیہ و جامعۃ المبشرین قادیان کی حضور انور سے ملاقات
(2005ء)

شہ نشین بہشتی مقبرہ میں حضرت امیر المومنین محترم صاحبزادہ مرزا
وسیم احمد صاحب سے گفتگو کرتے ہوئے

صد سالہ تقریب جامعہ احمدیہ قادیان بتاریخ ۱۲ رجنوری ۲۰۰۶ء میں
مکرم منیر احمد صاحب خادم پرنسپل جامعہ احمدیہ حضور انور کو سپاسنامہ پیش کرتے ہوئے

جلسہ سالانہ یو کے ۲۰۰۸ء کے موقعہ پر سیدنا حضور انور کے ساتھ مکرم عابد خان
صاحب پریس سیکرٹری انٹرنیشنل پریس کمیٹی یو کے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ

اساتذہ جامعہ احمدیہ قادیان پیارے آقا کے ہمراہ (2005ء)

اساتذہ جامعۃ المبشرین قادیان پیارے آقا کے ہمراہ
(2005ء)

کیلی گری کینیڈا کی مسجد کے افتتاح کے موقع پر کینیڈا کے
وزیر اعظم خطاب کرتے ہوئے جبکہ جلسہ کی صدارت حضرت
اقدس امیر المومنین فرما رہے ہیں

درویشان قادیان اپنے آقا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ہمراہ (۱۶/دسمبر ۲۰۰۵ء)

دائیں سے بائیں (کرسیوں پر): مکرم طیب علی صاحب بنگالی، مکرم مولوی محمد عمر علی صاحب مرحوم، مکرم ممتاز احمد صاحب ہاشمی مرحوم، مکرم خورشید احمد صاحب پربھاکر، مکرم عبدالقادر صاحب دہلوی، سیدنا حضرت امیر المومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ، محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مرحوم، مکرم مستری منظور احمد صاحب، مکرم مولوی عطاء اللہ خان صاحب مرحوم، مکرم چوہدری محمود احمد صاحب عارف، مکرم بشیر احمد صاحب مہار مرحوم، مکرم منظور احمد صاحب چیمہ۔

(پیچھے کھڑے ہوئے): مکرم بشیر احمد صاحب کالا افغانہ، مکرم شیخ عبدالقدیر صاحب، مکرم غلام قادر صاحب، مکرم عبدالحمید مومن صاحب، مکرم محمد موسیٰ صاحب، مکرم محمد احمد صاحب کالا افغاناں، مکرم احمد حسین صاحب، مکرم محمد ایوب بٹ صاحب، مکرم مظہر حسین صاحب، مکرم سید شہامت علی صاحب، مکرم خواجہ عبدالستار صاحب مرحوم، مکرم محمود احمد مبشر صاحب، مکرم مولوی محمد یوسف صاحب، مکرم چوہدری عبدالسلام صاحب مرحوم، مکرم مولوی فیض احمد صاحب، مکرم چوہدری مبارک علی صاحب، مکرم ڈاکٹر ملک بشیر احمد صاحب، مکرم یونس احمد صاحب بہاری، مکرم عمرالدین صاحب، مکرم نذیر احمد صاحب ٹیلر مرحوم۔

مکرم گیانی عبداللطیف صاحب

مکرم حکیم بدرالدین صاحب عامل مرحوم

مکرم قریشی محمد شفیع عابد صاحب مرحوم (وفات 27 مئی 2006ء)

یہ تینوں درویشان اپنی علالت کی وجہ سے اس گروپ فوٹو میں شامل نہ ہوسکے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یوکے پارلیمنٹ میں خطاب

۲۳ / اکتوبر ۲۰۰۸ء کو سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز یوکے پارلیمنٹ میں ایک تاریخی خطاب فرماتے ہوئے
اس موقعہ پر پارلیمنٹ کے ممبران اور معززین نے شرکت کی۔

یوکے پارلیمنٹ میں خطاب کے بعد پارلیمنٹ کے ممبران اور معززین کے ساتھ ایک گروپ فوٹو

بھارت میں بنائی جانے والی بعض احمدیہ مساجد کی تصاویر

مسجد بیت الہادی دہلی
جہاں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۵ر دسمبر ۲۰۰۸ء کو خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا

مسجد بیت القدوس کالیکٹ کیرالہ
جہاں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۲۸ر نومبر ۲۰۰۸ء کو خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا

۲۰۰۸ء میں از سر نو تعمیر ہونے والی ''مسجد دار الانوار''
قادیان کا ایک دلکش منظر

احمدیہ مسجد سری نگر کشمیر

احمدیہ مسجد کوئمبٹور تامل ناڈو

احمدیہ مسجد پاسر کونڈا ورنگل آندھرا پردیش

احمدیہ مسجد بھوبنیشور اڑیسہ

احمدیہ مسجد برہ پورہ بہار

احمدیہ مسجد جیند ہریانہ

مسجد احمدیہ کلکتہ (بنگال)

احمدیہ مسجد تھراج پنجاب

احمدیہ مسجد بنگلور کرناٹک

خلافتِ خامسہ کا پانچ سالہ عظیم الشان اور انقلاب انگیز تاریخی دَور

مُبارکْ صَدْ مُبارکْ

(از: منیر احمد خادم ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد، تعلیم القرآن، وقف عارضی قادیان)

سیدنا حضرت اقدس مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا مبارک دَورِ خلافت 22/اپریل 2003 کو خدا تعالیٰ کی عظیم الشان بشارات کے ساتھ شروع ہوا۔ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے دسمبر 1907ء کو الہاماً فرمایا تھا:

''میں تیرے ساتھ اور تیرے پیاروں کے ساتھ ہوں اِنّی مَعَکَ یَا مَسْرُوْر'' یعنی اے مسرور یقیناً میں تیرے ساتھ ہوں۔

اس مبارک الہام سے واضح ہے کہ سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا مبارک دَور خلافت معیّتِ خداوندی اور محبت خداوندی کے ساتھ شروع ہوا اور الہام ''اِنّی مَعَکَ یَا مَسْرُوْر'' بتاتا ہے کہ یہ معیت حضور اقدس کو تادمِ آخر حاصل رہے گی۔ اس الہام کی روشنی میں ثابت ہوتا ہے کہ حضور اقدس کا دور خلافت معیت خداوندی اور محبت خداوندی سے معمور ہے۔ چنانچہ ہم آپ کے اس پانچ سالہ مختصر دَور خلافت میں تائیدات الٰہیہ اور افضال الٰہیہ کے ایمان افروز نظارے دیکھ رہے ہیں۔

حضور انور کے مبارک دَور خلافت کا آغاز جس رنگ میں ہوا وہی اس بات کی تصدیق کے لئے کافی و شافی ہے کہ آپ کے ساتھ کس قدر اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت و معیت و محبت شامل ہے۔ حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی وفات بحالتِ ہجرت ہوئی جہاں آپ انیس سال قبل تشریف لائے تھے اور حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا انتخاب بھی بحالتِ ہجرت ہوا۔ لیکن سب دنیا جانتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس رنگ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی وفات کے بعد حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مسند خلافت پر متمکن ہونے کے سامان فرمائے وہ تمام حالات اس بات کے شاہد ہیں کہ حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مبارک وجود میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام ''میں تیرے ساتھ اور تیرے پیاروں کے ساتھ ہوں انی معک یا مسرور'' نہایت شان کے ساتھ پورا ہونا شروع ہوگیا تھا۔ لندن جیسے شہر میں تمام وسائل کا بسہولت دستیاب ہوجانا حکام کا غیر معمولی تعاون کرنا تو اپنی ذات میں ایک غیر معمولی معجزہ تھا ہی لیکن اس کے ساتھ ساتھ تیس ہزار احباب جماعت کی طرف سے مسجد فضل لندن جیسی مختصر جگہ میں جس طرح اخوت و محبت کے نظارے دکھائے گئے وہ بھی ایمان افروز تھے اور سب سے بڑھ کر ایمان افروز بات جس سے حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الخامس کے ساتھ پہلے روز سے ہی معیت خداوندی کے نظارے نظر آنے شروع ہوگئے وہ مکرم رفیق حیات صاحب امیر جماعت احمدیہ برطانیہ کے ایک مضمون سے پیش ہے۔ آپ حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے انتخاب خلافت کے روز کے واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اس دَوران ایک عظیم الشان واقعہ رونما ہوا جو یہ تھا کہ جب مسجد بھر گئی تو حضور انور نے عشاقِ خلافت کو بیٹھ جانے کا ارشاد فرمایا ان الفاظ کا کان میں پڑنا تھا کہ مسجد تو کیا مسجد کے ارد گرد و سڑکوں پر دُور دُور تک کھڑے لوگ فوراً بیٹھ گئے اور یوں خاموش ہوگئے جیسے کوئی موجود ہی نہ ہو اس عدیم المثال نظارہ کو ایم ٹی اے کے ذریعہ ساری دنیا نے دیکھا۔''

(بدر 15 جولائی 2003 کالم 1)

یہ وہ عظیم الشان تائید الٰہی تھی جو پہلے روز ہی ایک تیس ہزار کے عظیم الشان مجمع کی عدیم المثال اطاعت کے نتیجہ میں حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو حاصل ہوئی۔

دوسری عظیم الشان اور ایمان افروز بات یہ تھی کہ جس طرح حضرت امیر المؤمنین کو اللہ تعالیٰ کی معیت حاصل تھی بالکل اسی طرح آپ اپنے خلافت کے پہلے روز سے ہی وصال الٰہی کے لئے بیتاب نظر آئے۔ چنانچہ حضور انور کے پہلے خطاب کے الفاظ ملاحظہ فرمائیں۔

''احباب جماعت سے صرف ایک ہی درخواست ہے کہ آج کل دعاؤں پر بہت زور دیں۔ دعاؤں پر زور دیں دعاؤں پر زور دیں بہت دعائیں کریں بہت دعائیں کریں اللہ تعالیٰ تائید و نصرت فرمائے اور احمدیت کا یہ قافلہ اپنی ترقیات کی طرف رواں دواں رہے۔ آمین۔''

(بدر 29/اپریل 2003 صفحہ 15)

پس پہلے روز سے ہی یہ ثابت ہوتا ہے کہ آسمان و زمین کا مالک خدا آپ کے ساتھ ہے اور آپ اس کے

ساتھ ہیں۔ دراصل یہ وہی معیت ہے جو خدا کے ان نیک بندوں کے متعلق جن کے بارہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَیں ان کی آنکھیں بن جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتے ہیں ان کے کان بن جاتا ہوں جن سے وہ سنتے ہیں انکے ہاتھ بن جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتے ہیں اور انکے پاؤں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتے ہیں۔ اس کے اوّلین مصداق ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے جنگ بدر کے موقع پر فرمایا تھا کہ دشمنان اسلام پر جو سنگریزے آپ کی طرف سے پھینکے گئے تھے اس کے پیچھے الٰہی تائید تھی فرمایا:

"مَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى"

(سورۃ الانفال:۱۸)

کہ ریت کی جو مٹھی آپ نے پھینکی تھی وہ آپ نے نہیں پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی تھی۔ اور اسی مقام معیت میں آپ کی بیعت کو اللہ کی بیعت قرار دیا گیا۔ یہی چیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاصل ہوئی اور وہی معیت اب سیدنا حضرت اقدس مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو حاصل ہے جس کا ذکر سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہام میں ہے کہ "اے مسرور یقیناً مَیں تیرے ساتھ ہوں۔" اور ذیل کا مضمون سیدنا حضرت اقدس مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مبارک پانچ سالہ دور خلافت کی اسی حقیقت کی غمازی کرتا ہے۔

عالمی دَورہ جات

سیدنا حضرت اقدس مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مبارک دور خلافت کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ آپ نے اپنے پانچ سال آٹھ ماہ کے مختصر دورِ خلافت میں سے قریباً ایک چوتھائی عرصہ لِلّٰہی سفروں میں گزارا ہے جن میں جماعت کی تربیت اور تبلیغ اسلام، مساجد کی تعمیر، سکولوں، کالجوں، ہسپتالوں اور پریسوں کی تعمیر اسی طرح جامعات کے قیام کی طرف آپ نے خصوصی توجہ فرمائی۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ:

"ہمارے اختیار میں ہو تو ہم فقیروں کی طرح گھر بہ گھر پھر کر خدا تعالیٰ کے سچے دین کی اشاعت کریں اور اس ہلاک کرنے والے شرک اور کفر سے جو دنیا میں پھیلا ہوا ہے لوگوں کو بچالیں اگر خدا تعالیٰ ہمیں انگریزی زبان سکھا دے تو ہم خود پھر کر اور دورہ کر کے تبلیغ کریں اور اس تبلیغ میں زندگی ختم کر دیں خواہ مارے ہی جاویں۔"

(ملفوظات جلد دوم، صفحہ ۲۱۹، الحکم ۱۰ جولائی ۱۹۰۲ء)

سیدنا حضرت اقدس مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ان لِلّٰہی سفروں میں دراصل تبلیغ اسلام کی یہی بے پناہ خواہش چھپی ہوئی ہے اور آپ اپنے ان سفروں کے ذریعہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اسی خواہش تبلیغ کو پورا کرنے میں سرگرم عمل ہیں اور جا بجا انگریزی زبان میں تبلیغ اسلام کا کام سرانجام دے رہے ہیں گویا آپ کا دَورِ خلافت سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مذکورہ فرمان کی عکسی تصویر ہے☆

☆ ذیل میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے عالمی دورہ جات کی ایک جھلک پیش کی جاتی ہے

مقام دورہ	ممالک	عرصہ
یورپ	جرمنی، ہالینڈ، فرانس	20 تا 31 راگست 2003ء
مغربی افریقہ	غانا، بورکینافاسو، بینن، نائیجیریا	13 مارچ تا یکم مئی 2004ء
یورپ	جرمنی، ہالینڈ	16 مئی تا 7 جون 2004ء
امریکہ	کینیڈا	21 جون تا 4 جولائی 2004ء
یورپ	جرمنی، سوئزرلینڈ، بیلجیم، ہالینڈ	16 راگست تا 15 ستمبر 2004ء
یورپ	فرانس	22 دسمبر تا 31 دسمبر 2004ء
یورپ	سپین	یکم جنوری تا 17 جنوری 2005ء
مشرقی افریقہ	نیروبی، کینیا، تنزانیہ، یوگینڈا	26 راپریل تا 25 مئی 2005ء
شمالی امریکہ	کینیڈا	4 جون تا 6 جولائی 2005ء
یورپ	جرمنی، ڈنمارک، سویڈن، ناروے	22 راگست تا 30 ستمبر 2005ء

مقام دورہ	ممالک	عرصہ
افریقہ	ماریشس	6 دسمبر تا 10 دسمبر 2005ء
ایشیا	بھارت	11 دسمبر 2005 تا 17 جنوری 2006ء
مشرقِ بعید	سنگاپور، آسٹریلیا، فجی، نیوزی لینڈ، جاپان	4/اپریل تا 15 مئی 2006ء
یورپ	بیلجیم، جرمنی، ہالینڈ	3 جون تا 20 جون 2006ء
یورپ	جرمنی (برلن)، ہالینڈ	2 جنوری تا 5 جنوری 2007ء
یورپ	فرانس، ہالینڈ، جرمنی	8/اگست تا 7 ستمبر 2007ء
مغربی افریقہ	غانا، نائیجیریا، بینن	15/اپریل تا 6 مئی 2008ء
امریکہ	یوایس اے، کینیڈا	جون جولائی 2008ء
یورپ	جرمنی	اگست 2008ء
ایشیا	بھارت	23/نومبر تا 6/دسمبر 2008ء

مذکورہ نقشہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور انور نے اس عرصہ میں سفروں کی صعوبتیں برداشت کرتے ہوئے 27 ممالک کا دورہ فرمایا ہے جن میں افریقہ کے ممالک کے دشوار گذار سفر بھی شامل ہیں۔

عظیم شخصیات سے ملاقات:

ان ممالک میں حضور اقدس نے ان ممالک کے صدور صاحبان اور وزراء اعظم سے ملاقات کی ان میں غانا مغربی افریقہ کے صدر صد سالہ جوبلی جلسہ میں شامل ہوئے اور تقریر کی اس اجلاس میں حضور نے لوائے احمدیت لہرایا تو ساتھ ہی غانا کے صدر مملکت نے غانا کا قومی پرچم لہرایا۔ عظیم شخصیات جن سے حضور نے ملاقات کی ان کی کچھ فوٹوز اس شمارہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

خطبات وخطابات:

سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اکثر خطبات و خطابات کا تعلق جماعت کی تربیت سے ہے تاہم بعض خطابات تبلیغی نوعیت کے اور نہایت ولولہ انگیز ہیں جن کا بعد میں ذکر ہوگا۔

تربیتی نوعیت کے خطبات میں سے قابل ذکر وہ خطبے ہیں جو حضور انور نے شرائط بیعت کی ایمان افروز تشریح و تفصیل کی شکل میں دیئے ہیں۔ یہ خطبے حضور انور نے ابتداء خلافت سے ہی شروع فرمائے۔ پہلا خطبہ 27 جولائی 2003ء کو ارشاد فرمایا اور آخری خطبہ 19 ستمبر 2003ء کو ارشاد فرمایا۔ یہ ایمان افروز خطبات کتابی شکل میں شائع ہو چکے ہیں۔

حضور انور اپنے خطبات میں بالخصوص اطاعت نظام اہمیت نماز ہمدردی بنی نوع انسان خلافت کی اہمیت مالی قربانی کی اہمیت دعوت الی اللہ کی اہمیت کا ذکر فرما کر احمدیوں کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔

تبلیغی خطبات و خطابات میں حضور اقدس کے درج ذیل خطبات قابل ذکر ہیں۔

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت شان کا ذکر فرماتے ہوئے حضور نے ڈنمارک سے شائع ہونے والے توہین آمیز خاکوں کے جواب میں 10 فروری 2006ء سے 10 مارچ 2006ء تک مدلل و مسکت خطبات ارشاد فرمائے جو کتابی شکل میں چھپ چکے ہیں۔

(۲) یورپ نے جب اسلام پر اعتراض کیا تو حضور نے اس کے جواب میں 15 ستمبر 2006ء کو نہایت مدلل خطبہ ارشاد فرمایا۔

(۳) حضور انور اپنے خطبات میں پاکستانی احمدیوں پر ڈھائے جانے والے مظالم کا ذکر فرما کر احمدیوں کو صبر کی تلقین فرمانے کے ساتھ ساتھ پاکستان کے علماء کو عذاب کی وارننگ دیتے ہیں۔ چنانچہ پاکستان کے مونگ شہر میں 7/اکتوبر 2005ء کو احمدیوں کو رمضان کے مہینہ میں مسجد میں شہید کر دیا گیا جس میں آٹھ احمدی شہید ہوئے تھے اور بیس زخمی ہوئے تھے تو حضور نے 7/اکتوبر کو ہی پاکستان کو عذاب کی وارننگ دی تھی اس پر پاکستان میں خاص طور پر مظفر آباد کشمیر کے علاقہ میں اگلے روز ہفتہ کو شدید زلزلہ آیا اور خدا نے مظلوموں پر ظلم ڈھانے کی سزا دی۔ الحمد للہ کہ اس زلزلہ میں ایک بھی احمدی گھر کا نقصان نہیں ہوا جبکہ مخالفین کے ہزاروں مکانات مساجد و مدارس یہاں تک کہ مظفر آباد یونیورسٹی بھی تہہ و بالا ہوگئی اور لاکھوں افراد بے گھر ہوگئے۔

اقتصادی بحران پر عظیم الشان خطابات:

حضور انور کے خطابات میں ان خطابات کے علاوہ جو کہ حضور انور مختلف ممالک کے جلسہ ہائے سالانہ میں ارشاد فرماتے ہیں بعض ایسے تاریخی خطاب بھی ہیں جو حضور نے غیروں کے اجلاسات میں ارشاد فرمائے ان میں:

☆......بیت الفتوح لندن میں 24 مارچ 2007ء کو منعقد ہونے والی امن کانفرنس سے حضور کا خطاب ۔ یہ خطاب لنڈن کے عمائدین سے تھا جس کی پوری دنیا میں تشہیر ہوئی ۔ (یہ خطاب بدر 22 مئی 2008 کے شمارہ شائع ہو چکا ہے)

☆......Excel سنٹر میں 27 مئی 2008ء کو حضور کا تاریخی خطاب جسے قادیان ربوہ اور لندن سے براہِ راست دیکھا گیا۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس تاریخی خطاب میں خلافت سے وفا کا عہد بھی لیا (یہ خطاب بدر 7/اگست 2008ء میں ملاحظہ فرمائیں۔)

☆......10 جون 2008ء کو حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کوئین الزبتھ دوم کانفرنس ہال لنڈن میں امن کانفرنس سے خطاب فرمایا۔ حضور نے فرمایا دنیا کو امن دینا چاہتے ہو تو بھوک کو ختم کرو اور تعلیم کو عام کرو۔ (بدر 25 ستمبر 2008ء)

☆......حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ایک عظیم الشان تاریخی خطاب وہ ہے جو آپ نے برٹش پارلیمنٹ میں اراکین پالیمنٹ اور سفراء کی موجودگی میں مورخہ 22/اکتوبر 2008 کو ارشاد فرمایا اس خطاب میں جہاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مذہب کے نام پر دہشت گردی کی مذمت کی وہیں مغربی دنیا خاص طور پر امریکہ کو بھی نصیحت کی کہ اس کا کیا رول ہونا چاہئے۔ آپ نے خاص طور پر ان وجوہات کا ذکر فرمایا جن کی وجہ سے دنیا کا امن برباد ہو رہا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ بعض ناسمجھ لوگوں کے ردّعمل کی وجہ سے آج یورپ میں انتقامی رنگ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاکیزہ اور حسین وجود کو داغدار کر کے پیش کیا جا رہا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس پر ہر صورت میں روک لگنی چاہئے کیونکہ مسلمان اس بات کو کسی صورت میں برداشت نہیں کر سکتے ہمارا فرض ہے کہ ہم ہر مذہب کے پیشواؤں کی عزت کریں اور اگر کوئی بات کرنی بھی ہے تو تہذیب وشائستگی کے دائرے کے اندر رہ کر کریں۔

مساجد جن کا افتتاح حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دست مبارک سے کیا:

اگرچہ حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اس پانچ سالہ مختصر دور خلافت میں دنیا بھر میں سینکڑوں مساجد مشن ہاؤسز سکول ہسپتال اور مطبع خانے تعمیر ہو چکے ہیں لیکن ذیل میں ہم صرف ان مساجد کی فہرست درج کر رہے ہیں جن کا افتتاح حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے یا سنگِ بنیاد اپنے دستِ مبارک سے رکھا ہے۔ اگر چہ یہ فہرست حتمی نہیں ہے ممکن ہے چند ایک مساجد چھوٹ بھی گئی ہوں۔

☆......۳/اکتوبر ۲۰۰۳ء کو مسجد بیت الفتوح کا افتتاح

☆......۲۰ مارچ ۲۰۰۴ء کو koforidua (غانا) کی مسجد کا سنگ بنیاد۔

☆......۲۵ مارچ ۲۰۰۴ کو بولنا ٹانگا (غانا) کے بارڈر کے پاگا مقام پر مسجد کا افتتاح۔

☆......۷/اپریل ۲۰۰۴ کو Parakou (بینن) میں بیت العافیہ کا افتتاح۔

☆......۱۲/اپریل ۲۰۰۴ کو احمدیہ مسجد اوجوکورو (نائیجیریا) کا افتتاح۔

☆......۲۳ مئی ۲۰۰۴ کو جرمنی کے شہر گوبلز میں مسجد بیت الطاہر کا افتتاح۔

☆......۱۶/اگست ۲۰۰۴ء کو جرمنی میں مسجد بیت الحبیب کا افتتاح۔

☆......۷ ستمبر ۲۰۰۴ء کو سوئزرلینڈ میں مسجد الھدیٰ کا افتتاح۔

☆......۳۰ ستمبر ۲۰۰۴ء کو برمنگھم یوکے میں مسجد دارالبرکات کا افتتاح۔

☆......۳۰/اپریل ۲۰۰۵ء کو نیروبی مشرقی افریقہ میں احمدیہ مسجد کا سنگ بنیاد

☆......۲ مئی ۲۰۰۵ کو Banja نیروبی (مشرقی افریقہ) میں احمدیہ مسجد کا افتتاح۔

☆......۱۱ مئی ۲۰۰۵ء کو احمدیہ مسجد مٹوارا (تنزانیہ) کا افتتاح۔

☆......۱۵ مئی ۲۰۰۵ء کو Chalinze (تنزانیہ) میں احمدیہ مسجد کا افتتاح۔

☆......21 مئی ۲۰۰۵ء کو بوسیا (یوگنڈا) میں احمدیہ مسجد کا افتتاح۔

☆......۲۲ مئی ۲۰۰۵ء کو Iganga (یوگنڈا) میں احمدیہ مسجد کا سنگ بنیاد۔

☆......۲۳ مئی ۲۰۰۵ء کو جانجلے (یوگنڈا) میں احمدیہ مسجد کا افتتاح

☆......۱۱ جون ۲۰۰۵ء کو وینکوور (کینیڈا) میں پہلی احمدیہ مسجد کا سنگ بنیاد۔

☆......۱۸ جون ۲۰۰۵ء کو کیلگری (کینیڈا) میں پہلی احمدیہ مسجد بیت النور کا سنگ بنیاد۔

☆......۲ جولائی ۲۰۰۵ء کو بریمپٹن (کینیڈا) میں احمدیہ مسجد کا سنگ بنیاد۔

☆......۲۴/اگست ۲۰۰۵ء کو جرمنی میں بیت الجامع آخن باخ کا سنگ بنیاد۔

☆......۲۵/اگست ۲۰۰۵ء کو Bensheim (جرمنی) میں مسجد بشیر کا سنگ بنیاد

☆......۲۶ ستمبر ۲۰۰۵ء کو Isselburg (جرمنی) میں مسجد بیت الناصر کا سنگ بنیاد۔

☆......یکم نومبر ۲۰۰۵ء کو ہارٹلے پول میں مسجد ناصر کا افتتاح۔

☆......۲ جنوری ۲۰۰۷ء کو برلن میں مسجد خدیجہ کا سنگِ بنیاد۔

☆......۴ ستمبر ۲۰۰۷ء کو بیت المحمود (کاسل) جرمنی کا افتتاح۔

☆......۴ ستمبر ۲۰۰۷ء کو بیت المقیت (Wabren) جرمنی کا افتتاح۔

☆......۲۱ /اپریل ۲۰۰۸ء کو جامعہ احمدیہ گھانا کی مسجد نور کا افتتاح۔

☆......۲۱ /اپریل ۲۰۰۸ء کو احمدیہ سیکنڈری سکول پرٹشن کی مسجد کا افتتاح۔

☆......۲۵ /اپریل ۲۰۰۸ ء کو مسجد بیت المہدی پورتو نووو (بینن) کا افتتاح۔

☆......۲۷ /اپریل ۲۰۰۸ء کو مسجد بیت الرحیم اُپاتا (بینن) کا افتتاح۔

☆......۲۹ /اپریل ۲۰۰۸ء کو مسجد مبارک ابوجہ (تنزانیہ) کا افتتاح۔

☆......۴ جولائی ۲۰۰۸ء کو کیلگری کینیڈا میں مسجد کا افتتاح۔

☆......۵ /جولائی ۲۰۰۸ء مسجد بیت النور کا افتتاح۔

☆......۱۴ /اگست ۲۰۰۸ء مسجد بیت الکریم کا افتتاح۔

☆......۱۶ /اگست ۲۰۰۸ء مسجد بیت السمیع کا افتتاح۔

☆......۱۰ /اکتوبر ۲۰۰۸ء کو فرانس میں مسجد مبارک کا افتتاح۔

☆......۱۷ /اکتوبر ۲۰۰۸ء کو برلن میں مسجد خدیجہ کا افتتاح۔

☆......۷ نومبر ۲۰۰۸ء کو بریڈفورڈ یوکے میں مسجد المہدی کا افتتاح۔

☆......۲۴ /نومبر افتتاح مسجد بیت الہادی سینٹ تھامس چنئی۔ تامل ناڈو۔

☆......۲۹ نومبر ۲۰۰۰ ارناکلم کیرلہ مسجد عمر کا افتتاح۔

حدیقۃ المہدی کا وسیع و عریض رقبہ:

سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے دَور خلافت میں جلسہ سالانہ برطانیہ کے انعقاد کے لئے ۱۲۵ ایکڑ کا رقبہ خریدا گیا تھا جو اسلام آباد کے نام سے مشہور ہے۔ یہاں کئی سال تک برطانیہ کے جلسے منعقد ہوتے رہے اور اب سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے دور خلافت میں ۲۰۸ /ایکڑ کا رقبہ خریدا گیا جہاں اب سالانہ جلسہ منعقد ہوتا ہے۔ یقیناً یہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے الہام وَسِّعْ مَکَانَکَ کی صداقت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ حدیقۃ المہدی میں پہلی بار ۲۰۰۶ء میں جلسہ سالانہ منعقد ہوا۔

نظام وصیت کی عظیم الشان ترقی:

حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مبارک دور کو یہ خصوصیت بھی حاصل ہے کہ آپ کے دَور میں احباب جماعت احمدیہ بھاری تعداد میں نظام وصیت میں شامل ہوئے۔ حضور انور نے احباب جماعت کو یکم اگست ۲۰۰۴ء کو تحریک کرتے ہوئے فرمایا کہ اپنی زندگیوں کو پاک کرنے کے لئے اور اپنی اولادوں کی زندگیوں کو پاک کرنے کے لئے وصیت کے آسمانی نظام میں شامل ہو جائیں۔ میری خواہش ہے کہ آئندہ ایک سال میں کم از کم پندرہ ہزار احمدی نظام وصیت میں شامل ہو جائیں اور میری یہ بھی خواہش ہے کہ ۲۰۰۸ء تک جب خلافت احمدیہ پر سو سال پورے ہوں تو دنیا کے کمانے والے احمدیوں کا کم از کم پچاس فیصد وصیت کے مبارک نظام میں شامل ہو جائے۔ چنانچہ الحمد للہ احباب جماعت نے حضور انور کی اس تحریک پر والہانہ لبیک کہا اور اب تک بفضلہ تعالیٰ عالمگیر جماعت کے کمانے والے احمدیوں کا پچاس فیصد اس مبارک نظام میں شامل ہو گیا ہے جس سے جہاں جماعت کا مالی نظام مضبوط ہوا ہے وہیں جماعت نے نیکی اخلاص اور تقویٰ میں بھی ترقی کی ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

خلافت خامسہ کی مبارک تحریکات:

خلافت خامسہ کے اس مبارک دَور میں حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے بیسیوں الٰہی تحریکات احباب جماعت کے سامنے رکھی گئی ہیں ان سب کا احاطہ کرنا تو ممکن نہیں ہے البتہ چند ایک تحریکات کا ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے۔

(۱) طاہر فاؤنڈیشن کا قیام: جس کے ذریعہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی جاری فرمودہ تحریکات اور غلبہ اسلام کے لئے آپ کے مختلف منصوبے آپ کے خطبات و خطابات مجالس عرفان کی اشاعت کا پروگرام بنایا گیا۔
(الفضل انٹرنیشنل ۱۷ ستمبر ۲۰۰۳)

(۲) خدمت انسانیت کی تحریک: حضور نے احمدی ڈاکٹرز، وکلاء، ٹیچرز، انجینئرز سب کو تحریک فرمائی کہ جس قدر انسانیت کی خدمت کر سکتے ہیں کریں۔
(الفضل انٹرنیشنل ۷ نومبر ۲۰۰۳)

(۳) نصرت جہاں سکیم کے تحت احمدی ڈاکٹرز کو وقف کی تحریک (الفضل ۱۲ ستمبر ۲۰۰۳)

(۴) انٹرنیٹ کا غلط استعمال روکنے کی تحریک (الفضل انٹرنیشنل ۲۸ نومبر ۲۰۰۳)

(۵) بدرسوم ترک کرنے کی تحریک
(الفضل انٹرنیشنل ۵ دسمبر ۲۰۰۳)

(۶) سگریٹ نوشی ترک کرنے کی تحریک۔
(الفضل انٹرنیشنل ۵ دسمبر ۲۰۰۳)

(۷) لاٹری حرام ہے۔
(خطبات مسرور جلد اوّل صفحہ ۳۸۱)

(۸) جادوٹونے ٹوٹکے سے بچنے کی تحریک۔
(خطبات مسرور جلد دوم صفحہ ۷۶۴)

(۹) شادی بیاہ کے موقعہ پر اسراف سے بچنے کی تحریک (خطبہ جمعہ ۲۳/اپریل ۲۰۰۴)

(۱۰) جماعتی عمارات کے ماحول کو صاف رکھنے کی تحریک۔ (خطبہ جمعہ ۲۳/اپریل ۲۰۰۴)

(۱۱) افریقہ کے پیاسے لوگوں کو پانی مہیا کرنے کی تحریک (الفضل ۴ جون ۲۰۰۴)

(۱۲) ہر احمدی دعوت الی اللہ کے لئے سال میں کم از کم دو ہفتے وقف کرے۔
(خطبہ جمعہ فرمودہ ۴ جون ۲۰۰۴)

(۱۳) واقفین نو کئی زبانیں سیکھیں۔
(خطبہ جمعہ ۱۸ جون ۲۰۰۴)

(۱۴) وصیت کے آسمانی نظام میں پچاس فیصد چندہ دہندگان شامل ہو جائیں۔
(افتتاحی خطاب جلسہ سالانہ یوکے یکم اگست ۲۰۰۴)

(۱۵) تلاوت قرآن مجید اور ترجمہ پڑھنے کی تلقین۔ (خطبہ جمعہ ۲۴ ستمبر ۲۰۰۴)

(۱۶) رشتہ ناطہ کے مسائل حل کرنے کی تحریک ۔(خطبہ جمعہ ۲۴ دسمبر ۲۰۰۴)

(۱۷) جرمنی کے ہر شہر میں مسجد بنانے کی تحریک (الفضل انٹرنیشنل ۸/اکتوبر ۲۰۰۴)

(۱۸) تحریک جدید کے دفتر پنجم کا اجراء۔
(الفضل انٹرنیشنل ۱۹ نومبر ۲۰۰۴)

(۱۹) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراضات کے جواب دینے کیلئے ٹیمیں تیار کریں۔ (خطبہ جمعہ ۱۸ فروری ۲۰۰۵)

(۲۰) طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ ربوہ کے لئے مالی قربانی کی تحریک (الفضل ۱۷ جون ۲۰۰۵)

(۲۱) صد سالہ خلافت جوبلی کا روحانی پروگرام (الفضل انٹرنیشنل ۱۰ جون ۲۰۰۵)

(۲۲) ایم ٹی اے سے فائدہ اٹھائیں۔ ذیلی تنظیمیں نگرانی کریں۔ (خطبہ جمعہ ۲ دسمبر ۲۰۰۵)

(۲۳) نومبائعین کو مالی نظام کا حصہ بنائیں۔
(الفضل ربوہ ۲۸ مارچ ۲۰۰۶)

(۲۴) بچوں کو نماز باجماعت کا عادی بنائیں۔
(الفضل انٹرنیشنل ۸ جون ۲۰۰۶)

(۲۵) عید کے موقع پر ہمسایوں میں تحائف کے دینے کی تحریک۔
(الفضل انٹرنیشنل ۱۷/اکتوبر ۲۰۰۶)

(۲۶) جماعتیں وقف عارضی کی طرف توجہ کریں۔ (الفضل انٹرنیشنل ۲۴ تا ۳۰ نومبر ۲۰۰۶)

(۲۷) مغربی ممالک میں وقف بعد از ریٹائرمنٹ۔
(الفضل انٹرنیشنل ۲۴ تا ۳۰ نومبر ۲۰۰۶)

(۲۸) بیکاری کی عادت ختم کرنے کی تحریک۔
(الفضل انٹرنیشنل ۲۴ تا ۳۰ نومبر ۲۰۰۶)

(۲۹) بیرون پاکستان اور ہندوستان کے بچے وقف جدید کا سارا بوجھ اٹھائیں۔
(الفضل انٹرنیشنل ۲ تا ۸ فروری ۲۰۰۷)

(۳۰) اہل عرب کو حق کے قبول کرنے کی دعوت (الفضل انٹرنیشنل ۱۳ تا ۱۹/اپریل ۲۰۰۷)

(۳۱) یتامیٰ کی خبرگیری کے فنڈ میں دل کھول کر حصہ لینے کی تحریک۔
(الفضل انٹرنیشنل ۲۲ تا ۲۸ جون ۲۰۰۷)

(۳۲) کم از کم ستر فیصد نومبائعین کو تجنید میں شامل کریں۔
(الفضل انٹرنیشنل ۳۱/اگست تا ۶ ستمبر ۲۰۰۷)

(۳۳) تحریک جدید اور وقف جدید میں نومبائعین کو شامل کرنے کی تحریک۔
(الفضل انٹرنیشنل ۲۷ دسمبر ۲۰۰۷)

(۳۴) پاکستان کے ناگفتہ بہ حالات کے پیش نظر دنیا بھر کے احمدیوں کو پاکستانی احمدیوں کے لئے دعا کرنے کی تحریک۔
(خطبہ جمعہ ۲۸ دسمبر بدر ۷/ ۱۴ فروری ۲۰۰۸)

(۳۵) خلافت سے متعلق کتب کے امتحان کی تحریک۔ (بدر ۱۹ جون ۲۰۰۸)

(۳۶) خلافت کے انعام سے فائدہ حاصل کرنے کے لئے قیام نماز سب سے پہلی شرط ہے۔ (بدر ۳ جولائی ۲۰۰۸ء صفحہ ۳)

(۳۷) مسجد میں اس بات کا خیال رکھیں کہ ہم نے دنیاداری کی بات یہاں نہیں کرنی۔
(خطبہ جمعہ ۲۵/اپریل ۲۰۰۰ء بدر ۱۰ جولائی ۲۰۰۸)

(۳۸) ہر عہدیدار کے پاس جو بھی جماعتی کام ہے وہ امانت ہے۔
(خطبہ جمعہ ۲ مئی ۲۰۰۸ء بدر ۱۷ جولائی ۲۰۰۸)

(۳۹) جو شخص کسی وجہ سے چندہ نہیں دے سکتا وہ باقاعدہ اجازت لے۔
(بدر ۱۸ ستمبر ۲۰۰۸ء صفحہ ۷)

(۴۰) جلسہ ہائے سالانہ پر سائیکل سفر کی رَو کو جاری رکھیں۔
(بدر خطبہ جمعہ ۲/اکتوبر ۲۰۰۸)

پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا میں تشہیر:

سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ پانچ سالہ تاریخی دَورہ ہے جس میں ایک معجزاتی ڈھنگ سے پوری دنیا میں جماعت کی تشہیر ہوئی ہے۔ شاید ہی دنیا بھر کا کوئی اخبار ایسا ہوگا جس نے جماعت کے تعارف پر مشتمل خبریں اور مضامین شائع نہ کی ہوں اور ۲۷ مئی ۲۰۰۸ء کے بعد

تو اس میں ایک طوفانی رنگ کی تیزی آئی ہے چنانچہ وطن عزیز ہندوستان میں ہی ہر صوبہ کے اخبارات نے اردو ہندی انگریزی اور اپنی مقامی زبانوں میں جماعتی تعارف پر مشتمل مضامین اور خبریں شائع کیں۔

جہاں تک بین الاقوامی اخبارات کا تعلق ہے تو شاید ہی دنیا کا کوئی ملک بچا ہو جس نے اس مبارک جوبلی سال میں جماعت کا تعارف نہ کرایا ہو۔ جیسا کہ ہم ذکر کر رہے ہیں اس پانچ سالہ دور کا ایک چوتھائی حصہ حضور اقدس نے جماعت کی خاطر سفروں میں گزارا ہے اور افریقہ یورپ ایشیا اور امریکہ اور آسٹریلیا کے کئی ممالک میں حضور تشریف لے گئے ہیں جہاں جہاں بھی حضور تشریف لے گئے ہیں پریس کانفرنسز کا انعقاد ہوا ہے۔ پرنٹ میڈیا اور الیکٹرانک میڈیا سے تعلق رکھنے والے نمائندگان کے سوالات کے جواب ارشاد فرمائے ہیں جو کہ بعد میں ان ممالک میں شائع بھی ہوئے ان میں خاص طور پر درج ذیل ۲۷ ممالک شامل ہیں۔

☆......بھارت، سنگاپور، جاپان (ایشیا)

☆......انگلینڈ، جرمنی، فرانس، سوئزرلینڈ، بیلجیم، سپین، ناروے، سویڈن، ہالینڈ، ڈنمارک۔ (یورپ)

☆......یو ایس اے، کینیڈا۔ (امریکہ)

☆......آسٹریلیا، فجی، نیوزی لینڈ۔ (مشرق بعید)

☆......غانا، بینن، تنزانیہ، یوگنڈا، بورکینا فاسو، نائیجیریا، نیروبی، کینیا، ماریشس۔ (افریقہ)

ان تمام پریس کانفرنسز میں حضور نے بالخصوص:

☆......اسلام کی امن و آشتی کی تعلیم اور جہاد کے متعلق اسلامی نظریہ۔

☆......امریکہ اور اس کے حلیف ممالک کو نصیحت۔

☆......اسلامی ممالک اور عرب ممالک کو نصیحت۔

☆......آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اور قرآن مجید پر کئے گئے اعتراضات کا رد۔

☆......اور دیگر انسانی اخلاق، خدمت انسانیت اور دنیا بھر کے انسانوں کو جن مسائل کا سامنا ہے پر مفصل روشنی ڈالی ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطاب فرمودہ جلسہ سالانہ برطانیہ 2008ء میں جماعتی ترقی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ صرف سال ۲۰۰۸ء میں دنیا بھر کے ۹۸۷ اخبارات میں اسلام کی تبلیغ اور جماعتی تعارف پر مشتمل خبریں اور مضامین شائع ہوئے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

دعوت الی اللہ اور اس کے ذرائع:

سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اس پانچ سالہ مبارک دور میں اکثر خطبات و خطابات میں جماعت کو دعوت الی اللہ کی نصیحت کرنے کے ساتھ ساتھ دعوت الی اللہ کے گر بھی سکھائے گئے ہیں اور ساتھ ہی درج ذیل طریق بروئے کار لائے گئے ہیں اس سے قبل ہم حضور انور کے دورہ جات کا ذکر کر چکے ہیں اب ہم دیگر ذرائع دعوت الی اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔

اسلامی لٹریچر اور تراجم قرآن کریم کی اشاعت:-

الحمد للہ کہ اس کے لئے حضور نے دنیا بھر کے احمدی مطبع خانوں کے ذریعہ اسلام و احمدیت پر مشتمل کتب کی مختلف زبانوں میں اشاعت کا انتظام فرمایا ہے۔ ساتھ ہی حضور انور نے حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی کتب خطبات و خطابات کی اشاعت کے لئے طاہر فاؤنڈیشن کا قیام فرمایا جو ان کتب کو شائع کرنے کا انتظام کر رہا ہے۔

دعوت الی اللہ کے لئے حضور انور نے تحریک فرمائی کہ ہر احمدی کم از کم سال میں دو ہفتے وقف کرے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراضات کے جواب کے لئے ٹیمیں تیار کریں۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اہل عرب کو بھی قبول حق کی دعوت دی فرمایا ''اے سرزمین عرب کے باشندو! آج میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نمائندے کی حیثیت سے خدائے رب العالمین کے نام پر تم سے درخواست کرتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی فرزند کی آواز پر لبیک کہو۔''

(الفضل انٹرنیشنل ۱۳ تا ۱۹ اپریل ۲۰۰۷)

نور فاؤنڈیشن کے ذریعہ احادیث کی اشاعت:

احادیث کے تراجم و اشاعت کے لئے حضور انور نے نور فاؤنڈیشن کی تشکیل دی ہے جس کے ذریعہ فی الحال صحاح ستہ کے تراجم ہو رہے ہیں اور عنقریب یہ تراجم منظر عام پر آنے والے ہیں۔

ایم ٹی اے:

حضور انور کے مبارک دور میں بعض افریقن ممالک میں ریڈیو کے ذریعہ تبلیغ اسلام کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے ایم ٹی اے کو عظیم الشان وسعت عطا کی ہے۔ چنانچہ ۲۳ مارچ ۲۰۰۷ء کو حضور نے عربوں میں تبلیغ کے لئے ایم ٹی اے ثالثۃ العربیہ کا اعلان فرمایا۔ الحمد للہ کہ یہ چینل عربوں میں بے حد مقبول ہو رہا ہے۔ ایم ٹی اے کس قدر ترقی کر چکا ہے اس کی مثال ۲۷ مئی ۲۰۰۸ء کے حضور انور کے اس تاریخی خطاب کے روز سامنے آئی جبکہ ایم ٹی اے نے جماعت احمدیہ کے تین مراکز قادیان ربوہ اور لندن کو ایک ساتھ جوڑ کر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا تاریخی خطاب پوری دنیا کو دکھایا اور اس طرح پرانے بزرگوں کی وہ پیشگوئی نہایت شان سے پوری ہوئی کہ امام مہدی مغرب میں ہوگا اور مشرق کے لوگ اس کو دیکھیں گے اور مغربی بھائی اپنے مشرقی بھائیوں کا دیدار کریں گے فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

بیعتیں:

سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مبارک دور خلافت میں ۲۰۰۳ء سے ۲۰۰۸ء تک درج ذیل ترتیب سے بیعتیں

ہوئیں۔

۲۰۰۳ء	۸،۹۲،۴۰۳
۲۰۰۴ء	۳،۰۴،۹۱۰
۲۰۰۵ء	۲،۰۹،۷۹۹
۲۰۰۶ء	۲،۹۳،۸۸۱
۲۰۰۷ء	۲،۶۱،۹۶۹
۲۰۰۸ء	۳،۵۴،۶۳۸

تعلیمی میدان:

خلافت خامسہ کا پانچ سالہ تاریخی دور دنیا بھر میں پھیلے ہوئے تعلیمی میدانوں میں سبقت لے جانے والے طلباء کے لئے ایک نعمت عظمیٰ ہے۔ حضور انور نے خاص دلچسپی لے کر نہ صرف غریب طلباء کے لئے وظائف مقرر فرمائے بلکہ ہوشیار اور ذہین طلباء کے لئے اعلیٰ تعلیم کے مواقع بھی فراہم کرائے ہیں۔ ساتھ ہی حضور انور نے مختلف اوقات میں جو نصائح فرمائی ہیں ان کو نظارت تعلیم قادیان نے ایک جگہ اکٹھا کیا ہے استفادہ قارئین کے لئے انہیں ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی احمدی طلباء کے لئے اہم ھدایات:

☆- احمدی طلبہ کا نصب العین یہ ہو کہ ہم اعلیٰ سے اعلیٰ تعلیم حاصل کریں گے کیوں کہ اسلام نے ہمیں یہ تعلیم دی ہے اور اپنی علمی صلاحیتوں سے انسانیت کی خدمت کریں گے۔

☆- آئندہ زمانہ میں اعلیٰ تعلیم کے بغیر انسان کو زندگی گزارنا مشکل ہوگا۔

☆- تبلیغ اسلام کیلئے بھی احمدی طلبہ کو اعلیٰ تعلیم حاصل کرنی چاہئے کیوں کہ دنیا والے صرف اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگوں کی بات ہی توجہ سے سنتے ہیں۔ اگر احمدی اعلیٰ تعلیم یافتہ، متقی اور شریعت پر کار بند ہوں گے تو لوگ خود بخود ان کی طرف کھنچے چلے آئیں گے اگر دنیوی تعلیم حاصل کرنے کا مقصد یہ ہو کہ اس کے ذریعہ دین کی خدمت کی جائے تو دنیوی تعلیم بھی دینی تعلیم کے برابر کا درجہ رکھتی ہے۔

☆- والدین چاہے پڑھے لکھے ہوں یا پڑھے لکھے نہ ہوں وہ اپنے بچوں کی تعلیم کی طرف پوری توجہ دیں۔ احمدی طلبہ اپنے ملک کے بہترین طلباء میں شمار ہونے چاہئیں اور انہیں اپنے ملک کا قائد اور رہنما بننا چاہئے۔

☆- والدین کو گھر میں ایسا ماحول بنانا چاہئے کہ انکے بچے دنیوی تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم کی طرف بھی توجہ دیں ہر احمدی طالب علم کو تعلیم کے ہر میدان میں آگے بڑھنا چاہئے۔

☆- احمدی طلباء کو حصول تعلیم کے سلسلہ میں سخت مشقت اور محنت کرنی چاہئے لہٰذا احمدی طلبہ کو فضولیات میں اپنا وقت برباد نہیں کرنا چاہئے والدین کا فرض ہے کہ وہ اس امر کی نگرانی کریں۔

☆- احمدی طلباء کی سوچ اور مقصد اور ان کا نصب العین بلند ہونا چاہئے انہیں بہت دُعا کی اور محنت کی عادت ہونی چاہئے تا کہ وہ ہر امتحان میں اسّی فیصد سے زیادہ نمبرات حاصل کرسکیں انہیں اپنی کلاس میں اوّل پوزیشن حاصل کرنی چاہئے بلکہ تعلیمی بورڈ یا یونیورسٹی کے امتحان میں پہلی دس پوزیشن احمدی طلبہ کی ہونی چاہئیں۔

☆- تعلیم کے دوران احمدی بچیوں کو پردہ اور لباس کے تعلق سے قرآنی احکام کی پوری سختی سے پابندی کرنی چاہئے۔ جب احمدی بچیاں شادی کی عمر کو پہنچ جائیں تو ان کی شادی کردینی چاہئے شادی کے بعد وہ اپنی تعلیم جاری رکھ سکتی ہیں۔

☆- طلبہ کو روزانہ گھر پر اسکول میں پڑھے ہوئے اسباق کی دہرائی کرنی چاہئے دہم جماعت تک کے طلباء کو کم از کم چار گھنٹے روزانہ گھر پر مطالعہ کرنا چاہئے کالج اور یونیورسٹی کے طلباء کو کم از کم چھ گھنٹے مطالعہ کرنا چاہئے۔ امریکہ میں ایک طالب علم روزانہ اوسطاً 14 گھنٹے یونیورسٹی اور گھر پر ذاتی مطالعہ کرتا ہے جبکہ یورپ میں یہ اوسط 13 گھنٹے اور روس میں 12 گھنٹے ہے۔

☆- احمدی طلبہ کو اسکول رکالج ریونیورسٹی میں اپنی منفرد پہچان بنانی چاہئے۔ ان کا لباس وضع قطع چال چلن ایسا ہو کہ اسلامی تعلیم کا جیتا جاگتا مجسمہ ہوں۔

☆- احمدی طلباء کو چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے شکر گزار بندے بنیں۔ قرآن کریم سے استفادہ کریں۔ انہیں یاد رکھنا چاہئے کہ زندگی کا مقصد عبادت الٰہی ہے۔ روزانہ پنجوقتہ نمازیں ادا کریں اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ جو پنجوقتہ نماز باقاعدہ ادا کرے گا اللہ تعالیٰ اُسے اپنی حفاظت میں رکھے گا احمدی طلبہ کو اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔

☆- احمدی طلباء میں تعلیم کی وجہ سے ایک نئی تبدیلی پیدا ہونی چاہئے انہیں دینی تعلیم حاصل کرنی چاہئے تقویٰ و پرہیزگاری اختیار کرنی چاہئے تا کہ اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم کرسکیں احمدی طلبہ کا نمونہ ایسا ہو کہ غیر یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ احمدی طلبہ پاک کردار نیک سیرت اور عبادت گزار ہیں ملک وقوم کی خدمت کرتے ہیں اور انہی کی وجہ سے ہمارا ملک ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔

☆- احمدی طلباء خدا کی عبادت کے ساتھ ساتھ اگر اس نیک ارادہ کے ساتھ علم حاصل کریں کہ وہ ملک وقوم کی خدمت کریں گے تو اللہ تعالیٰ اُن کے لئے ان کی تعلیم آسان کردے گا۔

☆- احمدی طلباء کو روزانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے ساتھ ساتھ معلومات عامہ اخبارات ورسائل کا بھی مطالعہ کرنا چاہئے۔

☆- اپنی تعلیمی کورس کی کتب کے علاوہ بھی دیگر کتب کا مطالعہ کرنا چاہئے۔

☆- احمدی طلبہ کو اپنے ہم جماعتوں کو بلا جھجک تبلیغ کرنی چاہئے انہیں اسلام کی حسین تعلیمات سے روشناس کرانا چاہئے اگر احمدی طلباء کی سیرت اور اخلاق دوسروں سے ممتاز ہوں گے تو دوسرے طلبہ خود

بخود کھنچے چلے آئیں گے۔

☆- احمدی طلبا صرف دوسرے طلباء اور احمدی طالبات صرف طالبات کی حدتک تبلیغ کریں۔

☆- احمدی طلبہ اپنے ساتھ جماعتی لٹریچر بھی رکھا کریں۔ جب اسکول رکالج میں فرصت کا وقت ہو تو اس کا مطالعہ کریں یا کتاب باہر نکال کر رکھ دیں۔ ایسا کرنے سے دیگر طلباء اس کتاب کو دیکھ کر سوالات کریں گے یا خود اٹھا کر پڑھیں گے۔ اس طرح احمدی طلباء کو تبلیغ کے نئے نئے رستے سوچتے رہنا چاہئے۔

☆- احمدی طلبہ اپنے اساتذہ ر پروفیسر صاحبان وغیرہ کو جماعتی لٹریچر پیش کریں خصوصاً اسلامی اصول کی فلاسفی Revelation Rationality knowledge, and Truth

☆- امتحان میں پرچہ حل کرنے سے قبل ہاتھ اُٹھا کر دُعا ضرور کرنی چاہئے۔

☆- احمدی طالب علموں میں یہ دلچسپی پیدا کریں کہ وہ قرآن پر غور وفکر کرنے لگیں۔ ان کا قرآن کریم کا علم بڑھائیں تا کہ وہ قرآن کریم سے تحقیق کرنے کے طریقے سیکھیں تبھی انہیں سائینس کے علم کا فائدہ ہوگا۔ پھر فرمایا: پروفیسر ڈاکٹر عبد السلام صاحب قرآن کریم پر بہت غور وفکر کرتے تھے اور اس علم کو انہوں نے بہت بڑھایا اور اسی وجہ سے ان کے Science کے علم کو فائدہ ہوا۔ احمدی طالب علموں کو تحریک کریں کہ انہیں بھی پروفیسر عبد السلام صاحب کے اس طریق کو اپنانا چاہئے۔ اس ضمن میں ہندوستان بھر کے سیکریٹریان تعلیم کو بہت فعال کریں۔ اور لجنہ اماء اللہ اور خدام الاحمدیہ کو بھی اس شعبہ میں فعال کریں۔

☆- حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی وقف نو کلاسز اور حضور رحمہ اللہ کی کتاب Revelation Rationality knowledge and truth (جواب اردو میں بھی مہیا ہے) کے ذریعہ احمدی طلباء اور اساتذہ کو قرآن اور Science کے آپسی Connection کا علم ہوگا۔ اس لئے نظارت تعلیم ان دونوں کو ہندستان بھر میں زیادہ سے زیادہ promote کرے۔

☆- نظارت تعلیم ہر ذریعہ سے کوشش کرے اور promote کرے کہ احمدی طالب علم اور وقف نو بچے جماعتی کتب، رسالے، ایم ٹی اے اور alislam ویب سائیٹ سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کریں۔ اس معاملہ میں سیکریٹری تعلیم اور ذیلی تنظیمیں بھی Active ہوں۔

☆- خلافت جوبلی سال کے لئے نظارت تعلیم کا یہ ٹارگیٹ ہے کہ ہندوستان بھر کے سارے احمدی طالب علم اور واقفین نو خلافت جوبلی میں اس طرح سے داخل ہوں کہ وہ حضور انور کی تمام ہدایات پر عمل کرنے والے ہوں۔

قادیان کی عظیم الشان ترقی:

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ:

''ایک دن آنے والا ہے جو قادیان سُورج کی طرح چمک کر دکھلادے گی کہ وہ ایک سچے کا مقام ہے۔'' (دافع البلاء صفحہ ۱۱)

چنانچہ آج ہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان کو نہایت شان کے ساتھ پورا ہوتے ہوئے دیکھ رہے ہیں۔ سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ 1991ء میں قادیان تشریف لائے تھے اور آپ کی مبارک آمد سے تقسیم ملک کے بعد قادیان کی ترقی کی شروعات ہوئی۔ اس کے بعد حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز پہلی مرتبہ 2005ء میں قادیان تشریف لائے اور آپ نے قادیان کے تمام احمدی ساکنین کے گھروں کو اپنے نور سے منور کردیا غالبا یہ تاریخ احمدیت میں پہلا واقعہ ہی تھا کہ کسی خلیفۃ المسیح نے اپنے عشاقکے تمام گھروں میں جا کر رونق بخشی ہو۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ قادیان کے تمام ساکنین اس بات کے گواہ ہیں کہ ہر وہ گھر جہاں جہاں حضرت اقدس خلیفۃ المسیح کے قدم مبارک پڑے ہیں وہاں خدا نے ان کو دینی برکات کے ساتھ ساتھ دنیوی برکات و انعامات سے بھی نوازا ہے۔ ہر گھر اس کی ایک زندہ مثال ہے ہر گھر کے پاس اس کی ایک الگ ایمان افروز داستان ہے جو اس چھوٹے سے مضمون میں قلمبند نہیں کی جاسکتی بہر حال ہم ہر گھر کی نجی برکات کو چھوڑ کر جماعتی برکات کا کسی قدر ذکر کرتے ہیں۔

جہاں تک عمارات کا تعلق ہے تو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مبارک دور میں قادیان میں تعمیراتی کام پہلے سے کئی گنا بڑھ گئے ہیں۔ چنانچہ دار المسیح کی رینویشن، مسجد اقصیٰ قادیان کی توسیع، مسجد دار الانوار کی از سر نو تعمیر، جامعہ احمدیہ کی عظیم الشان عمارت سرائے طاہر، جدید سہولتوں سے آراستہ نور ہسپتال، کوٹھی دار السلام اور محلہ احمدیہ میں دیگر جگہوں پر کارکنان کے کوارٹرز کی تعمیر، چار منزلہ فلیٹس کے ساتھ ساتھ ایک اور جدید سہولتوں سے آراستہ چار منزلہ فلیٹس کی تعمیر۔ لنگر خانہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی توسیع، بہشتی مقبرہ میں مقام ظہور قدرت ثانیہ پر تعمیر ہونیوالی نئی یادگار۔ بہشتی مقبرہ کی تزئین، ایوان انصار کے ساتھ جدید سہولتوں سے آراستہ تین منزلہ وی آئی پی گیسٹ ہاؤس، دفتر نشر و اشاعت اور ایم ٹی اے کی عظیم الشان عمارتیں، جدید مطبع خانے کی عمارت مرکزی لائبریری، ہال لجنہ اماء اللہ۔ دیگر ممالک اور بھارت کے دیگر صوبوں کے تعمیر ہونیوالے گیسٹ ہاؤس ان کے علاوہ ہیں جن میں کیرلہ ہاؤس، دبئی ہاؤس، مارشس گیسٹ ہاؤس، آسٹریلیا گیسٹ ہاؤس، انڈونیشین گیسٹ ہاؤس وغیرہ شامل ہیں۔

اندازہ لگایئے کہ آج سے سو سال قبل جب الہام وَسِّعْ مَکَانَکَ پہلی مرتبہ نازل ہوا تھا تو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا کہ

مکان بنوانے کے لئے تو ہمارے پاس روپیہ نہیں ہے اس الہام کو ظاہری طور پر پورا کرنے کے لئے ایک چھپر بنوا دیا جائے لیکن آج خدا نے کس عظیم الشان رنگ میں اس الہام کو پورا فرمایا ہے سبحان اللہ! کیا شانِ صداقت ہے مسیح موعودؑ کی اور کیا شان خلافت ہے خلفاء مسیح موعودؑ کی سبحان اللہ والحمد للہ واللہ اکبر۔

سال ۲۰۰۸ء میں جماعتی ترقی کا ایک جائزہ:

آخر پر ہم سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مبارک دور خلافت میں ہونے والی اس مجموعی ترقی کا ذکر کرتے ہیں جو حضور نے اپنے خطاب جلسہ سالانہ برطانیہ ۲۰۰۸ میں بیان فرمایا ہے۔

☆...... سال 2008ء میں چار نئے ممالک کے اضافے کے ساتھ جماعت احمدیہ دنیا کے 193 ممالک میں قائم ہوگئی ہے۔ چار نئے ممالک تاجکستان، پلاؤ، آئس لینڈ، لیتھوانیا ہیں۔

☆...... دنیا کے 48 ممالک میں نئے رابطے زندہ ہوئے ہیں نئے رابطوں میں غانا سرفہرست ہے۔

☆...... امسال جماعت کو اللہ تعالیٰ نے 351 نئی مساجد عطا کیں جن میں 149 نئی مساجد تعمیر کی گئیں اور 202 بنی بنائی اللہ نے جماعت کو عطا کیں۔ ہندوستان میں 47 نئی مساجد بنیں۔

☆...... مشن ہاؤس اور تبلیغی مراکز کے لحاظ سے 142 کا اضافہ ہوا اس وقت تک 102 ممالک میں دو ہزار گیارہ مشن ہاؤس ہیں بھارت میں ان کی تعداد 62 ہے۔

☆...... دنیا بھر کے 11 ممالک میں جدید ٹیکنالوجی سے آراستہ پرنٹنگ پریس لگے ہیں جو رقیم پریس لنڈن کے ماتحت کام کر رہے ہیں لنڈن سے دو لاکھ چالیس ہزار کتب شائع ہوئیں جبکہ افریقہ کے مطبع خانوں میں چار لاکھ پینتالیس ہزار کتب شائع ہوئی ہیں ۔قادیان میں نیا پرنٹنگ پریس لگ رہا ہے۔

☆...... اس سال اللہ کے فضل سے چار زبانوں میں تراجم قرآن مجید شائع ہوئے ہیں جن میں بوزنین، کرگت، تھائی اور بالاگاسی زبانیں شامل ہیں۔ گزشتہ سال تک مطبوعہ تراجم قرآن مجید کی تعداد 64 تھی دوران سال چار زبانوں کے اضافہ سے یہ تعداد کل 68 ہوگئی ہے۔

☆...... 45 ممالک سے موصولہ رپورٹ کے مطابق دوران سال 621 نئی کتب شائع ہوئیں۔ اور کل 31 زبانوں میں 21 لاکھ چوبیس ہزار تین صد ستاسٹھ کتب شائع ہوئیں جن میں درج ذیل زبانیں شامل ہیں۔

عربی، اردو، انگریزی، فرنچ، ہندی، پنجابی، تامل، سویڈش، چینی، ڈینش، جرمن، صومالی، رشین، انڈونیشین، ہاؤسا، بنگلہ، بوزنین، برمی، کرگز، ڈچ، کازک، نارویجین، فجین، سپینش، یوگنڈا، فارسی، سواحیلی، ملاگاسی، ملیالم، اڑیسہ اور اٹیلین وغیرہ۔

☆...... 957 نمائشوں کے ذریعہ چھ لاکھ چھیاسٹھ ہزار دو صد تئیس افراد تک پیغام پہنچا۔

☆...... بک اسٹالوں کے ذریعہ آٹھ لاکھ افراد تک پیغام پہنچا۔

☆...... دنیا بھر میں 1987 اخبارات میں خبریں اور مضامین شائع ہوئے جن کے قارئین کی تعداد 75 کروڑ ہے۔

☆...... فرنچ ڈیسک، بنگلہ ڈیسک، چینی ڈیسک، ٹرکش ڈیسک اور عربی ڈیسک نہایت فعال رنگ میں کام کر رہے ہیں۔

☆...... تحریک وقف نو میں کل 37136 بچے شامل ہیں جن میں لڑکے 23765 اور لڑکیاں 13771 ہیں۔

☆...... 12 ممالک میں 36 ہسپتال اور کلینک کام کر رہے ہیں جن میں چالیس ڈاکٹر خدمت کر رہے ہیں۔

☆...... گیارہ ممالک میں پانچ سو دس ہائر سیکنڈری پرائمری اور نرسری سکول چل رہے ہیں۔

☆...... ایم ٹی اے چوبیس گھنٹے اپنی نشریات پیش کر رہا ہے۔

☆...... دنیا بھر میں مختلف ٹی وی چینلز میں ایک ہزار اکاون پروگرام پیش کئے گئے جن پر چھ سو چورانوے گھنٹے صرف ہوئے۔

☆...... مختلف ممالک کے ریڈیوز میں 215 گھنٹے تک 7051 پروگرام نشر ہوئے۔

☆...... احمدیہ ویب سائٹ کے ذریعہ دس لاکھ سے زائد لوگ افادہ کر رہے ہیں۔

☆...... احمدیہ آرکیٹکٹس انجینئر ایسوسی ایشن غریب ممالک میں صاف پانی کی سپلائی اور سولر سسٹم کے ذریعہ بجلی پہنچانے کا کام کر رہی ہے۔

☆...... جماعت کا خدمت خلق کا ادارہ ہیومینٹی فرسٹ 14 سال سے خدمت کر رہا ہے جو اب تک 28 ممالک میں رجسٹرڈ ہو چکا ہے جو مختلف ارضی وسماوی آفات کے موقع پر اور فسادات کے موقع پر خدمت سرانجام دے رہا ہے۔ ناداروں، ضرورتمندوں اور یتیموں کی مدد کی جارہی ہے۔ میڈیکل کیمپ، بلڈ ڈونیشن کیمپ، آئی کیمپ لگائے جارہے ہیں۔

☆...... اس سال 354638 افراد بیعت کی سعادت حاصل کر کے جماعت احمدیہ مسلمہ میں شامل ہوئے اس میں 121 ممالک کی 351 قومیں شامل ہوئیں۔

خلافت خامسہ کے ۵ سال ۸ ماہ ایک نظر میں:

ان پانچ سال آٹھ ماہ میں مساجد مشن ہاؤسز قرآن مجید اور بیعتوں کی مجموعی تفصیل اسطرح ہے:

کل مساجد	1581
کل تبلیغی مراکز	1053

کل تراجم قرآن مجید 7
بیعتیں 2317600

(اللھم زد وبارک)

خلافت جوبلی اوراس کے پروگرام:

سیدنا حضرت اقدس امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مبارک دَور کو یہ امتیاز بھی حاصل ہے کہ آپ کے دَور میں صد سالہ خلافت احمدیہ جوبلی کے پروگرام آپ کی ہدایت کے مطابق بنے اوران پر پوری دنیا میں اس سال عمل ہورہا ہے اس بابرکت منصوبے کے دومقاصد ہیں۔

1. پہلا مقصد یہ ہے کہ انعام خلافت پر اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء اوراس کا شکرادا کیا جائے۔

2. دوسرا مقصد یہ ہے کہ خلافت کی ضرورت، اہمیت اور برکات سے اپنی آئندہ نسلوں اور تمام دنیا کوآگاہ کیا جائے۔

اس کے لئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جو پروگرام منظور فرمائے ہیں ان کی تفصیل ذیل میں درج کی جارہی ہے۔

عبادات ومناجات:

جملہ پروگراموں کی کامیابی اور بابرکت دُوررس نتائج کے حصول کے لئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 27 رمئی 2005 کے خطبہ جمعہ میں نفلی عبادات اور دُعاؤں کا ایک پروگرام جماعت کو دیا تھا جس میں روزانہ دو رکعت نفل اور مہینہ میں ایک نفلی روزہ رکھنے اور روزانہ سات دعاؤں کا وِرد کرنے کی ہدایت فرمائی تھی تمام احباب جماعت سے گزارش ہے کہ اب جبکہ ہم جوبلی سال میں داخل ہیں، اس روحانی پروگرام پر تا اختتام جوبلی سال 2008ء نہایت التزام کے ساتھ عملدرآمد کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے۔

نظام وصیت میں شمولیت

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس خواہش کا اظہار فرمایا تھا کہ ہر جماعت میں جو چندہ ادا کرنے والے ہیں ان میں سے کم از کم پچاس فیصد تو ایسے ہوں جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے قائم فرمودہ عظیم الشان نظامِ وصیت میں شامل ہو چکے ہوں اور یہ بھی جماعت کی طرف سے اللہ تعالیٰ کے حضور ایک حقیر سا نذرانہ ہوگا جو جماعت، خلافت کے سو سال پورا ہونے پر شکرانہ کے طور پر اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کر رہی ہوگی۔ الحمد للہ کہ ہندوستان کی جماعتوں نے اس ٹارگٹ کو پورا کرلیا ہے۔

مالی قربانی بطور شکرانہ:

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہندوستان کے احمدی احباب ومستورات نے خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی کے سلسلہ میں دل کھول کر وعدے لکھوائے ہیں اور ادائیگیاں بھی کی ہیں اب تک اللہ تعالیٰ کے فضل سے تقریبا دو کروڑ روپے کی احباب جماعت نے ادائیگی کی ہے جو اب تک جاری ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

27 مئی 2008ء بروز منگل کے پروگرام:

1. 27 مئی 2008ء کی درمیانی شب کو نماز تہجد باجماعت سے خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی کے پروگرام شروع ہوئے۔

2. 27 مئی 2008 کو جو خلافت احمدیہ کے لحاظ سے دوسری صدی کا پہلا دن تھا فجر کی نماز کے بعد مساجد رمراکز نماز میں اجتماعی دُعا ہوئی البتہ قادیان میں یہ اجتماعی دعا بہشتی مقبرہ میں ہوئی۔

3. جماعتوں میں اپنے اپنے وسائل کے مطابق ایک یا ایک سے زائد بکروں کی قربانی دی گئی۔ البتہ قادیان میں 101 بکروں کی قربانی دی گئی۔

4. جسب حالات 27 مئی کو جماعتی عمارات اور گھروں پر چراغاں کیا گیا۔

5. احمدی احباب نے اپنے غیر احمدی دوستوں کو انفرادی طور پر تحائف بھجوائے جبکہ معزز شخصیات کو جماعتی سطح پر تحائف بھجوائے گئے۔ تحائف میں جوبلی کے Logo کے ساتھ بنی ہوئی اشیاء شاملتھیں جو مرکز قادیان سے تیار کروا کے کچھ تحفۃً اور زیادہ تر قیمتًا مہیا کیگئیں۔

6. 27 مئی کو بچوں میں شیرینی تقسیم کیگئی۔

7. اہم جماعتی عمارت پر لوائے احمدیت لہرایا گیا۔

8. مقامی طور پر ہر جماعت میں 27 مئی کو ہی اپنے وسائل اور حالات کے مطابق جلسہ یوم خلافت شاندار پیمانے پر منایا گیا جس میں تمام طبقات کے چنیدہ احباب کو مدعو کیا گیا۔ الحمد للہ کہ اس کے مطابق شایان شان طور پر عمل ہو چکا ہے۔

مرکزی جلسہ یوم خلافت:

27 مئی 2008ء کو سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز لنڈن میں جلسہ یوم خلافت کے انعقاد سے خلافت احمدیہ کی صد سالہ جوبلی کے پروگراموں کا آغاز فرمایا اور حضور انور نے اس جلسہ میں جو خطاب فرمایا وہ ایم ٹی اے کے ذریعے تمام دنیا میں لائیو نشر ہوا اور قادیان اور ربوہ ولنڈن کے جلسوں کو ایم ٹی اے کے توسط سے مواصلاتی نظام کے ذریعہ ایک سکرین پر اکٹھا کر دیا گیا۔

صوبائی جلسہ ہائے یوم خلافت:

ہندوستان میں صوبائی سطح پر جلسہ ہائے یومِ خلافت (جس میں پیشوایان مذاہب کے موضوع کو بھی شامل رکھا گیا تھا) تمام صوبوں میں معین تاریخوں میں منعقد ہوئے۔

مناجات اور تبلیغ حق

(منظوم کلام سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

اے خدا اے کار ساز و عیب پوش و کردگار — اے مرے پیارے مرے محسن مرے پروردگار

کس طرح تیرا کروں اے ذوالمنن شکر و سپاس — وہ زباں لاؤں کہاں سے جس سے ہو یہ کاروبار

بدگمانوں سے بچایا مجھ کو خود بن کر گواہ — کر دیا دشمن کو اِک حملہ سے مغلوب اور خوار

کام جو کرتے ہیں تیری رہ میں پاتے ہیں جزا — مجھ سے کیا دیکھا کہ یہ لطف و کرم ہے بار بار

تیرے کاموں سے مجھے حیرت ہے اے میرے کریم — کس عمل پر مجھ کو دی ہے خلعتِ قرب و جوار

یہ سراسر فضل و احساں ہے کہ مَیں آیا پسند — ورنہ درگاہ میں تیری کچھ کم نہ تھے خدمت گذار

اے فدا ہو تیری راہ میں میرا جسم و جان و دل — مَیں نہیں پاتا کہ تجھ سا کوئی کرتا ہو پیار

لوگ کہتے ہیں کہ نالائق نہیں ہوتا قبول — مَیں تو نالائق بھی ہو کر پا گیا درگاہ میں بار

اِس قدر مجھ پر ہوئیں تیری عنایات و کرم

جن کا مشکل ہے کہ تا روزِ قیامت ہو شمار

☆-☆-☆

اشاعت:

☆...... 27 مئی 2008ء کے مرکزی جلسہ یوم خلافت میں حضور انور کے خطاب سے پیغام نکال کر ہندوستان کی تیرہ زبانوں میں دس دس ہزار کی تعداد میں شائع کیا گیا۔

☆...... کیلنڈر برائے سال 2008ء بارہ صفحات پر مشتمل نظارت نشر و اشاعت قادیان نے شائع کیا۔

☆...... خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی کے حوالے سے اردو اور ہندی زبانوں میں جوبلی کمیٹی قادیان کے ٹھوس مضامین اور تاریخی تصاویر پر مشتمل سوُونیئر شائع کروا چکی ہے۔

☆...... جوبلی سال 2008ء کے دَوران مندرجہ ذیل اخبارات اور رسائل کے خاص نمبر شائع ہونے تھے چنانچہ

☆...... خاص نمبر ہفت روزہ بدر قادیان (خلافت جوبلی نمبر) دسمبر 2008ء آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

☆...... خاص نمبر ماہنامہ رسالہ مشکوٰۃ قادیان شائع ہوا۔

☆...... خاص نمبر ماہنامہ رسالہ راہِ ایمان ہندی 27 مئی 2008ء یومِ خلافت کے موقع پر شائع ہو چکا ہے۔

☆...... خاص نمبر دو ماہی رسالہ انصار اللہ شائع ہوا۔

تحقیقی انعامی مقالہ جات:

خلافت احمدیہ کے حوالے سے مختلف عناوین پر تحقیقی مقالے لکھوانے کے لئے خدام، انصار، لجنہ، اطفال و ناصرات، مبلغین اور معلمین کے چھ طبقات کے لئے الگ الگ عناوین تجویز کر کے مشتہر کئے گئے تھے چنانچہ یہ مقالے لکھے جا چکے ہیں۔

اطفال و ناصرات کے مقالوں میں اوّل آنے والے کو 7000 روپے، دوم کو 5000 روپے اور سوم کو 3000 روپے اور باقی پانچ گروپ کے مقالہ جات میں سے ہر طبقے میں اوّل آنے والے کو 9000 روپے دوم کو 7000 روپے اور سوم کو 5000 روپے نقدی کی صورت میں انعام دیئے جائیں گے۔

ان کے علاوہ 2008ء کے دَوران ذیلی تنظیموں کے بھی مختلف پروگرام ہوئے جن میں مثالی وقارِ عمل، کھیلیں، میڈیکل کیمپ اور مشاعرے شامل ہیں۔

پریس و پبلسٹی:

خلافتِ احمدیہ صد سالہ جوبلی کے موقع پر حضور انور نے خصوصی پیغام کی اشاعت اور جملہ پروگراموں کی پرنٹ میڈیا اور الیکٹرانک میڈیا میں کوریج کے لئے مرکزی پریس کمیٹی کے ذریعہ بھرپور کوریج ہوئی۔ الحمدللہ۔

اللہ تعالیٰ صد سالہ جوبلی کے ان تمام پروگراموں کو کامیاب فرمائے اور سیدنا حضرت اقدس امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی مبارک قیادت میں ہمیں غلبہ اسلام کی عظیم منزل کی طرف تیزی سے لے جائے۔ ہمیں اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی خوشنودی حاصل ہو۔ ہمیں اس کی عبادت اور اس کی مخلوق کی خدمت کی توفیق نصیب ہو۔ آمین۔

☆-☆-☆

☆

نظام وصیت

نظام خلافت سے وابستہ ہے

﴿ مکرم مولوی عطاء الرحمٰن صاحب خالد، نظارت نشر و اشاعت قادیان ﴾

نظام وصیت لاریب ایک الٰہی نظام ہے جسکی بنیاد امام آخرالزمان حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام نے خدا تعالیٰ کی وحی کے مطابق اسکے حکم سے 1905ء میں قادیان میں ڈالی۔ جب اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی آپؑ کی توجہ اس نہایت اہم نظام الٰہی کے قیام کی طرف مبذول فرمائی تو سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کے اذن سے آپؑ نے جماعت مؤمنین کو خلافت دائمی کی خوشخبری عنایت فرمائی تا کہ نظام وصیت کو نظام خلافت کے ساتھ جوڑ دیں تا یہ ثابت ہو کہ یہ نظام نظام خلافت سے وابستہ ہے اور نظام خلافت کی سرگردگی اور نگرانی میں اس پاک نظام نے دائمی اور نافع الناس بننا ہے۔ چنانچہ اُس دائمی خلافت کی بشارت دیتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ''کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اسکا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جسکا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اُس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دیگا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔'' (رسالہ الوصیت صفحہ 7)

پھر فرمایا ''میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔ سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو۔'' (رسالہ الوصیت صفحہ 8)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ پیشگوئیاں جو رسالہ الوصیت میں درج ہیں اس بات کا ثبوت ہیں کہ نظام وصیت نظام خلافت سے وابستہ ہے اور دونوں نظاموں کا باہم نہایت گہرا تعلق ہے اور دونوں نظام ہم آہنگ ہیں اور لازم و ملزوم ہیں اور بطور محاورہ یہ بھی کہنا مناسب ہوگا کہ دونوں نظاموں کا باہم چولی دامن کا ساتھ ہے۔ یہ دونوں الٰہی نظام اپنے مقاصد کے حصول کے لئے باہم ممد و مددگار ہیں۔ اسکے باوجود نظام وصیت اپنے وجود کی بقا اور دوام کے لئے نظام خلافت کا اسی طرح محتاج ہے جس طرح جسم کو روح کی ضرورت ہے۔ یعنی نظام خلافت کے زیر نگرانی اور اس سے وابستہ رہ کر ہی یہ نظام اپنے اعلیٰ مقاصد حاصل کرسکتا ہے۔ یعنی نظام خلافت کی ربوبیت اور دیکھ ریکھ کے بغیر یہ نظام بے معنی اور بے سود ہے اسی لئے اس عالم میں سوائے خلافت احمدیہ کے تحت قائم شدہ نظام وصیت کے کوئی ایسا اعلیٰ عالمی مالی اور روحانی وصیتی نظام کا وجود پایا نہیں جاتا جو جماعت مؤمنین کو اعلیٰ معیار تقویٰ پر قائم کرنے والا، بے مثال عالمی مالی قربانی پیش کرنے کا نظام ہو۔ اسکی مثال سوائے احمدیہ جماعت کے نہ کوئی پیش کرسکتا ہے اور نہ کوئی آئندہ کبھی پیش کر سکے گا کیونکہ یہ دونوں الٰہی نظام صرف اور صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی برکت سے جماعت احمدیہ کو نصیب ہیں۔

نظام خلافت کے چار بنیادی مقاصد و اغراض:

نظام وصیت کے اعلیٰ اغراض و مقاصد کو سمجھنے کے لئے خلافت کی حقیقت اور اس کے قیام کے اغراض و مقاصد سمجھنا نہایت ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُم مِّن بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا ۚ يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا

(النور آیت56)

مندرجہ بالا آیت کریمہ میں خلافت کے چار بنیادی مقاصد و اغراض بیان کئے گئے ہیں۔ یعنی (۱) خدا تعالیٰ مومنوں کے لئے (بذریعہ خلافت) یقیناً اپنا پسندیدہ دین (اسلام) کو قائم کرے گا۔ (۲) اسکے ذریعہ مومنوں کی خوف کی حالت کو امن کی حالت سے بدل دیگا۔ (۳) اس کے ذریعہ عبادت الٰہی (نماز با جماعت) کا قیام ہوگا۔ (۴) اور (نظام خلافت کے ذریعہ) شرک اور بدعات کو دنیا سے ختم کیا جائیگا اور خدا تعالیٰ کی توحید کا مکمل قیام ہوگا۔

ان اغراض و مقاصد عالیہ کو حاصل کرنے کے لئے ایک ایسے اعلیٰ الٰہی نظام کی ضرورت تھی جس کے تحت جماعت مؤمنین کو اعلیٰ تقویٰ کے مقام پر قائم کرتے ہوئے دنیا میں مالی اور جانی قربانی کا جو خالص خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ہو، عظیم سلسلہ قائم کیا جائے جو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا قائم کردہ نظام وصیت ہے۔ چنانچہ رسالہ الوصیت کے گہرے مطالعہ سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ ایک موصی کے لئے جو معیار حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے باذن الٰہی قائم فرمایا ہے وہ مندرجہ ذیل ہے۔

موصی کا کیا معیار ہونا چاہئے:

(۱) وہ دین کو دنیا پر مقدم کرنے والا ہو۔

(۲) دنیا کی محبت چھوڑ کر وہ خدا تعالیٰ کا ہو گیا ہو۔

(۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی طرح صدق ووفا کا اعلیٰ نمونہ دکھلانے والا ہو۔

(۴) اسکے کام وکاروبار میں دنیا کی ملونی نہ ہو۔

(۵) وہ نفاق، حسد وبغض اور بدظنی سے پرہیز کرنے والا ہو۔

(۶) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تمام دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھنے والا ہو۔

(۷) وہ آپؑ کے ساتھ محبت، وفاداری اور للہ اخوت کا رشتہ رکھنے والا ہو۔

(۸) وہ مالی قربانی میں پیش پیش ہو یعنی کم از کم اپنی جائداد کا دسواں حصہ دین کے لئے قربان کرے۔

(۹) وہ شرک اور بدعات اور بدرسومات اور ہوا و ہوس نفسانیہ سے کلیۃً پرہیز کرنے والا ہو۔

(۱۰) نماز، روزہ وغیرہ تمام ارکان اسلام کا دل سے پابند ہو۔

اس معیار کا اگر ہم شرائط بیعت سلسلہ عالیہ احمدیہ سے موازنہ کریں تو کم وبیش یہی باتیں وہاں بھی پائی جاتی ہیں جو دس شرائط بیعت میں موجود ہیں اور ایک شخص کو جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کر کے خلافت احمدیہ کی تابعداری اختیار کرنی ہوتو ان تمام شرائط بیعت کا زبانی اقرار کرنا ہوتا ہے۔ دوسری طرف جب کوئی شخص نظام خلافت کے تحت نظام وصیت میں شمولیت اختیار کرنا چاہتا ہے تو اسے متذکرہ بالا الوصیت میں قائم شدہ معیار پر قائم ہونے کی تحریری وصیت کرنی پڑتی ہے۔ گویا وہ جو شرائط بیعت خلافت عشرہ کا زبانی اقرار کرنے والا، موصی بنتے ہی ان شرائط پر عملی رنگ میں پوری طرح قائم ہونے کا تحریری اقرار کرتا ہے اور دل سے ان تمام شرائط کو قبول کرتا ہے اور ان پر قائم ہونے کے لئے دن رات جدوجہد کرتا ہے اور آخر قائم ہو جاتا ہے۔ اس موازنہ سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ نظام وصیت سراسر نظام خلافت سے وابستہ ہے اور دونوں نظام باہم ہم آہنگ اور لازم وملزوم ہیں۔

خلافت کا انکار نظام وصیت سے محرومی ہے:

اور جو لوگ خلافت کے منکر ہیں وہ اس عظیم الشان نظام وصیت کے فیوض وبرکات سے بھی محروم و بے نصیب ہیں۔ چنانچہ خلافت ثانیہ کی بیعت وتائید کی مخالفت کرنے والے غیر مبائعین جنہوں نے قادیان سے رشتہ توڑ کر لاہور کو اپنا مرکز بنایا اور بہشتی مقبرہ قادیان سے اپنی وصیتوں کو منسوخ کرایا۔ جنہوں نے قدرت ثانیہ کے مظہر ثانی کا انکار کر کے الوصیت کو پس پشت ڈالا۔ آخر نتیجہ یہ نکلا کہ وہ برکات خلافت کے ساتھ ساتھ نظام وصیت کے فیوض وبرکات سے ہمیشہ کے لئے محروم ہو گئے۔

غیر مبائعین پیغامیوں کا گنہگار ہونے کا اقرار:

چنانچہ خود مولوی محمد علی صاحب جو اپنی جماعت کے سرکردہ لیڈر ہیں اپنی جماعت کے متعلق فرماتے ہیں۔

''جماعت (غیر مبائعین) نے الوصیت کو اختیار کرنے میں کمزوری دکھلائی اور اسکی وجہ سے خود کمزور ہو گئی۔ اس بارہ میں سب سے زیادہ قصوروار وہ شخص ہے جو اس وقت تمہارے سامنے کھڑا ہے۔ گناہ کے اس احساس کے ساتھ جو کہ ایک بدترین گناہگار کو ہوسکتا ہے میں اس قصور اور کوتاہی کا اقرار کرتا ہوں کہ سب سے زیادہ کمزوری میں نے دکھلائی ہے۔''

(پیغام صلح جنوری 1937ء)

یہ اقرار ثابت کرتا ہے کہ وہ غلطی پر تھے اور خلافت ثانیہ کا انکار کرنا انکی غلطی تھی اور اس غلطی کی وجہ سے وہ ہمیشہ کے لئے خلافت کی برکات سے محروم ہوئے اور ساتھ ساتھ نظام وصیت سے بھی محروم ہو کر روحانی اور مالی اور اخلاقی کمزوریوں کے شکار ہو گئے۔

حقیقت یہی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مقرر کردہ مرکز قادیان میں ہی انجمن کارپرداز مصالح قبرستان موجود ہے اور اپنا کام نہایت باقاعدگی اور خیر و خوبی سے سرانجام دے رہی ہے۔ چونکہ غیر مبائعین جنہیں لاہوری کہا جاتا ہے انکا کوئی بہشتی مقبرہ نہیں ہے اور نہ کوئی انجمن کارپرداز مصالح قبرستان حسب منشاء رسالہ الوصیت ہی ان ہاں قائم ہے۔ لہٰذا خلافت کے انکاری ہونے کی وجہ سے وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس پاک نظام وصیت میں شامل ہو کر اس پر عمل کرنے اور اس کے فیوض وبرکات سے فیضیاب ہونے سے بے نصیب ومحروم ہو گئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کے لئے نظام وصیت کو نظام خلافت کے ساتھ منسلک کر دیا ہے۔ اسی طرح جماعت غیر مبائعین رسالہ الوصیت کے مطابق جو پیشگوئی ہے کہ ''میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔'' (الوصیت صفحہ 7) کی عظیم بشارت سے بھی بے نصیب و محروم ہو گئے۔

بعض لوگ نظام وصیت کی اہمیت اور عظمت کو نہ سمجھتے ہوئے اسکو عام ہدایت یا تحریک کی طرح سمجھتے ہیں اور خلافت کے تابع مالی قربانی میں پیش پیش رہتے ہوئے بھی، دین کے لئے غیرت وحمیت رکھتے ہوئے بھی اس عظیم آسمانی نظام میں شامل ہونے سے محروم رہ جاتے ہیں اور سوچتے سوچتے اس دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں چنانچہ ایسے لوگوں کے لئے سوائے افسوس کے اظہار کے اور کیا کیا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نظام وصیت کے ذریعہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جو عظیم الشان بشارات اور جنت کی خوشخبری دی وہ اس سے محروم ہو گئے ہیں چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ ''اگر تم تلخی اُٹھالو گے تو ایک پیارے بچے کی طرح خدا کی گود میں آجاؤ گے اور تم اُن راستبازوں کے وارث کئے جاؤ گے جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں اور ہر ایک نعمت کے دروازے تم پر کھولے جائیں گے۔ لیکن تھوڑے ہیں جو ایسے ہیں۔'' (الوصیت صفحہ 9)

اکثر یہی دیکھا جاتا ہے کہ وصیت کے نظام میں شمولیت سے اسی لئے لوگ محروم رہتے ہیں کہ اس میں شامل ہونے والے کو راستی اور سچائی کا عملی اظہار کرنا پڑتا ہے اور اپنی جائداد کا پورا پورا حساب دینا ہوتا ہے اس لئے جو لوگ صدق اور صفائی نہیں رکھتے وہ وصیت سے ڈرتے ہیں۔ اور اسکے فیوض اور برکات سے محرورم ہو جاتے ہیں اور خلافت کے سچے تابعدار بھی نہیں ٹھہرتے کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نظام وصیت کے ساتھ خلافت دائمی کی بشارت دینے میں یہی حکمت ہے کہ جو نظام خلافت کا تابعدار بننا چاہتا ہے وہ نظام وصیت میں ضرور شامل ہو، تا کہ نظام خلافت کو تقویت نصیب ہو۔

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء احمدیت کی ہدایات وتحریکات سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ نظام وصیت کا نظام خلافت سے گہرا تعلق اور وابستگی ہے چنانچہ خلافت سے منسلک اور وابستہ ہو کر وصیت کرنے والے مومنوں کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ ''خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا ہے کہ میں اپنی جماعت کو اطلاع دوں کہ جو لوگ ایمان لائے اور ایسا ایمان جو اس کے ساتھ دنیا کی ملونی نہیں اور وہ ایمان نفاق یا بزدلی سے آلودہ نہیں اور وہ ایمان، اطاعت کے کسی درجہ سے محروم نہیں ایسے لوگ خدا کے پسندیدہ لوگ ہیں اور خدا فرماتا ہے کہ وہی ہیں جن کا قدم صدق کا قدم ہے۔''

(الوصیت صفحہ 11)

پھر فرمایا کہ ''بے شک یہ انتظام (نظام وصیت) منافقوں پر بہت گراں گزریگا اور اس سے ان کی پردہ دری ہوگی اور بعد موت وہ مرد ہوں یا عورت اس قبرستان میں ہرگز دفن نہیں ہوں گے۔''

(ضمیمہ متعلقہ رسالہ الوصیت)

اس جگہ انہیں غیر مبائعین کی جماعت کی طرف اشارہ ہے جنہوں نے خود اقرار کیا کہ الوصیت کو اختیار کرنے میں انہوں نے خود کمزوری دکھلائی اور اسکی وجہ سے وہ خود کمزور ہو گئے۔ اور خدا کی نظر میں وہ منافق ٹھہرے جنہوں نے نہ تو خلافت کی تابعداری اختیار کی اور نہ وہ نظام وصیت میں شمولیت اختیار کر کے اس پاک قبرستان میں جگہ پانے کے مستحق ٹھہرے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے نظام وصیت کو خلافت کے دست و نگہبانی کے تحت چلنے والی کشتی قرار دیا اور فرمایا ''میں نے الوصیت کو خوب پڑھا ہے۔ واقعی چودہ آدمیوں کو خلیفۃ المسیح قرار دیا ہے۔ اور ان کی کثرت رائے سے فیصلہ کو قطعی فرمایا۔ اب دیکھو کہ انہیں متقیوں نے جن جن کو حضرت صاحب نے اپنی خلافت کے لئے منتخب فرمایا اپنی تقویٰ کی رائے سے اپنی اجماعی رائے سے ایک شخص کو اپنا خلیفہ وامیر مقرر کیا اور پھر نہ صرف خود بلکہ ہزار ہا ہزار لوگوں کو اسی کشتی پر چڑھایا جس پر خود سوار ہوئے۔''

(خطبات نور صفحہ 419)

وصیت کرنے میں جلدی کرنے کی ہدایت:

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:- ''یہ خدا نے ہمارے لئے ایک نہایت ہی اہم چیز رکھی ہے اور اس ذریعہ سے جنت کو ہمارے قریب کر دیا ہے۔ پس وہ لوگ جن کے دل میں ایمان اور اخلاص تو ہے مگر وصیت کے بارے میں سستی دکھلاتے ہیں میں انہیں توجہ دلاتا ہوں کہ وہ وصیت کی طرف جلد بڑھیں۔''

(الفضل یکم ستمبر 1932ء)

نظام وصیت کے ذریعہ نظام نو کا قیام:

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:- پس تم جلد سے جلد وصیت کرو تا کہ جلد سے جلد نظام نو کی تعمیر ہو۔ اور وہ مبارک دن آجائے جبکہ چاروں طرف اسلام اور احمدیت کا جھنڈا لہرانے لگے۔'' (نظام نو صفحہ 110) پھر فرمایا کہ ''اُس وقت میرا قائم مقام قادیان سے کہے گا کہ نیا نظام الوصیت میں موجود ہے اگر دنیا فلاح اور بہبود کے راستہ پر چلنا چاہتی ہے تو اُس کا ایک ہی طریق ہے اور وہ ہے کہ الوصیت کے پیش کردہ نظام کو دنیا میں جاری کیا جائے۔''

(نظام نو صفحہ 110)

جماعت کا ہر فرد وصیت کرے:

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں۔ ''اور کوشش کرے کہ ہماری جماعت میں کوئی ایک فرد بھی ایسا نہ رہے جس نے وصیت نہ کی ہو۔''

(الفضل 5 جون 1948ء)

وقف عارضی کی تحریک کے ساتھ موصیان کا تعلق:

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں'' پھر میں اس طرف بھی متوجہ ہوا کہ عارضی وقف کی تحریک جو قرآن کریم سیکھنے اور سکھانے کے متعلق جاری کی گئی ہے اسکا تعلق نظام وصیت کے ساتھ بڑا گہرا ہے۔ چنانچہ میں نے حضرت مسیح موعودؑ کے رسالہ الوصیت کو مزید غور سے پڑھا تو مجھے معلوم ہوا کہ واقعی میں اس تحریک کا موصی صاحبان کے ساتھ بڑا گہرا تعلق ہے۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 15 اگست 1966ء)

خلیفۂ وقت کی تحریک پر لبیک کہنا عظیم سعادت مندی:

خلیفہ وقت جب بھی کوئی تحریک کرتے ہیں اسمیں خدا تعالیٰ کی منشاء شامل ہوتی ہے یعنی خدا تعالیٰ جب کوئی بات دل میں ڈالتا ہے تب وہ اسکی اہمیت کے پیش نظر جماعت کے سامنے بطور تحریک کے پیش کرتے ہیں اور اس تحریک میں لاریب عظیم الشان برکتیں پڑتی ہیں۔ جو ہمارے تصور اور گمان سے نہایت بالاتر ہوتی ہیں۔ موجودہ دور میں ہمارے پیارے خلیفہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہمیں وصیت کرنے کی تحریک فرما رہے ہیں اور اپنے متعدد خطبات اور

خطابات کے ذریعہ سے یہ اہم نصیحت فرمار ہے ہیں کہ نظام خلافت کو مستحکم اور مضبوط کرنے کے لئے اور غلبہ اسلام کے مقاصد عالیہ کو جلد حاصل کرنے کے لئے نظام وصیت کو تمام احمدی اچھی طرح سے سمجھتے ہوئے اسکی اہمیت کے پیش نظر جلد از جلد وصیت کرنے کی طرف قدم بڑھائیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی بار بار کی تحریک سے ظاہر ہوتا ہے کہ خلافت خامسہ کے مبارک دور میں نظام وصیت کے ذریعہ سے عالمگیر انقلاب پیدا ہونے والا ہے جس کی مدد سے غلبہ اسلام واحمدیت کی مبارک گھڑی قریب سے قریب تر ہوتی جائیگی۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت مصلح موعودؓ کی طرف سے جو بشارات جماعت کو نصیب ہوئی ہیں انمیں بھی یہ اشارہ ملتا ہے کہ غلبہ اسلام کا دور اب زیادہ دور نہیں ہے بلکہ قریب سے قریب تر آتا جارہا ہے۔ چنانچہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:- ’’پس غور کریں، فکر کریں۔ جو سستیاں، کوتاہیاں ہو چکی ہیں ان پر استغفار کرتے ہوئے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے جلد از جلد اس نظام وصیت میں شامل ہو جائیں اور اپنے آپ کو بھی بچائیں اور اپنی نسلوں کو بھی بچائیں اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں سے بھی حصہ پائیں۔‘‘

(خطاب فرمودہ یکم اگست 2004ء)

جماعت کے لئے ٹارگیٹ:

حضرت امیر المومنین نے احباب جماعت عالمگیر کے سامنے نظام وصیت میں شامل ہونے کے لئے ایک ٹارگیٹ مقرر فرمایا۔ چنانچہ حضور انور فرماتے ہیں۔ ’’2008ء میں خلافت کو بھی سو سال پورے ہو جائیں گے۔ لیکن میری خواہش ہے کہ 2008ء میں جو خلافت کو قائم ہوئے انشاء اللہ تعالیٰ سو سال ہو جائیں گے تو دنیا کے ہر ملک میں ہر جماعت میں جو کمانے والے افراد ہیں جو چندہ دہندہ ہیں ان میں سے کم از کم پچاس فیصد تو ایسے ہوں جو حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے اس عظیم الشان نظام میں شامل ہو چکے ہوں۔ اور یہ بھی جماعت کی طرف سے اللہ تعالیٰ کے حضور ایک حقیر سانذرانہ ہوگا جو جماعت خلافت کے سو سال پورے ہونے پر شکرانے کے طور پر اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کر رہی ہوگی۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ یکم اگست 2004ء)

نظام وصیت کا مقصد اوّل قیام توحید اور خدمت خلق:

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رسالہ الوصیت کے ابتداء میں ہی توحید کی عظمت اور حقیقت بیان کرتے ہوئے قیام توحید پر زور دیا اور فرمایا ’’اے سننے والو سنو! کہ خدا تم سے کیا چاہتا ہے پس یہی کہ تم اسی کے ہو جاؤ۔ اسکے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو نہ آسمان میں نہ زمین میں۔ ہمارا خدا وہ خدا ہے جو اَب بھی زندہ ہے جیسا کہ پہلے زندہ تھا اور اب بھی وہ بولتا ہے جیسا کہ پہلے بولتا تھا۔ یہ خیال خام ہے کہ اس زمانہ میں وہ سنتا تو ہے مگر بولتا نہیں بلکہ وہ سنتا ہے اور بولتا بھی ہے۔ اسکی تمام صفات ازلی وابدی ہیں۔ کوئی صفت بھی معطل نہیں اور جسکی کوئی بیوی نہیں وہ وہی بے مثل ہے جسکا کوئی ثانی نہیں اور وہ راستبازوں پر ہمیشہ اپنا وجود ظاہر کرتا رہتا ہے اور اپنی قدرتیں انکو دکھلاتا ہے۔ اس سے وہ شناخت کیا جاتا اور اس سے اسکی پسندیدہ راہ کی شناخت کی جاتی ہے۔‘‘

(الوصیت صفحہ 12,13)

نظام وصیت اور خدمت انسانیت:

نظام وصیت کے ذریعہ کسی طرح بنی نوع انسان کی خدمت کی جائے گی اسکی تفصیل میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:- ’’جب وصیت کا نظام مکمل ہوگا تو صرف تبلیغ ہی اس سے نہ ہوگی بلکہ اسلام کے منشاء کے ماتحت ہر فرد بشر کی ضرورت کو اس سے پورا کیا جائے گا اور دکھ درد اور تنگی کو دنیا سے انشاء اللہ مٹا دیا جائیگا۔ یتیم بھیک نہ مانگے گا۔ بیوہ لوگوں کے آگے ہاتھ نہ پھیلائے گی۔ بے سامان پریشان نہ پھرے گا۔ کیونکہ وصیت بچوں کی ماں ہوگی۔ جوانوں کی باپ ہوگی۔ عورتوں کا سہاگ ہوگی اور جبر کے بغیر محبت اور دلی خوشی کے ساتھ بھائی بھائی کی اسکے ذریعہ مدد کرے گا۔‘‘ (نظام نو صفحہ 110)

نظام وصیت بنی نوع انسان کے لئے ہر لحاظ سے نفع مند اور مددگار ثابت ہوا۔ جہاں نظام خلافت اور اسکا استحکام جماعت مومنین کے عمل صالح اور تقویٰ کے اعلیٰ معیاروں کے ساتھ وابستہ ہے اور وہیں نظام وصیت نظام خلافت کے ساتھ وابستہ ساری برکات اپنے اندر رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نظام وصیت کے تمام فیوض و برکات سے مستفیض ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور جن احباب نے تا حال وصیت نہیں کی ہے انہیں جلد از جلد وصیت کر کے اسکی برکات سے کماحقہٗ حصہ پانے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:-

’’خلیفہ جماعت کے لئے دعائیں کرتا ہے کیا تم میں اور اُن میں جنہوں نے خلافت سے رُوگردانی کی ہے کوئی فرق ہے؟ کوئی بھی فرق نہیں لیکن ایک بہت بڑا فرق ہے اور وہ یہ کہ تمہارے لئے ایک شخص درد رکھنے والا تمہاری محبت رکھنے والا تمہارے دُکھ کو اپنا دُکھ سمجھنے والا تمہاری تکلیف کو اپنی تکلیف جاننے والا، تمہارے لئے خدا کے حضور دُعائیں کرنے والا ہے۔ مگر اُن کے لئے نہیں۔ تمہارا اُسے فکر ہے درد ہے اور وہ تمہارے لئے اپنے مولیٰ کے حضور تڑپتا ہے لیکن اُن کے لئے کوئی نہیں۔‘‘ (برکاتِ خلافت، صفحہ 5)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے زمانہ مبارک میں خلافت ثانیہ کی ''سلور جوبلی''

﴿ مکرم مولوی شیخ مجاہد احمد صاحب شاستری اُستاذ جامعہ احمدیہ قادیان ﴾

خلافت ثانیہ کی نعمت عظمیٰ خدائی تائید ونصرت کی ایک لامتناہی تاریخ ہے۔ جماعتی یک جہتی اور حبل اللہ کے کامیاب پچیس سال گزرنے پر حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کے ذہن میں یہ تجویز آئی کہ 1939ء میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے مبارک عہد خلافت پر پچیس سال کا عرصہ ہو جائیگا۔ جو خدا تعالیٰ کا جماعت پر ایک بہت بڑا احسان ہے۔ جس کی شکر گزاری کا عملی ثبوت جماعت کو دینا چاہئے۔ اور یہ عملی ثبوت اس رنگ میں دیا جائے کہ اپنے پیارے امام محبوب آقا کے حضور تین لاکھ کی حقیری رقم بطور شکرانہ پیش کی جائے جسے حضور جہاں پسند فرمائیں خرچ کریں۔

چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ نے خلافت جوبلی کی یہ اہم تحریک مندرجہ ذیل الفاظ میں پیش فرمائی:۔

''قریباً دو سال کا عرصہ گزرا۔ میرے ذہن میں یہ تحریک ہوئی کہ جس طرح دنیاوی نظام رکھنے والے لوگ اپنے نظام پر ایک عرصہ گزر جانیکے بعد خوشی اور مسرت کے اظہار کی کوئی صورت پیدا کرتے ہیں۔ ہمیں بھی چاہئے کہ ہم بھی کامیاب دینی نظام پر ایک عرصہ گزرنے پر اللہ تعالیٰ کے شکر کا اظہار کریں...... میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ بیشک بادشاہ بھی اور حکومتیں بھی اگر وہ عمدہ طریق پر چلائی جارہی ہوں، نعمت ہوتی ہیں اور اعلیٰ لیڈر بھی نعمت ہوتے ہیں۔ لیکن ہمیں سب سے بڑھ کر قیمتی نعمت ملی ہوئی ہے۔ اس کے لئے ہمیں بھی خدا تعالیٰ کا شکر گزار ہونا چاہئے۔ اس نعمت کو عطا ہوئے پچیس سال ہونے کو آئے ہیں۔ اور وہ نعمت خلافتِ ثانیہ ہے۔ خلافت ثانیہ 1914ء میں خدا تعالیٰ نے قائم کی۔ اور مارچ 1939ء کو اس پر 25 سال پورے ہو جائیں گے۔ اس خیال سے میرے دل میں جوش پیدا ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے حضور نمونہ کے طور پر اور اس کی نعمت کے شکریہ کے طور پر ہماری طرف سے بھی نذرانہ پیش ہونا چاہئے۔''

(الفضل 29 دسمبر 1937ء صفحہ 28)

اس تحریک کے مالی پہلو کے متعلق تحریک کرتے ہوئے حضرت چوہدری صاحبؓ نے فرمایا:۔

''اب میں مختصراً پہلے حصہ کے متعلق تحریک کرتا ہوں کہ جن احباب کو خدا تعالیٰ توفیق دے وہ ایک ہزار کی رقم اپنے ذمہ لیں .... اور مارچ 1939ء تک یعنی پندرہ ماہ کے عرصہ میں بھجوادیں۔ تحریک کا دوسرا حصہ عام ہے اور وہ دو لاکھ روپیہ کی فراہمی سے تعلق رکھتا ہے۔ اس وقت میں اس کو بھی پیش کرتا ہوں تا کہ احباب جماعت مارچ 1939ء تک اسی رنگ میں جو عشقیہ ہے اور جس میں وہ یہ محسوس کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے عظیم الشان نعمت انہیں دی ہے۔ اس پر 1939ء کے مارچ میں پورے پچیس سال ہو جائیں گے اپنی طرف سے اللہ تعالیٰ کے حضور شکر کے طور پر دو لاکھ روپے کی رقم پیش کریں۔''

(الفضل 27 دسمبر 1937ء)

تحریک خلافت جوبلی فنڈ کی خصوصیت واہمیت:

قارئین کرام! اللہ تعالیٰ کے کام بڑے ہی عمیق اور پر حکمت ہوتے ہیں۔ اور اُس کے افضال و برکات ایک کے ساتھ ایک پیوسط ہوتے ہیں۔ 1939ء میں جماعت کی خلافت کی سلور جوبلی تھی مگر اس کے ساتھ اور بھی کئی اہم مواقع بن گئے۔ اور یہ سال جماعت کی تاریخ میں یادگار بن گیا۔

حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحب نے اس تحریک کی خصوصیت و اہمیت پر تقریر کرتے ہوئے 27 اپریل 1938ء کو بیان فرمایا کہ:۔

''یہ عجیب اتفاق ہے اور یہ خدا تعالیٰ کا خاص فضل ہے کہ آئندہ سال وہ ہمیں تین نوع کی خوشیوں کا موقع عطا فرمانے والا ہے۔ دو تو پہلے بھی میرے ذہن میں تھیں لیکن تیسری نوع کی خوشی کا بعد میں علم ہوا۔ پہلی خوشی تو یہ ہے کہ خلافت ثانیہ کا عہد مبارک آئندہ مارچ یعنی 1939ء میں پچیس سال کا ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ دوسری یہ کہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی عمر کے پچاس سال بھی آئندہ سال پورے ہونگے۔ کیونکہ 12 جنوری 1889ء آپکی پیدائش کا دن ہے۔ اور پچاس سال بھی جوبلی کا موقع ہوتا ہے۔ علاوہ ایک تیسری بات بھی ہے......... اور وہ یہ کہ آئندہ سال خود سلسلہ کے قیام پر بھی پچاس سال پورے ہو جائیں گے۔

ہمارے ذہن میں تو پچیس سال جوبلی ہی تھی لیکن یہ حسن اتفاق ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمارے اخلاص کی قبولیت اور اسکے متعلق خوشنودی کا اظہار ہے کہ ہمارے لئے ایک کی بجائے تین جوبلیاں آنے والی ہیں۔''

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیعت کے لئے جو پہلا اشتہار دیا۔ اس کی تاریخ 12 جنوری 1889ء ہے اور اسے ایک رنگ میں سلسلہ کی ابتدا سمجھنا چاہئے۔ اور یہ بھی عجیب اتفاق ہے کہ جس روز حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیعت کے لئے پہلا اشتہار شائع فرمایا یعنی 12 جنوری 1889ء کو اُسی روز حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی پیدائش ہوئی۔ غرض ہمیں اللہ تعالیٰ نے یہ تین مواقع خوشی کے عطا کئے ہیں۔ ان کے شکرانے کے طور پر ہمیں کم از کم تین لاکھ روپیہ جمع کر کے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کرنا چاہئے۔

(الفضل یکم مئی 1938ء صفحہ 5)

جوبلی منانے کے لئے مشورہ:

یہاں تک تو خلافت جوبلی کی اہمیت و برکات و جوبلی فنڈ جمع کئے جانے کا مختصراً ذکر ہے۔ اب اس مضمون کے دوسرے پہلو یعنی جوبلی کی تقریب کے انعقاد پر غور کرنا مقصود ہے۔

قارئین کرام! خلافت جوبلی کے لئے بڑی احتیاط اور باریک بینی سے کام لیا گیا۔ کیونکہ یہ ایک ایسا اہم اور نادر موقع تھا جو صدیوں بعد نصیب ہوا تھا۔ اور اس کا ایک ایک لمحہ قیمتی تھا جس کا اظہار جذبات تشکر کے تحت دینی رنگ میں کیا جانا تھا۔ اس اہم مقصد کے پیش نظر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اےؓ نے 9 فروری 1939ء کے الفضل میں ایک مفصل مضمون شائع کیا۔ جس میں احباب جماعت سے مشورہ طلب کیا گیا تھا کہ خلافت جوبلی کب اور کس طرح منائی جائے۔ اس مضمون پر احمدی احباب نے کثرت کے ساتھ اپنے مشورے اور تجاویز مرکز بھجوائیں۔

''سب کمیٹی برائے تکمیل پروگرام جوبلی'' کی تشکیل:

26 مارچ 1939ء کو جلسہ خلافت جوبلی کے پروگرام کی تشکیل و تکمیل کیلئے ایک سب کمیٹی مقرر کی گئی۔ جس کے صدر حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب اور ممبر حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اےؓ اور صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب اور حضرت مولوی عبد المغنی خان صاحبؓ ناظر دعوۃ و تبلیغ اور سیکرٹری مولانا عبد الرحیم صاحب دردؓ تجویز کئے گئے۔ جو تجاویز احباب کی طرف سے موصول ہوئی تھیں وہ سب اس کمیٹی کے سپرد کر دی گئیں۔ اس کمیٹی نے 29/ مارچ 1939 کو اپنا پہلا اجلاس کیا۔ بالآخر 25 تجاویز پاس کیں، جو مشاورت میں پیش ہوئیں۔ جو سب کمیٹی مشاورت نے کچھ تغیر و تبدل کر کے 21 تجاویز رکھیں۔ اور ان 21 تجاویز کو حضور کی خدمت میں بغرض منظوری پیش کیا۔ ان سفارشات کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

۱۔ جلسہ سالانہ 1939ء کو جوبلی کے لئے مخصوص کر دیا جائے۔

۲۔ جوبلی کے جلسہ میں ہندوستان و بیرونی جماعتوں کے نمائندے شامل ہوں۔

۳۔ الفضل کا خاص نمبر نکالا جائے۔

۴۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی نایاب تصنیفات کو مناسب تقطیع پر شائع کیا جائے۔

۵۔ قادیان میں ایک مکمل لائبریری بنائی جائے۔

۶۔ سلسلہ احمدیہ کی ترقیات کا خوبصورت چارٹ تیار کیا جائے۔

۷۔ جماعت احمدیہ کا مناسب جھنڈا تیار کیا جائے۔

۸۔ ایک پاکیزہ مشاعرہ منعقد کیا جائے۔

۹۔ ایک عظیم الشان جلوس نکالا جائے۔

۱۰۔ تمام مساجد، منارۃ المسیح، بہشتی مقبرہ، قصر خلافت اور دوسری عمارتوں پر چراغاں کیا جائے۔

۱۱۔ مرکزی لجنہ کا بھی جلسہ منعقد ہو اور اس کے ساتھ صنعتی نمائش بھی ہو۔

۱۲۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی تقریروں کے علاوہ شان محمود، نظام خلافت، برکات خلافت پر تقاریر ہوں۔

۱۳۔ ہر ایک جماعت اپنا اپنا جھنڈا تیار کر کے ہمراہ لائے۔

۱۴۔ مختلف ادارے ورزشی مقابلہ جات کروانا چاہیں تو انہیں روکا نہ جائے۔

۱۵۔ ان تقریب کی فلم تیار کی جائے۔

۱۶۔ ریڈیو کے ذریعہ حضور کی تقریر سنائی جائے۔

۱۷۔ مختلف جماعتوں اور تنظیموں کی طرف سے حضور کی خدمت میں ایڈریس پیش کئے جاویں۔

۱۸۔ خلافت جوبلی فنڈ کا چیک حضور کی خدمت میں پیش کیا جاوے۔

۱۹۔ ایک کمیٹی ان انتظامات کی نگرانی کرے۔

حضرت مصلح موعودؓ نے ان سفارشات پر مصلحانہ بصیرت و عرفان کے مطابق اپنے مخصوص انداز میں سیر حاصل تبصرہ فرمایا جس کا بنیادی نکتہ یہ تھا کہ

''ایک ایسی تقریب جو اپنی نوعیت کی پہلی تقریب ہے ہمیں ایسے رنگ میں منانی چاہئے کہ اس میں کوئی بات فضول نہ ہو۔''

(رپورٹ مجلس مشاورت 1939ء صفحہ 73)

اِس بنیادی نکتہ نظر کو مدنظر رکھتے ہوئے حضور انور نے ان سفارشات پر قیمتی ہدایات دیں۔ ان میں سے چند ایک کے بارے میں حضور کی ہدایتیں درج ذیل ہیں۔

لوائے احمدیت کے متعلق رہنمائی:

''یہ تو ثابت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا

جھنڈا قائم رکھا جاتا تھا۔بعض لوگ تو کہتے ہیں کہ اب تک ترکوں کے پاس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا موجود ہے۔ یہ صحیح ہو یا نہ ہو۔ بہر حال ایک لمبے عرصے تک مسلمانوں کے پاس جھنڈا قائم رہا۔ اس لئے اس زمانے میں بھی جو احمدیت کا ابتدائی زمانہ ہے۔ ایسے جھنڈے کا بنایا جانا اور قومی نشان قرار دینا جماعت کے اندر خاص قومی جوش کے پیدا کرنے کا موجب ہو سکتا ہے۔''

جلوس کی نسبت فیصلہ:

حضور انور نے ''خلافت جوبلی'' کے موقع پر مندرجہ ذیل الفاظ میں جلوس کی اجازت مرحمت فرمائی:-

''میرا خیال ہے کہ جلوس کا سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سامنے بھی آیا ہے آپ نے اسے پسند فرمایا ہے کہ اس سے لوگ یہ سمجھیں گے کہ ہزاروں احمدی ہو چکے ہیں۔اس طرح کے جلوس صحابہ سے بھی ثابت ہیں کہ ہجوم کر کے بعض موقعوں پر چلتے تھے...... ویسے جلوس کا ثبوت احادیث سے بھی ملتا ہے۔ مگر ہمارے ہاں جلوس کا طریق غلط ہے۔ اسے تماشا بنالیا جاتا ہے۔ بجائے سنجیدہ بنانے کے، میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ ہجوم اپنے طور پر چلتا ہے اور ہر شخص اپنی پسند کے مطابق شعر پڑھے یا سنے، بناوٹ اور تصنع کی کوئی ضرورت نہیں''

''پس میں سب کمیٹی کی تجویز کو اس شرط پر منظور کرتا ہوں کہ وقار اسلامی کو مدنظر رکھا جائے ایسا طریقہ اختیار کیا جائے جس سے احمدیت کی شوکت ظاہر ہو۔ اور ایسا نہ ہو جس سے اس کے وقار کو صدمہ پہنچے۔''
(رپورٹ مجلس مشاورت 1939ء صفحہ 71)

لوائے احمدیت کا اہتمام:

قارئین کرام! خلافت سلور جوبلی کے پروگراموں کو بہتر رنگ میں پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے حضرت مصلح موعودؓ نے ایک کمیٹی تیار کر دی تھی۔ اس کمیٹی نے دوران سال متعدد اجلاس کئے اور ہر امور پر غور وفکر کیا کمیٹی کے سامنے جو کام درپیش تھے۔ان میں سب سے اہم ''لوائے احمدیت'' کا تیار کرنا تھا۔ جس کے متعدد پہلو قابل غور تھے اوّل جھنڈے کے ڈیزائن، یعنی شکل کا فیصلہ، دوم صحابہ اور صحابیات سے اس کے اخراجات کے لئے چندہ وصول کرنا، سوم اُن سے کپڑا تیار کرانا چہارم جھنڈے کی لمبائی چوڑائی کا فیصلہ کر کے اُس کو بنوانا۔ پنجم پول تیار کرنا۔ ششم جھنڈے کا نصب کرنا۔ ہفتم:- اُس کا لہرانا۔ چونکہ ہر کام اپنی نوعیت کے لحاظ سے کمیٹی کے لئے بالکل نئی قسم کا تھا اس لئے ہر مرحلہ پر کمیٹی کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ لیکن آخر نومبر میں کمیٹی نے ساری مشکلات دور کر کے حضور انور کی خدمت میں اپنی رپورٹ بھجوائی۔ اور بالآخر جھنڈے کی ایک معین شکل منظور ہوئی۔

جھنڈے کی تیاری کے سلسلے میں حضرت مصلح موعودؓ نے حضرت مسیح موعودؑ سے محبت وعقیدت اور صحابہ حضرت مسیح موعودؑ کی عزت وتکریم کی ایک بہت ہی پیار اور نادر مثال قائم کرتے ہوئے یہ طریق اختیار فرمایا کہ:-

''میرا خیال ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے صحابہ سے پیسہ پیسہ یا دھیلہ دھیلہ لے کر کے ایک مختصر سی رقم لیکر اس سے روئی خریدی جائے اور صحابیات کو دی جائے کہ وہ اس کو کاتیں اور اس سوت سے صحابی درزی کپڑا تیار کریں۔ اس طرح صحابہ ہی اچھی سی لکڑی تراش کرلائیں پھر اس کو.......... جماعت کے نمائندوں کے سپرد کر دیا جائے کہ یہ ہمارا پہلا قومی جھنڈا ہے...... اس طرح جماعت کی روایات اس سے وابستہ ہو جائیں گی کہ آئندہ آنے والے لوگ اس کے لئے ہر قربانی کے لئے تیار رہیں گے۔''
(رپورٹ مجلس مشاورت 1939ء)

تقریب جلسہ خلافت جوبلی:

خلافت جوبلی سے متعلق تجاویز اور اُن پر عمل کرتے ہوئے آخر وہ مبارک دن آ گیا جس کا سب کو انتظار تھا۔ یہ جلسہ نہایت پُروقار، سادہ اور خالص اسلامی طریق پر منایا گیا۔

منارۃ المسیح پر چراغاں:

خلافت جوبلی کی تقریب کی خوشی میں حضرت مصلح موعودؓ نے صرف منارۃ المسیح پر چراغاں کی اجازت دی تھی۔ اس لئے منارۃ المسیح کو چوٹی سے لیکر پہلی منزل تک بجلی کے قمقموں سے مرصع کیا گیا اور 27/دسمبر کو رات بھر مینارہ جگمگاتا رہا۔

جماعت وار جلسہ گاہ میں جانے کا نظارہ:

28/دسمبر کی صبح سے خلافت جوبلی کی مبارک تقریب کا پروگرام شروع ہوا۔ تمام جماعتیں ساڑھے نو بجے جلسہ گاہ کی طرف آنے لگیں۔ ہر جماعت کے ساتھ اُس کا جھنڈا تھا جسے دو آدمی اُٹھائے ہوئے تھے جس پر اُس جماعت کا نام اور دعائیہ کلمات لکھے ہوئے تھے۔ یہ تمام جھنڈے جلسہ گاہ کی گیلریوں کے اوپر کے حصہ میں کھڑے کر دیئے گئے۔ ایسے جھنڈوں کی تعداد 150 کے قریب تھی۔

10 بج کر 50 منٹ پر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانیؓ سٹیج پر تشریف لائے۔ اُس وقت سٹیج کا سائبان اُتار دیا گیا۔ تا کہ مجمع آسانی سے اس موقع کا نظارہ کر سکے۔ حضرت صوفی غلام محمد صاحبؓ سابق مبلغ ماریشس نے تلاوت قرآن کریم کی سعادت حاصل کی۔ اور حافظ شفیق احمد صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مشہور نظم ''آمین'' کا ایک حصہ خوش الحانی سے پڑھ کر سنایا۔

ایڈریس: اس کے بعد مندرجہ ذیل ایڈریس

پیش کئے گئے۔ جناب چودھری بشیر احمد صاحب جج نام لیتے اور ایڈرس پڑھنے والے حضور کی خدمت میں پیش ہو کر ایڈرس پڑھتے۔ غیر ممالک کے احباب اپنے اپنے ملک کے لباس پہنے ہوئے تھے۔ اور اُنہوں نے اپنی اپنی زبان میں ایڈرس پڑھے۔ اس موقع پر حسب ذیل اصحاب نے اپنے اپنے حلقہ کی نمائندگی میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خدمت میں ایڈرس پیش کئے:۔

(۱) ایڈرس صدر انجمن احمدیہ جو چوہدری فتح محمد صاحب سیال ناظر اعلیٰ نے پڑھا۔

(۲) ایڈرس جماعتہائے ہندوستان جو سر چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب نے پڑھا۔

(۳) ایڈرس جماعتہائے آسام جسے پروفیسر عطاء الرحمٰن صاحب نے پڑھا۔

(۴) ایڈرس جماعتہائے بنگال جسے خان بہادر چوہدری ابوالہاشم صاحب نے پڑھا۔

(۵) ایڈرس جماعتہائے بہار جسے حکیم خلیل احمد صاحب نے پڑھا۔

(۶) ایڈرس جماعت ہائے صوبہ سرحد جسے قاضی محمد یوسف خاں صاحب نے پڑھا۔

(۷) ایڈرس طلبہ علیگڑھ یونیورسٹی جسے جناب مولوی عبدالمنان صاحب ایم۔اے خلف حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ نے پڑھا۔

(۸) ایڈرس آل انڈیا نیشنل لیگ جسے جناب شیخ محمود احمد صاحب عرفانی نے پڑھا۔

(۹) ایڈرس خدام الاحمدیہ جسے خلیل احمد ناصؔر نے پڑھا۔

(۱۰) ایڈرس جماعت ہائے بلاد عربیہ جسے جناب عبدالعزیز صاحب دمشقی نے پڑھا۔

(۱۱) ایڈرس جماعت ہائے مشرق افریقہ جسے مسٹر غلام حسین صاحب افریقی نے پڑھا۔

(۱۲) ایڈرس جماعت چینی ترکستان جسے حاجی جنود اللہ صاحب زرقانی نے پڑھا۔

(۱۳) ایڈرس جماعت ہائے ملایا سنگاپور جسے مسٹر زہدی صاحب سنگاپوری نے پڑھا۔

یہ تمام ایڈرس روئیداد جلسہ خلافت جوبلی میں کتابی شکل میں شائع شدہ ہیں۔ نمونۃً ایک ایڈرس کا ایک حصہ ہدیہ قارئین کیا جاتا ہے۔

جماعت احمدیہ ہندوستان کا سپاس نامہ:

جماعت احمدیہ ہندوستان کے احمدیوں کی طرف سے خلافت جوبلی کے محرک حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ نے سپاس نامہ پڑھا۔ اس سپاس نامہ کا ایک حصہ درج ذیل ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ایڈرس بخدمت حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

منجانب

جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان بتقریب خلافت جوبلی

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یہ خاکسار حضور کی خدمت میں اِس نہایت مبارک اور پُر از مسرت تقریب پر جب کہ حضور اپنے عہد خلافت کے پچیس سال پورے فرما رہے ہیں، جماعتہائے احمدیہ ہندوستان کی طرف سے دِلی مبارک باد پیش کرتا ہے۔

سیّدنا! حضور کی تربیت کے ماتحت ہمارے دِلوں میں اس بات کا پُورا پُورا احساس ہے کہ اسلامی عید دو پہلو رکھتی ہے۔ ایک یہ کہ بندہ اُس توفیق پر جو خدا تعالیٰ نے اُسے ماضی میں خدمت اور قربانی کی عطاء فرمائی۔ اپنے دِل میں ایک غیر معمولی خوشی محسوس کرتا ہے۔ اور دُوسرے یہ کہ وُہ اس اِحساس کو آئندہ کی خدمات اور قربانیوں کے لئے اپنے دل میں ایک بیج کے طور پر جگہ دیتا ہے۔ اور یہ بیج اس طرح سے ایک عہد کا رنگ رکھتا ہے کہ وہ آئندہ اپنے خالق و مالک کے رستہ میں بیش از بیش قربانی اور خدمت کا نمونہ دکھائیگا۔ پس جہاں ہم گذشتہ پر حضور کی خدمت میں مبارکباد عرض کرتے ہیں۔ وہاں آئندہ کے متعلق حضور سے یہ درخواست بھی کرتے ہیں کہ حضور دعا فرمائیں کہ جماعت کی تاریخ کا ابتدائی پچاس سالہ دَور اور حضور کی خلافت کا پچیس سالہ زمانہ جماعت کی آئندہ قربانیوں اور ترقیات کیلئے بطور ایک بیج کے ہو جائے اور آئندہ ترقیات کے ساتھ اِسکی وہی نسبت ہو جو ایک چھوٹے سے بیج کو ایک شاندار درخت کے ساتھ ہوا کرتی ہے۔

سیّدنا! اِس مبارک تقریب پر جو جذباتِ عشق و وفا ہمارے دِلوں میں اِس وقت موجزن ہیں ہم الفاظ میں اُنکے اظہار کی طاقت نہیں پاتے۔

قلم را آں زباں نبود کہ سرِّ عشق گوید باز
ورائے حدِّ تقریر است شرحِ آرزو مندی

لیکن ہمارے قلوب کی کیفیت کا اندازہ وہ شخص کر سکتا ہے کہ جس کی آنکھوں کے سامنے ایک طرف اُس حالت کی تصویر موجود ہو جو آج سے پچیس سال قبل جماعت کی تھی۔ اور دوسری طرف اُسکے سامنے اُس حالت کی تصویر بھی موجود ہو۔ جو خدا کے فضل سے آج جماعت کی ہے۔ اور وہ اُن خطرات سے بھی واقف ہو جو اِس عرصہ میں جماعت کو پے در پے پیش آتے رہے ہیں۔ اور اُن دعاؤں اور قربانیوں سے بھی آگاہی رکھتا ہو جو حضور نے اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے اور احمدیت کے کمزور اور نازک پودے کی حفاظت اور آبپاشی کی خاطر فرمائیں۔ (تاریخ احمدیت جلد ۸ صفحہ ۵۸۸)

مقامی ہندوؤں کا اظہار اخلاص:

اس موقعہ پر قادیان کے باشندہ لالہ داتا رام صاحب سیٹھ ابن لالہ ملاوا مل صاحب نے اپنے خاندان کی طرف سے حضور کے پچیس سالہ عہد خلافت

کے متعلق مبارکباد پیش کی۔ اور سیٹھ وزیر چند صاحب آف ''پیارے دی ہٹی'' صرافاں قادیان نے اپنے خاندان کی طرف سے حضرت امیر المومنین کی خدمت میں مبارکباد عرض کرتے ہوئے چاندی کی خوشنما پلیٹ میں ایک چاندی کی انگوٹھی جس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ لکھا تھا بطور تحفہ پیش کی۔ انہوں نے یہی تحفہ جناب چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب کو بھی دیا۔

عربی، افریقی، ملائی، سماٹری اور ترکستانی نمائندگان اپنے اپنے وطنی لباسوں میں ملبوس تھے۔ اور اس طرح مختلف ممالک اور مختلف تمدن کے لوگوں کا حضرت امیر المومنینؓ کے حضور نذرِ عقیدت پیش کرنا نہایت رُوح پرور نظارہ تھا۔

بیرونی جماعتوں کی طرف سے مبارکباد کے تار:

اس کے بعد حسب ذیل بیرونی جماعتوں کی طرف سے مبارک باد کے تار سُنائے گئے:۔

(۱) مولوی جلال الدین صاحب شمس امام مسجد احمدیہ لنڈن کا تار جماعت احمدیہ لنڈن کی طرف سے۔ (۲) صوفی مطیع الرحمٰن صاحب ایم اے کا تار امریکہ کی احمدی جماعتوں کی طرف سے۔ (۳) حکیم فضل الرحمٰن صاحبؓ کا تار جماعت ہائے احمدیہ نائیجیریا کی طرف سے۔ (۴) جناب عبدالغفور صاحب کڑک کا تار جماعت احمدیہ زنجبار کی طرف سے۔ (۵) جماعت ہائے مشرقی افریقہ کا تار۔ (۶) ڈاکٹر احمد الدین صاحب کا تار جماعت ٹانگانیکا کی طرف سے۔ (۷) جماعت احمدیہ سیلون کا تار۔ (۸) جماعت احمدیہ ڈچ ایسٹ انڈیا کا تار۔ (۹) جماعت احمدیہ یوگنڈا کا تار۔ (۱۰) جماعت احمدیہ قاہرہ (مصر) کا تار۔ (۱۱) جماعت احمدیہ برما کا تار۔

(بحوالہ الفضل 3 رجنوری 1940ء صفحہ 8)

حضرت امیر المومنین کی تقریر:

اس کے بعد 12 بجکر 40 منٹ سے ایک بجکر 30 منٹ تک سیدنا حضرت امیر المومنین نے اُن ایڈریسوں کے جواب میں ایک نہایت ایمان افروز تقریر فرمائی۔ تقریر کا ایک اقتباس درج ذیل ہے۔ حضور نے خلافت جوبلی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

''یہ سب کام اللہ تعالیٰ کے ہیں۔ اگر وہ نہ کرتا تو نہ مجھ میں طاقت تھی اور نہ آپ میں۔ نہ میرے علم نے کوئی کام کیا اور نہ آپ کی قربانی نے۔ جو کچھ ہوا خدا کے فضل سے ہوا۔ اور ہم خوش ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک اور نشان دکھایا۔ دنیا نے چاہا کہ ہمیں مٹا دیں۔ مگر خدا تعالیٰ نے نہ مٹایا۔''

(بحوالہ تاریخ احمدیت جلد ہشتم صفحہ 598)

چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کیطرف سے

چیک کی پیشکش:

حضور کی تقریر کے بعد میر محمد اسحاق صاحبؓ تشریف لائے اور مختصر تقریر کی اس کے بعد چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب نے چیک کی صورت میں حضور انور کی خدمت میں رقم پیش کی۔ یہ رقم دو لاکھ ستر ہزار کے قریب تھی۔ (بحوالہ رپورٹ مجلس مشاورت 1952ء صفحہ 105-107) اور عرض کی کہ حضور اسے قبول فرمائیں۔ اور جس رنگ میں پسند فرمائیں اسے استعمال کریں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی دوسری تقریر:

چیک قبول کرنے کے بعد حضور انور نے تقریر کی اور فرمایا:۔

''میں سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہماری حقیقی دولت تو دین ہی ہے۔ دین کے بغیر دولت کوئی چیز نہیں۔ اور اگر دین ہو اور دولت نہ ہو۔ تو بھی خوش نصیب ہیں۔ مجھے یہ علم پہلے سے تھا کہ یہ رقم مجھے اس موقع پر پیش کی جائے گی۔ اور اس دوران میں مَیں یہ غور بھی کرتا رہا ہوں کہ اسے خرچ کس طرح کیا جائے.......... اور اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں یہ بات ڈالی کہ اِس سے برکات خلافت کے اظہار کا کام لیا جائے۔ یہ امر ثابت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء اِس کام کے کرنے والے تھے جو آپ کے اپنے کام تھے یعنی یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ۔ قرآن کریم میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چار کام بیان کئے گئے ہیں۔ وہ اللہ کی شان بیان کرتا ہے۔ ان کا تزکیہ کرتا ہے۔ ان کو کتاب پڑھاتا ہے اور حکمت سکھاتا ہے۔''

اس کے بعد حضور نے اس روپیہ کا مصرف بیان کرتے ہوئے فرمایا:۔

''یہ چاہتا ہوں کہ کم سے کم ایک لاکھ اشتہار یا ہینڈ بل وغیرہ اذان اور نماز کی حقیقت اور فضیلت پر شائع کئے جائیں۔ تا ہندوؤں کو سمجھایا جائے کہ جس وقت آپ لوگ مساجد کے سامنے سے باجہ بجاتے گزرتے ہیں تو مسلمان یہ کہہ رہے ہوتے ہیں.......... کہ اللہ سب سے بڑا ہے اور آپ اس وقت ڈھول کے ساتھ ڈم ڈم کا شور کرتے ہیں۔ آپ سوچیں کہ کیا یہ وقت اس طرح شور کرنے کے لئے مناسب ہوتا ہے۔''

لوائے احمدیت کے متعلق اقرار نامہ:

اس کے بعد حضور نے تقریر میں جھنڈے کے متعلق بہت ہی پُر معارف ہدایات دیں۔ جھنڈا نصب کئے جانے سے قبل تمام حاضرین سے اقرار نامہ لیا۔ حضور اس کو پڑھتے اور جملہ حاضرین دہراتے جاتے تھے۔ اقرار نامہ کے الفاظ یہ ہیں:۔

''میں اقرار کرتا ہوں کہ جہاں تک میری طاقت اور سمجھ ہے اسلام اور احمدیت کے قیام، اسکی مضبوطی اور

اسکی اشاعت کے لئے آخر دم تک کوشش کرتا رہونگا۔ اور اللہ تعالیٰ کی مدد سے اس کے لئے ہر ممکن قربانی پیش کرونگا کہ احمدیت یعنی حقیقی اسلام دوسرے سب دینوں اور سلسلوں پر غالب رہے۔ اور اس کا جھنڈا کبھی سرنگوں نہ ہو بلکہ دوسرے سب جھنڈوں سے اونچا اُڑتا رہے۔‘‘

اَللّٰھُمَّ آمِین۔ اَللّٰھُمَّ اٰمِینْ۔ اَللّٰھُمَّ امین۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْم۔

(روئیداد جلسہ خلافت جوبلی صفحہ 9 تا 24)

اس کے بعد لوائے احمدیت دعاؤں کے ساتھ بلند کیا گیا۔ لوائے احمدیت کے بعد حضور انور نے مجلس خدام الاحمدیہ کا جھنڈا بلند کیا۔

قارئین کرام! حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے خلافت جوبلی کے اس تاریخی موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حجۃ الوداع کے موقع پر کی گئی وصیت کو بکثرت شائع فرمایا۔ اس بابرکت جلسہ میں مہمانوں کی تعداد چالیس ہزار کے قریب تھی۔

قارئین کرام! اس بابرکت جلسہ کی مفصل روئیداد علیحدہ کتابی شکل میں بھی شائع ہوئی۔ اس جلسہ کا اثر سارے ہندوستان کے علمی حلقہ جات پر پڑا اور ملک کے دانشوروں نے اپنے اپنے حلقہ جات میں اس کا ذکر کیا۔ اور حضور کی خدمت میں پیغام بھجوائے چند ایک پیغامات بطور نمونہ درج ہیں:-

۱۔ آنریبل خان بہادر شیخ عبدالقادر صاحب لاء ممبر گورنمنٹ ہند دہلی:- نے پیغام دیا:-

’’میں امام جماعت احمدیہ کی خدمت میں اُن کے موجودہ ذی شان عہدہ میں پچیس سال کامیابی سے گزرنے کی تقریب پر دِلی مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ مجھے امام جماعت احمدیہ کے ساتھ مسلمانوں کے عام مفاد کے سلسلہ میں تعلق کا موقع ملتا رہا ہے۔ مسلمانوں کی عام بہبودی اور ترقی کے سوال سے آپ کی گہری دلچسپی کا میرے دِل پر بہت بھاری اثر ہے......!‘‘

علاماتُ المقرّبین

(منظوم کلام سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

خدا سے وہی لوگ کرتے ہیں پیار ۔۔۔ جو سب کچھ ہی کرتے ہیں اُس پر نثار
اِسی فکر میں رہتے ہیں روز و شب ۔۔۔ کہ راضی وہ دلدار ہوتا ہے کب
اُسے دے چکے مال و جاں بار بار ۔۔۔ ابھی خوف دل میں کہ ہیں نابکار
لگاتے ہیں دل اپنا اُس پاک سے
وہی پاک جاتے ہیں اِس خاک سے

۲۔ میجر نواب ممتاز یاور الدّولہ بہادر آف حیدر آباد دکن نے پیغام دیا کہ:- ’’امام جماعت احمدیہ قادیان کی سلور جوبلی پر مَیں اپنی طرف سے دِلی پُرخلوص مبارکباد پیش کرتا ہوں۔‘‘

شمس العلماء خواجہ حسن نظامی اور خلافت جوبلی:

جلسہ خلافت جوبلی کے انعقاد کی ابھی تیاریاں ہو رہی تھیں کہ شمس العلماء خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی نے 24 دسمبر 1939ء کے اخبار ’’منادی‘‘ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے 1938ء کے مشہور سفر دہلی کا گروپ فوٹو شائع کیا۔ اور اس کے نیچے یہ نوٹ شائع کیا:-

’’یہ تصویر درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کے قریب مسجد نواب خان دوراں خاں میں گزشتہ سال لی گئی تھی۔ جس میں قادیانی جماعت کے خلیفہ صاحب اور چوہدری سر محمد ظفر اللہ خاں صاحب اور بُلبُلِ ہندوستان سروجنی نائیڈو صاحبہ شریک ہوئی تھیں۔ سامنے نواب خاں دوراں کا مزار ہے جو نادر شاہ ایرانی کی لڑائی میں بمقام پانی پت شہید ہوئے تھے اور جن کے پوتے حضرت خواجہ میر درد کی اولاد میں وُہ خاتون ہیں جو جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد کی والدہ ہیں۔ آجکل مرزا صاحب کی خلافت کی پچیس سالہ جوبلی قادیان میں ہو رہی ہے۔ اور مَیں اپنے تعلّقات کی یادگار میں جو حضرت مرزا غلام احمد صاحب سے میرے تھے۔ اور اُن کے فرزند اور خلیفہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد سے ہیں اور مرزا صاحب نے اپنی خلافت کے پچیس سالہ ایّام میں اسلام کی اور مسلمانوں کی بڑی بڑی خدمات انجام دی ہیں۔ اور سر محمد ظفر اللہ خاں جیسے خادمِ اسلام اور مسلمین افراد تیار کئے ہیں۔ اِس لئے مَیں یہ تصویر اپنی جماعت اور ناظرین منادی کی معلومات کے لئے اور جوبلی کی خوشی میں دل سے شریک ہونے کے لئے شائع کرتا ہوں۔ حسن نظامی‘‘

(بحوالہ الفضل 5 جنوری 1940ء صفحہ 2)

قارئین! مختصر یہ کہ ’’خلافت احمدیہ سلور جوبلی‘‘ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے زندہ نشانوں میں سے ایک نشان ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ جماعت احمدیہ کی صد سالہ خلافت جوبلی کو بھی آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے ایک زندہ نشان بنا دے۔ اور ہمیں خلافت احمدیہ کے قیام کے لئے مسلسل قربانیاں کرنے اور خلیفہ وقت کے احکامات کی پابندی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

☆☆☆

خلافت احمدیہ اور جلسہ سالانہ کی تدریجی ترقی

......﴿مکرم گیانی تنویر احمد خادم صاحب، نائب ناظر اصلاح وارشاد، قادیان﴾......

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بحکم الٰہی 1891ء میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی وتربیتی ترقی کیلئے جلسہ سالانہ کی بنیاد رکھی اور اس کی عظیم الشان ترقیات کی خوشخبری دیتے ہوئے فرمایا:۔

"اس جلسہ کو معمولی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمۂ اسلام پر بنیاد ہے۔ اس جلسہ کی بنیادی اینٹ اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے۔ اور اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی۔ کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں" (اشتہار 7 دسمبر 1892ء)

اسی طرح حضور علیہ السلام نے جلسہ سالانہ کی برکات اس کے مقاصد اور ترقی نیز اس میں شامل ہونے والی عظیم جماعت کا ذکر کرتے ہوئے ایک اور مقام پر فرمایا کہ:۔

"سو بھائیو! یقیناً سمجھو کہ یہ ہمارے لئے ہی جماعت تیار ہونے والی ہے۔ خدا تعالیٰ کسی صادق کو بے جماعت نہیں چھوڑتا۔ انشاء اللہ القدیر سچائی کی برکت ان سب کو اس طرف کھینچ لائے گی۔ خدا نے آسمان پر یہی چاہا ہے اور کوئی نہیں کہ اس کو بدل سکے۔ سو لازم ہے کہ اس جلسہ پر جو کئی بابرکت مصالح پر مشتمل ہے ہر ایک ایسے صاحب ضرور تشریف لائیں جو زادِ راہ کی استطاعت رکھتے ہوں"۔

(اشتہار 7 دسمبر 1892ء)

خدا تعالیٰ نے بکثرت مہمانوں کی خبر دیتے ہوئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ خوشخبری بھی دی:۔

یَنْصُرُکَ رِجَالٌ نُوْحِی اِلَیْہِمْ مِنَ السَّمَآءِ یَاْتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ

(براہین احمدیہ بحوالہ تحفہ گولڑویہ صفحہ 26)

ترجمہ: تیری مدد وہ لوگ کریں گے جن کے دلوں پر ہم آسمان سے وحی نازل کریں گے۔ دُور دُور کی راہوں سے تیرے پاس آئیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے اس وعدہ کو ہمیشہ پورا فرمایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مبارک دور میں 1891ء میں سب سے پہلے اور 1892ء میں دوسرے سال جلسہ منعقد ہوا۔ تیسرے سال 1893ء میں حضور نے بعض وجوہ کی بناء پر ایک سال کیلئے جلسہ ملتوی فرمادیا۔ پھر 1894ء سے حضور کے وصال تک جلسہ سالانہ اپنی پوری شان کے ساتھ منعقد ہوتا رہا اور اللہ تعالیٰ ہر سال جلسہ کو ترقی اور برکت دیتا رہا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ جس عظیم الشان روحانی جلسہ کی بنیاد صرف 75 افراد کے ذریعہ 1891ء میں رکھ کر آئندہ کیلئے عظیم الشان خوشخبریاں دی تھیں آج بفضلہ تعالیٰ 117 سال کے عرصہ میں ترقی کی بے شمار منازل طے کر کے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر مہر تصدیق ثبت کر چکا ہے۔ خلفاء احمدیت کے دور میں ہونیوالی جلسہ سالانہ کی تدریجی ترقی کا مختصراً ذکر سطور ذیل میں پیش ہے:۔

جلسہ سالانہ دور خلافت اُولیٰ میں:

☆...... 1907ء میں منعقد ہونے والا جلسہ سالانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مبارک زندگی کا آخری جلسہ تھا۔ اس جلسہ میں شامل ہونے والے فرزندان احمدیت کی تعداد دو ہزار تھی۔ جبکہ 1908ء میں منعقد ہونے والا جلسہ سالانہ خلافت اولیٰ کا پہلا جلسہ تھا۔ اس سال جماعت احمدیہ پر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کی وجہ سے غموں کا پہاڑ ٹوٹ پڑا تھا۔ اور مخالف یہ سمجھ رہے تھے کہ جلسہ ہونا تو در کنار اب یہ جماعت ہی ختم ہو جائے گی۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے مہدی کے ساتھ کئے ہوئے وعدہ کو اس رنگ میں پورا فرمایا کہ الحکم 7 جنوری 1909ء کی رپورٹ کے مطابق اس میں شامل ہونے والے مہمانوں کی تعداد میں کوئی کمی نہیں آئی اور شاملین جلسہ کی حاضری کم وبیش تین ہزار شمار کی گئی۔

☆۔ خلافت اُولیٰ کے پہلے جلسہ میں پہلی مرتبہ استقبالیہ کمیٹی کا قیام عمل میں آیا۔ 24 دسمبر 1908ء کو اس کمیٹی کو بٹالہ بھجوایا گیا تا جو مہمان بٹالہ کے سٹیشن پر آئیں اُن کے لئے اور ان کے سامان کیلئے سواری کا انتظام کریں۔ سامان سفر کی ترسیل کیلئے چھکڑے اور ریہڑے پہلے سے مہیا کئے گئے تھے۔ تا کہ پیدل آنے والے احباب کا سامان ان پر قادیان بھجوادیا جائے۔ اس مقصد کیلئے انجمن کو ایک معقول رقم کرایہ کی خود خرچ کرنی پڑی۔

☆...... 1908ء میں پہلی مرتبہ نارتھ ویسٹرن ریلوے کے حکام کی طرف سے مہمانوں کیلئے کرائے کی رعایتی شرح منظور ہوئی۔

☆...... امسال انتظامیہ کی طرف سے ایک جدید چھپر تیار کروایا گیا۔ جو ڈیڑھ سو فٹ لمبا اور بیس فٹ چوڑا تھا۔ یہ تجویز جلسہ سالانہ سے چند روز پیشتر کی گئی۔

(الحکم 7 جنوری 1909ء)

☆......1912ء میں منعقد ہونے والے جلسہ میں کام کئی حصوں میں تقسیم کیا گیا۔مکان ۔خوراک۔ روشنی وغیرہ ہر ایک شعبہ کا ایک امیر اور اس کے والنٹیئر تھے۔ (الحکم 7 جنوری 1913ء)

الغرض خلافت اولیٰ کے بابرکت دور میں ہر سال جلسہ سالانہ اپنی روایتی شان کے ساتھ منعقد ہوتا رہا اور ہر سال اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس جلسہ میں نہ صرف عددی بلکہ کاموں کی وسعت کے اعتبار سے بھی تدریجی ترقی ہوتی رہی۔1910ء میں منعقد ہونے والا جلسہ بعض وجوہ کی بناء پر 25 تا 27 مارچ کی تاریخوں میں منعقد ہوا اور باقی سبھی جلسے اپنے وقت پر ماہ دسمبر میں منعقد ہوتے رہے۔اور مخالفین باوجود کوششوں کے کبھی جلسہ کو ہاں اُس جلسہ کو جس کی بنیادی اینٹ اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی تھی ناکام نہیں کر سکے۔اس ضمن میں ایڈیٹر صاحب الحکم رقمطراز ہیں:۔

"حضرت حجۃ اللہ کے وصال کے بعد یہ پہلا جلسہ تھا۔اور جیسا کہ مخالفین اور معاندین نے مرفوع ہونے کے وقت خیال کیا تھا کہ یہ قوم منتشر اور پراگندہ ہوجائے گی اور جب اللہ تعالیٰ کے دست خاص نے اس کی نصرت کی تو انہیں شرمندہ ہونا پڑا۔ پھر انہوں نے سوچا کہ یہ شاید معمولی وقتی جوش کا نتیجہ ہو سال کے اختتام تک دیکھنا چاہئے۔ بلکہ بعض کوتاہ اندیشوں نے تفرقہ اور انتشار کی پیشگوئیاں بھی کردیں۔لیکن سال کے آخر پر جلسہ کی تقریب کیلئے ایسے سامان قدرت نے پیدا کردیئے کہ سلسلہ کے خادمان یہ یقین رکھتے تھے کہ یہ جلسہ انشاء اللہ العزیز پورا کامیاب ہوگا۔ ہر چند اس پر آنے والوں کی تعداد بہ نظر اسباب بہت ہی کم ہونی چاہئے تھی۔ کیونکہ اس سال احمدی جماعت کے افراد کو غیر معمولی طور پر کئی مرتبہ قادیان اور لاہور آنا پڑا اور پھر قحط سالی اور بخار کی عالمگیر وبا نے مالی مشکلات میں ہر شخص کو ڈال دیا تھا۔مگر سالانہ جلسہ کی رونق نے بتا دیا کہ نصرت حق یوں آیا کرتی ہے۔اور خدا تعالیٰ کی خاطر سفر کرنے والوں کی نظر میں تکالیف یا مالی مشکلات کا سوال ہی ناممکن ہے اور ان کی لغت میں گویا مشکل کا لفظ ہی نہیں۔اس اجتماع نے قوم کے جوش،صدق و وفا اور حب قومی کے مٹے ہوئے آثار کو زندہ کردیا اور خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے موقعہ دیا کہ ہم مخالفین حق کو شرمندہ کرسکیں۔الحمدللہ"۔

(الحکم نمبر اوّل جلد ۱۳۔ ۷ رجنوری ۱۹۰۹ء)

جلسہ سالانہ دورِ خلافت ثانیہ میں:

☆۔ 1914ء میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کی وفات ہوئی۔اور دسمبر میں منعقد ہونے والا جلسہ سالانہ خلافت ثانیہ کا پہلا جلسہ تھا۔اس پہلے جلسہ کی حاضری کم و بیش چھ ہزار تھی۔جبکہ خلافت اولیٰ کے آخری جلسہ کی حاضری تین ہزار تھی۔

(الحکم 10 جنوری 1915)

☆۔خلافت اولیٰ کے بعد بھی جماعت کو بڑے مصائب سے گزرنا پڑا۔ایک خلیفۂ وقت کی وفات کا صدمہ دوسرے خلیفہ اوّل کی وفات کے معًا بعد منکرین خلافت نے سر اُٹھالیا۔یہ جماعت کیلئے بظاہر مشکل کے دن تھے۔منکرین خلافت جلسہ سالانہ قادیان کو ناکام کرنے کی ہر ممکن کوشش کررہے تھے۔ انہوں نے لاہور میں ایک جلسہ منعقد کرنے کا اعلان بھی کردیا۔ اسکے باوجود نہ صرف جلسہ کا منعقد ہونا بلکہ حاضری کا ڈبل ہوجانا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا زبردست ثبوت ہے۔

☆۔خلافت ثانیہ کے دور میں ہونے والے جلسہ سالانہ میں انتظامات کے اعتبار سے بھی کئی لحاظ سے مزید بہتری ہوئیں۔منکرین خلافت جو اپنے آپ کو جماعت کا ٹھیکے دار سمجھتے تھے جماعت سے علیحدہ ہوکر لاہور چلے گئے تھے۔ایک عام اور کمزور ایمان والا انسان یہ سوچ سکتا تھا کہ شاید اب جماعت کے کاموں میں رخنہ پیدا ہوگا اور جماعت بالخصوص جلسہ کے انتظامات ٹھیک طرح نہ چل پائیں گے۔کیونکہ تجربہ کار لوگ علیحدہ ہوگئے تھے۔مگر اللہ کے فضل نے ثابت کردیا کہ جس کام کو خدا خود شروع کرے اُس میں کبھی رخنہ پیدا نہیں ہوتا۔چنانچہ ایڈیٹر صاحب الحکم نے خلافت ثانیہ کے پہلے جلسہ کی رپورٹ پیش کرتے ہوئے تحریر کیا۔

"پھر اس جلسہ کی ایک خصوصیت یہ تھی کہ امسال جلسہ کا انتظام اُن ہاتھوں میں نہ تھا جو سالہا سال سے کام کرنے کے عادی تھے۔اور جنہیں اپنی قابلیت پر اس قدر ناز اور بھروسہ تھا کہ اُنہوں نے قادیان سے اپنا بستر اُٹھاتے ہوئے یہاں عیسائیوں کے آباد ہونے کی پیشگوئی کی تھی۔مگر کام کرنے والے محض اخلاص سے کام کررہے تھے۔ انہوں نے اس خوبی کے ساتھ مہمانداری کے لوازمات کو مدنظر رکھا کہ ایک غریب سے غریب بھائی کو بھی شکایت کا موقعہ نہ ملا ......حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب نے اور حضرت صاحبزادگان عالی مرتبان میاں بشیر احمد اور شریف احمد صاحبان نے جس درد دل کے ساتھ اپنی قوم کی خدمت کی اُس نے فی الحقیقت سیدالقوم خادمھم کے عملی ثبوت کو پیش کردیا۔گذشتہ سالوں میں ہمارے جاہ پسند اور قومی کاموں کے واحد اجارہ دار سردیوں کے موسم میں کوٹھیوں سے نکلنا کسر شان سمجھتے تھے۔لیکن سنت نبوی کے تتبع اکرام ضیف کو فطرتاً اپنے اندر رکھنے والے مسیح موعود کے لاڈلے بچے رات کے بارہ بارہ بجے تک بھی خدمت قوم کیلئے کمربستہ نظر آتے تھے۔اُن کی اس محنت اور سرگرمی نے تمام کام کرنے والوں کے اندر ایک برقی روح پھونک دی اور ہر شخص اپنے کام پر مستعد تھا"

(الحکم 10 جنوری 1915ء)

یہاں ضمناً اس بات کا ذکر کردینا بھی ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کی یہ قدیم سے سنت ہے کہ الٰہی جماعتوں میں رخنہ پیدا کرنے والے افراد کو خدا تعالیٰ روحانی جماعتوں سے علیحدہ کردیتا ہے۔ اور اسی طرح اللہ تعالیٰ

نے مسیح موعود علیہ السلام کی اس پیاری جماعت سے کیا کہ منکرین خلافت کو عین وقت پر جماعت سے علیحدہ کردیا تا روحانی اور الٰہی جماعت کی ترقی میں کسی قسم کا رخنہ نہ پیدا ہو۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق خلافت ثانیہ کے بابرکت دور میں جلسہ سالانہ کو اس قدر ترقی عطا کی کہ دنیا نے یہ نظارہ اپنی آنکھ سے دیکھا کہ خدا تعالیٰ نے اس کیلئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی۔ چنانچہ خلافت ثانیہ کے آخری جلسہ کی حاضری جو دسمبر 1964ء میں منعقد ہوا ایک لاکھ سے زائد تھی۔ (الفضل 24 دسمبر 1965ء) پھر اللہ کے فضل سے جلسہ کے کاموں کے اعتبار سے بھی بے شمار وسعت اور بہتری پیدا ہوئی۔

☆۔ خلافت ثانیہ کے بابرکت دور میں ہی جلسہ سالانہ میں 1939ء سے لوائے احمدیت لہرایا جانے لگا۔ جس جلسہ میں خلیفۃ المسیح موجود ہوں آپ خود لوائے احمدیت لہراتے ہیں اور خدام احمدیت اس کا پہرہ دیتے ہیں۔

☆۔ خلافت ثانیہ کے بابرکت دور میں تقسیم ملک کے بعد قادیان کے ساتھ ساتھ ربوہ میں بھی جلسہ ہونے لگا۔ پھر دنیا کے کئی ممالک میں وہاں کی جماعتیں جلسہ ہائے سالانہ منعقد کرنے لگیں۔

☆۔ خلافت ثانیہ کے دور میں جلسہ کے کاموں کو بہتر بنانے کیلئے خلیفہ وقت کی طرف سے معائنہ کارکنان کا سلسلہ شروع ہوا۔ جس میں خلیفہ وقت جلسہ سے چند روز قبل جلسہ کے تمام انتظامات اور کاموں کا جائزہ لیتے ہیں اور جس شعبہ میں اصلاح کی ضرورت ہوتی ہے اس کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ جس ملک کے جلسہ میں خلیفہ وقت بنفس نفیس شامل نہ ہو سکیں وہاں اپنا کوئی نمائندہ مقرر فرماتے ہیں۔ جو خلیفہ وقت کی نمائندگی میں تمام انتظامات کا جائزہ لیتا ہے۔ اس طرح خدا کے فضل سے جلسہ سالانہ کے کاموں میں ہر سال بہتری پیدا ہو رہی ہے۔

جلسہ سالانہ دورِ خلافت ثالثہ میں:

☆۔ جیسا کہ قبل ازیں ذکر کیا جاچکا ہے کہ خلافت ثانیہ کے دور میں ہونے والے آخری جلسہ کی حاضری اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک لاکھ سے زائد تھی اور حاضری کے لحاظ سے جلسہ میں ہر سال تدریجی ترقی ہوتی رہی۔ چنانچہ خلافت ثالثہ کے آخری جلسہ جو 1981ء میں منعقد ہوا کی حاضری دو لاکھ سے زائد تھی۔

(بدر 21 جنوری 1982ء)

☆۔ جلسہ سالانہ کے مہمانوں کیلئے انتظامیہ کی طرف سے کھانے کا انتظام ہوتا ہے اور یہ انتظام نہایت سادگی سے کیا جاتا ہے۔ شروع سے ہی جلسہ سالانہ کے ایام کی دال اور روٹی مہمانان جلسہ سالانہ کی مرغوب غذا رہی ہے اور ہے۔ مہمانوں کی بڑھتی ہوئی تعداد اور غیر احمدی نانبائیوں کے وقت پر روٹی پکانے سے انکار کے پیش نظر ربوہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے احمدی انجینئر صاحبان کو روٹی پکانے کی مشین تیار کرنے کی ہدایت فرمائی۔ چنانچہ ربوہ میں اور اب قادیان میں بھی ایسی مشینیں تیار ہو چکی ہیں۔ اور جلسہ کے مہمانوں کیلئے اُن سے بھی روٹی تیار کی جاتی ہے۔

☆۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کے مطابق خلافت ثالثہ کے بابرکت دور میں غیر ملکی باشندے وفود کی شکل میں جلسہ سالانہ میں شریک ہونے لگے۔ اب تک 82 سے زائد ممالک کے وفود جلسہ سالانہ میں شرکت کر چکے ہیں۔ اور اب یہ تعداد دن بدن بڑھ رہی ہے۔

☆۔ خلافت ثالثہ کے بابرکت دور میں ہی خلیفۂ وقت نے ربوہ کے جلسہ کے علاوہ دیگر کئی ممالک کے جلسوں میں بھی شرکت فرمانی شروع کی۔

جلسہ سالانہ دورِ خلافت رابعہ میں:

☆۔ جیسا کہ سطور بالا میں ذکر کیا جاچکا ہے خلافت ثالثہ کے بابرکت دور میں ہونے والے آخری جلسہ سالانہ کی حاضری دو لاکھ تھی۔ خلافت رابعہ کے بابرکت دور میں یہ حاضری دو لاکھ سے بڑھ کر صرف دو سالوں میں ہی اڑھائی لاکھ تک پہنچ چکی تھی۔

☆۔ قادیان میں 1891ء میں شروع ہونے والا جلسہ سالانہ 1947ء کے بعد قادیان کے ساتھ ساتھ ربوہ میں بھی ہونے لگا۔ اور پھر آہستہ آہستہ دنیا کے کئی ممالک میں وہاں کی جماعتیں باقاعدگی سے اپنا جلسہ سالانہ منعقد کرنے لگیں۔ یہاں تک کہ بعض ممالک کے صوبوں میں بھی سالانہ جلسوں کا انعقاد ہوتا ہے۔ جن میں مرکزی جلسہ کی طرح ہی تمام تعلیمی، تربیتی اور انتظامی امور سرانجام دیئے جاتے ہیں۔ 1984ء سے جبکہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ لندن تشریف لے گئے۔ لندن کے سالانہ جلسہ کو یہ فخر حاصل ہے کہ حضرت امیر المومنین بنفسِ نفیس اس جلسہ میں شریک ہو کر اپنے خطابات اور ارشادات سے نوازتے ہیں۔ اور ایک لحاظ سے برطانیہ کا سالانہ جلسہ تمام دنیا تک حضرت خلیفۃ المسیح کے خطابات پہنچانے کے اعتبار سے مرکزی جلسہ ہو گیا ہے۔

☆۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اور اب حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے مبارک دور میں منعقد ہونے والے جلسوں کو یہ بھی امتیاز حاصل ہے کہ ان میں عالمی شہرت کے حامل افراد بھی جلسہ سالانہ میں شمولیت کو باعث فخر محسوس کرتے ہیں۔ چنانچہ کئی ممالک کے وزراء، ممبران پارلیمنٹ، وزرائے مملکت کے نمائندگان، میئرز، جج حضرات اور افریقن چیفس جو اپنے علاقوں کے بادشاہ کہلاتے ہیں شریک ہوئے اور اب خلافت خامسہ کے دور میں بھی ہو رہے ہیں۔ 1991ء کے جلسہ سالانہ لندن میں پہلی مرتبہ روس اور میکسیکو کے وفود نے بھی شرکت کی۔

☆۔ خلافت رابعہ کے بابرکت دور میں مختلف ممالک سے آنے والے مہمانوں کو ان کی اپنی زبان میں حضرت خلیفۃ المسیح کے خطابات اور دیگر تمام تقاریر کے تراجم سننے کا موقعہ مل رہا ہے۔ ایسے تراجم پیش کرنے

کیلئے احمدی انجینئروں نے باقاعدہ منظم اور مربوط شکل میں نہایت عمدہ اور سستا انتظام کیا ہوا ہے۔

☆۔خلافت رابعہ کے بابرکت دور کو یہ فضیلت بھی حاصل ہے کہ جن ممالک میں جماعت احمدیہ قائم ہو چکی ہے اُن سبھی ممالک کے جھنڈے بھی لوائے احمدیت کے ساتھ لہرائے جاتے ہیں۔

☆۔خلافت رابعہ کے بابرکت دور میں جلسہ سالانہ کے پروگرام بالخصوص حضرت خلیفۃ المسیح کے خطابات M.T.A کے ذریعہ ساری دنیا میں سنے اور دیکھے جاتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے بابرکت دور میں ہی M.T.A کے ذریعہ خلیفہ وقت لندن سے براہ راست قادیان کے جلسہ سالانہ کو بھی خطاب فرماتے ہیں۔

☆۔جن علاقوں تک M.T.A کا نظام نہیں پہنچ سکا اُن تک جلسہ کے پروگرام پہنچانے کیلئے حضور نے آڈیو ویڈیو کا نظام منظم فرمایا ہے۔ جس سے احباب بھرپور استفادہ کر رہے ہیں۔

جلسہ سالانہ دور خلافت خامسہ میں:

اس وقت جہاں تمام دنیا میں ملکی سطح پر سالانہ جلسوں کا انعقاد شروع ہو چکا ہے۔اور دنیا ایسے جلسوں سے عظیم الشان روحانی فوائد حاصل کر رہی ہے۔حکومت پاکستان نے 1984ء سے ربوہ میں ہونے والے مرکزی جلسہ سالانہ پر پابندی لگا رکھی ہے۔ حالانکہ یہ جلسہ روحانی ہونے کے علاوہ اقوام عالم کو اتفاق و اتحاد اور امن و بھائی چارے کا درس بھی دیتا ہے۔اس طرح حکومت پاکستان نے جہاں حقوق انسانی کی پامالی کی ہے وہاں امن و اتحاد کے راستوں کا بھی گلا گھونٹا ہے۔

حکومت پاکستان نے جماعت کے مرکزی جلسہ سالانہ پر پابندی لگا کر یہ سمجھ لیا تھا کہ ہم نے جماعت احمدیہ کی تبلیغ پر روک لگا دی ہے اور جماعت اب اس طرح کے جلسے نہیں کر پائے گی۔ مگر ان کو معلوم نہیں کہ جس سلسلہ کی بنیاد اللہ تعالیٰ نے رکھی ہو اُس کو بھلا کوئی کیسے روک سکتا ہے۔ چنانچہ جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے ربوہ (پاکستان) میں جماعت کے جلسہ سالانہ پر پابندی لگانے کے بعد دنیا بھر میں اس کثرت سے اور اتنے وسیع پیمانے پر جلسے ہونے لگے کہ اس سے قبل اس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی لندن ہجرت کے بعد لندن کا جلسہ سالانہ مرکزی حیثیت اختیار کر گیا۔علاوہ ازیں یورپین ،افریقین اور ایشیائی ممالک میں ایسے عظیم الشان اور وسیع جلسوں کا انعقاد ہوا اور اب خلافت خامسہ کے بابرکت دور میں بھی ہو رہا ہے کہ اُن ممالک کے لوگوں نے ایسے جلسے جو خالص روحانی ہوں اور جن میں نہ صرف امن و اتحاد کی بات کی جاتی ہو بلکہ امن و اتحاد اور آپسی بھائی چارے کا عملی نمونہ بھی پیش کیا جاتا ہو کبھی نہ دیکھے تھے۔ پھر جب ان جلسوں میں سے بعض میں خلیفہ وقت کی شرکت بھی ہو تو ان جلسوں کو چار چاند لگ جاتے ہیں۔ جو ربوہ میں رہتے ہوئے کسی طرح بھی ممکن نہ تھا۔ان جلسوں کی نہ صرف انتظامات کے لحاظ سے بلکہ عددی لحاظ سے اس قدر ترقی ہوئی کہ جس کا قبل ازیں تصور بھی نہیں کر سکتے تھے چنانچہ 2001ء میں جرمنی میں ہونے والے انٹرنیشنل سالانہ جلسہ کی حاضری نصف لاکھ تھی۔ (بدر 30 اگست 2001)

☆۔سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بابرکت دورِ خلافت میں لندن میں منعقد ہونے والے پہلے جلسہ کی حاضری پچیس ہزار تھی اور 81 ممالک کے افراد نے اس جلسہ میں شرکت کی تھی۔ جبکہ خلافت رابعہ کے دور کے آخری جلسہ کی حاضری انیس ہزار چار صد تھی اور 74 ممالک کے نمائندگان نے اس میں شرکت کی تھی۔

☆۔حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بابرکت دور میں جلسہ سالانہ لندن کی بڑھتی ہوئی حاضری کے پیش نظر حضور کی منظوری سے لندن میں شمو ایرینا کے مقام پر ایک سو آٹھ ایکڑ کا پلاٹ کرائے پر لے کر جلسہ کرنا پڑا۔ جبکہ قبل ازیں یہ جلسہ اسلام آباد ٹلفورڈ کے مقامی جماعتی جلسہ گاہ میں منعقد ہوتا تھا۔

☆۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے بابرکت دور میں 2007ء سے جلسہ کے مہمانوں کی کثرت کے باعث 208 ایکڑ کا ایک وسیع پلاٹ جلسہ گاہ کیلئے خریدا گیا۔جس کا نام حضور انور نے ''حدیقۃ المہدی'' تجویز فرمایا۔تب سے اسی وسیع جلسہ گاہ میں جلسہ سالانہ منعقد کیا جاتا ہے۔

☆۔2005ء کا سال اہل قادیان اور بھارت کے لئے بے شمار رحمتوں اور برکتوں کا سال تھا۔جب حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز قادیان تشریف لائے اور جلسہ سالانہ قادیان میں شرکت فرمائی۔ خلیفہ وقت کی تشریف آوری سے جلسہ سالانہ 2005ء میں ہر لحاظ سے وسعت اور بہتری پیدا ہوئی۔جس کو ہر آنکھ نے بچشم خود دیکھا۔اس جلسہ کی حاضری اللہ کے فضل سے ستر ہزار سے زائد تھی۔انتظامات کے لحاظ سے بھی بے حد وسعت پیدا ہوئی۔ مہمانان کرام کیلئے چھ لنگر چل رہے تھے۔ جبکہ گذشتہ سالوں میں لنگروں کی تعداد چار تھی۔مہمانوں کی کثرت کے باعث بھارت کے رضاکاران کے علاوہ سینکڑوں رضاکار بیرون ملک سے بھی خدمت کیلئے قادیان تشریف لائے ہوئے تھے۔ ان اعداد و شمار سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر سال جلسہ سالانہ میں بے حد وسعت پیدا کر رہا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا زبردست نشان ہے۔الحمدللہ۔

صد سالہ خلافت جوبلی جلسوں کا انعقاد:

گذشتہ صفحات میں ہم عرض کر چکے ہیں کہ کس طرح ۷۵ افراد کی تعداد سے قادیان کی بستی میں شروع ہونے والا جلسہ سالانہ لاکھوں افراد کی تعداد تک جا پہنچا ہے۔اور اب کئی ممالک میں نہ صرف اس کا شایان شان طریق پر انعقاد ہوتا ہے بلکہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح بنفس نفیس اس میں شرکت فرما کر ''دید کے ترسوں'' اور

روحانیت کے پیاسوں کی سیرابی کے لئے آبِ بقا کے سامان بہم پہنچاتے ہیں۔ یہ محض خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ اسنے ہمیں خلافت جیسی عظیم الشان نعمت عطا فرمائی ہے بلکہ وہ دن بھی دکھائے جب کہ خلافت احمدیہ کے کامیابیوں اور کامرانیوں سے بھرپور سو سال پورے ہوئے اور ہم خلافت احمدیہ کی دوسری صدی میں داخل ہوئے۔ الحمدللہ

اس اعتبار سے خلافت احمدیہ کی دوسری صدی کے جلسوں کی بھی شان اس قدر بڑھ جاتی ہے۔ چنانچہ اس سال حضور انور نے اسکی شروعات مغربی افریقہ کے جلسوں سے فرمائی۔ جن میں غانا، بینن، اور نائجیریا شامل ہیں۔ پھر آپ نے برطانیہ کے علاوہ جرمنی، امریکہ، کینیڈا، فرانس، ہالینڈ کے جلسوں بھی شرکت فرمائی اور اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے خلافت جوبلی سال کے عظیم الشان پروگراموں کا اختتام قادیان کے جلسہ سالانہ ۲۰۰۸ء کے موقع پر ہو رہا ہے۔ جس میں حضور پُرنور بنفس نفیس شرکت فرما رہے ہیں۔ جہاں دنیا کے مختلف ممالک میں ہونے والے جلسہ سالانہ برکات و افضال کے لحاظ سے ایک انفرادی حیثیت رکھتے ہیں وہیں خلافت احمدیہ کی دوسری صدی کے ان جوبلی جلسوں کی شان اپنی مثال آپ ہے جسکو ضبط تحریر میں لانا امر محال ہے۔

جلسہ گاہ و حاضرین جلسہ کا مجموعی ذکر:

1891ء میں منعقد ہونے والا پہلا جلسہ سالانہ مسجد اقصیٰ میں اور دوسرا ڈھاب کے کنارے ایک چبوترا نما سٹیج بنا کر منعقد ہوا۔ پھر باقی تمام جلسے خلافت اولیٰ کے ابتدائی پانچ سالوں تک مسجد اقصیٰ میں ہوتے رہے۔ 1913ء سے 1923ء تک جلسہ ہائے سالانہ مسجد نور میں منعقد ہوئے۔ 1924ء سے تقسیم ملک تک تمام جلسہ ہائے سالانہ مسجد نور کے باہر تعلیم الاسلام کالج (حال خالصہ کالج) کے میدان میں منعقد ہوئے۔ تقسیم ملک کے بعد مرکزی جلسہ سالانہ دارالہجرت ربوہ میں ہوتا رہا۔ اور قادیان میں یہ جلسہ پہلے مسجد اقصیٰ میں اور پھر موجودہ لنگر خانہ نمبر ۲ میں (جو احمدیہ چوک سے دارالانوار کی طرف جاتے ہوئے بائیں طرف ہے)۔ اس کے بعد حاضرین جلسہ کی تعداد بڑھنے کے باعث 1989ء سے مسجد ناصر آباد کے سامنے وسیع میدان میں جلسے منعقد ہوئے۔ اور اب خلافت خامسہ کے بابرکت دور میں 2005ء میں جب کہ خلیفۂ وقت قادیان تشریف لائے تو حاضرین کی تعداد کی کثرت کے باعث جلسہ سالانہ پلاٹ گیارہ ایکڑ نزد ننگل منعقد ہوا۔ جبکہ دوسری طرف مرکزی جلسہ سالانہ لندن جس میں ہر سال بنفس نفیس خلیفہ وقت شامل ہوتے ہیں کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر 208 ایکڑ زمین کا وسیع رقبہ خرید کر ''حدیقۃ المہدی'' کے نام سے ایک وسیع جلسہ گاہ بنایا گیا۔ اس کے علاوہ اب ہر ملک میں ہی خدا کے فضل سے جلسوں میں بڑھتی ہوئی حاضری کے پیش نظر بڑے وسیع و عریض پلاٹ خرید کر جلسہ گاہ بنائے جا رہے ہیں۔ اور تمام ممالک میں خریدے جانے والے وسیع جلسہ گاہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر مہر تصدیق ثبت کر رہے ہیں۔

حاضرین جلسہ کی تعداد کے اعتبار سے پہلے جلسہ سالانہ 1891ء کی حاضری 75 تھی اور اب چونکہ اس جلسہ کی شاخیں ساری دنیا میں پھیل چکی ہیں۔ اس لحاظ سے ساری دنیا میں منعقد ہونے والے جلسوں کی مجموعی حاضری کا اگر اندازہ کیا جائے تو وہ خدا کے فضل سے کئی لاکھ پہنچ جاتی ہے۔ اور جلسہ سالانہ کی حاضری کے اعتبار سے یہ تدریجی ترقی سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس پیشگوئی کی صداقت کا واضح ثبوت ہے کہ:۔

''اس جلسہ کی بنیادی اینٹ اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کیلئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی''

(اشتہار 7 دسمبر 1892ء)

انتظامات جلسہ سالانہ کا مختصر خاکہ:

دنیا میں ہر جگہ ہر مذہب و ملت کے لوگ اپنے اپنے جلسے منعقد کرتے ہیں۔ لیکن جماعت احمدیہ کا یہ جلسہ سالانہ دنیا کی مختلف اقوام کے جلسوں سے نرالی شان رکھتا ہے۔ اس کے تمام کام رضاکارانہ طور پر سرانجام دیئے جاتے ہیں۔ نہ تقاریر کرنے والے فیس لیتے ہیں نہ ہی تلاوت کرنے والے قاری حضرات محنتانہ طلب کرتے ہیں۔ نہ دن رات مہمانوں کی خدمت کرنے والے رضاکار اُجرت طلب کرتے ہیں اور نہ ہی استقبال والوداع کرنے والے انعام کے طلب گار ہوتے ہیں۔ یہ سب خدمت کرنے والے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس ارشاد کی منہ بولتی تصویر ہوتے ہیں۔

خدمت دین کو اِک فضل الٰہی جانو
اس کے بدلے میں کبھی طالب انعام نہ ہو

جلسہ سالانہ کے تمام انتظامات موٹے طور پر دو حصوں میں تقسیم ہوتے ہیں:۔

☆۔ انتظام جلسہ گاہ

☆۔ انتظام مہمانان کرام

جلسہ گاہ کے انتظام کے تحت تقاریر کی ترتیب، پنجوقتہ نمازوں کے علاوہ نماز تہجد، درس و تدریس، حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطابات اور تقاریر جلسہ سالانہ کے رواں تراجم، ایم ٹی اے کے ذریعہ پروگراموں کو دکھانے اور پریس وغیرہ کا انتظام کرنا، نیز لوائے احمدیت کی حفاظت کی ذمہ داری نظارت اصلاح وارشاد کے سپرد ہے۔

انتظام مہمانان:

جہاں تک مہمانان کے انتظام کا تعلق ہے مہمانوں کے قیام و طعام ان کے استقبال، الوداع، روشنی، صفائی، عمومی نگرانی، حفاظت، یہ سب ایسے امور ہیں جن کی انجام دہی کیلئے دفتر افسر جلسہ سالانہ کے زیر انتظام باقاعدہ رضاکارانہ طور پر کارکنانِ سلسلہ خدمت بجا لاتے ہیں۔ کیونکہ یہ جلسہ دسمبر کی سخت سردیوں میں ہوتا ہے اس لئے دھان کی گھاس جس کو پنجابی میں

’’پرالی‘‘ کہتے ہیں مہمانوں کی قیام گاہوں اور جلسہ گاہوں میں بچھا دی جاتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد کے تحت مہمان اپنے بستروں وغیرہ کا انتظام خود کرتے ہیں۔ مگر بیرون ملک سے آنے والوں کے لئے جماعتی انتظام کیا جاتا ہے۔ مہمانوں کے کھانے کیلئے جماعتی طور پر نہایت سادگی سے انتظام کیا جاتا ہے۔

1912ء میں خلافت اولیٰ کے دور میں پہلی مرتبہ جلسہ سالانہ کے کاموں کو کئی حصوں میں تقسیم کیا گیا۔ مثلاً مکان۔ خوراک۔ روشنی وغیرہ لیکن اب ان کاموں میں اتنی وسعت پیدا ہوگئی ہے کہ کاموں کو مزید کئی شعبوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔ مضمون کی طوالت کے پیش نظر چند شعبوں کا صرف نام ہی درج کئے جاتے ہیں۔ شعبہ حاضری ونگرانی۔ عمومی۔ تربیت۔ طبی امور۔ مکانات۔ خدمت خلق۔ صفائی۔ آب رسانی۔ روشنی۔ بازار۔ ریزرویشن ریلوے و ہوائی جہاز۔ تعمیرات۔ سپلائی۔ استقبال۔ نقل وحمل۔ فراہمی بستر۔ ٹریفک و پارکنگ وغیرہ۔

جلسہ سالانہ کے عظیم الشان فوائد:

〈۱〉 امام وقت صحبت: جس جلسہ سالانہ میں خود امامِ وقت موجود ہوں جلسہ کے حاضرین کو سب سے پہلا اور بڑا فائدہ اُن کی صحبت کا ہوتا ہے۔ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’بیعت کرنے سے غرض یہ ہے کہ تا دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو اور اپنے مولا کریم اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت غالب آجائے۔ اس غرض کیلئے صحبت میں رہنا اور ایک حصہ اپنی عمر کا اس راہ میں خرچ کرنا ضروری ہے۔‘‘ (آسمانی فیصلہ)

〈۲〉 ربانی تقاریر سے استفادہ: جلسہ سالانہ کا دوسرا بڑا فائدہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطابات اور دیگر علمی و روحانی تقاریر سے استفادہ ہے۔ خاص طور پر حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کے ہونے والے خطابات جو تمام دنیا کیلئے ایک غذا کا حکم رکھتے ہیں اور دیگر علماء اور بزرگوں کی تقاریر سننے کا موقعہ ملتا ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا:۔

’’اس جلسہ میں ایسے حقائق و معارف سنانے کا شغل رہے گا۔ جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دیں گے‘‘ (آسمانی فیصلہ)

〈۳〉 اتحادو اتفاق اور نئے احمدیوں کا تعارف:

اس جلسہ کا ایک بڑا فائدہ یہ بھی ہے کہ جلسہ میں شامل ہونے والے مختلف قوموں، ملکوں، رنگوں اور نسلوں کے افراد جب ایک جگہ جمع ہوتے ہیں اور چونکہ یہ سب لوگ ایک ہی مقصد یعنی حصول رضائے الٰہی کے لئے اکٹھے ہوتے ہیں۔ اس لئے آپس میں اتفاق و اتحاد اور رشتہ تودد و تعارف قائم ہوتا ہے۔ خلافت رابعہ کے بابرکت دور سے بکثرت نومبائعین بھی ان جلسوں میں شامل ہوتے ہیں اس لئے پرانے احمدیوں کا اپنے نئے شامل ہونے والے احمدی بھائیوں سے رابطہ ہوتا ہے اور پھر پیار اور محبت بڑھتی ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

’’ایک عارضی فائدہ ان جلسوں میں یہ بھی ہوگا کہ ہر ایک نئے سال میں جس قدر نئے بھائی اس جماعت میں داخل ہوں گے وہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو کر پہلے بھائیوں کے منہ دیکھ لیں گے۔ اور روشناس ہو کر آپس میں تودد اور تعارف ترقی پذیر ہوگا‘‘ (آسمانی فیصلہ صفحہ ۳)

نیز فرماتے ہیں:۔

’’جو بھائی اس عرصہ میں سرائے فانی سے انتقال کر جائے گا اس جلسہ میں اس کیلئے دُعائے مغفرت ہوگی۔‘‘ (ایضاً)

〈۴〉 تبلیغ کا موقعہ: جلسہ سالانہ کے بہت سے فوائد میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس موقعہ پر کثرت سے غیر مسلم احمدی افراد بھی تشریف لاتے ہیں۔ اس موقعہ پر جماعت کو انہیں اپنے عمدہ اخلاق اور دلائل بینہ سے تبلیغ کا بہترین موقعہ ملتا ہے۔ اور اکثر اُن میں سے جلسہ کے موقعہ پر بیعت کر کے ہی واپس جاتے ہیں۔ اور جس جلسہ میں خلیفہ وقت موجود ہوں اُس میں ایسے نومبائعین کو عالمی بیعت کے موقعہ پر حضور کے دست مبارک پر بیعت کرنے کا بھی شرف حاصل ہوتا ہے۔ پھر اس جلسہ پر منعقدہ مجلس شوریٰ میں اشاعت اسلام کیلئے مشورے بھی کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس جلسہ کی ایک غرض بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’اس جلسہ میں اشاعت اسلام اور دینی ہمدردی کے لئے تدابیر پیش کی جائیں۔‘‘

(تبلیغ رسالت جلد نمبر ۲ صفحہ ۱۹)

〈۵〉 جماعتی تربیت کا بہترین ذریعہ: جہاں جلسہ سالانہ کے اور بیشمار فوائد ہیں وہاں اس کا ایک بہت بڑا فائدہ یہ بھی ہے کہ یہ روحانی جلسہ جماعتی تربیت کا ایک بہت بہترین ذریعہ ہے۔ احباب جماعت پنجوقتہ نمازوں اور نماز تہجد کے علاوہ ذکر الٰہی میں مشغول رہتے ہیں۔ دینی مجالس سے استفادہ کرتے ہیں۔ میل جول کے وقت اسلامی اخلاق کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ وہ حضرات جو رضا کارانہ طور پر خدمت بجالاتے ہیں اُن کو اپنے جذبۂ مہمان نوازی اور خدمت خلق کو پیش کرنے اور جذبہ ایثار کو ظاہر کرنے کا موقعہ ملتا ہے اور اس طرح قومی اخلاق ترقی پذیر ہوتے ہیں اور سب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کے وارث بنتے ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس عظیم روحانی جلسہ جس کی بنیادی اینٹ اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے کو مزید وسعت اور ترقی عطا کرے اور ہم سب کو حضور کی دعاؤں کا وارث بنائے اور مخالفین احمدیت کی آنکھیں کھولے۔ تا وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے ان درخشندہ نشانوں کو دیکھ سکیں۔ آمین۔

☆☆☆

مخالفین احمدیت کا عبرتناک انجام

☆☆☆☆☆ مکرم مولوی باسط رسول صاحب ڈار، اُستاذ جامعہ احمدیہ قادیان ☆☆☆☆☆

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا

یعنی خدا تعالیٰ نے بنی نوع انسان کی اصلاح کے واسطے ہر زمانہ میں اور ہر ملک میں نبی اور رسول مبعوث کئے ہیں۔

جب کبھی بھی کوئی نبی اور رسول آیا ہے اور اس نے اپنی قوم کو دعوت دی تو بعض نے قبول کرلیا اور اکثر نے اس کا انکار کردیا۔ پھر مومنین میں دو گروہ ہو جاتے ہیں ایک گروہ نہایت مخلص اور باعمل ہوتا ہے جو دنیا اور آخرت میں مورد انعام ہوتے ہیں۔ دوسرا گروہ زبان سے ایمان کا اقراری ہوتا ہے۔ مگر اعمال صالحہ میں ویسا نہیں ہوتا جیسا کہ گروہ اوّل کے لوگ ہوتے ہیں۔ اسی لئے یہ لوگ انعامات میں بھی ان سے کم درجہ پر ہوتے ہیں۔ اسی طرح منکروں میں بھی دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں ایک گروہ وہ ہوتا ہے جو کسی وجہ سے منکر رہ جاتا ہے مگر مکفّر و مکذّب اور شریر اور دلآزار اور بدتہذیب نہیں ہوتا۔ صرف اس نبی کا دعویٰ اور اس کی کوئی بات سمجھ میں نہ آئی تو نہ مانا اور دعوت حقہ کی قبولیت سے محروم رہتا ہے۔ پس ایسے لوگوں سے دُنیا میں کوئی گرفت نہیں ہوتی لیکن قیامت میں باز پرس اور مواخذہ ضرور ہوگا۔ دوسرا گروہ منکرین کا وہ ہوتا ہے جو نہ صرف اس نبی کی دعوت کو رد کرتا ہے بلکہ تکفیر اور تکذیب پر کمربستہ ہوتا ہے اور دوسروں کیلئے بھی حق کے قبول کرنے میں روک ہوتا ہے اور اُس نبی اور اس کی جماعت پر مختلف قسم کے بہتانات اور مفتریات باندھتا ہے تاکہ عامۃ الناس بدظن ہوکر کنارہ کش ہوں اور بدزبانی دروغ گوئی اور استہزاء اور اذیت اور جانی و مالی نقصان کرنے کا مرتکب ہوتا ہے۔ لوگوں کو ان کے قتل و غارت پر امادہ کرتا ہے۔ ان ہی کے حق میں اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

یاحسرة علی العباد مایاتیهم من رسول الا کانوا به یستهزءون۔

یعنی افسوس ان بندوں پر کہ جب کبھی بھی ان کے پاس کوئی نبی یا رسول آیا تو انہوں نے اس پر ٹھٹھا اڑایا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو تسلی دیتے ہوئے الہامات فرمائے۔

۱۔ وَیلٌ یومئذٍ للمکذبین۔ (تذکرہ)

یعنی اُس دن تکذیب کرنے والوں کے واسطے ہلاکت کا دن ہوگا۔

۲۔ عبرت بخش سزائیں دی جائیں گی۔

۳۔ نُمَزِّقُ الْاَعْدَآءَ کُلَّ مُمَزَّقٍ۔

(تذکرہ صفحہ 641)

یعنی ہم دشمنوں کو تتر بتر کردیں گے اور تباہ کردیں گے۔

۴۔ قُطِعَ دابر الذین لا یؤمنون۔

(تذکرہ صفحہ 641)

یعنی وہ قوم جو ایمان لانے سے روگرداں ہے اس کی جڑ کاٹ دی جائے گی۔

خدا تعالیٰ نے جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ کو اپنے کلام کے ذریعہ تسلی دی تھی۔ اسی طرح عملاً اپنے فعل سے مکفرین اور مکذبین سے سلوک بھی کیا۔ حضرت اقدس علیہ السلام کی جماعت کو بڑھایا اور آپؑ سے بہتر سلوک کیا جو اپنے پاک اور برگزیدہ نبیوں سے کیا تھا اور آپ کے مخالفوں سے وہی سلوک کیا جو حق کے مخالفوں سے ہوتا آیا ہے اور سب سے برا انجام ان لوگوں کا ہوا جو تکفیر و تکذیب سے باز نہ آئے۔

چونکہ ہمارا مدعا صرف پنجاب یا ہندوستان یا دوسرے ممالک کے مکفروں اور مکذبوں سے نہیں بلکہ ہمارا مدعا تمام دنیا کے مکفروں اور مکذبوں سے ہے۔ اس واسطے ہم صرف اس وقت بعض واقع شدہ نشانات کا تذکرہ کریں گے تاکہ قارئین پر یہ بات واضح ہو کہ جماعت احمدیہ کے مکفرین اور مکذبین کے ساتھ خدا تعالیٰ نے کیسا سلوک کیا۔ قبل اس کے کہ ہم ان واقعات پر روشنی ڈالیں، ہم اپنے بھائیوں سے ہمدردی اور خیر خواہی کے ساتھ مؤدبانہ التماس کرتے ہیں کہ وہ ذرا خدا کا خوف اور میدان حشر کی باز پرسی کو سامنے رکھ کر خوب سوچیں اور اپنے ضمیر سے دریافت کریں کہ کیا یہ ممکن نہیں کہ آنے والا مصلح امت محمدیہ کا ایک فرد ہو اور ہم ہی میں سے ایک انسان ہو۔ جس کو مسیح موعود بنایا جائے اور وہ ہمیں صحیح معنوں میں مسلمان بنانے آیا ہو اور وہ موعود یہی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی ہو۔ پس وہ لوگ جو اس وقت بدزبانی اور بہتانات وغیرہ کو اپنا پیشہ بنا چکے ہیں وہ ٹھنڈے دل سے اس بات پر غور کریں تاکہ وہ خدا کے غضب کی آگ کو اپنے خلاف نہ بھڑکائیں۔

چنانچہ جن لوگوں نے کسی بھی رسول کی تکذیب اور مخالفت کی ان کو اللہ تعالیٰ نے آسمانی اور زمینی عذابوں سے ہلاک کردیا۔ لہٰذا ان امور کو خوب سوچیں اور خدا تعالیٰ سے توفیق مانگیں کہ حق کی شناخت حاصل ہو اور اپنے آپ کو مجرم بنا کر مورد عذاب نہ بنیں۔ اب ہم ان واقعات کا ذکر کرتے ہیں تاکہ قارئین کرام پر یہ بات

خوب واضح ہو کہ جماعت احمدیہ کے معاندین کے ساتھ خدا تعالیٰ نے کیسا سلوک کیا اور کس طرح انہیں اپنے کیفر کردار تک پہنچایا۔ سب سے پہلے ہم غیر مبائعین کے عبرتناک انجام کا ذکر کریں گے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ خلافت کا انکار کیا اور مخالفین خلافت کے ساتھ مل کر خلافت احمدیہ کے خلاف کارروائیاں شروع کردیں اور روحانی خلافت کی عظیم الشان نعمت سے محروم ہو گئے۔

روحانی خلافت سے انکار کا عبرتناک انجام:

غیر مبائعین کا مبائعین سے الگ ہونا بھی حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت پر ایک زبردست دلیل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو الہاماً بتا دیا تھا کہ جماعت کے دو گروہ ہو جائیں گے چنانچہ 17 اپریل 1907ء کو آپؑ کو یہ الہام ہوا۔

'' خدا دو مسلمان فریق میں سے ایک کے ساتھ ہوگا۔ پس یہ پھوٹ کا ثمرہ ہے، لفظ '' ہوگا'' مستقبل پر دلالت کرتا ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ جماعت کے دو فریق ہو جائیں گے اور ان دو میں سے ایک فریق حق پر ہوگا اور اس کے ساتھ خدا ہوگا اور وہ اس فریق کی زبردست تائید کر کے اپنی معیت کا ثبوت دے گا۔ لیکن غیر مبائعین نے ایک طرف تو حقیقی خلافت کا انکار کیا اور حضرت مسیح موعودؑ کے فرمان کو پس پشت ڈالا اور دوسری طرف انہوں نے لیستخلفنھم فی الارض کے ماتحت ترکی کی خلافت کو صحیح تسلیم کیا چنانچہ مولوی محمد علی صاحب نے اسی آیت کو تلاوت کر کے اپنے ایک خطبہ میں کہا۔

'' سلطان ترکی خلیفہ ہے اور آیت استخلاف کے ماتحت اس کی بادشاہت بوجہ مرکز پر حکمران ہونے اور مقامات مقدسہ کی خدمت و حفاظت کرنے کے خلافت اسلامی کا حکم رکھتی ہے اور وہی اس خلافت اسلامی کا صحیح حقدار ہے''۔ (پیغام 25 جنوری 1930ء)

جبکہ سلطان ترکی کے متعلق حضرت مسیح موعود فرما چکے ہیں:۔

'' یاد رکھو خدا کے فرستادہ کی توہین خدا کی توہین ہے۔ چاہو تو مجھے گالیاں دو۔ تمہارا اختیار ہے۔ کیونکہ آسمانی سلطنت تمہارے نزدیک حقیر ہے سلطان کا خلیفۃ المومنین ہونا صرف اپنے منہ کا دعویٰ ہے لیکن وہ خلافت آج سے سترہ برس پہلے براہین احمدیہ نیز ازالہ اوہام میں ذکر ہے۔ حقیقی خلافت وہی ہے کیا وہ الہام یاد نہیں۔

اَرَدْتُ اَنْ اَسْتَخْلِفَ فَخَلَقْتُ اٰدَمَ خَلِيْفَةَ اللّٰهِ السُّلْطَانِ ہاں ہماری خلافت روحانی ہے اور آسمانی ہے نہ زمینی''۔

(مجموعہ اشتہارات مرتبہ مفتی محمد صاحب صفحہ 406)

پس غیر مبائعین نے روحانی خلافت سے انکار کر کے ترکی کے سلطان کو آیت استخلاف کے ماتحت جسمانی خلیفہ تسلیم کیا لیکن خدا تعالیٰ نے ان کی خلافت کا نام و نشان مٹا دیا جس کی وجہ سے غیر مبائعین کا نہ کوئی روحانی خلیفہ رہا اور نہ جسمانی گویا۔

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم
نہ ادھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

اب دوسرے نمبر پر امیر عبد الرحمٰن خان اور امیر حبیب اللہ خان کے عبرتناک انجام کا ذکر کرنے سے پہلے ہر دو امیروں کے بارے کچھ عرض کیا جاتا ہے۔

امیر عبدالرحمٰن خان 1830ء کو پیدا ہوئے اور 1880 کو بادشاہ افغانستان بنے اور بڑے شان و شوکت سے اور قوت و جبروت سے ایک مضبوط اور باقاعدہ حکومت قائم کر کے آخر کار ۲۲ سال کی حکومت کے بعد اس دار فانی سے راہی ملک عدم ہوئے۔

سیدنا حضرت اقدس احمد علیہ السلام نے 1890ء میں بحیثیت مامور من اللہ مبعوث ہو کر باتباع سنت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم بادشاہان عالم و روساء ریاست کو بھی دعوت سلسلہ حقہ دی اور ان کو باخبر کیا کہ آنے والا موعود آ گیا ہے لہٰذا اس موعود پر ایمان لاؤ۔ اشاعت اسلام اور تبلیغ دین حق میں اس کے معاون اور ممد ہوں۔ چنانچہ امیر عبدالرحمٰن کو جس وقت یہ دعوت پہنچی تو اُس نے سن کر فرمایا۔

'' بار اعمر باید نہ عیسیٰ عیسیٰ در زمان خود چہ کردہ بود کہ بار دیگر آمدہ خواہد کرد''

یعنی ہم کو عمر فاروقؓ کی ضرورت ہے حضرت عیسیٰؑ ناصری کی ضرورت نہیں حضرت عیسیٰؑ نے بعثت اولیٰ میں کیا کامیابی حاصل کی تھی کہ اب دوبارہ آکر حاصل کریں گے۔

واقعہ شہادت حضرت عبدالرحمٰن صاحب احمدیؓ شہید:

حضرت عبد الرحمٰن صاحب شہید آخری مرتبہ 1900ء میں قادیان آئے واپسی پر کچھ لٹریچر حضرت احمدؑ علیہ السلام کا جس میں جہاد کے موضوع پر مکمل بحث تھی ساتھ لے گئے اور وہاں جا کر تقسیم کیا جس پر وہاں کے مولویوں نے امیر عبدالرحمٰن کے گوش گذار کیا اور اس نے حضرت مولوی عبد الرحمٰن صاحب احمدی کو اپنے دربار میں بلوایا اور یہ غلط فہمی پیدا کی گئی کہ حضرت احمد علیہ السلام اور اس کی جماعت ہر قسم کے جہاد کی منکر ہے۔ امیر عبد الرحمٰن نے کچھ عرصہ حضرت مولوی عبد الرحمٰن صاحب احمدیؓ کو قید میں رکھا پھر ان کے قتل کا حکم دے دیا اور بالآخر ان کے گلے کو گھونٹا گیا اور آپؓ کا دم گھٹ کر شہید ہوئے یہ واقعہ 1901ء کے آغاز نصف میں ہوا۔

امیر عبدالرحمٰن کا عبرتناک انجام:

خدا تعالیٰ نے جو بڑا غیور ہے یہ ظلم ناروا پسند نہ کیا بلکہ اُس کا غضب بھڑکا اور 10 ستمبر 1901ء کو امیر عبد الرحمٰن خان پر فالج کا حملہ ہوا۔ جس سے اس کا دایاں پہلو بے کار ہو گیا۔ ڈاکٹروں نے بہت ہاتھ پاؤں مارے مگر ڈاکٹر کیا چیز ہیں جو کسی مغضوب کو خدائی گرفت سے نجات دلا سکیں۔ امیر کابل کی حالت بد سے بدتر

ہوتی چلی گئی اور طاقت نشست و برخاست بھی سلب ہوگئی اور آخر کار فرشتہ اجل نے باذن خداوندی اس کی روح کو 3 اکتوبر 1901ء کو بجرم شہادت حضرت عبد الرحمٰن احمدی صاحب شہیدؓ کے قبض کرلیا۔
(تفصیل کیلئے دیکھیں تاریخ افاغنہ حصہ اوّل مؤلفہ شہاب الدین ثاقب۔)

امیر عبد الرحمٰن کے اپنے انجام کے پہنچنے کے بعد 13 اکتوبر 1901 کو امیر حبیب اللہ خان جو امیر عبد الرحمٰن کا بڑا فرزند تھا، تخت نشین ہوا اور حضرت سید عبد اللطیف صاحب احمدی شہید نے ہی ان کی رسم دستار بندی ادا کی۔ 1902ء میں حضرت عبد اللطیف شہید رضی اللہ عنہ نے قادیان کا سفر اختیار کیا اور قادیان شریف میں کچھ عرصہ قیام کرنے کے بعد باجازت حضرت اقدس علیہ السلام واپس کابل چلے گئے جہاں پر مخالفین جماعت نے اپنی غلط بیانیوں سے امیر حبیب اللہ خان کے خوب کان بھرے اور مولویوں نے کفر اور رجم کا فتویٰ دیا۔ افغانستان میں ہمیشہ علماء کے سامنے امرائے کابل بے دست و پا ہوتے تھے۔

ناچار امیر حبیب اللہ خان نے فتویٰ کفر پر دستخط کردئے اور کوئی تحقیق نہ کی بلکہ علماء اور سردار نصر اللہ خان سے دبکر عدل وانصاف بھی بھول گئے۔ اور اسے کیا معلوم کہ اُس نے حضرت شہید کی موت پر نہیں بلکہ اپنی اور اپنے بھائی سردار نصر اللہ خان اور کئی اوروں کی موت کے کاغذ پر دستخط کئے تھے بلکہ نسل امیر افضل خان کی تباہی پر دستخط کئے تھے۔ بالآخر حضرت شہیدؓ کے گاڑے جانے کے بعد لوگوں نے آپ کے اردگرد حلقہ بنایا اور پہلا پتھر لگنے کے چند منٹوں میں ہی آپؓ پر تودہ سنگ کھڑا ہوگیا اور آپ کا جسد اطہر نظروں سے پوشیدہ ہوگیا اور روح مبارک جسد عنصری کی قید سے آزاد ہوکر مرفوع الی اللہ ہوئی اور یہ شہادت ۱۶ جولائی ۱۹۰۳ء کو عصر کے وقت ہوئی۔

امیر حبیب اللہ اور اُسکے ساتھیوں کا عبرتناک انجام:

ظالم کو پاداش ایسی ملی جو موجب صد عبرت ہے۔ امیر حبیب اللہ خان جس نے سنگسار کرایا اپنے بھائی کی سازش سے قتل ہوا۔ پھر نصر اللہ خان جس کے بیٹے کا عبد اللطیف صاحب شہید کے قتل میں سب سے زیادہ ہاتھ تھا خود قید خانہ میں ڈالا گیا اور آخر کار وہیں قتل کیا گیا۔ پنجابی ڈاکٹر عبد الغنی جو مباحثہ میں ثالث تھا اور جس کی مخالفت اور شرارت نے اس واقعہ میں بہت بڑا کام کیا تھا۔ اس کے ذریعہ گورنمنٹ کابل کے خلاف باغیانہ سازش کا راز افشاء ہوا اور وہ قید خانہ میں ڈالا گیا۔ جہاں وہ ایک عرصہ تک طرح طرح کی اذیتیں سہتا رہا۔ پتھر چلانے والے قاضیوں اور ملاؤں پر جو تباہی اور ہلاکت انقلابِ افغانستان کے زمانہ میں آئی وہ سخت عبرتناک ہے لیکن اتنا ہی نہیں کابل کی زمین پر اس جرم کے پاداش میں جو عذاب اور تباہی آئی وہ نہایت ہولناک تھی۔ بچہ سقہ کے ہاتھوں کس طرح امیر حبیب اللہ خان مقتول کا خاندان تباہ اور ہلاک ہوا اور ان کی ناموس برباد ہوئی کہ سن کر صدمہ ہوتا ہے۔ امان اللہ خان اور اس کی بیوی اور اس کے اعزاء و اقرباء افغانستان سے بھاگ کر جلاوطن ہوگئے اور سلطنت ہی اس خاندان میں سے نکل کر دوسرے خاندان میں منتقل ہوگئی اور کابل کے شہر اور علاقہ پر جو ہلاکت اور عذاب مسلط ہوا، وہ نہیں ٹلا جب تک کہ حضرت اقدس علیہ السلام کے اس الہام:

”ریاست کابل میں قریب پچاس ہزار آدمی مریں گے۔“

کے مطابق قریباً پچاس ہزار آدمی موت کے گھاٹ نہیں اُتر گئے۔ بچہ سقہ گویا ایک عذاب کے فرشتہ کی طرف کابل کی سرزمین پر آیا اور یسومونکم سوء العذاب کے ماتحت اپنا کام کر کے چلا گیا۔

اخبار انقلاب لاہور روزنامہ نے شائع کیا تھا کہ ایک لاکھ سے زائد نفوس ہلاک ہو چکے ہیں۔ کیونکہ سرزمین افغانستان میں بغاوت بغاوت وارد ہوئی اور آخر کار یہ انقلاب بچہ سقہ واقعہ ہوا جس کی نذر ہزارہا نفوس ہوگئے۔
(تفصیل کیلئے دیکھیں ”زوال غازی مصنفہ عزیز بندی نیز مسٹر انکس ہملٹس کی کتاب ”افغانستان“۔

مولوی محمد حسین بٹالوی:

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی بانی سلسلہ احمدیہ کو مولوی گل علی شاہ صاحب کے بٹالہ چلے جانے کی وجہ سے حصول تعلیم کیلئے بٹالہ جانا پڑا اور اس وقت آپ کے ہم مکتب دو اور طالبعلم تھے ایک لالہ بھیم سین دوسرے طالب علم مولوی محمد حسین بٹالوی تھے۔ انہوں نے حضرت مرزا صاحب کی طرز زندگی اور پاکیزہ اخلاق کا خوب مطالعہ کیا تھا اور اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ میں حضور علیہ السلام کی شخصیت اور اسلامی خطاب پر خراج تحسین پیش کیا۔

لیکن تعصب اور قدامت پرستی کا بُرا ہو وہ آپؑ کے دعویٰ مسیحیت پر بھڑک جاتا ہے۔ اور مخالفت میں اس حد تک بڑھ جاتا ہے کہ فتویٰ کفر تیار کر کے ہندوستان بھر کے علماء سے دستخط کرواتا ہے لیکن بایں ہمہ آپ کی قبل از دعویٰ زندگی پر کوئی اعتراض نہ کرسکا البتہ آپ کی مخالفت اور عداوت میں اس طرح حد سے گذر گیا کہ شب و روز آپؑ کی دلآزاری اور آپ کو تکلیف دہی میں لگا رہتا تھا اور سوائے اس کام کے انہیں اور کوئی مشغلہ نہ تھا۔

محمد حسین بٹالوی اور انکے اہل خانہ کا عبرتناک انجام:

☆...... ”بٹالوی کا انجام بٹالوی کی زبانی“

”میرے جوان لڑکوں کو آوارگی نے مجھے زمینداری کے اہتمام میں پھنسا دیا...... میرے اہل خانہ کا جس سے میرا گھر آباد تھا، انتقال ہوگیا۔
(اشاعۃ السنۃ جلد ۲۰ ص ۲)

''وہ زنا کاری اور شراب خوری میں مبتلا ہیں'' (صفحہ202)

''بعض نے میرے منہ پر کہہ دیا کہ تو ہمارا باپ نہیں'' (صفحہ226-225)

''اپنی والدہ کو بھی میری اجازت کے بغیر بلکہ صریح ممانعت کے ساتھ ناشزہ بنا کر اپنے ساتھ لے گئے ہیں'' (صفحہ209)

''ان آٹھوں پانچ لڑکوں اور تین لڑکیوں نے اپنی والدہ کو بھی مجھ سے نشوز اختیار کرا کے اپنے ساتھ ملا لیا ہے۔......میرے پاس سے گذر جانے پر بھی سلام نہیں کرتے'' (اشاعت السنہ جلد20 صفحہ209)

اے پئے تکفیر ما بستۂ کمر
خانہ ات ویراں تو در فکر دگر

فاعتبروا یااولی الابصار

مولوی ثناءاللہ صاحب امرتسری:

مولوی ثنااللہ امرتسری نے اپنی تقریروں میں تمسخر اور استہزاء اور طعن اور لچر بازی کا رنگ اختیار کیا اور اُن کی زبان اُسترہ کی طرح چلتی تھی۔ مرزا ارشد گورگانی کا فی البدیہہ شعر ہے جو مولوی موصوف پر ہر طرح سے صادق آتا ہے۔

زبان تیز ان کی اُسترہ سے بھی زیادہ ہے
مجھے ڈر ہے کہ جڑ سے یہ اُڑا دیں نہ مسلمانی

قارئین کرام! مولوی ثناء اللہ صاحب نے حضرت اقدس علیہ السلام کے مقابلہ میں مباہلہ یا قسم کھانے سے چار مرتبہ گریز کیا:۔

۱۔ پہلا گریز: سب سے پہلے کتاب انجام آتھم میں جب حضور نے مباہلہ کے لئے علماء کو بلایا تو ان میں مولوی ثنااللہ صاحب بھی مخاطب تھے مگر مقابلہ پر نہ آئے اور گریز کر گئے۔

۲۔ دوسرا گریز: حضورؑ نے اپنی ایک مبارک تصنیف ''اعجاز احمدی'' کے ذریعہ مولوی موصوف کو مباہلہ کے لئے بلایا مگر مولوی صاحب نے راہ فرار اختیار کر لی۔

۳۔ تیسرا گریز: 15 اپریل 1907ء والے اشتہار میں حضرت اقدسؑ نے دُعا کر کے مولوی صاحب موصوف عرف فاتح قادیان کو بالمقابل دعا کیلئے بلایا مگر مولوی صاحب نہیں آئے البتہ لکھ دیا'' یہ تحریر مجھے منظور نہیں اور نہ کوئی دانا اس کو منظور کر سکتا ہے''

۴۔ چوتھا گریز: 10 جون 1907ء کے الحکم والے اعلان میں حضرت اقدسؑ نے قسم کھا کر مولوی ثناء اللہ صاحب کو بالمقابل قسم کھانے کیلئے بلایا مگر حسب عادت گریز کر گئے۔

مولوی ثناء اللہ امرتسری ہمیشہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے مقابل پر آنے سے راہ فرار ڈھونڈتے رہتے لیکن مخالفت میں ہمیشہ کمربستہ رہتے اور بالآخر یاس و حسرت کے ساتھ اس دار فانی سے رخصت ہو گئے۔

فاعتبروا یااولی الابصار۔

مولوی صاحب موصوف نے ایک مختلف معیار کو اختیار کیا کہ جھوٹا صادق سے زیادہ عمر پاتا ہے جیسا کہ رسول کریمؐ کے مقابل مسلمہ کذاب کے ساتھ ہوا۔ (اعلان اکتوبر 1907ء)

بالآخر مولوی صاحب موصوف حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد 40 سال تک زندہ رہے تا کہ اپنی آنکھوں سے حضرت اقدس احمد علیہ السلام کی صداقت کو دیکھ سکیں اور اپنے برے انجام کا بغور مشاہدہ کرسکیں۔

مولوی ثناءاللہ امرتسری کا عبرتناک انجام:

قارئین کرام! مولوی ثناء اللہ امرتسری تقسیم ملک کے بعد یاس و حسرت کے ساتھ دنیا سے رخصت ہوئے۔ مولوی ثناء اللہ امرتسری نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق جو چاہا اللہ تعالیٰ نے اُس کے حق میں وہ بات پوری کر دی۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے متعلق اپنی خواہش کا اظہار کرتے ہوئے مسلمانوں کے سامنے مندرجہ ذیل تجویز رکھی۔

''ہم سے کوئی پوچھے تو ہم خدالگتی کہنے کو تیار ہیں کہ مسلمانوں سے ہو سکے تو مرزا کی کل کتابیں سمندر میں نہیں کسی جلتے تنور میں جھونک دیں۔ اسی پر بس نہیں بلکہ آئندہ کوئی مسلم یا غیر مسلم مؤرخ تاریخ ہند یا تاریخ اسلام میں ان کا نام نہ لے۔'' (اخبار وکیل 13 جون 1908ء بحوالہ تاریخ احمدیت جلد چہارم صفحہ 217 طبع اوّل)

اللہ تعالیٰ نے اُن کی یہ خواہش ان کے ہی حق میں پوری کر دی۔

سیرت ثنائی کے مصنف مولوی عبد المجید صاحب سوہدروی رقمطراز ہیں'' آپکا مکان چھوڑنا ہی تھا کہ بدمعاش لٹیرے جو اسی انتظار میں گھات لگائے بیٹھے تھے، ٹوٹ پڑے اور تمام سامان نقدی، زیورات وغیرہ لوٹ کر لے گئے اور اس لوٹ کھسوٹ کے بعد مکان کو بھی نذر آتش کر دیا۔

لٹیروں گنے اسی پر بس نہ کی بلکہ آپ کا وہ عزیز ترین کتب خانہ جس میں ہزار ہا روپیہ کی نایاب وقیمتی کتابیں تھیں اور جن کو آپ نے بڑی محنت اور جانفشانی سے جمع کیا اور خریدا تھا جلا کر خاک کر دیا۔ کتابوں کے جلنے کا صدمہ مولانا کو اکلوتے فرزند کی شہادت سے کم نہ تھا...... یہ صدمۂ جانکاہ آپ کو آخری دم تک رہا اور حقیقت میں آپ کی ناگہانی موت کا سبب یہ دو ہی صدمات تھے ایک فرزند کی اچانک شہادت اور دوسرے بیش قیمت کتب کی سوختگی۔ چنانچہ یہ دونوں صدمے تھوڑے عرصہ میں آپ کی جان لیکر رہے۔'' (سیرت ثنائی مقبول عام پریس لاہور مصنفہ مولوی عبد المجید سوہدروی)

مولوی صاحب مذکور کے تعلق سے ہندوستان کے مسلمانوں نے مکہ کے علماء سے کفر اور ارتداد کا فتویٰ حاصل کیا جس میں وہ تحریر کرتے ہیں۔

''المولوی الامرتسری رجل ضال ابتدع

عقائدًا جدیدۃ" (فیصلہ مکہ ص ۱۷)

"لا یجوزان یُسأل عن علم ولا یتبع ودلیلہ لا یقبل ولا یجوز ان یَؤُمَّ الصلوۃ لا شک فی کفرہ وارتدادہ" (المرجع السابق)

قارئین کرام! یہ ہے اُس شخص کا انجام جس سے ہر وقت جماعت احمدیہ اور بانی جماعت کی مخالفت کی اور اپنے پرچہ اہلحدیث کو بھی جس کے وہ ایڈیٹر تھے وقف کر رکھا تھا اور یہی وہ شخص ہے جنہیں ہمارے مسلمان بھائی فاتح قادیان کا خطاب دے چکے ہیں اللہ تعالیٰ ہمارے مخالفین کو ان واقعات اور آیات سے ہدایت پانے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

نظام خلافت کی برکت سے جماعت احمدیہ کو نیکی کے ہر میدان میں ترقی اور مضبوطی عطا ہوئی۔ خوف کی ہر حالت امن میں تبدیل ہوتی رہی۔ جماعت احمدیہ کی تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ مخالفت کی ہر تحریک خلافت کی چٹان سے ٹکرا کر پاش پاش ہوتی رہی۔ پیغامیوں کا فتنہ ہو یا احراریوں کا 1953ء کے ملک گیر ہنگامے ہوں یا 1974ء کے بھیانک فسادات جن میں معصوم احمدیوں کے خون سے پاکستان کی زمین کو رنگ دیا گیا لیکن جماعت نے خلافت کی برکت سے فتوحات کی بلندیوں کو سر کیا۔ اور وہ جس نے یہ کہا تھا کہ میں نے 90 سالہ مسئلہ حل کر دیا ہے اور اب میں احمدیوں کے ہاتھ میں کشکول پکڑا دوں گا وہ تختۂ دار پر لٹکتا نظر آیا۔

دشمن احمدیت بھٹو کا انجام:

"نئی دہلی 14 اپریل۔ پاکستان کے سابق وزیر اعظم برصغیر کے سرکردہ سیاستدان ذوالفقار علی بھٹو کو آج بھارتیہ وقت کے مطابق صبح اڑھائی بجے راولپنڈی جیل میں پھانسی پر لٹکا دیا گیا۔ اس طرح بھٹو کے مستقبل کے بارے ایک سال سے چل رہی بحث بھی ہمیشہ کیلئے ختم ہوگئی......بھٹو کو جن لوگوں نے جیل میں دیکھا ہے ان کا کہنا ہے کہ اُس کی ڈاڑھی بڑھی ہوئی تھی اور سوکھ کر کانٹا ہو گیا تھا اور اس کی شکل ڈراؤنی دکھائی دیتی تھی۔"

(ہندسماچار مورخہ 15 اپریل 1979 صفحہ 2)

صوفی غلام مصطفیٰ نے کہا:

"بھٹو فرعون تھا ہم اس کے غلام تھے اس کے حکم پر بے گناہوں کا خون پیتے تھے وہ اپنے انجام کو پہنچ چکا اور ہم بھی بے گناہی کے الزام میں قربان کئے جائیں گے کیونکہ ہم تو حکم کے بندھے تھے۔"

(روزنامہ نوائے وقت راولپنڈی 4 اگست 1979)

فرعون زمانہ جنرل ضیاء الحق کا عبرتناک انجام:

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے مباہلہ کی تحدی نے معاندین احمدیت کی صفوں میں ایک خوف و ہراس کا ماحول پیدا کر دیا۔ وہ انتہائی لغو اور فضول شرطیں اور عذر پیش کر کے مباہلہ سے راہ فرار تلاش کرنے لگے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے مباہلہ کے نتائج سے ان کا جھوٹا ہونا ثابت کر دیا۔ مباہلہ کے چیلنج کے ٹھیک ایک ماہ بعد 10 جولائی 1988ء کو ایک مزعومہ "مردہ" اسلم قریشی واپس پاکستان آ گیا۔

مباہلہ کے اعلان کے بعد سب کی نظریں جنرل ضیاء الحق کے انجام کی طرف بھی تھیں کیونکہ وہی مکذبین ومکفرین احمدیت کا سرغنہ تھا۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں یکم جولائی 1988ء کے خطبہ جمعہ میں واضح طور پر اعلان فرمایا۔

"جہاں تک صدر پاکستان کا تعلق ہے ہم انتظار کرتے ہیں دیکھیں خدا کی تقدیر کیا ظاہر کرے لیکن چیلنج قبول کریں یا نہ کریں چونکہ وہ تمام ائمۃ المکفرین کے امام ہیں اور تمام اذیت دینے والوں میں سب سے زیادہ ذمہ داری اُس ایک شخص پر عائد ہوتی ہے جو معصوم احمدیوں پر ظلم کئے ہیں اور اُس ظلم کے پیچھے مڑ کر جھانکنے کی کوشش کی ہے کہ جو حکم جاری کیا تھا وہ جاری ہو بھی گیا ہے۔"

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے مورخہ 12 اگست 1988ء کو اپنی ایک رؤیا کا بھی ذکر فرمایا تھا جس سے واضح ہوتا تھا کہ اب یہ شخص اپنے انجام کو پہنچنے والا ہے۔ چنانچہ اس رؤیا کے صرف 5 دن بعد جنرل ضیاء الحق امریکی ساخت کے مضبوط ترین ہوائی جہاز، "ہرکولیس" سی 130 کے ذریعہ بہاولپور فوجی اڈہ سے واپس آتے ہوئے 28 اعلیٰ قومی افسران کے ساتھ ہلاک ہوگیا۔ اس کی لاش ٹکڑے ٹکڑے ہو کر اور جل کر بکھر گئی۔ اس ہوائی سفر میں ایک یہودی نولڈ فائیل امریکن سفیر بھی جنرل ضیاء الحق کے ساتھ تھے اور وہ بھی ان ہی کے ساتھ ہلاک ہوئے۔

اس مباہلہ کے نتیجہ میں اور بھی بہت سے عبرتناک معجزات ظاہر ہوئے اور ہو رہے ہیں لیکن اس جگہ ان ہی چند واقعات کا ذکر کافی ہے۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ معاندین احمدیت کو اپنا عناد چھوڑنے کی اور قبول احمدیت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ کیونکہ یہی حق وحقیقت ہے۔

چنانچہ جنرل ضیاء الحق کے انجام کے متعلق روزنامہ جنگ لاہور کا حقیقت افروز اقتباس پیش ہے۔

"پاکستان میں پہلی مرتبہ جناب دولتانہ نے قادیانی مسئلہ کو اٹھایا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس کے بعد آج تک وہ اقتدار کی کُرسی سے محروم رہے پھر جناب ایوب خان نے اپنے اقتدار کے ڈوبتے ہوئے دور میں اسی مسئلہ کا سہارا لینا چاہا انہوں نے اپنے بارہ میں مرزائیت سے بریّت کے بیانات اخبارات اور ریڈیو پر نشر کئے۔ صدر کے ایماء پر اس وقت کے گورنر مغربی پاکستان امیر محمد خان نے مرزا غلام احمد قادیانی کی اہم کتاب کو ضبط کیا مگر یہ ان کے متزلزل اقتدار کو طول نہ دے سکا بلکہ رسوا ہو کر اقتدار سے علیحدہ ہوئے۔ پھر بھٹو جن کی پارٹی اور حکومت بذات خود مرزائیوں کی امداد اور اعانت سے برسر اقتدار آئی تھی نے اپنی گرتی ہوئی ساکھ اور ڈوبتے ہوئے اقتدار کو سنبھالا اور طول دینے کیلئے اپنی محسن مرزائی جماعت کی گردن پر وار کیا اور ایسا وار کیا کہ

90 سالہ مسئلہ حل کر ڈالا۔ بھٹو کا خیال تھا کہ اسی مسئلہ کو حل کرنے کے بعد اب انہوں نے پاکستانی عوام کے دل جیت لئے ہیں اور اب وہ تاحیات پاکستان کے وزیر اعظم رہیں گے۔لیکن ان کا یہ خیال شرمندہ تعبیر نہ ہو سکا اب صدر جنرل محمد ضیاء الحق صاحب نے مرزائیت سے بریت کا اعلان واشگاف الفاظ میں کیا ہے اور مرزائیوں کو کلیدی آسامیوں سے علیحدہ کرنے کا عہد کیا ہے لیکن ماضی کو سامنے رکھتے ہوئے دل کانپ جاتا ہے کیونکہ ماضی میں یہ ثابت ہو چکا ہے کہ جنہوں نے بھی قادیانی مسئلہ کو اٹھایا یا چھیڑا وہ اقتدار سے ہاتھ دھو بیٹھے ایسا کیوں ہوتا ہے اس کے پس پردہ کون ہے عوامل یا غیبی طاقت کارفرما ہے وہ پوری قوم کیلئے لمحہ فکریہ ہے۔

(ہفت روزہ لاہور 13 دسمبر 1983)

یہ حقیقت پسندانہ تجزیہ روزنامہ لاہور نے فرعون زمانہ جنرل ضیاء الحق کی ہلاکت سے پانچ سال قبل اپنے اخبار میں شائع کیا تھا جس کے ٹھیک پانچ سال بعد اللہ تعالیٰ نے جنرل ضیاء الحق کو اپنے لاؤ لشکر سمیت ہلاک کیا اور اس طرح جماعت احمدیہ کی صداقت تمام عالم پر واضح ہوئی اور حضرت مسیح موعودؑ بانی جماعت احمدیہ نے ایسے ہی دشمنان احمدیت کیلئے فرمایا ہے:۔

مقابل پر میرے یہ لوگ ہارے
کہاں مرتے تھے پر تو نے ہی مارے
شریروں پر پڑے ان کے شرارے
نہ اُن سے رُک سکے مقصد ہمارے
انہیں ماتم ہمارے گھر میں شادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

اللہ تعالیٰ تمام عالم اسلام و دیگر اقوام عالم کو خلافت کے زیر سایہ پناہ لیکر امن و امان کے ساتھ اپنی دنیا و عاقبت سنوارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ہمیں ہمیشہ خلافت کا فدائی وجود بنائے رکھے۔ (آمین)

☆-☆-☆

☆

خلافت کا فدائی بن، امامت پر فدا ہو جا

خلافت بھی ہے آئینہ، زباں بھی محوِ حیرت ہے
نہ یارائے خموشی ہے، نہ گویائی کی طاقت ہے

امامِ وقت سے جس کو حصولِ شرفِ بیعت ہے
مقدّر کا دھنی ہے خِشتِ تعمیر جماعت ہے

گلے میں آج تک ابلیس کے جو طوقِ لعنت ہے
یہ لعنت صرف انکارِ خلافت کی بدولت ہے

خلافت کا قیام آخر جماعت کی ضرورت ہے
خلافت کا نظام آخر خدا کی ایک سنت ہے

خلافت احمدیت، احمدیت اِک خلافت ہے
خلافت درحقیقت ناظمِ تنظیمِ ملّت ہے

خلافت اصل میں اِک چشمۂ فیضِ رسالت ہے
کہ اجراء خلافت بھی تقاضائے نبوت ہے

خلافت ایک انعامِ خداوندی کی صورت ہے
سروں پر مومنوں کے یہ خدا کا دستِ شفقت ہے

خلافت گو بظاہر صرف اِک امرِ خلافت ہے
پسِ پردہ مگر اِس کے نہاں اِک رازِ قدرت ہے

خلافت فاتحِ عالم ہے، خلافت بابِ نصرت ہے
خلافت ایک طاقت ہے خدا کا دستِ قدرت ہے

خلافت مہدیٔ معہود کی زندہ کرامت ہے
خلافت مہدی مسعود کی ہم میں امانت ہے

خلافت نورِ دوراں ہے چراغِ راہِ ظلمت ہے
خلافت درحقیقت جلوۂ مہرِ رسالت ہے

خلافت مظہرِ قدرت ہے، اِک ظلِّ نبوت ہے
خلافت اصل میں آئینۂ اسرارِ قدرت ہے

خلافت مہدی معہود کی احیاء اُمت ہے
محمد مصطفیٰؐ کی یہ بھی اِک زندہ کرامت ہے

خدا کا اِک عطیہ ہے خدا کی ایک نعمت ہے
سراسر حسن و احساں ہے سراسر فضل و رحمت ہے

نہ دنیاوی حکومت ہے نہ دنیاوی سیاست ہے
قلوب مومناں تک بس خلافت کی حکومت ہے

حکومت ہے نہ طاقت ہے نہ دولت ہے نہ ثروت ہے
خلافت ہی کے دَم سے آج تبلیغ و اشاعت ہے

خلافت قلعۂ اسلام و استحکامِ اُمّت ہے
خلافت ہی کہ دَم سے زندہ پھر دیں کی امامت ہے

خلافت درحقیقت اِک کلیدِ فتح و نصرت ہے
خلافت ہی کے دم سے وارِدِ حق و صداقت ہے

خلافت محورِ اعظم، محیط ہر نظامت ہے
خلافت ہی کے دَم سے گرمیٔ نشر و اشاعت ہے

خلافت دائرہ ہے، نقطۂ پُر کارِ عظمت ہے
خلافت ہی کے دَم سے سرنگوں تثلیث و کثرت ہے

خلافت ہی کے دم سے آج روشن شمعِ وحدت ہے
خلافت ہی کے دَم سے آج فرقِ نور و ظلمت ہے

خلافت جلوہ گاہِ جلوۂ حُسنِ رسالت ہے
خلافت آئینہ دارِ کمالات نبوت ہے

گیا دَورِ خزاں اب فصلِ گُل کی پھر حکومت ہے
خلافت ہی کی برکت سے یہ دُنیا باغِ جنت ہے

خلافت کا نہ ہونا خلفشار مرکزیت ہے
کہ فقدانِ خلافت انتشارِ احمدیت ہے

نہ طوفانوں کا خطرہ ہے نہ خوف زلزلہ اس کو
خلافت ایک پختہ اور مستحکم عمارت ہے

جماعت بھی منظّم اور مرکز بھی ہے مستحکم
امام وقت میں بھی انتظامی قابلیت ہے

زمامِ ملت بیضا ہے اب دستِ خلافت میں
خلافت عظمتِ دیں ہے، وقارِ احمدیت ہے

جماعت کو بھلا پھر کس لئے ہو خوفِ ناکامی
کہ جب ہم میں قیادت ہے، خلافت اور امامت ہے

خلافت کا فدائی بن امامت پر فدا ہو جا
اگر اے قیس تجھ کو اِدّعاءِ احمدیت ہے

(قیس مینائی)

خلفاء احمدیت کی عظیم الشان تحریکات

مکرم مولوی صغیر احمد صاحب طاہر دفتر تعلیم القرآن وقف عارضی قادیان

الحمدللہ ثم الحمدللہ اس وقت جماعت احمدیہ مسلمہ میں الٰہی وعد اللہ الذین اٰمنوا منکم وعملوا الصٰلحت لیستخلفنّھم فِی الْاَرْضِ کی روشنی میں سو سالہ خلافت احمدیت کا درخشندہ دور صداقت احمدیت کی روشن دلیل ہے۔ بفضلہٖ تعالیٰ جماعت مومنین نے خلفاء احمدیت کے ذریعہ ہر خوف کی حالت کو امن میں بدلتے دیکھا۔ ان سو سالوں میں ہر مخالف دشمن کے ہاتھ ناکام اور نامراد رہے اور احمدیت کو مٹانے کے زعم میں صفحہ ہستی سے مٹتے گئے۔ مسیح پاک کے ذریعہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا پودا خلفاء احمدیت کی بابرکت قیادت و تحریکات اور دُعاؤں کی آبیاری کے ذریعہ تناور درخت بن کر ساری دنیا پر سایہ فگن ہے۔ قادیان کی چھوٹی سی بستی سے اُٹھنے والی آواز دنیا کے ۱۹۳ ممالک میں پھیل چکی ہے۔ اس بابرکت آسمانی نظام خلافت کے سو سالوں میں مسیح پاک علیہ السلام کی اس پیاری جماعت کو ایک کے بعد دوسری، تیسری، چوتھی اور آج پانچویں خلافت کے زیر سایہ خلفاء احمدیت کی بابرکت تحریکات پر لبیک کہنے کی سعادت نصیب ہو رہی ہے۔

خلفاء احمدیت کی بابرکت تحریکات میں سے ہر تحریک اپنے آپ میں ایک تاریخ بن چکی ہے ان کی تفصیل چند صفحات میں ممکن ہی نہیں۔ مختصراً ان تحریکات کے ذکر سے قبل خلفاء احمدیت کے چند اقتباسات کا ذکر کیا جاتا ہے:

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ فرماتے ہیں:

''یہی تمہارے لئے بابرکت راہ ہے کہ تم اس حبل اللہ کو مضبوط پکڑلو۔ یہ بھی خدا ہی کی رسّی ہے جس نے تمہارے متفرق افراد کو اکٹھا کر دیا۔ پس اسے مضبوط پکڑے رکھو۔'' (بدر یکم مئی ۱۹۱۶ء صفحہ ۳)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:

''خلافت کے تو معنی ہی ہیں کہ جس وقت خلیفہ کے منہ سے کوئی لفظ نکلے اس وقت سب سکیموں اور سب تجویزوں اور سب تدبیروں کو پھینک کر رکھ دیا جائے اور سمجھ لیا جائے کہ اب وہی سکیم وہی تجویز اور وہی تدبیر مفید ہے جس کا خلیفہ وقت کی طرف سے حکم ملا ہے۔'' (خطبہ جمعہ ۲۴ر جنوری ۱۹۳۶ء، الفضل ۳۱ر جنوری ۱۹۳۶ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم روحانی فرزند آپ کے جانشین حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بار بار فرمایا ہے کہ ناکامی میرے خمیر میں نہیں ہے۔ خلافت احمدیہ بھی چونکہ قدرت ثانیہ ہے اور آپ کا ظلّ ہے اور آپ کی نیابت میں آپ کے مشن کی ضامن ہے اس لئے آپ کے خلفاء کے خمیر میں بھی ناکامی نہ تھی اور نہ ہے۔'' (الفضل ۱۷/ اگست ۱۹۷۱ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

''جس تحریک میں آپ حصہ لیں گے کہ خدا تعالیٰ کے قائم کردہ مسیح موعود کے خلیفہ کی تحریک ہے اس میں عظیم الشان برکتیں پڑیں گیں جو آپ کے تصور سے بالا ہونگی۔'' (ماہنامہ خالد جون ۱۹۸۶ء صفحہ ۲۱)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''خلفاء کی طرف سے مختلف وقتوں میں مختلف تحریکات ہوتی رہتی ہیں... روحانی ترقی کے لئے بھی جیسا کہ مساجد کو آباد کرنے کے بارہ میں ہے، نمازوں کے قیام کے بارہ میں ہے، اولاد کی تربیت کے بارہ میں ہے، دعوت الی اللہ کے بارہ میں یا متفرق مالی تحریکات ہیں... جن کی اطاعت کرنا ضروری ہے، دوسرے لفظوں میں اطاعت در معروف کے زمرے میں یہی باتیں آتی ہیں۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۶ر ستمبر ۲۰۰۳ء مسجد فضل لندن)

تحریکات حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ

الحاج حکیم مولوی نور الدین صاحب ۲۷ر مئی ۱۹۰۸ء کو خلیفۃ المسیح الاوّل منتخب ہوئے۔ آپ نے نظام خلافت کی ضرورت و اہمیت احباب جماعت کے دلوں میں راسخ فرمائی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعثت کے مقصد کی تکمیل کے لئے قرآن مجید کے درس و تدریس کے ساتھ ساتھ احادیث نبوی ﷺ کے درس و تدریس کا سلسلہ شروع فرمایا۔

۳۰ر مئی ۱۹۰۸ء کو صدر انجمن احمدیہ کا پہلا اجلاس حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کی زیر صدارت ہوا۔ باقاعدہ بیت المال کا مستقل محکمہ قائم فرمایا۔ ۱۴/ جون ۱۹۰۸ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی طرف سے خوشنویس حضرات کو قادیان آکر رہنے کی تحریک ہوئی۔ جون میں ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یاد میں دینی مدرسہ کے قیام کی تحریک فرمائی۔ ۱۸ر جولائی ۱۹۰۸ء کو مبائعین کی فہرست تیار کرنے کی تحریک فرمائی۔ تاکہ اُن کی تعلیم و

تربیت کا باقاعدہ انتظام کیا جا سکے۔ ۱۹۰۸ء کے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر آپ نے قادیان میں ڈسپنسری کے ساتھ وسیع ہال تعمیر کرنے کے لئے چندہ کی تحریک فرمائی۔

۲۱رجنوری ۱۹۰۹ء کو آپ کی طرف سے یتامیٰ، مساکین اور طلباء کی امداد کی تحریک کی گئی۔ جولائی ۱۹۱۱ء کو نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے حکومت سے اجازت کی خاطر میموریل کی تحریک فرمائی جس کی مارچ ۱۹۱۳ء میں حکومت نے منظوری دے دی۔ فروری ۱۹۱۲ء میں آپ نے انجمن مبلغین کا قیام فرمایا۔ جلسہ سالانہ ۱۹۱۳ء کے موقعہ پر درس قرآن کے لئے ایک ہال کی تعمیر کی تحریک فرمائی۔ بفضلہ تعالیٰ آپ کے دورے خلافت میں ۱۹۱۳ء میں یورپ میں پہلا احمدیہ مشن قائم ہوا۔

تحریکات حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ

سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد فضل عمر بحیثیت خلیفۃ المسیح الثانی ۱۴رمارچ ۱۹۱۴ء کو تخت خلافت پر متمکن ہوئے۔ آپ کا ۵۲ سالہ تاریخی دور اسلام کی ترقی خدا تعالیٰ کی غیر معمولی نصرتوں کے بے شمار نشانات کا مظہر ہے۔ آپؓ نے جماعت احمدیہ میں تنظیمی نظام کو قائم فرما کر ہر فرد جماعت کی قوت عمل کو بیدار فرمایا اور ان کے لئے اسلامی خدمات کے میدان کھول دیئے۔

قرآنی علوم کی اشاعت اور ترویج کے لئے درس قرآن کو جاری رکھا آپؓ نے قرآنی حقائق و معارف پر ضخیم تفسیر ''تفسیر کبیر''، وعام فہم تفسیر ''تفسیر صغیر'' خدمت قرآنی کی زندہ جاوید مثال قائم فرمائی۔ آپ کا ۵۲ سالہ دور خلافت عظیم تحریکات سے بھرا ہوا ہے۔

آپ نے جہاں تبلیغ اسلام کا وسیع نظام قائم فرمایا۔ وہاں آپ کو ملک وملت کی نمایاں خدمات کی توفیق ملی۔ باوجود اس کے کہ آپ کے دورے خلافت میں دشمن نے جماعت کو مٹانے کی ہر ناپاک کوشش کی لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے پر منصوبے کو ناکام بنایا۔

۱۹۴۸ء میں تقسیم ملک کے بعد آپ کو ہجرت کرنا پڑی لیکن ربوہ جیسے بے آب و گیاہ علاقہ میں اشاعت اسلام کے لئے ایک فعال اور مثالی مرکز قائم فرمایا۔ یورپ ایشیاء، افریقہ، امریکہ کے بے شمار جزائر اور ممالک میں تبلیغی مشن اور سینکڑوں مساجد تعمیر ہوئیں۔ افراد جماعت مرد وزن میں تبلیغ اسلام کا جوش اور ولولہ پیدا فرمایا۔

دسمبر ۱۹۱۶ میں خواتین کے لئے تبلیغی فنڈ کی پہلی تحریک فرمائی۔ ۷ردسمبر ۱۹۱۷ء کو زندگی وقف کرنے کی تحریک فرمائی۔

۷رجون ۱۹۲۰ء کو مسجد فضل لندن کے لئے چندہ کی تحریک فرمائی۔ ۹رستمبر ۱۹۲۰ء کو مسجد کے لئے زمین خریدی گئی۔ ۱۹راکتوبر ۱۹۲۴ء کو مسجد کی بنیاد رکھی گئی۔ ۷رمارچ ۱۹۲۳ء کو یوپی ملکانہ کے علاقہ میں تحریک شدھی کے خلاف جہاد کا اعلان فرمایا۔ ۱۲رمارچ ۱۹۲۳ء کو مجاہدین کا پہلا وفد تحریک شدھی کے علاقوں میں روانہ فرمایا۔ ۱۰رفروری ۱۹۲۵ء کو چندہ خاص کے لئے ایک لاکھ روپے کی تحریک فرمائی۔ جولائی ۱۹۲۷ء کو لاوارث عورتوں اور بچوں کی خبر گیری کی تحریک فرمائی۔ ۲۸ردسمبر ۱۹۲۷ء کو حضور نے ۲۵ لاکھ روپے ریزرو فنڈ قائم کرنے کی تحریک فرمائی۔ ۱۷رجون ۱۹۲۸ء کو آپؓ کی تحریک پر پہلا عظیم الشان جلسہ سیرۃ النبیؐ بنایا گیا۔ (بفضلہ تعالیٰ آج تک جماعت احمدیہ عالمگیر اپنے صوبہ اور ملک میں ہر سال سیرت النبی صلعم کے جلسے منعقد کر رہی ہے)

۵رفروری ۱۹۳۲ء کو حضور نے مسلمانان کشمیر کے لئے ایک پائی فی روپیہ چندہ دینے کی تحریک فرمائی۔ ۸راکتوبر ۱۹۳۲ء کو ہندوستان میں حضور کی تحریک پر پہلا یوم تبلیغ منایا گیا۔ ۴رجنوری ۱۹۳۴ء کو تربیت اور اصلاح کی خاطر ایک اہم تحریک تحریک سالکین کے نام سے جاری فرمائی یہ تحریک تین سال کے لئے تھی۔

۲رجولائی ۱۹۳۴ء کو خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اشاعت اسلام کی زبردست تحریک فرمائی۔ ۲۳رتا ۳۱راکتوبر ۱۹۳۴ء کو موضع رجادہ نزد قادیان احرار کی کانفرنس ہوئی اور جماعت احمدیہ کو مٹانے کے بڑے بڑے دعوے کئے گئے۔

۲۳رنومبر ۱۹۳۴ء کو حضور نے تحریک جدید کا اعلان فرمایا۔ جنوری ۱۹۳۵ء میں باقاعدہ مستقل دفتر تحریک جدید قائم فرمایا۔ یک مئی ۱۹۳۳ء تا اپریل ۱۹۳۶ء کو تحریک جدید کا پہلا بجٹ ۶۲ ۷۱۶ روپے بنا۔ تحریک جدید کے دفتر دوئم کا اجراء ۲۴رنومبر ۱۹۴۴ء کو فرمایا۔ ۲۲رمئی ۱۹۴۲ء کو غرباء کے لئے ۵۰۰ من غلہ کی تحریک فرمائی۔ فدائین جماعت نے ۱۵۰۰ من غلّہ پیش کیا۔ ۱۹رجنوری ۱۹۴۳ء کو وقف زندگی اسکیم برائے دیہاتی مبلغین جاری فرمائی۔ ۲۸ردسمبر ۱۹۴۳ء کو افتاء کمیٹی قائم فرمائی۔

۱۰رمارچ ۱۹۴۴ء کو وقف جائیداد کی تحریک فرمائی۔ ۵رجنوری ۱۹۴۵ء کو حضور نے تحریک فرمائی کہ ہر احمدی خاندان اپنے لئے لازمی کرلے کہ وہ کسی فرد کو خدمت کے لئے وقف کرے گا۔ دسمبر ۱۹۵۷ء کو حضور نے وقف جدید کی تحریک کا اعلان فرمایا۔

تحریکات حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ

حضرت حافظ مرزا ناصر خلیفۃ المسیح الثالثؒ ۸رنومبر ۱۹۶۵ء کو تخت خلافت پر متمکن ہوئے۔ آپ کے دور خلافت کو اشاعت قرآن اور تعلیم القرآن سے خاص تعلق ہے۔ مختلف ممالک میں تبلیغ اسلام اور قرآنی انوار پھیلانے کی توفیق ملی۔ دنیا کی بڑی بڑی لائبریریوں، ہوٹلوں میں ہزاروں کی تعداد میں قرآن مجید رکھوائے۔ دنیا کی عظیم شخصیتوں کو قرآن مجید کے تحفے دیئے گئے۔

اسپین میں ۷۴۴ سال بعد تعمیر ہونے والی پہلی مسجد کی بنیاد کی توفیق ملی۔ آپؒ نے اس مسجد کا نام مسجد

بشارت رکھا جو آپ کے دور خلافت میں ہی پایہ تکمیل کو پہنچ گئی تھی۔

الغرض آپ کے وجود مبارک میں تبلیغ اسلام، اشاعت قرآن اور بنی نوع انسان کی ہمدردی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ اسپین مسجد کے سنگ بنیاد کے موقعہ پر آپ نے فرمایا میرا پیغام صرف یہ ہے "Love for all Hatred for None" غلبہ اسلام کی آسمانی مہم کے لئے آپؒ نے بے شمار تحریکات فرمائیں۔ ان تحریکات کے متعلق آپ نے ارشاد فرمایا۔

’’اپنے شروع زمانہ خلافت سے مجھے اللہ تعالیٰ کی ایک خاص تدبیر کارفرما نظر آرہی ہے اور وہ یہ ہے کہ جو تحریک یا منصوبہ بھی میری طرف سے جاری کیا جائے غلبہ اسلام کی آسمانی مہم سے اس کا ضرور تعلق ہوگا۔‘‘

(۴؍جولائی ۱۹۸۰ء بمقام فرینکفورٹ جرمنی)

فضل عمر فاؤنڈیشن ۲۱؍دسمبر ۱۹۶۶ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی یاد میں ۲۵؍لاکھ روپے کا ایک فنڈ قائم کیا گیا جس کے متعلق حضور نے فرمایا یہ رقم غلبہ اسلام کے عظیم کاموں میں صرف ہوگی۔

اَطْعِمُوا الْجَائِعَ: ۱۹۶۵ء میں ملک میں غلّہ کی کمی محسوس ہو رہی تھی آپ نے تحریک فرمائی کہ غرباء یتامیٰ اور مساکین کے لئے مناسب بندوبست کریں۔ پھر فرمایا کوئی احمدی ایسا نہ ہو جو بھوکا سوئے۔ ۸؍اپریل ۱۹۶۶ء کو آپ نے خطبے کے ذریعہ پھر احباب کو توجہ دلائی۔

تحریک وقف عارضی: حضور نے فرمایا کہ وہ دوست جن کو اللہ تعالیٰ توفیق دے سال میں دو ہفتہ سے چھ ہفتہ تک کا عرصہ خدمت دین کے لئے وقف کریں۔ حضور نے جماعت کے ہر طبقہ کو اس میں حصہ لینے کی تحریک فرمائی۔ پروفیسر، لیکچرار، اسکولوں کے اساتذہ اور طلباء رخصت کے ایام وقف عارضی کے لئے پیش کریں۔

تعلیم القرآن کے عظیم منصوبہ کی تحریک: حضورؒ نے ۸؍اپریل ۱۹۶۶ء سے متواتر کئی خطبات میں احباب جماعت کو قرآن کریم سیکھنے اور سکھانے کی توجہ دلائی۔

وقف بعد ریٹائرمنٹ: ۱۹۶۵ء کے جلسہ کے موقعہ پر اس کا اعلان فرمایا۔

دفتر اطفال وقف جدید: احمدی بچوں کو وقف جدید کی مالی قربانی میں حصہ لینے کی خاص تحریک فرمائی۔ (۷؍اکتوبر ۱۹۶۶ء)

تحریک جدید دفتر سوم کا اجراء: اس کا اجراء یکم نومبر ۱۹۶۵ء سے ہوا۔

مجلس موصیان کا قیام ۱۹۶۷ء میں فرمایا۔

بدرسوم کے خلاف جہاد: ’’ہر احمدی پر ہر احمدی خاندان اور ہر احمدی تنظیم پر یہ فرض ہے کہ وہ خود بھی اپنے آپ کو رسوم اور بدعتوں سے بچائے رکھے، محفوظ رکھے اور اس بات کی بھی نگرانی کرے کہ کوئی احمدی بھی رسوم و رواج کی پابندی کرنے والا نہ ہو۔‘‘

(۹؍ستمبر ۱۹۶۶ء)

تسبیح و تحمید، درود شریف اور استغفار کی تحریک: ۱۵؍مارچ ۱۹۶۸ء کو حضور نے فرمایا احباب سال بھر ان خاص دُعاؤں کا ورد کریں۔

سورہ بقرہ کی ابتدائی سترہ آیات حفظ کرنے کی تحریک: سورہ بقرہ کی ابتدائی سترہ آیات ہر احمدی کو خواہ چھوٹا ہو یا بڑا زبانی یاد ہونی چاہئیں۔ (۱۲؍ستمبر ۱۹۶۹ء)

نصرت جہاں آگے بڑھو اسکیم: ۱۲؍جولائی ۱۹۷۰ء کو حضور نے خاص خدائی تحریک کے تحت مغربی افریقہ میں نئے اسکول اور طبی مراکز کھولنے کے لئے نصرت جہاں ریزروفنڈ کا قیام فرمایا۔

شجر کاری کی تحریک: ۲۶؍جنوری ۱۹۶۹ء کو ربوہ میں کثرت سے درخت لگا کر سرسبز و شاداب کرنے کی تحریک فرمائی۔

سائیکل سواری: ۱۵؍جولائی ۱۹۷۳ء کو حضور نے احباب کو سائیکل خریدنے اور سواری کرنے کی تحریک فرمائی۔ فرمایا اگر ایک لاکھ سائیکل تیار ہو جائیں اور ہر سائیکل سوار ایک سو میل سفر کرے تو ایک کروڑ میل سفر ہوگا۔ یہ سفر جماعت کے لئے بھرپور برکات کا موجب ہوگا۔

نشانہ غلیل کی مہارت: تمام اطفال اور پچیس سال سے کم عمر کے خدام غلیل خریدیں اور اپنے پاس رکھیں۔

صد سالہ احمدیہ جوبلی منصوبہ: ۲۸؍دسمبر ۱۹۷۳ء کو جلسہ سالانہ کے موقعہ پر حضور نے جوبلی منصوبہ کی عظیم الشان تحریک کا اعلان فرمایا۔ حضور نے اس کے لئے اڑھائی کروڑ روپیہ کا مطالبہ جماعت کے سامنے رکھا ساتھ ہی پانچ نکاتی روحانی پروگرام رکھا۔

اشاعت قرآن: ۷؍جولائی ۱۹۷۲ء کو حضورؒ نے اشاعت قرآن کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا۔ دنیا کے ہر گھر بلکہ ہر فرد کے ہاتھ میں قرآن کی کاپیاں پہنچ جانی چاہئیں۔

حفظ قرآن: حضور نے تحریک فرمائی کہ افراد جماعت ایک ایک پارہ قرآن زبانی یاد کریں۔

احمدی گھوڑے پالیں: ۱۹۷۵ء میں حضور نے خیل للرحمان کے نام سے ایک کمیٹی بنائی جسکے صدر حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب کو مقرر فرمایا۔ ۱۹۸۰ء میں اس تحریک کو دوبارہ دہرایا اور اس کلب کمیٹی کا صدر مولوی محمد دین صاحب ناز کو مقرر فرمایا۔

غلبہ اسلام کی صدی کے لئے دس سالہ تحریک: ۲۸؍اکتوبر ۱۹۷۹ء کو اس تحریک کے اعلان پر حضور نے فرمایا آئندہ دس سال کے اندر ہر بچہ کم از کم یسرنا القرآن جانتا ہو قرآن مجید جاننے والے ترجمہ اور تفسیر سیکھیں۔ ہر بچہ کم از کم میٹرک ضرور پاس کرے۔ احمدی اسلامی اخلاق کی تعلیم پر قائم ہوں۔

ادائیگی حقوق طلباء: ۷؍مارچ ۱۹۸۰ء کو کراچی میں نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والے طلباء کے لئے خصوصی انعامات کا اعلان فرمایا اور عظیم الشان تعلیمی منصوبہ جماعت کے سامنے رکھا۔

وظائف کمیٹی کی تشکیل: ۲۷؍دسمبر ۱۹۷۹ء کو جماعت کو سائنسی میدان میں بلندیوں پر پہنچانے کے لئے عظیم پروگرام کا اعلان فرمایا اور وظائف کمیٹی کی تشکیل فرمائی۔

ہر گھر میں تفسیر صغیر رکھنے کی تحریک: فرمایا ہر گھر میں تفسیر صغیر کا ہونا ضروری ہے اس کے بعد سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیان فرمودہ تفسیر کی جلدیں ہر گھر میں ترتیب وار پہنچ جائیں۔

سویابین: ۱۲؍جون ۱۹۸۰ء کو سویابین کی خصوصیات بیان کرتے ہوئے اس کے استعمال کی احباب کو توجہ دلائی۔

احمدی سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن: ۱۹۶۰ء کو احمدی طلباء کی تنظیم جاری فرمائی۔

دُعاؤں اور صدقات کی تحریک: امن عالم کے لئے دُعاؤں اور صدقات کی تحریک ۱۸؍ستمبر ۱۹۸۱ء کو فرمائی۔

ذہنی، جسمانی اور اخلاقی استعدادوں کی ترقی کا منصوبہ: اسلام کے غلبہ کو قریب سے قریب تر لانے کے لئے احباب جماعت میں ذہنی، اخلاقی، جسمانی و روحانی ترقی کا منصوبہ جماعت کے سامنے ۲۳؍اکتوبر ۱۹۸۱ء کو رکھا۔

لجنات کھیلوں کے کلب بنائیں: ۲۵؍اکتوبر ۱۹۸۱ء کو ہی حضور نے اجتماع کے اختتام پر اس تحریک کا اعلان فرمایا۔

خدام کھیلوں کے کلب بنائیں: ۲۵؍اکتوبر ۱۹۸۱ء کو حضورؒ نے اجتماع کے اختتام پر اس تحریک کا اعلان فرمایا۔

مجلس توازن: یکم نومبر ۱۹۸۱ء کو جماعتی تنظیموں میں ہم آہنگی پیدا کرنے کے لئے ایک مجلس توازن قائم فرمائی۔ چودھویں صدی ہجری کے اختتام اور پندرہویں صدی ہجری کے استقبال کے لئے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا ورد کرنے کی تحریک ۲؍نومبر ۱۹۸۰ء کو فرمائی۔

تحریکات حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ

سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ۲۱ سالہ دور خلافت میں نہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کی تاریخ دہرائی گئی بلکہ احمدیت کے پیغام کو اکناف عالم میں پھیلانے کا MTA انٹرنیشنل کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے جدید نظام مہیا فرمایا۔

۱۰؍جون ۱۹۸۲ء کو حضورؒ تخت خلافت پر متمکن ہونے۔ ۱۱؍جون کو احباب کو نیکی اور تقویٰ کے چراغ روشن کرنے کا عہد کروایا۔ ۱۳؍جون ۱۹۸۲ء کو فلسطین کے مظلوم مسلمانوں کے لئے دعا کی تحریک فرمائی۔

مرکزی مجلس شوریٰ کے علاوہ ہر ملک میں مجلس شوریٰ کے نظام کے قیام کی تحریک فرمائی۔ چنانچہ ۶؍اگست ۱۹۸۲ء کو ناروے کی پہلی مجلس شوریٰ کی صدارت فرمائی۔ ۱۹۸۲ء کو ہی حضور نے باشرح چندہ کی ادائیگی کی خصوصی تحریک فرمائی۔

۱۶؍اکتوبر ۱۹۸۲ء کو لجنہ کو روحانی تربیت کا عالمگیر منصوبہ شروع کرنے کی ہدایت فرمائی۔ ۱۸؍اکتوبر ۱۹۸۲ء کو طلباء کو غیر ملکی زبانیں سیکھنے کی تحریک۔ ۲۹؍اکتوبر ۱۹۸۲ء کو لجنہ کو روحانی تربیت کا عالمگیر منصوبہ شروع کرنے کی ہدایت فرمائی۔

۲۹؍اکتوبر ۱۹۸۲ء کو مسجد بشارت اسپین کے افتتاح کے شکرانے کے طور پر غرباء کے لئے مکانات تعمیر کرنے کی خاطر بیوت الحمد سکیم کا اعلان فرمایا۔ اس سلسلہ میں نومبر ۱۹۸۳ء میں حضور نے ایک کروڑ روپے کی تحریک فرمائی۔

۵؍نومبر ۱۹۸۲ء کو تحریک جدید کے دفتر اوّل دفتر دوئم کو ہمیشہ زندہ رکھنے کی تحریک فرمائی۔ انصار و خدام کو خصوصی وقف کی تحریک فرمائی۔ ۱۲؍نومبر ۱۹۸۲ء کو باہمی جھگڑے ختم کرنے کے لئے جہاد شروع کرنے کا اعلان فرمایا۔ ۲۱؍نومبر ۱۹۸۲ء کو سپین میں وقف عارضی کرنے کی تحریک فرمائی۔ ۲؍دسمبر ۱۹۸۲ء کو علمی تحریک کا اعلان (غیروں کے اعتراض کا جواب دینے کے لئے) ۱۵؍دسمبر ۱۹۸۲ء کو امریکہ میں پانچ نئے مشنوں اور مساجد کے لئے اڑھائی ملین ڈالر جمع کرنے کی تحریک فرمائی۔ ۲۷؍دسمبر ۱۹۸۲ء کو ریویو آف ریلیجنز کی اشاعت ۱۰ ہزار تک پہنچانے کی تحریک فرمائی۔

۲۸؍جنوری ۱۹۸۳ء کو تحریک دعوت الی اللہ کا منظم آغاز اور ہر احمدی کو داعی الی اللہ بننے کی تحریک۔ ۲۰؍اپریل ۱۹۸۳ء کو کینیڈا میں نئے مشن اور مساجد کے لئے کینیڈا جماعت کو ۶ لاکھ ڈالر جمع کرنے کی تحریک۔ جون ۱۹۸۳ء کو امریکہ میں پانچ نئے مشن ہاؤس اور مساجد کے لئے جماعت احمدیہ امریکہ کو ۲۵؍لاکھ ڈالر کے منصوبہ کی تحریک۔ ۱۲ جولائی ۱۹۸۳ء کو عید کے موقعہ پر غرباء میں دکھ سکھ بانٹنے کی تحریک فرمائی۔ ۱۱؍نومبر ۱۹۸۳ء کو بیوت الحمد منصوبہ میں وسعت کے اعلان کے ساتھ ایک کروڑ روپے جمع کرنے کی تحریک۔ ۱۶؍دسمبر ۱۹۸۳ء کو بد رسوم کے خلاف جہاد کی تحریک۔ ۴؍فروری ۱۹۸۴ء کو جلسہ سالانہ میں مہمانوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر ۵۰۰ دیگوں کے لئے تحریک۔ ۳۰ مارچ ۱۹۸۴ء کو ریٹائرڈ افراد جماعت کو خدمت دین کے لئے زندگی وقف کرنے کی تحریک۔ ۶؍اپریل ۱۹۸۴ء کو سات دعائیں کثرت سے پڑھنے کی تحریک۔ ۴؍مئی ۱۹۸۴ء کو تمام دنیا کے احمدیوں کو حضور کی طرف سے مَن انصاری الی اللہ کی تحریک۔

۱۸؍مئی ۱۹۸۴ء کو نئے یورپین مراکز کی تحریک ۲۹؍مئی ۱۹۸۴ء کو حضور نے اسے عام کرنے کا اعلان فرمایا۔ ۹؍نومبر ۱۹۸۴ء کو افریقہ کے قحط زدہ علاقوں کی امداد کے لئے تحریک۔ ۱۱ نومبر ۱۹۸۴ء کو حفظ قرآن کی تحریک۔ ۱۲؍جولائی ۱۹۸۵ء کو نستعلیق کتابت کے

کمپیوٹر کے لئے ڈیڑھ لاکھ پاؤنڈ کی تحریک۔ ۲۵؍ اکتوبر ۱۹۸۵ء کو تحریک جدید کے دفتر چہارم کا اجراء فرمایا۔

۱۸؍نومبر ۱۹۸۵ء سے قیام نماز کے سلسلہ میں خطبات کا سلسلہ شروع فرمایا۔ حضورؒ نے بچوں کو نماز باترجمہ سکھانے کے لئے والدین کو تحریک فرمائی۔

۲۷؍دسمبر ۱۹۸۵ء کو وقف جدید کی تحریک کو ساری دنیا میں وسیع کرنے کا اعلان فرمایا۔ جو بفضلہٖ تعالیٰ اب دنیا کے ایک سو سے زائد ممالک میں پھیل چکی ہے۔

۱۴؍ مارچ ۱۹۸۶ء کو سیدنا بلال فنڈ تحریک کا اعلان فرمایا یہ فنڈ شہداء احمدیت اور اسیران راہ مولیٰ کے لواحقین کی خاطر قائم فرمایا۔ ۲۸؍مارچ ۱۹۸۶ء کو توسیع مکان بھارت فنڈ کا اعلان فرمایا۔ ۹؍جون ۱۹۸۶ء کو قرآن کریم کے ۲۵ زبانوں میں مکمل تراجم اور ۱۰۰ زبانوں میں منتخبہ آیات کے تراجم کا اعلان فرمایا۔ ۸؍اگست ۱۹۸۶ء کو سیرۃ النبیؐ کے جلسوں کے سلسلہ کو جاری کرنے کی تحریک فرمائی۔ ۲۲؍اگست ۱۹۸۶ء کو بھارت میں تحریک شدھی کے خلاف جہاد کی تحریک فرمائی۔ ۱۷؍اکتوبر ۸۶ء کو السلویڈور میں زلزلہ سے متاثر افراد کی امداد، یتامیٰ کی خبر گیری کی تحریک فرمائی۔ ۲؍نومبر ۱۹۸۶ء کو امر بالمعروف اور نہی من المنکر کے لئے عالمی سطح پر جہاد کی تحریک فرمائی۔

۳۰؍جنوری ۱۹۸۷ء کو صد سالہ جوبلی سے پہلے ہر احمدی خاندان کو مزید ایک خاندان کو خدا کے حضور پیش کرنے کی تحریک۔ ۶؍فروری ۱۹۸۷ء کو جوبلی سے قبل ہر ملک میں ایک یادگار عمارت تعمیر کرنے کی تحریک۔ ۳؍اپریل ۱۹۸۷ء کو وقف نو کی عظیم الشان تحریک فرمائی کہ والدین اپنے ہونے والے بچوں کو خدا کی راہ میں وقف کریں۔ ۲۱؍اگست ۱۹۸۷ء کو ہالینڈ کی مسجد نور کو شر پسندوں کے نقصان پہنچانے پر اس مسجد کو دس گنا بڑی بنانے کی تحریک فرمائی۔ ۱۸؍ستمبر ۱۹۸۷ء کو بنگلہ دیش میں احمدیوں پر مظالم کے جواب میں مساجد کی تعمیر اور وسعت، بیوت الحمد اسکیم میں نئے منصوبے جیسی تحریکات جاری فرمائیں۔ (منہدم شدہ مساجد کی تعمیر اور مرمت کی تحریک)۔

۴؍دسمبر ۱۹۸۷ء کو اسیران راہ مولیٰ کی خاطر ساری دنیا کے معصوم اسیروں کی فلاح و بہبود کی کوششوں کی تحریک۔ یکم جنوری ۱۹۸۸ء کو جمعہ کی ادائیگی کی خاطر یورپین ممالک میں رخصت حاصل کرنے اور جمعہ کی ادائیگی کی طرف غیر معمولی توجہ کرنے کی تحریک۔

۲۲؍جنوری ۱۹۸۸ء کو نصرت جہاں تنظیم نو تحریک کا اعلان فرمایا۔ ۱۷جون ۱۹۸۸ء کو جماعت کو قیام عبادت کی طرف خصوصی توجہ کی تحریک۔ یکم جولائی ۱۹۸۸ء کو کینیڈا میں نئی مساجد کی تعمیر کے لئے ۲۵؍لاکھ ڈالر جمع کرنے کی جماعت احمدیہ کینیڈا کو خصوصی تحریک۔ ۴؍اگست ۱۹۸۸ء کو سپینش سیاحوں کی میزبانی کے لئے دنیا بھر کے احمدیوں کو اپنی خدمات پیش کرنے کی تحریک

۲۴؍فروری ۱۹۸۹ء کو احمدی نوجوانوں کو شعبہ صحافت سے منسلک ہونے کی تحریک۔ ۷؍جولائی ۱۹۸۹ء مسجد واشنگٹن کی تعمیر میں حصہ لینے کی تحریک فرمائی۔ فرمایا لجنہ اماء اللہ نیویارک کا تیس ہزار ڈالر کا چیک اور ڈاکٹر حمید الرحمٰن صاحب کا پچاس ہزار ڈالر کا چیک اس مسجد کو وقف کرتا ہوں اس جوبلی سال کی خوشی میں جس نے امریکہ سے مجھے روپیہ پیش کیا انشاء اللہ میں مسجد واشنگٹن کو ہی دونگا۔

(خطبہ جمعہ ۷؍جولائی ۱۹۸۹ء)

اگست ۱۹۸۹ء کو جلسہ سالانہ برطانیہ کے موقعہ پر افریقہ اور ہندوستان کے لئے ۵ کروڑ روپئے کی مالی تحریک فرمائی۔ یکم دسمبر ۱۹۸۹ء کو واقفین نو کو کم از کم تین زبانیں سکھانے کی تحریک فرمائی۔ افریقہ کے فاقہ زدگان کے لئے فروری ۱۹۹۱ء میں تحریک فرمائی۔ فرمایا میں نے فیصلہ کیا ہے دس ہزار پاؤنڈ جو ایک معمولی قطرہ ہے جماعت کی طرف سے پیش کروں۔

۲۶؍اپریل ۱۹۹۱ء کو لائبیریا کے مہاجرین کے لئے مالی امداد کی تحریک فرمائی۔ ۲۸؍اگست ۱۹۹۲ء کو خدمت خلق کی عالمی تنظیم جماعت احمدیہ کے زیر انتظام قائم کرنے کا اعلان فرمایا۔ اس کے نتیجے میں Humanity First کی تنظیم ۱۹۹۴ء میں قائم ہوئی۔

۳۰؍اکتوبر ۱۹۹۲ء کو صومالیہ کے قحط زدہ عوام۔ بوسنیا کے یتیم بچوں اور کینیڈا کی نئی مسجد کے لئے مالی تحریک فرمائی۔ یکم جنوری ۱۹۹۳ء کو حضورؒ نے تحریک بہبودئ انسانیت چلانے کا اعلان فرمایا۔ ۲۹؍جنوری ۱۹۹۳ء کو بوسنیا کے مظلوموں کی امداد کے لئے تحریک۔ آپ نے فرمایا اتنے دردناک حالات میں اتنی بڑی ضرورت ہے کہ اُن کے پاس نہ بوٹ ہیں نہ عام کپڑے۔ وہ دین کی خاطر عظیم جہاد کر رہے ہیں جماعت کو انفرادی طور پر یا جماعتی طور پر جہاد میں شرکت کی توفیق نہیں ملی تو مالی لحاظ سے تو کر سکتی ہے اس اپیل پر فوری طور پر ۸۶۱۲ ۷ پونڈ جمع ہوئے۔

۱۹؍فروری ۱۹۹۳ء کو بوسنین خاندانوں سے مواخات قائم کرنے کی تحریک فرمائی۔ ۲؍اپریل ۱۹۹۳ء کو غریب بچیوں کی شادیوں میں حصہ لینے کی تحریک فرمائی۔ ۳۰؍اپریل ۱۹۹۳ء کو نیک بزرگوں کے تذکرے زندہ رکھنے کی تحریک فرمائی۔ ۲؍جولائی ۱۹۹۳ء کو حضور نے ذیلی تنظیموں کو عربی زبان سکھانے کے لئے منصوبہ بندی کی تحریک فرمائی۔

۷؍اکتوبر ۱۹۹۳ء کو قطب شمالی میں تعمیر ہونے والی پہلی مسجد کے لئے مالی تحریک فرمائی۔ ۲۲؍جولائی ۱۹۹۴ء کو روانڈا کے لئے مالی امداد کی تحریک فرمائی حضور نے ۱۰۰۰ پونڈ کا عطیہ دیا۔

۱۹؍اگست ۱۹۹۴ء کو کثرت سے نئے احمدی ہونے والوں کے لئے مرکزی تربیت گاہوں کے قیام کی تحریک فرمائی۔ ۱۳؍فروری ۱۹۹۵ء کو جھوٹ کے خلاف جہاد کی تحریک۔

۲۴ رفروری ۱۹۹۵ء کو برطانیہ میں نئی مسجد اور دنیا بھر میں مساجد کی توسیع کے لئے ۵ ملین پونڈ کی تحریک فرمائی۔ ۲۷ ردسمبر ۱۹۹۶ء کو مشرقی یوروپ میں جماعتی مراکز اور مساجد کی تعمیر اور دیگر اہم ضرورتوں کے لئے ۱۵ لاکھ ڈالر چندہ کی خصوصی تحریک فرمائی۔ ۲۳ رمئی ۱۹۹۷ء کو جرمنی میں ۱۰۰ مساجد کی سکیم کی تحریک میں حضور نے اپنی طرف سے ۵۰ ہزار مارک اور حضرت سیدہ مہر آپا کی طرف سے ۳ لاکھ مارک عطیہ کا اعلان فرمایا۔ ۳۰ رمئی ۱۹۹۷ء کو غرباء و مساکین کی خدمت کی تحریک فرمائی نیز عالمی خدمت کی تنظیموں کے ممبر بن کر بھی خدمت پر حصہ لینے کی تحریک فرمائی۔

۱۰ را کتوبر ۱۹۹۷ء Friday the 10th کو حضور نے جماعت کو نماز باجماعت پر کاربند ہونے کی تحریک فرمائی۔ ۲ رجنوری ۱۹۹۸ء ہر جماعت میں سیکرٹری وقف جدید برائے نومبائعین کے تقرر کی تحریک فرمائی۔ ۳ رمئی ۱۹۹۸ء کو بلجیئم میں ایک عظیم الشان مسجد کی تعمیر کی تحریک فرمائی۔

۱۵ تا ۱۷ رمئی ۱۹۹۸ء اجتماع انصاراللہ جرمنی کے موقعہ پر حضور نے داڑھی رکھنے کی پُر زور تحریک فرمائی۔ ۷ راگست ۱۹۹۸ء کو حضور نے تمام ممالک جماعتوں اداروں اور گھروں میں سُرخ کتاب رکھنے کی تحریک فرمائی۔

۱۴ ر ستمبر ۱۹۹۸ء کو حضور نے عمل التّرب پر تحقیق کی تحریک فرمائی۔ یکم جنوری ۱۹۹۹ء کو فضول خرچی اور اسراف سے بچنے اور ہر رمضان میں خیرات کی عام مہم چلانے کی تحریک فرمائی۔ ۱۹ رجنوری ۱۹۹۹ء کو غرباء کے ساتھ عید منانے کی تحریک فرمائی۔ ۲۹ رجنوری ۱۹۹۹ء سیرالیون کے مسلمان یتامیٰ اور بیوگان کی خدمت کی عالمی تحریک۔ اور گھروں میں یتیم بچے پالنے کی تحریک کی۔

۵ رفروری ۱۹۹۹ء کو عراق کے یتیم بچوں اور بیواؤں کے لئے خصوصی دعا کی تحریک فرمائی۔ ۱۹ رمارچ ۱۹۹۹ء کو مساجد کی تعمیر کے عالمی منصوبہ کی تحریک فرمائی۔

۲۱ رفروری ۲۰۰۳ء کو آپ کی آخری عالمگیر تحریک مریم شادی فنڈ جس کے متعلق آپ نے فرمایا اُمید ہے اب یہ فنڈ کبھی ختم نہ ہوگا اور ہمیشہ غریب بچیوں کو عزّت کے ساتھ رخصت کیا جائے گا۔

عراقی عوام کی مالی امداد کی تحریک: ۴ راپریل ۲۰۰۳ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا: ''وہ اپنی املاک کی حفاظت کرتے ہوئے لڑ رہے ہیں اس لئے یہ بھی ایک قسم کا جہاد ہے۔ وہاں عوام کے جو ناگفتہ بہ حالات ہیں ان کے لئے احمدیہ ایمنسٹی (ہیومینٹی فرسٹ) کے ذریعہ امداد بھجوائیں۔''

تحریکات حضرت خلیفۃ المسیح الخامس

ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ۲۲ راپریل ۲۰۰۳ء کو تخت خلافت پر رونق افروز ہوئے۔ آپ نے سب سے پہلی تحریک جو عالمگیر جماعت کو کی، وہ دعا کی تحریک تھی۔ پھر عبادتوں کے معیار کو بلند کرنے، دعوت الی اللہ، خانہ خدا کی تعمیر، خدمت انسانیت کے بہت سے منصوبوں کی طرف جماعت کو بلایا۔ طاہر فاؤنڈیشن۔ اسپین کی مسجد، مریم شادی فنڈ، طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ۔ پھر صد سالہ خلافت جوبلی جشن تشکر کے لئے خصوصی نفلی روزوں اور دُعاؤں کی جامع تحریکات فرمائیں۔

دُعا کی تحریک: میرے لئے بہت دُعا کریں بہت دُعا کریں۔ بہت دُعا کریں۔

(۲۵ راپریل ۲۰۰۳ء)

خلافت کی اطاعت کے جذبہ کو دائمی بنانے کی تحریک: مسند خلافت پر متمکن ہونے کے بعد احباب جماعت کے نام اپنے پہلے پیغام میں فرمایا۔ دُعائیں کریں اور بکثرت دُعائیں کریں اور ثابت کردیں کہ ہمیشہ کی طرح آج بھی قدرت ثانیہ اور جماعت ایک ہی وجود ہیں اور انشاء اللہ ہمیشہ رہیں گے.....پس اگر آپ نے ترقی کرنی ہے اور دنیا پر غالب آنا ہے تو میری آپ کو یہی نصیحت ہے اور میرا یہی پیغام ہے کہ آپ خلافت سے وابستہ ہو جائیں اس حبل اللہ کو مضبوطی سے تھامے رکھیں۔ ہماری ساری ترقیات کا دارومدار خلافت سے وابستگی میں ہی پنہاں ہے۔

(الفضل لندن مورخہ ۱۱ رمئی ۲۰۰۳ء)

طاہر فاؤنڈیشن کی تحریک: ''حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمۃ اللہ کی جاری فرمودہ تحریکات اور غلبہ اسلام کے لئے آپ کے مختلف منصوبے۔ آپ کے خطبات ہیں۔ تقاریر ہیں مجالس عرفان ہیں ان کی تدوین اور اشاعت کا کام ہے تو یہ کافی وسیع کام ہے جس کے لئے الگ ادارہ کے قیام کی ضرورت ہے تو یہ سوچنے کے بعد فیصلہ کیا ہے کہ ایک ادارہ ''طاہر فاؤنڈیشن'' کے نام سے قائم کیا جائے۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۷ رجولائی ۲۰۰۳ء بحوالہ بدر ۱۴ را کتوبر ۲۰۰۳ء)

آنحضرت ﷺ پر کثرت سے درود بھیجنے کی تحریک: فرمایا: ''ہر احمدی کو آنحضرت صلعم پر درود بھیجنے پر بہت زیادہ توجہ دینی چاہئے۔ فرمایا اس زمانہ کے ساتھ درود کا خاص تعلق ہے اس لئے احمدی بکثرت درود بھیجیں۔ خاص کر جمعہ کے بابرکت دن زیادہ درود پڑھیں۔

بنی نوع انسان سے ہمدردی کی تحریک: ''میں ہر احمدی ڈاکٹر، ہر احمدی ٹیچر اور ہر احمدی وکیل اور ہر وہ احمدی جو اپنے پیشے کے لحاظ سے کسی بھی رنگ میں خدمت انسانیت کرسکتا ہے، غریبوں اور ضرورت مندوں کے کام آسکتا ہے۔ ان سے کہتا ہوں کہ وہ ضرور غریبوں اور ضرورت مندوں کے کام آنے کی کوشش کریں۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۲ ر ستمبر ۲۰۰۳ء مسجد فضل لندن)

ڈاکٹروں کو مستقل اور عارضی وقف کی تحریک: فرمایا: ''ہمارے افریقہ کے ہسپتالوں

کے لئے ڈاکٹر مستقل یا عارضی وقف کریں۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۷ اکتوبر ۲۰۰۳ء)

مساجد کو آباد کرنے کی تحریک: فرمایا: ہر احمدی کا فرض ہے کہ اپنی مساجد کو آباد کریں اور پانچ وقت نماز کے لئے مسجدوں میں آئیں۔ نہ صرف خود آئیں بلکہ اپنے بچوں کو مساجد میں نماز پڑھنے کی عادت ڈالیں۔ (خطبہ جمعہ ۱۲ اپریل ۲۰۰۴ء)

خطبہ جمعہ فرمودہ ۵ دسمبر ۲۰۰۳ء میں آپ نے بنگلہ دیش کی جماعت کے لئے دُعا کی خصوصی تحریک فرمائی۔

خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۰ اگست ۲۰۰۴ء کے ذریعہ انٹرنیٹ کے مضر اثرات سے بچنے کی تحریک فرمائی۔

ریلیف فنڈ ایران کی تحریک: فرمایا ’’گذشتہ دنوں ایران میں ایک خوفناک زلزلہ آیا بڑی تباہی پھیلی ہے۔ ہمدردی کا تقاضہ یہ ہے کہ اُن کے لئے دُعائیں بھی کی جائیں اور مالی مدد بھی۔

(اختتامی خطاب جلسہ سالانہ قادیان ۲۰۰۳ء بحوالہ اخبار بدر ۲۷ جنوری ۲۰۰۴ء)

یتامیٰ اور مساکین کی خبر گیری کی تحریک خطبہ جمعہ ۲۳ جنوری ۲۰۰۴ء میں فرمائی۔

قرآن کے درس کو روزانہ جماعتوں میں رواج دینے کی تحریک خطبہ جمعہ ۲۶ مارچ ۲۰۰۴ء کے ذریعہ فرمائی۔ جماعتی عمارات کے ماحول کو صاف رکھنے کی تحریک خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۳ اپریل ۲۰۰۴ء کے ذریعہ فرمائی۔ خطبہ جمعہ فرمودہ ۳۰ اپریل ۲۰۰۴ء کے ذریعہ قناعت اور سادگی اپنانے کی تحریک فرمائی۔ خطبہ جمعہ ۲ اپریل ۲۰۰۴ء کے ذریعہ بچوں کی اعلیٰ تعلیم کی تحریک فرمائی۔

۲۸ مئی ۲۰۰۴ء کو باشرح چندوں کی ادائیگی کی تحریک فرمائی۔ خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۸ مئی ۲۰۰۴ء کے ذریعہ زکوٰۃ کی اہمیت اور اس کی ادائیگی کی طرف توجہ دلائی۔

خطبہ جمعہ فرمودہ ۴ جون ۲۰۰۴ء کے ذریعہ وقف عارضی اور دعوت الی اللہ کی تحریک فرمائی۔ احمدی انجینئرز و آرکیٹیکٹس کو وقف عارضی کی تحریک فرمائی۔

(الفضل ۴ جون ۲۰۰۴ء)

Solar Energy and Wind Mills کی تحریک۔ (الفضل ۴ جون ۲۰۰۴ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علم کلام سے فائدہ اُٹھانے کی تحریک: فرمایا: دُعاؤں کے ساتھ ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تفاسیر اور علم کلام سے فائدہ اُٹھانا چاہئے۔ اگر قرآن کو سمجھنا ہے یا حدیث کو سمجھنا ہے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کی طرف توجہ کرنی چاہئے۔

(خطبہ جمعہ ۱۱ جون ۲۰۰۴ء)

واقفین نو کو زبانیں سیکھنے کی تحریک: ’’وہ واقفین جو شعور کی عمر کو پہنچ چکے ہیں اور جن کا زبانیں سیکھنے کی طرف رجحان ہے اور صلاحیت بھی ہے خاص طور پر لڑکیاں وہ انگریزی، عربی، اردو اور ملکی زبانیں جو سیکھ رہی ہیں تو اس میں اتنا عبور حاصل کر لیں کہ جماعت کی کُتب اور لٹریچر وغیرہ کا ترجمہ کرنے کے قابل ہوسکیں۔ (خطبہ فرمودہ ۱۸ جون ۲۰۰۴ء)

☆-نظام وصیت میں شامل ہونے کی تحریک: فرمایا: ’’میری یہ خواہش ہے اور میں تحریک کرنا چاہتا ہوں کہ آسمانی نظام میں اپنی زندگیوں کو پاک کرنے کے لئے شامل ہوں آگے آئیں اور اس ایک سال میں کم از کم پندرہ ہزار نئی وصایا ہو جائیں تا کہ کم از کم پچاس ہزار وصایا تو ایسی ہوں کہ جو ہم کہہ سکیں کہ سو سال میں ہوئیں....میری یہ خواہش ہے کہ ۲۰۰۸ء میں جو خلافت کو قائم ہوئے انشاء اللہ سو سال ہو جائیں گے تو دنیا کے ہر ملک میں ہر جماعت میں جو کمانے والے افراد ہیں جو چندہ دہندہ ہیں اُن میں سے کم از کم پچاس فیصد تو ایسے ہوں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس عظیم الشان نظام میں شامل ہو چکے ہوں اور روحانیت کو بڑھانے کے اور قربانیوں کے یہ اعلیٰ معیار قائم کرنے والے بن چکے ہوں اور یہ بھی جماعت کی طرف سے اللہ تعالیٰ کے حضور ایک حقیر سا نذرانہ ہوگا جو جماعت خلافت کے سو سال پورے ہونے پر اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کر رہی ہوگی۔

(اختتامی خطاب بر موقعہ جلسہ سالانہ برطانیہ یکم اگست ۲۰۰۴ء)

☆-Humanity First: فرمایا: ہیومینٹی فرسٹ ایک ایسا ادارہ ہے جو باقاعدہ رجسٹرڈ ہے اور اس کی مرکزی انتظامیہ لندن میں ہے....افریقہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے مرکزی ادارہ ہے مختلف ممالک نے اس میں بہت کام کیا ہے۔ (۲۷ اگست ۲۰۰۴ء)

☆-جرمنی میں سو مساجد کی تعمیر کے سلسلہ میں تحریک خطبہ جمعہ ۲۷ اگست ۲۰۰۴ء کے ذریعہ فرمائی۔

☆-خطبہ جمعہ ۳ ستمبر ۲۰۰۴ء کے ذریعہ اسلام سلامتی کا پیغام ہے ہر احمدی اس بات کو دنیا میں پھیلانے کی تحریک فرمائی۔

☆-خطاب بر موقعہ افتتاح مسجد الہدیٰ ۷ ستمبر ۲۰۰۴ء میں جرمنی کے تمام شہروں میں خلافت خامسہ کے دور میں مساجد بنانے کی تحریک فرمائی۔

☆-باقاعدگی کے ساتھ قرآن کریم پڑھنے کی تحریک خطبہ جمعہ ۲۴ ستمبر ۲۰۰۴ء میں فرمائی۔

☆-خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۵ اکتوبر ۲۰۰۴ء کے ذریعہ مسجد ہارٹلے پول کے لئے تحریک فرمائی۔

دفتر پنجم تحریک جدید کا اعلان اور دفتر اول کے مجاہدین کے کھاتوں کو زندہ رکھنے کی تحریک۔

(خطبہ جمعہ ۵ نومبر ۲۰۰۴ء)

☆-۳ دسمبر ۲۰۰۴ء کو عبادت کی اہمیت اور افادیت واضح کرنے کے لئے ذیلی تنظیموں کو تحریک فرمائی۔

☆-خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۴ دسمبر ۲۰۰۴ء میں شادی کے قابل بیواؤں اور لڑکوں اور لڑکیوں کی شادیاں کروانے کی تحریک فرمائی۔

مبلغین واقفین زندگی کے آداب و احترام کی تحریک: دنیا میں ہر جگہ جماعتی عہدیداروں کی بھی ایک ذمہ داری ہے کہ مبلغین یا جتنے واقفین زندگی ہیں اُن کا ادب و احترام اپنے دل میں بھی پیدا کیا جائے اور لوگوں کے دلوں میں بھی۔ اُن کی عزّت کرنا اور کروانا، ان کی ضروریات کا خیال رکھنا، حسب گنجائش اور توفیق اُن کے لئے سہولتیں مہیا کرنا یہ جماعت کا اور عہدیداروں کا کام ہے....اگر مربیّان کو عزّت کا مقام نہیں دیں گے تو آئندہ نسلوں میں پھر آپ کو واقفین زندگی اور مربیان بھی تلاش کرنے مشکل ہو جائیں گے... (خطبہ جمعہ ۳۱؍دسمبر ۲۰۰۴ء)

احمدی بچوں کو وقف جدید میں شامل کرنے کی تحریک۔ (خطبہ جمعہ ۷؍جنوری ۲۰۰۵ء)

☆-خطبہ جمعہ ۱۴؍جنوری ۲۰۰۵ء کے ذریعہ ویلنسیا اسپین کے مقام پر مسجد بنانے کی تحریک فرمائی۔

☆-خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۸؍جنوری ۲۰۰۵ء میں اسپین میں وقف عارضی کی تحریک فرمائی۔

☆-خطبہ جمعہ ۲۸؍جنوری ۲۰۰۵ء میں پرتگال میں مسجد بنانے کی تحریک فرمائی۔

☆**-سونامی کے قحط زدگان کے لئے ریلیف کی تحریک:** ۲۶؍دسمبر ۲۰۰۶ء کو براعظم ایشیا کے جنوبی ممالک سماترا، تھائی لینڈ، انڈونیشیا، ملائیشیاء، سری لنکا، مالدیپ اور بھارت میں آئے ہولناک سمندری زلزلہ اور سونامی لہروں کی تباہی سے متاثر افراد کے لئے ریلیف کی تحریک فرمائی۔

☆**-آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بیہودہ اعتراضات کرنے والوں کے جواب دینے کی تحریک:** ''ایسے لوگ جو یہ لغویات، فضولیات اخبارات میں لکھتے رہتے ہیں... تنظیم خدام الاحمدیہ اور لجنہ اماء اللہ کو بھی کہوں گا کہ وہ بھی ان چیزوں پر نظر رکھیں... یہاں خدام الاحمدیہ بھی کم از کم ۱۰۰ ایسے لوگ تلاش کرکے جو اچھے پڑھے لکھے ہوں جو دین کا علم رکھتے ہوں اور اسی طرح لجنہ اپنی ۱۰۰ جوان بچیاں تلاش کرکے ٹیمیں بنائیں جو ایسے مضمون لکھنے والوں کے جواب مختصر خطوط کی صورت میں ان اخبارات کو بھیجیں جن میں ایسے مضمون آتے ہیں۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۸؍فروری ۲۰۰۵ء)

☆**-استحکام خلافت کے لئے دُعائیں کرنے کی تحریک:** فرمایا: ہر احمدی کو کوشش کرنی چاہئے کہ لغویات اور فضولیات میں نہ پڑے بلکہ استحکام خلافت کے لئے دعائیں کرے تا کہ خلافت کی برکات ہمیشہ قائم رہیں۔ اب احمدیت کا علمبردار وہ ہی ہے جو نیک اعمال بجالائے اور خلافت سے چمٹا رہے۔

(خطبہ جمعہ ۲۷؍مئی ۲۰۰۵ء)

☆**-صد سالہ خلافت جوبلی کے تعلق سے خصوصی دعاؤں کی تحریک:** ''جماعت احمدیہ کی صد سالہ جوبلی سے پہلے خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے جماعتوں کو بعض دعاؤں کی طرف توجہ دلائی تھی، تحریک کی تھی، میں بھی اُن دُعاؤں کی طرف دوبارہ توجہ دلاتا ہوں....پھر جماعت کی ترقی اور خلافت کے قیام اور استحکام کے لئے روزانہ دو نفل ادا کریں ایک نفلی روزہ ہر مہینے رکھیں۔'' (خطبہ جمعہ ۲۷؍مئی ۲۰۰۵ء)

☆**-طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ کے لئے مالی قربانی کی تحریک:** فرمایا: ''مَیں آج تحریک کرنا چاہتا ہوں خاص طور پر جماعت کے ڈاکٹرز کو اور دوسرے احباب بھی عموماً اگر شامل ہونا چاہیں تو حسب توفیق شامل ہو سکتے ہیں جن کو توفیق ہو گنجائش ہو، یہ طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ کے لئے مالی قربانی کی تحریک ہے۔ (فرمودہ ۳؍جون ۲۰۰۵ء)

نمازوں کی حفاظت کی تحریک: فرمایا: ''ہر احمدی کو اپنی نمازوں کی طرف توجہ دینی چاہئے اور انہیں وقت مقررہ پر ادا کرنا چاہئے اگر اپنے آپ کو اللہ کی حفاظت میں لے کر آنا ہے، اگر توحید کو قائم کرنے کا دعویٰ کرنے والا بننا ہے، تو اپنی عبادتوں کے معیار بلند کرنے ہونگے۔ اپنی نمازوں کی حفاظت کرنی ہوگی۔'' (خطبہ جمعہ ۲۴؍جون ۲۰۰۵ء)

خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۵؍جولائی ۲۰۰۵ء میں جماعت احمدیہ انڈونیشیاء کے لئے خصوصی دُعا کی تحریک فرمائی۔ خطبہ جمعہ ۲۳؍ستمبر ۲۰۰۵ء میں ناروے مسجد کے لئے مالی قربانی کی تحریک فرمائی۔

☆**-برطانیہ میں ۲۰۸ ایکڑ رقبہ پر مشتمل پلاٹ خریدنے کی تحریک:** اگرچہ برطانیہ کی جماعت نے یہ ذمہ داری قبول کی ہوئی ہے تاہم باہر کی جماعتوں کی دلی خواہش کو مدنظر رکھتے ہوئے حضور انور نے حصہ لینے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

(بحوالہ بدر ۱۳-۲۰؍ستمبر ۲۰۰۵ء)

☆**-پاکستان کے زلزلہ زدگان کی مدد کی تحریک:** فرمایا: ''جماعت احمدیہ کا ہر فرد بحیثیت انسان اور بحیثیت مسلمان اس آفت کی بناء پر دل میں دکھ محسوس کر رہا ہے۔ میں ہر پاکستانی احمدی سے کہتا ہوں کہ جبکہ لاکھوں افراد بے گھر ہو گئے ہیں حتی المقدور اُن کی مدد کریں اور جو پاکستانی باہر کے ملکوں میں ہیں وہ بھی بڑھ چڑھ کر پاکستان کی مدد کریں۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۴؍اکتوبر ۲۰۰۵ء)

مونگ، پاکستان کے شہداء کے لئے دعا کی تحریک: فرمایا: اگرچہ صدمہ عظیم ہے لیکن اللہ کی طرف سے خوشخبری ملنے کے بعد صبر اور حوصلے سے کام لینا چاہئے۔ خدا نے کبھی بھی جماعت کی قربانیاں ضائع نہیں کیں اور یہ قربانی بھی ضائع نہیں کرے گا۔ اللہ تعالیٰ شہداء کے تمام عزیزوں کو صبر کے ساتھ یہ صدمہ برداشت کرنے کی توفیق عطا کرے....رمضان سے پہلے کوئٹہ میں بھی ایک شہادت ہوئی تھی جماعت کا فرض بنتا ہے کہ سب شہداء کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۴؍اکتوبر ۲۰۰۵ء)

خطبہ جمعہ ۲۵؍نومبر ۲۰۰۵ء میں شادی بیاہ کی

تقریبات میں رسوم ورواج سے بچنے کی تاکید فرمائی۔

خطاب برموقعہ جلسہ سالانہ ۲۷ردسمبر ۲۰۰۷ء میں لجنہ اماء اللہ کو تربیت کے معاملہ میں فعّال ہونے کی تحریک فرمائی۔

نومبائعین کو مالی قربانی میں شامل کرنے کی تحریک: ''ہر احمدی کو مالی قربانی کی اہمیت کو سمجھنا چاہئے۔نومبائعین کو بھی اس میں شامل ہونا چاہئے۔ کیونکہ نفس کی اصلاح کا ایک ذریعہ مالی قربانی ہے۔نومبائعین کو شروع سے ہی مالی قربانی کی عادت ڈالنی چاہئے۔(خطبہ جمعہ ۱۶رجنوری ۲۰۰۶ء قادیان)

خطبہ جمعہ ۱۰رفروری ۲۰۰۶ء میں احمدیوں کو صحافت کا شعبہ اپنانے کی تحریک فرمائی۔

۱۴راپریل ۲۰۰۶ء مسجد بیت الہدیٰ سڈنی کے خطبہ جمعہ میں سو فیصد جماعتی عہدیداروں کو نظام وصیت میں شامل ہونے کی تحریک فرمائی۔

خطبہ جمعہ ۲۶ مئی ۲۰۰۶ء میں حسد، بدظنی، دوسروں پر عیب لگانا اور جھوٹ جیسی برائیوں کو ختم کرنے کی مہم چلانے کی تحریک فرمائی۔

خطبہ جمعہ فرمودہ ۹رجون ۲۰۰۵ء میں جماعت میں اطاعت کی روح قائم رکھنے کی تحریک فرمائی۔

خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۶رجون ۲۰۰۶ء کے ذریعہ جماعت احمدیہ جرمنی کو مساجد کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے اور ہر سال کم از کم پانچ مساجد تعمیر کرنے کی تحریک فرمائی۔

مطالبات تحریک جدید پر عمل کرنے کی تحریک: حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے پیش فرمودہ ۱۹ مطالبات تحریک جدید کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: ''ان میں سے جن جن مطالبات پر موقعہ کی مناسبت سے عمل کر سکتے ہیں کریں۔

(خطبہ جمعہ ۳نومبر ۲۰۰۶ء)

سرزمین عرب کے باسیوں کو مسیح موعود علیہ السلام کی آواز پر لبیک کہنے کی تحریک: فرمایا:''اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کو آج ایک نئے سٹیلائٹ کے ذریعہ جو عرب دنیا کے لئے خاص ہے ایک نئے چینل MTA3العربیہ جاری کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ جو ۲۴ گھنٹے عربی پروگرام پیش کرے گا تا کہ عرب دنیا کی پیاسی روحیں، نیک فطرت اور سعید روحیں ان خزائن سے فیضیاب ہو سکیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تقسیم فرمائے تھے۔....پس اے سرزمین عرب کے باسیو! آج میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نمائندے کی حیثیت سے خدائے رب العالمین کے نام پر تم سے درخواست کرتا ہوں کہ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس روحانی فرزند کی آواز پر لبیک کہو....اے عرب کے رہنے والو! دلوں میں خوف خدا پیدا کرتے ہوئے خدا کے لئے اس دردبھری آواز پر کان دھرو اور اس درد کو محسوس کرو جس کے ساتھ مسیح و مہدی تمہیں پکار رہا ہے۔ آؤ اور اس کے سلطان نصیر بن جاؤ۔'' (خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۳رمارچ ۲۰۰۷)

خطبہ جمعہ فرمودہ ۸رجون ۲۰۰۷ء میں امراء کو اپنے کمزور بھائیوں کا خیال رکھنے کی تحریک فرمائی۔

خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۸رمئی ۲۰۰۷ء میں سری لنکا کے احمدیوں کے لئے دُعا کی تحریک فرمائی۔ خطبہ جمعہ ۲۵رمئی ۲۰۰۷ء میں عرب ممالک میں عیسائیوں کی طرف سے جماعت کی شدید مخالفت پر احباب جماعت کو خصوصی دُعا کی تحریک فرمائی۔

خطبہ جمعہ یکم جون ۲۰۰۷ء میں یتامیٰ کی خبرگیری کے لئے قائم فنڈ اور مریم فنڈ میں حصہ لینے کی تحریک فرمائی۔

اختتامی خطاب جلسہ سالانہ یوکے ۲۷رجولائی ۲۰۰۷ء کے موقعہ پر قرآن کو پڑھنے، سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی تحریک فرمائی۔

جلسہ سالانہ برطانیہ ۲۸رجولائی ۲۰۰۷ء کو دنیا کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع کرنے کی تحریک فرمائی۔

سودی قرض سے بچنے کی تحریک: فرمایا: سودی قرض کی یہ لعنت گھروں کو برباد کرنے کا باعث بنتی ہے احمدی مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہمیں تو اس سے بہت بچنا چاہئے۔''

(خطبہ جمعہ ۱۵رجون ۲۰۰۷ء)

خطبہ جمعہ ۲۰ جولائی ۲۰۰۷ء کو پاکستان کے بگڑتے ہوئے حالات کی وجہ سے خصوصی دعا کی تحریک فرمائی۔

خطبہ جمعہ ۲۴راگست ۲۰۰۷ء میں اسلام کی خوبصورت تعلیم نیک فطرت لوگوں تک پہنچانے کی تحریک فرمائی۔

خلافت سے وابستگی کی تحریک:

سالانہ اجتماع لجنہ اماء اللہ و ناصرات الاحمدیہ بھارت کے لئے بھجوائے گئے پیغام مورخہ ۱۸راکتوبر میں فرمایا اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس علاقہ کی لجنہ بننے کا اعزاز بخشا ہے جہاں اللہ کے مسیح اور مہدی نے دعویٰ کیا تھا اپنے اس اعزاز کو کبھی ہاتھ سے نہ کھونا اور فاستبقوا الخیرات کی دوڑ میں کسی کو آگے نہیں بڑھنے دینا...خلافت سے وفا، خلوص اور اطاعت کا تعلق ہمیشہ بڑھاتی چلی جائیں اور ہر نصیحت اور ہدایت جو خلافت سے ملتی ہے اس پر مکمل طور پر کاربند ہونے کی کوشش کریں...پس میں دوبارہ کہتا ہوں کہ آپ سب عورتیں اور بچیاں جو یہاں جمع ہیں پرانی ہیں یا نومبائع یہ یاد رکھیں سب برکتیں خلافت کے ساتھ وابستہ ہیں...خود بھی خلافت کے ساتھ چمٹی رہیں اور اپنی اولادوں کو بھی اس بات کی نصیحت کرتی چلی جائیں۔''

قضائی فیصلوں کی تعمیل کی تحریک: فرمایا:''ہر احمدی کو یہ یاد رکھنا چاہئے کہ جھگڑوں کی صورت میں (جو ذاتی جھگڑے ہوتے ہیں) اپنے دماغ میں سوچے ہوئے فیصلوں کو اہمیت نہ دیا کریں بلکہ نظام کی طرف سے جو فیصلہ ہو جائے قضاء کی طرف سے ہو جائے جو کئی مرحلوں میں سے گزرنے کے بعد ہوتا ہے اسے اہمیت دیں۔''

(الفضل ۲۱راگست ۲۰۰۷ء)

خدمت خلق کی تحریک۔(الفضل ۴ر

ستمبر ۲۰۰۷ء) کم از کم ۷۰ فیصد نومبائعین کو تجنید میں شامل کرنے کی تحریک۔ (الفضل ۳۱/تا ۶ ستمبر ۲۰۰۷ء)

خلافت احمدیہ کی نئی صدی کے لئے دعاؤں کی تحریک کی یاددھانی: فرمایا: ''خلافت کی نئی صدی میں داخل ہونے کے لئے بھی خالصتاً اس کا ہو کر دعاؤں میں وقت گزارنا چاہئے تا کہ ہمیشہ اس کے انعامات کے وارث بنتے چلے جائیں۔'' حضور انور نے خلافت کی نئی صدی کے استقبال کے لئے نفلی عبادتوں اور دعاؤں کی تحریک کی یاددہانی کراتے ہوئے فرمایا..... ''آج میں ان دعاؤں کے متعلق یاددہانی کرواتے ہوئے ہر احمدی سے کہتا ہوں کہ بقایا عرصے میں توجہ کے ساتھ ان دعاؤں کو پڑھیں۔'' (الفضل ۲/تا ۸ نومبر ۲۰۰۷ء)

خلافت جوبلی جلسہ کی تیاری کی تحریک۔ (الفضل ۲۸/ستمبر تا ۱۴ اکتوبر ۲۰۰۷ء)

جماعت کو قلم کے ذریعہ جہاد کی تحریک۔ (الفضل یکم تا ۷/فروری ۲۰۰۸ء)

ایم ٹی اے چینل کو باقاعدگی سے دیکھنے کی تحریک: فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں ایم ٹی اے کو روحانی خزائن اور خلافت کی برکات پہنچانے کا ایک بڑا ذریعہ بنایا ہے یہ اپنوں کے لئے تربیت اور غیروں کے لئے تبلیغ کا ایک بڑا ذریعہ ہے احمدیوں کو توجہ کرنی چاہئے کہ ایم ٹی اے چینل کو باقاعدگی سے دیکھیں۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ ۳۰/مئی ۲۰۰۸ء)

دُعا ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو خلافت کے نظام سے وابستہ رہتے ہوئے خلیفہ وقت کی ہر تحریک پر لبیک کہنے کی توفیق عطا فرماتا چلا جائے۔ آج بفضلہ تعالیٰ ایم. ٹی. اے. کے نظام کے ذریعہ ہر فرد جماعت براہ راست خلیفہ وقت کی تحریکات اور نصائح سن رہا ہے۔ ہمیں اپنی وفاؤں کے معیار کو بلند سے بلند تر کرنا ہے اور خلافت جوبلی کے مبارک موقعہ پر یہ عہد کرنا ہے کہ

محمود کر کے چھوڑیں گے ہم حق کو آشکار
روئے زمین کو خواہ ہلانا پڑے ہمیں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی اس بابرکت نصیحت کو ہمیشہ یاد رکھیں۔ فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق قدرت ثانیہ کے اس جاری نظام کی بھی مکمل اطاعت کریں۔ اور اپنی اطاعت کے معیاروں کو بلند تر کرتے جائیں۔

(فرمودہ خطبہ جمعہ ۲۷/اگست ۲۰۰۴ء)

☆☆☆

عطاء خاص سے ہم کو ملی نعمت خلافت کی

عطاء خاص سے ہم کو ملی نعمت خلافت کی
سنی ہے ہم نے خوشخبری خدا کے برگزیدہ سے
پہنچ سکتا نہیں اب کوئی نقصاں حزبِ شیطاں سے
خطا جائے گا ہر اِک وار اِس کے ہر مخالف کا
ذلیل و خوار ہو جائے گا وہ دونوں جہانوں میں
خدا کے ہاں وہی سب وارثِ انعام ٹھہریں گے
ظفرؔ تو اِک غلامِ احمدِ مختار ہی بن کر!!
تری درگہ میں اے مولیٰ مری اِک التجاء یہ ہے

سعادت ہے ہمیں حاصل خدا کی اس عنایت کی
ضمانت دی خدا نے آسماں سے خود حفاظت کی
خدا نے ہی بناء رکھی ہوئی ہے اس عمارت کی
ہمیشہ مونہہ کی کھائے گا کسی نے گر شرارت کی
الٰہی سلسلہ کے ساتھ جس نے بھی بغاوت کی
جنہوں نے بھی دل وجاں سے خلافت کی اطاعت کی
امانت کی حفاظت کر، اطاعت کر امامت کی
دمِ آخر مجھے توفیق دینا استقامت کی

(مبارک احمد ظفر، لندن)

خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی

خلافت کی نعمت عطا جس نے کی ہے
خوشی کی یہ ساعت بہت ہی بڑی ہے
دلوں سے نوائے ثنا اُٹھ رہی ہے
یہ اِتمامِ نعمت کی پہلی صدی ہے
بِنائے خلافت اِسی میں پڑی ہے
خوشی سے دلوں کی کلی کھل گئی ہے
خلافت جو ہم کو خدا سے ملی ہے
یہ خورشیدِ فردا کی پہلی کرن ہے
یہ گلزار ملّت کی ایسی کلی ہے
یہ فیضانِ نعمت کی جاری صدی ہے
خوشی کا ہے موقع خوشی کی گھڑی ہے
دلوں میں خوشی سے بہار آگئی ہے
خلافت کی نعمت عطا جس نے کی ہے

اُسی کے تشکّر کی یہ جوبلی ہے
اور عہد آفریں اِسکی اِک اِک گھڑی ہے
تشکّر کے سجدے میں ہر احمدی ہے
جو عہدِ بہاراں کا مُژدہ بنی ہے
اِسی میں ہی پھولی اِسی میں پھلی ہے
بہت شاداں آج ہر احمدی ہے
صدی دوسری میں قدم رکھ رہی ہے
نویدِ سَحر جس کے رُخ پہ لِکھی ہے
جلو میں لئے جو بہار آرہی ہے
بہت ہی مبارک یہ ساری صدی ہے
خوشی کے ہیں آنسو، خوشی کی جھڑی ہے
جہاں بھر میں مسرور ہر احمدی ہے
اُسی کے تشکّر کی یہ جوبلی ہے

(مقصود الحق، لندن)

خلافت احمدیہ اور عالمگیر تعلیمی خدمات

﴿مکرم شیراز احمد صاحب ناظر تعلیم، صدر انجمن احمدیہ قادیان﴾

زمانہ، قدیم سے مذہب، تعلیم پھیلانے کا ایک بہت بڑا ذریعہ رہا ہے کیونکہ تعلیم کے بغیر انسان نہ تو دین اچھی طرح سیکھ سکتا ہے اور نہ ہی دنیوی طور پر اپنی کامیاب زندگی گزار سکتا ہے۔ گویا انسانی زندگی کا سب سے اہم اور پہلا کام تعلیم اور علم سیکھنا ہے۔

دینِ اسلام میں تعلیم کی اہمیت اور ضرورت:

اسلام کی بنیاد اُس تعلیم یا علم پر ہے جو خدا تعالیٰ نے قرآن مجید کی صورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا اور اس وقت دُنیا میں سب سے کامل کتاب قرآن مجید ہے۔ قرآن کے نزول کے پہلے الفاظ اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِی خَلَقَ سے شروع ہوتے ہیں اور اِقْرَأْ کے معنی پڑھنے، دہرانے غور کرنے اور سمجھنے کے ہیں۔ ان الفاظ کے بعد جو الفاظ آتے ہیں وہ یہ ہیں کہ انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا گیا ہے چاہئے کہ انسان اس بات پر مزید غور کرے اور سمجھے کہ یہ سب کس طرح ہوا۔

قرآن شریف اور آنحضور ﷺ نے بار بار انسانوں کو کائنات پر غور وفکر کر کے علم حاصل کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے جو انسانی زندگی کا اہم مرکز ہے۔ حدیث شریف کی کتاب ابن ماجہ میں ہے کہ:

"طلب العلم فریضة علی کلّ مسلم و مسلمة"، یعنی" ہر ایک مرد اور عورت پر یہ فرض ہے کہ وہ علم کو حاصل کرے"۔

ایک دوسری حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: " تم علم سیکھو اگر چہ کہ تم کو چین بھی جانا پڑے۔"

جماعت احمدیہ بھی اپنے ابتدائی زمانہ سے ہی حصول تعلیم پر بہت زور دیتی آرہی ہے اور ہر قسم کے ذرائع استعمال کر کے تعلیم کو پھیلانے کیلئے کوشش کر رہی ہے۔

خلفاء احمدیت نے اپنے اپنے دورِ خلافت میں جماعت کے سامنے علم کی فرضیت بیان کرتے ہوئے علم حاصل کرنے کی جماعت کو خاص توجہ دلائی ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

" دنیا میں عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ بچپن سیکھنے کا زمانہ ہوتا ہے، جوانی عمل کا زمانہ ہوتا ہے، اور بڑھاپا عقل کا زمانہ ہوتا ہے۔ لیکن قرآن کریم کی رو سے ایک حقیقی مومن ان ساری چیزوں کو اپنے اندر جمع کر لیتا ہے۔ اس کا بڑھاپا اسے قوت عمل اور علم کی تحصیل سے محروم نہیں کرتا۔" (بحوالہ رسالہ انصار الدین برطانیہ مارچ، اپریل 2006ء)

تعلیمی ادارہ جات کی شروعات:

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عہد مبارک میں ہی تعلیم السلام اسکول کا قیام ہو چکا تھا۔ 1889ء میں مڈل سکول اور 1900ء میں نویں کلاس جاری ہوئی اور 1901 میں دسویں جماعت کے 10 طلباء پہلی بار دسویں کے امتحان میں شامل ہوئے۔

1905ء میں جماعت احمدیہ کے دو بڑے عالم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بزرگ صحابی حضرت مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹیؓ اور حضرت مولوی برہان الدین صاحب جہلمیؓ وفات پا گئے جس کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ خیال پیدا ہوا کہ پرانے علماء کی جگہ لینے کیلئے ہمیں نئے عالم تیار کرنے چاہئیں۔ لہٰذا اس غرض کو سامنے رکھتے ہوئے جماعت کے مشورہ سے آپؑ نے تعلیم الاسلام ہائی سکول کے ساتھ دینیات کی ایک شاخ قائم فرمائی۔

خلافت اولیٰ اور تعلیمی توسیع:

جیسا کہ اُوپر ذکر کیا گیا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ مبارک میں تعلیم السلام ہائی اسکول کے ساتھ دینی علوم کے لئے ایک مدرسہ کا آغاز ہو چکا تھا۔ لیکن حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی خواہش تھی کہ مستقل اور الگ صورت میں ایک مدرسہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یادگار کے طور پر قائم کیا جائے۔ اسلئے یکم مارچ 1909ء کو باقاعدہ طور پر مدرسہ احمدیہ کی بنیاد رکھی گئی۔ اور اس مدرسہ کے پہلے ہیڈ ماسٹر حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحبؓ مقرر ہوئے۔ اور کچھ عرصہ کے بعد اس اسکول کا انتظام حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ کے سپرد ہوا تو اس کی غیر معمولی طور پر ترقی ہوئی۔

25 جولائی 1912ء کو حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ نے تعلیم السلام ہائی اسکول کی نئی بلڈنگ کی بنیاد اپنے ہاتھ سے رکھی۔ اور بیرونی جماعتوں سے آنے والے طلباء کے لئے اسکول کی بلڈنگ کے ساتھ ایک ہوسٹل کی تعمیر بھی کروائی تا کہ جماعت کے طلباء کو تعلیم الاسلام اسکول میں دنیوی تعلیم کے ساتھ ان کی زیادہ سے زیادہ دینی تعلیم کا بھی انتظام کیا جائے۔ یہ آپ کی اعلیٰ علمی صلاحیت کا نتیجہ تھا کہ آپ کے خلافت کے سب سے اہم کاموں میں سے ایک تعلیمی نظام میں توسیع اور ترقی ہے۔

خلافت ثانیہ میں تعلیمی ترقی:

تعلیم الاسلام ہائی اسکول اور دینی مدرسہ تو جماعت کے قائم ہو چکے تھے۔ چونکہ جماعتوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا تھا۔ مبلغین کرام کی زیادہ ضرورت محسوس ہو رہی تھی۔ لہٰذا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ نے اس دینی ادارہ کی اہمیت کو مدنظر رکھ کر 1928ء میں اس دینی مدرسہ کو جامعہ احمدیہ کے معیار پر قائم کیا۔ اور جامعہ احمدیہ کو باقاعدہ پنجاب یونیورسٹی سے رجسٹرڈ کروایا گیا۔ جامعہ احمدیہ سے فارغ ہونے والے طلباء کو Honour in Arabic کی ڈگری دی جاتی تھی۔ جماعت کی لڑکیوں کے لئے ایک الگ سے ہائی اسکول جاری کیا گیا۔

تعلیم الاسلام کالج کا اجراء 1940ء میں کیا گیا۔ حضرت مرزا ناصر احمد صاحب جو بعد میں جماعت کے تیسرے خلیفہ منتخب ہوئے، کو حضرت خلیفۃ الثانیؓ نے اس کالج کا پرنسپل مقرر فرمایا۔ آپ نے لندن کی معروف یونیورسٹی Oxford سے ایم اے مکمل کیا تھا۔ آپ نے اس کالج کو لنڈن میں قائم کالجوں کے معیار پر قائم کرنے کی دن رات مسلسل کوشش کی اور یہ آپ کی محنت کا ہی نتیجہ تھا کہ صوبہ پنجاب میں ہمارا یہ کالج تعلیم کے میدان میں سب سے آگے تھا۔

کالج کی لیبارٹری میں سائنسی تجربات کے لئے جو سامان موجود تھا، اس زمانہ میں ایسی تمام سہولیات عام کالجوں میں موجود نہ تھیں۔ طلباء کو ہوائی جہاز کی پرواز کی Theory سمجھانے کیلئے ایک چھوٹا جہاز بھی کالج کے لئے خریدا گیا تھا جو اس کالج کی لیبارٹری کا حصہ تھا۔ یہ تعلیمی ادارہ اُس زمانہ میں صرف جماعتی ضروریات کو ہی پورا نہ کرتا تھا بلکہ کافی تعداد میں غیر مسلم طلباء بھی اس درس گاہ میں تعلیم حاصل کرتے تھے۔

1947ء میں ہندوستان کی تقسیم کے ساتھ قادیان اور صوبہ پنجاب کی جماعتوں کو پاکستان جانا پڑا۔ جماعت کے مالی و سائل کی کمی کے باوجود دوبارہ پاکستان میں بھی تعلیمی ادارہ جات کو جاری کیا گیا اور وہاں تعلیم الاسلام کالج کا دوبارہ قیام ہوا۔ پاکستان بھر میں یہ تعلیمی ادارہ مثالی شمار ہوتا تھا۔ پنجاب یونیورسٹی جو قدیم یونیورسٹی ہے اس سے کہیں بہتر نتائج تعلیم الاسلام کالج ربوہ کے عربی اور ایم ایس سی (فزکس) کے شعبوں نے دکھائے اور ہمارے احمدی طلباء یونیورسٹی میں اول آتے رہے اور تمام طلباء ماشاء اللہ فرسٹ ڈویژن میں کامیاب ہوتے تھے۔

پاکستان میں تعلیم Nationalized ہونے پر، تعلیمی اسکول گورنمنٹ کے زیر انتظام آگئے ہیں جس کی وجہ سے وہاں کا احمدی سٹاف بھی بدل گیا ہے حکومت کے زیر انتظام چلنے والے ادارہ جات کا اب وہ معیار نہیں رہا ہے جو اعلیٰ معیار جماعت کے زیر انتظام اس وقت قائم تھا۔

نظارت تعلیم کا قیام:

جماعت کے انتظام کو چلانے کیلئے جماعت کا انتظامی ادارہ جو صدر انجمن احمدیہ کے نام سے مشہور ہے اس کو سرکاری طور پر 30 جون 1906ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ مبارک میں رجسٹرڈ کروایا گیا تھا۔

جوں جوں جماعت کے افراد کی تعداد اور جماعتوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا تو اس انجمن کو باقاعدہ مختلف دفاتر کی صورت میں 1930ء میں قائم کیا گیا۔ مختلف نظارتوں کے قیام کے ساتھ نظارت تعلیم بھی وجود میں آئی تا کہ ہر شعبہ اپنی کارگزاری خلیفۃ المسیحؓ کے سامنے پیش کرے۔

تعلیم کا محکمہ الگ بن جانے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اس محکمہ کو اسکولوں اور کالجوں اور طلباء اور تعلیم کے تعلق سے ذیل کے فرائض اس محکمہ کے سپرد فرمائے۔ اور اس نظارت کے انچارج کو ناظر تعلیم کا نام دیا گیا۔ اس دفتر کے اہم کام درج ذیل سپرد ہوئے۔

☆۔ صدر انجمن احمدیہ یعنی جماعت کی تمام درسگاہیں، ہوسٹل، مقامی اور تمام بیرونی جماعتوں کی نگرانی اور کنٹرول نظارت کو کرنا ہوگا۔

☆۔ اس نظارت کا فرض ہوگا کہ تمام احمدی مردوں، عورتوں، لڑکیوں اور لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے متعلق مناسب تجاویز دریافت کر کے جہاں تک ممکن ہو ان کو عمل میں لائے اور کوشش کرے کہ جماعت احمدیہ کا ایک بڑا حصہ اعلیٰ تعلیم تک پہنچتا رہے۔

☆۔ طلباء کی تعلیم میں ان کی راہنمائی کرنا، اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے والے طلباء کی خاص نگرانی رکھنا،

☆۔ مستحق افراد جماعت جو اپنے بچوں کو پڑھا نہیں سکتے، ان کو حسب حالات امدادِ تعلیمی اور قرضہ تعلیمی فراہم کرنا، اور ہونہار طلباء و طالبات کے تعلیمی وظائف لگانا۔

☆۔ نظارت کا فرض ہوگا کہ تعلیم کو اس قدر عام کرے کہ ہر احمدی لڑکے اور لڑکی کی کم از کم تعلیم میٹرک ضرور ہو۔ کوئی پڑھنے والا بچہ اس سے قبل اپنی تعلیم کو نہ چھوڑے۔

☆۔ جس وقت تک جماعت کی کوئی یونیورسٹی کا کوئی انتظام نہیں ہوتا۔ نظارت تعلیم ہی یونیورسٹی کے فرائض سرانجام دے گی۔

☆۔ تمام جماعتی اسکول جو جماعت کے اخراجات اور گرانٹ پر چلائے جائیں گے اس میں دینیات کو ضروری مضمون کے طور پر پڑھانا ضروری قرار دیا گیا۔

وکالت تعلیم کا اجراء:

خدا کے فضل سے جیسے جیسے جماعت دوسری دنیا کے ممالک میں پھیلتی گئی وہاں کے ملکی حالات اور وہاں پر موجود افراد جماعت احمدیہ کی دینی اور دنیوی تعلیم کے انتظام کے لئے بیرون جماعت کی درس گاہوں کی نگرانی

کے لئے ایک الگ مزید وکالت تعلیم بھی کھولی گئی جو دیگر ممالک میں تعلیمی ادارہ جات چلاتی ہے۔

اسکے علاوہ براعظم افریقہ میں مجلس نصرت جہاں تحریک (جدید) کے ذریعہ تمام اسکول چلائے جارہے ہیں۔

تعلیمی وظائف اور طلائی تمغہ جات بطور انعام:

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دورِ خلافت کے دوران جہاں افریقہ کے ممالک میں بہت سے اسکول جاری فرمائے اور ان غریب ممالک میں تعلیم کی سہولیات میسر کیں وہیں آپ کی خلافت کا یہ ایک اہم کارنامہ یہ ہے جسکی وجہ سے وہاں اسلام بھی تیزی سے پھیلنے لگا۔ حضور نے طلباء کو تعلیمی امداد دیئے جانے کا بھی فیصلہ فرمایا۔ اسکے علاوہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے عہد خلافت کے سال 1980ء میں دسویں کلاس سے یونیورسٹی کی کلاسز تک اول، دوئم اور سوئم آنیوالے طلباء کیلئے انعامی تمغہ جات دیئے جانے کی بابرکت اسکیم بھی جاری فرمائی۔ آپ نے اس تحریک کے سلسلہ میں فرمایا کہ اس سے طلباء میں تعلیم کے میدان میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے کی روح پیدا کی جائے گی۔ اور اُن میں سبقت کا مادہ پیدا ہوگا اور ہونہار طلباء کی حوصلہ افزائی ہوگی۔ آپؒ اس منصوبہ کی اہمیت کو ظاہر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:-

"بہت سارے پہلو اس منصوبہ کے جن کا تعلق ترقی سے ہے۔ ایک پہلو یہ ہے کہ ہر ذہین بچے کو یعنی خاص طور پر جو ذہین ہیں اسے جماعت سنبھالے گی، ضائع نہ ہونے دے گی اور ایک پہلو یہ بھی ہے کہ ہر بچے کو دسویں جماعت تک جماعت سنبھالے گی"

(بحوالہ اخبار الفضل 27 جولائی 1980ء)

بفضلہ تعالیٰ اس اسکیم کو شروع ہوکر 27 سال کا عرصہ گزر گیا ہے تا حال یہ اسکیم جاری ہے۔ جماعت کے ہونہار طلباء دنیا بھر کی یونیورسٹیوں میں اعلیٰ پوزیشن حاصل کر رہے ہیں اور جماعتی انعام کے مستحق ہو رہے ہیں۔ خدا تعالیٰ بھی جماعت پر اپنا فضل کر رہا ہے۔ خدا تعالیٰ اپنے خلفاء کی اسکیموں میں برکت عطا فرمائے اور طلباء ہر شعبہ تعلیم میں آگے سے آگے بڑھتے رہیں۔ (آمین)

مرکزی اور دیگر لائبریریوں کے ذریعہ تعلیم کو فروغ:

زمانہ قدیم سے ہی لائبریریاں علم کو بڑھانے اور پھیلانے کا ایک اہم ذریعہ رہی ہیں۔ لہٰذا جماعت میں علم پھیلانے کے لئے خلفاء کرام کے عہد میں قادیان میں سب سے پہلے مرکزیہ لائبریری قائم ہوئی۔ جس میں ہر شعبہ تعلیم کی کتب موجود تھیں۔ اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے پہلے چھپنے والے ایڈیشنوں کو خاص کر کے محفوظ کرنے کا انتظام کیا گیا ہے۔ اس لائبریری کی اہم خوبی یہ ہے کہ اس میں جماعت کے ابتدائی ایام میں شائع ہونے والے اخبارات، ورسائل اور علماء کرام کی تحریر کی ہوئیں کتب موجود ہیں جو جماعت کا ایک بہت بڑا سرمایہ ہیں۔

جماعت احمدیہ کا مرکز ربوہ منتقل ہونے پر بڑی لائبریریوں کی عالی شان بلڈنگز تعمیر ہوئی ہیں۔ خلافت ثانیہ کے سال 1952ء میں خلافت لائبریری کے نام سے ایک لائبریری قائم ہوئی۔ دوسری اہم مرکزی لائبریری خلافت ثالثہ میں 1971ء میں جاری ہوئی۔ جس میں ایک لاکھ سے زائد نایاب کتب موجود ہیں۔ یہ کتب بہت محنت اور لگن سے اکٹھی کی گئی ہیں۔ طلباء مبلغین، معلمین اور افراد جماعت ان مرکزی لائبریریوں سے پورا فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ ایک اندازہ کے مطابق ہر روز ان لائبریریوں سے 300 افراد کے قریب لوگ فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ ان میں کئی آنے والے رسالہ جات عالمی شہرت رکھتے ہیں جو دوسرے ممالک سے منگوائے جاتے ہیں۔

یہ تو ایک چھوٹی سی مثال مرکزی لائبریریوں کی ہے۔ اب تو ہر ملک کے اہم دیار التبلیغ میں ایک لائبریری بھی رکھی جاتی ہے تا کہ تحقیق کی غرض سے آنے والے افراد تک جوابات اور متعلقہ حوالہ جات تلاش کر کے مطلوبہ معلومات اسلام اور احمدیت کے تعلق سے فوری بہم پہنچائی جائیں۔ یہ لائبریریاں Refrence Books کا کام کرتی ہیں۔ تعلیمی اور تبلیغی میدان میں کام کرنے والے احباب کیلئے بہت مفید ثابت ہو رہی ہیں۔ خدا تعالیٰ اس میں مزید ترقی عطا فرمائے۔

ایم ٹی اے کے ذریعہ عالمی سطح پر دینی و دنیوی علوم کی توسیع:

حضرت امام مہدی علیہ السلام کی آمد کے وقت کی نشانیوں کے تعلق سے جو مختلف پیشگوئیاں ہیں۔ ان میں ایک یہ بھی پیشگوئی یہ بھی ہے کہ اُس زمانہ میں اشاعتِ کتب اور نشریات کے ذرائع بہت ترقی کر جائیں گے بلکہ امام مہدی علیہ السلام ایک جگہ سے خطاب کریں گے تو اُنکی آواز کو دُنیا [illegible] جائے گا۔

1992ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے خطبہ جمعہ سے احمدیہ مسلم ٹیلیویژن کی شروعات ہوئی۔ اور آج دنیا کے تمام براعظموں میں احمدیہ مسلم ٹیلیویژن کے علمی اور دینی پروگرام دیکھے جاسکتے ہیں۔

ایم ٹی اے کے ذریعہ زبان سکھانے، موجودہ سائنسی تحقیقات کا علم، فزکس یا کمسٹری یا علم نجوم، بیالوجی وغیرہ کے بابت معلومات فراہم کی جاتی ہیں۔ قرآن کریم پڑھنے کا طریق اور متفرق دینی امور کو پھیلایا جارہا ہے۔ جو طلباء اور عوام کے لئے نہایت مفید ثابت ہو رہا ہے۔ ایسے پروگرام 8-7 مختلف زبانوں میں پیش ہوتے ہیں۔

افریقن ممالک سیرالیون میں جماعت کا اپنا ریڈیو سٹیشن ہے اسی طرح بورکینا اور فاسو میں دو نئے ریڈیو سٹیشن قائم ہوئے ہیں۔ یہ چینل بھی تعلیمی خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔

سائنس کے میدان میں جماعتی کارنامہ:

ڈاکٹر عبدالسلام صاحب مرحوم کو فزکس کے مضمون میں اعلیٰ کامیابی پر 1979ء میں نوبیل انعام ملا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے آپکے ذکر میں فرمایا ہے کہ

”عقل کی روشنی کے اعتبار سے ڈاکٹر عبدالسلام کی فضیلت ساری دنیا میں مسلّم ہے۔ کوئی دُنیا کا سائنس دان نہیں ہے جو عظمت کی نگاہ سے آپ کو نہیں دیکھتا بلکہ اخلاقی قدروں اور عظمت و کردار کے لحاظ سے یہ وہ سائنس دان ہے جس کی دُنیا کے بڑے بڑے بادشاہ عزت کرتے ہیں“۔ (بحوالہ بدر 12 دسمبر 1996ء)

ڈاکٹر عبدالسلام صاحب مرحوم اسلامی ملکوں کے سب سے پہلے سائنس دان تھے جن کو کیمبرج یونیورسٹی لنڈن میں سائنس گریجویٹ اور پی ایچ ڈی کلاسوں کو پڑھانے کیلئے مقرر کیا گیا۔ آپ برقی اور مقناطیسی مضامین پڑھاتے تھے۔ آپ نے کیمبرج یونیورسٹی میں اپنے تحقیقی کام کو جاری رکھا۔ اور اپنے تحقیقی مقالے لکھنے شروع کردیئے۔ ان نئی تحقیقی کاموں کی وجہ سے آپ کا چند سالوں میں مشہور سائنس دانوں میں شمار ہونے لگا اور آپ کو دُنیا کی بڑی بڑی سائنسی کانفرنسوں میں شامل کیا جاتا تھا۔

ڈاکٹر صاحب نے بہت شروع سے ہی ایٹم کے بنیادی ذرات پر تحقیق کا کام شروع کیا اور اپنے مقالہ جات میں جو نئے نظریات Theory پیش کیں انہی اصولوں پر ہی دو دوسرے سائنس دان مدتوں بعد تحقیق کر کے اس نتیجہ پر پہنچے۔

اسٹیفن ہاکنگ اپنی معروف کتاب بریف ہسٹری آف ٹائم میں لکھتے ہیں:۔

"The weak unclear force was not well understood until 1967. When. Abdus Salam at Imperial College, London and steven weinberg at Harvard both proposed theories that unified this interaction with electro magnetic force just as Maxwell had unified electricity and magnestism as out a hundred year earlier.

(Chapter 5, page 71)

جو فزکس کے مضمون میں آپ کی عظیم ترین کاوش ہے۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے مصنف کتاب ”رموز فطرت“ لکھتے ہیں۔

”فزکس میں آپ نے جو جان جوکھوں والا سنہرا کارنامہ سرانجام دیا وہ آئن سٹائن کے کام سے کچھ کم نہ تھا۔ اس عظیم سائنس دان نے اپنی متاع حیات کے آخری تیس سال اس مشکل کام میں صَرف کئے کہ وہ کس طرح کائنات کی چار بنیادی قوتوں میں سے دو (کشش ثقل اور برق مقناطیس) کو متحد کر سکے مگر وہ اس میں ناکام رہا۔ یہ کام عبدالسلام نے سرانجام دیا۔ صرف یہ ایک چیز آپ کو نیوٹن، میکسن ویل، فراڈے اور آئن سٹائن کے ہم پلہ قرار دیتی ہے“۔

ہندوستان میں جماعت کے زیرانتظام تعلیمی ادارہ جات کی جھلک

۱۔ جامعہ احمدیہ قادیان۔ ۲۔ جامعۃ المبشرین قادیان۔ ۳۔ نصرت ویمن کالج قادیان۔ ۴۔ تعلیم الاسلام اسکول قادیان۔ ۵۔ نصرت گرلز اسکول قادیان۔ ۶۔ وقف نو اسکول قادیان۔ ۷۔ تعلیم السلام احمدیہ اسکول ناصر آباد کشمیر۔ ۸۔ تعلیم الاسلام احمدیہ انسٹی ٹیوٹ یاری پورہ کشمیر۔ ۹۔ تعلیم الاسلام احمدیہ سکول رشی نگر کشمیر۔ ۱۰۔ تعلیم الاسلام پبلک اسکول آسنور کشمیر۔ ۱۱۔ تعلیم الاسلام انسٹی ٹیوٹ ہاری پاری گام کشمیر۔ ۱۲۔ احمدیہ اسکول کالیکٹ کیرالہ۔ ۱۳۔ احمدیہ اسکول پینگاڈی کیرالہ۔ ۱۴۔ احمدیہ اسکول کوڈالی کیرالہ۔ ۱۵۔ احمدیہ اسکول کرولائی کیرالہ۔ ۱۶۔ نزار بھیٹا ہائی اسکول آسام۔ ۱۷۔ تاپا جولی مڈل اسکول آسام۔ ۱۸۔ بھرت پور پرائمری سکول بنگال۔ ۱۹۔ بلبیر گھاٹ پرائمیری اسکول بنگال۔ ۲۰۔ قاری پاڑا پرائمری اسکول بنگال۔ ۲۱۔ ایکڑا لیا پرائمری اسکول بنگال۔ ۲۲۔ احمدیہ مسلم اسکول سجال۔ ۲۳ احمدیہ مسلم اسکول صالح نگر یوپی۔

خلفاء کرام کی قلمی خدمات

تمام خلفاء کرام نے اپنے عہد خلافت میں خداداد علم کے مطابق جماعت اور وقت کی ضرورت کے مطابق اپنا قیمتی وقت کا ایک حصہ کتب تصنیف کرنے میں صرف کیا جو موجودہ نسل اور آنے والی نسلوں کے لئے ایک معلومات کا سمندر ہیں۔ یہاں تمام خلفاء کی تحریر کردہ کتب کی تفصیل دینا مشکل ہے۔ صرف چند ایک مثالوں کو پیش کیا جاتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے قرآن مجید کا سادہ ترجمہ تفسیر صغیر کے نام سے تحریر فرمایا ہے اس میں قرآن مجید میں دیئے گئے مضامین کا الگ انڈیکس شامل کیا گیا ہے۔ کسی بھی قرآنی مضمون کو تلاش کرنے میں یہ بہت مفید ہے۔ یہ ترجمہ سادہ اور بامحاورہ کیا گیا ہے۔ آپؓ نے قرآن مجید کی تفسیر بھی لکھی ہے۔ یہ تفسیر کبیر کے نام سے 10 جلدوں پر مشتمل ہے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپؓ کو خدا تعالیٰ نے قرآن مجید کا علم خود سکھایا تھا۔ بظاہر آپ نے دینی علم کسی مدرسہ یا جامعہ سے حاصل نہیں کیا تھا۔ آپ کی دیگر کتب دعوۃ الامیر، تحفۃ الملوک، احمدیت یعنی حقیقی اسلام، سیر روحانی، انقلاب حقیقی، فضائل قرآن، ہندوستان کے سیاسی مسئلہ کا حل وغیرہ مشہور ہیں۔ آپ کی کتب پڑھ کر کئی تشنگان معرفت نے جماعت چشمہ روحانی سے سیراب ہوئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے کئی

کتب تصنیف فرمائیں جس میں قرآن مجید کا ترجمہ، آدابِ دُعا، مذہب کے نام پر خون، اسلام میں شریعت کورٹ کا تصور، وصال ابن مریم، خلیج کا بحران نظام نو اور جماعت احمدیہ اور اسرائیلی حکومت اسلام اور موجودہ مسائل کا حل وغیرہ اہم ہیں۔

آپ کی انگریزی تصنیف جس کا نام Revelation Rationality Knowledge and Truth (یعنی الہام عقل علم اور سچائی) ہے، دُنیا کی معروف کتب میں شمار کئے جانے کے قابل ہے۔ یہ کتاب 1998ء میں شائع ہوئی۔ دنیا بھر کے تعلیم یافتہ عوام اور دانشوروں نے اس کو علمی شاہکار تسلیم کیا۔ آپؒ نے اس کتاب کے بارے میں فرمایا ہے کہ یہ میری تمام زندگی کے تجربہ اور علوم کا نچوڑ ہے۔ آپ رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کتاب میں قرآن مجید میں دیئے گئے سائنسی علوم کا موجودہ سائنسی تحقیق کی روشنی میں موازنہ کیا ہے اور قرآنی تعلیم کی صداقت کو پیش کیا ہے جو قرآن نے دنیا کو 1400 سال قبل ہی بتا دیئے تھے۔ جو آج کل کی ترقی یافتہ دور میں سچی ثابت ہو رہی ہیں۔

حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے ہومیوپیتھی علم سے جماعت کو روشناس کروایا۔ ہومیوپیتھک علاج سے لاکھوں مریض احمدی اور دیگر اقوام کے افراد فائدہ اُٹھا رہے ہیں۔ اس سلسلہ میں آپ نے ایک ضخیم کتاب ''علاج بالمثل'' کے نام سے تصنیف فرمائی ہے جو مریضوں کیلئے دست مسیحا کا حکم رکھتی ہے۔

اسی طرح مذہبی اور دنیوی علوم میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب خلفاء احمدیت اور دیگر جماعتی علماء کی تحریرات نے اسلامی دُنیا اور تعلیم کے میدان میں ایک نئی روشنی عطا کی ہے۔

جماعت کا یہ قیمتی لٹریچر مسلمانوں کے علاوہ دیگر اقوام کی ہدایت کا موجب بن رہا ہے اور لوگ انکو پڑھ کر احمدیت یعنی حقیقی اسلام میں داخل ہو رہے ہیں۔ اس وقت جماعت کی ویب سائٹ www.alislam.org میں 200 جماعتی اہم کتب آن لائن بھی دستیاب ہیں۔

دنیا میں موجودہ جماعتی تعلیمی ادارہ جات کی جھلک:

جیسا کہ ابتداء میں ذکر کیا گیا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دور مبارک میں اور خلفاء کے دور میں دنیا بھر میں جماعت کے قیام کے ساتھ جماعت نے تعلیمی فروغ کی طرف بھی خاص توجہ دی اب خدا تعالیٰ کے فضل سے نرسری، مڈل، میٹرک اور ہائر سیکنڈری اسکولوں کی تعداد 370 سے زائد ہو چکی ہے۔

اس وقت جماعت کی تبلیغی سرگرمیاں تیز ہونے کی وجہ سے جہاں پہلے جامعہ احمدیہ اور جامعۃ المبشرین کی کلاسز صرف قادیان اور ربوہ میں تھیں اب ان میں بھی وسعت آ چکی ہے۔ اب ایسی درس گاہوں کا قیام لندن، کینیڈا، بنگلہ دیش، افریقہ وغیرہ گیارہ ممالک میں بھی ہو چکا ہے۔ الحمدللہ۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی

جماعت کو تعلیمی معیار بڑھانے کی نصائح:

☆۔ احمدی طالب علموں میں دلچسپی پیدا کریں کہ وہ قرآن پر غور وفکر کرنے لگیں۔ ان میں قرآن کریم کا علم بڑھائیں تاکہ قرآن کریم سے تحقیق کرنے کے طریق سیکھیں۔ تبھی انہیں سائنس کے علم کا فائدہ ہوگا۔

☆۔ ڈاکٹر عبدالسلام صاحب قرآن کریم پر بہت غور وفکر کرتے تھے۔ اور اس علم کو انہوں نے بہت بڑھایا اور اسی وجہ سے ان کے سائنس کے علم کو فائدہ ہوا۔

☆۔ ہر احمدی طالب علم کو تحریک کریں کہ انہیں بھی پروفیسر عبدالسلام صاحب کے طریق کو اپنانا چاہئے۔ اس ضمن میں ہندوستان بھر کے سیکرٹری تعلیم کو بہت فعال کریں۔

☆۔ ایسے طلباء کی تلاش کریں جن کے اندر صلاحیت اور قابلیت ہو تاکہ میں انہیں باہر کے ملکوں میں سپانسر کر کے پی ایچ ڈی کرو اسکوں۔ طلباء کو زیادہ سے زیادہ اس بات پر ابھاریں اور ان کو تحریک کریں کہ وہ Pure Science جیسے فزکس، بایالوجی، کیمسٹری میں دلچسپی پیدا کریں اور ان میں خوب محنت کریں تاکہ ان شعبہ جات میں پی ایچ ڈی کر سکیں۔ اس کے لئے طلباء کو بہت محنت کرنی پڑے گی۔

☆۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی کتاب Revelation Rationality knowledge and truth کے ذریعہ احمدی طلباء اور اساتذہ کو قرآن اور سائنس کے آپسی Connection کا علم ہوگا۔ اسلئے نظارت تعلیم ان دونوں کو زیادہ سے زیادہ Promote کرے۔ یعنی پھیلائے۔

☆۔ ہندوستان میں جو ہمارے اسکول ہیں اور جو دسویں کلاس تک ہیں ان کا تعلیمی معیار بلند ہونا چاہئے۔ ان میں بہترین سائنس، کمپیوٹر کی لیبارٹری ہونی چاہئے۔ بہت اچھی لائبریری اور اسپورٹس کی سہولت ہونی چاہئے۔

☆۔ نظارت تعلیم، Enterance Coaching کے لئے کوئی امداد نہیں دے گی۔ حضور نے فرمایا کہ: طلباء اپنے طور پر خوب محنت کریں اور اپنی صلاحیتوں اور قابلیتوں کو خود اُبھاریں اور خود جا کر Entrance Exam میں جا کر امتحان دیں۔

اللہ کرے افراد جماعت خلافتِ احمدیہ کے زیر سایہ تعلیمی بلندیوں کو سر کریں اور دینی و دنیوی علوم ارا ستہ ہو کر اسلام کی خدمت بطریقِ احسن بجالا کر رضائے باری تعالیٰ حاصل کرنے والے ہوں۔ آمین

☆-☆-☆

☆

خلفاء احمدیت کی تنظیمی خدمات

مکرم مولوی محمد ایوب صاحب ساجد، نائب ناظر نشر و اشاعت قادیان

کسی مذہب کا یا کسی تحریک کا جائزہ لینے سے عیاں ہوتا ہے کہ اس کی جان دو ہی چیزوں میں ہوتی ہے۔ (۱) اصول و نظریات یا طریق کار (۲) وہ افراد جن کی زندگیاں اُن اصولوں اور نظریات کا عملی نمونہ ہوتی ہیں اور عملاً اس طریق کار کی ان اصولوں اور نظریات کی ترجمانی کرتی ہیں۔ تو ایسے ہی افراد سے ان اصولوں کا وقار بلند ہوتا ہے اور ان کی مضبوطی، توانائی اور استحکام میں اضافہ ہوتا ہے۔

پس یہ امر واضح ہے کہ دعوت حق یا کسی تحریک کے علمبرداروں کی تربیت پر ہی اس دعوت یا تحریک کے مستقبل کا انحصار ہوتا ہے۔ وہ افراد جو اس دعوت یا تحریک کے دائرے میں آتے ہوں وہ جس قدر اس دعوت یا تحریک کے افکار و نظریات کو اپنے اندر جذب کر لیتے ہیں اور اس دعوت کے طریق کار کا عملی نمونہ پیش کرتے ہیں اسی قدر اس دعوت یا تحریک میں کامیابی کا پہلو نمایاں ہو جاتا ہے۔ جس کی عظیم مثال ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک وجود میں ملتی ہے۔ اسلامی تعلیمات یا دعوت اسلام کا کامل نمونہ آپؐ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے جہاں آپؐ کو تمام دنیا کے لئے اسوۂ حسنہ قرار دیا وہاں آپ ﷺ کو ایسے جلیل القدر صحابہؓ کی فوج عطا فرمائی جنہوں نے مکمل پیروی کا کامل نمونہ اپنے کردار سے دنیا کے سامنے رکھا۔ ان صحابہ کبارؓ نے آپ ﷺ کے ہر حکم کو بلکہ یوں کہنا مناسب ہوگا کہ آپ ﷺ کی ہر حرکت کو، ہر سانس کو اپنے اندر ایسا جذب کر لیا کہ وہ اُن کی فطرت کا حصہ ہو گیا۔ جس کے طفیل انہوں نے دین و دنیا میں اسقدر بلندیاں حاصل کیں کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے عظیم الشان مقام و مرتبہ کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ''میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں''۔

احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ اسلام کے دو دور بیان ہوئے ہیں ایک دور اوّل جس میں شریعت کا نزول ہوا۔ عرب کے ریگستان میں اس دور اوّل میں وہ محیر العقول عجائبات رونما ہوئے جو اپنی مثال آپ ہیں۔ دور آخر میں تربیت، وترقی اور عروج کے لحاظ سے اسلام نے حدِ آخر کو چھونا تھا۔ ان دونوں ادوار کا ذکر کرتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میری امت کی مثال بارش کی طرح ہے کوئی نہیں جانتا کہ اس کا اوّل حصہ بہتر ہے کہ آخری حصہ بہتر ہے۔ یہ دونوں ادوار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی ہیں۔ دور اوّل میں شریعت کا نزول ہوا اور اسلام خلافت راشدہ تک ترقی پذیر رہا پھر جب خلافت بادشاہت اور ملوکیت میں تبدیل ہوگئی تو اسلام کے تنزل کا دور شروع ہوا۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے موافق احیائے دین، غلبہ اسلام، دینی بیداری اور اصلاح معاشرہ کے لئے بروزِ محمدی، سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا۔

قارئین کرام! ہندوستان کا وہ سرسبز و شاداب حصہ جسکو پنجاب کہا جاتا ہے جسکی گود میں پانچ دریا شب و روز پیاسوں کو پانی پلا کر ویرانوں کو آباد کرتے ہوئے موجیں بھرتے ہوئے رواں دواں ہیں اور گواہی دے رہے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت خاص سے بروز محمدی سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو اس سرزمین کی گمنام بستی قادیان میں مبعوث فرمایا تو آپؑ کے ظہور سے کفر و ایمان، نور و ظلمت باہم دست و گریباں ہو گئے خیر و شر کے معرکے شروع ہو گئے۔ اور اس مقدس بستی میں عظمت اسلام کا مینار بلند ہونے لگا اور منارۃ البیضاء کی ضیا پاشیوں کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہونے لگا۔ جس خوش نصیب نے بھی ان کرنوں سے حصہ پایا اس کی تاریک زندگی میں عظمتوں کے قمقمے روشن ہوگئے، اور دیکھتے دیکھتے ہی اسلام کے نوحہ خوانوں نے اسلام کی زندگی کے گُن گانے شروع کر دئے۔ احیائے دین، غلبہ اسلام اور اصلاح معاشرہ کے لئے جو تخم ریزی بروز محمدیؐ سیدنا حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام نے فرمائی حسب وعدہ اس کو پروان چڑھانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے خلافت کی عظیم الشان نعمت جماعت احمدیہ کو عطا فرمائی۔

تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ دورِ اوّل میں خلفائے راشدین کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ اسلام داخلی و خارجی طور پر ترقی پذیر رہا۔ تیس سالہ خلافت کے بعد جب بادشاہت اور ملوکیت کا دور آیا تو اسلام کے تنزل کا دور شروع ہوا اور خلافت کے نہ ہونے کی وجہ سے اسلام کا شیرازہ اتنا بکھر گیا کہ مسلمان اور یہودی میں امتیاز کی گنجائش تک ختم ہوگئی۔ دور آخر میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال مبارک کے بعد پیدا ہونے والے حالات نے واضح کر دیا کہ اگر نظام خلافت نہ ہوتا تو جماعت رخنہ اندازوں کے غلط کردار کی وجہ سے کس راستہ پر گامزن ہوتی......؟ یہ نظام خلافت کی برکت ہی ہے کہ جماعت عقائد و اعمال میں نہ صرف قائم رہی بلکہ

ایک مضبوط چٹان کی طرح پختہ ہوگئی ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

جماعت میں تنظیمی خدمات کا آغاز:

معزز قارئین! نظام سلسلہ کا استحکام اور عقائد کی توسیع و ترقی کا آغاز سیدنا حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے وقت سے ہی ہوگیا تھا۔ دس شرائط بیعت جہاں ایک کامل لائحہ عمل ہیں جنہیں بمنشاء ایزدی سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جماعت کو عطا فرمایا وہیں وہ ایک ناقابل تسخیر نظام بھی ہے۔ اندرونی طور پر اس نظام سے جماعت میں پختگی کا عمل شروع ہوا۔ بیرونی طور پر خصوصاً مغربی ممالک یورپ و امریکہ کو آگاہ کرنے کے لئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انجمن اشاعت اسلام بنائی جس کے زیر نگرانی ایک انگریزی رسالہ جاری فرمایا۔ وہ انجمن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیر سرپرستی کام کررہی تھی اور اس کے صدر حکیم الامت حضرت مولانا نورالدین رضی اللہ عنہ تھے۔

نظام کی اطاعت ضروری ہے:

سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ تفسیر کبیر میں سورۃ نحل کی آیت نمبر ۹۳ وَلَا تَكُونُوا كَالَّتِي نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ أَنْكَاثًا...... کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''......اگر پہلی آیت کے مضمون کو ہی جاری سمجھا جائے تو اس کے معنے یہ ہوں گے کہ آپس کے معاہدات کو پوری طرح سے نبھاؤ۔ اگر تم ان عہدوں کو توڑو گے تو خدا تعالیٰ نے جو تمہاری مضبوط جماعت بنادی ہے وہ تباہ ہوجائے گی اور آپس کا اعتبار جاتا رہے گا...... انفرادی عہد کے علاوہ ایک قومی عہد بھی ہوتا ہے یعنی افراد ایک شخص کے ہاتھ پر قومی ترقی کے لئے عہد کرتے ہیں جس کا نام خلافت ہے...... فرماتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے تمہاری ایک جماعت بنادی ہے اور ایک نظام قائم کردیا ہے اور تم نے اس نظام کی پابندی کی قسمیں کھائی ہیں اب اسکی پابندی کرتے رہنا۔''

چونکہ مومنوں کی کامل تربیت ایک نظام کو چاہتی ہے قرآن کریم کے وہ احکام جو نظام سے تعلق رکھتے ہیں۔ مومنوں کو اُن کے سیکھنے اور سکھانے، ان پر عمل کرنے اور کرانے کی تاکید قرآن پاک سے ہمیں ملتی ہے۔ ان احکامات پر عمل پیرا ہوکر ہی ہم اعلائے کلمۃ اللہ اور احیائے دین کی خدمت انجام دے سکتے ہیں اور دنیا کا نظام سنبھالنے میں کامیاب ہوسکتے ہیں۔

تنظیمی خدمات:

قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان رسالہ ''الوصیت'' کے منشاء کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حکم سے بنائے گئے ترمیم کردہ مجلس معتمدین کا اجلاس 8 نومبر 1906ء سے پایا جاتا ہے کہ ''تمام انجمن ہائے احمدیہ کی ایک سالانہ کانفرنس بمقام قادیان دارالامان ہوگی جس میں اراکین مجلس معتمدین کے علاوہ ہر ایک انجمن احمدیہ کے سکرٹری اور پریذیڈنٹ بھی شامل ہوں گے۔ (بحوالہ قاعدہ نمبر 19)

کانفرنس انجمن ہائے احمدیہ بجٹ منظور کردہ مجلس ناظم اور سالانہ رپورٹ پر غور اور بحث کرے گی اور کانفرنس میں بحث پاس ہونے کے بعد مجلس معتمدین میں پیش ہوگی۔ (قاعدہ نمبر 20)

خلافت اولیٰ

(27 مئی 1908 تا 13 مارچ 1914ء)

خلافت اولیٰ میں مذکورہ کانفرنس جلسہ سالانہ کے موقع پر ہوا کرتی تھی۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اس کا نام مجلس مشاورت رکھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے عہد مبارک میں سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ نے ایک رویاء کی بناء پر حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی اجازت سے ایک انجمن تشکیل دی جس کا نام انجمن انصار اللہ رکھا گیا۔ اس انجمن کا کام تھا خلیفۃ المسیح کے احکامات کی تعمیل کرنا، جماعت کو تسبیح و تحمید اور درود شریف پڑھنے کی ترغیب دینا، قرآن کریم کا پڑھنا پڑھانا، آپس میں محبت بڑھانا، لڑائی جھگڑے سے بچنا، بدظنی اور تفرقہ سے بچنا، نماز باجماعت کی پابندی کرنا وغیرہ۔ اسی طرح سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے عہد مبارک میں 1911ء میں راجپوتوں میں تبلیغ کی غرض سے ''انجمن راجپوتان ہند'' کا قیام عمل میں لایا گیا۔ اسی طرح تبلیغی اغراض سے 1912ء میں ''انجمن مبلغین'' کا قیام عمل میں آیا۔

خلافت ثانیہ

(14 مارچ 1914ء تا 9 نومبر 1965ء)

خلافت ثانیہ کے دور مبارک میں سیدنا حضرت المصلح الموعودؓ نے نظام جماعت کو بہت ہی مستحکم فرمایا۔ چنانچہ سلسلہ کے کاموں کو عمدگی اور سہولت سے چلانے کے لئے حضور پُر نورؓ نے درج ذیل نظارتیں قائم فرمائیں۔

نظارت ہائے اعلیٰ، دعوۃ تبلیغ، تعلیم و تربیت، تالیف و تصنیف، امور عامہ، امور خارجہ، دارالقضاء، محکمہ ضیافت، بیت المال، تحریک جدید یہ تمام صیغے مستقل نوعیت رکھتے ہیں۔ آپؓ نے ایسا مضبوط و مستحکم نظام جماعت کو دیا ہے کہ اس نے جماعت کو ایک خاص مضبوطی عطا کی۔

قواعد اساسی (بائی لاز) صدر انجمن احمدیہ جو بمنظوری حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانیؓ صدر انجمن احمدیہ کے ریزولیشن 492 مورخہ 35-12-21 میں پیش ہوکر بصورت ذیل ترمیم ہوئے۔

مرکزی انجمن:

سلسلہ احمدیہ کی ایک مرکزی انجمن ہوگی۔ جس کا نام صدر انجمن احمدیہ ہوگا۔ اس انجمن کا صدر مقام

قادیان ہوگا۔(ریزولیشن 47-8-3-52/3)اس میں یہ ترمیم ہوئی کہ خاص حالات کے ماتحت زیر ہدایت حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ یا حضور کے کسی نامزد کردہ نائب کی ہدایت پر اس انجمن کے دفاتر کسی اور جگہ بھی کام کر سکیں گے۔

اغراض صدر انجمن احمدیہ قادیان:

تمام وہ کام جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کی دینی و دنیوی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے پہلے سے اس مجلس کے سپرد کئے جا چکے ہیں یا آئندہ کئے جائیں۔

اراکین صدر انجمن احمدیہ: 1. تمام صیغہ جات سلسلہ کے ناظران 2. تمام ایسے اصحاب جن کو خلیفہ وقت کی طرف سے صدر انجمن احمدیہ قادیان کا زائد ممبر مقرر کیا جائے اس مجلس کے اراکین ہوں گے۔

ناظر اعلیٰ: ناظر اعلیٰ سے مراد وہ ناظر ہے جس کے سپرد صدر انجمن احمدیہ کے تمام محکمہ جات کے کاموں کی نگرانی ہوا کرتی ہے۔ اور وہ خلیفۂ وقت اور صدر انجمن احمدیہ کے درمیان واسطہ ہوتا ہے۔ ناظران کے فرائض و اختیارات وقتاً فوقتاً خلیفۂ وقت کی طرف سے تفویض ہوتے ہیں۔ اسی طرح صدر انجمن احمدیہ کے فرائض وہی ہوتے ہیں جو خلیفۃ المسیح کی طرف سے تفویض ہوتے ہیں۔ جہاں کہیں بھی مقامی انجمنیں قائم ہوں ان کی نگرانی صدر انجمن احمدیہ کے ہی ذمہ ہے۔

نظارت علیا: صدر انجمن احمدیہ کے مختلف صیغہ جات کے کام کی نگرانی اور ان میں یکجہتی اور تعاون پیدا کرنے کے لئے یہ نظارت ہے۔

نظارت دعوۃ و تبلیغ: سلسلہ کے تبلیغی فرائض ادا کرنے کے لئے یہ نظارت قائم فرمائی۔ نظارت دعوۃ و تبلیغ کا یہ کام ہے کہ جہاں تک ممکن ہو یعنی اپنی انتہائی طاقت کے ساتھ تمام اکناف عالم میں بصورت احسن اسلام کی تبلیغ کو پہنچانے کا انتظام کرے۔ اس کا فرض ہے کہ تبلیغ کے بہترین ذرائع تلاش کرے اور ان سے کام لے۔

نوٹ:۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس نظارت کو دو حصوں میں تقسیم فرمایا ایک کا نام نظارت اصلاح و ارشاد اور دوسرے کا نام نظارت دعوت الی اللہ تجویز فرمایا۔

نظارت تعلیم: سلسلہ احمدیہ کے فرائض دربارہ تعلیم ادا کرنے کے لئے اس نظارت کو قائم فرمایا ہے۔ صدر انجمن احمدیہ کی تمام درس گاہیں اور ہوسٹل مقامی و بیرونی اس نظارت کی نگرانی میں ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ جماعت احمدیہ کی تمام تعلیمی اور علمی تربیت کا انتظام بھی اسی نظارت کے سپرد ہے۔

نظارت بیت المال: سلسلہ احمدیہ کے فرائض دربارہ تشخیص چندہ جات و تحصیل اموال و دیگر متعلقہ امور کے ادا کرنے کے لئے اس نظارت کو مقرر فرمایا ہے۔ ہر قسم کے چندوں اور دیگر آمدنیوں کی تشخیص اور تحصیل اور تحریک اور صدر انجمن احمدیہ کی ہر قسم کی آمدنی کا انتظام کرنا اس نظارت کے سپرد فرمایا۔ نیز اس نظارت کے فرائض میں یہ بھی شامل فرمایا کہ صدر انجمن احمدیہ کی کل مالی ضروریات کے پورا کرنے کی تدابیر اختیار کرے۔

نظارت تالیف و تصنیف: سلسلہ احمدیہ کے فرائض تالیف و تصنیف کے ادا کرنے کے لئے اس نظارت کا قیام فرمایا۔ اس نظارت کے فرائض میں درج ذیل امور مقرر فرمائے۔ اسلام و احمدیت کی تائید میں کتب و رسالہ جات تصنیف کرنا اور کرانا، اخباروں اور رسالوں میں مناسب مضامین شائع کرنا اور کرانا، ضرورتِ سلسلہ کے واسطے ایک مکمل لائبریری کا بہم پہنچانا اور اس کا انتظام کرنا، علمی تحقیق کرنا یا کرانا اور اس تحقیق کو شائع کرنا یا کرانا۔

نظامت قضاء: سلسلہ احمدیہ کے فرائض دربارہ قضاء و فیصلہ تنازعات کی ادائیگی کے لئے اس نظامت کو قائم فرمایا۔ احمدی احباب کے تنازعات کے فیصلہ کے لئے مناسب انتظام کرنا اس نظامت کے فرائض میں شامل فرمایا۔

نظارت امور عامہ: سلسلہ عالیہ احمدیہ کے فرائض دربارہ سیاست اندرونی وہ متفرق امور کی ادائیگی کے لئے اس نظارت کا قیام فرمایا۔ اس نظارت کے فرائض میں یہ بات شامل فرمائی کہ جماعت کی دنیاوی ترقی کے لئے ایسے ذرائع کا سوچنا جو اس کی انفرادی اور اجتماعی حالت کے لئے مفید ہوں۔

نظارت امور عامہ خارجہ: سلسلہ کے فرائض دربارہ تعلقات خارجہ کی ادائیگی کے لئے اس نظارت کا قیام فرمایا۔ ملکی حکومت غیر احمدی و غیر مسلم انجمنوں اور مخلوط مجلسوں اور ریاستوں وغیرہ کے ساتھ سلسلہ احمدیہ کے مفاد کے ماتحت سیاسی تعلقات رکھنا اس نظارت کے فرائض میں سے ہے۔

نظامت ضیافت: سلسلہ کے فرائض دربارہ انتظام مہمانان کی ادائیگی کے لئے اس نظامت کا قیام فرمایا۔ سلسلہ کے مہمانوں کی رہائش اور خورونوش کا انتظام اس کے تحت ہوتا ہے۔

انجمن تحریک جدید: بیرونی ممالک میں تبلیغ کے کام کو وسیع پیمانہ پر چلانے کے لئے 1934ء میں انجمن تحریک جدید صدر انجمن احمدیہ سے الگ ایک انجمن کا قیام فرمایا۔ اس تحریک کے نتیجہ میں بفضل ایزدی یورپ، ایشیاء، افریقہ اور امریکہ کے مختلف ممالک اور جزائر میں نئے تبلیغی مشن قائم ہوئے۔ سینکڑوں مساجد تعمیر ہوئیں۔ قرآن کریم کے مختلف زبانوں میں تراجم ہوئے اور کثرت کے ساتھ اسلامی لٹریچر مختلف زبانوں میں شائع کیا گیا اور لاکھوں افراد اسلام کے نور سے منور ہوئے۔ انجمن تحریک جدید میں بھی باقاعدہ شعبے قائم ہیں جو وکالت کے نام سے ہیں اور ہر شعبہ کا افسر وکیل کہلاتا ہے۔ جیسے وکیل الاعلیٰ، وکیل المال، وکیل التبشیر وغیرہ۔

انجمن وقف جدید: اندرون ملک دیہاتی علاقوں میں تبلیغ کے کام کو مؤثر رنگ میں چلانے کے لئے 1957ء میں انجمن وقفِ جدید کا اجراء فرمایا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کا دائرہ وسیع فرما کر پوری دنیا میں اسکو نافذ فرمایا جبکہ اس سے قبل اس کا تعلق صرف برِصغیر ہندو پاک سے تھا۔ انجمن وقف جدید میں بھی با قاعدہ شعبے قائم ہیں جو نظامت کہلاتے ہیں۔ جیسے نظامت مال، نظامت تربیت وغیرہ اور شعبے کا افسر ناظم کہلاتا ہے۔

ذیلی تنظیمات:

جماعت میں قوت عمل بیدار رکھنے کی غرض سے آپؓ نے جماعت میں ذیلی تنظیمات کا قیام فرمایا۔ جو کہ مردوں اور عورتوں کی الگ الگ ہیں۔ مردوں میں سات سال سے لیکر پندرہ سال تک کا بچہ طفل کہلاتا ہے۔ پندرہ سال سے چالیس سال تک کا خادم اور چالیس سال سے تاحیات، انصار۔

اس طرح پر تین تنظیمیں قائم فرمائیں۔ مجلس انصار اللہ (قیام: ۱۹۴۴ء)، مجلس خدام الاحمدیہ (قیام: ۱۹۳۸ء) اور مجلس اطفال الاحمدیہ۔ مجلس اطفال الاحمدیہ کی تنظیم خدام الاحمدیہ تنظیم کے زیرنگرانی کام کرتی ہے۔

عورتوں کے لئے تنظیم:

سات سال سے پندرہ سال تک کی احمدی بچیاں ناصرات کہلاتی ہیں اور پندرہ سال سے تاحیات لجنہ اماء اللہ (قیام: ۱۵ر دسمبر ۱۹۲۲ء)۔ ناصرات الاحمدیہ تنظیم لجنہ اماء اللہ کی زیرنگرانی کام کرتی ہے۔ اس کا قیام ۱۹۲۸ء میں ہوا۔ اس طرح دنیائے احمدیت میں مرد، عورتیں، بچے اور جوان اپنے اپنے رنگ میں آزادانہ طور پر تعلیم وتربیت کا کام جاری رکھے ہوئے ہیں۔ اور نئی نسل میں قیادت کی صلاحیتیں اُجاگر ہو رہی ہیں۔ ان تنظیموں کو قائم فرما کر سیدنا حضرت مصلح الموعودؓ نے دنیائے احمدیت پر ایک عظیم احسان فرمایا۔ اور رہتی دنیا تک امت ان تنظیموں سے فیضیاب ہوتی رہے گی۔ ان تنظیموں کا اپنا سالانہ اجتماع ہوتا ہے ان کی مشاورت اپنی الگ سے ہوتی ہے ان کا چندہ اور بجٹ الگ سے ہوتا ہے۔

شروع میں ان ذیلی تنظیموں کے عہدیدار مرکز میں ہوتے تھے۔ ایک مہتمم ہوتا تھا جو باہر کی جماعتوں کی نگرانی کرتا تھا۔ لیکن 3 نومبر 1989ء کو خطبہ جمعہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے عالمگیر سطح پر ان تنظیموں کو وسیع فرمایا۔ آپؒ نے اعلان فرمایا:

''آج سے اس خطبہ جمعہ کے ذریعہ میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ آئندہ سے تمام ممالک کی ذیلی مجالس کے اسی طرح عہدیدار ہوں گے جس طرح پاکستان کی ذیلی مجالس کے صدران ہیں اور وہ اسی طرح براہ راست خلیفۂ وقت کو اپنی رپورٹیں بھجوائیں گے جس طرح پاکستان کے صدران اپنی رپورٹیں بھجواتے ہیں۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 3 نومبر 1989ء)

حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت کی تعمیل میں وکیل اعلیٰ تحریک جدید صدر انجمن احمدیہ ربوہ نے مجالس کا دستور انگریزی زبان میں شائع فرمایا اور دنیا بھر میں فوری طور پر اس پر عمل شروع ہوا۔

دنیا بھر میں ان تمام مجالس کی صف بندی اس طرح پر عمل میں لائی گئی ہے۔

☆ مجالس عاملہ ملکی ☆ مجلس عاملہ علاقائی/ضلعی ☆ مجلس عاملہ مقامی ☆ مجلس عاملہ حلقہ

مجالس ملکی کے درج ذیل عہدیداران مقرر فرمائے گئے ہیں:

صدر ملکی، نائب صدر اوّل، نائب صدر صف دوئم، نائب صدران، قائد عمومی، قائد تعلیم، قائد تربیت، قائد ایثار، قائد اصلاح وارشاد، قائد وقف جدید، قائد ذہانت وصحت جسمانی، قائد تحریک جدید، قائد تجنید، قائد اشاعت، قائد تعلیم القرآن، آڈیٹر، ناظم علاقہ، زعیم اعلیٰ، زعیم مقامی/حلقہ

اسی نہج پر خدام الاحمدیہ کے ملکی صدر اور ملکی مجلس عاملہ علاقائی، مقامی اور حلقہ کی مجلس عاملہ تشکیل دی گئی ہے۔ اور یہ مجلس خلیفۃ المسیح کے براہ راست زیرنگرانی خدمت سرانجام دے رہی ہے۔ خدام کی ملکی مجلس عاملہ کے ممبران مہتممین کہلاتے ہیں

خلافت ثالثہ

(9 نومبر 1965ء تا 10 جون 1982ء)

جماعت احمدیہ کے تیسرے خلیفہ سیدنا حضرت مرزا ناصر احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے عہد مبارک میں جماعت احمدیہ نے جس رنگ میں حیرت انگیز ترقی کی اس کا اندازہ اُن بابرکت انقلاب آفرین تحریکات سے ہوتا ہے جو آپؒ نے جاری فرمائیں۔

(۱) 1965ء کے جلسہ سالانہ پر سیدنا حضرت مصلح الموعودؓ کے ان گنت احسانات کی یاد تازہ رکھنے کے لئے ''فضل عمر فاؤنڈیشن'' کے قیام کا اعلان فرمایا۔

(۲) 8 مارچ 1966ء کو تحریک ''وقف عارضی'' جاری فرمائی۔

(۳) افراد جماعت کے ذہنی وعلمی ارتقاء کے لئے ''مجلس ارشاد مرکزیہ'' کا قیام فرمایا۔

(۴) احمدی نوجوانوں اور نو وارد دین کو تحریک جدید کے جہاد کبیر میں شامل کرنے کے لئے تحریک جدید کے دفتر سوئم کا اجراء فرمایا۔

(۵) احمدی بچوں کو مالی جہاد میں شامل کرنے کے لئے ''دفتر اطفال وقف جدید'' کا قیام فرمایا۔

(۶) رسالہ ''الوصیت'' کے اغراض ومقاصد کی تکمیل کے لئے ''مجلس موصیان'' کا قیام فرمایا۔

(۷) مغربی افریقہ کی پسماندگی کا مداوا کرنے کے لئے ''نصرت جہاں اسکیم'' کا اجراء فرمایا جس کے تحت اب سینکڑوں تعلیمی اور طبی مراکز مغربی افریقہ میں قائم ہو چکے ہیں۔

(۸) مبلغین کی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لئے ’’حدیقۃ المبشرین‘‘ کا قیام فرمایا۔

(۹) چالیس سے پچاس سال تک کے انصار کے لئے ’’صف دوم‘‘ کا قیام فرمایا۔

(۱۰) 28 اکتوبر 1979ء کو حضورؒ نے احمدی طلباء و طالبات میں مسابقت کی روح پیدا کرنے کے لئے ’’ادائیگی حقوق طلباء‘‘ کے نام سے ایک عظیم الشان منصوبے کا اعلان فرمایا۔

(۱۱) 1980ء میں حضورؒ نے دو نئی تنظیمیں ’’انٹرنیشنل ایسوسی ایشن آف آرکیٹیکٹس اینڈ انجینئرز‘‘ اور ’’احمدیہ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن‘‘ قائم فرمائیں۔

(۱۲) افراد جماعت کی جسمانی نشو و نما کو بہتر بنانے کے لئے ہر جگہ ’’ورزشی کلب‘‘ قائم کرنے کا اعلان فرمایا۔

(۱۳) خلافت ثالثہ میں ایک نئی نظارت ’’تعلیم القرآن و وقف عارضی‘‘ کے نام سے قائم ہوئی۔

خلافت رابعہ

(10جون1982ءتا19اپریل2003ء)

جماعت احمدیہ کے چوتھے خلیفہ سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا دور ایک بہت ہی عظیم تاریخ ساز دور گذرا ہے۔ اور جماعت نے ہر پہلو سے حیرت انگیز ترقی کی منازل طے کی ہیں۔ آپؒ نے جو تنظیمی خدمات انجام دیں۔ اختصار کے ساتھ ان کا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے۔

نظام مجلس شوریٰ:

حضورؒ نے اپنے دور خلافت کے آغاز میں ہی تحریک فرمائی کہ مرکزی مجلس شوریٰ کے علاوہ ہر ملک میں مجلس شوریٰ کا نظام قائم کیا جائے۔ حضورؒ کے ارشاد پر شوریٰ کے نظام سے متعلق قرآن، حدیث اور سلسلہ احمدیہ کی روایات اور ہدایات کی روشنی میں ایک جامع کتاب ’’مشاورت‘‘ شائع کی گئی ہے۔

مالی نظام:

حضورؒ نے شرح کے مطابق چندہ کی ادائیگی کی خصوصی تحریک 10 ستمبر 1982ء کو فرمائی جس کے نتیجہ میں جماعت کے مالی نظام میں بے پناہ برکت نصیب ہوئی۔

عظیم الشان تحریک ’’وقف نو‘‘:

3 اپریل 1987ء کو حضورؒ نے نئی صدی کی ضروریات کو پورا کرنے کی غرض سے تحریک وقف نو کا اعلان فرمایا۔ یہ تاریخ عالم کی ایک منفرد سکیم ہے جس میں والدین پیدائش سے پہلے بچہ کو وقف کرتے ہیں۔ ابتداء میں یہ تحریک 5 ہزار بچوں کے لئے تھی لیکن 2003ء تک 24355 بچے اس میں شامل ہو چکے تھے۔

نظارت دعوت الی اللہ:

خلافت رابعہ کے مبارک دور میں بھارت میں ۲۰۰۰ء میں نظارت دعوت الی اللہ قائم ہوئی۔

☆- ربوہ میں واقفین نو بچوں کو عربی، جرمن، فرنچ زبانیں سکھانے کے لئے 11 مارچ 1998ء کو وقف نو لینگویج انسٹی ٹیوٹ کا افتتاح ہوا اور سینکڑوں بچے اس میں زیر تعلیم ہیں۔

عالمی بیعت:

عالمی بیعت کا باقاعدہ نظام حضورؒ نے جلسہ سالانہ برطانیہ 1993ء سے فرمایا۔

خدمت خلق کی عالمی تنظیم:

عالمی سطح پر بڑھتے ہوئے ظلم و ستم اور خدمت کے وسیع میدانوں میں جماعت کا خاطر خواہ حصہ ڈالنے کے لئے حضور نے 1992ء میں خدمت خلق کی عالمی تنظیم قائم کرنے کا اعلان فرمایا۔ اور اس کا نام Humanity First تجویز فرمایا۔ یہ تنظیم اب تک یوگوسلاویہ، کروشیا، ہنگری، سلووینیا، بوسنیا، سیرالیون سمیت 15 ملکوں میں یتیموں کی دیکھ بھال، صاف پانی کی فراہمی، حصول تعلیم، فنی تعلیم، خوراک، علاج، بینائی کی واپسی، زلزلہ سے متاثر افراد کی خدمت بجا لا رہی ہے۔

انسداد بے روزگاری، رشتہ ناطہ اور مریم شادی فنڈ:

حضور رحمۃ اللہ نے 2000ء میں ایک رویاء کی بناء پر انسداد بے روزگاری اور رشتہ ناطہ کی طرف خصوصی توجہ فرمائی اور تفصیلی ہدایت پر مشتمل منصوبہ جماعت کے سامنے پیش فرمایا اور غریب بچیوں کی شادی کے لئے ’’مریم شادی فنڈ‘‘ قائم فرمایا۔ اب تک بے شمار گھرانے اس سے برکت حاصل کر چکے ہیں اور کر رہے ہیں۔

ایم.ٹی.اے. کا عالمی نظام:

ایم. ٹی. اے. کی ڈیجیٹل نشریات کا آغاز 1999ء کو ہوا اس کے ذریعہ سے جماعت کو عظیم الشان وحدت نصیب ہوئی۔ جس کا چند سال پہلے تک تصور ممکن نہ تھا۔

خلافت خامسہ

(24اپریل2003ءسے جاری)

سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس کے مبارک دور میں جو کہ ابتداء سے ہی ایک انقلابی دور ہے۔ آپ نے جماعت کو دعاؤں کی طرف اور قرآن پاک کے پڑھنے، پڑھانے کی طرف خصوصی توجہ دلائی ہے۔ حضور پُر نور نے اپنے ابتدائی خطاب میں جس پُر کیف روحانی انداز سے احباب کو دعاؤں کی تلقین فرمائی۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ جماعت کے اندر ترقی کی ایک نئی ہلچل شروع ہوئی۔

طاہر فاؤنڈیشن کا قیام:

آپ ایدہ اللہ تعالیٰ نے خلافت پر متمکن ہونے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی یادوں کو تازہ رکھنے کی غرض سے جماعت میں ''طاہر فاؤنڈیشن'' کا قیام فرمایا۔

نظارت تعلیم القرآن وقف عارضی:

اگرچہ پاکستان میں اسی نظارت کا قیام خلافت رابعہ میں ہو چکا تھا لیکن قادیان میں یہ نظارت خلافت خامسہ کے دور میں شروع ہوا۔

مریم شادی فنڈ:

مریم شادی فنڈ کا قیام حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے فرمایا تھا۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے زیر مکتوب IVM4244/9-04-07 اسکو مستقل طور پر قائم فرمایا۔

تحریک جدید دفتر پنجم:

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے 5 نومبر 2004ء کو دفتر تحریک جدید پنجم کا اجراء کرتے ہوئے فرمایا ''نئی نسل یعنی جو اب احمدی بچے پیدا ہوں گے۔ وہ دفتر پنجم میں شامل ہوں گے۔ اور نئے مجاہدین تحریک جدید بھی اسی میں شامل ہوں گے۔''

وصیت کے نظام میں وسعت:

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ احمدی احباب کے بالمقابل وصیت کرنے والوں کی تعداد بہت کم ہے۔ 2008ء تک جبکہ ہم جوبلی منا رہے ہوں گے میری خواہش ہے کہ ہر ملک میں ہر جماعت میں جو کمانے والے افراد ہیں جو چندہ دہندہ ہیں ان میں سے کم از کم 50% تو ایسے ہوں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس عظیم الشان نظام میں شامل ہوں۔

دفاع اسلام:

اسلام اور بانیٔ اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر بیہودہ اعتراضات کے جوابات دینے کے لئے آپ نے ہر ملک میں دفاع اسلام کمیٹیاں تشکیل دینے کی ہدایت فرمائی۔ اور اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر ملک میں دفاع اسلام کمیٹیاں قائم ہیں اور بدخواہوں کے بداراداوں کا دنداں شکن جواب دے رہی ہیں۔

ایم.ٹی.اے ثانیہ اور ثالثہ العربیہ کا اجراء:

آپ ایدہ اللہ تعالیٰ کی ولولہ انگیز قیادت میں اب خدا تعالیٰ کے فضل سے ایم ٹی اے ثانیہ کے علاوہ عرب ممالک کے لئے ایم ٹی اے الثالثہ العربیہ کے نام سے ایک چینل جاری ہے۔

تحریک صدسالہ خلافت جوبلی کا اہتمام:

سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت احمدیہ میں خلافت کے قیام پر کامیابیوں و کامرانیوں سے بھرپور سو سال پورے ہونے کی خوشی میں صدسالہ خلافت جوبلی تقریب 2008ء میں پوری دنیا میں شایان شان طریق پر منانے کا اعلان فرمایا۔

ظاہر ہے کہ یہ ایک عظیم خوشی کا موقعہ ہے۔ دنیا میں نہ کسی مذہب اور نہ ہی کسی سیاسی تنظیم کو یہ سعادت نصیب ہے۔ اور انشاء اللہ حسب وعدہ ثم تکون خلافۃ علی منہاج النبوۃ۔ قیامت تک خلافت جماعت میں جاری رہیگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ اور کتنی سوسالہ تقاریب منائی جائیں گی۔ انسانیت کے لئے شمار کرنا ممکن نہیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے صدسالہ خلافت جوبلی کے اس موقع پر جماعت کو دو عظیم تحائف عنایت فرمائے ہیں ایک دعا کی تلقین دوسرے خلافت سے وابستگی کی ہدایت۔ یہ دونوں ہی وہ عظیم نعمتیں ہیں جن پر دین و دنیا کی ترقیات اور کامیابیوں کا انحصار ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان دونوں نعمتوں سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی راہنمائی کے مطابق استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

معزز قارئین! دنیا میں ہر ایک چیز جو ہمیں نظر آتی ہے چاہے وہ جمادات ہوں یا نباتات ہوں یا حیوانات ہوں، ان میں ایک نظام نظر آتا ہے جو اُن کی ترقی کا باعث ہوتا ہے۔ انسانیت کے لئے اللہ تعالیٰ نے آدم سے لیکر آج تک یہ نظام، خلافت کے ذریعہ دنیا میں قائم فرمایا۔ اور آج یہ نظام صرف اور صرف جماعت احمدیہ کے نصیب میں ہے۔ اس پر جتنا شکر کیا جائے کم ہے اور جتنی دعائیں کی جائیں کم ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہماری آئندہ آنے والی نسلوں کو خلافت جیسی عظیم الشان نعمت سے وابستہ رکھے اور تمام کائنات کو خلافت کے زیر سایہ آنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللّٰھم آمین ثم آمین۔

☆☆☆

حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

☆...... ''ہمارا رب کتنا پیارا رب ہے جس نے اس زمانہ میں حضرت مسیح الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دنیا کی اصلاح اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو دنیا میں قائم کرنے کیلئے مبعوث فرمایا اور اس عظیم مقصد کو مستقل طور پر جاری رکھنے کیلئے ایک ایسی قدرت ثانیہ کا وعدہ فرمایا جو دائمی اور قیامت تک جاری رہنے والی ہے اور ہر خلیفہ کی وفات پر دوسرے خلیفہ کے ذریعہ مومنوں کے خوف کی حالت کو امن میں بدلنے والا ہے''

(خصوصی پیغام لندن 11 مئی 2003 مطبوعہ بدر 20/27 مئی 2005ء)

خلافت احمدیہ اور عالمی پریس

-------((مکرم مولانا دوست محمد صاحب شاہد مؤرّخ احمدیت ربوہ))-------

کوئی بھی واقف نہ تھا مجھ سے نہ میرا معتقد
لیکن اب دیکھو کہ چرچا کس قدر ہے ہر کنار
اُس زمانہ میں خدا نے دی تھی شہرت کی خبر
جو کہ اب پوری ہوئی بعد از مُرورِ روزگار

شہ لولاک، آفتاب نبوت، سید الکل، افضل الرسل خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے احقر الغلمان سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا انیسویں صدی میں ظہور عہد نو کی تاریخ کا سب سے اہم اور انقلاب آفریں واقعہ ہے۔ آپ نے 6 جنوری 1900ء کو ایک خدانما مجلس کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:۔

''میں قریب 25 سال تک خلوت میں بیٹھا رہا ہوں اور کبھی ایک لحظہ کے لئے بھی نہیں چاہا کہ دربار شہرت میں کرسی پر بیٹھوں ......مگر امرِ آمر سے مجبور ہوں۔''

(ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد اوّل صفحہ:۳۱۰ نظارت اشاعت ربوہ)

اسی حقیقت کو حضور نے اپنے پُر معارف شعروں میں یوں بیان فرمایا ہے:

ابتداء سے گوشہ خلوت رہا مجھ کو پسند
شہرتوں سے مجھ کو نفرت تھی ہر اک عظمت سے عار
پر مجھے تُو نے ہی اپنے ہاتھ سے ظاہر کیا
میں نے کب مانگا تھا یہ تیرا ہی ہے سب برگ وبار

نیز فرمایا:۔

سر زمین ہند میں ایسی ہے شہرت مجھ کو
جیسے ہووے برق کا اک دم میں ہر جا انتشار

حضرت اقدس اپنے عنفوان شباب ۱۸۵۷ء سے ۱۸۸۲ء تک صاحب غار کی حیثیت سے گوشہ تنہائی اور زاویہ گمنامی میں رہے۔ مارچ ۱۸۸۲ء میں آپ کو ماموریت کا پہلا الہام ہوا۔ چار سال بعد ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء کو (یعنی قیام جماعت احمدیہ سے تین سال پیشتر) آپ کو بذریعہ الہام بشارت دی گئی:۔

''خدا...... تیری دعوت کو دنیا کے کناروں تک پہنچادے گا''

دعویٰ مسیحیت سے قبل الہام ہوا:

''موت کے بعد میں پھر تجھے حیات بخشوں گا۔''

جس کی تشریح میں آپ نے فتح اسلام طبع اوّل جنوری 1891ء صفحہ 26 حاشیہ میں تحریر فرمایا:

''میری اس دوبارہ زندگی سے مراد بھی میرے مقاصد کی زندگی ہے۔''

اس ضمن میں آپ کو مستقبل میں احمدیت کے عالمگیر غلبہ کا منظر بھی دکھایا گیا۔ چنانچہ جناب الٰہی سے الہام ہوا:

''ما انت ان تترک الشیطان قبل ان تغلبہ ......الفوق معک والتحت مع اعدائک'' (الحکم 24 راگست 1900ء صفحہ 10)

حضرت مصلح موعودؓ کے مبارک الفاظ میں اس حیرت انگیز وحی ربانی کا ترجمہ اور تشریح ہدیہ قارئین کرتا ہوں۔ فرماتے ہیں:۔

''اس الہام میں یہ خبر دی گئی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوت روحانیہ اس وقت تک متواتر اور بغیر وقفہ کے جاری رہے گی جب تک کہ دنیا سے شیطان کی حکومت کو نکال نہ دیا جائے ...... پس الٰہی سنت کے ماتحت تیری جماعت کا قدم اس وقت تک برابر راستی پر قائم رہے گا جب تک کہ شیطان مغلوب نہ ہو جائے اور اسلام کو دوسرے ادیان پر غلبہ نہ حاصل ہو جائے۔''

(خطبات محمود جلد ۱۸، ۷ ۱۹۳ء، صفحہ ۱۹-۴۱۸، ناشر فضل عمر فاؤنڈیشن ربوہ اپریل ۲۰۰۷ء)

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے رسالہ ''الوصیت'' (مطبوعہ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء) میں آیت کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی'' (المجادلہ ۲۲) کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فیصلہ کن انداز میں ایک صدی قبل یہ انکشاف فرمایا:

''غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ رسول اور نبیوں کا یہ منشا ہوتا ہے کہ خدا کی محبت زمین پر پوری ہو جائے ......اور جس راستبازکو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اس کی تخم ریزی انہی کے ہاتھ سے کر دیتا ہے لیکن اس کی پوری تکمیل ان کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن اور تشنیع کا موقع دے دیتا ہے اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جس کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناکام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں ......اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو...... کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا

آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا......ضرور ہے کہ یہ دنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جن کی خدا نے خبر دی۔ میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔''

(الوصیت، طبع اول، صفحہ ۸-۷، مطبوعہ میگزین پریس قادیان)

''قدرت ثانیہ'' یعنی نظام خلافت احمدیہ کے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعوت کو زمین کے کناروں تک پہنچانے اور بین الاقوامی غلبہ حق کے لئے جو اسباب پیدا کئے گئے ان میں سرِ فہرست عالمی پریس ہے جس نے آج تک احمدیت اور خلفاء احمدیت کو بے مثال رنگ میں متعارف کرایا ہے جیسا کہ آئندہ سطور سے واضح ہوگا۔

مسیح محمدی کے ربّ ذوالجلال نے اپنے تصرف خاص سے جس طرح بین الاقوامی پریس کے ذریعہ خلفاء احمدیت کی شاندار پذیرائی کے سامان فرمائے ہیں اور ان کی خدائی شخصیات کی مقدس سوانح اور ان کے کارناموں کو ریکارڈ کیا ہے وہ تسخیر عالم کا ایک مافوق العادت معجزہ ہے جس کی تفصیل ایک وسیع دفتر میں بھی نہیں سما سکتی۔ ع

سفینہ چاہئے اس بحرِ بیکراں کے لئے

صحافت کے اس صدسالہ سفر کی تمثیل اگر ایک بحر بیکراں سے دی جائے تو سچ جانئے ان چند منتخب افکار و تاثرات کو اس کی ایک ادنیٰ اور بالکل ناتمام جھلک کے سوا کوئی اور نام نہیں دیا جاسکتا۔

خلافت اولیٰ

(۲۷ مئی ۱۹۰۸ء - ۱۳ مارچ ۱۹۱۴ء)

۱- امرتسر کے صحافی مسٹر محمد اسلم جرنلسٹ مارچ ۱۹۱۳ء میں زیارت قادیان کے لئے تشریف لائے اور حضرت حکیم مولانا حافظ نور الدین خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ سے شرف ملاقات حاصل کر کے ازحد محظوظ ہوئے اور واپسی پر ایک تفصیلی نوٹ میں اپنے تأثرات کا بایں الفاظ اظہار کیا:

''اگر قرآن مجید کے اسلام کی حقیقت یورپ کے ذہن نشین کرنے کو ایک زبردست مشن یورپ میں قائم ہو جائے تو معاملہ فہم یورپ آخر عیسائیت کے سیاسی پھندے کو توڑ کر اسلام کی حلقہ بگوشی میں آ جائے جس سے اسلام کی فتح یورپ کیا بلکہ ساری دُنیا میں ہو جائے گی۔

مَیں بہت لمبے عرصے سے احمدی جماعت سے برادرانہ اُلفت و محبت رکھنے کا اس وجہ سے عادی ہوگیا تھا کہ اس جماعت کے اکثر افراد بمقابلہ باقی اسلامی فرقوں کے زہد و تقویٰ میں بہت بڑھے ہوئے ہیں اور ان میں اسلام کی محبت کا جوش ایک صادقانہ پہلو لئے ہوئے ہے۔ اس لئے اکثر میرے دل میں احمدی جماعت کے مرکز قادیان کو دیکھنے کا شوق رہتا تھا۔ جس کی تحریک مجھ سے چند مرتبہ میرے بعض احمدی دوست بھی کر چکے تھے۔ مگر وہ خیال ایک کمزور قسم کا تھا۔ شاید ہی مجھے قادیان لے جانے پر کامیاب ہوتا۔ مگر جیسا کہ اُوپر لکھا گیا ہے عالم اسلام کی خطرناک تباہ انگیزیوں نے مجھے اس اصول پر قادیان جانے پر مجبور کیا کہ احمدی جماعت جو بہت عرصے یہ دعویٰ کر رہی ہے کہ وہ دنیا کو تحریری و تقریری جنگ سے مغلوب کر کے اسلام کا حلقہ بگوش بنائے گی ......اس تصویر کی زبردست کشش نے آخر کار گزشتہ ہفتہ میں مجھے امرتسر سے کھینچ کر قادیان میں لے جا کر کھڑا کر دیا جہاں مَیں اور میرا رفیق مولوی ضیاء اللہ صاحب بٹالہ کے اسٹیشن سے بذریعہ یکہ قادیان پہنچے اور مفتی محمد صادق صاحب کے مہمان بنے۔

مولوی نور الدین صاحب جو بوجہ مرزا صاحب کے خلیفہ ہونے کے اس وقت احمدی جماعت کے مسلمہ پیشوا ہیں جہاں تک میں نے دو دن کی مجالس وعظ و درس القرآن شریف میں رہ کر ان کے کام کے متعلق غور کیا مجھے وہ نہایت پاکیزہ اور محض خالصۃً للہ کے اصول پر نظر آیا۔ کیونکہ مولوی صاحب کا طرزِ عمل قطعاً ریا و منافقت سے پاک ہے اور ان کے آئینہ دل میں صداقت اسلام کا ایک ایسا زبردست جوش ہے جو معرفت توحید کے شفاف چشمے کی وضع میں قرآن مجید کی آیتوں کی تفسیر کے ذریعے ہر وقت ان کے بے ریا سینے سے اُبل اُبل کر تشنگانِ معرفت توحید کو فیضیاب کر رہا ہے اگر حقیقی اسلام قرآن مجید ہے تو قرآن مجید کی صادقانہ محبت جیسے کہ مولوی صاحب موصوف میں مَیں نے دیکھی ہے اور کسی شخص میں نہیں دیکھی۔ یہ نہیں کہ وہ تقلیداً ایسا کرنے پر مجبور ہے نہیں بلکہ وہ ایک زبردست فیلسوف انسان ہے اور نہایت ہی زبردست فلسفیانہ تنقید کے ذریعہ قرآن مجید کی محبت میں گرفتار ہوگیا ہے کیونکہ جس قسم کی زبردست فلسفیانہ تفسیر قرآن مجید کی مَیں نے ان سے دَرسِ قرآن مجید کے موقعہ پر سنی ہے غالباً دنیا میں چند آدمی ایسا کرنے کی اہلیت اس وقت رکھتے ہونگے۔ مجھے زیادہ حیرت اس بات کی ہوئی کہ ایک اَسی سالہ بوڑھا آدمی صبح سویرے سے لے کر شام تک جس طرح لگاتار سارا دن کام کرتا رہتا ہے وہ متحدہ طور پر آج کل کے تندرست قوی ہیکل دو تین نوجوانوں سے بھی ہونا مشکل ہے۔ میں کام کرنے کے متعلق مولوی صاحب کو غیر معمولی طاقت کا انسان تو سمجھتا نہیں لیکن اپنے فرض کی ادائیگی میں اسے خیر القرون کے قدسی صفت صحابہ کا پُورا پیرو کہنے میں اگر منافقت کروں تو یقیناً میں صداقت کا خون کرنے والا ہو جاؤں۔ مولوی صاحب کے تمام حرکات و سکنات میں صحابہ علیہم السلام کی سادگی، اور بے تکلفی کی شان پائی جاتی ہے۔''

(اخبار ''بدر'' قادیان، ۱۳ مارچ ۱۹۱۳ء صفحہ ۷)

۲- اخبار ''طبیب'' دہلی (۲۳ مارچ ۱۹۱۴ء)

''افسوس کہ ہندوستان کے ایک مشہور و معروف

طبیب مولوی حاجی حافظ حکیم نورالدین صاحب جو علوم دینیہ کے بھی متبحر عالم باعمل تھے اور جماعت احمدیہ کے محترم پیشوا کچھ عرصہ عوارض ضعف پیری میں مبتلا رہ کر آخر جمعہ گذشتہ کو قریباً اسی سال کی عمر میں رحلت فرما گئے ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ حکیم صاحب مغفور بلا امتیاز احمدی وغیر احمدی یا مسلم یا غیر مسلم سب کے ساتھ شفقت علیٰ خلق اللہ کا ایک اعلیٰ نمونہ تھے۔''

(عسل مصفی جلد دوم ،صفحہ ۷۳۶-۷۳۷، ازمرزا خدا بخش صاحب قادیانی، ناشر اللہ بخش سٹیم پریس قادیان، ۱۹۱۴ء)

۳-اخبار زمیندار لاہور مورخہ ۱۴ مارچ ۱۹۱۴ء ازقلم مولوی ظفر علی خان:

'' مولوی حکیم نورالدین اپنے عقیدت مندوں کی جماعت میں خلیفۃ المسیح کے لقب سے ملقب تھے اور مرزا غلام احمد مغفور کے جانشین کہلاتے تھے اس لئے احمدی حضرات کو ان کی وفات سے ایسا شدید صدمہ محسوس ہوگا جو انہیں مدتِ مدید تک برقرار رکھے گا۔ اگر مذہبی عقائد سے قطع نظر کر کے دیکھا جائے تو بھی مولانا حکیم نور الدین کی شخصیت اور قابلیت ضرور اس قابل تھی جس کے فقدان پر تمام مسلمانوں کو رنج و افسوس کرنا چاہئے ۔ کہا جاتا ہے کہ زمانہ سو برس تک گردش کرنے کے بعد ایک باکمال پیدا کیا کرتا ہے۔ الحق اپنے تبحر علم و عمل کے لحاظ سے مولانا حکیم نور الدین بھی ایسے ہی باکمال تھے ۔ افسوس ہے کہ آج ایک زبردست عالم ہم سے ہمیشہ کے لئے جدا ہو گیا ہمیں اس حادثۂ الم افزا میں اپنے احمدی دوستوں سے جن کے سر پر غم والم کا پہاڑ ٹوٹ کر گر پڑا ہے دلی ہمدردی ہے۔ ہماری دعا ہے کہ ارحم الراحمین مولوی حکیم نورالدین کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے اور ان کے عقیدت مندان اور پس ماندوں کو صبر جمیل کی توفیق بخشے ۔'' (ایضا،صفحہ ۷۳۶-۷۳۷)

۴-محمڈن ایجوکیشنل کمیٹی کا ہفت روزہ ترجمان اخبار انسٹی ٹیوٹ پٹنہ مورخہ ۱۸ مارچ ۱۹۱۴ء:

'' قطع نظر اس کے اپنے مختص الفرقہ بعض خاص معتقدات کے اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ حکیم صاحب مرحوم ایک نہایت بلند پایہ عالم عامل اور علوم دینیہ کے بہت بڑے خادم تھے۔ اس پیرانہ سالی اور ضعف و مرض کی حالت میں بھی آپ کا بیشتر وقت تعلیم و تعلم میں صرف ہوتا تھا۔ اور ایک طبیب حاذق ہونے کی حیثیت سے بھی آپ خلق اللہ کی بہت خدمت بجالاتے تھے ۔ اس لحاظ سے مرحوم کا انتقال واقعی سخت رنج و ملال کے قابل ہے۔'' (ایضاً صفحہ ۷۳۷)

۵-کشمیری میگزین لاہور (مورخہ ۲۱ مارچ ۱۹۱۴ء) ایڈیٹر منشی محمد الدین فوق'' مجدد کشامرہ''

'' نہایت رنج و افسوس سے لکھا جاتا ہے کہ حکیم حافظ حاجی مولوی نور الدین صاحب جو بلحاظ عقاید جماعت احمدیہ کے خلیفۃ المسیح بلحاظ علم و فضل مسلمانوں کے مایۂ ناز اور بلحاظ ہمدردی عوام انسانیت کے لئے مایۂ افتخار تھے کچھ عرصہ کی علالت کے بعد ۳ مارچ کو بعد دوپہر دو بجے قادیان میں انتقال فرما گئے ہیں ۔ مولوی نور الدین صاحب کی وفات پر احمدی اخبارات کے علاوہ تمام اسلامی اخبارات نے باوجود ان کے مذہبی عقائد سے اختلاف رکھنے کے نہایت رنج و افسوس کا اظہار کیا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ مولوی نورالدین جیسا قابل فرزند ہندوستان کے مسلمانوں میں ایک عرصہ کے بعد پیدا ہو سکے گا۔'' (ایضا،صفحہ ۷۳۷-۷۳۸)

۶-مسافر آگرہ (مورخہ ۲۰ مارچ ۱۹۱۴ء)

'' گو اصولاً ہمارے واُن کے خیالات میں اتنا ہی فرق تھا جتنا کہ قطب جنوبی و قطب شمالی کے درمیان ہے لیکن پھر بھی نہ کہنا دیانت کا خون کرنا ہوگا کہ وہ راسخ الاعتقاد ایماندار و نیک آدمی تھے۔ علاوہ بریں ہم جانتے ہیں کہ ان کے دل میں اشاعت اسلام کا بڑا درد اور قرآن شریف کے پڑھنے پڑھانے سے خاص محبت تھی اور وہ مرنے سے چند یوم پہلے تک برابر دونوں کام سرانجام دیتے رہے۔'' (ایضاً صفحہ ۷۳۸)

۷-اخبار مشرق (مورخہ ۱۷/مارچ ۱۹۱۴ء)

احمدی سلسلہ میں یہ خلیفۃ المسیح اور عام طور سے مسلمانوں میں اپنے تبحر علمی اور زہد و اتقاء کی خوبیوں سے نہایت محترم اور اسلام کے محاسن اور اس کی اشاعت میں کوشاں تھے ان کی زندگی میں ہزار ہا ایسے موقعے آئے کہ اُن کی آزمائش ہوئی جس میں انہوں نے صداقت کو کبھی ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔ اللہ تعالیٰ نے جو جو فضل و کرم اور ثمرۂ اعتماد و صبر انہیں بخشا تھا اس کی تفصیل سوانح عمری میں پائی جاتی ہے۔ جس سے دل پر نقش ہوتا ہے کہ وہ ایک سچے خدا پرست اور پکے موحد تھے اور ان کی زندگی اسلام کے پاک نمونہ پر بسر ہوئی۔ وہ صرف مذہبی پیشوا نہیں تھے بلکہ اعلیٰ درجہ کے طبیب بھی تھے اور اعلیٰ درجہ کی کتابوں کے فراہم کرنے اور خلق اللہ کو فائدہ پہنچانے کا خاص ذوق تھا۔''

(ایضا صفحہ ۷۳۸)

۸- بھارت (مورخہ ۲۰ مارچ ۱۹۱۴ء)

'' آپ درویش منش اور منکسر المزاج خلیق اور ملنسار تھے ۔ عالم باکمال اور طبیب بے مثال تھے ۔ مذہب کا آپ کو اتنا خیال تھا کہ ایام علالت میں بھی قرآن شریف کے ترجمے میں گہری دلچسپی لیتے رہے۔''

(ایضا صفحہ ۷۳۸-۷۳۹)

۹-اخبار وطن لاہور (مورخہ ۲۰ مارچ ۱۹۱۴ء ایڈیٹر مولوی انشاء اللہ خان)

مولوی صاحب مرحوم کیا بلحاظ طبابت و حذاقت اور کیا بلحاظ سیاحت علم و فضیلت و علمیت ایک برگزیدہ بزرگوار تھے ۔ علم سے اُن کو عشق تھا اور فراہمی کتب کا خاص شوق ان کا پیدائشی وطن بھیرہ ضلع شاہپور ہے۔ مگر عمر کا بڑا حصہ باہر گذرا اور آخری حصہ قادیان میں۔

(ایضا صفحہ ۷۳۹)

۱۰-میونسپل گزٹ (مورخہ ۱۹ مارچ ۱۹۱۴ء)

'' مرحوم جیسا زمانہ واقف ہے ایک بے بدل عالم اور زہد و اتقاء کے لحاظ سے مرزائی جماعت کے لئے تو

واقعی ایک پاکباز اور ستودہ صفات خلیفہ تھے۔لیکن اگر ان کے مرزائیانہ مذہبی عقائد کو نظر انداز کر کے دیکھا جائے تو بھی وہ ہندوستان کے مسلمانوں میں بے شک ایک عالم متبحر و جید فاضل تھے۔کلام اللہ سے آپ کو جو عشق تھا وہ غالبًا بہت کم عالموں کو ہوگا۔اور جس طرح آپ نے عمر کا آخری حصہ احمدی جماعت پر صرف قرآن مجید کے حقائق و معارف آشکار فرمانے میں گذارا بہت کم عالم اپنے حلقہ میں ایسا عمل کرتے ہوئے پائے جائیں گے۔حکمت میں آپ کو خاص دستگاہ تھی۔اسلام کے متعلق آپ نے نہایت تحقیق و تدقیق سے کئی کتابیں لکھیں اور معترضین کو دندان شکن جواب دیئے۔بہر حال آپ کی وفات مرزائی جماعت کے لئے ایک صدمہ عظیم اور عام طور پر اہل اسلام کے لئے بھی کچھ کم افسوسناک نہیں۔'' (صفحہ ۷۴۰)

۱۱-اخبار وکیل امرتسر (مورخہ ۱۸ مارچ ۱۹۱۴ء)

''مرحوم فرقۂ احمدیہ کے ممتاز ترین رکن اور مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے جانشین تھے۔آپ کے علم و فضل کا ہر شخص معترف تھا۔اور ان کے علم اور بردباری کا عام شہرہ تھا ان کی روحانی عظمت و تقدس کے خود مرزا صاحب بھی قائل تھے۔'' (صفحہ ۷۴۱)

۱۲-اخبار کرزن گزٹ دہلی (مورخہ ۲۳ مارچ ۱۹۱۴ء ایڈیٹر مرزا حیرت دہلوی)

''حکیم صاحب سے ہمیں ذاتی تعارف حاصل تھا۔ذاتی ہی نہیں بلکہ ایک عرصہ تک ہم اور حکیم صاحب جموں میں ایک ساتھ رہے ہیں یہاں تک تعلق بڑھا ہوا تھا کہ حکیم صاحب شام کا کھانا ہر روز آندھی آئے یا مینہہ، ہمارے مکان پر آ کے کھایا کرتے تھے۔مغرب کی اور عشاء کی نماز ہم اُن کے ساتھ پڑھتے تھے۔طبیعت میں مذاق بہت تھا۔نیک دل اور مخیّر تھے۔صورت شکل وجیہہ تھی۔رنگت گندمی تھی۔قد لمبا تھا۔داڑھی اس قدر گھنی تھی کہ آنکھوں کے حلقوں تک داڑھی کے بال پہنچے ہوئے تھے۔جموں میں ان کے ماتحت مدرسے اور شفاخانے تھے جن کا انتظام وہ نہایت عمدگی اور نیک نیتی سے کرتے تھے اس وقت حکیم فدا محمد خان صاحب مرحوم مہاراجہ رنبیر سنگھ کے طبیب خاص تھے۔اس عہدے میں گویا حکیم نور الدین صاحب اُن کی ماتحتی میں بھی کام کیا کرتے تھے۔حکیم صاحب موصوف کو دوسو یا ڈھائی سو روپے کی تنخواہ ملتی تھی۔آپ تعجب سے سنیں گے کہ اس تنخواہ کا بڑا حصہ نہایت سیر چشمی اور فیاضی سے طلباء پر آپ خرچ کر دیا کرتے تھے۔بہت سے طلباء آپ کے ساتھ رہتے تھے نہ صرف ان کی تعلیم کے آپ کفیل تھے بلکہ کھانا کپڑا بھی بڑی فراخی سے انہیں دیا کرتے تھے۔آپ نے اپنی عمر میں صدہا بے خانماں اور غریب طلباء کو پرورش بھی کیا اور پڑھا بھی دیا۔شیخ عبد اللہ صاحب پلیڈر علیگڈھ اور ایڈیٹر رسالہ خاتون آپ ہی کے پروردہ اور مسلمان کئے ہوئے ہیں۔شیخ صاحب پہلے کشمیری پنڈت تھے۔حکیم صاحب نے انہیں مسلمان بھی کیا اور پڑھایا لکھایا بھی۔یہاں تک کہ علیگڈھ کی تعلیم کا خرچ بھی آپ برابر اُٹھاتے رہے۔غرض یہ ہے کہ طبیعت میں ایثار کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔آپ کی زندگی کے دو ہی بڑے بڑے مذاق تھے ایک طلباء کی پرورش اور تعلیم دوسرے نادر الوجود کتابوں کا جمع کرنا بس اسی میں آپ کی تنخواہ صرف ہو جاتی تھی۔آپ بہت ہی منکسر المزاج اور خلیق تھے۔ساتھ ہی ہر ایک کام سچائی اور راستبازی سے کرتے تھے۔آپ سے آپ کے عملہ کے آدمی بہت خوش تھے۔کبھی کسی کو آپ سے شکایت نہیں پیدا ہوئی۔آپ کی دینی علوم کی مہارت اور عربی قابلیت مسلّم تھی۔آپ نے اپنے عہدہ کے فرائض کی ادائیگی کے بعد طلباء کو بخاری و مسلم کا سبق بھی دیا کرتے تھے۔آپ کی واقفیت مذہبی بہت بڑھی ہوئی تھی۔''

(صفحہ ۷۴۰-۴۱)

خلافت ثانیہ

(۱۴ مارچ ۱۹۱۴ء تا ۷/۸ نومبر ۱۹۶۵ء)

☆ مسٹر عبد القادر بی اے جامعہ ملیہ علیگڑھ کے تأثرات، 1923ء میں زیارت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ سے فیضیاب ہونے کے بعد:

''یہ جتادینا مناسب خیال کرتا ہوں کہ میں ماحول سے متاثر ہو کر اور مولویوں کے بُرا بھلا کہنے سے جماعت احمدیہ سے کافی متنفر ہو چکا تھا۔لیکن وہاں پہنچ کر میرے نفرت آمیز جذبات میں بہت کچھ کمی واقع ہو گئی ہے۔سب سے پہلے مجھے ان کی نماز عصر دیکھنے کا موقعہ ملا۔اِدھر مؤذن نے اذان کہی اُدھر احباب نے تمام فرائض دنیوی اور دیگر کاروبار چھوڑ چھاڑ کر مسجد میں جمع ہونا شروع کیا۔یہاں تک کہ آدھ گھنٹہ میں سب نمازی جمع ہو گئے اور مسجد کھچا کھچ بھر گئی۔وقت معینہ پر ان کے خلیفہ صاحب تشریف لائے اور ان کی اقتداء میں نماز ادا ہوئی۔فراغتِ صلوٰۃ کے بعد خیر الدین نے خلیفہ صاحب سے میرا تعارف کرایا۔آپ نہایت تواضع اور خوش خلقی سے پیش آئے۔پھر آپ نے ہماری جامعہ ملیہ علیگڈھ (جہاں کا میں طالب علم ہوں) کی تعلیمی جدو جہد کے متعلق چند سوالات دریافت کئے جن کا میں نے جواب دیا۔اور ان کو وہاں کی حالت سے آگاہ کیا۔بعد چند صاحبان نے آپ کی بیعت کی خواہش کا اظہار کیا اور آپ نے اس طرح بیعت لینی شروع کی کہ ان کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھ میں لیا اور کلمہ توحید تین بار کہا اور ان سے بھی کہلوایا۔اسی طرح تین مرتبہ کلمہ شہادت دہرایا۔پھر آپ یہ الفاظ کہتے جاتے اور مبائعین ان کو دُہراتے جاتے۔ہم شرک نہیں کرینگے۔رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانیں گے۔تمام کبیرہ گناہوں سے حتی الامکان احتراز کریں گے۔اسلامی احکام پر کاربند ہونے کی کوشش کرینگے۔اور جس نیک کام کا آپ حکم دیں گے اس کی تعمیل کریں گے۔اس کے بعد سب نے مل کر دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو دین میں استقامت بخشے۔یہ ہے ان کی بیعت لینے کا طریق گو آخری شرط سے مجھے اتفاق نہیں۔قارئین کرام! عصر کی نماز میں ان کا جوق در جوق جمع ہونا اور جس نازک وقت کیلئے خاص تاکید ہو اس بات پر دلالت

کرتا ہے کہ انہیں جماعت سے نماز ادا کرنے کا کس قدر شوق ہے۔ اور وہ حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوۃِ الْوُسْطٰى کے پورے عملی نمونے ثابت ہوتے ہیں۔ یہ تو نماز عصر کا حال ہے۔ اس سے باقی نمازوں کی پابندی اور ادائیگی جماعت کا اندازہ ناظرین بخوبی کر سکتے ہیں۔ اس کے بعد میاں صاحب (حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ) قرآن کریم کا درس دیتے ہیں۔ جس میں احمدی صاحبان اسی ذوق وشوق سے حصہ لیتے ہیں اور پروانہ وار جامع مسجد میں جمع ہو کر کلام پاک کے حقائق و معارف سے مستفید ہوتے ہیں۔ مجھے بھی ایک دن خلیفہ صاحب کے درس میں شرکت کا موقعہ ملا۔ آپ کھڑے ہو کر کلام پاک پڑھتے اور ایک ایک آیت کا ترجمہ اور تفسیر بیان فرماتے جاتے ہیں۔ اس کے بعد ہر شام بعد نماز مغرب حدیث کا درس ہوتا ہے اور یہ درس مہمان خانہ میں ہوتا ہے۔ یہاں بھی وہی جوش وخروش مترشح ہوتا ہے۔ ان کی اخلاقی حالت قابل تعریف ہے۔ ان میں کا ہر شخص منکسر المزاج تواضع سے پیش آنے والا خوش خلق اور حلیم الطبع ہے۔ جو صاحب ان کے ہاں بطور مہمان جائیں ان کی تعظیم و تکریم کرتے ہیں۔ سب سے بڑی نمایاں خصوصیت جو اس جماعت کے افراد میں پائی گئی ہے وہ ان کا تبلیغی جذبہ ہے۔ اس میں شک نہیں کہ تبلیغ اسلام کا کام جس خوش اسلوبی سے احمدی بھائی انجام دے رہے ہیں شائد ہی کوئی فرقہ اس فرض کو پورا کرتا ہو۔ ہر شخص کو مذہب کی واقفیت پیدا کرائی جاتی ہے یہاں تک کہ قادیان کے اکے والے بھی مسافروں کو ساتھ ساتھ احمدیت کی تبلیغ کرتے جاتے ہیں۔''

(الفضل ۲۱ جون ۱۹۲۳ء، صفحہ ۸)

☆ لنڈن کی ویمبلے کانفرنس (۱۹۲۴ء) میں حضرت امیر المومنین کے معرکہ آراء مضمون کا لندن کے ممتاز اخبار'' مانچسٹر گارڈین'' کی اشاعت ۲۴ ستمبر ۱۹۲۴ء میں زبردست چرچا:

'' اس کانفرنس میں ایک ہلچل ڈالنے والا واقعہ جو اس وقت ظاہر ہوا وہ آج سہ پہر کو اسلام کے ایک نئے فرقہ کا ذکر تھا۔ نئے فرقہ کا لفظ ہم نے آسانی کے لئے اختیار کیا ہے ورنہ یہ لوگ اس کو درست نہیں سمجھتے اس فرقہ کی بناء ان کے قول کے بموجب آج سے چونتیس سال پیشتر اس مسیح نے ڈالی جس کی پیشگوئی بائیبل اور دوسری کتابوں میں ہے۔ اس سلسلہ کا یہ دعویٰ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے صریح الہام کے ماتحت اس سلسلہ کی بنیاد اس لئے رکھی ہے کہ وہ نوع انسان کو اسلام کے ذریعہ خدا تعالیٰ تک پہنچائے۔ ایک ہندوستان کے باشندے نے جو سفید دستار باندھے ہوئے ہے اور جس کا چہرہ نورانی اور خوش کن ہے اور سیاہ داڑھی رکھتا ہے اور جس کا لقب خلیفۃ المسیح الحاج میرزا بشیر الدین محمود احمد یا اختصاراً خلیفۃ المسیح ہے مندرجہ بالاتحدی اپنے مضمون میں پیش کی جس کا عنوان ہے'' اسلام میں احمدیہ تحریک'' آپ کے ایک اور شاگرد نے جو سُرخ رومی ٹوپی پہنے ہوئے تھا آپ کا پرچہ کمال خوبی کے ساتھ پڑھا۔ آپ نے اپنے مضمون کو جس میں زیادہ تر اسلام کی حمایت اور تائید تھی ایک پُر جوش اپیل کے ساتھ ختم کیا۔ جس میں انہوں نے حاضرین کو اس خلیفۃ المسیح اور اس کی تعلیم کو قبول کرنے کے لئے مدعو کیا۔ اس بات کا بیان کرنا بھی ضروری ہے کہ اس پرچہ کے بعد جس قدر تحسین اور خوشنودی کا اظہار کیا گیا اس سے پہلے کسی پرچہ کے لئے ایسا نہیں کیا گیا تھا۔'' (ترجمہ)

☆ اخبار'' کشمیری'' لاہور (۲۸ جون ۱۹۲۸ء) نے'' ۱۷ جون کی شام'' کے عنوان سے یہ خصوصی خبر شائع کی:

'' مرزا بشیر الدین محمود احمد (جماعت احمدیہ قادیان کے خلیفۃ المسیح) کی یہ تجویز ہے کہ ۱۷ جون کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک سیرت پر ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں لیکچر اور وعظ کئے جائیں باوجود اختلافاتِ عقائد کے نہ صرف مسلمانوں میں مقبول ہوئی بلکہ بے تعصب امن پسند صلح جو غیر مسلم اصحاب نے ۱۷ جون کے جلسوں میں عملی طور پر حصہ لیکر اپنی پسندیدگی کا اظہار فرمایا ۱۷ جون کی شام کیسی مبارک شام تھی کہ ہندوستان کے ایک ہزار سے زیادہ مقامات پر بہ یک وقت و بہ یک ساعت ہمارے برگزیدہ رسول کی حیاتِ اقدس ان کی عظمت ان کے احسانات و اخلاق اور ان کی سبق آموز تعلیم پر ہندو مسلمان اور سکھ اپنے اپنے خیالات کا اظہار کر رہے تھے۔ اگر اس قسم کے لیکچروں کا سلسلہ برابر جاری رکھا جائے تو مذہبی تنازعات و فسادات کا فوراً انسداد ہو جائے۔''

☆ اخبار'' ہمت'' لکھنؤ ۳ مئی (۱۹۲۹ء) نے لکھا:

'' جناب امام جماعت احمدیہ کی یہ مبارک تجویز بے حد مقبول ہو رہی ہے کہ مختلف اور مخصوص مقامات پر اس طرح کے جلسے منعقد کئے جائیں جن میں مسلمانوں کے تمام فرقوں کے علماء اور لیکچرار بالاتفاق سیرت نبویؐ پر اظہار خیالات فرمائیں۔ اور ان جلسوں میں دوسرے فرقوں کے افراد کو بھی شرکت کی دعوت اور ان کی نشست وغیرہ کا انتظام کیا جائے۔ جماعت احمدیہ کی سنجیدہ اور ٹھوس تبلیغی سرگرمیاں ہر حیثیت سے مستحق مبارکباد ہیں اور ہمارے نزدیک مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اس نہایت مفید اور اہم تجویز کو عملی جامہ پہنانے کے لئے پوری سعی سے کام لیں۔''

☆ برصغیر کے شہرہ آفاق لیڈر رئیس الاحرار مولانا محمد علی جوہر کا تاریخی خراج تحسین:

'' ناشکر گزاری ہوگی کہ جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد اور ان کی اس منظم جماعت کا ذکر ان سطور میں نہ کریں جنہوں نے اپنی تمام تر توجہات بلا اختلاف عقیدہ تمام مسلمانوں کی بہبودی کے لئے وقف کر دی ہیں۔ یہ حضرات اس وقت اگر ایک جانب مسلمانوں کی سیاست میں دلچسپی لے رہے ہیں تو دوسری طرف مسلمانوں کی تنظیم، تبلیغ و تجارت میں بھی انتہائی جدوجہد سے منہمک ہیں اور وہ وقت دُور نہیں جبکہ اسلام کے اس

منظم فرقہ کا طرزِ عمل سوادِ اعظم اسلام کے لئے بالعموم اور ان اشخاص کے لئے بالخصوص جو بسم اللہ کے گنبدوں میں بیٹھ کر خدمتِ اسلام کے بلند بانگ و در باطن ہیچ دعاوی کے خوگر ہیں مشعلِ راہ ثابت ہوگا۔‘‘

(اخبار ’’ہمدرد‘‘ ۲۶ ستمبر ۱۹۲۷ء)

☆اخبار مشرق گورکھپور ۲۲ ستمبر ۱۹۲۷:

’’جناب امام صاحب جماعت احمدیہ کے احسانات تمام مسلمانوں پر ہیں۔ آپ ہی کی تحریک سے ورتمان پر مقدمہ چلایا گیا۔ آپ کی ہی جماعت نے رنگیلا رسول کے معاملہ کو آگے بڑھایا، سرفروشی کی اور جیل خانے جانے سے خوف نہیں کھایا۔ آپ ہی کے پمفلٹ نے جناب گورنر صاحب بہادر کو عدل وانصاف کی طرف مائل کیا۔ آپ کا پمفلٹ ضبط کرلیا مگر اس کے اثرات کو زائل نہیں ہونے دیا اور لکھ دیا کہ اس پوسٹر کی ضبطی محض اس لئے ہے کہ اشتعال نہ بڑھے اور اس کا تدارک نہایت عادلانہ فیصلے سے کر دیا اور اس وقت ہندوستان میں جتنے فرقے مسلمانوں کے ہیں سب کسی نہ کسی وجہ سے انگریزوں یا ہندوؤں یا دوسری قوموں سے مرعوب ہو رہے ہیں صرف ایک احمدی جماعت ہے جو قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کی طرح کسی فرد یا جمعیت سے مرعوب نہیں ہے۔ اور خاص اسلامی کام سرانجام دے رہی ہے۔‘‘

☆برٹش انڈیا کے مشہور صحافی مولانا غلام رسول صاحب مدیر ’’سیاست‘‘ کا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی معرکۃ آراء تالیف ’’ہندوستان کے موجودہ سیاسی مسئلہ کا حل سے‘‘ سے متعلق حقیقت افروز تبصرہ:

’’مذہبی اختلافات کی بات چھوڑ کر دیکھیں تو جناب بشیر الدین محمود احمد صاحب نے میدان تصنیف وتالیف میں جو کام کیا ہے وہ بلحاظ ضخامت و افادہ ہر تعریف کا مستحق ہے اور سیاسیات میں اپنی جماعت کو عام مسلمانوں کے پہلو بہ پہلو چلانے میں آپ نے جس اصول عمل کی ابتدا کر کے اس کو اپنی قیادت میں کامیاب بنایا ہے وہ بھی ہر منصف مزاج مسلمان اور حق شناس انسان سے خراج تحسین وصول کر کے رہتا ہے۔ آپ کی سیاست کا ایک زمانہ قائل ہے اور نہرو رپورٹ کے خلاف مسلمانوں کو مجتمع کرنے میں مسائل حاضرہ پر اسلامی نقطہ نگاہ سے مدلل بحث کرنے اور مسلمانوں کے حقوق کے متعلق استدلال سے مملو کتابیں شائع کرنے کی صورت میں آپ نے بہت ہی قابل تعریف کام کیا ہے۔‘‘ (اخبار ’’سیاست‘‘ لاہور، ۲ دسمبر ۱۹۰۳ء)

☆اس تعلق میں مدیر ’’انقلاب‘‘ مشہور عالم صحافی مولانا عبد المجید سالک صاحب نے ۱۶ نومبر ۱۹۳۰ء کی اشاعت میں یہ رائے شائع کی

’’جناب مرزا صاحب نے اس تبصرہ کے ذریعہ بہت بڑی خدمت انجام دی ہے بڑی بڑی اسلامی انجمنوں کا کام تھا جو مرزا صاحب نے انجام دیا۔‘‘

☆نیروبی (مشرقی افریقہ) کے مشہور بااثر اخبار ڈیلی کرانیکل (مورخہ ۵ جولائی ۱۹۴۵ء)

’’جہاں تک مبلغین کی آمد ورفت کا تعلق ہے امام جماعت احمدیہ کے مبلغین نے ہوا کا رُخ بالکل پھیر کر رکھ دیا ہے پہلے عیسائی مشنری مغرب سے مشرق کی طرف آتے تھے اب مبلغین اسلام مشرق سے مغرب کی طرف جا رہے ہیں۔ اسلام کے یہ مناد آج کل یورپ میں اسلامی تعلیمات کی تبلیغ و اشاعت کے وسیع انتظامات کو پایہ تکمیل تک پہنچانے میں ہمہ تن مصروف ہیں۔‘‘

☆برّ صغیر کے ممتاز ادیب سید ابوظفر نازش صاحب رضوی نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے وصال پر اپنا یہ چشم دید واقعہ اخبار میں شائع کیا:

’’۱۹۴۰ء میں مجھے ایک سیاسی مشن پر قادیان جانا پڑا۔ اس زمانے میں ہندو اپنی سنگھٹنی شرارتوں کا ایک خاص منصوبہ بنا رہے تھے۔ اس موقع پر مرحوم و مغفور امام صاحب جامع مسجد دہلی اور سیدی و مولائی خواجہ حسن نظامی صاحب اعلیٰ اللہ مقامہٗ اور دیگر چوٹی کے مُسلم اکابر نے مجھے نمائندہ بنا کر بھیجا کہ حضرت صاحب سے اس باب میں تفصیلی بات چیت کروں اور اسلام کے خلاف اس فتنے کے تدارک کے لئے ان کی ہدایت حاصل کروں۔ یہ مشن بہت خفیہ تھا کیونکہ ہندوستان کے چوٹی کے مسلمان اکابر جہاں یہ سمجھتے تھے کہ ہندوؤں کے اس ناپاک منصوبے کا مؤثر جواب مسلمانوں کی طرف سے صرف حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد (رضی اللہ عنہ) ہی دے سکتے ہیں۔ وہاں وہ عام مسلمانوں پر یہ ظاہر کرنا بھی نہیں چاہتے تھے کہ وہ حضرت صاحب کو اپنا رہبر تسلیم کرتے ہیں۔

میں اس سلسلے میں قادیان تین دن مقیم رہا اور حضرت صاحب سے کئی تفصیلی ملاقاتیں کیں۔ ان ملاقاتوں میں دو باتیں مجھ پر واضح ہوگئیں ایک یہ کہ حضرت صاحب کو اسلام اور حضور سرور کائنات علیہ السلام سے جو عشق ہے اس کی مثال اس دَور میں مِلنا محال ہے۔ دوسرے یہ کہ تحفظِ اسلام کے لئے جو اہم نکات حضرت صاحب کو سوجھتے ہیں وہ کسی دیگر مسلم لیڈر کے ذہن سے مخفی رہتے ہیں۔ میرا یہ مشن بہت کامیاب رہا اور مَیں دہلی جا کر جو رپورٹ پیش کی اس سے مسلم زعماء حوصلے بلند سے بلند تر ہوگئے۔‘‘

نیز لکھا:۔

’’افسوس کہ وہ وجود جو انسانیت کے لئے سراپا احسان و مروّت تھا آج اس دنیا میں نہیں۔ وہ عظیم الشان سپر آج پیوندِ زمین ہے جس نے مخالفین اسلام کی ہر تلوار کا وار اپنے سینے پر برداشت کیا مگر یہ گوارا نہ کیا کہ اسلام کو گزند پہنچے...... آپ نے دنیا کے بے شمار ممالک میں چار سو کے قریب مساجد تعمیر کرائیں۔ تبلیغ اسلام کیلئے تقریباً ایک صد مشن قائم کئے جو عیسائیت کی بڑھتی ہوئی رَو کے سامنے ایک آہنی دیوار بن گئے۔ مختصر یہ کہ حضرت صاحب نے اپنی زندگی کا ایک ایک سانس اپنے مولیٰ کی رضا اور اسلام کی سر بلندی کے لئے وقف کر رکھا

تھا۔ خدا ان سے راضی ہو وہ خدا سے راضی ہوئے۔‘‘

(روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ مورخہ ۱۴؍اپریل ۱۹۶۶ء صفحہ ۳، ۵)

☆اسی طرح ’’صدق جدید‘‘ کے مدیر شہیر مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی نے حضورؓ کے وصال پر تحریر فرمایا:

’’قرآن وعلومِ قرآن کی عالمگیر اشاعت اور اسلام کی آفاق گیر تبلیغ میں جو کوششیں انہوں نے سرگرمی اور اولوالعزمی سے اپنی طویل عمر میں جاری رکھیں ان کا اللہ انہیں صِلہ دے۔ علمی حیثیت سے قرآنی حقائق و معارف کی جو تشریح، تبیین وترجمانی وہ کر گئے ہیں اس کا بھی ایک بلند وممتاز مرتبہ ہے۔‘‘

(صدق جدید ۱۸ نومبر ۱۹۶۵ء)

☆ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ۱۹۵۱ء میں تفسیر صغیر شائع فرمائی ۔ ۱۹۶۶ء میں لاہور نقوش پریس سے اس کا پہلا عکسی ایڈیشن آرٹ پیپر پر چھپا جس پر اخبار امروز لاہور نے اپنی ۲۹ مئی ۱۹۶۶ء کی اشاعت میں یہ تبصرہ لکھا:

’’یہ تفسیر احمدیہ جماعت کے پیشوا الحاج مرزا بشیر الدین محمود مرحوم کی کاوشِ فکر کا نتیجہ ہے۔ قرآن کے عربی متن کے اردو ترجمے کیساتھ کئی مقامات کی تشریح کے لئے حواشی اور تفسیری نوٹ دیئے گئے ہیں۔ ترجمے اور حواشی کی زبان نہایت سادہ اور آسان فہم ہے۔ تفسیر صغیر حُسنِ کتابت اور حُسنِ طباعت کا مرقع ہے۔‘‘

اک وقت آئے گا کہ کہیں گے تمام لوگ
ملت کے اس فدائی پر رحمت خدا کرے

خلافت ثالثہ

(۸ نومبر ۱۹۶۵ تا ۸-۹ جون ۱۹۸۲)

(۱) جرمنی کے اخبار ’’فرینکفورٹر رُنڈ شاؤ‘‘ (فرینکفورٹ) نے اپنی اشاعت ۱۰ جولائی ۱۹۶۷ء نے لکھا:

’’جماعت احمدیہ کے خلیفہ حضرت مرزا ناصر احمد صاحب کالی اچکن اور سفید پگڑی میں ملبوس بروز ہفتہ فرینکفورٹ کے ہوائی اڈہ پر اترے۔ آپ حضرت مسیح علیہ السلام کے پوتے اور جماعت کے تیسرے خلیفہ ہیں ۔آپ پہلے بھی جبکہ آپ آکسفورڈ میں پولیٹکل سائنس کی تعلیم حاصل کر رہے تھے فرینکفورٹ تشریف لائے تھے ۔فرینکفورٹ میں جماعتِ احمدیہ کا ایک مشن ہی نہیں ہے بلکہ مسجد بھی ہے۔ جس کا مقصد یہ ہے کہ تمام دنیا کے لوگوں کو اسلام کی سچائی سے روشناس کرایا جائے انیسویں صدی کے آخر میں حضرت مرزا غلام احمد (علیہ السلام) جنہوں نے اس سلسلہ کی بنیاد رکھی نے خدائی الہامات کے ماتحت اپنے مسیح موعود اور مہدی ہونے کا دعویٰ کیا اور اپنے اس دعویٰ کی صداقت میں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں اور دوسرے مذہبی رہنماؤں کے اقوال اور تصانیف کو پیش کیا۔ باوجود سخت مخالفت کے اب ساری دنیا میں اس سلسلہ کے ماننے والوں کی تعداد تیس لاکھ کے قریب ہوگئی ہے۔

حضرت مرزا ناصر احمد ۱۹۶۵ء میں خلیفہ منتخب ہوئے ۔انہوں نے آکسفورڈ یونیورسٹی کے علاوہ پنجاب یونیورسٹی میں بھی تعلیمی ڈگریاں حاصل کی ہیں۔ آپ ان چند ہستیوں میں سے ہیں جنہوں نے قرآن کریم کو حفظ کیا ہوا ہے۔ پاکستان میں ربوہ کا شہر اس سلسلہ کا مرکز ہے۔ وہاں سے ساری دنیا میں پھیلے ہوئے ۶۶ مشنوں کو مبلغ بھیجے جاتے ہیں۔‘‘

(ترجمہ، بحوالہ الفضل ربوہ، ۱۸ جولائی ۱۹۶۷ء صفحہ ۴)

☆ سوئٹزرلینڈ کے کثیر الاشاعت اور مقبول ترین روزنامہ ’’ٹاگس انسائیگر‘‘ (Tages-Anzei Ger) نے ۱۲ جولائی ۱۹۶۷ء کے ایشوع میں ’’اسلام کی بلند پایہ قابل تعظیم شخصیت زیورک میں‘‘ کے زیر عنوان لکھا:

’’اسلامی دنیا کی بلند پایہ اور قابل تعظیم شخصیت یعنی حضرت مرزا ناصر احمد امام جماعت احمدیہ بروز دوشنبہ قبل دوپہر فرینکفورٹ سے زیورک کی مسجد محمود واقع فورخ روڈ میں تشریف لائے ۔ اسلام کے مختلف یورپین مراکز کا دورہ کرتے ہوئے دنیا میں پھیلی ہوئی جماعت احمدیہ (جس کا مرکز پاکستان میں ہے) کے امام حضرت مرزا ناصر احمد نے ہمارے شہر میں بھی قدم رنجہ فرمایا۔ آپ یہاں سے ہالینڈ تشریف لے جائیں گے۔ وہاں سے ہمبرگ ہوتے ہوئے آپ کوپن ہیگن پہنچیں گے جہاں آپ ۲۱ جولائی کو یوروپ کی پانچویں مسجد کا افتتاح فرمائیں گے۔ یہ مساجد مغربی یورپ میں گزشتہ بارہ سال میں تعمیر ہوئی ہیں۔

جماعت احمدیہ کے امام جن کی عمر اب اٹھاون سال ہے ۸ نومبر ۱۹۶۵ء کو امام جماعت منتخب ہوئے۔ آپ اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں ۔آپ نے اپنے وطن کی اعلیٰ درسگاہوں نیز آکسفورڈ میں تعلیم حاصل کی۔

امام حضرت مرزا ناصر احمد ایک دل موہ لینے والی شخصیت ہیں جس سے عرفان نیکی اور رواداری کی کرنیں پھوٹ پھوٹ کر نکلتی ہیں۔ عرفان نیکی اور رواداری ہی وہ نصب العین ہے جس کے لئے جماعت احمدیہ زیورک سرگرم عمل ہے۔

زیورک مشن کا ۱۹۴۸ء میں قیام عمل میں آیا۔ ۱۹۶۳ء میں ہماری حکومت کے ہمدردانہ تعاون کے باعث فورخ روڈ پر مسجد معرض وجود میں آئی ۔ جواب وسطی یورپ میں حیاۃ اسلامی کے اہم مرکز کی حیثیت اختیار کر چکی ہے ۔ اسلامی تہواروں کے موقع پر فورخ روڈ پر پانچ صد مسلمانوں کا اجتماع ہوتا ہے جو دُور دُور سے زیورک آئے ہیں جن میں سے ایک حصہ ترکوں کا ہوتا ہے جو ہمارے ملک میں کام کے لئے آئے ہوئے ہیں۔ گو یہ عموماً جماعت احمدیہ سے تعلق نہیں رکھتے لیکن اسی مقام سے انہیں ایسی برادرانہ اخوت اور تعاون حاصل ہوتا ہے جو اس نئے ماحول میں ان اجنبیوں کو حاصل ہونا نہایت ضروری ہے۔ بہت سے اہل یورپ بھی ان مواقع پر اس غیر متعصب آزاد اور قدیم اسلامی

سیرت کے ساتھ رابطہ قائم کر کے حقیقی فائدہ حاصل کرتے ہیں۔

جماعت احمدیہ یہ خصوصیت رکھتی ہے کہ یہ صحیح اسلامی تصورات کی علمبردار ہے اس کی بنیاد حضرت مرزا غلام احمد (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے رکھی جن کا وصال ۱۹۰۸ء میں ہوا اور جنہیں ان کے پیرو مہدی موعود یقین کرتے ہیں۔ دیگر خدمات کے علاوہ سلسلہ احمدیہ کی ایک اہم خدمت یہ ہے کہ اس نے قرآن کریم کے مستند تراجم شائع کئے۔ ان تراجم نے خصوصاً مغربی دنیا میں اسلامی فکر کا جو قاہرہ کے اندازِ فکر سے ممتاز ہے، بہتر شعور پیدا کیا ہے۔

امام حضرت مرزا ناصر احمد نے ایک غیر رسمی مجلس استقبالیہ میں جس میں مسجد سے تعلق رکھنے والے اور دیگر احباب مدعو تھے اس امر پر زور دیا کہ اسلام اپنے اصل کے لحاظ سے امن کا مذہب ہے اور اس کے پیرووں کو صرف اور صرف اپنے قومی اور مذہبی دفاع کے لئے ہتھیار اٹھانے کی اجازت ہے۔ آپ کا یہ ارشاد بہت دلچسپ تھا کہ ہولی وار کا ترجمہ اسلام میں لغوی طور پر موجود نہیں۔ قرآن نے جو اصطلاح استعمال کی ہے وہ جہاد ہے جس کا مطلب انتہائی کوشش ہے جو انسان دعا اور تدبیر کے ذریعہ ایک مقصود کے حصول کے لئے کرتا ہے یہ کوشش روحانی و مادی دونوں طرح کی ہوسکتی ہے۔ آپ نے فرمایا جس طرح آپ صبر سے یہاں ایک گھنٹہ سے بیٹھے باتیں سن رہے ہیں آپ نے بھی گویا ایک رنگ کا جہاد کیا ہے۔''

(آخر میں اخبار مذکور نے اپنی طرف سے توقع کا اظہار کرتے ہوئے لکھا کہ) ہم اپنی دنیا کی بہتری کے خیال سے امید رکھتے ہیں کہ ایسی امن پسند قوتوں کی آواز جہاں بھی بلند ہوسنی جائے گی۔)

(ترجمہ بحوالہ ۱۰/اگست ۱۹۶۷ء صفحہ ۳،۸)

(۳) سوئٹزرلینڈ کے ایک اور کثیر الاشاعت اور نامور روزنامہ'' زور چرلوکال کرونک'' نے ۱۲ جولائی ۱۹۶۷ء میں حضور کی زیورک میں تشریف آوری اور استقبالیہ تقریب کی مفصل روداد شائع کی۔ چنانچہ لکھا:-

'' زیورک میں جماعت احمدیہ کا مشن اب غیر معروف نہیں رہا کیونکہ آج سے چار سال قبل فورش سٹریٹ پر بالمقابل ریفارمڈ چرچ بالگرسٹ ایک مسجد کا افتتاح کیا گیا جس کے ذریعہ اس ملک میں اسلام کی داغ بیل ڈال دی گئی تھی۔ یہ مسجد صرف جماعت احمدیہ کے لئے ہی نہیں بلکہ اسلام کے تمام فرقوں کے لئے ہر وقت کھلی رہتی ہے۔ زیورک کے تمام مسلمانوں کو احمدیہ سلسلہ کے پیشوا کی آمد پر بہت خوشی ہوئی۔

جماعت احمدیہ کے امام پیر کے روز فرینکفورٹ سے ہوتے ہوئے زیورک کے ہوائی اڈہ کلوٹن پر وارد ہوئے اسی شام زیورک کی مسجد میں ان کے اعزاز میں استقبالیہ دیا گیا۔ منگل کے دن جماعت احمدیہ کے مذہبی پیشوا نے دوپہر کے کھانے کے بعد پریس رپورٹرز اور دوسرے احباب کو ملاقات کا شرف بخشا اس شاندار اور پُروقار تقریب میں کثیر تعداد میں مہمان شامل ہوئے جن میں عرب ایران ترکی افریقہ اور ایشیا کے مسلمانوں کے علاوہ ڈپلومیٹک اور سیاسی حیثیت کے لوگ بھی شامل تھے۔ مثلاً سوئٹزرلینڈ میں غانا اور نائیجیریا کے سفیر اور ایرانی و ترکی سفیروں کے نمائندے۔ خاص طور پر قابل ذکر بات یہ ہے کہ یورپین ممالک کے نمائندوں کے علاوہ عراق کے سابق وزیر اعظم اور البانیہ کے سابق شاہی خاندان کے افراد بھی شامل تھے۔

(ترجمہ بحوالہ ۲۲ جولائی ۱۹۶۷ء صفحہ ۳)

(۴) ہالینڈ کے کثیر الاشاعت اخبار ''Algemeen Handels Blad'' اپنی ۱۵ جولائی ۱۹۶۷ء کی اشاعت میں حسب ذیل نوٹ حضرت امیر المؤمنین کے ایک جاذب نظر اور دلکش بڑے فوٹو سے مزین کر کے سپرد اشاعت کیا۔

"خلیفۃ المسیح الثالث مسجد ہیگ میں ایک پُرکشش شخصیت"

'' کل دوپہر مسجد ہیگ میں امام جماعت احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے اعزاز میں ایک عظیم الشان ریسپشن دی گئی۔ ہالینڈ میں آپ کی یہ آمد عین اس وقت ہوئی جبکہ اس مشن کو قائم ہوئے ۲۰ سال ہو رہے ہیں۔ جیسا کہ ۵۵ء میں آپ سے پہلے امام جماعت مسجد ہیگ کی تعمیر کے وقت یہاں تشریف لائے تھے۔ آپ بھی ۲۱ جولائی کو یورپ کی چھٹی مسجد کے افتتاح کے لئے کوپن ہیگن تشریف لے جارہے ہیں۔

(ترجمہ بحوالہ الفضل ۱۶/اگست ۱۹۶۷ء صفحہ ۵)

(۵) اسی طرح ایسٹرڈم کا ایک مشہور اخبار: ''HET VRIJE VOLK'' اپنی ۱۵ جولائی ۱۹۶۷ء کی اشاعت میں حضور اقدس کا ایک بڑا فوٹو دے کر اس کے نیچے لکھا:

'' اس ہفتہ ایک قابل احترام اور ایک مثالی روحانی شخصیت ہیگ شہر کا مہمان ہوئی۔ کل دوپہر مسجد مبارک ہیگ میں حضرت مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث وارد ہوئے جو کہ جماعت احمدیہ اسلامیہ کے امام ہیں۔'' (ترجمہ)

(۶) ہیگ کے سب سے کثیر الاشاعت اور آزاد خیال اخبار HAAGSCHE COURANT اپنی ۱۵ جولائی کی اشاعت میں حضور اقدس کا ایک نہایت دلنواز فوٹو دے کر لکھا:

'' حضرت مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث جن کی عمر ۵۷ سال ہے اور ایک صاحبِ ریش بزرگ ہیں اور اس شخص کے پوتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے بذریعہ الہام بتایا تھا کہ اسلام ساری دنیا میں پھیل جائے گا ہمارے ملک میں وارد ہوئے ہیں۔ آپ نے ایک پریس کانفرنس میں نہایت زوردار الفاظ میں فرمایا کہ میرا ایمان ہے کہ اسلام ہی مغربی ممالک کے لئے مستقبل کا مذہب ہوگا۔ اگر اہل مغرب نے اپنے خالق حقیقی کو نہ پہچانا تو وہ تباہ ہوجائیں گے۔''

پھر اسی تسلسل میں آپ نے فرمایا:

''اگر کسی کو اسلام کے پھیلنے کے ضمن میں یہ فکر ہے کہ اس غرض کے لئے گولیاں چلیں گی اور تلوار استعمال ہوگی تو وہ غلط فہمی میں مبتلا ہے۔ یہ سب ہتھیار اور ایٹم بم وغیرہ کسی شخص کے خیالات کو بدلنے کے لئے بالکل بیکار ہیں۔ اگر ایک شخص میں کوئی حقیقی تبدیلی آسکتی ہے تو وہ صرف دل کی تبدیلی ہی سے پیدا ہوسکتی ہے۔ (ترجمہ)

(۷) ہیگ کے تعلیم یافتہ حلقوں کے ترجمان اور مقبول اخبار ''ویدرلینڈ'' نے ۱۷ جولائی ۱۹۶۷ء کے شمارہ میں اس کامیاب استقبالیہ کا خلاصہ سے مع فوٹو کے بایں الفاظ شائع کیا۔

''ہیگ شہر نے اس ہفتہ اپنی چار دیواری میں ایک مسلم لیڈر حضرت مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث کو جگہ دی۔ ہفتہ کے روز ان کے اعزاز میں مبارک مسجد ہیگ میں ایک استقبالیہ دیا گیا جس میں بہت سی مزید باتوں کے علاوہ یہ امر بھی خاص طور پر آپ نے بیان فرمایا کہ ''دنیا کا آئندہ مذہب اسلام ہی ہوگا''

(۸) حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثالث نے اپنے کامیاب وکامران اور مظفر ومنصور عہد خلافت میں یوروپ وامریکہ کا آخری سفر ۱۹۸۰ء میں کیا۔ اس دوران حضور جرمنی میں بھی تشریف لے گئے۔

فرینکفورٹ کے نہایت بااثر اخبار

Frankfurter Rundschau

نے اپنی ۹ جولائی ۱۹۸۰ء کی اشاعت میں پریس کانفرنس کی خبر حسب ذیل سرخیوں کے تحت شائع کی:

''محبت کا سفیر امام جماعت احمدیہ کی
مسجد فرینکفورٹ میں تشریف آوری''

''جماعت احمدیہ کے سربراہ خلیفۃ المسیح الثالث جو خود اپنے بیان کے بموجب بنی نوع انسان کے لئے محبت کا ایک سمندر ہیں''

مندرجہ بالا جلی سرخیوں کے تحت اس نے جو خبر شائع کی اس کا ترجمہ درج ذیل ہے:

''خلیفۃ المسیح الثالث جو سر پہ سفید پگڑی پہنتے ہیں ایک کروڑ مسلمانوں کے روحانی پیشوا ہیں۔ وہ دائرہ اسلام کے اندر جاری ہونے والی ایک اصلاحی تحریک کے سربراہ اعلیٰ اس جماعت نے جس کے وہ سربراہ اعلیٰ ہیں جرمنی میں بھی مساجد تعمیر کی ہیں۔ ان میں سے ایک مسجد فرینکفورٹ میں ہے اور دوسری ہمبرگ میں۔ اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ یہ جماعت مغربی افریقہ میں بہت سے تعلیمی ادارے اور طبی مراکز چلا رہی ہے۔

جماعت کے مالی وسائل وہ چندے ہیں جو افراد جماعت رضا کارانہ طور پر جماعتی فنڈ میں ادا کرتے ہیں لیکن ایسا بھی ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی معجزانہ قدرت سے جماعت کی آمدنی میں اضافہ کے غیر معمولی اسباب پیدا کردیتا ہے۔ مثال کے طور پر مغربی افریقہ میں اللہ تعالیٰ نے احمدی ڈاکٹروں کے ہاتھ میں شفا رکھی کہ امیروں نے بھی علاج کے لئے احمدیہ کلینکس میں آنا شروع کردیا۔ چنانچہ امیر کبیر لوگ اپنی مرضی سے علاج کے اخراجات کے طور پر جو رقوم ادا کرتے ہیں وہ غریبوں کے مفت علاج پر خرچ کی جاتی ہے۔ اس طرح وہاں غریبوں کا مفت علاج کرنے کی ایک سبیل پیدا ہوگئی ہے۔

(ترجمہ بحوالہ دورۂ مغرب ۱۴۰۰ھ صفحہ ۶۱ تا ۶۳ مرتب مولانا مسعود احمد خان دہلوی مدیر الفضل ربوہ اشاعت ۱۹۸۱ء)

(۹) اسی سلسلہ میں فرینکفورٹ کے ایک اور اخبار روزنامہ'' Sachsenh 'A' User Brucke''

نے اپنی ۱۷ جولائی ۱۹۸۰ء کی اشاعت کے صفحہ اول کے اُوپر کے حصہ میں حضور ایدہ اللہ کا ایک بڑے سائز کا فوٹو بہت نمایاں طور پر شائع کیا اور اس کے نیچے یہ عبارت درج کی:

"محبت کا ایک سمندر جماعت احمدیہ کے امام حضرت مرزا ناصر احمد"

اور ساتھ ہی بریکٹ میں لکھا (براہ کرم ان کے متعلق ہماری تفصیلی رپورٹ صفحہ ۱۳ پر ملاحظہ فرمائیں۔

یہ غیر معمولی صحافتی انداز اس نے پریس کانفرنس کی خبر کو اہمیت دینے اور قارئین کی توجہ اس کی طرف خاص طور پر منعطف کرانے کے لئے اختیار کیا۔ صفحہ ۱۳ میں اس نے مضمون کی شکل میں جو تفصیلی خبر شائع کی اس کا ترجمہ درج ذیل ہے:

شاکسس ہاؤزن۔'' میں بنی نوع انسان کے لئے محبت کا ایک سمندر ہوں'' ان الفاظ میں امام جماعت احمدیہ حضرت حافظ مرزا ناصر احمد نے ایک کروڑ مسلمانوں کے سربراہِ اعلیٰ کی حیثیت سے اپنے مفوضہ کام کی۔

بنی نوع انسان کے لئے محبت کا جذبہ آپ کے اندر کس درجہ موجزن ہے اس کا اندازہ اس وقت ہوا جب گفتگو کا رُخ دنیا کے سیاسی مسائل کی طرف مُڑا۔ انہوں نے اس رائے کا اظہار کیا کہ فی زمانہ بنی نوع انسان تاریخ کے ایک نازک دَور میں سے گزر رہے ہیں۔ بڑی بڑی غلطیوں کے ارتکاب نے انہیں ایک ایسی صورت حال سے دوچار کردیا ہے کہ تیسری عالمی جنگ کا امکان پیدا ہوگیا ہے لہذا سب لوگوں پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ مشترکہ طور پر اسے دُور کرنے کی کوشش کریں۔

انہوں نے فرمایا اس کے دو طریق ہوسکتے ہیں۔ ایک طریق تو جنگ کے خطرہ کو ٹالنے سے تعلق رکھتا ہے بڑی طاقتیں اسی طریق پر عمل پیرا ہیں۔ ان کے نزدیک وہ جنگ کے خطرہ کو ٹالنے میں ناکام رہی ہیں۔ انہوں نے فرمایا دوسرا طریق یہ ہے کہ ایک دوسرے سے محبت کی جائے ایک دوسرے کی مدد کی جائے۔ اور دشمنی کسی سے بھی نہ رکھی جائے اور یہی وہ طریق ہے جو جماعت احمدیہ کی تعلیم کے عین مطابق ہے۔

(ایضاً صفحہ 63 تا 64)

۱۰۔ ہالینڈ کے ہفت روزہ ''نیو'' (NU) جس کے معنی ہیں ''آجکل'' نے 13 راگست 1980ء صفحہ 4 پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فوٹو کے ساتھ حسب ذیل خبر شائع کی۔

''اسمبلی کے پریس رُوم میں پیغمبرانہ باتیں''

(دی ہیگ-نیوز پورٹ)اسمبلی کے پریس روم میں ہم نے ایک مقدس وجود سے ہاتھ ملائے-یہ ہے وہ تأثر جو حضرت حافظ مرزا ناصر احمد امام جماعت احمدیہ سے مل کر دل میں اُبھرتا ہے۔ آپ یورپی خد و خال رکھتے ہیں اور چہرے سے آپ کے نُور جھلکتا ہے جو اہلِ مغرب کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔

احمد ثالث (خلیفۃ المسیح الثالث) نے ۱۹۶۷ء میں لندن میں احمدیت کی تعلیم بڑی وضاحت سے بیان کی تھی۔ اس صدی میں رونما ہونے والے بڑے بڑے اور اہم واقعات مثلاً روس اور جاپان کی جنگ ایشیا میں بڑی طاقتوں کا ظہور۔ زار کی حالتِ زار، کیمونزم کا پھیلاؤ، پہلی اور دوسری جنگِ عظیم، یہ سب واقعات آپ کے دادا (حضرت مرزا غلام احمد) کی کتب میں بطور پیشگوئی پہلے سے درج تھے یہی نہیں اس سے بڑھ کر یہ مزید بتایا گیا ہے کہ ایک اور بہت بڑی تباہی نوعِ انسان پر آنے والی ہے صرف جنگیں ہی نہیں بلکہ زلزلے آنے کا ذکر بھی موجود ہے۔ بتایا گیا ہے کہ امریکہ اور رُوس اپنی طاقت کھو بیٹھیں گے۔ روس نسبتاً پہلے سنبھلے گا اور لوگ خدائے واحد کی طرف لَوٹیں گے۔ تب اسلام فاتحانہ شان میں عالمی مذہب کی حیثیت اختیار کرے گا۔

اس بڑی تباہی سے نجات مل سکتی ہے اگر لوگ مصنوعی خدا اور مادہ پرستی کو ترک کر دیں تو یہ عذاب الٰہی ٹل سکتا ہے۔ مسیح موعود کو خدا نے مبعوث کیا ہے اس کے ذریعہ اسلام کا پیغام تمام دنیا میں پھیلایا جا رہا ہے۔

(ترجمہ ایضاً صفحہ ۳۵۳ تا ۳۵۴)

خلافت رابعہ

(۱۰ جون ۱۹۸۲ء-۱۹/اپریل ۲۰۰۳)

۱-جرمنی کے ''فرینکفورٹ نیو پریس''

۲۰/اگست ۱۹۸۲ء کی پریس رپورٹ:

''امن و محبت کا پیکر خلیفہ حضرت مرزا طاہر احمد فرینکفورٹ کے دورہ پر''

''مہدی موعود اور مسیح آچکا ہے'' یہ ایک تعارفی کتابچہ سرورق ہے اور اِس کے عنوان کے نیچے یہ سوال ہے کہ ''احمدیت کیا ہے؟''

اس سوال اور دیگر اَور سوالوں سمیت جمعرات کی صبح کو فرینکفرٹ پریس کے متعدد صحافی فرینکفرٹ ہاف حضرت مرزا طاہر احمد کے ساتھ پریس کانفرنس میں شریک ہوئے۔

خلیفہ حضرت مرزا طاہر احمد کم وبیش ایک کروڑ مختلف رنگوں اور نسلوں سے تعلق رکھنے والے افراد کے سربراہ ہیں۔ آپ ۱۸ دسمبر ۱۹۳۰ء کو قادیان (انڈیا) میں پیدا ہوئے۔ آپ ایک مؤثر اور جاذب شخصیت ہیں۔ موصوف شادی شدہ ہیں اور چار بچوں کے باپ ہیں۔ ان کی بیگم اور اُن کی دو بیٹیاں شریکِ سفر ہیں۔ خلیفہ صاحب نے دَوران گفتگو قرآنی تعلیم کی روشنی میں عورتوں کے حقوق و فرائض کی وضاحت کرتے ہوئے بتایا کہ اسلام میں عورت کے حقوق متعین ہیں اور مرد و عورت کو مساویانہ حیثیت حاصل ہے کوئی معمولی اختلاف کی وجہ سے اپنی بیوی کو چھوڑ نہیں سکتا بلکہ اُس کے لئے قوائد وضوابط مقرر کئے گئے ہیں اور ان سے انحراف کرنے والے کو ناپسندیدہ سمجھا جاتا ہے۔ عورت کو یہ حق دیا گیا ہے کہ وہ اگر اپنے شوہر سے الگ ہونا چاہے تو طلاق (خلع) کے ذریعہ اپنا حق لے سکتی ہے۔

اسلام نے عورت کو اُس کے قوٰی کی وجہ سے خلیفہ یا کسی رُوحانی تحریک کا سربراہ بننے کی اجازت نہیں دی اس کے باوجود عورتوں کی الگ تنظیم قائم ہے اور جماعت احمدیہ عورتوں کے حقوق کی پوری طرح حفاظت کرتی ہے اور انہیں اپنی تنظیم میں ہر قسم کے مواقع فراہم کرتی ہے کہ وہ معاشرہ میں ترقی کر سکیں اور اسلام کے بتائے ہوئے اصولوں پر عمل پیرا ہو سکیں۔

اِس امر کی وضاحت کرتے ہوئے کہ تحریکِ احمدیت کا اثر و نفوذ کن ممالک میں ہے خلیفہ صاحب نے بتایا کہ ہماری جماعت کا کام اصلاح وارشاد پر مشتمل ہے اس لئے ہماری تحریک یہ فریضہ صرف اُن ممالک میں ہی بجالاتی ہے جہاں کی حکومت انہیں اجازت دیتی ہے۔ کمیونسٹ ممالک میں ہماری تحریک کا عام طور پر کوئی مشن نہیں ہے۔ (فرینکفرٹ نیو پریس ۲۰/اگست ۱۹۸۲)

(ترجمہ بحوالہ ''خالد'' ربوہ، اکتوبر ۱۹۸۲ء، صفحہ ۴۰-۳۹)

تاریخ ساز مسجد بشارت سپین کے افتتاح پر ہسپانوی پریس کا خراج تحسین

۲-روزنامہ غرناطہ DIRRIODE GRANADA (ستمبر ۱۹۸۲ء) کے خصوصی رپورٹر Jose L. Masegosa نے حضرت امیر المؤمنین کے غرناطہ میں رونق افروز ہونے کی خبر مع تصاویر کے شائع کی جس کا اردو ترجمہ درج ذیل ہے:

''جماعت احمدیہ کے سربراہ حضرت مرزا طاہر احمد کل ہمارے شہر میں رہے۔ آپ نے صبح کا تمام وقت الحمراء اور جنت اللطیف (پرانا شاہی باغ) دیکھنے میں گزارا۔ آپ کے ہمراہ آپ کی اہلیہ اور بیٹیاں نیز دیگر احمدی افراد اور سپین میں جماعت احمدیہ کے ذمہ دار عہدہ دار بھی تھے۔

اِسی طرح آپ نے اپنے گائیڈ کی توجہ اس طرف مبذول کرائی اور شکریہ کے جذبات کا اظہار کیا کہ غرناطہ کے لوگوں نے بہت اچھا ہمارا استقبال کیا ہے وہ بہت مہمان نواز ہیں۔ آپ نے اس بات پر بڑی حیرانگی کا اظہار فرمایا کہ یہاں کے پریس نے میری آمد کو بہت عمدہ طریق سے بیان کیا ہے۔ ڈیلی غرناطہ کو جب مَیں نے کل دیکھا تو مجھے یہ دیکھ کر خوشی ہوئی کہ میری باتوں اور میرے اظہار رائے کو انہوں نے بہت غیر جانبداری کے ساتھ بیان کیا ہے میری خواہش ہے کہ یہ چیز ان میں ہمیشہ قائم رہے۔

جماعت احمدیہ کے سربراہ نے شام کے وقت سلسلہ کوہِ SIERRA NEVADA (برفانی

پہاڑیوں) کی سیر کی اور قرطبہ کے لئے روانہ ہوگئے۔ سلسلہ کوہِ SIERRA NEVADA (برفانی پہاڑیوں) سے واپسی پر آپ نے فرمایا کہ میرا آپ کے نام آخری پیغام یہ ہے کہ "ہم یہاں پر محبت کے ساتھ وہ جیتنے کے لئے آئے ہیں جو ہم نے تلوار کی طاقت سے کھو دیا۔" (بحوالہ الفضل سالانہ نمبر ۱۹۸۲ء صفحہ ۱۵)

افتتاح مسجد بشارت کے تعلق میں

۳- روزنامہ "لاووز دے کاردوبا" "Lavoz de cordoba" کا بصیرت افروز اداریہ:

(ترجمہ)

"جماعت احمدیہ نے سپین میں جو مسجد تعمیر کی ہے کل شام اس کے افتتاح کے موقع پر جماعت احمدیہ کے سربراہ کے چہرہ پر شدتِ جذبات کی جو کیفیت نمایاں تھی وہ بلاوجہ نہ تھی۔ دراصل اس کیفیت کے پسِ پردہ تاریخی اہمیت کی حامل ایک عظیم حقیقت کارفرما تھی وہ حقیقت یہ ہے کہ یہ اُس پہلی مسجد کے افتتاح کا تاریخی موقع تھا جو سپین کی سرزمین میں سات صدیاں گزرنے کے بعد تعمیر ہوئی ہے اس کی تعمیر اس لئے ممکن ہوئی کہ سپین کے آئین میں مذہبی آزادی کی ضمانت دی گئی ہے اور یہ کہ اس مذہبی آزادی کی ضمانت کو ایک ایسے معاشرہ کی اکثریت کی تائید وحمایت حاصل ہے، جس نے سیاسی اور مذہبی نظریات کی مہذبانہ تبلیغ واشاعت کے لئے اپنے دروازے کھول رکھے ہیں۔ بلاشبہ جماعت احمدیہ نے پیدروآباد میں جو مسجد تعمیر کی ہے وہ اس کے لئے انتہائی مذہبی اہمیت کی حامل ہے جبھی تو دنیا بھر سے ایک ہزار (ایک ہزار نہیں بلکہ دو ہزار - ناقل) احمدی اس کے افتتاح کے موقع پر یہاں کھنچے چلے آئے۔ ان میں بعض اہم افراد اور نامی گرامی سائنسدان بھی شامل تھے لیکن یہ مسجد خود اہل قرطبہ کے لئے بھی کچھ کم اہمیت کی حامل نہیں۔ اس لئے کہ یہ رواداری اور مذہبی عقائد کی آزادانہ تبلیغ واشاعت کے سلسلہ میں ایک یادگار عمارت کی حیثیت رکھتی ہے۔ تاریخی لحاظ سے رواداری کے اُس جذبہ اور روح کے ساتھ اس کا رشتہ جا ملتا ہے جس کا مظاہرہ خلفائے قرطبہ نے اپنے دَورِ حکومت میں کیا تھا۔ ہم اس اندرونی مذہبی بحث میں نہیں پڑنا چاہتے کہ موجودہ زمانہ کے اسلامی دائرہ میں پاکستان کی جماعت احمدیہ کی کیا پوزیشن ہے؟ اس بحث میں پڑے بغیر فی الوقت جس امر کا اظہار ہمارے مدِّنظر ہے وہ یہ ہے کہ دریائے وادی الکبیر کے کنارے اور پیدروآباد کے قصبہ کے قریب میں واقع اِس نوتعمیر شدہ مسجد کے خوبصورت سفید مینار ہمیں ایک خاص تاریخی جذبہ کا احساس دلاتے ہیں۔ اِس حقیقت کا انکار کئے بغیر کہ قرطبہ اور اندلوسیہ کے رہنے والوں کی اکثریت کے دلوں میں عیسائیت کی جڑیں بہت گہری ہیں ہم یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ یہ مینار رواداری کی ایک علامت ہیں اور ایک نشان کی حیثیت رکھتے ہیں اور ان میں تاریخی اہمیت کے حامل ماضی کو دہرانے کا ایک واضح اشارہ مضمر ہے اُس ماضی کو یکسر فراموش کر دینے کا کوئی جواز نہیں ہے۔

اُس مذہبی آزادی کے ماحول میں جس کی سپین کا آئین ضمانت دیتا ہے جماعت احمدیہ اور اس کے روحانی پیغام کا ان لوگوں کو خیر مقدم کرنا چاہئے جو اسے آزادانہ طور پر قبول کرنا چاہتے ہوں البتہ ہر قسم کے مذہبی جنگ وجدال سے اجتناب ضروری ہے کیونکہ ایسا جنگ وجدال اس رواداری اور آزادی کی روح کے خلاف ہوگا جس کا مختلف مذاہب ہمارے درمیان پاؤں جماتے وقت پرچار کرتے ہیں۔ (ایضاً صفحہ ۱۶)

۴- آسٹریلیا کے معروف صحافی جیمز ایس مرے نے بیان دیا کہ:

احمدیہ جماعت کے سربراہ جو ایک منتخب خلیفہ کی حیثیت میں زبردست خود اعتمادی کے مالک ہیں، یہ بات کسی قسم کی چشم نمائی کا باعث نہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ احمدیوں کو جس قسم کے جبر وتشدد کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے اس سے ان کی مشابہت ابتدائی عیسائیوں سے ثابت ہوتی ہے اور آخر کار وہ بھی ان ہی کی طرح فتح حاصل کر کے رہیں گے۔"

(دی آسٹریلین ۲۹ ستمبر ۱۹۸۳ء بحوالہ سیدنا طاہر نمبر، صفحہ ۴۷)

۵- ۱۹۸۶ء میں ایک کیتھولک پادری جناب شیل آرلڈ پولیستاد نے حضورؒ سے ناروے میں ملاقات کی اور وہاں کے اخبار "Aftenbla Stavanger" (ستمبر ۱۹۸۶) میں اپنے تأثرات کا ان الفاظ میں اظہار کیا:

"امام جماعت احمدیہ بغیر کسی ظاہری شان و شوکت کے وجود تھے۔ مگر وہ طبعی وقار جو ایک حقیقی مذہبی رہنما کا طرۂ امتیاز ہے ان میں بدرجہ اتم نظر آرہا تھا۔ آپ سیاہ رنگ کی شیروانی اور سفید طرہ دار عمامہ میں ملبوس تھے۔

آپ کا سارا وجود ایک ایسی طمانیت کا مظہر تھا جس کی بنیاد خدا تعالیٰ کی ہستی پر گہرے ایمان سے نصیب ہوسکتی ہے۔ بلاشبہ یہ مقام طمانیت انہیں اسی راہ کو بہترین اور مسلسل طور پر اپنانے سے ملا ہے جسے وہ برحق جانتے ہیں۔ ہاں وہی مذہب کامل فرمانبرداری کا پیامبر ہے۔ (سوونیئر ۸۶-۸۷ مجلس خدام الاحمدیہ کراچی، صفحہ ۱۷، ایضاً صفحہ ۷۵)

۶- برطانوی سیکنڈری سکولوں کے لئے شائع ہونے والی ایک کتاب Religion in Life میں اسلام کے سربرآوردہ لوگوں میں حضورؒ کا تعارف اور تصویر بھی شامل اشاعت کی گئی ہے۔

(ضمیمہ انصاراللہ ستمبر ۱۹۸۷ء)

۷- جلسہ سالانہ برطانیہ 1992ء کے موقع پر سیرالیون کے صدر کے ذاتی نمائندہ اور وزیر صحت، سماجی امور و مذہبی امور مسٹر ایکن اے جبریل تشریف لائے اور حاضرین جلسہ سے اپنے تأثرات میں کہا:

"میں نے پہلی بار حضرت خلیفۃ المسیح الرابع سے ملاقات کی تو اس کا گہرا اثر میرے دل پر پڑا۔ میں

حضرت امام جماعت احمدیہ سے بار بار ملنا چاہتا ہوں۔

(روزنامہ الفضل ۴راگست ۱۹۹۲ء)

۸-متحدہ قومی موومنٹ کے بانی جناب الطاف حسین نے حضورؒ کی وفات پر کہا:

''عظیم رہنما اور سکالر اس دنیا سے رخصت ہوا ہے اور اپنے پیچھے ایک بڑا خلا چھوڑ گیا ہے۔ ان کی یاد انمٹ اور ہمیشہ رہنے والی ہے۔''

(تحریر ۲۰راپریل ۲۰۰۳ء بحوالہ سیدنا طاہر نمبر، صفحہ:۷۷)

خلافت خامسہ

(آغاز ۲۲راپریل ۲۰۰۳ء)

۱-سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مغربی اور مشرقی افریقہ کے عظیم الشان دوروں (2004-05) کے بعد وسط 2005ء میں کینیڈا تشریف لے گئے۔ حضور انور نے جلسہ سالانہ کینیڈا کو اپنے ولولہ انگیز خطاب سے نوازا۔ حضرت اقدس کے ورود مسعود پر کینیڈا کے انگریزی اور اردو پریس نے آپ کو اس شان سے کوریج دی کہ تمام اہل مذاہب اور عوامی حلقوں کی آنکھیں خیرہ ہوگئیں اور حضرت مسیح موعودؑ کی آسمانی خبر'' وہ بادشاہ آیا'' کے عدیم المثال نظاروں نے دنیا بھر پر حقانیت احمدیت کا سکہ بٹھا دیا۔ کینیڈا کے جن کثیر الاشاعت اور نامور اخبارات میں اس للّٰہی سفر کی خبریں شائع ہوئیں ان میں سے بعض کے نام یہ ہیں:

واغن سٹیزن (AVUCHAN CITIZEN)، وائس (VIOCE) انڈیا ابروڈ (INDIA ABROAD)، سن (SUN) مِڈ ویک (MIDWEEK)

۲-ہفت روزہ پاکستان پوسٹ مین میں جماعت احمدیہ کینیڈا کے اس تاریخ ساز اٹھائیسویں سہ روزہ جلسہ کی حسب ذیل مفصل رپورٹ شائع ہوئی۔

ٹورانٹو (پ ر) جماعت احمدیہ کینیڈا کا اٹھائیسواں سالانہ جلسہ انٹرنیشنل افیئر میں تین روز جاری رہ کر اختتام پذیر ہوگیا۔ جلسہ میں امام جماعت احمدیہ اور احمدی اسکالرز نے بعض اہم موضوعات پر خطاب کیا جبکہ آخری اجلاس میں متعدد وفاقی وصوبائی وزراء نئے و پرانے ممبران پالیمنٹ، میئرز، کونسلرز، پولیس چیفس اور تقریباً ہر شعبہ زندگی کے بے شمار مہمانان جلسہ نے بھی مختصر خطاب کرتے ہوئے جماعت احمدیہ عالمگیر کی خدمت انسانیت امن اور بھائی چارے کے فروغ کیلئے مسلسل کی جانے والی کوششوں کو سراہا۔ یاد رہے جماعت احمدیہ کے زیر انتظام افریقہ اور دیگر ممالک میں بلا امتیاز عقیدہ، تعلیمی، طبی اور انسانی بھلائی کے بہت سے منصوبوں پر کام ہو رہا ہے۔ پاکستان میں فری بلڈ بینک اور آئی بینک سے اب تک بے شمار مریض آنکھوں کے عطیہ اور فری خون سے استفادہ کر چکے ہیں دوران جلسہ بعض دیگر موضوعات کے علاوہ جنگی قیدیوں سے سلوک کی بابت اسلامی تعلیمات و تاریخی روایات اُجاگر کرنے کے ساتھ ساتھ'' میثاق مدینہ'' جیسے مشہور معاہدہ کے ذریعہ بانی اسلام خاتم النبین حضرت محمد مصطفیٰؐ کے حسین و پاکیزہ اسوہ کی مثال کو ماڈرن دنیا کیلئے ایک ماٹو کے طور پر پیش کیا گیا۔ نیز مقررین نے ثابت کیا کہ جنگی قیدیوں کی بابت جینیوا کونشن اور اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کے چارٹر کا آغاز فی الحقیقت چودہ سو سال قبل رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اس جلسہ میں اکیس ہزار سے زائد افراد نے شرکت کی۔ باہر سے آنے والے ہزاروں مہمانوں کی مفت رہائش، ٹرانسپورٹیشن اور کھانے کے ساتھ ساتھ جلسہ گاہ میں آڈیو ویڈیو سسٹم، سیٹلائٹ کے ذریعہ جماعت احمدیہ کے چوبیس گھنٹے چلنے والے سیٹلائٹ ٹی وی نیٹ ورک (ایم ٹی اے) پر امام جماعت احمدیہ کے خطابات کے علاوہ غیر از جماعت معززین کے تأثرات و خطابات کو ٹیلی کاسٹ کرنے کے وسیع انتظامات موجود تھے جسے دنیا کے کونے کونے میں دیکھا جا سکتا ہے مزید برآں انٹرنیٹ کے علاوہ 88.3 ایف ایم ریڈیو فریکوئنسی پر بھی جلسہ کی رواں کاروائی، انگریزی اردو تر جموں کے ساتھ نشر کی جاتی رہی جبکہ جلسہ گاہ کے اندر خواہشمند سامعین کو وائرلیس ہیڈ فونز بھی مہیا کرنے کا انتظام کیا گیا تھا واضح رہے کہ ان امور کی انجام دہی کیلئے ہزاروں کارکن رضا کارانہ بنیادوں پر دن رات اپنی خدمات پیش کرتے رہے۔ وان، مارکھم اور مسی ساگا کے میئروں نے 4 جولائی کو اپنی اپنی میونسپلٹیز کیلئے'' احمدیہ ڈے'' قرار دینے کا اعلان کیا۔ ٹورانٹو کے معروف انگریزی اخبارات وٹی وی چینلوں کے علاوہ ٹورانٹو سے نکلنے والے اردو اخبارات ہفت روزہ کارواں پاکستان پوسٹ نے بھی جلسہ کی خبر شائع کر کے صحافتی اقدار کی مثال قائم کی البتہ دیگر اردو اخبارات نے جماعت احمدیہ کے ساتھ روایتی تعصب سے کام لیتے ہوئے اسی روش کو اپنایا جس کا شکوہ اسلام کے حوالہ سے مغربی میڈیا کی بابت کیا جاتا ہے۔

۴-سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے عہد خلافت کا پہلا شہرہ آفاق سفر دیارِ حبیب (قادیان دار الامان) کے ضمن میں بھارت میں چھپنے والے مشہور ہر زبان کے اخبار و جرائد نے وسیع پیمانہ پر جلی عنوانوں اور تصاویر کے ساتھ ہر روز خبریں دیں بطور نمونہ اردو پریس کا ایک نمونہ ملاحظہ ہو۔ بھارتی پنجاب کے مشہور و معروف روزنامہ ''ہند سماچار'' جالندھر نے جلسہ سالانہ قادیان کے آغاز سے ایک ہفتہ قبل خبر دی کہ:

مرزا مسرور احمد صاحب کو سٹیٹ گیسٹ کا درجہ دیا گیا: پنجاب سرکار کا خلیفہ صاحب کے اعزاز میں نوٹیفیکیشن

قادیان ۱۶ دسمبر (لقمان) جماعت احمدیہ کے ترجمان مولانا محمد نسیم خان نے بتایا کہ آج پنجاب کے وزیر تعمیرات شری پرتاپ سنگھ باجوہ نے جماعت احمدیہ

کے روحانی خلیفہ حضرت مرزا مسرور احمد صاحب سے خصوصی ملاقات کر انہیں پنجاب سرکار کی جانب سے سٹیٹ گیسٹ ڈکلیئر کئے جانے کے تعلق میں پنجاب سرکار کا خط سونپا ۔ مرکزی سرکار کی جانب سے انہیں سٹیٹ گیسٹ ڈکلیئر کئے جانے کا نوٹیفکیشن جاری کر دیا گیا ہے انہیں وی وی آئی پیز سیکیورٹی و دیگر سہولیات فراہم جئے جانے کا انتظام کیا گیا ہے ۔ اسی طرح پنجاب کے وزیر تعمیرات شری پرتاپ سنگھ باجوہ کو پنجاب سرکار اور جماعت احمدیہ کے درمیان ہر طرح سے تعاون دیئے جانے کو لیکر کوارڈینیٹر مقرر کیا ہے ۔ شری خان نے پنجاب سرکار و مرکزی سرکار کا شکریہ ادا کرتے ہوئے بتایا کہ وہ جماعت احمدیہ کے ساتھ پورا تعاون کر رہے ہیں اس موقع پر جماعت احمدیہ کے چیف سیکرٹری صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب بھی ہمراہ تھے ۔''

۵-اخبار ہند سماچار نے ۱۷دسمبر ۲۰۰۵ء کی اشاعت میں لکھا:

قادیان ۱۶ردسمبر (لقمان) جماعت احمدیہ کے پانچویں روحانی خلیفہ حضرت مرزا مسرور احمد صاحب جو آج کل قادیان کے سالانہ ۳روزہ جلسہ جو ۲۶ دسمبر سے شروع ہونے والا ہے میں شامل ہونے کے لئے آئے ہوئے ہیں ۔ انہوں نے آج خلیفہ بننے کے بعد قادیان میں پہلا خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے کہا کہ آج محض اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی توفیق ہے کہ مسیح و مہدی کی پاک بستی سے میں خلیفہ اور نمائندے کے لئے طور پر مخاطب ہوں ۔ آج کا دن میرے لئے اور جماعت احمدیہ کے لئے دو لحاظ سے اہم ہے کہ حضرت مسیح موعود کے خلیفہ کا قادیان کی خوبصورت ، روحانی و پر تسکین سرزمین میں پہلی بار آنا ۔ دوسرا خوشی کا موقع عالمگیر جماعت احمدیہ کے لئے ہے کہ بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب کا الہام میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا قادیان کی سر زمین سے پورا ہو رہا ہے ۔ آج پہلی بار مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل سے براہِ راست حضرت مسیح موعود و مہدی معود علیہ السلام کا پیغام پوری دنیا کے کناروں تک پہنچ رہا ہے یہ اللہ تعالیٰ کا حضرت مسیح موعودؑ سے کئے گئے وعدے کو پورا کرنے کا ایک نشان ہے جو بہت ہی شان سے پوری دنیا میں پورا ہوا ہے ۔ اس نشان کے پورا ہونے پر سبھی احمدیوں کا فرض ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے حضور دعائیں کریں ۔

جماعت احمدیہ کے روحانی خلیفہ کا قادیان سے براہِ راست نشر ہونے والے پہلے خطبہ جمعہ کو سننے کے لئے لوگوں کا ایک سیلاب اُمڈ آیا تھا ۔ خطبہ جمعہ ڈیڑھ بجے شروع ہوا لیکن لوگ مسجدوں میں دس بجے سے اکٹھے ہونے شروع ہو گئے تھے تا کہ وہ اپنے روحانی خلیفہ کے قریب سے دیدار کر سکیں اور قریب سے خطبہ سن سکیں ۔

۶-روزنامہ ہند سماچار نے ۲۷ردسمبر ۲۰۰۵ کی اشاعت میں حضرت امیر المؤمنین اور جلسہ سالانہ قادیان کے محترم سامعین کے فوٹو دیکر حسب ذیل رپورٹ شائع کی:

'' قادیان ۲۶ردسمبر (لقمان دہلوی) احمدیہ میدان میں آج عالمی جماعت احمدیہ کا ۱۱۴رواں جلسہ سالانہ کا افتتاح تلاوت قرآن کریم اور جماعت احمدیہ کا پرچم لہرائے جانے سے ہوا ۔ پہلی بار بھارت آئے جماعت احمدیہ کے پانچویں روحانی خلیفہ حضرت مرزا مسرور احمد صاحب کے اس جلسہ سالانہ میں شمولیت کے باعث ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے لوگوں کا ایک سیلاب اُمڈ آیا ہو ۔ اپنے افتتاحی خطاب میں انہوں نے فرمایا کہ آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے قادیان کے ۱۱۴رویں جلسہ سالانہ کا آغاز ہو رہا ہے ۔ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کو ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے اور سب شامل ہونے والوں کو اس مقصد کو حاصل کرنے والا بنائے اور سبھی کو بانی جماعت حضرت مرزا غلام احمد صاحب کی دعاؤں کا وارث بنائے ۔

......روحانی خلیفہ مرزا مسرور احمد صاحب نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ بانی اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ کو کہا تھا کہ خدا تعالیٰ تمہیں اس لئے نہیں بخشے گا کہ تم نبی کی بیٹی ہو بلکہ تمہارے اعمال کام آئیں گے ۔ اس لئے اپنے ایمان کے باغوں اور فصلوں کو آباد کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے خوف کو اپنے دلوں میں پیدا کرنا ہوگا ہر چھوٹی سے چھوٹی نیکی کو اختیار کرنا ہوگا ۔

......آپ نے بانی جماعت احمدیہ کی جانب سے آج سے ایک صدی قبل تحریر رسالہ الوصیت کے کئی اقتباسات پڑھ کر سنائے ۔ آپ نے یہ بھی بتایا کہ آج جماعت احمدیہ کو یہ خوشی ہے کہ وہ نظام وصیت کی صد سالہ جوبلی منا رہی ہے وہیں آج قمری لحاظ سے جماعت احمدیہ خلافت کی جوبلی بھی منا رہی ہے ۔ آپ نے بتایا کہ بانی جماعت احمدیہ کی جانب سے وصیت کا نظام ایک زندہ نظام ہے ۔ آپ نے یہ بھی بتایا کہ انہوں نے گزشتہ سال جلسہ سالانہ برطانیہ کے موقع پر جماعت کے افراد کو یہ تحریک کی تھی کہ جاری نظام وصیت کی صد سالہ جوبلی تک (وصیت کنندہ) لوگوں کی تعداد پچاس ہزار ہو جائے لیکن یہ تعداد اس سے بھی پچاس ہزار سے تجاوز کر گئی ہے ۔ ابھی تمام اعداد و شمار نہیں ملے ۔ مجھے امید ہے کہ یہ تعداد اس سے بھی زیادہ ہوگی ۔ آپ نے کہا کہ میں جماعت احمدیہ سے توقع کرتا ہوں کہ وہ جماعت احمدیہ کی خلافت جوبلی جو 2008ء میں ہے اس سے قبل نظام وصیت میں جماعت کے چندہ دہندگان کی تعداد پچاس فیصد ہو جائے گی ۔''

۷-اسی مؤقر روزنامہ کے خصوصی رپورٹر نے ۲۹دسمبر ۲۰۰۵ کو جلسہ سالانہ قادیان کے اختتامی اجلاس میں حضرت امیر المؤمنین کی پر شوکت اور ولولہ انگیز خطاب کا خلاصہ حسب ذیل الفاظ میں زیب اشاعت کیا ۔

'' قادیان ۲۸دسمبر (لقمان دہلوی) جماعت احمدیہ کے ۱۱۴رویں جلسہ سالانہ کے آخری دن کے دوسرے اجلاس میں جماعت احمدیہ کے امام حضرت

مرزا مسرور احمد صاحب نے تمام دنیا کے احمدی احباب کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا اس زمانے میں جبکہ جماعت احمدیہ ایم ٹی اے کی وجہ سے تمام دنیا میں متعارف ہوچکی ہے اگر کہیں تعارف نہیں بھی ہوا تو ملاں نے ہمارے خلاف کارروائیاں کر کے جماعت احمدیہ کا تعارف کروادیا ہے۔

مغربی دنیا ہو یا کہیں کی ہر جگہ کے لوگ جان گئے ہیں کہ ملاں فضاء خراب کررہا ہے انہوں نے بتایا کہ میں جب بھی کہیں جاتا ہوں لوگ سوال کرتے ہیں کہ تمہارے اور مسلمانوں میں کیا فرق ہے یہ سب سے بڑا الزام جو ہم پر لگاتے وہ خاتم النبیین کا ہے جبکہ جماعت احمدیہ گزشتہ سو سال سے یہی بات دوہراتی رہی ہے کہ ہم بھی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتے ہیں۔ایسے نبوت جس میں مبشرات ہوں قیامت تک بند نہیں ہوسکتی۔ رؤیائے صالحہ نبوت کا ۴۶واں حصہ ہے۔نبوت جزویہ کے دروازے ہمیشہ کھلے ہیں۔ مگر ایسی نبوت جو شرعی ہو وہ بند ہے۔ یہ لوگ اپنے لٹریچروں میں خاتم اور ختم کی بحث میں پڑ گئے ہیں اسے غلط ٹھہرانے کی کوششوں میں لگے ہوئے ہیں۔ ان لوگوں میں یہ عقل نہیں رہی کہ وہ کھرے کھوٹے کی پرکھ کرسکیں حالانکہ زمانہ متقاضی ہے کہ ایک مسیح ہو جو مصلح ہو دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ انہیں عقل دے۔

......آپ نے بتایا کہ توبہ استغفار سے کام لیں اپنے اندر عبادتوں کے معیار قائم کریں۔ احمدیوں کے خلاف جو بھی کررہے ہیں اس سے توبہ کریں۔ جو حرکتیں کررہے ہیں، جو حالات پیدا کررہے ہیں یہ مسلمانوں کو زیب نہیں دیتا۔اس کے مقام کو سمجھیں۔ اپنے اندر اپنی اولاد کے اندر احساس پیدا کریں۔اعلیٰ نمونہ پیدا کریں ۔امن وآشتی کا پیغام شمال جنوب مشرق مغرب تک پہنچانا ہے۔اگر آپ نے اپنی ذمہ داری کو نہ سمجھا تو آپ بھی ان میں شمار کئے جائیں گے جنہوں نے مسیح کو نہیں مانا۔ اللہ نے وعدہ دیا ہے کہ میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ان برکات سے فیض حاصل ہوسکتا ہے جس کے وعدے کئے گئے ہیں۔آپ کی جھولیاں بھری رہیں گی۔ آخر میں آپ نے پرسوز اختتامی دعا کروائی۔ اس کے بعد آپ مستورات کے خیمہ میں گئے جہاں مستورات نے ترانے سنائے۔''

زمین قادیان اب محترم ہے
ہجوم خلق سے ارض حرم ہے
ظہور عون و نصرت دمبدم ہے
حسد سے دشمنوں کی پشت خم ہے
سنو اب وقت توحید اتم ہے
ستم اب مائل ملک عدم ہے
خدا نے روک ظلمت کی اُٹھادی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا عالمگیر پیغام

عُشّاقِ خلافت کے نام

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی سیدنا محمود المصلح الموعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:-

'' یہ خلافت کی ہی برکت ہے کہ تبلیغ اسلام کا وہ کام جو اس وقت دنیا میں اور کوئی جماعت نہیں کررہی صرف جماعت احمدیہ کررہی ہے۔مصر کا ایک اخبار الفتح ہے وہ ہماری جماعت کا سخت مخالف ہے مگر اس نے ایک دفعہ لکھا کہ جماعت احمدیہ کو بے شک ہم اسلام کا دشمن خیال کرتے ہیں لیکن اس وقت وہ تبلیغ اسلام کا جو کام کر رہی ہے گزشتہ تیرہ سو سال میں وہ کام بڑے بڑے اسلامی بادشاہوں کو بھی کرنے کی توفیق نہ ملی۔ جماعت کا یہ کارنامہ محض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل اور تمہارے ایمانوں کی وجہ سے ہے۔آپ کی پیشگوئیاں تھیں اور تمہارا ایمان تھا جب یہ دونوں مل گئے تو خدا تعالیٰ کی برکتیں نازل ہونی شروع ہوئیں اور جماعت نے وہ کام کیا جس کی توفیق مخالف ترین اخبار الفتح کے قول کے مطابق کسی بڑے سے بڑے اسلامی بادشاہ کو بھی آج تک نہیں مل سکی۔اب تم روزانہ پڑھتے ہو کہ جماعت خدا تعالیٰ کے فضل سے روز بروز بڑھ رہی ہے اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو تم اور بھی ترقی کروگے اور اس وقت تمہارا چندہ بیس، پچیس لاکھ سالانہ نہیں ہوگا بلکہ کروڑ دو کروڑ پانچ کروڑ دس کروڑ بیس کروڑ پچاس کروڑ ارب کھرب پدم بلکہ اس سے بھی بڑھ جائے گا اور پھر تم دنیا کے چپہ چپہ میں اپنے مبلغ رکھ سکوگے۔انفرادی لحاظ سے تم اس وقت بھی غریب ہوگے لیکن اپنے فرض کے ادا کرنے کی وجہ سے، ایک قوم ہونے کے لحاظ سے، تم امریکہ سے بھی زیادہ مالدار ہوگے۔ دنیا میں ہر جگہ تمہارے مبلغ ہوں گے اور جتنے تمہارے مبلغ ہوں گے اتنے افسر دنیا کی کسی بڑی سے بڑی قوم کے بھی نہیں ہونگے۔ امریکہ کی فوج کے بھی اتنے افسر نہیں ہونگے جتنے تمہارے مبلغ ہوں گے اور یہ محض تمہارے ایمان اور اخلاص کی وجہ سے ہوگا۔''

نیز پرشوکت انداز میں یہ نصیحت فرمائی:-

'' تم ایک بہادر سپاہی کی طرح بنو ایسا سپاہی جو اپنی جان اپنا مال اپنی عزت اور اپنے خون کا ہر قطرہ احمدیت اور خلافت کی خاطر قربان کردے اور کبھی خلافت احمدیہ ایسے لوگوں کے ہاتھ میں ایسے ہاتھوں میں نہ جانے دے جو پیغامیوں یا احراریوں وغیرہ کے زیر اثر ہوں۔''

(مشعلِ راہ، جلد اوّل، صفحہ 66-765، شائع کردہ مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان، اشاعت 2000ء)

اس تعلق میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا یہ شعری کلام دل میں بسانے اور سینے سے لگانے اور آبِ زر سے لکھے جانے لائق ہے:

حشر کے روز نہ کرنا ہمیں رسوا و خراب
پیارو آموختہ درسِ وفا خام نہ ہو
ہم تو جس طرح بنے کام کئے جاتے ہیں
آپ کے وقت میں یہ سلسلہ بدنام نہ ہو

☆☆☆

خلافت احمدیہ کے زیر سایہ

جماعت احمدیہ کی سو سالہ نشر و اشاعت کی خدمات

﴿مکرم مولانا برہان احمد صاحب ظفر، ناظر نشر واشاعت قادیان﴾

خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں قرب قیامت کے بہت سے نشانیوں کا ذکر فرمایا ہے اُنہیں میں ایک جگہ فرماتا ہے۔

وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ (سورۃ التکویر: 11)

یعنی اور جب کتابیں پھیلا دی جائیں گی۔

قرآن کریم کی یہ آیت اس بات کی طرف اشارہ کررہی ہے کہ ایک زمانہ ایسا آنے والا ہے کہ کتب کی اشاعت بڑی کثرت سے ہوگی اور یہ کہ نئی اور جدید قسم کی پریسوں کی ایجاد کی طرف اشارہ ہے۔ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے زمانہ میں خدا تعالیٰ نے ایسے سامان پیدا کر دیئے کہ جہاں کتب کے لکھنے کا کام صرف ہاتھ سے ہوتا تھا وہ چھاپہ خانوں میں اشاعت کا کام شروع ہوگیا۔

وہ قومیں جو اسلام پر حملہ آور تھیں اُنہوں نے ان نئی ایجادات سے فائدہ حاصل کرتے ہوئے اسلام کے خلاف ایسی ایسی کتب شائع کیں جن کے پڑھنے سے ہی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح لاکھوں کی تعداد میں اسلام کے خلاف اشتہارات شائع کر کے ساری دنیا میں پھیلائے گئے۔ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے جب اسلام کے حق میں قلم اٹھایا تو اس کی اشاعت کے آسان ذرائع بھی خدا تعالیٰ نے پیدا کر دیئے۔ چنانچہ آپ ہی کی زندگی میں خدا تعالیٰ نے اس کارخانہ اشاعت اسلام کو غیر معمولی ترقی عطا کی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ دلی خواہش تھی کہ جس طرح دشمنان اسلام نے اسلام کے خلاف کاروائی کی ہے اس کا جواب بھی اسی طرح پورے زور سے دیا جائے۔ چنانچہ آپ نے ایک چھوٹی سی کتاب تصنیف فرمائی جس معرکۃ الآراء تصنیف کا نام آپ نے ''فتح اسلام'' رکھا۔ جس میں آپ نے اسلام کی فتح کو قریب تر کرنے کے لئے پانچ شاخوں کا ذکر فرمایا۔ اُنہیں شاخوں کا ذکر کرتے ہوئے ایک جگہ آپؑ تحریر فرماتے ہیں:

''منجملہ ان شاخوں کے ایک شاخ تالیف و تصنیف کا سلسلہ ہے جس کا اہتمام اس عاجز کے سپرد کیا گیا ہے اور وہ معارف ودقائق سکھلائے گئے جو انسان کی طاقت سے نہیں بلکہ صرف خدا تعالیٰ کی طاقت سے معلوم ہوسکتے ہیں۔ اور انسانی تکلف سے نہیں بلکہ روح القدس کی تعلیم سے مشکلات حل کر دئے گئے۔ دوسری شاخ اس کارخانہ کی اشتہارات جاری کرنے کا سلسلہ ہے جو بحکم الٰہی اتمام حجت کی غرض سے جاری ہے۔ اور اب تک بیس ہزار سے کچھ زیادہ اشتہارات اسلامی حجتوں کو غیر قوموں پر پورا کرنے کے لئے شائع ہو چکے ہیں۔ اور آئندہ ضرورت کے وقتوں میں ہمیشہ ہوتے رہیں گے۔'' (فتح اسلام صفحہ ۱۲-۱۳)

نیز آپؑ نے تحریر فرمایا:

''ایک تالیف کے ہی سلسلہ کو غور کر کے دیکھو کہ اگر ہم پوری پوری اشاعت کی غرض سے اس خدمت کو اپنے ذمہ لیں تو اس کی تکمیل کیلئے کیا کچھ مالی وسائل کی ہمیں ضرورت پڑے گی۔ کیونکہ اگر درحقیقت اشاعت ہی ہماری غرض ہے تو یہ ہمارا مدعا یہ ہونا چاہئے کہ ہماری دینی تالیفات جو جواہرات تحقیق اور تدقیق سے پُر اور حق کے طالبوں کو راہ راست پر کھینچنے والی ہیں جلدی سے اور نیز کثرت سے ایسے لوگوں کو پہنچ جائیں جو بُری تعلیموں سے متاثر ہو کر مہلک بیماریوں میں گرفتار یا قریب قریب موت کے پہنچ گئے ہیں اور ہر وقت یہ امر ہماری مدِنظر رہنا چاہئے کہ جس ملک کی موجودہ حالت ضلالت کے سم قاتل سے نہایت خطرہ میں پڑ گئی ہو بلا توقف ہماری کتابیں اس ملک میں پھیل جائیں اور ہر ایک متلاشی حق کے ہاتھ میں وہ کتابیں نظر آویں۔''

(فتح اسلام صفحہ ۲۷)

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی یہ دلی تمنا تھی کہ آپ کی تصنیفات جلد از جلد دنیا کے تمام ملکوں میں پھیل جائیں اور اس کے ذریعہ لوگ ہدایت پائیں اور اشاعتِ اسلام سے متعلق آپ کی آمد کا اصل مقصد اور مدعا جلد پورا ہو۔

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ ہی میں خدا تعالیٰ نے ایسے چھاپہ خانوں کا انتظام کر دیا تھا جن سے کتب جلد اور بآسانی شائع ہوسکتی تھیں۔ چنانچہ آپ کی زندگی ہی میں آپ کی زیادہ تر کتب شائع ہو کر منظر عام پر آچکی تھیں جن کی تعداد چھیاسی بنتی ہے اور قادیان میں 1895ء ہی میں ضیاء الاسلام کے نام سے جماعت کا اپنا پریس قائم ہو چکا تھا۔ اس کے علاوہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ ہی میں اخبار ''الحکم''، ''البدر''، رسالہ ''ریویو آف ریلیجنز''، رسالہ ''تشحیذ الاذہان'' جاری ہو چکے تھے ان اخبارات ورسائل نے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کو شائع کرنے کا جو فریضہ سرانجام دیا اس کی مثال پیش نہیں کی جاسکتی۔ پھر آپ کے ملفوظات کا ایک سلسلہ تھا جو ان اخبارات میں شائع ہوتا تھا جو کہ بعد میں کتابی صورت میں شائع ہوئے۔ پھر تمام مذاہب اور مخالفین اسلام پر اتمام حجت کرنے کے لئے جو اشتہارات کا سلسلہ جاری ہوا تو وہ بھی بے مثال تھا لاکھوں کی تعداد میں اشتہارات شائع ہو کر پھیلائے گئے وہ تمام تر اشتہارات بھی بعد میں کتابی صورت میں مجموعہ اشتہارات کے نام سے تین جلدوں میں شائع ہوئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواہش تھی کہ اس کام کے لئے ایک مستقل ادارہ قائم ہو جائے چنانچہ ایسا ہی ہوا بعد میں جو اشاعت وتصنیف کا ادارہ قائم ہوا اس کے تحت ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تمام کتب روحانی خزائن کے نام سے شائع ہوئیں اور آپ کے ملفوظات کو بھی جمع کر کے دس جلدوں میں شائع کیا گیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

''سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفین کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا دے۔ سو اب ممکن نہیں کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن میں جب جاؤنگا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔'' (رسالہ الوصیت صفحہ 7)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد یہ دوسری قدرت خلافت کی شکل میں ظاہر ہوئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق اللہ تعالیٰ نے اس آخرین کے دور میں خلافت علیٰ منہاج النبوت کا نظارہ ہمیں دکھایا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام جس اشاعت کے کام کو سرانجام دے رہے تھے اس کی ذمہ داری خدا تعالیٰ نے خلافت کے کندھوں پر ڈال دی اور خلافت کے ذریعہ وہ سب کام کر دکھائے جن کا وعدہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ فرمایا تھا۔

قدرت ثانیہ کے پہلے مظہر حضرت حکیم مولوی نور الدین صاحب بھیروی خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں اشاعت اسلام کی اس شاخ کو بے شمار پھل لگے۔ وہ اخبارات ورسائل جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں جاری ہوئے تھے، جاری رہنے کے ساتھ ساتھ 1909ء میں اخبار نور کا اجراء ہوا۔ اخبار الحق اور پھر فاروق کے نام سے بھی ایک اخبار 1910ء میں جاری ہوا۔ عورتوں میں تبلیغ اور ان کی تعلیم وتربیت کے لئے رسالہ احمدی خاتون کے نام سے 1913ء میں جاری ہوا جبکہ رسالہ احمدی بھی 1911ء میں جاری ہوا تھا جو کہ کچھ عرصہ کے بعد بند ہو گیا۔ سب سے اہم اخبار جو آج تک جاری ہے بلکہ اب تو دو جگہ سے شائع ہوتا ہے ایک ربوہ سے اور دوسرا لندن سے وہ اخبار الفضل ہے جس کو حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کے زمانہ ہی میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 18 جون 1913ء کو جاری فرمایا تھا۔ خلافت اولیٰ کے دور کے یہ وہ اخبارات ورسائل تھے جو رات دن اشاعت اسلام اور خدمت اسلام میں مصروف عمل تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کی اشاعت کا کام ساتھ کے ساتھ ہوتا رہا۔ جبکہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کی اپنی تصنیفات بھی منظر عام پر آچکی تھیں۔ جس میں ''القول الفصل'' بجواب ''ترک اسلام'' جس کا نام حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود ''نور الدین'' تجویز فرمایا تھا۔ اسی طرح آپ کی کتاب جو آپ نے عیسائیت کے رد میں تصنیف فرمائی وہ فصل الخطاب للمقدمة اهل الكتاب ہے اس کی دو جلدیں ہیں۔ اسی طرح آپ نے تصدیق براہین احمدیہ بھی تصنیف فرمائی۔ ان سب سے بڑھ کر آپ کے قرآن کریم کے درس اور اُن میں بیان کردہ تفسیر اپنے اندر ایک الٰہی رنگ رکھتی ہے۔ آپ کی تفسیر القرآن بھی پہلے درس القرآن کے نام سے اور بعد میں حقائق الفرقان کے نام سے چار جلدوں میں شائع ہوئی جو کہ اس وقت قادیان سے بھی دو جلدوں میں شائع ہو چکی ہے۔ الحمد للہ۔ الغرض تالیف وتصنیف کی جس شاخ کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا وہ خلافت اولیٰ کے زمانہ میں پروان چڑھی۔ اور بڑی کثرت کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے دوسرے اور تیسرے ایڈیشن بھی شائع ہوئے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات 1914ء میں ہوئی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور سابقہ انبیاء کی پیشگوئیوں کے مطابق جماعت احمدیہ نے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کو جماعت کا دوسرا خلیفہ منتخب کیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دورِ خلافت 52 سال کے عرصہ تک پھیلا ہوا ہے۔ اور آپ کا یہ دور ایسا ہے کہ کسی بھی مؤرخ کیلئے اسلامی تاریخ کو اس دَور کے بغیر مکمل کرنا ممکن نہیں ہے۔

جماعت احمدیہ میں صدر انجمن احمدیہ کا قیام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ ہی میں 1906ء میں ہوا تھا اور باقاعدہ اس کی رجسٹریشن ہو چکی تھی اور مختلف شعبے قائم ہو چکے تھے جس میں سے ایک نظارت تالیف واشاعت کے نام سے قائم ہو چکی تھی۔ لیکن حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صدر انجمن احمدیہ کے باقاعدہ بہت سے قواعد مرتب فرمائے

اور کام کو مختلف شعبوں میں تقسیم کیا۔ اشاعت کتب کا شعبہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ ہی میں قائم ہو چکا تھا لیکن ایک نظارت کی صورت میں نہ تھا۔ قادیان ایک چھوٹی سی بستی تھی لیکن 1920ء تک اشاعت کتب کی فروغ کی خاطر قادیان میں جماعتی پریس کے علاوہ پرائیویٹ پریس بھی قائم ہو کر تعداد چھ ہو چکی تھی۔ جن میں انوار احمدیہ پریس جس کے مالک مکرم شیخ یعقوب علی صاحب ترابؓ تھے اسی طرح فاروق پریس واللہ بخش سٹیم پریس شامل ہیں۔

الغرض حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صدر انجمن احمدیہ کی نئی انتظامیہ کے قیام پر جو اعلان فرمایا وہ اس طرح سے تھا کہ:

''احباب جماعت کو اطلاع کے لئے شائع کیا جاتا ہے کہ ضروریات سلسلہ کو پورا کرنے کے لئے قادیان اور بیرونی جماعت کے احباب سے مشورہ کرنے کے بعد میں نے یہ انتظام کیا ہے کہ اسلام کے مختلف کاموں کو سرانجام دینے کے لئے چند ایسے افسران مقرر کئے جائیں جن کا فرض ہو کہ وہ حسب موقع اپنے متعلقہ کاموں کو پورا کرتے رہیں۔ اور جماعت کی تمام ضروریات کو پورا کرنے میں کوشاں رہیں۔ فی الحال میں نے اس غرض کے لئے ایک ناظر اعلیٰ، ایک ناظر تالیف و اشاعت، ایک ناظر تعلیم و تربیت اور ایک ناظر امور عامہ اور ایک ناظر بیت المال مقرر کیا ہے۔''

اس طرح حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جماعتی کاموں کو بہتر رنگ میں چلانے کے لئے نظارتوں کو قائم فرمایا اور اس پر ایک ایک ناظر مقرر فرمایا انہی میں سے ایک شعبہ تالیف و اشاعت کا بھی تھا جن کے سب سے پہلے ناظر حضرت مولوی شیر علی صاحب رضی اللہ عنہ تھے۔ اس شعبہ کا کام یہ قرار پایا کہ اسلام پر ہونے والے اعتراضات کا جواب دیا جائے اس کے لئے کتب کی اشاعت ہو، اخبارات کا اجراء ہو، جن میں آئے دن پیدا ہونے والے مسائل کا حل پیش کیا جائے۔ لوگوں کو تالیف و تصنیف کی طرف توجہ دلائی جائے۔ اسی طرح جو بھی اہم کتب ہیں اُن کے تراجم مختلف زبانوں میں کروا کر دنیا میں پھیلائے جائیں۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے اس شعبہ کے تحت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مبارک اور بابرکت دور میں بہت کام ہوا۔ سینکڑوں عنوانات پہ کتب شائع ہوئیں ان میں وہ کتب بھی شامل ہیں جو کہ مخالفین اسلام کے اعتراضات کے جواب میں تالیف ہوئی تھیں اور وہ بھی شامل ہیں جن میں اسلام کی حقانیت کو دنیا کے سامنے پیش کیا گیا ہے۔ اسلام کے مقابل پر ہندو مذہب، عیسائیت، سکھ مت اور بدھ مت آئے اور خاص طور پر ہندوؤں میں آریہ مذہب نے اسلام پر خطرناک قسم کے حملے کئے ان حملوں کا جواب دینے کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہندو مذہب پر تحقیق کے لئے بعض لوگوں کو مقرر فرمایا۔ خلافت ثانیہ کے دور میں آریہ مذہب کی طرف شائع ہونے والی کتاب ستیارتھ پرکاش بڑی معروف ہوئی اس کا جواب صرف اور صرف جماعت احمدیہ کی طرف سے ہی آسانی پرکاش کے نام سے شائع ہوا۔ بالکل یہی حال اُن تمام کتابوں کا ہوا جو اسلام کے خلاف لکھی گئی تھیں ان کا جواب جماعت کے علماء نے تیار کیا اور جماعتی نظام کے تحت اُن کی اشاعت ہوئی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں جہاں بہت سی کتابیں شائع ہوئیں وہاں بہت سے نئے نئے رسائل بھی جاری ہوئے۔ الفضل پہلے سے ہی جاری تھا، البدر کچھ وقت جاری رہ کر بند ہو گیا تھا۔ دوبارہ بدر کے نام سے تقسیم ملک کے بعد 1952ء میں جاری ہوا۔ اخبار ''صادق'' 1918ء میں جاری ہوا۔ رفیق حیات بھی 1918ء میں جاری ہوا۔ ایک اخبار اتالیق کے نام سے 1919ء میں شروع ہوا۔ جب لجنہ اماء اللہ کا قیام ہوا تو عورتوں کی تعلیم و تربیت کے لئے ایک رسالہ مصباح کے نام سے 1946ء میں جاری ہوا تھا۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سے رسائل جاری ہوئے جو کہ بعد میں بند ہو گئے۔ جس میں ست بچن۔ تعلیم الاسلام۔ تعلیم الدین۔ المبشر۔ تفسیر القرآن شامل ہیں۔ اسی طرح الفرقان کے نام سے ایک رسالہ جاری ہوا جو کئی سال تک جاری رہا اور حضرت مولانا ابو العطاءؒ کی وفات کے بعد بند ہو گیا۔

خلافت ثانیہ میں جس قدر بھی اخبارات و رسائل جاری تھے اُنہوں نے اشاعت کے میدان میں بہت بڑا کام یہ کیا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی تمام تر تقاریر اور خطبات کو اپنے اندر سمولیا جو کہ بعد میں کتابی صورت میں بھی شائع ہوئے۔ اگر ایک عام جائزہ لیا جائے تو حضرت مصلح موعودؓ کے دور خلافت میں علمائے سلسلہ کی طرف سے جو کتب لکھی گئی اور شائع ہوئیں ان کی تعداد 1000 سے زائد بنتی ہے۔ قرآن کریم کی خدمت کے لحاظ سے بھی خلافت ثانیہ کا دور نہایت درجہ مبارک اور بابرکت ثابت ہوا۔ اسی دور میں قرآن کریم کے انگریزی تراجم منظر عام پر آئے۔ اور اسی دور میں ہی قرآن کریم کی جہاں اردو تفسیر ''تفسیر کبیر'' کے نام سے دس جلدوں پر مشتمل منظر عام پر آئی وہاں انگریزی کی پانچ جلدوں پر مشتمل تفسیر بھی شائع ہوئی۔ تفسیر کبیر قرآن کریم کی تفاسیر میں ایک اہم مقام رکھتی ہے۔ دنیا کے سامنے قرآن کریم کے وہ معارف اس کے ذریعہ سامنے آئے جو کہ کبھی کسی نے نہ سنے تھے اور نہ ہی پڑھے تھے۔

خلافت ثانیہ کے مبارک دور میں تحریک جدید کا اجراء ہوا۔ جس کے ذریعہ ہندوستان کے باہر تبلیغ کرنے کا پروگرام بنایا گیا تھا۔ اس تحریک کے تحت نئے نئے شعبہ جات قائم ہوئے ان میں ایک شعبہ وکیل الاشاعت اور دوسرا شعبہ وکیل التصنیف کے نام سے قائم ہوا۔ ان ہر دو شعبہ جات نے بھی دنیا کی مختلف زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم کروا کر اور اسلامی لٹریچر کے تراجم کروا کر شائع کئے۔ آج یہ شعبہ جات

عالمی حیثیت حاصل کر چکے ہیں۔

خلافت ثانیہ کے دور میں تصنیف اور اشاعت کا جو کام جاری ہوا تھا۔ وہ خلافت ثالثہ میں بھی جاری رہا۔ خلافت ثالثہ کے دور کی جو اہم بات ہے وہ یہ تھی کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے جماعت کے قیام پر سو سال پورے ہونے پر خوشی کے اظہار کے لئے ایک پروگرام پیش فرمایا جو کہ جہاں مالی قربانی سے تعلق رکھتا تھا اس کے ساتھ ہی روحانی طور پر دُعاؤں کا ایک پروگرام دیا گیا۔ اور یہ بھی اعلان فرمایا گیا کہ ہم کوشش کریں گے کہ دنیا کی تمام اہم زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم کروا کر دنیا میں پھیلائے جائیں۔ چنانچہ اس تحریک کے نتیجہ میں دنیا کی مختلف زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم کروانے اور شائع کروانے کا پروگرام بنایا گیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کا دورِ خلافت جماعت کے لئے امتحان کا دور بھی تھا۔ اسی دور میں پاکستان کے سیاستدانوں نے مذہب کی آڑ لے کر جماعت احمدیہ پر پابندیاں لگانے کا کام شروع کیا۔ چنانچہ حضور رحمہ اللہ نے جماعت کے خلاف اٹھنے والے اس فتنہ کا بھرپور جواب دیا۔ آپ نے جہاں اپنے خطابات میں جماعت کو صبر کی تلقین فرمائی وہیں آپ نے حکومت کے کارندوں کو یہ سمجھانے کی کوشش بھی کی کہ جماعت احمدیہ ہی حقیقی اسلام ہے اور جماعت پر لگائے جانے والے تمام تر اعتراضات جھوٹ کا پلندہ ہیں۔ آپ کا وہ مضمون جو آپ نے پاکستان کی قومی اسمبلی کے ہر ممبر کو دیا تھا، محضر نامہ کے نام سے شائع ہوا جو کسی بھی نیک فطرت انسان کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی وشافی تریاق ہے۔

الغرض اشاعت کتب کا سلسلہ خلافت ثالثہ کے مبارک دور میں بھی آگے سے آگے بڑھتا رہا یہاں تک کہ جماعت خلافت رابعہ کے مبارک دور میں داخل ہوئی۔ اس کے ساتھ ہی اشاعت کے کام میں حیرت انگیز تبدیلی آئی۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی 250 کے قریب کتب اور 52 سالہ دور خلافت کے خطبات جمعہ وعیدین اسی طرح آپ کے ارشادات پر مشتمل ایسا ریکارڈ تھا جو کہ مختلف اخبارات ورسائل میں پھیلا پڑا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی خدمت میں یہ تجویز پیش کی گئی تھی کہ اس تمام مواد کو شائع کیا جائے۔ اس کے لئے ایک الگ ادارہ قائم کرنے کی تجویز ہوئی۔ جس پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے فضل عمر فاؤنڈیشن کے نام سے ایک الگ ادارہ قائم فرمایا۔ اب یہی ادارہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی تمام کتب اور خطبات کی اشاعت کر رہا ہے۔ آپؓ کی تمام کتب جن میں بعض تقاریر بھی ہیں جو کتابی صورت میں شائع ہوئی تھیں، انوار العلوم کے عنوان سے شائع ہو رہی ہیں۔ جن کی اب تک اٹھارہ جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔ جبکہ آپ کے خطبات پر مشتمل 16 جلدیں، اسی طرح خطبات عیدین اور خطبات نکاح بھی الگ سے شائع ہو چکے ہیں۔ حضرت مصلح موعودؓ کی سیرت ''سوانح فضل عمرؓ'' کے نام سے پانچ جلدوں میں شائع ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے خلافت خامسہ کے مبارک دور میں ان تمام کتب کے ہندوستان سے بھی دفتر نشر واشاعت کے تحت شائع کرنے کا پروگرام ہے۔ اب تک سوانح فضل عمر کا مکمل سیٹ شائع ہو چکا ہے۔ اسی طرح انوار العلوم کی 18 جلدیں اور کتاب سیر روحانی بھی شائع ہو چکی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے دورِ خلافت کے شروع میں جہاں صرف ربوہ اور قادیان میں ایک چھوٹا سا پریس تھا۔ وہاں آپ ہی کے مبارک دور میں قادیان میں بھی بڑی پریس قائم ہوئی اور ربوہ کے پریس کے کام میں بھی اضافہ ہوا۔ جبکہ ''الرقیم پریس'' کے نام سے لندن میں ایک پریس لگایا گیا۔ اس وقت افریقہ کے بہت سے ممالک میں بھی یہ پریس قائم ہو چکے ہیں جو کہ دن رات اشاعت اسلام کے لئے کتب کی اشاعت کا کام کر رہے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خاص توجہ اور رہنمائی میں ساری دنیا میں نئی نئی مشینیں خرید کر اشاعت کے کام کو فروغ دیا جا رہا ہے۔ قادیان میں جہاں ایک ہینڈ فیڈ پریس ہوتا تھا وہاں اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہینڈ فیڈ مشین کے ساتھ ساتھ آٹومیٹک مشین بھی کام کر رہی ہے۔ تقسیم ملک کے بعد قادیان کی پریس فضل عمر پریس کے نام سے جاری کی گئی تھی۔ خلافت رابعہ کے بابرکت دور میں جماعت کی سو سالہ جوبلی منائی گئی۔ آپ نے جہاں دنیا کی مختلف زبانوں میں کتب کے تراجم کروائے۔ وہاں سب سے اہم کام اشاعت کے سلسلہ میں یہ ہوا کہ قرآن کریم کے 58 زبانوں میں مکمل تراجم شائع ہوئے۔ سب سے پہلے جماعت کی طرف سے جو ترجمۃ القرآن شائع ہوا وہ اردو زبان میں ہؤا۔ اور 1957ء تک اس کے پندرہ ایڈیشن شائع ہو چکے تھے۔ اس کے بعد 1953ء میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں ہی ڈچ اور سواہلی زبانوں میں تراجم شائع ہوئے۔ 1955ء میں حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ کا انگلش ترجمہ شائع ہوا جبکہ انگریزی تراجم میں حضرت مولانا غلام فرید صاحب اور سر محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ کا ترجمہ بھی شائع ہوا۔ بعد میں 1988ء میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تفسیر کا انگریزی ترجمہ بھی پانچ جلدوں میں شائع کیا گیا۔ 1968ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے دور خلافت میں جماعت کو اسپرینٹو زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ شائع کرنے کی توفیق حاصل ہوئی۔ گورمکھی زبان کا ترجمہ 1983ء میں شائع ہوا۔ اور یوگانڈا زبان میں 1984ء میں۔ اس کے بعد خلافت رابعہ کے مبارک اور بابرکت دور میں تراجم قرآن کریم کی طرف خاص توجہ دی گئی۔ چنانچہ 1985ء میں فرنچ زبان میں اور 1986ء میں اٹالین زبان میں قرآن کریم کے تراجم شائع ہوئے۔ 1987ء میں جو تراجم شائع ہوئے وہ حسب ذیل ہیں۔

1. فجین 2. رشین 3. ہندی 4. انڈونیشین

1988ء میں شائع ہونے والے تراجم قرآن کریم حسب ذیل ہیں۔

1. جیپنیز 2. کورین 3. کیکویا 4. پورتا گیز 5. سپینش 6. سویڈش

1989ء میں شائع ہونے والے قرآن کریم کے تراجم کی زبانیں حسب ذیل ہیں۔

1. ڈینش 2. جرمن 3. گریک 4. اِگبُو 5. ملائے 6. اڑیہ 7. پشتو 8. فارسی 9. پنجابی 10. تامل 11. ویٹ نامیز

1990ء میں شائع ہونے والے تراجم قرآن کریم کی فہرست حسب ذیل ہے۔

1. البانین 2. آسامی 3. چائینیز 4. زچ 5. گجراتی 6. مینڈے 7. پولش 8. سرائیکی 9. ٹرکش 10. تووالو 11. یوروبا

1991ء میں شائع ہونے والے تراجم حسب ذیل ہیں۔

1. بلغارین 2. ملیالم 3. منی پوری 4. سندھی 5. بلگو

1992ء میں تین قرآن کریم کے تراجم شائع ہوئے۔ 1. ہاؤسا 2. مراٹھی 3. تگالوگ

2003ء میں جولا اور کپکانبہ تراجمہ شائع کئے گئے جبکہ قرآن کریم کا کنڑی ترجمہ 2004ء میں ہوا۔ ہندوستان کی زبانوں میں سے ڈوگری زبان کا ترجمہ بھی کروایا جا رہا ہے۔ جبکہ دنیا کے 117 ممالک میں قرآن کریم کی منتخبہ آیات و احادیث اور اقتباسات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اشاعت کر کے ساری دنیا میں پھیلا ئے گئے۔ یہ اشاعت اسلام اور خدمت اسلام کے سلسلہ میں وہ کام تھا جس کی دنیا میں کوئی نظیر پیش نہیں کی جا سکتی۔

جماعت احمدیہ نے خلافت احمدیہ کے ذریعہ اشاعت کا جو کام کیا اس کو ایک نظر میں دیکھنے کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ساری دنیا میں نمائشوں کا اہتمام کروایا۔ جس میں ہر زبان کی کتب قرآن کریم کے مکمل تراجم، رسائل، اخبارات دیکھنے جا سکتے ہیں۔

جہاں تک ہندوستان میں اشاعت کتب کی بات ہے تو تقسیم ملک کے بعد یہاں کے حالات و وسائل کے مطابق نظارت دعوۃ و تبلیغ کے تحت ہی نشر و اشاعت کا کام ہوتا تھا۔ لیکن حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے 1988ء میں دفتر نشر و اشاعت کو نظارت دعوۃ و تبلیغ سے الگ کر دیا۔ چند سال بعد یہ شعبہ پھر سے نظارت دعوۃ و تبلیغ کی نگرانی میں کام کرنے لگا۔ البتہ 2000ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے پھر سے اس کو ایک الگ دفتر بناتے ہوئے نظارت نشر و اشاعت کو الگ کر دیا۔ اس کے بعد نظارت نشر و اشاعت قادیان نے کتب کی اشاعت میں غیر معمولی اضافہ کیا۔ بہت سی ایسی جو نایاب کتب تھیں ان کی اشاعت ہوئی۔ قرآن کریم کے ہندوستانی زبانوں میں جو تراجم نامکمل تھے ان کو مکمل کروا کر شائع کیا گیا۔ بلکہ بعض غیر ملکی زبانوں کے تراجم بھی نظارت نشر و اشاعت کے تحت شائع کر کے باہر بھیجے گئے۔ اس طرح قادیان کا دفتر نشر و اشاعت نہ صرف ہندوستان کی اشاعت کتب کی ضرورت کو پورا کر رہا ہے بلکہ ساری دنیا میں کتب کی ترسیل خدا تعالیٰ کے فضل سے قادیان سے ہو رہی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جب قادیان تشریف لائے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ ربوہ میں جس قدر بھی کتب شائع ہوئی ہیں وہ سب قادیان سے بھی شائع کریں۔ چنانچہ حضور انور ایدہ اللہ کی ہدایت پر یہ سلسلہ بھی جاری ہے۔ دفتر نشر و اشاعت قادیان نے جو نادر و نایاب کتب شائع کی ہیں ان میں سے تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام مکمل۔ تفسیر حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکمل۔ تفسیر کبیر مکمل۔ ملفوظات مکمل۔ انوار العلوم کی 18 جلدیں، تاریخ احمدیت کی 18 جلدیں، تفسیر القرآن انگریزی، فقہ احمدیہ، تذکرہ، ترجمۃ القرآن حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ، تفسیر صغیر، جماعت احمدیہ کا مشاورتی نظام، خطبات مسرور تین جلد، بخاری دو جلد شامل ہیں۔ الحمدللہ۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے طاہر فاؤنڈیشن کے نام سے ایک دفتر کا قیام فرمایا۔ اس کے تحت اب تک حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے خطبات کی تین جلدیں، خطابات قبل از خلافت اور خطبات عیدین کی ایک جلد، اس طرح پانچ جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔

الغرض خلافت احمدیہ جس طرح پروان چڑھی اُس کے ساتھ ساتھ ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وہ شاخ جس کو اشاعت اسلام کے لئے قائم کیا گیا تھا ترقی کرتی گئی اور آج دنیا کے 193 ممالک میں خدا تعالیٰ کے فضل سے خلافت احمدیہ کی برکت سے اشاعت اسلام کے لئے اشاعت کتب کا کام جاری ہے اور ہر دن اس میں اضافہ ہو رہا ہے۔ ذٰلک فضل اللّٰہ والحمد للّٰہ علٰی ذالک۔

قارئین! ایک زمانہ وہ تھا کہ جب قادیان میں چند لوگ ہوا کرتے تھے اور بے نام سی بستی تھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی برکت سے خدا تعالیٰ نے اس بستی کو غیر معمولی ترقی دی۔ قادیان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ مبارک میں جب 1891ء میں پہلا جلسہ سالانہ ہوا تو اس میں صرف 75 افراد شامل ہوئے تھے نہ کوئی لاؤڈ اسپیکر کا انتظام تھا نہ ہی اس کی ضرورت تھی لوگ قریب قریب ہو کر بیٹھ جاتے اور پوری بات سُن لیتے۔ اللہ تعالیٰ نے جماعت کو ترقی دی۔ لوگ جوق در جوق جماعت میں شامل ہونے شروع ہوئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والوں کی تعداد تیس سے چالیس ہزار تک پہنچ چکی تھی۔ اس وقت لوگوں تک آواز پہنچانے کے لئے کچھ کچھ دوری پر آدمی کھڑے

ہوتے اور مقرر جو بیان کرتا وہ اس کو سن کر دوسروں تک پہنچاتے اس طرح ایک سے دوسرے تک آواز چلی جاتی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے جہاں جماعت کو ترقی دی تو جماعت کے لئے آسانیاں بھی پیدا کیں۔ آواز کو بلند کرنے کے آلات ایجاد ہوئے۔ لاؤڈ اسپیکر آئے اور اُن کے ذریعہ جماعت نے فائدہ حاصل کیا۔ آج خدا کے فضل سے ان ہی لاؤڈ اسپیکروں کے ذریعہ لاکھوں انسانوں تک آواز پہنچائی جارہی ہے اور اشاعت اسلام کا کام جاری ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں فونوگراف ایجاد ہو چکا تھا۔ جب یہ فونوگرام قادیان میں لاکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو پیش کیا گیا تو لوگوں کو یہ چیز ایک عجوبہ دکھائی دی۔ چنانچہ قادیان کے آریہ صاحبان کو جب اس کی خبر ہوئی تو انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اس کو دیکھنے کی درخواست کی جس پر آپ نے رضامندی کا اظہار فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ چیز بھی دراصل تبلیغ اسلام میں معاونت کے لئے ہی انسانی ہاتھوں سے ایجاد کروائی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خیال پیدا ہوا کہ اس آلہ کو دکھانے سے بھی تبلیغ کی راہ نکالنی چاہئے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک نظم رقم فرمائی۔ جس کا پہلا مصرعہ یہ تھا کہ

آواز آ رہی ہے فونوگراف سے
ڈھونڈو خدا کو دِل سے نہ لاف وگزاف سے

اس طرح آپ نے ایک نظم اس میں بھروائی اور جب آریہ صاحبان اس آلہ کو دیکھنے آئے تو آپ نے اُنہیں فونوگراف دکھانے کے ساتھ ساتھ یہ نظم بھی سنوائی اس طرح آپ نے اس آلہ کو بھی تبلیغ اسلام کے لئے استعمال کیا۔ آج گو دنیا بہت ترقی کر چکی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے زمانہ سے ہی آواز ٹیپ کرنے کی سہولت عام ہو چکی تھی۔ چنانچہ آپ کی آواز بھی ٹیپ کے ذریعہ آج تک محفوظ ہے۔ خلافت ثالثہ میں اس میں اور اضافہ ہوا جہاں آواز کے ساتھ ساتھ تصویر بھی آنے لگی۔ جماعت نے اس ایجاد سے بھی فائدہ حاصل کیا۔ خلافت ثالثہ ہی میں آڈیو کیسٹ عام ہو چکی تھی ویڈیو بھی مل جاتی تھی چنانچہ اس ذریعہ کو بھی جماعت نے تبلیغ کے لئے استعمال کیا۔ اشاعت کتب کے ساتھ ساتھ کیسٹ بھی تیار ہونے لگیں۔ آڈیو سے پھر ویڈیو اور آج سی ڈی اور ڈی وی ڈی کا زمانہ ہے۔ دفتر اشاعت میں اس غرض کے لئے باقاعدہ ایک الگ شعبہ قائم ہے جس کا کام ہی تبلیغ کی غرض سے آڈیو ویڈیو کیسٹ تیار کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ جس ملک میں بھی قائم ہے خلافت کی برکت سے ہر ملک میں یہ شعبہ بھی قائم ہو کر خدمت اسلام کی مہم سر کر رہا ہے۔ جبکہ اس کے ساتھ ہی مختلف پروگرام (تاریخ) سٹل فوٹوگرافی کر کے بھی محفوظ کی جاتی ہے جس کو جماعت کی طرف سے قائم نمائشوں کی زینت بنایا جاتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دو سال قبل ہی لندن میں ایک شعبہ ''مخزن تصاویر'' کے نام سے بھی قائم فرمایا ہے۔ ایسے ہی شعبے باقی ملکوں میں بھی قائم ہو رہے ہیں جو کہ نادر و نایاب تصاویر کو جمع کر کے تصویری زبان میں تبلیغ اسلام اور خدمت اسلام کے کارناموں کو لوگوں کو دکھاتے ہیں۔ اس کام کی نگرانی بھی شعبہ اشاعت کے تحت ہے۔ فالحمد للہ علی ذالک۔

قرآن کریم نے آخری زمانہ کی ترقیات کا ذکر فرمایا ہے۔ اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی آخری زمانہ کی ترقیات کی بہت سی پیشگوئیاں پائی جاتی ہیں۔ آخری زمانہ کی ترقیات میں سے ریڈیو، فون، ٹی وی بھی خدمت اسلام میں ایک اہم رول ادا کر رہے ہیں۔ فون اور ریڈیو کی ایجاد تو بہت پرانی ہے۔ لیکن آج ہم دیکھتے ہیں کہ یہ چیزیں بھی تبلیغ اسلام ہی کے لئے ایجاد ہوئی ہیں اور جماعت احمدیہ ان کے ذریعہ بھی تبلیغ اسلام کی مہم کو سر کر رہی ہے۔ 1989ء کی بات ہے کہ اس وقت خاکسار بمبئی مشن میں مبلغ تھا تو لندن سے فون آیا کہ عید الفطر کے موقع پر ہم آپ کو فون کے ذریعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطبہ براہ راست سنائیں گے۔ اس بات کو سن کر خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ ہم حضور کا خطبہ عید براہ راست سن سکیں گے۔ چنانچہ دو فون رکھے گئے ایک فون کی تاروں کو امپلی فائر میں لگا کر آواز بڑھالی گئی اور ساری جماعت نے حضور انور کا خطبہ پہلی مرتبہ ٹیلیفون کے ذریعہ براہ راست سُنا۔ اس کے بعد 1991ء میں جب حضور رحمہ اللہ قادیان تشریف لائے تو ایک وائرلیس سیٹ کے ذریعہ دنیا کے مختلف ممالک میں حضور انور رحمہ اللہ کے خطبات کو براہِ راست براستہ لندن سُنایا گیا۔ اس وقت تک بھی ہم یہ تصور نہ کر سکتے تھے کہ وہ وقت بہت قریب ہے کہ جماعت کا اپنا ایک سیٹلائیٹ ہوگا۔ اپنا ایک چینل ہوگا جس سے نہ صرف آواز سنی جا سکے گی بلکہ دیکھا بھی جا سکے گا۔ اور حضرت امام جعفر صادق کا قول پورا ہوگا کہ:

''ہمارے قائم (امام مہدی) جب مبعوث ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ہمارے گروہ کی شنوائی اور بینائی کو بڑھا دے گا۔ یہاں تک کہ یوں محسوس ہوگا کہ امام قائم (امام مہدی) اور اُن کے درمیان کا فاصلہ صرف ایک برید (اسٹیشن) کے برابر رہ گیا ہے۔ وہ امام ان سے باتیں کرے گا وہ اس کی باتوں کو سنیں گے اور اُسے دیکھیں گے جبکہ امام مہدی اپنی جگہ پر ہی ٹھہرا رہے گا''

(بحار الانوار جز ۵۲ صفحہ ۳۳۶)

پس الحمد للہ کہ وہ دن جلد آیا کہ خلافت رابعہ کے مبارک اور بابرکت دور میں خدا تعالیٰ نے جماعت کو وہ نعمت عطا کی جس کا تصور بھی ممکن نہ تھا اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے 7 جنوری 1994ء کو باقاعدہ ایم۔ ٹی۔ اے کے ذریعہ جاری ہونے والی نشریات کا آغاز فرمادیا۔ پھر وہ وقت بھی آیا کہ دو سال کے اندر ہی 1996ء میں چوبیس گھنٹے کی ایم ٹی اے

انٹرنیشنل سے نشریات شروع ہوئیں۔

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایم۔ٹی۔اے۔ون اور ایم۔ٹی۔اے۔2 اور ایم ٹی اے 3 العربیہ جاری ہو چکے ہیں۔ اس کے تمام تر پروگرام جو دنیا کے مختلف ممالک سے تیار ہو کر لندن جاتے ہیں وہ شعبہ نشر و اشاعت کے تحت ہی تیار ہوتے ہیں۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج جماعت احمدیہ کو خلافت احمدیہ کی برکت سے خدمت اسلام کے لئے ایسے ذرائع استعمال کرنے کی توفیق حاصل ہو رہی ہے جن کا چند سال قبل تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔ یہ خدا تعالیٰ کا بہت بڑا انعام ہے جو اس نے جماعت احمدیہ کو عطا کیا ہے۔

جماعت احمدیہ کا عالمی نظام خلافت احمدیہ کے تابع اس طرح بندھا ہوا ہے کہ گویا سب ایک ڈوری میں پروئے ہوئے ہیں۔ جہاں جماعت نے اور ذرائع استعمال کئے وہاں انٹرنیٹ کی سہولت بھی ساری دنیا کی جماعتوں کے پاس موجود ہے اور اس ذریعہ کو بھی اشاعت اسلام کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے۔ اور اگر انصاف کی نظر سے دیکھا جائے تو جماعت احمدیہ کی الاسلام ویب سائٹ حقیقی اسلام کو دنیا کے سامنے پیش کرنے والی سب سے بڑی ویب سائٹ ہے اور اس میں ہر دن اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ اس کے ذریعہ لوگوں کے سوالوں کے جواب بھی دیئے جاتے ہیں۔ اس سائٹ پر جو پروگرام بھیجے جاتے ہیں اس میں بھی نشر و اشاعت اہم کردار ادا کرتا ہے۔

الغرض حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قائم کردہ اشاعت و تصنیف کی شاخ خلافت احمدیہ حقہ اسلامیہ کی برکت سے ساری دنیا پر محیط ہو چکی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس میں ہر آن اضافہ کرتا چلا جائے یہاں تک کہ اسلام ساری دنیا میں پھیل جائے اور ساری دنیا خلافت کے جھنڈے تلے جمع ہو جائے۔ آمین۔

☆-☆-☆

☆

خلافت کے سو سال سب کو مبارک

خلافت کے سو سال سب کو مبارک
پھلوں سے لدی ڈال سب کو مبارک
بہت مہرباں ہے ہمارا خدا
سو اُس نے یہ نعمت ہمیں کی عطا
خلافت کے سو سال سب کو مبارک
ملی دین کو سطوت و تمکنت
عطا مومنوں کو ہوئی منزلت
خلافت کے سو سال سب کو مبارک
یہی ہے سبھی کا مسیحائے غم
اُڑے ہیں فلک پر اسی کے علم
خلافت کے سو سال سب کو مُبارک
لیا تھام دیکھا جسے ڈولتے
عدو رہ گئے، زہر ہی گھولتے
خلافت کے سو سال سب کو مبارک
صدا المدد کی، نوید فتح
نظر میں تھے سب اسکی حسن و قبح
خلافت کے سو سال سب کو مبارک
بہت آب دی اس نے ایمان کو
خدا سے ملایا ہے انسان کو
خلافت کے سو سال سب کو مبارک
صدی اسکی گذاری ہے چلتے ہوئے
گھٹاؤں سے سورج نکلتے ہوئے
خلافت کے سو سال سب کومبارک
اُجالے کی دف کو بجاتے ہوئے
کڑی شب کے دُکھ خود اُٹھاتے ہوئے

مُبارک، مُبارک، مُبارک، مُبارک
نبوت کے زندہ اُلوہی شجر کی
کرو بھر کے جی اُسکی حمد وثنا
اکیلے نہ ہوں ہم کِسی حال میں
کِیا اس نے خوشحال سب کو مبارک
رہی اُسکی چھاؤں میں برکت بہت
جو خاکی تھے وہ آسمانی ہوئے
یہ عزت، یہ اقبال سب کو مبارک
یہ دلدار پیکر، یہ بہجت رقم
سمٹتی گئی اُسکی خاطر زمیں
یہ اکرام و اجلال سب کو مُبارک
محبت کے لعل و گہر رولتے
وساوس کا تریاق یہ بن گئی
محبت کی یہ شال سب کو مبارک
نئے آسماں کی یہ قوسِ قزح
چلے اُسکے نورِ فراست میں ہم
یہ رہبر، یہ گوپال سب کو مبارک
سموکے رگ وپے میں قرآن کو
کئی رِند اس نے ولی کر دئے
یہ ہمت، یہ اعمال سب کو مبارک
دعاؤں سے موسم بدلتے ہوئے
اسی کی بدولت دکھائی دیئے
یہ رفتار، یہ چال سب کو مُبارک
یہ نجمِ یقیں مسکراتے ہوئے
دلاتا رہا ہے اُمیدِ سحر

اندھیروں میں یہ ڈھال سب کو مبارک
مبارک، مبارک، مبارک، مبارک
خلافت کے سو سال سب کو مبارک

(جمیل الرحمٰن، ہالینڈ)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

خلفائے احمدیت اور خدمت قرآن مجید

مکرم مولوی عبدالمومن صاحب راشد، استاذ جامعہ احمدیہ قادیان

اللہ تعالیٰ نے از خود قرآن کریم کی حفاظت کی ذمہ داری لی ہے اور نہایت ہی واشگاف الفاظ میں یہ اعلان فرمایا ہے کہ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهُ لَحَافِظُوْنَ (الحجر آیت10) یعنی ہم نے یہ ذکر اتارا ہے اور یقیناً ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ حفاظت کی دو صورتیں ہیں۔ ایک ظاہری الفاظ کی دوسری معنی و مطالب اور پُر حکمت حقائق معارف کے لحاظ سے۔ قرآن کریم کے ظاہری الفاظ کی حفاظت کے لئے اللہ تعالیٰ نے لاکھوں مسلمانوں کے دلوں میں حفظ قرآن کی خواہش پیدا کر دی ہے حتی کہ اگر قرآن کریم کے سب نسخوں کو دنیا بھر میں نعوذ باللہ من ذالک کوئی دشمن اور معاند اسلام دریا برد کر دے یا نذر آتش کر دے تب بھی قرآن کریم دنیا سے مٹ نہیں سکتا کیونکہ ایسے حفاظ کرام موجود ہیں جو قرآن کریم کو بسم اللہ کی ''ب'' سے والناس کی ''س'' تک من وعن دوبارہ ضبط تحریر میں لا سکتے ہیں۔ آج کے اِس ترقی یافتہ دور میں تو اس کے علاوہ اور بھی بہت سے ذرائع اللہ تعالیٰ نے پیدا کر دیئے ہیں جنکی موجودگی میں اس کا ضائع یا تلف ہونا بالکل ناممکن ہو گیا ہے۔

لیکن قرآن کریم کی دوسری حفاظت جسکی ظاہری حفاظت کی طرح بڑی اہمیت ہے اور وہ یہ ہے کہ ہر صدی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان اِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ عَلٰى رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ يُّجَدِّدُ لَهَا دِيْنَهَا (ابوداؤد کتاب الفتن)۔ یعنی اللہ تعالیٰ اس امت کے لئے ہر صدی کے سر پر ضرور ایسے آدمی کھڑا کرتا رہیگا جو اس کے دین کی اُس کے فائدہ اور نفع کے لئے تجدید کرتے رہیں گے، کے مطابق مجدّ دین ظاہر ہوتے رہے ہیں۔ جنہوں نے قرآن کریم کے معنوں کی حفاظت کی اور ایسے حقائق و معارف اور حکمت سے پُر علوم قرآنی بیان کئے جو زمانے کے تقاضوں کے مطابق مومنوں کے ازدیاد ایمان کا باعث بنتے اور شان اسلام اور عظمت قرآن کو روشن کرتے۔ تیرہویں صدی تک جو تجدید دین قرآن کریم کی ظاہری و باطنی، لفظی و معنوی طور پر عظیم الشان خدمت انجام دیتے آئے ہیں۔ انکے اسمائے گرامی کتابوں میں موجود ہیں۔ اور محتاج تعارف نہیں۔

اسلام کا تنزل:

قرآن کریم اور احادیث مبارکہ میں ایک ایسے دَور اور زمانے کی پیشگوئی کی گئی ہے۔ جس میں مسلمان قرآن کو پیٹھ پیچھے پھینک دینگے اور اسلام صرف نام کا باقی رہ جائیگا۔ اوامر واحکام الٰہی کہنے اور سنانے کے لئے ہونگے لیکن عمل کرنے کے لئے نہیں۔ جیسا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا (الفرقان آیت:۳۱) یعنی اور رسول نے کہا اے میرے رب! میری قوم نے تو اِس قرآن کو پیٹھ پیچھے پھینک دیا ہے۔ بعینہٖ حدیث شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

يَاتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يَبْقٰى مِنَ الاسلام اِلَّا اسْمُهٗ وَلَا يَبْقٰى مِنَ القراٰن اِلَّا رَسْمُهٗ ۔ (مشکوٰۃ کتاب الفتن) یعنی ایک زمانہ ایسا آنے والا ہے کہ اسلام صرف نام کا رہ جائیگا اور قرآن مجید صرف لکھائی میں ہوگا۔

ایک اور حدیث میں آپ فرماتے ہیں۔ تَفْتَرِقُ اُمَّتِيْ عَلٰى ثلاثٍ وَّ سَبْعِيْنَ مِلَّةً كُلُّهُمْ فِي النَّارِ اِلَّا وَاحِدَةً قَالُوْا مَنْ هِيَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَا اَنَا عَلَيْهِ وَ اَصْحَابِي ۔ (مشکوٰۃ باب الاعتصام بالسنّۃ۔ بحوالہ ترمذی)۔ یعنی ایک ایسا زمانہ آئیگا کہ میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائیگی ان میں سے سوائے ایک کے باقی سب آگ میں ڈالے جائینگے۔ لوگوں نے دریافت کیا یا رسول اللہ! وہ کون لوگ ہیں جو حق پر ہونگے؟ آپ نے فرمایا کہ وہ لوگ جو اس طریق پر ہونگے جس پر میں اور میرے اصحاب ہیں۔ ایک اور حدیث میں فرماتے ہیں۔ یعنی اے لوگو! علم حاصل کرو، قبل اس کے علم اٹھا لیا جائے۔ دریافت کیا گیا کہ یا رسول اللہ علم کس طرح اٹھا لیا جائیگا حالانکہ قرآن کریم ہمارے پاس موجود ہے۔ آپ نے فرمایا اُسی طرح ہوگا (تیری ماں تجھ پر ماتم کرے) کیا تم دیکھتے نہیں کہ یہودو نصاریٰ کے پاس کتابیں موجود ہیں لیکن وہ اس تعلیم کے ساتھ کچھ بھی تعلق نہیں رکھتے جو انکے انبیاء لائے تھے۔ سنو! علم اس طرح جاتا ہے کہ عالم دنیا سے گذر جاتے ہیں۔ اور آپ نے یہ فقرہ تین دفعہ بیان فرمایا۔

آیت قرآنی اور مندرجہ بالا احادیث سے صاف ظاہر ہے کہ ایک وقت میں امت محمدیہ نہایت خطرناک

حالت سے دوچار ہونے والی ہے اور قرآن کریم کے حقیقی علم و معرفت سے دور ہو جائیگی۔ دین کے ساتھ ساتھ دنیاوی اعتبار سے بھی پستی و انحطاط کا شکار ہو جائیگی۔

چنانچہ مسلمانوں کے ان حالات کو دیکھتے ہوئے مولانا الطاف حسین حالی مرحوم نے اپنی مشہور مسدس میں لکھا۔

رہا دین باقی نہ اسلام باقی
اک اسلام کا رہ گیا نام باقی

جہاں قرآن میں مسلمانوں کے روحانی تنزل اور قرآنی تعلیمات سے دور ہو جانے اور ذلّت و رسوائی کا مورد بننے کی پیشگوئی کی گئی تھی وہیں قرآن و حدیث میں امت محمدیہ کی اصلاح، اسلام کے احیائے نو کے علاوہ تمام ادیان باطلہ پر اسلام کے غالب آنے کی بھی نہایت ہی واضح اور واشگاف الفاظ میں بشارت دی گئی تھی۔ جیسا کہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

هُوَ الَّذِىْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ (سورۃ الصّف) یعنی وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تا کہ وہ اسے دین کے ہر شعبہ ہر کلیۃً غالب کردے خواہ مشرک بُرا منائیں۔

علماء اسلام پر یہ امر واضح اور روشن ہے کہ شریعت اسلامیہ کا قیام اور تکمیل دین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک دور میں ہو چکا ہے لیکن غلبہ اسلام امام مہدی علیہ السلام کے دور میں مقدر ہے۔ اسی لئے علماء و محققین کا اتفاق ہے کہ مذکورہ بالا آیت میں جس عظیم الشان غلبہ اسلام کی بشارت دی گئی ہے وہ مہدی و مسیح آخرالزمان کے وقت میں پوری ہوگی۔

امت محمدیہ کے بہت سے مشائخ، اولیاء اور محقق علماء قرآن مجید و احادیث میں مذکور پیشگوئیوں اور اپنے کشوف پر غور کرنے کے بعد اسی نتیجہ پر پہنچے تھے کہ امام مہدی و مسیح موعودؑ کا ظہور تیرھویں صدی میں یا زیادہ سے زیادہ چودھویں صدی کے سر پر ہوگا۔ پھر اسی زمانہ میں بعض بزرگوں نے مہدی و مسیح کے پیدا ہونے کی خوشخبری بھی دیدی تھی۔ چنانچہ عین وقت پر وہ موعود مسیح و امام مہدی پیشگوئیوں کے مطابق تیرہویں صدی میں پیدا ہوا اور اُس نے 1290 ہجری میں مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کا شرف پایا۔ اور چودھویں صدی کے آغاز 1307 ہجری میں مسیح موعود اور مہدی معہود ہونے کا دعویٰ فرمایا۔ آپکا نام نامی اسم گرامی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی (علیہ السلام) تھا۔ آپؑ فرماتے ہیں ''مجھے خدا تعالیٰ کی پاک اور مطہر وحی سے اطلاع دی گئی کہ میں اُس کی طرف سے مسیح موعود مہدی، معہود اور اندرونی اور بیرونی اختلافات کا حَکَم ہوں۔'' (اربعین 1 صفحہ 20)

آپکے علاوہ اور بھی کئی مدعیان مہدویت و مسیحیت کھڑے ہوئے اور اپنے آپ کو قرآن و حدیث میں مذکور پیشگوئیوں کا مصداق قرار دیا۔ ان میں سے کسی نے خانہ کعبہ میں جا کر مہدی ہونے کا اعلان کیا تو کسی نے مکہ مسجد حیدرآباد دکن میں خود کو بطور امام مہدی پیش کیا۔ ایک صاحب نے انڈونیشیا سے بھی امامت چمکانے کا ڈھونگ رچا تھا مگر ان میں سے کسی ایک مدعی کو بھی اسلام یا مسلمانوں کی کوئی مثالی خدمت کرنے کا موقعہ نہ ملا۔ نہ ہی اپنی زندگی میں کوئی خاص کارنامہ کر سکے بلکہ ہر ایک نہایت ذلیل و رسوا ہوا۔ اور اپنے مقصد میں خائب و خاسر رہتے ہوئے قرآن شریف کی اِس آیت کریمہ کا مصداق ٹھہرا وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ فَمَا مِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِيْنَ۔ (الحاقہ آیت 45-48) یعنی اگر وہ بعض باتیں جھوٹے طور پر ہماری طرف منسوب کر دیتا تو ہم اسے ضرور اپنے دائیں ہاتھ سے پکڑ لیتے پھر ہم یقیناً اُس کی رگ جان کاٹ ڈالتے۔ پھر تم میں سے کوئی ایک بھی اُس سے ہمیں روکنے والا نہ ہوتا۔

قرآن کریم سے یہی حقیقت واضح ہوتی ہے کہ مفتری اور جھوٹے کو خدا تعالیٰ خود ہی گرفت میں لیتا ہے اور اُس کا کام تمام کر دیتا ہے۔

کامیاب مدعی:

پس دنیائے اسلام میں دعوائے امام مہدی و مسیح کے بعد اگر کسی نے امت محمدیہ کی اصلاح کی، قرآن کریم اور اسلام کی حقانیت و عظمت مذاہب عالم کے سامنے پیش کرنے میں کامیاب و کامگار ہوا اور ایک ایسی جماعت تیار کی جسکا ایک ایک فرد خدمت اسلام اور تبلیغ اسلام کے جذبہ سے سرشار اور حق پر نثار ہے تو وہ صرف اور صرف حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام ہی ہیں جنہوں نے حین حیات قرآن و اسلام کی اور عالم اسلام کی عظیم الشان خدمات سرانجام دیں۔ اس وقت اُن میں سے صرف خدمت قرآن کے بیان کرنے میں اکتفاء کیا جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے چونکہ خود آپکو اس خدمت کے لئے کھڑا کیا تھا۔ اسی لئے آپؑ فرماتے ہیں۔'' اگر قرآن کے نکات اور معارف بیان کرنے میں کوئی میرا ہم پلّہ ٹھہر سکے تو میں جھوٹا ہوں۔''

(اربعین صفحہ 3-4)

اسلام کی حقانیت اور قرآن کریم اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منجانب اللہ ہونے اور خود حضرت مسیح موعود ہونے کے ثبوت میں آپ نے جو پہلی تصنیف براہین احمدیہ شائع فرمائی تو آپ نے نہ صرف علماء اسلام کو بلکہ دنیائے مذاہب کے علماء کو یہ چیلنج دیا کہ اگر کوئی شخص ان دلائل کا پانچواں حصہ بھی ردّ کرے جو آپ نے اس کتاب میں بیان فرمائے ہیں تو آپ اپنی ساری جائیداد جسکی قیمت اُس وقت (یعنی 100 سال قبل) دس ہزار روپے لگائی گئی تھی۔ اُسے دے دیں گے لیکن آج تک کسی کو یہ چیلنج قبول کرنے کی جرأت نہ ہوئی اور نہ ہی آئندہ ہوگی۔

براہین احمدیہ کے علاوہ آپ نے اسّی سے زائد کتب تصنیف فرمائی ہیں جن میں ایک معرکۃ الآراء

کتاب ’’اسلامی اصول کی فلاسفی‘‘ ہے۔قرآنی کمالات و معجزات اور حقائق و معارف پر مشتمل یہ کتاب مختلف مذاہب وملت سے تعلق رکھنے والے دانشمند صاحب علم اور مفکروں سے دادتحسین وآفریں حاصل کرچکی ہے۔

تیرہویں صدی میں جب عباسی خلافت جاتی رہی تو مسلمانوں کا شیرازہ ایسا بکھرا کہ مسلمان سیاسی اور روحانی انحطاط وتنزل کے شکار ہوگئے تاہم اسی دوران خلافت کے قیام کی کوششیں بھی کی گئیں۔کبھی شاہ ترکی کو تو کبھی شاہ فیصل کو منصب خلافت پر بٹھانے کی تیاری کی گئی۔ ایک امیدوار شاہ فاروق بھی تھے لیکن خلافت راشدہ کی یہ عظیم نعمت دنیاوی کوششوں سے حاصل نہیں ہوسکتی اور نہ آئندہ ہوگی۔

کیونکہ جیسا کہ اوپر ذکر کیا جاچکا ہے۔قرآن و حدیث کے مطابق تیرہویں صدی کے آخراور چودھویں صدی کے شروع میں منشاء الٰہی اور اُس کے اذن سے ایک شخص کھڑا ہوگا۔ جو امت محمدیہ کو نئی زندگی دیگا اور اسلام کو مذاہب عالم پر غالب کریگا اور وہی امام آخر الزمان ہوگا اور وہی مہدی ومسیح کہلائے گا۔ پھر یہ خلافت بھی اُسی کے ساتھ وابستہ ہوگی۔جسطرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نظام خلافت امت محمدیہ میں قائم ہوا تھا۔ اسی طرح امام مہدی علیہ السلام کے اس دنیائے فانی سے گذرنے کے بعد اُسکے متبعین وپیروکاروں میں یہ روحانی و آسمانی نظام قائم ہوگا۔ خلافت کا قیام اگر قرآن وحدیث کے خلاف ہے تو اسکے لئے مسلمانوں نے ہمیشہ کیوں کوشش کی اور کیوں کسی نہ کسی رنگ میں قیام خلافت کے لئے مسلمانوں میں تحریک چلاتے رہے۔ جیسا کہ علامہ اقبال نے خلافت کی ضرورت و اہمیت کومحسوس کرتے ہوئے کہا تھا۔

تا خلافت کی بناء دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب وجگر

عالمگیر جماعت احمدیہ عالم اسلام کو سوسال سے قرآن کریم اور احادیث میں مذکور پیشگوئیوں کی روشنی میں بتاتی آرہی ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھوں سے جس شخص کو امت محمدیہ کی اصلاح کے لئے کھڑا کیا ہے۔ اور جس کے ذریعہ احیائے اسلام اور غلبہ اسلام ہونا ہے۔ وہ سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام ہیں اور آپ ہی وہ طاقتور اور روحانی وعلمی شخصیت ہیں۔ جس کی منتظر امت مسلمہ تھی آپؑ ہی عالم اسلام میں وہ شخصیت جنہوں نے اپنی وفات سے قبل اپنے متبعین کو قدرت ثانیہ یعنی نظام خلافت سے منسلک ہونے اور اس کی برکات سے مستفیض ہونے کی تاکید و تلقین فرمائی۔منشاء الٰہی اور قرآن وحدیث کی پیشگوئیوں کے عین مطابق آپکے وصال کے بعد جماعت احمدیہ میں نظام خلافت کا قیام عمل میں سے آیا۔الحمدللہ علی ذالک۔

خلیفہ نبی کے جانے کے بعد اُس کا جانشین ہوتا ہے اور جو کام خدا کا نبی شروع کر چکا ہوتا تھا۔خلیفہ انہی کاموں کو مزید وسعت دیتا ہے اور مضبوط و مستحکم کرکے پایۂ تکمیل تک پہنچاتا ہے۔ چنانچہ خلفائے احمدیت نے خدمت قرآن کو اپنے اپنے دورِ خلافت میں نہ صرف جاری رکھا بلکہ اُسکو آگے بڑھایا اور خدا کے فضل سے ہر خلیفہ کی مساعی اپنے وقت میں ثمرآور اور کامیابیوں سے ہمکنار ہوئی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کے دور میں خدمت قرآن

قبل اسکے کہ آپکی عظیم خدمات کا ذکر ہو، آپکے قلب صافی میں موجزن عشق قرآن کا مختصر الفاظ میں ذکر کیا جاتا ہے۔آپؓ فرماتے ہیں:

(1) ’’مجھے قرآن مجید سے بڑھ کر کوئی چیز پیاری نہیں لگتی۔ ہزاروں کتابیں پڑھی ہیں۔ ان سب میں مجھے خدا ہی کی کتاب پسند آئی۔‘‘

(2) ’’مجھے قرآن مجید سے بہت محبت ہے اور بہت محبت ہے، قرآن مجید میری غذا ہے میں سخت کمزور ہوتا ہوں قرآن مجید پڑھتے پڑھتے مجھ میں طاقت آجاتی ہے۔‘‘

(3) ’’خدا تعالیٰ مجھے بہشت اور حشر میں نعمتیں دے تو میں سب سے پہلے قرآن شریف مانگوں گا تا حشر کے میدان میں بھی قرآن شریف پڑھوں، پڑھاؤں اور سناؤں۔‘‘

(4) ’’بعض وقت میں نے قرآن کے تین تین لفظوں کو علیحدہ چھانٹ کر دیکھا ہے کہ انہیں تین الفاظ سے میں دنیا کے تمام مذاہب کا مقابلہ کرسکتا ہوں۔‘‘

آپکی خدمت قرآن:

آپؓ نے اپنی خلافت کے دوران 1910ء میں فرمایا:

’’میری طبیعت تو ضعیف ہے۔مگر دل میں آیا کہ زندگی کا بھروسہ نہیں۔معلوم نہیں کہ کس وقت موت آجائے۔ کچھ قرآن سنا دیا جائے تو اچھا ہے۔‘‘

مزید آپؓ فرماتے ہیں: ’’میں تم کو قرآن سناتا ہوں مدّعا اس سے میرا یہ ہوتا ہے کہ تم اس پر عمل کرو اور عمل کرکے اس سے نفع اٹھاؤ‘‘ (حقائق الفرقان جلد 2 صفحہ 57) آپکی خدمت قرآن کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے تحریر فرماتے ہیں:

’’جماعت احمدیہ کے علم التفسیر کا ایک کثیر حصہ بلا واسطہ یا بالواسطہ آپ ہی کی تشریحات کا اور انکشافات پر مبنی ہے۔ آپکے درس کا پہلے کا معتدبہ حصہ ضبط تحریر میں نہیں آسکا۔ ہاں سننے والوں کے سینے اب تک اس بیش بہا خزانہ کے امین ہیں۔ اور ہر احمدی تفسیر میں حضرت خلیفہ اوّلؓ کے علم کی روشنی نظر آتی ہے۔‘‘

ہجرت فرما کر قادیان آنے کے بعد آپ نے اپنی وفات تک جماعت کو قرآنی علوم سے مالا مال کیا۔حضور کے درس میں اوائل زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی جایا کرتے تھے۔ آپکے درس میں یوں معلوم ہوتا تھا کہ جیسے ایک وسیع سمندر ہے جسکا ایک حصہ موجزن ہے اور دوسرا حصہ ساکن اور عمیق اور اس میں

سے ہر شخص اپنی استعداد کے مطابق پانی پی رہا ہے۔ علاوہ ازیں آپ نے ذریّت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنی شاگردی میں لے کر اپنی اس فیضان برکات کو نہر جاریہ بنانے کا شرف حاصل فرمایا۔ 1913ء میں قادیان میں ایک غیر احمدی صحافی محمد اسلم صاحب امرتسر سے قادیان آئے انہوں نے اپنے قادیان قیام کے تاثرات ان الفاظ میں پیش کئے ہیں۔

''مولوی نورالدین صاحب جو بوجہ مرزا صاحب کے خلیفہ ہونے کے اس وقت احمدی جماعت کے مسلّمہ پیشوا ہیں جہاں تک میں نے دو دِن انکی مجالس وعظ و درس قرآن شریف میں رہ کر انکے کام کے متعلق دیکھا تو مجھے وہ نہایت پاکیزہ اور محض خالصۃً للہ کے اصول پر نظر آیا۔ کیونکہ مولوی صاحب کا طرزِ عمل قطعاً ریاء و منافقت سے پاک ہے اور اُنکے آئینہ دل میں صداقت اسلام کا ایسا زبردست جوش جو معرفت توحید کے شفاف چشمے وضع ہیں قرآن مجید کی آیتوں کی تفسیر کے ذریعہ ہر وقت اُنکے بے ریا سینے سے اُبل اُبل کر تشنگان معرفت توحید کو فیضیاب کر رہا ہے۔ اگر حقیقی اسلام قرآن مجید ہے تو قرآن مجید کی صادقانہ محبت جیسی کہ مولوی صاحب موصوف میں مَیں نے دیکھی ہے اور کسی شخص میں نہیں دیکھی۔ یہ نہیں کہ وہ تقلیداً ایسا کرنے پر مجبور ہیں۔ نہیں بلکہ وہ ایک زبردست فیلسوف انسان ہیں اور نہایت ہی زبردست فلسفیانہ تنقید کے ذریعے قرآن مجید کی محبت میں گرفتار ہو گیا ہے۔''

(منقول از تاریخ احمدیت جلد 4)

خلافت ثانیہ میں خدمت قرآن

جب حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے وصال کے بعد حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ منصب خلافت پر متمکن ہوئے تو آپ نے اپنے پیش رو کی خدمت قرآن کو جاری رکھا اور قرآن کریم کی عظمت، عزت اور حکومت کو دلوں پر قائم کرنے کے لئے اپنی تمام تر استعدادوں کو روبعمل لائے۔

حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی جماعت کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں:

''اور جب قرآن کریم ہی دنیا کو بیدار کر سکتا ہے اور وہی دنیا کی ہدایت کا موجب بن سکتا ہے۔ تو سوال یہ ہے کہ کیا ہم میں سے ہر ایک نے قرآن کریم پڑھا ہے یا کیا اسے سمجھنے اور پھیلانے کی کوشش کی ہے......؟ اگر ہم نے قرآن کریم نہیں پڑھا اور اسے سمجھنے اور پھیلانے کی کوشش نہیں کی تو اسکے معنے یہ ہیں کہ ہم اسلام کے سپاہی نہیں کیونکہ ہم نے اس ہتھیار کی طرف توجہ نہیں کی جسکے ذریعہ سے یہ دنیا فتح ہو سکتی ہے۔ پس قرآن کریم کو نذیر قرار دیکر اس طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ تم قرآن کریم کو بار بار پڑھو اور اسے سمجھنے، پھیلانے کی کوشش کرو۔ یہاں تک کہ جب تم بولو تو تمہاری زبانوں سے قرآن کریم جاری ہو۔ اور جب تم لکھو تو تمہاری قلموں سے قرآن کریم جاری ہو۔ اور تمہارے خیالات اور تمہاری خواہشات سب کی سب قرآن کریم کے تابع ہوں۔ اُس وقت تک دنیا تمہارے ذریعہ سے ہدایت نہیں پا سکتی۔'' (تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 43)

درس قرآن کریم:

آپؓ نے 1910ء میں قرآن کریم کا درس دینا شروع فرمایا۔ پھر 1913ء کے وسط میں آپ دن میں دو بار درس قرآن دینے لگے۔ اس وقت آپ کی عمر 23 سال کے قریب تھی۔ یہ درس نماز فجر اور ظہر کے بعد آپ ارشاد فرماتے تھے۔ قبل از خلافت 1909ء میں جب درس قرآن دیتے تھے تو اُس وقت جو آپ کے درس قرآن کا انداز بیان اور حقائق و معارف سے پُر درس ہوا کرتا تھا اُسکے بارے میں مخدوم محمد ایوب صاحب علیگڑھ بی۔اے۔نئی دہلی تحریر کرتے ہیں۔

''انہیں ایام میں معلوم ہوا کہ حضرت میاں صاحب بھی درس فرمایا کرتے ہیں۔ چنانچہ میں بھی وہاں حاضر ہوا مجھے اس درس میں صرف چند روز ہی شامل ہونے کا موقعہ ملا۔ حضور نے قرآن کریم کی نہایت ہی اعلیٰ درجہ کے معارف و حقائق بیان فرما کر ایک طرف تو لا یمسہ الا المطھرون کے مطابق اپنی پاکیزہ زندگی کا ثبوت دیا۔ دوسری طرف کسی مشکل مقام قرآن مجید کے معنی معلوم کرنے کے لئے کوشش کرنے اور سمجھنے کے لئے دعائیں کرنے اور پھر اس کا حل پانے کا ذکر فرما کر اپنے عشق قرآن شریف اور تعلق باللہ کا ثبوت دیا۔

الغرض اس قلیل عرصہ میں مجھ پر حضور کے عشق و فہم قرآن کریم، طہارت و تقویٰ باللہ، اجابت دعا اور مطہر زندگی کا گہرا اثر ہوا جو کہ باوجود مرورِ زمانہ کے دل سے ہرگز دور نہیں ہوا۔ اور یہی اثر تھا جو کہ بفضلہ تعالیٰ حضور کو خلیفہ برحق ماننے میں کام آیا۔ الحمدللہ علی ذالک۔ یہ اُس وقت کی بات ہے۔ جس کو اب انتیس سال گذر چکے ہیں۔ اور اب تو ماشاء اللہ حضور کا علم ایک بحر بے پایاں معلوم ہوتا ہے۔ جس کا کچھ اندازہ ہی نہیں۔ اور حضور کا ہر ایک خطبہ بلکہ ہر ایک تقریر و تحریر اپنے اندر ایک ایسی جدّت اور شان رکھتی ہے کہ جسکی نظیر صفحۂ ہستی پر ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتی۔''

(سوانح فضل عمر جلد 1 صفحہ 302)

قرآن کریم کے علوم فرشتوں نے سکھائے:

اس ضمن میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں: ''خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے فرشتوں کو میری تعلیم کے لئے بھجوایا اور مجھے قرآن کریم کے ان مطالب سے آگاہ فرمایا جو کسی انسان کے واہمہ اور گمان میں بھی نہیں آسکتے تھے۔ وہ علم جو خدا نے مجھے عطا فرمایا وہ چشمہ روحانی جو میرے سینے میں پھوٹا وہ خیالی یا قیاسی نہیں ہے۔ بلکہ ایسا قطعی اور یقینی ہے کہ میں ساری دنیا کو چیلنج کرتا ہوں کہ اگر اس دنیا کے پردہ پر کوئی شخص ایسا ہے جو دعویٰ کرتا ہو کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے

اُسے قرآن سکھایا گیا ہے تو میں ہر وقت اس سے مقابلہ کرنے کو تیار ہوں لیکن میں جانتا ہوں کہ آج دنیا کے پردہ پر سوائے میرے اور کوئی شخص نہیں جسے خدا کی طرف سے قرآن کریم کا علم عطاء فرمایا گیا ہو۔‘‘

(الموعود 11 اور 12)

اپنے مخالفین کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے انہیں تفسیر قرآن کا چیلنج دیا اور فرمایا:

’’آئیں بالمقابل بیٹھ کر قرآن کریم کی کسی آیت یا رکوع کی تفسیر لکھیں اور دیکھیں کہ کون ہے جس کے لئے خدا تعالیٰ حقائق اور معارف کے دریا بہا دیتا ہے۔ اور کون ہے جسکو اللہ تعالیٰ علوم کے سمندر عطاء کرتا ہے۔ میں تو انکے نزدیک جاہل ہوں، کم علم ہوں، بچہ ہوں، خوشامدیوں میں گھرا ہوا ہوں، ناتجربہ کار ہوں پھر مجھ سے انکا مقابلہ کرنا کون سا مشکل کام ہے۔ وہ کیوں مرد میدان بن کر خدا تعالیٰ کی کتاب کے ذریعہ فیصلہ نہیں کرتے اور کیوں گیدڑوں اور لومڑیوں کی طرح چھپ چھپ کر حملہ کرتے ہیں۔‘‘

(تقریر جلسہ سالانہ 1919ء)

علماء اور مفسرین قرآن کو آپ نے متعدد بار تفسیر نویسی کا چیلنج دیا لیکن کبھی کسی عالم یا مفسر قرآن کو خواہ کسی بھی فرقہ سے تعلق رکھتا ہو چیلنج قبول کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ آپؓ فرماتے ہیں ’’میں جسے خدا تعالیٰ نے اُس پیشگوئی کا مصداق قرار دیا ہے تمام علماء کو چیلنج دیتا ہوں کہ میرے مقابلے میں قرآن کریم کے کسی مقام کی تفسیر لکھیں اور جتنے لوگوں سے اور جتنی تفسیروں سے چاہیں مدد لیں۔ مگر خدا کے فضل سے پھر بھی مجھے فتح حاصل ہوگی۔‘‘ (الفضل 23 اپریل 1944ء)

ایک موقعہ پر آپؓ نے مختلف ماہرین علوم کو مخاطب کر کے فرمایا:

’’دنیا کے کسی علم کا ماہر میرے سامنے آجائے۔ دنیا کا کوئی پروفیسر میرے سامنے آجائے۔ دنیا کا کوئی سائنس دان میرے سامنے آجائے۔ اور وہ اپنے علوم کے ذریعہ قرآن کریم پر حملہ کر کے دیکھ لے، میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسا جواب دے سکتا ہوں کہ دنیا تسلیم کرے گی کہ اس کے اعتراض کا ردّ ہو گیا اور میں دعویٰ کرتا ہوں کہ میں خدا کے کلام سے ہی اس کا جواب دوں گا اور قرآن کریم کی آیات کے ذریعہ سے ہی اُس کے اعتراضات کو رد کر کے دکھا دوں گا۔‘‘

(الفضل 18 فروری 1958ء)

حقیقت یہ ہے کہ آپکے اس دعویٰ کو دنیا نے تسلیم کیا کہ آپکی تفسیر انوار سماوی سے مرصّع اور حقائق و معارف پر مبنی تفسیر ہے۔ اور دیگر تفاسیر سے ممتاز و بلند مقام رکھتی ہے۔ چنانچہ مولانا عبدالماجد دریابادی جو نامور عالم اور وقائع نگار تھے، نے حضرت مصلح موعودؓ کے بارے میں لکھا ہے۔

’’قرآن و علوم قرآن کی عالمگیر اشاعت اور اسلام کی آفاق گیر تبلیغ میں کوششیں انہوں نے سرگرمی اور اولوالعزمی سے اپنی طویل عمر میں جاری رکھیں۔ اللہ ان کا صلہ انہیں دے۔ علمی حیثیت سے قرآنی حقائق و معارف کی جو تشریح، تبیین و ترجمانی وہ کر گئے ہیں۔ اس کا بھی ایک بلند و ممتاز مرتبہ ہے۔‘‘

(صدق جدید 18 نومبر 1965ء)

اسیطرح علامہ نیاز فتح پوری نے جب آپکی تفسیر کا مطالعہ کیا تو بے برملا کہہ اٹھے:

’’تفسیر کبیر جلد سوم آج کل میرے سامنے ہے۔ اور میں اسے بڑی نگاہ غائر سے دیکھ رہا ہوں۔ اس میں شک نہیں کہ مطالعہ قرآن کا بالکل نیا زاویۂ فکر آپ نے پیدا کیا۔ اور یہ تفسیر اپنی نوعیت کے لحاظ سے بالکل پہلی تفسیر ہے۔ جس میں عقل و نقل کو بڑے حسن سے ہم آہنگ دکھایا گیا ہے۔ آپکی تبحّر علمی، آپکی وسعت نظر، آپکی غیر معمولی فکر و فراست، آپکا حسن استدلال اسکے ایک ایک لفظ سے نمایاں ہے۔ اور مجھے افسوس ہے کہ میں کیوں اس وقت تک اس سے بے خبر رہا۔ کاش کہ میں اس کی تمام جلدیں دیکھ سکتا۔ کل سورہ ہود کی تفسیر میں حضرت لوط پر آپکے خیالات معلوم کر کے جی پھڑک اٹھا اور بے اختیار یہ خط لکھنے پر مجبور ہو گیا۔ آپ نے ھٰؤلاءِ بناتی کی تفسیر کرتے ہوئے عام مفسرین سے جدا بحث کا جو پہلو اختیار کیا ہے۔ اس کی داد دینا میرے امکان میں نہیں۔ خدا آپکو تادیر سلامت رکھے۔‘‘

(الفضل 17 نومبر 1963ء)

سلسلہ احمدیہ کے ایک شدید مخالف مولانا ظفر علی خان صاحب مدیر اخبار زمیندار کو یہ لکھنے پر مجبور ہونا پڑا کہ:

’’احرار یو کان کھول کر سنو! تم اور تمہارے لگے بندھے مرزا محمود کا مقابلہ قیامت تک نہیں کر سکتے۔ مرزا محمود کے پاس قرآن ہے، قرآن کا علم ہے۔ تمہارے پاس کیا خاک دھرا ہے۔ تم میں سے کوئی ہے جو قرآن کے سادہ حروف بھی پڑھ سکے۔ تم نے کبھی خواب میں بھی قرآن نہیں پڑھا، تم خود کچھ نہیں جانتے، تم لوگوں کو کیا بتاؤ گے۔ مرزا محمود کی مخالفت تمہارے فرشتے بھی نہیں کر سکتے۔ مرزا محمود کے پاس مبلغ ہیں، مختلف علوم کے ماہر ہیں۔ دنیا کے ہر ملک میں اُس نے جھنڈا گاڑ رکھا ہے۔‘‘

(ایک خوفناک سازش صفحہ 196)

حضور انور قادیان میں ہفتہ کے روز صبح کے وقت قرآن مجید کا درس دیا کرتے تھے۔ ہجرت کے بعد ربوہ میں آپ نے مستورات میں سلسلۂ درس شروع فرمایا۔ آپکے ارشاد پر دینیات کلاس کے بعد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ اور نظارت تعلیم و تربیت کے اشتراک سے 1945ء میں پہلی تعلیم القرآن کلاس بھی شروع کی گئی۔ الغرض آپکی ساری عمر خدمت قرآن میں گذری۔ خلافت جیسے اہم دینی منصب پر فائز آپؓ نے ہو کر جو درس قرآن دیئے اور جو تفاسیر تصنیف فرمائیں۔ انکے بارہ میں جلیل القدر علمائے ہندو پاک کے بعض تبصرے قارئین ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ حضور رضی اللہ عنہ کی یہ تفاسیر حقائق القرآن، درس القرآن، تفسیر کبیر، تفسیر صغیر کے نام سے شائع ہوئیں۔ آج بھی نظارت نشر و اشاعت سے نہایت ہی قیمتی اور حقائق و معارف سے معمور تفاسیر حاصل کی جا سکتی ہیں۔ ویسے حضور نے

خطبات جمعہ، خطبات عیدین اور دوسرے خطابات جلسہ سالانہ کے مواقع پر ارشاد فرمائے ہیں یا دوسری متعدد کتب تصنیف فرمائی ہیں۔ اُن سب میں کسی نہ کسی قرآنی آیت کی ہی تفسیر بیان ہوئی ہے۔ سب میں قرآنی علوم کے ہیرے جواہر اور موتی سموئے ہوئے ہیں۔

اک وقت آئے گا کہ کہیں گے تمام لوگ
ملت کے اس فدائی پہ رحمت خدا کرے

تراجم قرآن کریم:

آپکے بابرکت دور خلافت میں جہاں آپ نے جماعت کے دلوں میں قرآن کریم کی محبت پیدا کی اور آسمانی نور سے اُن کے دلوں کو منور کیا اور قرآنی احکام کے فلسفہ اور حکمت سے آگاہ فرما کر قرآن شریف کے اوامر و نواہی کے مطابق بصد شوق اپنی زندگیاں گزارنے پر تیار فرمایا۔ وہیں آپ نے اس مقدس آسمانی کلام کو دنیا کے مختلف ملکوں میں اُنکی زبانوں میں پہنچانے کی کوشش فرمائی۔ چنانچہ مندرجہ ذیل زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم آپکے دور خلافت میں منظر عام پر آئے۔ انگریزی، ڈچ، جرمن، سواحیلی، ہندی، گورمکھی، ملایائی، انڈونیشین، فیلیٹی، روسی، فرانسیسی، پرتگیزی، اطالوی، ہسپانوی۔ ان تراجم کو بھی غیر مذاہب والوں نے بنظر تحسین دیکھا ہے۔

خلافت ثالثہ میں خدمت قرآن

جماعت احمدیہ کے تیسرے خلیفہ حضرت مرزا ناصر احمد صاحب منتخب ہوئے۔ آپ بھی حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی طرح خدا کے فضل سے حافظ قرآن تھے۔ آپ کے دور خلافت میں بھی خدمت قرآن کے عظیم فریضہ کو ہر ممکن بہتر طریق سے انجام دیا گیا۔

تعلیم القرآن کی تحریک:

دنیا میں اسلام کو غالب کرنے کے لئے سب سے بنیادی چیز یہ ہے کہ قرآنی علوم کو حاصل کیا جائے اور اسکی تعلیمات کے مطابق عمل کیا جائے۔ چنانچہ اس مقصد کے پیش نظر حضورؒ نے احباب جماعت کو قرآن کریم سیکھنے کی پُر زور تحریک فرمائی اور بار بار اس طرف توجہ دلاتے رہے۔

حضورؒ نے خطبہ جمعہ 19 فروری 1966ء میں احباب جماعت احمدیہ کو تاکید کرتے ہوئے فرمایا:

"ہماری یہ کوشش ہونی چاہئے کہ دو تین سال کے اندر ہمارا کوئی بھی بچہ ایسا نہ رہے جسے قرآن کریم پڑھنا نہ آتا ہو۔"

پھر فرمایا: "قرآن کریم کے بغیر آپکے گھر بھی بے برکت رہیں گے۔ ہر احمدی کا گھر ایسا ہونا چاہئے کہ اس میں رہنے والا ہر فرد جو اس عمر کا ہے کہ وہ قرآن کریم پڑھ سکتا ہو، صبح کے وقت اُس کی تلاوت کر رہا ہو۔" اس تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے حضورؒ نے عہدیداران جماعت کو مخاطب کر کے فرمایا:

"میں پھر تمام جماعتوں کو، تمام عہدیداران خصوصاً امرائے اضلاع کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ قرآن کریم کا سیکھنا، جاننا اور اسکے علوم کو حاصل کرنا اور اسکی باریکیوں پر اطلاع پانا اور ان راہوں سے آگاہی حاصل کرنا جو قرب الٰہی کی خاطر قرآن کریم نے ہمارے لئے کھولے ہیں، از بس ضروری ہے۔ اسکے بغیر وہ کام ہرگز سر انجام نہیں دے سکتے جسکے لئے اس سلسلہ کو قائم کیا گیا ہے۔ پس میں آپکو ایک دفعہ پھر آگاہ کرتا ہوں اور متنبہ کرتا ہوں کہ آپ اپنے اصل مقصد کی طرف متوجہ ہوں اور اپنی انتہائی کوشش کریں کہ جماعت کا ایک فرد بھی ایسا نہ رہے، نہ بڑا نہ چھوٹا نہ مرد نہ عورت نہ جوان نہ بچہ کہ جسے قرآن کریم ناظرہ پڑھنا نہ آتا ہو۔ جس نے اپنے ظرف کے مطابق قرآن کریم کے معارف حاصل کرنے کی کوشش نہ کی ہو۔"

(الفضل 27 جولائی 1966ء)

حضور انورؒ کے اس ارشاد مبارک کی تعمیل میں صدر انجمن ربوہ میں نظارت تعلیم القرآن کا قیام عمل میں آیا۔ اور پھر تمام جماعتوں میں قرآن کریم کی تعلیم کا انتظام کیا گیا۔ اور دنیا بھر میں پھیلے مبلغین و معلمین کرام تعلیم القرآن کے کام کو ہر ممکن طریق سے انجام دینے کی کوشش کرنے میں لگے رہے۔ علاوہ ازیں حضورؒ نے مجلس موصیاں کو بھی تعلیم القرآن کا کام سپرد فرمایا۔ حضور انور نے اسی پر اکتفا نہیں فرمائی بلکہ اس اہم کام کو کامیاب بنانے کے لئے وقف عارضی کی تحریک فرمائی یعنی ایسے افراد کی ضرورت ہے جو قرآن مجید جانتے ہوں اور اپنے وقت کا کچھ حصہ اس خدمت کے لئے پیش کریں۔ حضور انور نے احباب جماعت سے مطالبہ کیا کہ وہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں وقف عارضی کی تحریک میں شامل ہوں اور جہاں انکو بھجوایا جائے بشاشتِ قلبی سے وہاں جائیں۔ اس سلسلے میں حضورؒ نے فرمایا:

"میں جماعت کو یہ تحریک کرتا ہوں کہ وہ دوست جن کو اللہ توفیق دے، سال میں دو ہفتہ سے چھ ہفتہ تک کا عرصہ دین کی خدمت کے لئے وقف کر دیں۔ انہیں جماعت کے مختلف کاموں کے لئے جس جس جگہ بھجوایا جائے وہاں اپنے خرچ پر رہیں اور جو کام انکے سپرد کیا جائے انہیں بجالانے کی پوری کوشش کریں۔"

(الفضل 23 مارچ 1966ء)

آپؒ کی تعلیم القرآن اور وقف عارضی کی تحریک کو بارگاہ رب العزت میں قبولیت کی بشارت ملنے پر آپ نے فرمایا:

"اِس وقت مجھے یہ تفہیم ہوئی جو نور میں نے اُس دن دیکھا تھا۔ وہ قرآن کریم کا نور تھا جو تعلیم القرآن کی سکیم اور وقفِ عارضی کی سکیم کے تحت دنیا میں پھیلایا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس مہم میں برکت ڈالیگا اور انوار اس طرح زمین پر محیط ہو جائیں گے جس طرح اُس نور کو زمین پر محیط ہوتے دیکھا ہے۔"

(الفضل 10 جولائی 1966ء)

اگر ایک طرف حضور نے افراد جماعت کو قرآنی انوار سے منور فرمانے کی ہر ممکن کوشش فرمائی تو دوسری طرف آپ نے اس روح پرور آسمانی پیغام کو بنی نوع انسان تک پہنچانے کا سلسلہ عالمی سطح پر شروع فرمایا۔ چنانچہ آپکے مبارک دور میں یورپ و امریکہ اور افریقہ کے ہوٹلوں میں ہزاروں کی تعداد میں قرآن کریم رکھوائے گئے۔ آپؒ فرماتے ہیں:

''ایک بار مجھے یہ بتایا گیا کہ میرے دورِ خلافت میں پچھلی دور خلافتوں سے زیادہ اشاعت قرآن کا کام ہوگا۔ چنانچہ اب تک میرے زمانے میں پچھلی دو خلافتوں کے زمانہ سے زیادہ قرآن مجید کی دوگنا زیادہ اشاعت ہوگئی ہے۔ دنیا کی مختلف زبانوں میں قرآن کے کئی لاکھ نسخے طبع کرواکر تقسیم کئے جاچکے ہیں۔''

(دورہ مغرب 1980ء)

آپ نے اپنے عہد مبارک میں صد سالہ جوبلی کے پروگرام کا اعلان فرمایا تھا۔ اس پروگرام میں دنیا بھر میں مختلف زبانوں میں اشاعت قرآن کا منصوبہ بھی شامل تھا۔

خلافت رابعہ میں خدمت قرآن

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی رحلت کے بعد منشاء الٰہی کے مطابق حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابعؒ جون 1982ء کو مسند خلافت پر متمکن ہوئے۔ آپکے نہایت ہی بابرکت دور خلافت میں اشاعت قرآن اور تبلیغ اسلام کا ایک نیا دور شروع ہوا۔ اور کوئی ابتلا کوئی آزمائش خواہ حکومتی سطح پر کیوں نہ ہو، خدمت دین کے فریضہ کو انجام دینے میں آڑے نہ آسکی۔ خدا کے فضل سے آپ کی بابرکت قیادت و سیادت میں جماعت نے برق رفتاری سے ترقی کی اور تبلیغ اسلام اور اشاعت قرآن کا کام دنیا کے 186 ملکوں میں وسعت اختیار کرگیا۔ تفصیل بیان کرنا ممکن نہیں اختصار کے ساتھ آپکے عہد مبارک میں خدمت قرآن کی چند جھلکیاں تحریر کی جاتی ہیں۔

درس قرآن:

10 جون کو آپ خلیفہ منتخب ہوئے۔ 23 جون کو آپ نے رمضان المبارک کے آغاز پر مسجد مبارک ربوہ میں سورہ فاتحہ کے درس سے قرآن کریم کے درس کا آغاز فرمایا۔ اور رمضان کے اختتام پر 21 جولائی کو آخری تین سورتوں کا درس ارشاد فرما کر دعا کروائی۔

1984ء کے رمضان المبارک میں حضور نے 2 جون سے ہفتہ میں ایک بار درس القرآن انگریزی میں ارشاد فرمائے۔ 1985ء میں ہفتہ اور اتوار کو 1987ء میں ہر جمعہ اور اتوار کو انوارِ قرآنی سے افراد جماعت کو مستفیض فرماتے رہے۔

عالمی درس القرآن:

آپکو یہ عظیم الشان سعادت نصیب ہوئی کہ الٰہی بشارتوں کے بموجب آپکے مبارک وجود سے رحمۃ للعالمین پر نازل شدہ قرآن کریم کا عالمی درس القرآن کا آغاز ہوا۔ 27 فروری 1993ء سے آپؒ نے مسلم ٹیلیوژن احمدیہ پر Live عالمی درس القرآن کا سلسلہ شروع فرمایا۔ یہ درس ہفتہ میں دو دن ہوتا رہا۔ 1994ء میں 12 فروری سے سوائے جمعہ باقی 6 دن آپ نے درس ارشاد فرمایا۔ اور یہ سلسلہ 2000ء تک جاری رہا۔ پیارے آقا نے ہفتہ اور اتوار کے دن سوالات کا موقع بھی فراہم فرمایا تھا۔ آخری درس 15 دسمبر 2001ء کو ارشاد فرمایا۔ حضور درس کے آخری دن اجتماعی عالمگیر دعا کرواتے رہے۔ ان درسوں میں آپ نے مختلف مسائل جیسے نظام وراثت، معجزات، عورتوں کا مقام وغیرہ پر سیر حاصل روشنی ڈالی۔ نیز مستشرقین اور شیعہ علماء کی طرف سے اٹھائے جانے والے اعتراضوں کے تسلی بخش جوابات مرحمت فرمائے ہیں۔ حقائق و معارف، علم و عرفان سے معمور درس القرآن MTA سے اب بھی سنے جاسکتے ہیں جو باقاعدگی سے نشر ہوتے ہیں۔

تراجم قرآن کریم:

خدا کے فضل سے حضور کے بابرکت دور خلافت میں 56 کے قریب مختلف زبانوں میں تراجم شائع ہوئے پھر حضور نے 1986ء کے خطبہ عید الفطر میں صد سالہ جشن تشکر کے موقعہ پر دنیا کی 100 زبانوں میں منتخب آیات کے تراجم شائع کا اعلان فرمایا۔ چنانچہ 1989ء تک 117 زبانوں میں قرآن کریم کی منتخب آیات شائع کردی گئیں۔ علاوہ ازیں حضور انور نے یہ بھی تحریک فرمائی کہ قرآن کریم کے مکمل تراجم کے لئے مختلف احباب یا خاندان ایک ایک ترجمہ کا مکمل خرچ برداشت کریں۔ پیارے آقا نے چینی زبان میں ترجمہ قرآن کا خرچ خود برداشت فرمایا تھا۔

ترجمۃ القرآن:

اللہ تعالیٰ نے پیارے آقا کے دل میں قرآن کریم سے جو عشق و محبت عطاء کی اُس کا اندازہ اِس امر سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ باوجود منصب امامت کی گونا گوں مصروفیات کے آپکو اس عظیم اور مقدس کتاب کا ترجمہ کرنے کی بھی سعادت عطا ہوئی۔ آپ نے 15 جولائی 1994ء کو M.T.A. پر ترجمۃ القرآن کلاس کا آغاز فرمایا۔ جسکی تکمیل فروری 1999ء کو ہوئی۔ پھر یہ ترجمہ 2000ء میں کتابی صورت میں شائع ہوکر منظر عام پر آیا۔ مؤرخ احمدیت محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد ترجمہ کی خصوصیات و امتیازات پر تحریر فرماتے ہیں:

''اس اردو ترجمہ کو یہ منفرد اور عدیم المثال خصوصیت حاصل ہے کہ ترجمہ اکیسویں صدی کے عصری تقاضوں سے ہم آہنگ ہے۔ اور نئی صدی کے ہر چیلنج کا جواب اس میں موجود ہے۔ اور سب سے بڑھکر یہ کہ

اپنی ذات میں ایک ایسی تفسیر کا قائم مقام ہے جس پر متضرّعانہ دُعاؤں اور گہرے اور باریک مطالعہ سے فہم قرآن کے بے شمار دریچے خود بخود کھلتے چلے جاتے ہیں۔'' (مشکوٰۃ اپریل 2001ء صفحہ 9)

محترم ناظر صاحب نشر و اشاعت سید عبدالحیٔ صاحب M.A. ترجمہ کی اہمیت اور خصوصیات و برکات کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:

''یہ ترجمہ آسان، سلیس اور عام فہم ہونے کے باوجود اپنے اندر ایک ندرت رکھتا ہے۔ اس ترجمہ میں اس بات کا خصوصی اہتمام کیا گیا ہے کہ یہ ترجمہ قرآن کریم کے متن کے بالکل مطابق ہو اور کسی صورت میں بھی یہ متن سے تجاوز نہ کرے۔ اس سلسلہ میں اتنی احتیاط برتی گئی ہے کہ اگر متن کے الفاظ کا اردو ترجمہ کرنے سے مفہوم واضح نہ ہوتا ہو تو ترجمہ کے ابلاغ اور سلاست کے لئے جو وضاحتی الفاظ ترجمہ میں شامل کئے گئے ہیں انہیں قرآن کریم کے تقدس کے پیش نظر بریکٹ میں رکھا گیا ہے۔ تاکہ پڑھنے والے پر یہ امر واضح رہے کہ یہ اصل عربی متن کا ترجمہ نہیں بلکہ مترجم کے الفاظ ہیں۔ اس لحاظ سے یہ ایک قسم کا لفظی ترجمہ ہے۔ لیکن اسکے باوجود رواں سلیس اور اردو زبان کے رائج الوقت محاورہ کے بھی عین مطابق ہے ...... مذکورہ خصوصیات کے ساتھ یہ ترجمہ ایک منفرد اسلوب رکھتا ہے۔ علوم جدیدہ کے انکشافات کی روشنی میں اس دائمی کتاب کے ایک ایک لفظ کو دوبارہ سمجھنے کی شعوری کوشش کی گئی ہے۔ اور جن مقامات پر بھی عربی لغت اور قواعد صرف ونحو نے اجازت دی ہے وہاں سابقہ تراجم کی بجائے بالکل نئے اور اچھوتے معنی اختیار کئے گئے ہیں۔''

(تعارف صفحہ 2-1)

مدرسہ حفظ القرآن:

ربوہ اور قادیان میں قرآن کریم حفظ کرنے کا انتظام ہے۔ ربوہ میں باقاعدہ مدرسۃ الحفظ ہے۔ جبکہ قادیان میں جامعہ احمدیہ کے تحت درجہ حفظ موجود ہے۔ جہاں سے سینکڑوں بچے مکمل قرآن کریم حفظ کرنے کی سعادت حاصل کر چکے ہیں۔ حضور انور نے 2000ء میں ربوہ میں مدرسۃ الحفظ کا انتظام صدر انجمن احمدیہ کے سپرد فرمایا۔ اور اس میں بہت سی اصلاحات بھی لائی گئیں جبکہ بچیوں کے لئے عائشہ دینیات اکیڈمی میں حفظ قرآن کا انتظام ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدی بچیاں بھی حفظ قرآن کی سعادت پا رہی ہیں۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔ 2 ستمبر 2000ء کو برطانیہ میں مدرسہ حفظ القرآن قائم ہوا۔ جس میں جزوقتی کلاسوں کے ذریعہ بچوں کو قرآن کریم حفظ کروایا جاتا ہے۔ حضور نے اس کلاس کا نام الحافظون تجویز فرمایا ہے۔ حضور نے کئی بار حفظ قرآن کی تحریک کرتے ہوئے احباب جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ ''ہر احمدی کم از کم وہ آیات یاد کرے جو حضور نمازوں میں تلاوت فرماتے تھے۔''

نظارت تعلیم القرآن وقف عارضی:

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے عہد مبارک میں ربوہ کی طرح قادیان میں بھی نظارت تعلیم القرآن وقف عارضی کا قیام عمل میں آیا۔ جو ہندوستان کے طول و عرض میں پھیلی ہوئی احمدیہ جماعتوں میں نہ صرف احمدی احباب کو بلکہ بنی نوع انسان کو انوار قرآنیہ سے روشناس کرنے میں مصروف ہے۔

خلافت خامسہ میں خدمت قرآن

الٰہی بشارتوں کے بموجب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے وصال کے بعد حضرت مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جماعت احمدیہ عالمگیر کے پانچویں خلیفہ منتخب ہوئے۔ آپ کے مبارک اور عہد ساز دور میں احیائے دین اور اقامت شریعت کو پورا کرنے کے لئے آغاز خلافت سے ہی نئی فتوحات اور کامیابیوں کے جلو میں منصب امامت کے فرائض آپ نے انجام دینے شروع فرمائے۔ آپ نے تلاوت قرآن مجید اور ترجمہ پڑھنے کی تلقین کرتے ہوئے احباب جماعت کو مخاطب کر کے فرمایا:

''ہر احمدی کو اس بات کی فکر کرنی چاہئے کہ وہ خود بھی اور اُس کے بیوی بچے بھی قرآن کریم پڑھنے اور اس کی تلاوت کرنے کی طرف توجہ دیں۔ پھر ترجمہ پڑھیں۔ پھر حضرت مسیح موعودؑ کی تفسیر پڑھیں۔ یہ تفسیر بھی تفسیر کی صورت میں تو نہیں لیکن بہرحال ایک کام ہوا ہے کہ مختلف کتب اور خطبات سے، ملفوظات سے حوالے اکٹھے کر کے ایک جگہ کر دیئے گئے ہیں اور یہ بہت بڑا علم کا خزانہ ہے۔ اگر ہم قرآن کریم کو اس طرح نہیں پڑھتے تو فکر کرنی چاہئے اور ہر ایک کو اپنے بارے میں سوچنا چاہئے کہ کیا وہ احمدی کہلانے کے بعد بھی ان باتوں پر عمل نہ کر کے احمدیت سے دور تو نہیں جارہا۔''

(خطبہ جمعہ 24 ستمبر 2005ء)

ایک اور خطبہ جمعہ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دنیا بھر کے 193 ملکوں میں پھیلے ہوئے احباب جماعت کو مخاطب کر کے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ ہمیں عبادت گذار بندہ بنائے، ایسا بندہ جس کا اللہ سے دوستی کا معاملہ ہو۔ یاد رکھیں دوستوں کی خاطر قربانیاں بھی دینی پڑتی ہیں۔ یہ نہ ہو کہ جب خدا ہم سے قربانی مانگے تو ہم پیچھے ہٹنے والے ہو جائیں۔ نہیں بلکہ وفا کے ساتھ اپنے پیارے خدا کے ساتھ چمٹے رہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی اس کامل اور مکمل کتاب کو ہمیشہ راہنما بنائے رکھیں۔ اس پر عمل کرنے والے بھی ہوں۔ اور اُس کا پرچار کرنے والے بھی ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اسکی توفیق عطا فرمائے۔'' (خطبہ جمعہ 19 اپریل 2004ء)

پھر ایک موقعہ پر حضور انور فرمایا: پس بچوں کو بھی قرآن کریم پڑھنے کی عادت ڈالیں اور خود بھی

پڑھیں۔ ہر گھر سے تلاوت کی آواز آنی چاہئے۔ پھر ترجمہ پڑھنے کی کوشش کریں۔ اور سب ذیلی تنظیموں کو اس سلسلہ میں کوشش کرنی چاہئے۔ خاص طور پر انصار اللہ کو۔ کیونکہ میرے خیال میں خلافت ثالثہ کے دور میں انکے ذمہ کام لگایا گیا تھا۔ اسی لئے انکے ہاں ایک قیادت بھی اس کے لئے ہے جو تعلیم القرآن کہلاتی ہے۔ اگر انصار پوری توجہ دیں تو ہر گھر میں باقاعدہ قرآن کریم پڑھنے اور انکو سمجھنے کی کلاسیں لگ سکتی ہیں۔''

(خطبہ جمعہ 24 ستمبر 2004ء)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے قادیان میں ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام مساجد میں قرآن شریف کا درس باقاعدگی سے دیا جارہا ہے۔ اور حضور انور کے ارشادات کی روشنی میں تمام افراد جماعت کو قرآنی انوار سے منور کرنے کی کوشش میں لگے ہیں۔

جامعات کی طرف خصوصی توجہ:

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جہاں احباب و افراد جماعت کو بار بار قرآن شریف پڑھنے اسکا ترجمہ سیکھنے اور غور و تدبر کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ وہیں آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مبارک دور میں تعلیم الاسلام اسکول میں قائم '' شاخ دینیات'' جو بعد میں مدرسہ احمدیہ کے نام سے موسوم ہوئی۔ اور اب یہی مدرسہ جامعہ احمدیہ کے نام سے معروف ہے اور خدا کے فضل سے نہ صرف مرکز احمدیت قادیان میں جامعہ احمدیہ قائم ہے بلکہ اسی نہج پر پاکستان، بنگلہ دیش، انگلینڈ، کینیڈا، انڈونیشیا اور افریقہ میں بھی جامعات قائم ہو چکے ہیں۔ جن میں ہزاروں کی تعداد میں طلباء اپنی زندگیاں وقف کر کے اسلامی تعلیمات اور انوار قرآنی سے آراستہ ہو رہے ہیں۔ اور فارغ التحصیل ہونے کے بعد تبلیغ اسلام کا فریضہ انجام دیتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب اس مدرسہ کے قیام کی غرض بیان کرتے ہوئے فرمایا تھا۔

'' ہماری جماعت میں ایسے لوگ تیار ہونے چاہئیں جو واقعی طور پر دین سے واقف ہوں اور وہ اس میں لائق ہوں کہ وہ ان حملوں کا جو بیرونی اور اندرونی طور پر اسلام پر ہو رہے ہیں، پورا پورا جواب دے سکیں۔''

(ملفوظات جلد 1)

پورے ایک سو سال تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قائم فرمودہ مدرسہ نے حضور کی توقعات و بلند خواہشات کے مطابق علماء دین ومحقق قرآن و خدام اسلام تیار کئے ہیں۔ جن میں سے بعض نے تاریخ ساز خدمات انجام دی ہیں اور دیتے چلے جا رہے ہیں۔ 2006ء میں جب اس عظیم علمی دینی اور روحانی درسگاہ کے سو سال پورے ہوئے اور جامعہ احمدیہ قادیان نے جامعہ کی جوبلی منانے کا فیصلہ کیا تو اس تاریخی موقعہ پر حضور خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے جامعہ کے نام روح پرور پیغام میں فرمایا:

'' پس اس تاریخی اور مبارک موقعہ پر آپ کے لئے میرا پیغام یہی ہے کہ خدمت و اشاعت اسلام کے لئے اپنے اندر وہ جوش اور ولولہ پیدا کریں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دل میں موجزن تھا۔ اللہ تعالیٰ کی توحید اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وہ تڑپ پیدا کریں جو آپ کے دل میں ایک آگ لگائے ہوئے تھی اور آپ کو بے چین کئے رکھتی تھی تا کہ آپ حضرت اقدسؑ کی دعاؤں اور آپ کے پیار کے وارث بنیں۔ اس عظیم مقصد کے حصول کے لئے نمازوں کو سنوار کر پڑھا کریں۔ قرآن شریف کی غور وفکر کے ساتھ روزانہ تلاوت کیا کریں۔ امام وقت کے خطبات کو غور سے سنا کریں اور میری ان باتوں پر عمل کریں جو میں نے اس سال کے شروع میں آپ سے قادیان میں ملاقات کے دوران کہی تھیں۔ اللہ تعالیٰ آپکو ان باتوں پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ آپ علم و معرفت میں ترقی کرنے والے بنیں اور دین و دنیا کی حسنات کو پانے والے بنیں۔ خدا تمہارے ساتھ ہو۔ ہر آن تم سب کا نگہبان ہو اور تمہارے گھروں میں وہ تمہارا خلیفہ ہو اور علم و عمل اور تقویٰ کی راہوں پر تمہیں چلائے۔ اور اُسکے پیار اور رضاء کے خزانوں کے تم وارث ہو۔ آمین''

(مجلّہ جامعہ احمدیہ صفحہ 20)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جامعہ کے اساتذہ اور طلباء سے اجتماعی ملاقات کے وقت ارشاد فرمایا تھا۔

'' واقفین زندگی مرکز کی نمائندگی نہیں کر رہے ہوتے، خلیفہ وقت کی نمائندگی کر رہے ہوتے ہیں۔ آپ میں سے ہر ایک واقف زندگی کو سوچنا چاہئے، کیا میں وقف کے معیار حاصل کر رہا ہوں اور کیا اُس معیار کو حاصل کرنے کے لئے قدم آگے بڑھا رہے ہیں جس معیار کو حاصل کرنے کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جامعہ کا قیام فرمایا تھا۔ ان لوگوں میں علم کے حصول کی لگن تھی، مطالعہ کی لگن تھی، قرآن پڑھنے کی لگن تھی، ایک جذبہ تھا۔ حضور نے فرمایا'' یہ روح آپ کو بھی اپنے اندر پیدا کرنی ہوگی۔'' مزید فرمایا:'' پھر تلاوت قرآن مجید ہے۔ ایک دو رکوع تو عام آدمی پڑھ لیتا ہے۔ آپکو روزانہ نصف پارہ تو ضرور پڑھنا چاہئے۔ جب آپ تلاوت قرآن کریم کریں تو ترجمہ وتفسیر آپکے سامنے ہوگی۔ نئے نئے نکات آپکے ذہن میں آئیں گے۔ اسلئے تلاوت قرآن کریم لازمی ہونی چاہئے۔ یہی امید کی جاتی ہے۔'' (مجلّہ جامعہ احمدیہ صفحہ 25،26)

علاوہ ازیں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے 28-9-06 کے مکتوب گرامی بنام مکرم پرنسپل صاحب جامعہ احمدیہ میں ارشاد فرمایا:'' طلباء قرآن کریم کے کم از کم ایک پارہ کی تلاوت کیا کریں۔''

نہ صرف جامعہ احمدیہ قادیان بلکہ دنیا کے مختلف ملکوں میں قائم جامعات پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خصوصی شفقت ونظر ہے۔ اور حضور انور چاہتے ہیں کہ یہاں سے فارغ التحصیل طلباء قرآنی علوم کے ماہر ہوں اور قرآن کریم کے خادم ہوں۔ تقویٰ کی ان راہوں پر چلیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے متعین فرمائی ہیں۔

تراجم قرآن کریم کی اشاعت:

حضور انور کے عہد مبارک میں قرآن شریف کے تراجم کا کام اور اسکے ساتھ اشاعت کا کام بھی جاری ہے۔ خلافت رابعہ میں 56 قرآن کریم کے مختلف زبانوں میں تراجم ہو چکے تھے۔ اُسکے بعد ان میں مزید 22 سے زائد تراجم کا اضافہ ہو چکا ہے۔ الحمدللہ۔

معاندین اسلام کے حملوں کا جواب:

گزشتہ چند سالوں میں معاندین اسلام اور دھریت فطرت طبائع نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس و مطہر سیرت پر متعدد بار اعتراضات اٹھائے اور دلآزار کارٹون بھی بنائے۔ ایسے ہر موقعہ پر امام جماعت احمدیہ عالمگیر ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے معترضین کے جوابات خطبات جمعہ میں ارشاد فرمائے جو ایم ٹی اے پر براہ راست نشر ہوتے رہے ہیں اور دنیا بھر میں سنے اور دیکھے گئے۔ حضور انور نے احباب جماعت کی بھی راہنمائی فرمائی کہ ایسے موقعوں پر بجائے جلسے جلوس اور احتجاج کرنے کے حسن اخلاق کا مظاہرہ کریں اور ہر جماعت میں علمی طبقہ کی کمیٹیاں بنا کر مخالفین کے اعتراضات کا جواب تحریر و تقریر سے دیں اور مسیح موعود علیہ السلام کے نقش قدم پر چلیں آپ نے فرمایا تھا۔

صف دشمن کو کیا ہم نے بحجت پامال
سیف کا کام قلم سے ہی دکھایا ہم نے

یہ جماعت احمدیہ کا نصب العین ہے کہ وہ قرآن کریم کے مختلف زبانوں میں تراجم کروا کے دنیا میں بسنے والے ہر انسان کو اُس کی شفا بخش تعلیمات سے روشناس کرائے۔ اسلئے جماعت احمدیہ کے ہر خلیفہ نے اس کام کو وسیع سے وسیع تر کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور انشاء اللہ العزیز ضرورت و حالات کے مطابق پہلے سے بڑھ کر تبلیغ و اشاعت کے کاموں میں قدم آگے بڑھائیگی۔

اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں قرآن کریم کی عظمت و شان قائم کرنے اور اسکی تبلیغ و اشاعت کے لئے حضرت امام مہدی علیہ السلام کو مبعوث فرمایا تھا۔ پھر آپکے وصال کے بعد اس خدمت کو جاری رکھنے کے لئے آیت استخلاف کی روشنی میں نظام خلافت قائم فرمایا۔ اس لئے خلفائے احمدیت خدا کے فضل سے اس خدمت کو منشاء الٰہی کے مطابق انجام دے رہے ہیں اور دیتے چلے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ اُنکی مساعی کو ثمر آور بھی بنا رہا ہے۔ اسکے برعکس عالم اسلام کو باوجود پچاس سے زائد حکومتوں کے مالک ہونے کے عشر عشیر بھی خدمت کا موقعہ نہیں مل رہا۔

دور اوّل میں بھی اسلام کی ترقی خلفاء کے بابرکت دور میں ہوئی تھی۔ آج بھی عالم اسلام خلافت کے سایہ میں ہی عروج و ترقی حاصل کرسکتا ہے۔ قرآن کریم نے بھی اسی حبل اللہ کو پکڑنے اور اس سے منسلک ہونے پر زور دیا ہے اور یہی فطرت کی آواز ہے۔ مشہور کالم نویس جناب شاہد صدیقی بدر فلاحی ہفتہ روزہ نئی دنیا دہلی 11 مارچ 1992ء کی اشاعت میں لکھتے ہیں:

''خلافت ناگزیر ہے۔ خلافت کے بغیر نہ تو دین غالب آ سکتا ہے، نہ عدل و انصاف کا قیام عمل میں آ سکتا ہے، نہ مشرکانہ نظام کا خاتمہ ہو سکتا ہے، نہ نماز کا مکمل قیام ہو سکتا ہے، نہ زکوٰۃ کا پورا انتظام نافذ ہو سکتا ہے، نہ نیکی فروغ پا سکتی ہے، نہ برائی ختم ہو سکتی ہے، نہ جمعہ و عیدین کا انتظام ہو سکتا ہے، نہ اللہ کے رسول کی اطاعت ہو سکتی ہے، نہ مسلمانوں کی حالت درست ہو سکتی ہے۔ خلافت کے بغیر زندگی گزارنا جاہلیت ہے بلکہ جینا درست نہیں۔ خلافت کے بغیر اسلام اپاہج اور لولا لنگڑا ہے۔''

الحمد للہ ثم الحمد للہ! عالمگیر جماعت احمدیہ کتنی خوش نصیب ہے کہ وہ اپاہج، لولے لنگڑے اسلام سے باہر آ کر حقیقی اسلام یعنی احمدیت میں شامل ہو کر خلافت کے بابرکت سائے میں خدمت قرآن و اسلام کی توفیق و سعادت پا رہی ہے۔

سوچ لو اے سوچنے والو......!
راہ حرماں چھوڑ دو رحمت کے ہو امیدوار

☆☆☆

ہیں کر رہے درویش تیرا انتظار

اَے بروز مصطفٰے کے جانشین
اے مثیلِ مہدی و کلکی اوتار

قدرت ثانی کی اَے پنجم بہار
گوہر بیز و گوہر خیز و گوہر بار

پہلی صدی کے جشن کے اَے تاجدار
احمدیت پہ ہے گذری سو سالہ نو بہار

اَے چراغ زندگی جنات، اِنس و کائنات
منتظرِ منزل، ترستے راستے، اہلِ دیار

آ آ نویدِ رحمت رحماں کے ساتھ
ہیں کر رہے درویش تیرا انتظار

تین سو تیرہ میں ہیں اکیس یہاں
گن رہے ہیں سانس بوڑھے دلفگار

رازِ نبوت عقبیٰ و سرّ الٰہہ
غیب تھا تو نے کیا ہے آشکار

تجھ سے ہے خورشید میں تابندگی
تجھ پہ عزت تجھ پہ میری جانثار

(خورشید احمد پربھاکر درویش قادیان)

خلافت احمدیہ اور جماعت احمدیہ کے عالمی ذرائع ابلاغ

مکرم مظفر احمد اقبال صاحب، انچارج احمدیہ مرکزی لائبریری وسابق مینجر بدر

خلافت سے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

"وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا۔ یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا وَمَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ" (سورۃ النور:۵۶)

ترجمہ:- اللہ تعالیٰ نے تم میں سے ایمان لانے والوں اور اعمال صالحہ بجالانے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ان کو زمین میں خلیفہ بنائیگا۔ جس طرح اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا تھا۔ اور اُن کے دین کو جو اُس نے اُن کے لئے پسند کیا ہے تمکنت عطاء کریگا۔ اور اُن کے خوف کی حالت کو امن میں بدل دیگا۔ وہ میری عبادت کرینگے۔ اور کسی چیز کو میرا شریک نہیں ٹھہرائینگے۔ جو لوگ اس کے بعد بھی انکار کرینگے وہ نافرمان قرار دیئے جائینگے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد اصلاح امت کے لئے ایک مہدی و مسیح کی آمد کی خبر دی تھی جسے آپ ﷺ نے نبی اور خلیفۃ اللہ کے نام سے بھی پکارا ہے اور فرمایا تھا کہ مسیح و مہدی کی خلافت بھی ابتدائی دور کی طرح نبوت کے طریق پر قائم ہوگی

خلافت احمدیہ کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عظیم پیشگوئی:

1905ء میں جب خدا تعالیٰ کی طرف سے حضرت مسیح موعودؑ کو انکی وفات کے متعلق خبریں ملیں تو آپ نے کتاب ''الوصیت'' میں فرمایا کہ

''سوائے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کرکے دکھلادے۔ سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اسلئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو۔ اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں۔ کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا دیکھنا بھی ضروری ہے۔ اور اسکا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جسکا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن میں جب جاؤنگا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دیگا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہیگی'' (الوصیت صفحہ 10 جدید ایڈیشن)

حضرت مسیح موعودؑ نے جہاں اپنے بعد خلافت احمدیہ کی بشارت دی تھی وہیں یہ بھی فرمایا تھا کہ اس خلافت کے ذریعہ اسلام کو عالمگیر غلبہ نصیب ہوگا۔

الحمد للہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ (آیت استخلاف) کے موافق پہلے حضرت حکیم نور الدین صاحبؓ کو محض اپنے فضل سے بحیثیت خلیفۃ المسیح الاوّل منصب خلافت پر فائز فرمایا۔ پھر حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ کو بحیثیت خلیفۃ المسیح الثانیؓ، پھر حضرت مرزا ناصر احمد صاحب کو بحیثیت خلیفۃ المسیح الثالثؒ، پھر حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کو بحیثیت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اور اُن کے بعد حضرت مرزا مسرور احمد صاحب کو بحیثیت خلیفۃ المسیح الخامس فائز فرمایا ہے۔ ثم الحمد للہ۔ دشمنان احمدیت حضرت مسیح موعودؑ اور آپ کے بعد آنے والے خلفاء کی وفات کے بعد ہمیشہ یہی سمجھتے رہے ہیں کہ اب خدا احمدیوں کو نعوذ باللہ خلافت کی نعمت سے متمتع نہیں کریگا اور یہ سلسلہ ہمیشہ کے لئے نابود ہو جائیگا۔ لیکن اللہ تعالیٰ ہمیشہ ان دشمنان کے اِن بد ارادوں میں اُنہیں ناکام کرتا رہا ہے۔

خلافت احمدیہ کی طاقت کا راز:

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ایک موقع پر فرماتے ہیں کہ:-

''خلافت احمدیہ کی طاقت کا راز دو باتوں میں نظر آتا ہے۔ ایک خلیفہ وقت کے اپنے تقویٰ میں اور ایک جماعت احمدیہ کے مجموعی تقویٰ میں۔ جماعت کا جتنا تقویٰ من حیث الجماعت بڑھے گا احمدیت میں اتنی ہی زیادہ عظمت اور قوت پیدا ہوگی۔ خلیفہ وقت کا ذاتی تقویٰ جتنا ترقی کریگا اُتنی ہی اچھی قیادت اور سیادت جماعت کو نصیب ہوگی۔ یہ دونوں چیزیں بیک وقت ایک ہی شکل میں ایک دوسرے کے ساتھ ہم آہنگ ہوکر ترقی کرتی ہیں۔ (خطبہ جمعہ 25 جون 1982ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں کہ۔'' اللہ جب کسی کو منصب خلافت پر سرفراز کرتا ہے تو اسکی دعاؤں کی قبولیت کو بڑھا دیتا ہے۔ کیونکہ اگر اسکی دعائیں قبول نہ ہوں تو پھر اُس کے اپنے انتخاب کی

ہتک ہوتی ہے۔‘‘

(منصبِ خلافت صفحہ ۶۵)

اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں کہ:۔

’’پس اگر آپ نے ترقی کرنی ہے اور دنیا پر غالب آنا ہے تو میری آپکو یہی نصیحت ہے کہ اور میرا یہی پیغام ہے کہ آپ خلافت سے وابستہ ہو جائیں۔ اس حبل اللہ کو مضبوطی سے تھامے رکھیں۔ ہماری ساری ترقیات کا دارومدار خلافت سے وابستگی میں ہی پنہا ہے۔‘‘

(الفضل لندن ۱۱ مئی 2003ء)

خلافت احمدیہ کے کارنامے:

کوئی کہہ سکتا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کا سب سے بڑا کارنامہ لاہوری جماعت کے فتنہ کو دبانا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا سب سے بڑا کارنامہ احراری فتنہ کو دبانا ہے۔ اسیطرح کوئی کہہ سکتا ہے کہ بھٹو اور ضیاء الحق کی موت خلافت ثالثہ و رابعہ کی عظیم کامیابیاں ہیں۔ لیکن قرآن شریف کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف دشمنوں کی تباہی و بربادی یا منصوبوں میں ناکامی ہی خلافت کا کارنامہ نہیں ہے بلکہ قرآن تو خلیفہ کو ایسے مخلص، فدائی، اللہ و رسول کے عاشق اور مخلوق خدا کے ہمدرد کے طور پر پیش کرتا ہے جو اپنا سب کچھ اسی راہ میں فدا کر دیتا ہے۔ فتح مکہ کے بعد بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پورا وجود انکسار کی تصویر بنا ہوا تھا۔ خلیفہ بھی نبی کا جانشین ہوتا ہے اور دن رات دعائیں کرتا ہے۔

اسی کسوٹی پر خلفائے احمدیت کے کارناموں کو پرکھیں تو حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی نمایاں خدمت قرآن شریف پڑھنا، پڑھانا اور عمل کروانا ہے۔ یہاں تک کہ مخالفین نے کہنا شروع کر دیا تھا کہ احمدیوں کے خلیفہ کو سوائے قرآن پڑھنے یا پڑھانے کے علاوہ اور کام ہی کیا ہے۔ لیکن سبھی نے دیکھ لیا کہ حضرت مسیح موعودؑ کے بعد اسی خلیفہ نے جماعت کی کشتی کو شوریدہ ہواؤں اور لہروں کے تھپیڑوں سے نکالا۔ اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ قرآن کریم سے بے انتہا محبت رکھتے تھے آپؓ نے اپنے باون سالہ دور میں جماعت کو علمی، عملی لحاظ سے ایسے مقام پر لا کھڑا کیا جسکی مثال نہیں۔ یہی معمولات خلافت ثالثہ میں جاری رہے۔ قرآن شریف کے تراجم دنیا کے ہر کونے میں پہنچانے کا انتظام ہوا۔ اور یہ طے کیا گیا کہ احمدی اپنی نئی صدی کو سو زبانوں میں قرآن شریف کے تراجم کا تحفہ پیش کریں گے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی خلافت کی اس شان کو برقرار رکھا۔ آپکا درس القرآن ہو یا خطبات، ہومیوپیتھی کلاس یا سوال و جواب کی مجلس عرفان ہر ایک کا خلاصہ یہی ہے کہ ہر احمدی پنجوقتہ نمازی بن جائے نیز قرآن شریف پڑھنے اور اس پر عمل کرنے والا ہو۔ اسیطرح حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بھی خلافت کی اس شان کو برقرار رکھا ہوا ہے اور یہ شان ہمیشہ برقرار رہیگی۔ انشاء اللہ۔ اسوقت دنیا کے 193 ممالک میں احمدیہ مشن قائم ہو چکے ہیں۔ اور ہر جگہ تبلیغ جاری ہے نیز نئی نئی زبانوں میں قرآن شریف کے تراجم ہو رہے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کی یہ پیشگوئی خلافت احمدیہ کے زیر سایہ پوری ہو رہی ہے کہ میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤنگا۔

جماعت احمدیہ کا عالمی پریس

جماعت احمدیہ کے عالمی پریس کے دو حصے ہیں

(۱) صحافت (۲) الیکٹرانک ذرائع

احمدیہ صحافت:

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے آخری زمانہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کے زمانے کی جہاں اور بہت سی نشانیاں بیان فرمائی ہیں۔ اُن میں سے ایک یہ بھی بیان فرمائی ہے کہ ’’وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ‘‘ یعنی حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں کثرت سے صحیفے شائع ہونگے۔

اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ’’وَیَضَعُ الجِزْیَۃَ‘‘ (صحیح مسلم)

یعنی حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں جزیہ موقوف کر دیا جائیگا۔ اور وہ وقت تلوار کی لڑائی کا نہیں بلکہ قلم کا ہوگا۔ ہر بات کا جواب قلم سے دیا جائیگا۔

چنانچہ ہم ان پیشگوئیوں کو حرف بہ حرف پورا ہوتے ہوئے اپنی نظروں سے دیکھ رہے ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ’’اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے چاہا کہ سیف کا کام قلم سے لیا جائے اور تحریر سے مقابلہ کر کے مخالفوں کو پست کیا جائے ...... اسوقت جو ضرورت ہے وہ یقیناً سمجھو سیف کی نہیں بلکہ قلم کی ہے۔‘‘ (ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۵۹)

حقیقت یہ ہے کہ احمدیہ صحافت کی جان سیّدنا حضرت مسیح موعودؑ کے وہ ملفوظات و مکتوبات اور کتب روحانیہ کی تحریرات ہیں جو قرآن واحادیث کی روشنی میں آپ نے لکھیں۔ اور جن کے متعلق آپ کا فرمان ہے کہ اُن کا ایک ایک لفظ خدا کی تائید و نصرت سے لکھا گیا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ

’’میرے ماننے والے جو اس علم سے استفادہ کرتے ہیں قیامت تک حُجت و بُرہان کی رو سے دوسروں کے منہ بند کر دینگے۔‘‘ پس احمدیہ صحافت کی جان اور اسکے غلبہ کی اصل نشانی دراصل خدا سے تائید یافتہ وہی علم کلام ہے جو ابتداء میں ایک نہایت بیش قیمت روحانی بیج کی شکل میں احمدیہ صحافت میں پھیلایا گیا اور آج سو سال کے بعد اب یہ بیج خلافت احمدیہ کے زیر سایہ لہلہاتے کھیتوں کی شکل میں پوری دنیا میں اپنی شان دکھا رہا ہے۔ دوسرے اسلامی فرقے بیشک اسلامی تعلیمات پیش کرنے کے مدعی تو ہیں لیکن آج کے اس دور میں قرآن مجید کی ایسی تفسیر جو موجودہ دور کے

تقاضوں کے عین مطابق ہو اور جو مسلمانوں کے علاوہ دیگر مذاہب کے لوگوں کو بھی ہر میدان میں تسلی دے سکے وہ صرف اور صرف اُس علم کلام کا ہی کام ہے جو حضرت مسیح موعودؑ نے اِس دور میں دنیا کے سامنے رکھا۔

حال ہی کے دنوں میں جہاد کے تعلق میں باقی مسلمان فرقے نہ صرف اسلامی ترجمانی سے محروم رہے بلکہ اپنے سابقہ عقائد کے پیش نظر اپنی بغلیں جھانکنے لگے۔ اس موقعہ پر تمام دنیا کی پریس میں نہایت شان کے ساتھ جہاد کی حقیقی تفسیر کے لئے اور مسلمانوں کی صحیح ترجمانی کے لئے وہی علم کلام نہایت شان سے سامنے آیا جو کہ حضرت مسیح موعودؑ نے آج سے سو سال قبل اپنے روحانی خزائن میں پیش فرمایا تھا۔

اسلام کا عالمگیر غلبہ اللہ تعالیٰ نے اس دَور آخرین میں حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ مقدر کر رکھا تھا۔ حضرت مسیح موعودؑ کو دینی لحاظ سے ہمیشہ دیگر ادیان پر فوقیت نصیب ہوئی۔ آپ کی معرکتہ الآراء کتاب ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' 1896ء کے جلسہ مذاہب میں تمام ادیان پر غالب رہی جس کے بارہ میں خدا تعالیٰ نے قبل از وقت یہ بشارت دی کہ ''مضمون بالا رہا''۔ بہت سے اخبارات نے تعریف کرتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ کو اسلام کا پہلوان قرار دیا۔ اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ کا الہام ''دیکھو میرے دوستو اخبار شائع ہو گیا۔'' (الہام 11 فروری 1906ء) نہایت شان سے 1994ء میں پورا ہوا۔ فرعون زمانہ ضیاء الحق نے نہ صرف روزنامہ الفضل ربوہ پر پابندیاں لگائیں بلکہ خلیفہ وقت کو بھی پاکستان سے ہجرت کرنے پر مجبور کر دیا۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اللہ کی منشاء سے لندن تشریف لے گئے اور وہاں عالمگیر جماعت کے لئے تبلیغی و تربیتی سرگرمیاں شروع فرمائیں۔ اس دوران آپ نے ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل جاری فرمایا جس کے پہلے مدیر مکرم رشید احمد صاحب چودھری تھے۔ حروف ابجد کے مطابق مندرجہ بالا الہام کے اعداد و شمار لگائے جائیں تو 1994ء بنتے ہیں۔ اسطرح حضرت مسیح موعودؑ کا 1906ء کا یہ الہام 1994ء میں بڑی شان کے ساتھ پورا ہوا کہ ''دیکھو میرے دوستو اخبار شائع ہو گیا۔'' حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے 1994ء میں ہی رسالہ ریویو آف ریلیجنز کی تعداد دس ہزار کروا کے حضرت مسیح موعودؑ کی اس خواہش کو بھی پورا فرمایا کہ اس کی تعداد دس ہزار ہونی چاہئے۔

جب حضرت مسیح موعودؑ نے دعویٰ فرمایا اور آپ مخالفین اسلام پر دین مصطفیٰ کی حقانیت ثابت کر رہے تھے۔ اُس زمانے میں آپ خود ہی لکھتے اور شائع کروانے کے لئے امرتسر یا دوسرے شہروں کی طرف جانا پڑتا تھا۔ اپنا کوئی پریس نہ تھا۔ لیکن خدا کے فضل سے جلد ہی قادیان میں حضور کی زندگی میں ہی چار اخبار جاری ہو گئے۔ الحکم۔ البدر۔ ریویو آف ریلیجنز۔ بدر۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے زمانے میں بھی ایک اخبار کا اضافہ ہوا۔ تب تک قادیان میں ضیاء الاسلام پریس اور اللہ بخش سٹیم پریس لگ چکے تھے۔ لیکن حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے زمانہ میں صحافت کی بہار آگئی اور کئی رسائل و اخبارات قادیان اور قادیان سے باہر کئی شہروں سے جاری ہوئے۔ قادیان کی گمنام بستی سے اُٹھنے والی آواز آج دنیا کے ہر کونے میں پہنچ چکی ہے۔ آج احمدیہ صحافت اسقدر ترقی کر چکی ہے کہ ہندوستان۔ پاکستان۔ انگلستان۔ جرمنی۔ کینیڈا۔ امریکہ۔ افریقہ غرضیکہ کئی ممالک میں بیشمار تبلیغی و تربیتی اخبارات۔ رسائل اور کتب شائع ہو رہی ہیں اور حضرت مسیح موعودؑ کا یہ الہام بڑے زور و شور سے پورا ہوا اور ہو رہا ہے کہ ''میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤنگا''

مختلف اخبارات ورسائل:

آج دنیا بھر میں جو احمدی اخبارات و رسائل شائع ہو رہے ہیں وہ مختلف زبانوں میں ہیں جن میں سے چند ایک کے نام یہ ہیں۔ ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔ ہفت روزہ بدر قادیان۔ روزنامہ الفضل ربوہ۔ مشکوٰۃ قادیان۔ انصار اللہ قادیان۔ راہ ایمان ہندی قادیان۔ البشریٰ بنگلہ۔ البشریٰ کبابیر۔ یوگا رشی۔ سمادھان۔ تشحیذ الاذہان۔ مصباح۔ خالد ربوہ۔ رسالہ ریویو آف ریلیجنز انگلش۔ التقویٰ لندن۔ اخبار احمدیہ۔ ستیا دوتن کیرالہ انڈیا۔ انصار الدین لندن۔ اخبار لاہور۔ الانصار۔ النحل امریکہ۔ ہلال۔ دھرم لوک اڑیہ۔ الناصر جرمنی۔ الضحیٰ۔ البشارت۔ زینب سہ ماہی۔ دارالامن۔ جہاد۔ پیغام حق۔ نور الدین امریکہ۔ تعلیم الدین۔ دھرم کانتی۔ رابطۃ العالم الاسلامی۔ فاروق۔ الحق دہلی۔ رفیق حیات۔ مسلم سن رائز۔ الاسلام۔ مُسلم ہیرالڈ۔ مُسلم ٹائمز۔ صادق۔ جامعہ احمدیہ۔ تفسیر القرآن۔ جماعت احمدیہ۔ مسیح۔ دی احمدی۔ احمدیہ نیوز بلٹن۔ احمدیہ گزٹ کینیڈا۔ النساء کینیڈا۔ طارق لندن۔ النصرت لندن۔ میڈیا انڈونیشیا۔ النصر لندن۔ انصار اللہ ربوہ۔ عائشہ۔ اکٹو اسلام۔ البصیرت وغیرہ

احمدیہ پریس جو دنیا کے مختلف ممالک میں کام کر رہے ہیں۔ اُن میں سے چند کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) فضل عمر پریس قادیان (۲) ضیاء الاسلام پریس ربوہ (۳) جوبلی پرنٹنگ پریس مینگلور (۴) احمدیہ آرٹ پریس کلکتہ (۵) نصرت پرنٹنگ پریس کیرالہ (۶) الرقیم پریس لندن (۷) احمدیہ مسلم سینٹری پریس گیمبیا (۸) بیت الظفر پریس امریکہ وغیرہ۔

حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا تھا کہ ایڈیٹر کا فرض ہونا چاہئے کہ وہ سچائی دنیا میں پھیلائیں نہ کہ جھوٹ کو۔ یہی احمدیہ صحافت اور احمدیہ عالمی پریس کا نچوڑ ہے جس

کے باعث احمدیہ عالمی پریس کا ساری دنیا میں بول بالا ہے۔

جماعت احمدیہ کے عالمی پریس کا دوسرا حصہ:

احمدیہ الیکٹرانک ذرائع ابلاغ:

الیکٹرانک ذرائع ابلاغ ٹیلی ویژن۔ ریڈیو۔ انٹرنیٹ وغیرہ قوم کی ترقی وتعمیر میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ (ایم.ٹی.اے.):

قرآن کریم کی آیت ''هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ'' (الصف:١٠) کی تفاسیر میں مفسرین نے یہ بات واضح طور پر لکھی ہے کہ اسکا تعلق آخری زمانہ میں ظاہر ہونے والے امام مہدی سے ہے۔ اور اسلام کو ہر شعبہ میں اس کے زمانہ میں ترقی حاصل ہوگی۔ اسی طرح قرآن کریم میں آخری زمانہ میں ہونے والی ترقیات اور برق رفتاری سے ہونے والی کامیابیوں کا ذکر بھی ملتا ہے جس کے بارہ میں احادیث بھی موجود ہیں۔

حضرت امام جعفر صادق رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ ''مومن امام مہدی کے زمانہ میں مشرق میں ہوگا۔ اور جو مغرب میں ہوگا وہ اپنے بھائی کو دیکھ لیگا جو مشرق میں ہوگا۔

(انجم الثاقب جلد نمبر 1 صفحہ 101)

اسی طرح حضرت امام باقر رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ ''امام مہدی کے نام پر ایک منادی کرنے والا آسمان سے منادی کرے گا۔ اسکی آواز مشرق میں بسنے والوں کو بھی پہنچے گی اور مغرب میں رہنے والوں کو بھی۔ یہاں تک کہ ہر سونے والا جاگ اُٹھے گا۔''

(المہدی الموعود المنتظر عند علماء اھل السنۃ صفحہ 284)

یہ وہ تمام پیشگوئیاں ہیں جو آنے والے امام مہدی کے زمانہ میں پوری ہونے والی تھیں۔ انکا آغاز تو حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں ہی ہوگیا تھا لیکن اسکا نظارہ دنیا والوں نے جماعت احمدیہ کے چوتھے خلیفہ کے زمانہ میں کیا۔ کیونکہ ان پیشگوئیوں میں یہ پیشگوئی بھی تھی کہ

''امام مہدی کے نام پر منادی کرنے والا آسمان سے منادی کریگا۔''

چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے امام مہدی کے نام پر مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے ذریعہ آسمان سے منادی کی جسے ساری دنیا نے دیکھا اور سُنا اور پھر اسکا خلافت رابعہ کے زمانہ میں ہونا اسلئے بھی تقدیر الٰہی سے مقدر تھا کہ حدیث شریف میں ابن مریم کے آسمان سے اُترنے کا ذکر موجود ہے۔ خدا نے چاہا کہ وہ ابن مریم ہی کے زمانہ میں ایسے سامان پیدا کرتا۔ خلفائے احمدیت میں سے ابن مریم (حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی والدہ کا نام بھی مریم تھا) ہی MTA کے ذریعہ سب سے پہلے آسمان سے گھر گھر میں اُترے اور یہ پیشگوئی شان سے پوری ہوئی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

31 دسمبر 1993ء کا دن جماعت احمدیہ عالمگیر کے لئے ایک تاریخی اہمیت کا دن تھا جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اپنے خطبہ جمعہ میں یہ خوشخبری سنائی کہ 7 جنوری 1994ء سے مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کی نشریات روزانہ ایشیاء کے ممالک کے لئے بارہ گھنٹے اور یورپ کے لئے ساڑھے تین گھنٹے کے لئے جاری کی جارہی ہیں۔

حضورؒ نے یہ بھی فرمایا کہ چونکہ ربوہ پاکستان سے شائع ہونے والا اخبار الفضل طرح طرح کی پریشانیوں سے دوچار ہے لہٰذا لندن سے ''الفضل انٹرنیشنل'' کی اشاعت کی جارہی ہے۔ اور ریویو دس ہزار کی تعداد میں شائع ہوگا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے آج سے ایک سو سال قبل فرمایا تھا۔

آسماں پر دعوتِ حق کے لئے اک جوش ہے
ہو رہا ہے نیک طبعوں پر فرشتوں کا اُتار

آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ مواصلاتی سیارے کے ذریعہ آسمان کی بلندیوں سے نہایت جوش سے حق کی دعوۃ دینے والا یہ پروگرام پوری دنیا میں ہلچل مچا رہا ہے۔ اور نیک روحیں حلقہ بگوش احمدیت ہورہی ہیں۔

ایم ٹی اے آج کی بہترین نعمت اور آسمانی مائدہ ہے۔ جو کہ دنیا کے کسی بھی چینل سے کم نہیں ہے۔ اسپر تراجم قرآن کریم کے علاوہ احادیث نبویؐ۔ ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ کے درس جاری ہیں، بچوں کے پروگرام، انگریزی ملاقات، اُردو ملاقات، ہومیوپیتھی کلاس، لقاء مع العرب، ترجمۃ القرآن کلاس ایسے پروگرام ہیں جن کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ہزاروں گھنٹے صرف کئے۔ سوال و جواب کا پروگرام، جرمن ملاقات، فرینچ ملاقات، بنگلہ ملاقات، اطفال ملاقات، وقفِ نو ملاقات۔ یہ سبھی پروگرام آپؒ ہی کی دین ہیں۔ یہ نظام جب تک جاری رہیگا دنیا آپ کے اس عظیم کارنامہ کو ہمیشہ ہی تحسین کی نگاہوں سے دیکھتی رہیگی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی وفات کے بعد یہ سبھی پروگرام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زیر نگرانی جاری ہیں۔ مورخہ 07-03-24 کو عربی چینل چوبیس گھنٹے جاری کردیا گیا ہے۔ الحمد للہ

دوسرا الیکٹرانک ذریعہ ابلاغ
انٹرنیٹ پر احمدیہ مسلم جماعت کی
مرکزی ویب سائٹ

احمدیہ انٹرنیٹ کمیٹی (اے۔آئی۔سی) حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی سربراہی میں www.alislam.org کا انتظام چلا رہی ہے۔ اس ویب سائٹ کا آغاز حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے فرمایا تھا۔ اب یہ ویب سائٹ حضرت خلیفۃ

المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی نگرانی میں ترقی کی نئی منزلیں طے کر رہی ہے۔ ڈاکٹر نسیم رحمت اللہ AIC کے چیئرمین ہیں۔ الاسلام ویب سائٹ کو بنانے کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ تمام دنیا کو اسلام کے بارے میں صحیح اور سچی معلومات فراہم کی جائیں۔ اور جماعت احمدیہ کے ممبران کو دعوۃ الی اللہ اور تعلیم وتربیت کے لئے انٹرنیٹ پر ضروری مواد فراہم کیا جائے۔ دنیا کے کسی بھی کونے میں آپ بیٹھے ہوں۔ انٹرنیٹ کے ذریعہ آپ اس روحانی مائدہ سے مستفید ہو سکتے ہیں۔ اس ویب سائٹ کا آغاز جولائی 1995ء میں ہوا تھا۔ اور پچھلے سال اس ویب سائٹ میں جدید ترین معلومات فراہم کرنے اور اِن معلومات کو محفوظ کرنے کے لئے اسے مزید دیدہ زیب بنایا گیا ہے۔

قارئین کی خدمت میں alislam.org کے مختلف حصوں کا مختصر تعارف پیش ہے۔ قرآن کریم alislam کا یہ سب سے اہم حصہ ہے۔ ترجمہ قرآن انگریزی، عربی، وتفسیر کے ساتھ موجود ہے۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم alislam کے ایک مخصوص حصہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شاندار اسوۂ حسنہ سے متعلق مضمون ہیں۔ درس القرآن۔ یہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے درس القرآن اور ترجمۃ القرآن کلاسز بھی آڈیو کی صورت میں ہیں۔ زبانیں۔ اس ویب سائٹ کی بنیادی زبان انگریزی ہے تاہم مزید 15 زبانیں اس ویب سائٹ میں ڈالی گئی ہیں۔ رسالہ جات واخبارات۔ جماعت کے اہم رسالہ جات اس ویب سائٹ پر پڑھے جاسکتے ہیں۔

چوبیس گھنٹے رواں MTA 2001ء سے اس ویب سائٹ پر ایم ٹی اے کے تمام پروگرام پیش کئے جارہے ہیں۔ نمائشی تصویریں، اہم شخصیات، مساجد، اہم مقامات، اور واقعات الاسلام کی 1400 تصاویر موجود ہیں۔ اُردو نظم alislam ویب سائٹ پر 300 نظموں کی MP3 موجود ہے۔

علاوہ ازیں اس ویب سائٹ پر کتب، ملفوظات، خلافت علیٰ منہاج النبوت، سوال وجواب، ڈیجیٹل میڈیا لائبریری، جلسہ سالانہ، آن لائن سٹور، احمدیوں پر ظلم وستم کی خبریں سبھی کچھ موجود ہے۔

خدا سے دعا ہے کہ وہ ہمیں ان تمام چیزوں سے بھرپور فائدہ اُٹھانے والا بنائے۔ اور ہم اپنی زندگی کے مقصد کو حاصل کر سکیں اور احمدیہ پریس خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے خلافت احمدیہ کے زیر سایہ روز بروز برق رفتاری کے ساتھ ترقی کے نئے سے نئے منازل طے کرتا چلا جائے۔ آمین۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆

خلافت کی ہر شاخ شاداب ہے

خلافت کے پَر تو میں بیٹھے یہاں — ستاروں سے آگے کا دیکھا جہاں
خلافت کے سَو سال پورے ہوئے — مرادیں بَر آئیں، کھلے گلستاں
خلافت، نبوت کے منہاج پر — خدا کی عنایات کا ہے نشاں
خلافت کی مشعل جو روشن ہوئی — سماں ماہ کی طشت کا وہ کہاں
خلافت کے جلوے ہیں کیف آفریں — نگاہوں میں فردوس خنداں نہاں
عقائد، معارف، حقائق ہوئے — وجودِ خلافت سے کھل کر بیاں
فیوضِ خلیفۂ خامس سے اب — فتوحات کا سلسلہ بیکراں
زمین خلافت چمکتی رہے — خلافت کا روشن رہے آسماں
مُعطّر جبینِ نظر چار سُو — ہیں اعجازِ قدسی کے جلوے عیاں
خلافت کی شمع سے ماہتاب بھی — ہوا سرنگوں، جھک گئی کہکشاں
متاؤ خلافت کے انوار سے — جنم لے چکی ہیں جو گمراہیاں
خلافت کے دامن کو اَب تھام لیں — بہت کر چکے ہیں جو مَن مانیاں
خلافت سے جب منسلک ہو گئے — ہوں پیش نظر فرمانبرداریاں
خلافت کے سائے میں ہم گامزن — نہیں دور اب منزل ضو فشاں
مبارک! کہ اس جوبلی سے ہوا — خلافت کی برکت کا فیضِ رواں
اِسی نور سے جگ پہ روشن ہوا — وسیع تر مکانِ مسیح الزّماں

اطاعت کے جذبہ سے معمور ہے
نہ ہادی کا لینا کوئی امتحاں

(محمد ہادی، پروفیسر جامعہ احمدیہ کینیڈا)

خلافت احمدیہ اور نظام بیت المال

مکرم مولانا جلال الدین صاحب نیّر، ناظر بیت المال آمد قادیان

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر رسالہ ''الوصیت'' میں اپنے بعد خلافت کے قیام کے بارہ میں معین رنگ میں پیشگوئی فرمائی اور ساتھ ہی جماعت مومنین کو یہ خوشخبری بھی سنائی کہ یہ خلافت جو دراصل اللہ تعالیٰ کی قدرت ثانیہ کی مظہر ہے ایک مستقل اور پائیدار نعمت خداوندی کے طور پر ہوگی۔ جس کا فیضان ابدالآباد تک جاری وساری رہے گا۔ آپؑ نے اپنی تصنیف میں جماعت کو تسلّی اور بشارت دیتے ہوئے فرمایا:

''.....تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اُس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے۔ کیونکہ وہ دائمی ہے۔ جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں لیکن جب میں جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔''

(رسالہ الوصیت صفحہ ۷ روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۳۰۵)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان تحریرات میں اپنے بعد قائم ہونے والے نظام خلافت کی خوشخبری اور بشارت دیتے ہوئے اپنی بعثت کے عظیم الشان مقصد کو بیان فرمایا کہ:

''خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یوروپ اور کیا ایشیاء ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا۔'' (رسالہ الوصیت صفحہ ۸، ۹)

پس اسلام کی عالمگیر اشاعت اور دیگر سب ادیان پر اس کے عالمگیر غلبہ کا ظہور اور آپ کی بعثت کے عظیم الشان مقصد کا حصول آپ کے بعد قائم ہونے والے بابرکت نظام خلافت کے ذریعہ ہی مقدر تھی۔

آپ کی یہ تصنیف ''رسالہ الوصیت'' دسمبر ۱۹۰۵ء میں لکھی گئی تھی۔ اُس کے قریباً تین سال بعد ۲۷ مئی ۱۹۰۸ء کو دنیا کی مذہبی تاریخ میں ایک عظیم الشان واقعہ رونما ہوا۔ یہ کوئی معمولی واقعہ نہ تھا بلکہ اسلام کے عالمگیر غلبہ کے آفاقی نظام کی بنیاد رکھنے کا واقعہ تھا یعنی ۲۷ مئی ۱۹۰۸ء کو جماعت احمدیہ میں نظام خلافت قائم ہوا۔ اور جماعت کی اکثریت نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے دوسرے روز حضرت مولانا حکیم نورالدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جماعت کا پہلا خلیفہ اتفاق رائے سے منتخب کیا۔ اس طرح جماعت احمدیہ میں بابرکت نظام خلافت کا آغاز ہوا۔ اور جماعت کو خلافت کے ذریعہ خدائی وعدوں کے مطابق تمکنت عطا ہوئی بلکہ خوف کی حالت کو امن میں تبدیل کرنے کا بھی آغاز ہوا۔

اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لئے جن عظیم مقاصد کو لیکر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام مبعوث ہوئے تھے اُن عظیم مقاصد کے حصول اور تکمیل کے لئے اموال کی بھی ضرورت تھی۔ جس کے لئے آپ نے خود اپنی تصنیف ''فتح اسلام'' میں اپنے ماننے والوں کو اپنی بعثت کا مقصد بیان کرتے ہوئے اور دنیا کو حق اور راستی کی طرف کھینچنے کے لئے ایک عظیم الشان الٰہی کارخانہ کی تعمیر کا نقشہ پیش فرمایا اور اس الٰہی کارخانہ کی مختلف شاخوں کا ذکر کرنے کے بعد مالی امداد کی دعوت دیتے ہوئے فرمایا کہ:

''وہ لوگ جو کامل استطاعت نہیں رکھتے وہ بھی اِس طور پر اس کارخانہ کی مدد کر سکتے ہیں۔ جو اپنی اپنی طاقت مالی کے موافق ماہواری امداد کے طور پر عہد پختہ کے ساتھ کچھ کچھ رقوم نذر اس کارخانہ کی کیا کریں۔''

پھر مزید فرمایا کہ:

''سوائے لوگو! اگر تم میں وہ راستی کی روح ہے جو مومنوں کو دی جاتی ہے تو میری اِس دعوت کو سرسری نگاہ سے مت دیکھو نیکی حاصل کرنے کی فکر کرو کہ خدا تعالیٰ تمہیں آسمان پر دیکھ رہا ہے کہ تم اس پیغام کو سن کر کیا جواب دیتے ہو۔'' (فتح اسلام صفحہ ۵۱، ۵۲)

یہ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ وہ ہمیشہ انبیاء کے کاموں کی تکمیل آپ کے خلفاء کے ذریعہ کیا کرتا ہے۔ ہمارے آقا سیدالانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے ماننے والوں سے مالی امداد لینے کی ہدایت فرمائی تھی۔ خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ۔ یعنی تو اُن کے مالوں میں سے صدقہ قبول کر لیا کر اس ذریعہ سے تو اُنہیں پاک کرے گا۔ نیز اُن کا تزکیہ کرے گا اور ان کے لئے دُعا کیا کر۔ یقیناً تیری دُعا اُن کے لئے سکینت کا موجب ہوگی۔ (سورۃ التوبہ: ۱۰۳)

اِس ہدایت کی روشنی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دور سے نظام بیت المال کی بنیاد پڑی جسے بعد

میں آپ کے خلفاء نے نہایت منظم رنگ میں جاری فرمایا اور جب تک خلافت کا نظام جاری رہا تب تک اسلام کو اِس نظام کے ذریعہ مضبوطی اور تمکنت حاصل رہی اور جب مسلمانوں نے اس عظیم نعمت کی قدر نہ کرتے ہوئے مالی قربانی سے منہ پھیرنا شروع کیا تبھی سے اِس نظام میں کمزوری آگئی اور مسلمان فرقوں میں بٹ گئے۔اس آنے والی کمزوری کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ پہلے ہی یہ انتباہ کیا تھا کہ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا یَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَیْرَكُمْ ثُمَّ لَا یَكُوْنُوْا اَمْثَالَكُمْ۔ (سورۃ محمد:۳۹) یعنی یادرکھو اے مسلمانو! اگر تم نے منہ پھیرلیا تو اللہ تعالیٰ تمہاری جگہ ایک اور قوم لے آئے گا جو تمہاری طرح منہ پھیرنے والی نہیں ہوگی۔اس انتباہ اور پیشگوئی کے مطابق اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ ایک پاکباز اور اعلیٰ قربانی کرنے والی جماعت کا قیام فرمایا اور خدائی وعدوں کے مطابق نظام خلافت کے ذریعہ نظام بیت المال ایک مرتبہ پھر پوری شان کے ساتھ جاری ہوا اور یہ سلسلہ انشاء اللہ قیامت تک جاری رہے گا۔

خلافت اولیٰ اور نظام بیت المال:

خدا تعالیٰ کے فضل سے خلافت احمدیہ کا آغاز ۲۷رمئی ۱۹۰۸ء سے ہوا اور حضرت مولوی حکیم نور الدین صاحبؓ خلیفۃ المسیح الاوّل منتخب ہوئے۔آپؓ نے نظام بیت المال کے استحکام کے لئے نظام زکوٰۃ کو مستحکم کرنے کی کوشش فرمائی اور جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

’’ہمارے سلسلہ کے لئے اسوہ حسنہ وہی صحابہ کا نمونہ ہے جو زکوٰۃ کے مال کو علیحدہ علیحدہ خرچ کرنا جائز نہ سمجھتے تھے بلکہ زکوٰۃ کا کل روپیہ بیت المال میں جمع ہوتا تھا اور عظیم الشان مفید کام اس سے نکلتے تھے۔گو اس وقت کتنی ہی چندوں کی آمد ہمارے سلسلہ میں ہو مگر ان اصول کی طرف جن پہ اسلام کی بنیاد ہے توجہ نہ کرنا کم از کم اس سلسلہ کے جو مسیح موعود کا سلسلہ ہے شایان شان نہیں ہے۔جس طرح چندوں کے دینے سے نماز، روزہ اور حج کے فرائض میں کوئی فرق نہیں آیا اس طرح زکوٰۃ کے فرض کی ادائیگی میں بھی کوئی فرق نہیں آسکتا۔‘‘

(رپورٹ صدر انجمن احمدیہ ۱۹۱۱-۱۹۱۲ء)

پس آپ نے اپنے دور خلافت میں دیگر چندوں کے ساتھ زکوٰۃ کی ادائیگی کی طرف خصوصیت کے ساتھ توجہ دلائی اور جماعت کو نصیحت کی کہ اگر دنیا میں کامیاب قوم بننا چاہتے ہو تو اُصول اسلامی کو اپنا شعار بناؤ۔

خلافت ثانیہ اور نظام بیت المال:

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی وفات کے بعد جماعت پر ایک مرتبہ پھر خوف کا دور سامنے آیا۔حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی منصب خلافت پر متمکن ہوئے۔اس عظیم القدر منصب پر فائز ہونے کے ساتھ ہی آپ نے جب سلسلہ کے انتظامی اُمور کا جائزہ لیا تو ظاہر ہوا کہ یہ امور بہت کچھ بے قاعدگی اور بدانتظامی کا شکار ہورہے تھے اور ساتھ ہی یہ کہ صدر انجمن کے خزانہ میں نہ صرف کوئی روپیہ نہیں بلکہ صدر انجمن خود مقروض ہے۔چنانچہ علاوہ جماعت کی روحانی اور اخلاقی اصلاح اور تربیت کا فرض ادا کرنے کے آپ کو سلسلہ کے انتظامی اُمور کی اصلاح کی طرف بھی توجہ کرنی پڑی اور سلسلہ کی مالی حالت کو مضبوط کرنے کی تدابیر اختیار کرنی پڑیں۔

چنانچہ آپ نے انتظامی، تربیتی، تبلیغی، تعلیمی اور مالی اصلاح کے لئے باقاعدہ صدر انجمن احمدیہ کے تحت نظارتیں قائم کیں اور مالی نظام کو مضبوط تر کرنے کے لئے اور مال کی نگرانی کے لئے نظارت بیت المال کا قیام عمل میں لایا۔مالی اُمور کی نگرانی کے لئے محاسب اور آڈیٹر کے صیغہ جات بھی تشکیل دیئے۔

مالی نظام کو مضبوط کرنے کے لئے ہر فرد جماعت پر سلسلہ کے نظام کو چلانے اور سلسلہ کی سرگرمیوں کو قائم رکھنے اور اُنہیں وسعت دینے کے لئے سلسلہ کی مالی اعانت فرض قرار دیا۔جن میں سے بعض فرض ہیں۔یعنی کوئی فرد جماعت جو کسی قسم کی آمد رکھتا ہو اُن سے مستثنیٰ نہیں اور بعض طوعی ہیں۔یعنی اُن میں حصہ لینا یا نہ لینا ہر شخص کی مرضی اخلاص اور استطاعت پر چھوڑ دیا جاتا ہے۔البتہ جماعت کی طرف سے ان میں شمولیت کی تحریک کی جاتی ہے۔آپؓ نے فرض چندہ کی کم از کم شرح 1/16 مقرر فرمائی۔چندہ جلسہ سالانہ اور مقامی چندے اس کے علاوہ ہیں۔مالی نظام کے استحکام کی طرف توجہ دلاتے ہوئے آپ نے اپنے ایک خطبہ میں فرمایا کہ:

’’یادرکھو مجھے روپیہ کی ضرورت نہیں۔میں اپنے لئے تم سے کچھ نہیں مانگتا میں خدا کے لئے اُس کے دین کی اشاعت کے لئے تم سے مانگ رہا ہوں۔اگر تم چندے میں حصہ نہیں لوگے تو خدا خود اپنے دین کی ترقی کا سامان کرے گا مگر میں اس لئے ڈرتا ہوں کہ تم دین کی ترقی میں حصہ نہ لیکر گنہگار نہ بنو۔پس میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ تم اس موقعہ کو غنیمت جانو اور خدمت اسلام کے لئے اپنے مالوں کو قربان کردو۔‘‘

(الفضل ۱۷رجنوری ۱۹۴۰ء)

سیدنا حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روح پرور اور وجد آفریں ایسے بے شمار خطبات اور خطابات ہیں جس نے جماعت احمدیہ کے اندر ایک انقلابی تبدیلی پیدا کی اور آپ کی ہر آواز پر لبیک کہتے ہوئے جماعت قربانی کے ہر میدان میں آگے بڑھتی گئی اور جہاں تک نظام بیت المال کا تعلق ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی برکتیں عطا کیں جس کے نتیجہ میں صدر انجمن احمدیہ کی بنیادیں مستحکم ہوتی چلی گئیں۔ پھر اس دوران ۱۹۳۴ء میں ایک نئی مالی تحریک ’’تحریک جدید‘‘ اور ۱۹۵۸ء میں ایک اور مالی تحریک ’’وقف جدید‘‘ کے ذریعہ دو ذیلی انجمنیں بھی قائم کیں۔جو اپنے اپنے دائرہ کار میں آزادانہ تبلیغی، تعلیمی و تربیتی، اخلاقی و مالی

میدانوں میں جماعتوں کو آگے بڑھانے لگیں۔

خلافت ثانیہ کے قریباً ساڑھے 51 سالہ دور میں جماعت احمدیہ کا مالی نظام اُن کی بے مثال قربانیوں کے نتیجہ میں مضبوط سے مضبوط تر ہوتا چلا گیا۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ابتدائی زمانہ ۱۸۹۲ء کے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ۱۸۹۳ء کے لئے جماعت نے جو مالی قربانی کے وعدے کئے تھے وہ سات سو اور کچھ روپے کے تھے جبکہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے وقت یعنی ۷۲ سال میں جماعت احمدیہ ایک کروڑ کی مالی قربانی پیش کر رہی تھی۔

خلافت ثالثہ اور نظام بیت المال:

جماعت احمدیہ کا نظام بیت المال ہر دو خلفائے احمدیت کے دورِ خلافت میں مضبوط سے مضبوط تر ہوتا چلا گیا۔ خلافت ثانیہ کے بعد خلافت ثالثہ کا ایک اور بابرکت دور آیا یعنی قدرت ثانیہ کے تیسرے مظہر حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالثؒ منتخب ہوئے۔ عالمگیر جماعت احمدیہ نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ آپ نے بھی اپنے دور میں جماعت کے سامنے بے شمار اہم ترین مالی تحریکات رکھیں۔ جماعت نے آپ کی ہر آواز پر لبیک کہتے ہوئے سابقہ دائمی اور طوعی تحریکات کے ساتھ ساتھ مزید طوعی تحریکات میں نہایت فراخ دلی اور وسعت قلبی کے ساتھ حصہ لیا اور اِن تحریکات میں لاکھوں اور کروڑوں روپئے ادا کئے۔

آپ کی اِن تحریکات میں سب سے اہم ترین تحریک صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ کی تحریک تھی۔ آپ نے ۲۸/دسمبر ۱۹۷۳ء کے جلسہ سالانہ ربوہ کے اختتامی خطاب میں صد سالہ احمدیہ جوبلی منصوبہ کے نام سے اشاعت اسلام اور اصلاح و ارشاد اور تربیت نفوس کے لئے ایک انتہائی وسیع ہمہ گیر اور عظیم الشان سکیم جماعت کے سامنے پیش فرمائی۔ اِس سکیم کو آئندہ ۱۶ سالوں کے دوران تمام و کمال عملی جامہ پہنانے کے لئے مخلصین جماعت سے ڈھائی کروڑ کا مطالبہ کرتے ہوئے فرمایا:

''دنیا کا ہر منصوبہ روپیہ چاہتا ہے۔ اس منصوبہ کے لئے بھی رقم کی ضرورت ہے۔ اس وقت میں جماعت سے جس رقم کی اپیل کرنا چاہتا ہوں وہ صرف ڈھائی کروڑ روپے ہے۔ لیکن میں اپنے رب کریم پر کامل بھروسہ کرتے ہوئے آج یہ بھی اعلان کر دیتا ہوں کہ اِن سولہ سالوں میں اللہ تعالیٰ ہمارے لئے پانچ کروڑ روپئے کا انتظام کر دے گا۔ انشاء اللہ''

اللہ تعالیٰ نے اس برگزیدہ خلیفہ کی اس آواز میں ایسی غیر معمولی برکت اور تاثیر عطا فرمائی کہ مخلصین جماعت نے آن کی آن میں اپنے محبوب امام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اڑھائی کروڑ کے مقابل پر ساڑھے بارہ کروڑ روپئے کے وعدہ جات پیش کر دیئے۔ پس خلافت احمدیہ ثالثہ کی برکت سے نظام بیت المال مزید مستحکم ہوا۔

خلافت رابعہ اور نظام بیت المال:

۱۹۸۲ء میں قدرت ثانیہ کے چوتھے مظہر حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع منتخب ہوئے اور آپ کے ذریعہ نہایت درخشاں اور عظیم الشان بابرکت دور کا آغاز ہوا۔ آپؒ نے نظام بیت المال کو ساری دنیا میں مزید مضبوط کرنے کے لئے ساری دنیا کی جماعتوں کو تقویٰ شعاری سے کام لیتے ہوئے فرض چندوں میں باشرح ہونے کی تحریک فرمائی اور ۱۳ جولائی ۱۹۸۲ء کو ایک خطبہ جمعہ میں آپؒ نے فرمایا:

''حقیقت یہ ہے کہ اگر جماعت کا ایک طبقہ اسی معاملہ میں تقویٰ شعاری اختیار کرے اور غیر اللہ کا خوف نہ کھائے، شرک نہ کرے اور اس بات پر قائم ہو جائے کہ خدا کی راہ میں جو بھی دوں گا سچائی کے ساتھ دونگا۔ تو آج شرح بڑھائے بغیر بھی ہمارا چندہ دوگنا ہو سکتا ہے۔''

پھر مزید فرمایا کہ:

''....پس اپنا پیوند امام وقت کے ساتھ مضبوط کرنے کے لئے اپنے اموال کو اس نظر سے دیکھو کہ وہ کس حد تک پاکیزہ ہیں اور کس حد تک اُن میں نفس کی ملونی یا جھوٹ کی ملونی شامل ہو چکی ہے۔''

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے اِس بابرکت دور میں، جماعت کی فلاح و بہبودی کے لئے کئی طوعی اور وقتی مالی تحریکات کا سلسلہ شروع ہوا۔ افراد جماعت نے آپ کی ہر آواز پر لبیک کہتے ہوئے بشاشت قلبی کے ساتھ آپ کی ہر تحریک میں لازمی چندوں میں کسی قسم کی کمی نہ لاتے ہوئے مثالی قربانیاں پیش کیں۔

آپؒ نے اپنے دور خلافت میں بیت المال کے نظام کو اتنا وسیع فرمایا کہ ۱۹۸۶ء میں شہداء احمدیت کے پسماندگان اور محض خدا کی خاطر قید و بند کی مصیبتیں جھیلنے والے اسیران راہ مولیٰ کے متعلقین کی فلاح و بہبود کی غرض سے تحریک ''سیدنا بلال فنڈ'' پھر تحریک ''توسیع مکان بھارت فنڈ'' اور ''تعمیر مسجد واشنگٹن'' اسی دوران صومالیہ کے بھوکے، غریب اور نادار عوام کی امداد اور بوسنیا کے مظلومین کی امداد کے لئے، جاپان کے زلزلہ سے متاثر انسانوں کی امداد کے لئے اور پھر ۱۹۹۳ء میں ساری دنیا میں سٹیلائٹ نظام کی وسعت کے لئے مالی تحریک فرمائی۔

غرض یہ کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیاری جماعت نے جو کہ خلافت احمدیہ سے وابستہ ہے۔ ہر تحریک میں حیرت انگیز مالی قربانی کا مظاہرہ کیا۔ یہاں تک کہ بعض تحریکات میں جماعت احمدیہ کے فدائین نے نہایت اخلاص اور محبت کے جذبات سے سرشار ہو کر بڑی کثرت سے اپنے عطایا پیش کئے۔ آج انہیں قربانیوں کے نتیجہ میں مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے ذریعہ ساری دنیا میں ۲۴ گھنٹے تبلیغی و تربیتی، اصلاحی پروگرام جاری ہیں۔

پس جماعت احمدیہ ہی دنیا میں وہ واحد جماعت ہے جو کمیت و کیفیت ہر دو اعتبار سے بے مثال ولازوال مالی قربانی کا مظاہرہ کرتی ہے۔ جس کی مثال پیش نہیں کی جا سکتی۔

خلافت خامسہ اور نظام بیت المال:

۲۰۰۳ء میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع

رحمہ اللہ تعالیٰ کا وصال ہوا۔ عالمگیر جماعت احمدیہ نے ایک مرتبہ پھر خوف کی حالت کو اُمن میں تبدیل ہوتا ہوا دیکھا اور خلیفۂ خامس کا نہایت پُر اُمن ماحول میں انتخاب عمل میں آیا اور قدرت ثانیہ کے پانچویں مظہر سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس خلافت کے منصب پر متمکن ہوئے۔ آپ نے جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ:

''پس اگر آپ نے ترقی کرنی ہے اور دنیا پر غالب آنا ہے تو میری آپ کو یہی نصیحت ہے اور میرا یہی پیغام ہے کہ آپ خلافت سے وابستہ ہو جائیں۔ اس حبل اللہ کو مضبوطی سے تھامے رکھیں ہماری ساری ترقیات کا واحد دارو مدار خلافت سے وابستگی میں ہی پنہاں ہے۔'' (روزنامہ الفضل ربوہ ۳۰ مئی ۲۰۰۴ء)

آپ نے اپنے متعدد خطبات اور خطابات میں بیت المال کے نظام کو مضبوط تر کرنے کے لئے مساجد کی تعمیر اور خدمت انسانیت کے بہت سے منصوبوں کے لئے مالی قربانیوں کی طرف بھی جماعت کو بلایا ہے۔ مثلاً طاہر فاؤنڈیشن طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ، انگلینڈ میں نئی تعمیر جلسہ گاہ کے لئے خرید زمین وغیرہ کی تحریک فرمائی۔ خلیفہ وقت کی اِن تحریکات پر لبیک کہتے ہوئے جماعت احمدیہ والہانہ قربانی کا مظاہرہ کر رہی ہے۔

سیدنا د حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے جاری فرمودہ عظیم الشان نظام ''نظام وصیت'' کی طرف سے جماعت کو توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ:

''پس یہ وہ نظام ہے جو اس زمانہ میں خدا تعالیٰ کا قرب پانے کی یقین دہانی کرانے والا نظام ہے۔ یہ وہ نظام ہے جو دین کی خاطر قربانیاں دینے والی جماعت کا نظام ہے اور یہ وہ جماعت ہے جو دنیا میں دُکھی انسانیت کی خدمت کرتی ہے۔ پس ہر احمدی اِن باتوں کے سننے کے بعد غور کرے اور دیکھے کہ کس فکر سے اور کوشش سے اِس نظام میں شامل ہونا چاہئے۔''

پھر آپ نے جماعت کو نعمتِ خلافت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے اپنے خطاب میں فرمایا کہ ۲۰۰۸ء میں خلافت احمدیہ کو سو سال پورے ہو جائیں گے۔ اُس وقت خلافت کی سو سالہ جوبلی منانی چاہئے اور اِس تعلق سے اپنی ایک خواہش کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ:

''.....میری خواہش ہے کہ ۲۰۰۸ء میں جو خلافت کو قائم ہوئے انشاء اللہ تعالیٰ سو سال ہو جائیں گے۔ تو دنیا کے ہر ملک میں، ہر جماعت میں جو کمانے والے افراد ہیں، جو چندہ دہندہ ہیں۔ اُن میں کم از کم پچاس فیصد تو ایسے ہوں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اِس عظیم الشان نظام میں شامل ہو چکے ہوں اور روحانیت کو بڑھانے اور قربانیوں کے یہ اعلیٰ معیار قائم کرنے والے بن چکے ہوں۔ اور یہ بھی جماعت کی طرف سے اللہ تعالیٰ کے حضور ایک حقیر سا نذرانہ ہوگا جو جماعت خلافت کے سَو سال پورے ہونے پر شکرانے کے طور پر پیش کر رہی ہوگی۔''

(خطاب جلسہ سالانہ یوکے ۲۰۰۴ء)

خدا تعالیٰ کے مامور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نظام وصیت کی بنیاد ۱۹۰۵ء میں رکھی تھی۔ اِس نظام کی تفصیل بیان کرتے ہوئے حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے اپنی تصنیف ''نظام نو'' میں فرمایا تھا کہ:-

''اگر اسلامی حکومت نے ساری دنیا کو کھانا کھلانا ہے ساری دنیا کو کپڑے پہنانا ہے ساری دنیا کی رہائش کے لئے مکانات کا انتظام کرنا ہے، ساری دنیا کی بیماریوں کے لئے علاج کا انتظام کرنا ہے، ساری دنیا کی جہالت کو دور کرنے کے لئے تعلیم کا انتظام کرنا ہے تو یقیناً حکومت کے ہاتھ میں اس سے بہت زیادہ روپیہ ہونا چاہئے جتنا پہلے زمانہ میں ہوا کرتا تھا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے ماتحت اعلان فرمایا کہ اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے ان لوگوں کے لئے جو حقیقی جنّت حاصل کرنا چاہتے ہیں یہ انتظام فرمایا ہے کہ وہ اپنی خوشی سے اپنے مال کے کم سے کم دسویں حصہ کی اور زیادہ سے زیادہ تیسرے حصہ کی وصیت کردیں۔'' (نظام نو صفحہ ۱۱۷)

پس اِس عظیم الشان نظام وصیت کی طرف سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہمیں بلایا ہے تا کہ جب آپ کی خواہش کے مطابق جماعت کا کم از کم پچاس فیصد حصہ نظام وصیت میں شامل ہو جائے گا تو نظام بیت المال اس قدر مضبوط ہو جائے گا کہ ہر فرد بشر کی ضرورت کو اس سے پورا کرنے کی کوشش ہوگی۔ دُکھ اور تنگی کو دنیا سے مٹانے کی کوشش ہوگی۔

''یتیم بھیک نہ مانگے گا، بیوہ لوگوں کے آگے ہاتھ نہ پھیلائے گی بے سامان پریشان نہ پھرے گا۔ کیونکہ وصیت بچوں کی ماں ہوگی۔ جوانوں کی باپ ہوگی۔ عورتوں کا سہاگ ہوگی اور جبر کے بغیر محبت اور دلی خوشی کے ساتھ بھائی بھائی کی اس ذریعہ سے مدد کرے گا اور اس کا دینا بے بدلہ نہ ہوگا۔ بلکہ ہر دینے والا خدا تعالیٰ سے بہتر بدلہ پائے گا۔ نہ امیر گھاٹے میں رہے گا اور نہ غریب۔ نہ قوم قوم سے لڑے گی بلکہ اس کا احسان سب دنیا پر وسیع ہوگا۔'' (نظام نو صفحہ ۱۳۰)

پس ہمارے پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ نے اِس آسمانی نظام کی طرف ہمیں توجہ دلاتے ہوئے فرمایا ہے جو پہلے سستیاں اور کوتاہیاں ہو چکی ہیں اُن پر استغفار کرتے ہوئے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے جلد از جلد اِس نظام وصیت میں شامل ہو جائیں اور اپنے آپ کو بچائیں اور اپنی نسلوں کو بھی بچائیں اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں سے بھی حصہ پائیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ خلافت کے زیر سایہ ان تمام برکات سے مستفیض ہونے کی توفیق عطا فرمائے جو خدا تعالیٰ نے عظیم الشان نعمتیں خلافت کے ساتھ وابستہ رکھی ہیں اور ہمیں حضور انور کی تمام تر مالی و روحانی تحریکات میں پُر تپاک والہانہ لبیک کہتے ہوئے اپنی زندگیوں کو پاک کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

☆☆☆☆☆☆

خلافت ثانیہ کی عظیم یادگار

تین صد تیرہ درویشان کرام

.........(از: محترم خورشید احمد صاحب پر بھاکر درویش قادیان).........

سنت اللہ کے مطابق امتِ محمدیہ کے حصہ ''آخرین منھم'' میں بدری صحابہؓ کے خادم ومثیل تین سو تیرہ صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور پھر درویشان کرام کا وجود میں آنا مقدر امر تھا۔ چنانچہ اس پاک زمرۂ درویشان کے بارے میں بانی احمدیت حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود ومہدی معہود علیہ السلام کے متعدد الہامات اور کشوف ورؤیا ہیں۔ یہ بات بھی تقدیر الٰہی میں مخفی تھی کہ حکومتِ وقت اور نظام جماعت کو طوعاً وکرہاً تین سو تیرہ جاں نثاروں کو'' درویش'' کے نام سے قبول کرنا پڑے گا۔

ایک کشف: تقریباً ۱۸۷۴ء کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک کشف ہے کہ:

''مَیں نے خواب میں ایک فرشتہ کو ایک لڑکے کی صورت میں دیکھا جو ایک اُونچے چبوترے پر بیٹھا ہوا تھا اور اس کے ہاتھ میں ایک پاکیزہ نان تھا جو نہایت چمکیلا تھا وہ نان اس نے مجھے دیا اور کہا: '' یہ تیرے اور تیرے ساتھ کے درویشوں کے لئے ہے۔''

'' یہ اس زمانہ کی خواب ہے جبکہ میں نہ کوئی شہرت اور نہ کوئی دعویٰ رکھتا تھا اور نہ میرے ساتھ کوئی درویشوں کی جماعت تھی مگر اب میرے ساتھ بہت سی وہ جماعت ہے۔''

(۱)'' جنہوں نے (از) خود دین کو دنیا پر مقدم رکھ کر اپنے تئیں درویش بنالیا ہے۔

(۲) اور اپنے وطنوں سے ہجرت کر کے

(۳) اور اپنے قدیم دوستوں اور

(۴) اقارب سے علیحدہ ہوکر ہمیشہ کے لئے میری ہمسائیگی میں آباد ہوئے ہیں۔''

'' اور نان سے مَیں نے یہ تعبیر کی تھی کہ خدا ہمارا اور ہماری جماعت کا آپ متکفل ہوگا اور رزق کی پریشانی ہم کو پراگندہ نہیں کرے گی......'' (تذکرہ صفحہ ۱۹ مطبوعہ ۱۹۳۵ء بکڈپو تالیف واشاعت قادیان)

عَفَتِ الدِّیَارُ مَحِلُّهَا وَمَقَامُهَا ۔اِنِّی اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّارِ

ترجمہ:'' مٹ جائیں گے مکانات عارضی رہائش کے بھی اور مستقل رہائش کے بھی مَیں ان تمام لوگوں کی جو اس گھر (الدار) میں رہتے ہیں حفاظت کروں گا۔''

(تذکرہ صفحہ ۴۷۸ مطبوعہ ۱۹۳۵ء- الحکم جلد ۸ شمارہ ۱۹، ۲۰ صفحہ ۱۰) - یہ الہام ۸ جون ۱۹۰۴ء بمقام گورداسپور کا ہے۔

مزید وضاحت:

'' اس خدا نے مجھ پر وحی نازل کی ہے کہ مَیں ہر یک ایسے شخص کو طاعون کی موت سے بچاؤں گا جو اس گھر کی چار دیوار میں ہوگا بشرطیکہ (۲) وہ اپنے تمام مخالفانہ ارادوں سے دست کش ہوکر (۳) پورے اخلاص اور اطاعت اور انکساری سے سلسلہ بیعت میں داخل ہو اور خدا اور اس کے مامور کے سامنے کسی طور سے (۴) متکبر اور سرکش اور مغرور اور خود سر اور خود پسند نہ ہو۔ (۵) اور عملی حالت موافق تعلیم رکھتا ہو۔''

(کشتی نوح صفحہ ۴ مطبوعہ ۱۹۹۸ء)

''...... یہ بڑے زور سے خدا تعالیٰ کی طرف سے پیشگوئی ہے کہ خدا میرے گھر کے احاطہ کے اندر مخلص لوگوں کو جو خدا کے سامنے اور اس کے مامور کے سامنے تکبر نہیں کرتے، طاعون سے نجات دے گا۔''

(کشتی نوح صفحہ ۶، ایڈیشن ستمبر ۱۹۹۸ء ایڈیشن اوّل صفحہ ۲، ۵/اپریل ۱۹۰۲ء)

'' یہ خدا کا کلام ہے نہ کسی منجم کی باتیں یہ روشنی کی چشم سے ہے نہ تاریکی کی اٹکل سے۔''

(کشتی نوح، صفحہ ۷)

'' جو شخص مجھ سے سچی بیعت کرتا ہے اور سچے دل سے میرا پیرو بنتا ہے اور میری اطاعت میں محو ہوکر اپنے تمام ارادوں کو چھوڑتا ہے وہی ہے جو ان آفت کے دنوں میں میری روح اس کی شفاعت کرے گی۔''

(کشتی نوح صفحہ ۱۴، طبع اوّل، ۱۵/اپریل ۱۹۰۲ء)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے '' الدار'' کے محافظ جاں نثاروں کو حقیقی درویش قرار دیا ہے جو کشتی نوح کے نوشتہ کے مطابق پانچ شرائط ضرور یہ بجالانے والے ہونگے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ شرائط تین سو تیرہ درویشان قادیان کا طرّہ امتیاز بن چکی تھیں۔

عمیق نکتہ:

کشتی نوح میں '' الدار'' میں داخل ہونے والے لوگوں کے لئے '' طاعون'' سے بچائے جانے کے ضمن میں طاعون لفظ استعمال ہوا ہے اس میں عمیق سِرّ یہ ہے کہ طاعون کا اصل مادہ طعن ہے اور طعن کے معنی ہیں

نیزے و نوک کی چبھن کا زخم جس سے طاعون جیسی ناقابل برداشت شدید درد اور جلن ہوتی ہے۔

۱۹۴۷ء میں ہجرت کے دوران عوامی لشکروں نے تیز دھار نوکیلے ہتھیار، نیزے، بلم، برچھے، چھری، تلوار، گنڈاسے، تیر بکثرت استعمال کئے اور سولین سادہ لباس میں رائفل بندوق، بم، پکے فوجی لشکروں نے رات دن استعمال کئے ان ہتھیاروں کے زخم طاعون جیسی شدید درد و جلن پیدا کرتے تھے۔

آثار ہجرت وضرورت درویشان:

اہل اللہ کی دُور بین و دُور رس روحانی بصیرت آئندہ ہونے والے تغیرات و واقعات کو ان کے ظہور پذیر ہونے سے قبل از وقت دیکھ لیتی ہے۔ چاہے ان میں زمانی لحاظ سے صدیوں کا بعد ہو یا مکانی لحاظ سے ہزاروں کوس کا درمیانی فاصلہ ہو۔ چنانچہ اس ضمن میں حضرت قمر الانبیاء مرزا بشیر احمد صاحب ایم اےؓ نے احمدیہ سلور جوبلی سے ایک سال پہلے ۱۹۳۸ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خدمت میں ایک خط لکھا کہ:

''آج کل میں تذکرہ کا کسی قدر بغور مطالعہ کر رہا ہوں مجھے بعض الہامات سے یہ محسوس ہوتا ہے کہ شائد جماعت احمدیہ پر یہ وقت آنے والا ہے کہ اسے عارضی طور پر مرکز سلسلہ سے نکلنا پڑے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ صورت حال غالباً گورنمنٹ کی طرف سے پیدا کی جائے گی۔'' اگر میرا یہ خیال درست ہو تو اس وقت کے پیش نظر ہمیں کچھ تیاری کرنی چاہئے۔ مثلاً مذہبی اور قومی یادگاروں اور شعائر اللہ کی حفاظت کا انتظام وغیرہ تا کہ اگر ایسا وقت مقدر ہے تو جماعت کے پیچھے ان کی حفاظت رہے۔'' خاکسار مرزا بشیر احمد 26.4.38

اس خط کے جواب میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے تحریر فرمایا:

''میں تو بیس سال سے یہ بات کہہ رہا ہوں۔ حق یہ ہے کہ جماعت اب تک اپنی پوزیشن کو نہیں سمجھی۔ مَیں اس سوال پر غور کر رہا تھا کہ مسجد وغیرہ کیلئے گہرے زمین دوز نشان لگا دیئے جائیں جن سے دوبارہ مسجد تعمیر ہو سکے.....'' دستخط مرزا محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی

(مرکز احمدیت قادیان صفحہ ۲۰۷، بحوالہ الفضل ۲۵ مئی ۱۹۴۸ء صفحہ ۳ کالم ۲)

اس خط و کتابت سے واضح ہے کہ اوّل خدائی نوشتوں کے مطابق جماعت احمدیہ کے لوگوں کو مقدس بستی قادیان سے ہجرت کرنی پڑے گی۔

دوئم یہ کہ قادیان سے انخلاء کے بعد مزار مبارک حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور دیگر شعائر اللہ کی خدمت حفاظت اور سالمیّت کے لئے کچھ جانثاروں کی اشد ضرورت پڑے گی جس سے درویشوں کی ضرورت، اہمیت اور عزّت ظاہر ہے۔

برصغیر کے تمام لوگوں کے ذہنوں میں یہ بات آ ہی نہیں سکتی تھی کہ پبلک کو اپنے پیارے وطنوں، گھروں، اور املاک اور جانوں سے ہاتھ دھونے پڑیں گے۔ اس ہماری دھرتی پر بہت سے حملہ آور حکمران بنے لیکن حکمران ہی تبدیل ہوتے رہے رعایا اپنی جگہ قائم رہی۔

آزادی ہند کے پیش نظر الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علاوہ ماحول ہیبت ناک و دہشت انگیز بن رہا تھا کہ رعایا کو اپنے عزیز وطنوں اور اموال کو مجبوراً ترک کرنا پڑے گا لیکن حکمران اپنے مقامات پر قائم رہیں گے۔

دراصل ۱۹۴۷ء کے آغاز سے بہت پہلے فرقہ وارانہ فسادات کے لئے ذہن تیار ہو چکے تھے۔ قوموں میں تناؤ اُبھر رہا تھا۔ اس سلسلہ میں قادیان کے ماحول میں عملاً پہلا خونی واقعہ منظر عام پر آیا۔ ۲۴ جولائی ۱۹۴۷ء جمعہ ۸ بجے شب بٹالہ سے قادیان آنے والی ٹرین پر منصوبہ بند جتھہ نے وڈالہ گرنتھیاں اسٹیشن پر دستی بم پھینکا۔ ٹرین کا ڈرائیور اور پانچ چھ لوگ شدید زخمی ہو گئے۔ (الفضل ۲۵ مئی ۱۹۴۸ء) اس رات راقم الحروف تلونڈی جھنگلاں گاؤں میں اپنے سسرال میں تھا۔ گاؤں کے تمام احمدی لوگ یکدم اسٹیشن پر پہنچ گئے ......عام خیال یہ تھا کہ اسی ٹرین میں امام جماعت احمدیہ اور احمدی قافلہ آرہا ہے دراصل امام جماعت احمدیہ کی ذات ٹارگیٹ تھی۔

امام جماعت احمدیہ اپنے خطابات میں آئندہ رونما ہونے والے خطرات سے متواتر آگاہ کرتے رہے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں حضور انور نے ۸/ اگست ۱۹۴۷ء کے خطبہ جمعہ میں متنبہ کیا کہ:

''موجودہ ایام میں ہماری جماعت ایسے سخت خطرات میں سے گزر رہی ہے کہ اگر تمہیں ان خطرات کا پوری طرح علم ہو اور پوری طرح اس کی اہمیت معلوم ہو تو شائد تم میں بہت سے کمزور دل لوگوں کی جان نکل جائے ......ہو سکتا ہے کہ درمیانی عرصہ میں ہزاروں جانوں کو دکھ برداشت کرنا پڑے اور ہزاروں عزتوں کو برباد کرنا پڑے اور ہزاروں نوجوانوں کو قربان کرنا پڑے۔''

(بحوالہ تاریخ احمدیت مؤلفہ مولانا دوست محمد صاحب شاہد مؤرخ احمدیت)

راقم الحروف کے دماغ میں آج بھی وہ الفاظ گردش کر رہے ہیں جن میں حضورؓ نے فرمایا تھا کہ:

میں دیکھ رہا ہوں کہ قادیان پر سخت ہولناک دن آنے والے ہیں جن کا مقابلہ انسانی طاقت نہ کر سکے گی جیسے تاج محل کے نیچے ایک سرکنڈا رکھ کر اسے اس کے سہارے کھڑا کیا جائے بلکہ اس سے بدتر حالات آنے والے ہیں۔ خاکسار نے یہ خطبہ جمعہ مینارۃ المسیح اور مزار حضرت مرزا غلام مرتضٰی صاحب کے قریب بیٹھ کر شدید دھوپ میں سنا تھا۔

امر جامع:

قادیان کی حفاظت اور اشاعت اسلام کے لئے ایک دفتر ''حفاظت مرکز'' کے نام سے تشکیل پا چکا تھا۔

تحریک حفاظت مرکز پر پانچ ہزار احمدی نوجوانوں اور کچھ بوڑھے لوگوں نے اپنے آپ کو پیش کیا تھا۔

وڈالہ گرنتھیاں ریلوے اسٹیشن پر ٹرین کے بم دھماکے کے بعد سارے پنجاب میں قتل وغارت اور آگ زنی پھیل گئی سارا پنجاب مرگھٹ کی جوالا کی طرح آگ میں دہک رہا تھا ان دنوں جامعۃ المبشرین کے طلبہ کی ڈیوٹیاں پہرہ دینے کی تھیں۔ خاکسار دن میں دو تین بار مینارۃ المسیح کی بالائی منزل سے کھلونہ دوربین سے قادیان کے مضافات کے جلتے ہوئے گاؤں کو دیکھا کرتا تھا۔ آسمان کو چھوتے ہوئے آگ کے شعلے عصر کے بعد سے رات گئے تک صاف دکھائی دیا کرتے تھے۔ لوگ بے تحاشہ بھاگ رہے ہوتے تھے۔ گاؤں خالی کرانے میں افسران بھی سرگرم تھے ایک ایک دن میں بارہ بارہ دیہات آگ میں جلتے ہوئے دیکھتے تھے سینکڑوں خاندان ہمیشہ ہمیش کیلئے صفحہ گیتی سے مٹ گئے۔ انہی ایام میں حفاظت مرکز کے سلسلہ میں مسجد اقصیٰ میں مولانا جلال الدین شمس صاحب نے جملہ حاضرین سے حلفیہ عہد لیا کہ وہ اپنا سب کچھ قربان کر دیں گے لیکن قادیان کو چھوڑ کر کہیں دوسری جگہ نہیں جائیں گے۔ خاکسار اس عہد میں شامل تھا۔ بندہ کو مسجد اقصیٰ کے قدیمی حصہ کے آخری شمالی در میں بمشکل جگہ ملی تھی۔

آزادی کا اعلان:

مورخہ ۱۵ راگست ۱۹۴۷ء وہ سہاونا دن تھا جبکہ ہندوستان کی آزادی کا اعلان ہوا۔

آغاز ہجرت:

زمین پنجاب تھی رنگین مگر تھا خونِ انسانی
درندے خون کے پیاسے بظاہر شکل انسانی

قتل وغارت کے قیامت خیز خونی انقلاب نے قادیان کو چاروں طرف سے گھیر رکھا تھا اور قادیان عملاً ساری دنیا سے کٹ چکا تھا۔ ریل، ڈاک، تار، ٹیلیفون، ہوائی جہاز، بس سروس، ٹرک، ٹیکسی، راستے اور تمام ذرائع ملاپ منقطع ہو چکے تھے۔ قادیان سے بچ نکلنے کی جو کوئی راہ اور امید باقی نہ رہی تھی۔

حیلے سب جاتے رہے اک حضرت توّاب ہے

جماعت کے لوگ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں زور دے رہے تھے کہ حضور عارضی طور پر لاہور تشریف لے جائیں اس کا ذکر تاریخ احمدیت صفحہ ۲۴۴-۲۴۳ میں ہو چکا ہے۔

امام جماعت احمدیہ کے لاہور جانے کے سلسلہ میں کی گئی تمام تدابیر اور کوششیں بالکل ناکام ہو چکی تھیں۔ لیکن ۳۱ راگست ۱۹۴۷ء بروز اتوار ''بعد گیارہ'' کا الہام اس رنگ میں پورا ہوا کہ گیارہ بج کر پانچ منٹ پر اچانک کیپٹن عطاء اللہ صاحب بمعہ کاروں کے قافلہ کے قادیان پہنچ گئے اور امام جماعت احمدیہ بمعہ اپنے چند رفقاء کے ۳۰-۴ بجے بعد دوپہر لاہور پہنچ گئے۔ ''داغ ہجرت'' کا زخم حضور کو برداشت کرنا پڑا۔ چوہدری محمد شریف صاحب گجراتی درویش اس سفر میں بطور باڈی گارڈ حضور کے ہمرکاب تھے۔ سفر کے کچھ حالات انہوں نے خاکسار کو بتائے تھے۔

انخلائے قادیان:

پُر نور تھیں راتیں تری، اور ایام عید تھے
چوگرد تیرے جھومتے، وہ عاشقان قادیاں
تھی اچانک آگئی، وہ داغِ ہجرت کی گھڑی
ایک دم میں ہوگیا، آہ انخلائے قادیاں

پنجاب سے عام مسلمانوں کی ہجرت کا سلسلہ تو کافی عرصہ پہلے شروع ہو چکا تھا لیکن ہجرت محمودؓ کے بعد تو یہ سلسلہ عام ہو گیا۔ خاکسار کی ڈیوٹی ایک دن کے لئے لنگر خانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے مضافات سے آنے والے پناہ گزینوں سے گندم خریدنے کی تھی میں نے دیکھا کہ ہزاروں لوگ گندم لے کر میرے پاس پہنچ رہے ہیں ان میں قادیان کے لوگ بھی تھے میرے دل میں گذرا کہ شاید قادیان والے بھی ہجرت کرنے والے ہیں۔ آخر کار یہی ہوا۔

مورخہ ۳ راکتوبر ۱۹۴۷ء بروز جمعہ باقاعدہ منصوبہ کے تحت بہت بڑا منظم حملہ قادیان پر ہوا جس نے قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔ وہ منظر خاکسار نے چوہدری حاکم خان صاحب بنیار چک ۹ بنیار ضلع سرگودھا کے دو منزلہ مکان کی چھت پر سے دیکھا حملہ آوروں کا جم غفیر آریہ اسکول سے لے کر قادیان سے بٹالہ جانے والی سڑک پر جمع ہوا۔ وہ سارا لشکر نہایت چمک دار ہتھیاروں سے لیس تھا اور نیزے بلم برچھے گنڈاسے کلہاڑے لوہے کے راڈ، تلواروں اور بندوقوں سے لیس ہو کر حملہ کے لئے تیار بر تیار تھا اور کسی اشارے کا منتظر۔

اتنے میں ایک بم دھماکا ہوا۔ دھماکے کی آواز سنتے ہی سارے حملہ آور قادیان کے اردگرد بنی ہوئی فصیل کے باہر کے مکانات کو روندتے ہوئے فصیل تک آپہنچے۔ آناً فاناً دیوار کو توڑ پھوڑ دیا بعض جگہ سے دیوار کو کود پھلانگ کر محلہ دار الرحمت مسجد فضل سے لیکر آریہ سکول اور ریلوے سٹیشن تک اندر گھس آئے پھر قتل و غارت لوٹ مار کا بھیانک منظر دیکھا لوٹ کا مال گھوڑوں، خچروں، گدھوں اور سروں پر لے جا رہے تھے یہ حملہ آور تین گروپ تھے۔ (۱) قتل کرنے والا گروپ۔ (۲) دوسرا لوٹنے والا گروپ۔ (۳) اور تیسرا لوٹ کا مال لے جانے والا گروپ۔ کرفیو لگا ہوا تھا جس میں حملہ آور بے خوف و خطر قتل وغارت میں مصروف تھے۔ قادیان کی آبادی آٹھ بجے سے بارہ بجے تک چند ہی گھنٹوں میں دو جگہ محصور کر دی گئی۔ نئے محلّہ جات یعنی بڈھا مل بلڈنگ سے لے کر شمال مغرب مشرقی ایریا اسٹیشن تک کے لوگ کالج اسکول بورڈنگ ہوسٹل مسجد نور میں پناہ گزین ہوئے۔ اور دوسرا پرانے قادیان کا حصہ دار المسیح کے ایریا میں بند کیا گیا ان دونوں حصوں کے لوگوں کو ایک دوسرے کا کوئی علم نہ تھا اسی دوران منارۃ المسیح سے بگل

کی آواز آئی تو سارے حملہ آور دو چار منٹ میں ہی ایسے گم ہوگئے جیسے وہاں کوئی آیا ہی نہ تھا۔

تمام محلہ جات احمدی آبادی سے خالی ہوچکے تھے تاہم چار آدمیوں کے سپرد پہرہ کی ڈیوٹی تھی ہم مسجد دار الفتوح کے ایریا کے ایک مکان کو چاروں طرف سے بند کر کے شام کی روٹی پکارہے تھے کہ محلہ دار الصحت کے چار جوان اچانک ہمارے سر پر آ کھڑے ہوئے ...... انہوں نے بتایا کہ اس مکان کی گلی میں کھلنے والی فلاں کھڑکی کھلی تھی۔ہم اس میں سے ہوکر آئے ہیں۔ہم حکم کے تحت مکانات کے اندر سے لاشوں کے نکالنے کا کام کررہے ہیں۔انہوں نے بتایا کہ سارا قادیان احمدیوں سے خالی ہو چکا ہے......

اسی رات مکرم بشیر احمد صاحب ڈھلوں درویش نے کالج سے آکر بتایا کہ حلقہ ہوزری، بازار، بس اڈا سے لیکر چنگی بٹالہ والی تک اور ارد گرد والی گلیاں لاشوں سے اٹی پڑی ہیں اور یہ کہ جگہ نہ ملنے کے باعث وہ لاشوں پر پاؤں رکھتے ہوئے کالج پہنچے تھے یہ سارے مقتولین وہ مہاجر تھے جو قادیان کے اردگرد کے دیہات سے اُجڑ کر آئے تھے اور مکانات میں جگہ نہ مل سکنے کے باعث سڑکوں پر زیر آسمان پڑے ہوئے تھے۔

اسی دوران پناہ گیر لوگوں کے قافلے بھارتیہ ملٹری کی حفاظت میں لاہور کے لئے روانہ ہوتے رہے ایک بڑا قافلہ جو اسّی ہزار پر مشتمل تھا بڑے حملہ کے دوسرے روز ملٹری کی حفاظت میں براستہ تتلے پنج گرائیاں والی نہر بعد دوپہر قادیان سے لاہور کے لئے روانہ ہوا اس قافلے میں میرے سسرال کے رشتے دار بھی تھے اس قافلے پر حسب سابق تتلے والی نہر پر دو تا چار میل تک کرفیو اور ملٹری کی موجودگی میں زبردست خونی حملے ہوتے رہے جن کی وجہ سے اہل قافلہ کا قیمتی سامان روپیہ پیسہ زیورات بھی چھن گئے اور سینکڑوں کی تعداد میں اہل قافلہ شہید کردیئے گئے۔

راقم الحروف نے تتلے پنج گرائیاں والی نہر کے اُس پار مردوں کے ادھ جلے پنجر خود دیکھے تھے جن کو کتے چیل اور گدھ نوچ نوچ کر کھا رہے تھے۔بدبو سے دماغ پھٹا جارہا تھا۔

اس کے بعد پناہ گیروں کے ہزاروں کی تعداد والے چھوٹے قافلے پنجگرائیاں تتلے والی نہر کے اسی غربی کنارے پر شہید کئے جاتے رہے خاکسار پاکستان سے اسی تتلے والی نہر کے راستے واپس لوٹا تو بیان کردہ منظر تازہ بتازہ دیکھا۔

وحشت، دہشت، خوف و ہراس کا خونی ماحول برسوں تک بنا رہا کرفیو میں گولیوں کی تڑپتی آوازیں آیا کرتی تھیں۔مسجد اقصیٰ میں مورخہ ۲/اکتوبر جمعرات ۱۹۴۷ء کو دو بم مورخہ ۳-۱۰-۴۷ کو تین بم گرائے گئے جو مسجد کے شمالی جانب دو منزلہ چوبارے سے پھینکے گئے۔مینارۃ المسیح پر گولیوں سے خادم مسجد کو اذان دینے پر نشانہ بنایا گیا مگر وہ بچ گئے۔(تاریخ احمدیت جلد دہم صفحہ ۶۶ طبع ۲۰۰۷)

انخلائے قادیان کے اسباب:

موجوں میں تلاطم تھا، تزلزل تھا ایوانوں پر
جنوں رقصاں و نازاں تھا، وطن کے چند دیوانوں پر

''ہم سب جانتے ہیں کہ ۱۹۴۷ء میں بڑے خوف و ہراس کے دن تھے۔مخالفت کا ایک طوفان تھا جو ہر طرف آیا ہوا تھا۔قادیان کے احمدی مسلمانوں پر ظلم کی انتہا تھی......''

''بہت بڑا ہجوم، جس نے تحریک احمدیت کو مٹا دینے کی قسم کھا رکھی تھی احمدی مرد و زن کو ذبح کرتے ہوئے ان کے گھروں کو جلا کر راکھ بناتے ہوئے مساجد کو مسمار کرتے ہوئے......سڑکوں پر ہر طرف گشت کرتا رہا......ہزاروں کی تعداد میں احمدیوں کو اپنی جانیں بچانے کیلئے اپنے گھروں سے بھاگنا پڑا......''

(اخبار دی ٹائم ٹیلیگراف، ہیرلڈ، لندن ۹ جون ۱۹۴۷ء بحوالہ اخبار بدر قادیان جلد ۵۵ شمارہ ۲۰،۱۹ صفحہ ۲، مورخہ ۱۸-۱۱ مئی ۲۰۰۶)

ایسے میں حفاظت مرکز قادیان کے لئے کثیر التعداد جانثاروں نے قادیان میں اپنے مقدس مقامات چھوڑنے سے انکار کردیا انہوں نے ننگ شرافت لوگوں سے ننگ انسانیت مظالم برداشت کئے......''

(رسالہ ریاست دلی ۲ ستمبر ۱۹۴۷ء از سردار دیوان سنگھ مفتون)

ماں کے دُلارے لاڈلے، وہ باپ کے نورِ نظر
عہدِ وفا پہ قائم ہیں، تقویٰ کی چادر اوڑھ کر
انقلاب خونچکاں میں سر بسر سینہ سپر
ڈٹ گئے تھے رزم میں انجام ہستی چھوڑ کر

پس انخلائے قادیان کا سب سے پہلا اور سب سے بڑا سبب غیر مسلم مشتعل لوگوں کا غیظ و غضب اور جوش انتقام تھا۔

دوسرے مال و اموال کے حاصل کرنے کی ہوس، تیسرے اس میں ملٹری اور افسران کی تائید ان کے شامل حال تھی۔جیسا کہ تاریخ کے حوالہ سے ظاہر ہے۔ چنانچہ ۲۶ ستمبر ۱۹۴۷ء گیارہ بجے دن مسٹر چونی صاحب مجسٹریٹ علاقہ قادیان آئے......انہوں نے صاف صاف بتادیا کہ حکومت (مرکزیہ) کی پالیسی اس وقت ڈپٹی کمشنر صاحب کے سپرد نہیں بلکہ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ صاحب پولیس کے سپرد ہے جو اس بات پر تُلے ہوئے ہیں کہ خواہ کچھ کرنا پڑے قادیان کے احمدیوں کو بہر حال نکال کے دم لیں گے......''

(تاریخ احمدیت جلد دہم، صفحہ ۳۴۴)

چوتھے تاریخ کے حوالہ سے ''ماہ اکتوبر ۱۹۴۷ء کو مس سارہ بائی، کرشنا مورتی، ڈاکٹر سافٹ صاحب قادیان آئے جناب کرشنا مورتی جی کو سارے حالات و واقعات بتائے اور درخواست کی گئی کہ ہم رعایا بن کر قادیان رہنا چاہتے ہیں تو ہمیں کیوں نکالا جاتا ہے کہنے لگے:

''بات یہ ہے کہ تم لوگ Indo Pakistan

Border کے بالکل قریب ہو اس لئے یہ سب کچھ ہے۔‘‘

(تاریخ احمدیت جلد دہم صفحہ ۳۵۳ ،مطبوعہ ۲۰۰۷)

اس مختصر فقرہ میں انخلائے قادیان کی پوری ہسٹری واشگاف ہوگئی اور ان تمام کشوف و الہامات کی صداقت کھل گئی جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے کہ تہدید حکام مواخذہ حکام اور مصائب و ابتلاء پیش آئیں گے۔ اور قادیان سے بکلی ہجرت کرنی پڑے گی۔ اس طرح اہل قادیان کو داغ ہجرت کا گہرا زخم برداشت کرنا پڑا۔

درویشان کی معین تعداد کا فیصلہ:

انہی ایام میں مرکزی کلیدی آسامیوں پر فائز چوٹی کے افسران اور نامور لیڈر قادیان آتے جاتے رہے۔ ماہ اکتوبر ۱۹۴۷ء میں جناب حسین سہروردی، میجر جنرل تھمایا صاحب، ڈاکٹر ڈنشاجی، مس سارہ بائی، جناب کرشنا مورتی جی اور ڈاکٹر سافٹ تشریف لائے تھے ان کی خدمت میں قادیان میں مزار حضرت مہدی علیہ السلام اور دیگر شعائر اللہ کی خدمت کیلئے کم از کم دس ہزار احمدیوں کو قیام کرنے کی درخواست کی گئی۔ بالآخر جناب حسین سہروردی اور ڈاکٹر ڈشنا جی نے وعدہ کیا کہ وہ پنڈت جواہر لعل نہرو جی کو سب حالات و واقعات بتائیں گے اور اڑھائی تین سو احمدیوں کے قادیان بحفاظت رہنے کا انتظام ہو جائے گا۔ آخر کار تین سو تیرہ احمدیوں کو قادیان میں رہنے کی منظوری مل گئی۔

(تاریخ احمدیت جلد دہم صفحہ ۳۵۳، ۳۵۴)

درویشی کا آغاز:

وہ دن کتنا مبارک تھا جب دو محرم الحرام ۱۳۶۷ھ بمطابق ۱۶ نومبر ۱۹۴۷ء کو درویشی کا آغاز ہوا۔ یک شنبہ، اتوار کا دن تھا جو تمام دنیا میں چھٹی اور خوشی کا دن ہے اس مبارک دن سے تاریخ احمدیت میں ایک نرالے باب کا اضافہ ہوا۔ اسی دن قادیان سے پاکستان جانے والا پندرہ گاڑیوں پر مشتمل آخری کنوائے اُبلتی ہوئی آہوں اور پُر سوز دعاؤں اور حسرت بھری نگاہوں کے ساتھ لاہور روانہ ہوا۔

دنیائے درویشان قادیان (الدار) اس کشتی کی مانند رہ گئی جو بیچ دریا بھنور میں تھی موت برسوں تک ان کے سروں پر منڈلاتی رہی وہ زندگی اشد من القتل قتل کئے جانے کی سختیوں سے زیادہ سخت تر اور زیادہ طویل تر تھی۔

ان جاں نثار درویشان کے ناموں کی فہرست تاریخ احمدیت جلد دہم صفحہ ۳۷۲ تا ۳۸۷ پر درج ہے سب سے پہلے رسالہ الفرقان درویش نمبر ماہ اگست ستمبر ۱۹۶۳ء صفحہ ۴۳ ، ۴۷ پر ایسی فہرست شائع ہوئی تھی۔

تاریخ احمدیت جلد دہم نے فہرست درج کرنے کے بعد آخر پر یہ حقیقت افروز نوٹ دیا کہ یہ زمانہ درویشان قادیان کے لئے انتہائی صبر آزما اور غائت درجہ ابتلاء کا زمانہ تھا جس میں ایسے ایسے خطرناک اوقات بھی آئے جبکہ ان سب کا موت کے گھاٹ اتار دیا جانا یقینی نظر آتا تھا۔‘‘

(تاریخ احمدیت جلد دہم صفحہ ۳۸۷)

درویشوں کی دُنیا:

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے سچے عاشقاں، مزار مبارک مہدی علیہ السلام اور دیگر شعائر اللہ قادیان کی خدمت و حفاظت کرنے والے تین سو تیرہ درویشان کا حلقہ بُود و باش محدود تھا جو ان دنوں کسٹوڈین کی تحویل میں تھا۔ مسجد اقصیٰ، مکان سید ناصر شاہ صاحب اور سیر محلہ اکال گڑھ شالی کونہ، باب انوار، مکان بھائی عبد الرحمٰن صحابی پرانا لنگر خانہ ا، کوٹھی عبد المغنی خانصاحب ،اراضیات حضرت مصلح موعود موجودہ کالونی تک محلہ دار الضعفاء، بہشتی مقبرہ، پُل بہشتی مقبرہ، محلہ آرائیاں تا دیوار مسجد اقصیٰ۔ یہ سہا سہا حلقہ، محلہ احمدیہ کہلایا اسی ایریا میں محمد رسول اللہؐ کے نام لیوا عاشق محصور کر دیئے گئے۔

کرفیو لگا رہتا تھا گولیاں چلتی رہتی تھیں۔ اس حلقہ سے عام سڑکوں سے باہر آنا جانا نہایت خطرناک تھا۔ میری رہائش مدرسہ احمدیہ میں تھی اور پہرہ کی ڈیوٹی مکان سید سرور شاہ صاحب سے لے کر کوٹھی عبد المغنی خان تک کے مکانات کے لئے تھی ان مکانات تک جانے کے لئے چھپ کر جانا پڑتا تھا تب پرانے دفتر بیت المال سے لیکر مکان سید سرور شاہ صاحبؓ تک ڈھاب کے پانی کو تیر کر پار کرتے تھے بعد میں آبی راستہ پر تار باندھ دیا گیا تھا۔ اس محلّہ کے مکانات کے پچھواڑے کے دروازوں سے آنا جانا ہوا کرتا تھا ایسا ہی خطرہ کے مدنظر چند بار بہشتی مقبرہ جانے والوں کو ڈھاب کا لمبا آبی راستہ تیر کر پار کرنا پڑتا تھا اس احتیاط کا فائدہ یہ رہا کہ کرفیو میں گشت کرنے والے فوجیوں سے محفوظ رہے۔ میرے پہرہ کے حلقہ کے مکانات میں گندم اور چکی تھی میں چکی چلا کر آٹا دلیا بنالیتا کچھ عرصہ گندم اُبال کر بھی کھانی پڑی۔

درویشی معاشرہ:

ابتداء میں درویشوں کی کل تعداد تین سو تیرہ تھی جن میں ۲۴ صحابہ کرام تھے ۵۷ ادھیڑ عمر کے تھے۔ جناب نور محمد صاحب کا ایک بچہ تھا جسے درویش کندھوں پر اٹھائے رکھتے تھے یہ سارے کے سارے مجرّد تھے۔ ان میں بی اے، ایم اے، مولوی فاضل، مصنف، اکلوتے، عام پیشہ ور، ڈاکٹر اور ایک حصہ زمینداروں کا تھا ان سب کا اولین فریضہ پنج وقتہ نمازوں کے علاوہ نماز تہجد کی باجماعت باقاعدہ ادائیگی، درود و استغفار و دعائیں کرنا، بیشتر حصہ اوقات تلاوت قرآن مجید، احادیث کتب دینیہ پڑھنا تھا۔ روزانہ صبح شام مزار مبارک مسیح موعود علیہ السلام اور مقابر بہشتی مقبرہ میں دعائیں کرنا۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دن میں ہزار بار درود بھیجنا تھا۔ ان میں سے بہتوں کو کشوف و

مکالمات الٰہیہ کا شرف حاصل ہوا۔ دوسرے نمبر پر اپنے درویشی حلقہ میں رات دن پہرہ دینا تھا اس میں کبھی بھی کسی وقت بھی ذرہ بھر کوتاہی نہیں برتی گئی یہ پہرہ افسران کی نگرانی میں ان کی کامل فرمانبرداری میں کمر بستہ ہوکر دیا جاتا تھا۔ درویشوں میں باہم ایسا پیار تھا کہ باوجود بے سروسامانی اور سردی کے جب ایک گروپ پہلے پہرہ دے رہے گروپ کی جگہ لینے نہیں آسکا تو نیند کا خیال کر کے پہلے گروپ کے لوگوں نے اپنے دوسرے گروپ کے بھائیوں کو نہیں جگایا۔ یہ نظارے خاکسار نے بارہا دیکھے جبکہ خاکسار جامعۃ المبشرین کے بیس طالب علموں کا پہرے کا انچارج تھا۔

درویشوں کی تنخواہیں:

درویشی کے ابتدائی ایام سے کچھ عرصہ تک قادیان کا بیرونی دنیا سے رابطہ کٹا رہا پہلے بیرونی احمدیہ جماعتیں اپنے چندہ جات قادیان بھجوایا کرتی تھیں اب یہ سلسلہ قطعی طور پر منقطع تھا کوئی ذریعہ آمدنی کا نہیں تھا۔ پیشہ ور صاحب ہنر درویشوں کا کچھ کمانے کیلئے اپنے محصور حلقہ سے باہر جانا موت کو دعوت دینے کے مترادف تھا۔ ان حالات میں عام درویشان کو بعد وضع چندہ ساڑھے چار روپے ماہانہ ملا کرتے تھے۔ لنگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کھانے کیلئے پاکیزہ نان ملا کرتے تھے۔ صابر وشاکر درویشان کے منہ سے مالی تنگی کا کبھی کوئی کلمہ نہیں نکلا۔

مہمان خانہ کے درمیانے فیملی کوارٹر میں نلکا تھا درویش باری باری اس کوارٹر میں جمع ہوتے نلکا کے پانی سے ایک ٹکیہ صابن سے کپڑے دھولیا کرتے تھے اور ایک دوسرے کے بال تراشتے، حجامت بنالیتے تھے۔ خاکسار بھی ان میں شامل تھا۔ یہی ہماری بسر اوقات تھی۔

پادری عبد القیوم سرحدی نے جو میرے شاہجہانپور، یوپی میں واقف تھے مجھے لکھا کہ درویشوں کو بڑی بڑی رقوم اور عیش وعشرت کے سامان ملتے ہیں ورنہ پنجاب کے خونی حالات میں کون مائی کا جایا ٹک سکتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ کی ہدایات کی روشنی میں دفاتر صدر انجمن احمدیہ پھر سے جاری ہوئے جن کی تفاصیل احمدیہ تواریخ میں محفوظ ہیں۔ ان ۳۱۳ درویشوں میں جلسہ سالانہ کی ضروریات پوری کرنے کے مدنظر مٹی کے برتن بنانے کیلئے بعض نے کمہار کا کام سیکھ لیا۔ معاشرہ کی ضروریات پوری کرنے کیلئے زمیندارہ خاندان کے بعض درویشوں میں سے بال بر، دھوبی، لوہار، ترکھان، بجلی، پانی، روشنی، آٹا چکی، عام مرمت لیبر، سبھی کام کے کارکن ہوئے۔ مدرس، لیکچرار، کاتب، زودنویس، ایڈیٹر، آڈیٹر، مصنف، جلد ساز، کتب فروش، پریس مین، چھوٹے دکاندار، درزی، وغیرہ پیشہ ور افراد نے معاشرے کی ضروریات کو پورا کیا۔ بہشتی مقبرہ اور محلہ کی صفائی کا کام وقار عمل سے سرانجام پاتا تھا۔

زمانہ کی ستم ظریفی دیکھئے انہی معصوم باخدا درویشوں کے ستانے کے کئی طریقے بروئے کار لائے جاتے رہے۔ نئے لیڈر اپنی ناپختہ لیڈری چمکانے کے لئے نت نئے مواقع تلاش کرتے رہے کبھی دودھ کی سپلائی بند کی جاتی کبھی سبزی پر پابندی لگادی جاتی۔ کبھی ایک دن کیلئے بائیکاٹ کر دیا جاتا ایک بار تو باضابطہ ناکہ بندی کر کے درویشوں کا بائیس روز مکمل بائیکاٹ کیا گیا۔

ماہ دسمبر ۱۹۴۸ء میں جامعۃ المبشرین کے بیس طلبہ کے گروپ کا قیام مسجد اقصیٰ سے ملحق بڑے دفتر میں تھا۔ رات دن مسجد اقصیٰ اور مینارۃ المسیح پر ہمارا پہرہ ہوا کرتا تھا۔ ۳۰ دسمبر کو دن کے چار بجے یہ اندوہناک خبر نشر ہوئی کہ ناتھو گوڈ نے مہاتما گاندھی کی ہتیا کر دی ہے۔ باوجود یکہ ناتھو گوڈ ہندو کا نام بار بار نشر ہوتا رہا پھر بھی علاقہ قادیان کے لیڈروں نے عام افواہ پھیلا دی کہ مہاتما کی ہتیا دراصل مسلمانوں نے کی ہے۔

رات کے ایک بجے مینارۃ المسیح پر پہرہ دینے والے نے مجھے بتایا کہ ایک بہت بڑا جتھہ چھوٹے بازار سے ہوتا ہوا مسجد اقصیٰ کی طرف بڑھ رہا ہے۔ خاکسار نے فوراً مینارہ کی آخری منزل پر جاکر اندھیرے میں محسوس کیا کہ ہزاروں حملہ آور نہایت خاموشی کے ساتھ مسجد اقصیٰ کے عقب والے چوک سے گذر رہے ہیں اور معاً بعد قادیان کے بیرونی محلہ جات کے دروازوں کے کھٹکھٹانے کی آوازیں آئیں۔ ہم نے مولوی برکات احمد صاحب راجیکی ناظر امور عامہ کو اس جتھہ کی اطلاع کردی اور انہوں نے اپنے ذرائع سے پولیس کو آگاہ کیا اس طرح حفاظت کا سامان ہوگیا۔ ایسا ہی عرصہ تک ہوتا رہا۔ (تاریخ احمدیت جلد دہم صفحہ ۳۸۷)

''زمانہ درویشی میں ایسے ایسے خطرناک اوقات بھی آئے جبکہ ان سب کا موت کے گھاٹ اتار دیا جانا یقینی نظر آتا تھا۔''

بزم درویشان:

درویشوں نے بزم درویشان قائم کی جس کا مقصد درویشوں میں علمی ذوق پیدا کرنا اور تقاریر کے ذریعہ ادبی ملکہ پیدا کرنا تھا مہینہ میں ایک بار اس کا اجلاس ہوا کرتا تھا اس بزم کا صدر ایک مہینہ کیلئے ایک بار کے لئے منتخب ہوا کرتا تھا تاکہ تمام درویشوں کو صدر بننے کا موقعہ مل سکے۔ دوسرے مہینہ کے دوسرے اجلاس کا صدر خاکسار کو چنا گیا۔ خاکسار کے وقت چند کمیٹیاں تشکیل دی گئیں جن کے ذمہ رسالہ درویش جاری کرنے کے متعلق سجھاؤ دینا۔ تقاریر کے عنوانات، تحریری مضامین وغیرہ کے بارے میں لائحہ عمل تیار کرنا تھا۔ یہ بزم ۱۹۴۷ء کے آخری دنوں میں قائم ہوئی تھی اور اس کے اجلاسات مسجد اقصیٰ میں ہوا کرتے تھے۔

حکومت وقت اور احمدی مسلمان:

خاکسار نے ۱۹۴۷ء کے بعد دس سالہ دور میں شاہجہانپور یوپی سے حکومت وقت اور احمدی مسلمان کے عنوانات کے تحت کتابچے لکھنے شروع کئے۔ قادیان میں یہ سلسلہ جاری رہا۔ اردو ہندی میں اس قسم کے کم از کم چھ کتابچے لکھے جو نظارت دعوت و تبلیغ نے شائع کئے ان میں حکومت وقت اور مسلمانوں کے باہمی روابط و تعلقات، حقوق و فرائض، ملک کی سالمیت، خوشحالی، قومی یکجہتی اور حکومت وقت کے قوانین کی فرمانبرداری پر سیر حاصل مواد موجود ہے۔ ان سے وقت کی ضرورت پوری کرنے کی کوشش کی گئی ہے کیونکہ آزادی کے ابتدائی ایام میں:

''مسلمان کا مسلمان ہونا ہی ناقابل تلافی جرم تھا۔ مشرقی پنجاب کے کسی ضلع کے کسی مقام پر کوئی مسلمان باقی نہ رہا یا تو وہ پاکستان چلے گئے یا قتل کر دیئے گئے۔''

(ریاست دلی ۲ دسمبر ۱۹۵۷ء ایڈیٹر سردار دیوان سنگھ مفتون)

ایک بار شاہجہانپور میں دوران تبلیغ آر ایس ایس کے ایک جوشیلے جوان نے مجھ سے کہا تم پردیسی ہو کیا ہمیں مسلمان بنانا چاہتے ہو؟ نام تو تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی لیتے ہو...... ایسے ہی ایک دفعہ گورنمنٹ بیسک اسکول کے ٹیچر جنک راج دہلی سے اپنے گروپ کے ساتھ قادیان بھی آئے دوران گفتگو انہوں نے برملا کہا کہ تم مسلمان ہو پاکستان بنالیا ہے اب تم پردیسی ہو اور پردیس میں بیٹھے ہو۔ یہ دلچسپ گفتگو اخبار بدر قادیان جلد ۱۳ شمارہ ۴۶ صفحہ ۱۰ مورخہ ۱۵ نومبر ۱۹۶۴ء میں شائع شدہ ہے۔ سو غلط فہمیاں دور کرنے کے لئے ایسے رسائل کی ضرورت تھی۔

درویشان قادیان کا پہلا رمضان:

زمانہ درویشی کے آغاز سے ہی حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی ہدایت کے مطابق تمام درویش سوموار اور جمعرات کے دن نفلی روزے رکھا کرتے تھے اور بہت مخلص ہر روز روزہ رکھا کرتے تھے۔

آزادی ہند کے بعد پہلا رمضان شریف جولائی ۱۹۴۸ء میں آیا۔ روزہ عموماً پندرہ گھنٹے کا ہوا کرتا تھا جولائی کے ایام میں دن لمبے اور سخت گرم ہوتے ہیں درویش لنگر سے ملنے والے نانِ درویش سے سحری کا کھانا کھاتے تھے اور پانی پی کر سارا دن گذارتے تھے چونکہ ان کو روزہ رکھنے کی عادت تھی لہٰذا روزہ کی سختی برداشت کر لیتے تھے۔

اعتکاف:

ماہ رمضان جولائی ۱۹۴۸ء میں آیا۔ درویشوں میں سے اسی (۸۰) درویش اعتکاف میں بیٹھے۔ دوسرے درویش ان معتکفین کے لئے سحری کا کھانا لاتے اور دن رات پہرے دیا کرتے تھے۔ مولانا محمد ابراہیم صاحب فاضل ہیڈ ماسٹر جامعۃ المبشرین امیر معتکفین اور خاکسار سیکرٹری تھے۔ سحری کا کھانا کھانے سے پہلے آدھا گھنٹہ اجتماعی دعا کیا کرتے تھے۔ دعا میں خشوع خضوع اور گریہ وزاری کا یہ عالم ہوا کرتا تھا کہ ساری مسجد اقصیٰ دھدکتی ہوئی آہوں کے باعث گونج اٹھتی تھی۔ مسجد کے قریب اردگرد کے غیر مسلم لوگ خوف کی حالت میں اپنے اپنے گھروں کی چھتوں پر چڑھ جاتے تھے ان کا گمان تھا کہ پاکستان کی طرف سے حملہ ہوگیا ہے اور فوجی ٹرین کا انجن دھک دھک کرتا ہوا قادیان کی طرف بڑھتا ہوا آرہا ہے۔ اس ماجرے سے مجھے میرے بعد کے پڑوسی جناب پرتاپ سنگھ کی اہلیہ نے آگاہ کیا تھا۔

معتکفین حضرات ہلال عید دیکھنے کے باوجود حضرت امیر صاحب کی اجازت کے بعد مسجد سے باہر نکلا کرتے تھے اور سیدھے بہشتی مقبرہ جا کر مزار مبارک حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر دعا کرتے اور پھر اپنی قیام گاہ آیا کرتے تھے۔

درویشوں کی پہلی عید:

آباد قادیان میں عیدیں پوری شان کے ساتھ بھرپور جشن کے ماحول میں منائی جایا کرتی تھیں نماز عید، عید گاہ کے کھلے ماحول میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی امامت میں ادا کی جاتی تھی مگر درویشوں نے تنہائی کے عالم میں عید منائی۔ عید کی نماز ماہ اگست ۱۹۴۸ء کے آغاز میں مسجد اقصیٰ میں ادا کی۔ تمام درویش پرانے دھلے ہوئے لباس پہنے مسجد اقصیٰ میں جمع ہوئے نماز اور دعا میں خوب روئے اور دعا و استغفار کرتے ہوئے اپنی اپنی قیام گاہ میں لوٹ آئے نہ تحفے تحائف نہ جشن چراغاں۔ عید کی خوشی ضرور تھی لیکن پیارے آقا خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی بے پناہ محبت اور جدائی کی یاد اس خوشی پر غالب تھی۔

درویشی کا پہلا جلسہ سالانہ:

برطانوی سرکار کے عہد میں جماعت احمدیہ قادیان کا آخری جلسہ سالانہ قادیان شریف میں ۲۶، ۲۷، ۲۸ دسمبر ۱۹۴۶ء کی تاریخوں میں منعقد ہوا۔ جلسہ کی حاضری پچاس ہزار تھی۔ خاکسار اپنے گاؤں ضلع لائلپور سے آکر اس جلسہ میں شامل ہوا جلسہ کے آخری دن کے آخری اجلاس کے آخر پر بارش شروع ہوگئی۔

آزاد بھارت میں دور درویشی کا پہلا جلسہ سالانہ ۲۶ تا ۲۸ دسمبر ۱۹۴۷ء مسجد اقصیٰ میں منعقد ہوا جس میں درویشوں کے علاوہ ایک سردار افسر تھانے دار اور غالباً پانچ سپاہی چند غیر مسلم شرفا شامل ہوئے۔ جلسہ کا اسٹیج مینارۃ المسیح، مزار مرزا غلام مرتضیٰ صاحب کے قریب ایک بڑے تخت کے اوپر ایک میز اور دو کرسیاں رکھ کر بنایا گیا تھا جس پر صدر جلسہ مولانا عبد الرحمٰن صاحب جٹ امیر جماعت احمدیہ بھارت اور خاندان مسیح موعود علیہ السلام کے ایک فرد بیٹھے تھے۔ اسٹیج کا منہ جنوب کی

طرف تھا مسجد کے صحن میں دری اور چٹائیاں بچھائی گئی تھیں جن پر ہم درویش بیٹھ کر جلسہ کی کاروائی سنتے تھے۔

مجھے یاد ہے کہ مولانا محمد ابراہیم صاحب قادیانی ہیڈ ماسٹر ذکر حبیب پر تقریر کر رہے تھے اور درویشوں پر ایک جذبات کا عالم طاری تھا۔ مولانا عبدالرحمٰن صاحب جٹ بار بار صبر، صبر، جذبات پر قابو رکھا جائے کہتے تھے۔ پہرہ دینے والے درویشوں کو بھی باری باری کاروائی سننے و جلسہ میں شامل ہونے کا موقعہ ملتا رہا۔ تین دن دعاؤں میں گریہ وزاری کرتے گذرے۔ نہ کوئی لنگر تھا نہ کوئی مہمان، نہ مہمان نواز۔ اس جلسہ کی امٹ یادیں بھلائے سے نہیں بھولتیں۔

یاد تجھے ہیں ہم جلیس، گذرے وہ دن بہار کے
بادِ خزاں چلی گئی میرا چمن اُجاڑ کے
یاد نہ کر دل حزیں گذری ہوئی کہانیاں
غم بداماں قصص ہیں گذرے ہوئے وہ ماجرے

حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے ست یگ کے دور میں ایک مثالی مسلم معاشرہ ضرور قائم ہوا تھا جو ہوتے ہوتے فیج اعوج کے دور میں مٹ گیا۔ پاپوں بھرے کلجگ میں ایک بار پھر ویسا ہی نادر المثال جنت نظیر صالح معاشرہ قائم ہوا۔ ناممکن ہے کہ کلی کال میں کوئی پوری قوم ایسے مومنوں کی جماعت منصۂ گیتی پر نمودار ہوئی ہو جو فرشتوں سے آگے بڑھ سکی ہو۔ یہ پاک دل ابدال، درویشان قادیان صبغۃ اللہ کے رنگ میں رنگین ہوگئے تھے۔ درویشوں کی اکثریت پر اِنَّ صَلٰوتِیْ وَ نُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کی آیت صادق آتی ہے۔

حضرت صاحبزادہ مرزا ظفر احمد کا اعلان:

’’یہ مبالغہ نہ ہوگا ...... کہ پیچھے رہنے والوں (درویشوں) میں ایک معجزانہ تبدیلی پیدا ہوگئی ہے ...... بہت شوق سے نوافل پر زور دینے لگے ہیں ...... مساجد میں (بمعہ نماز تہجد) چھ وقت کی نمازیں اس شوق و ذوق سے ادا کرتے ہیں کہ خیال ہوتا ہے کہ بچپن سے ہی اس کے عادی ہیں نہ صرف مسجدوں میں بلکہ باہر بھی لوگ زیادہ وقت خاموشی اور ذکر الٰہی میں گذارتے ہیں۔ پیر اور جمعرات کے دن تو ہر شخص روزہ رکھتا ہے ...... جو طاقت رکھتے ہیں وہ ہر روز روزہ رکھتے ہیں ...... بہشتی مقبرہ جا کر لوگ باقاعدگی سے دعا کرتے ہیں ...... حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ ان کا ایک شغف ہے زیادہ وقت مساجد میں گذارنا اللہ اور اس کے رسول کی باتیں کرنا، لغویات سے پرہیز ان کی عادت بن گئی ہے لڑائی جھگڑے سے ...... بہت اجتناب کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ جماعتی کام مثلاً کمرہ بنانا دیوار وغیرہ بنانے کے لئے مٹی اور اینٹیں وغیرہ لانے کا کام بڑی خوشی سے کیا جاتا ہے ...... بہشتی مقبرہ کے اردگرد دیوار بنانے کا بھی مشورہ ہے۔ انشاء اللہ ...... یہاں جس قدر لوگ ٹھہرے ہیں کسی کے دل میں بھی ذرہ بھر انقباض نہیں ہے کہ ہم یہاں کیوں ٹھہرے، بلکہ دل سے خوش ہیں کہ ہمیں یہاں ٹھہرنے کا موقعہ ملا۔ یہ خدا کا فضل ہے ...... وقت گذر جائے گا مگر یہ اللہ تعالیٰ کے انعامات اور یہ باتیں دل سے کبھی بھول نہیں سکتیں ......۔

(الفضل ۱۰ جنوری ۱۹۴۸ء صفحہ ۵، ۶ بحوالہ تاریخ احمدیت جلد دہم صفحہ ۳۸۹ مطبوعہ ۲۰۰۷ء)

حضرت بھائی عبدالرحمٰن قادیانیؓ کی چشم دید شہادت:

مکتوب بنام حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانیؓ مورخہ ۳۱ مئی ۱۹۴۸ء

’’قادیان پہنچے بیس روز ہوئے ہیں ...... دیکھتا اور محسوس کرتا ہوں کہ ایک نئی زمین اور نئے آسمان کے آثار نمایاں ہیں۔ ایک تغیر ہے عظیم اور ایک تبدیلی ہے پاک۔ جو یہاں کے ہر درویش کے چہرے پر نظر آتی ہے۔ چہرے ان کے چمکتے، آنکھیں ان کی روشن، حوصلے ان کے بلند، نمازوں میں حاضری سو فیصدی نمازیں نہ صرف رسمی بلکہ خشوع وخضوع سے پُر دیکھنے میں نظر آئیں۔ رقت و سوز یکسوئی وابتہال محسوس ہوا مسجد مبارک دیکھی تو پُر مسجد اقصیٰ دیکھی تو بارونق۔ مقبرہ بہشتی کی نئی مسجد جس کی چھت آسمان اور فرش زمین ہے وہاں گیا تو ذاکرین، عابدین سے بھرپور پائی ناصر آباد کی مسجد ہے تو خدا تعالیٰ کے فضل سے آباد ہے۔ اذان واقامت برابر پنجوقت جاری ...... نہ صرف یہی کہ فرائض کی پابندی ہے بلکہ نوافل میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہی کثرت ہجوم اور انہماک پایا ...... نماز تہجد چاروں مساجد میں باقاعدگی اور شرائط کے ساتھ باجماعت ادا ہوتی ہے اور بعض درویش اپنی جگہ پر اور بعض ڈیوٹی کے مقام پر ادا کرتے ہیں۔ چلتے پھرتے بھی ان کی زبانیں ذکر الٰہی سے نرم اور تر ہوتی دیکھی اور سنی جاتی ہیں اور مَیں یہ عرض کرنے کی جرأت کر سکتا ہوں کہ نمازوں میں حاضری اللہ کے فضل سے سو فیصدی ہے ...... روزانہ وقار عمل، تعمیر و مرمت، صفائی و لپائی مکانات، مساجد اور مقابر، راستے اور کوچہ بلکہ نالیوں تک اس کے علاوہ خدمت خلق بڑی بشاشت اور خندہ پیشانی سے کی جاتی ہے ...... گیہوں کی بوریاں، آٹے کے بھاری تھیلے اور سامان کے بھاری صندوق، بکس اور گٹھے یہ سفید پوش خوش وضع اور شکیلے نوجوان جس بے تکلفی سے ادھر ادھر گلی کوچوں میں لئے پھرتے ہیں قابل تحسین اور صد آفرین ہے ...... مقبرہ بہشتی کی ہر قبر کے ایک ایک کونہ میں اور گوشہ میں روشوں اور نالیوں اور پودوں اور درختوں کی جو خدمت اس محصور خلق خدا نے کر دکھائی ہے ...... قابل رشک ہے جس کو دیکھ کر میں ششدر ہو گیا ......۔

مقبرے کے گرد چار دیواری جس محنت اور جانفشانی سے ان ہونہاروں نے تیار کی وہ بے مثال ہے۔ نوجوانوں کی کایا پلٹ ہوگئی ہے یا کم از کم ہو رہی ہے۔ خدا کرے اس حرکت میں برکت ہو۔‘‘

(الفضل ۸ جون صفحہ ۴، ۵، ۸، ۱۹۴۸ء بحوالہ تاریخ احمدیت جلد دہم صفحہ ۳۹۰ تا ۳۹۲)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اےؓ کے تاثرات:

"قادیان میں رہنے والے دوستوں کو دنیا کے دھندوں سے کوئی سروکار نہیں اور ان کی زندگی کا ہر لمحہ روحانی مشاغل کے لئے وقف ہے۔"

(الفرقان، درویشان قادیان نمبر صفحہ ۱۳، بحوالہ تاریخ احمدیت جلد دہم صفحہ ۳۹۳)

درویشان قادیان غیروں کی نظر میں:

جناب ایچ آر وہرانئی دلی لکھتے ہیں:

"قادیان میں ۳۱۳ مومنین باوجود سرکاری افسران کی ابتدائی مخالفت اور غیر مسلم پناہ گزینوں کی عداوت کے قادیان میں قائم رہے اس کی وجہ اپنی جماعت کے اصولوں میں ان کا غیر متزلزل ایمان، حکومت وقت کے ساتھ وفاداری اور تمام مذاہب کے ساتھ رواداری کی تعلیم ہے...... وہ قادیان کے ہندو، سکھ یتیموں کی مدد کرتے رہے ہیں اور اب بھی جبکہ جماعت کی مالی حالت بہت کمزور ہوچکی ہے ان یتیموں کی ایک تعداد اپنے وظائف حسب معمول جماعت احمدیہ سے حاصل کررہی ہے۔"

(اخبار سٹیٹسمین نئی دلی ۱۷، ۱۸ نومبر ۱۹۴۸ء بحوالہ اخبار بدر قادیان صفحہ ۶ مورخہ ۲۰ دسمبر ۱۹۵۱ء)

راقم الحروف عرض پرداز ہے کہ میری رہائش مکان سید ناصر شاہ صاحب اوورسیئر کے مکان واقع احمدیہ محلّہ کے آخری شمالی کونہ، محلّہ اکال گڑھ میں تھی۔ مَیں نے دیکھا ہے کہ چھ ہندو بیوگان ہندو محلّہ سے میرے دروازہ پر آتی تھیں اور میرے گھر سے گذر کر "دفتر امیر مقامی" میں جا کر اپنے وظائف حاصل کیا کرتی تھیں۔ میرے گھر سے گذرنے سے لمبا راستہ طے کرنے کی بجائے بہت تھوڑا راستہ ان کو طے کرنا پڑتا تھا۔ کوشلیا دیوی برہمنی نے بتایا کہ وہ سولہ سال کی عمر میں بیوہ ہوگئی تھی۔ بڑے مرزا صاحب (حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ) نے میرا وظیفہ مقرر کر دیا تھا وہ اب بھی جاری ہے۔ اس دیوی کے بال چاندی جیسے سفید تھے سر منڈا ہوا بدن سفید ساڑھی میں لپٹا ہوا ہاتھ میں لکڑی کا سہارا لئے نہایت مدھم چال سے چلا کرتی تھی۔

ڈاکٹر شنکر داس مہرہ ایم بی بی ایس لکھتے ہیں:

قادیان کے مقدس شہر میں ایک ہندوستانی پیغمبر پیدا ہوا...... گذشتہ فرقہ وارانہ فسادات (۱۹۴۷ء) میں احمدی لوگوں (درویشوں) نے اپنے ہاتھ قتل و غارت، لوٹ کھسوٹ سے صاف رکھے۔"

(اخبار سٹیٹسمین، ۱۲ فروری، بحوالہ اخبار بدر قادیان ۲۰ دسمبر ۱۹۵۱ء صفحہ ۶)

اہل حدیث اخبار تنظیم پشاور:

رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے تین سو تیرہ ساتھیوں نے مکے والوں کو شکست دی...... آج آپ ہی کے نقش قدم پر مرزا غلام احمد قادیانی...... کے مرید قادیان میں ڈٹے ہوئے ہیں...... ان میں بہت سے عالم حافظ اور صوفی ہیں۔"

(اخبار تنظیم پشاور ۳۰ جولائی ۱۹۵۰ء بحوالہ تاریخ احمدیت جلد دہم صفحہ ۲۹۶)

ہندوستان ٹائمز کلکتہ:

"۱۹۴۷ء کے فسادات کے دوران مرزا بشیر الدین محمود احمد اپنے ایک ہزار سے زائد پیروؤں کے ساتھ پاکستان ہجرت کر گئے۔ آپ اپنے پیچھے تین سو کے قریب اپنے مخلص پیرو مذہبی مرکز کی حفاظت کیلئے چھوڑ گئے...... اب تک بھی قادیان اہم مرکز ہے......"

(ہندوستان ٹائمز کلکتہ ۲۵ دسمبر ۱۹۵۱ء الفرقان درویشان نمبر ۱۳۲، بحوالہ تاریخ احمدیت جلد ۱۰ مطبوعہ ۲۰۰۷ء)

سردار دیوان سنگھ مفتون ایڈیٹر "ریاست" دلی:

"یہ واقعہ انتہائی دلچسپ ہے کہ جب مشرقی پنجاب میں خون ریزی کا بازار گرم تھا مسلمانوں کا مسلمان ہونا ہی ناقابل تلافی جرم تھا...... تو قادیان میں چند درویش صفت احمدی تھے جنہوں نے اپنے مذہبی مقدس مقامات کو چھوڑنے سے انکار کر دیا تھا اور انہوں نے ننگ شرافت لوگوں کے ننگ انسانیت مظالم برداشت کئے اور جن کو بلا خوفِ تردید مردِ مجاہد قرار دیا جاسکتا ہے جن پر آئندہ کی تاریخ فخر کرے گی...... ان لوگوں کو انسان نہیں فرشتہ قرار دیا جانا چاہئے...... اب بھی...... قادیان کے درویشوں کے اسوہ حسنہ کا خیال آتا ہے تو عزت و احترام کے جذبات کے ساتھ گردن جھک جاتی ہے۔" (اخبار ریاست ۲ دسمبر ۱۹۵۷)

اخبار المنبر لائلپور:

"یہ وہ جماعت ہے جس کے ۳۱۳ افراد تقسیم ملک کے لمحہ سے لے کر آج تک قادیان میں موجود ہیں اور وہاں اپنے مشن کے لئے کوشاں بھی ہیں اور منظم بھی۔"

(المنبر لائلپور، ۲ مارچ ۱۹۵۶ء صفحہ ۱۰، کالم ۴)

وضاحت:

اخبار المنبر لائلپور سے "امیر شریعت" عطاء اللہ شاہ بخاری احراری کے بیٹے نکالا کرتے تھے۔ بھٹو کے دور میں احمدیوں کے قتل عام کے دنوں میں احمدیوں کی طرح وہ بھی احمدی بن کر لندن پہنچ گئے تھے۔

رسالہ چٹان لاہور:

"مرزا غلام احمد...... فضلاء کی ایک بہت بڑی جماعت اس کی جان نثار ہے...... پھر یہ واقعہ (حقیقت)

نہیں؟ کہ دار السلام کے چابی برداروں میں سے اکثر برقعے پہن کر بھاگ نکلے تھے مگر مرزا غلام احمد کے پیرو آج تک قادیان کی حفاظت تین سو تیرہ کی جتھہ بندی سے کررہے ہیں۔''

(چٹان جلد ۱۱، شمارہ ۱۴، صفحہ ۶، ۱۹۶۱ء)

دارالسلام:

مرکز جماعت اسلامی پنجاب ، پٹھانکوٹ ، جماعت اسلامی کا یہ مرکز ۱۹۴۷ء کے فسادات میں ایک ہی گھنٹہ میں خالی ہوگیا تھا۔

دفتر خدمت درویشان کا نام متعین کرنے کا واقعہ:

جانثاران قادیان کا نام درویش نہیں تھا بلکہ یہ لوگ محافظ شعائر اللہ کہلاتے تھے ایک عرصہ گذر جانے کے بعد جماعت احمدیہ کا ایک مرکزی وفد کسٹوڈین سے جماعت کی جائیدادیں واگزار کرانے کے سلسلہ میں پنڈت جواہر لعل نہرو وزیر اعظم سے دلی پہنچ کر ملاقاتی ہوا تو دوران گفتگو پنڈت جی نے کہا کہ قادیان میں رہنے والے احمدی ہندوستان کے آزاد شہری ہیں ......تو پھر قادیان اور اہل قادیان کی حفاظت کے نام پر پاکستان میں ''دفتر حفاظت مرکز'' کیونکر......؟ وفد کے ممبران نے وضاحت کرتے ہوئے بتایا کہ در اصل ''دفتر حفاظت مرکز ربوہ'' قادیان میں بسنے والے درویش صفت احمدیوں کی خدمت اور ان کی دینی تربیت کے لئے قائم کیا گیا تھا اصل میں اہل قادیان ۳۱۳ نفر درویش ہیں اور ربوہ میں قائم دفتر دراصل دفتر خدمت درویشان ہے۔ اس طرح سرکاری اور جماعتی سطح پر ۳۱۳ جانثاروں کا نام درویش اور ربوہ والے دفتر کا نام دفتر خدمت درویشان نامزد و متعین ہوا۔ اور الہام:

''یہ نان تیرے اور تیرے ساتھ کے درویشوں کے لئے ہے''

سرکار بھارت اور جماعت احمدیہ نے اس کی سچائی کی تصدیق کی۔

قادیان میں موجودہ درویشان کرام:

۱۹۴۷ء کے آغاز میں قادیان اور مقامات مقدسہ کی خدمت وحفاظت کے لئے قادیان میں دس ہزار پھر پانچ ہزار جاں نثار موجود تھے جب ۳۱۳ نفوس کے قادیان میں رہنے کی بات چلی تو یہ سارے شیدائی بہ اجازت نظام پاکستان چلے گئے اور اب ماہ نومبر ۲۰۰۷ء میں اکیس زندہ قادیان میں موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی صحت اور عمر میں برکت دے۔

(۱) خورشید احمد پربھاکر لائلپوری (ٹوبہ) سابق مبلغ

(۲) مکرم مولوی فیض احمد صاحب فارغ التحصیل جامعۃ المبشرین

(۳) مکرم عبد الحمید مومن صاحب فارغ التحصیل جامعۃ المبشرین

(۴) مکرم گیانی عبد اللطیف صاحب فارغ التحصیل جامعۃ المبشرین

(۵) مکرم طیب علی بنگالی صاحب فارغ التحصیل جامعۃ المبشرین

(۶) مکرم بشیر احمد صاحب کالا افغاناں، ہندی بھوشن فارغ التحصیل جامعۃ المبشرین

(۷) مکرم محمد احمد صاحب کالا افغانہ فارغ التحصیل جامعۃ المبشرین

(۸) مکرم حکیم محمد ایوب بٹ صاحب سابق مبلغ

(۹) مکرم محمود احمد صاحب مبشر

(۱۰) مکرم منظور احمد صاحب چیمہ

(۱۱) مکرم حاجی مستری منظور احمد صاحب

(۱۲) مکرم غلام قادر صاحب

(۱۳) مکرم ڈاکٹر ملک بشیر احمد صاحب

(۱۴) مکرم محمد موسیٰ صاحب

(۱۵) مرزا محمد اقبال صاحب

(۱۶) مکرم خواجہ احمد حسین صاحب

(۱۷) مکرم چودھری محمود احمد صاحب عارف

(۱۸) مکرم مولوی عبد القادر صاحب دانش دہلوی

(۱۹) مکرم محمد صادق صاحب ننگلی

(۲۰) مکرم شیخ عبد القدیر صاحب

(۲۱) ان کے علاوہ مکرم مبارک علی صاحب درویش جو کینیڈا اور قادیان ہر دو جگہ مقیم رہتے ہیں۔

خاکسار نے ماہ مارچ ۲۰۰۸ء میں دعا کی غرض سے سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں ایک نظم بھیجی حضور پُرنُور نے فرمایا:

ماشاء اللہ عمدہ نظم ہے ......آپ نے اپنے جن ساتھی درویشوں کا ذکر کیا ہے اللہ ان کی عمر وصحت میں برکت دے اور سب کو اخلاص ووفا میں بڑھاتا رہے۔ اللہ آپ کے ساتھ ہو۔ (لندن ۲-۴-۰۸) احباب جماعت سے بھی زندہ درویشان کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

یاد رہے کہ ماہ نومبر ۱۹۴۷ء کے بالکل ابتداء میں قادیان ٹھہرنے کے سلسلہ میں ایک فارم پُر کروایا گیا تھا کہ: ''ہم احمدی......خدا تعالیٰ کو حاضر وناظر جان کر یہ عہد کرتے ہیں کہ ہم تا حکم ثانی قادیان چھوڑ کر نہیں جائیں گے۔''

اس عہد نامہ کا ذکر تاریخ احمدیت جلد ۱۰، صفحہ ۳۶۸ پر درج ہے۔

راہِ وفا میں مٹ گئے دنیا سے ناطہ توڑ کر
عہدِ درویشی نبھایا جاں جگر جی توڑ کر

ہر ایک درویش کا وجود جماعت احمدیہ کی عبوری عرصہ کی تاریخ کا ایک ورق ہے ہر ایک کے سینہ میں ایک لمبی تاریخی داستان محفوظ ہے۔

☆☆☆

خلافت احمدیہ کے احسانات احمدی مستورات پر

☆☆☆﴿مکرمہ بشریٰ پاشا صاحبہ، صدر لجنہ اماء اللہ بھارت﴾☆☆☆

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے وقت ملک وقوم پر مغربی اقوام اور مغربی تہذیب کی حکمرانی تھی اور لوگ اندھا دھند انکی تقلید میں مصروف تھے۔ آپؑ نے جب گمراہی کے ان عناصر کو دیکھا تو آپکو بے حد دکھ ہوا۔ یہ خدا تعالیٰ پر سچا اور مستحکم ایمان رکھنے کا ہی اثر تھا کہ آپؑ نے معاشرے میں پھیلی ہوئی برائیوں کو محسوس کیا اور جان لیا کہ عورت اور مرد زندگی کے دو پہیئے ہیں اگر ان میں ہم آہنگی نہ ہو اور انکا تعلیمی معیار ایک نہ ہو تو اس گاڑی کا توازن کیسے قائم رہ سکے گا اور ایک پڑھا لکھا مرد اور ایک ان پڑھ اور جاہل عورت مساوی بنیادوں پر کیسے کام کر سکتے ہیں اور تعلیمی فرق کی وجہ سے جو کسی معاشرے کا بنیادی عنصر ہے کس طرح اپنے بچوں کی صحیح تربیت کر سکتی ہیں جب کہ وہ اس قابل ہی نہیں ہیں کہ نئی نسل کو نئے علوم وفنون سے روشناس کرواسکیں۔ عورت کی حیثیت کو متعین کرتے ہوئے آپؑ نے عورت کی نزاکت کو مدنظر رکھتے ہوئے اسلامی تعلیم کے مطابق اسے پردے میں رکھنا ہی مناسب سمجھا۔ حضرت اقدسؑ نے عورتوں کے حقوق اور انکی عزت کو بحال کیا۔ آپؑ نے عورت کو تحفظ دینے کی تلقین کی اور اسے اسکا جائز مقام دلوایا۔ عورت کی حیثیت لونڈی کی سی تھی۔ مردوں کا عورتوں سے ظالمانہ سلوک نہایت قابل شرم تھا آپؑ نے فرمایا:

"اپنی بیویوں سے رفق اور نرمی سے پیش آویں وہ انکی کنیزیں نہیں ہیں۔ حقیقتِ نکاح مرد اور عورت کا باہم ایک معاہدہ ہے۔ پس کوشش کرو کہ اپنے معاہدے میں دغاباز نہ ٹھہرو"۔ (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۲۹)

آپؑ نے عورت کی تقدیر بدل کر رکھ دی۔ وہ عورت جو لونڈیوں کی طرح زندگی بسر کرتی تھی اسے تعلیم کے نور سے آراستہ کرنے کا حکم دے کر اسے عقل وشعور بخش دیا۔ اور وہ خدا تعالیٰ کی راہ میں تن من دھن قربان کرنے کو ہر دم تیار رہنے لگی۔ وہ بد رسوم اور توہمات سے نکل کر حقیقت پسند بن گئی۔ اور اس میں خود اعتمادی پیدا ہوگئی۔

آپؑ نے جہاں مردوں کو عورتوں کے حقوق ادا کرنے اور اچھا سلوک کرنے کی تلقین کی وہاں عورتوں کو بھی اپنے حقوق کی بجا آوری کا احساس دلایا۔ اور اسے بھی اپنے حقوق کی بجا آوری کے لئے نصیحت کی۔

آپؑ نے عورتوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

"خاوندوں سے وہ تقاضے مت کرو جو انکی حیثیت سے باہر ہوں۔ کوشش کرو کہ تم معصوم اور پاکدامن ہونے کی حالت میں قبروں میں داخل ہو۔ خدا کے فرائض نماز، زکوٰۃ وغیرہ میں سستی مت کرو، اپنے خاوندوں کی دل و جان سے مطیع رہو بہت سا حصہ انکی عزت کا تمھارے ہاتھ میں ہے۔ سو تم اپنی اس ذمہ داری کو ایسی عمدگی سے ادا کرو کہ خدا کے نزدیک صالحات قانتات میں گنی جاؤ اور اصراف نہ کرو اور خاوندوں کے مالوں کو بے جا طور پر خرچ نہ کرو، خیانت نہ کرو، چوری نہ کرو، ایک عورت دوسری عورت یا مرد پر بہتان نہ لگاوے"۔

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی زندگی میں ہی کثرت سے ایسی خواتین بیدار ہو چکی تھیں۔ جنہوں نے آپکی تقاریر سن کر کتب پڑھ کر اپنے دلوں میں علم وفضل کی شمعیں روشن کر لی تھیں۔ کثرت سے ایسی خواتین تھیں جنکا خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا ہو چکا تھا۔ اور احمدیت کی خاطر اپنی اولادوں کو وقف کیا اور احمدیت کی خاطر بڑی بڑی قربانیاں کیں۔ آپکی زندگی میں ہی احمدی خواتین کے اندر تربیت کا بیج بویا گیا اس بیج کی صرف آبیاری کرنے کی ضرورت تھی۔ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد خدائی وعدہ کے مطابق کہ:

"تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے ان سے اللہ تعالیٰ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا۔ جیسا کہ اس نے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا۔ اور انکے لئے انکے دین کو جو اس نے انکے لئے پسند کیا ضرور تمکنت عطا کرے گا۔ اور انکی خوف کی حالت کے بعد ضرور انہیں امن کی حالت میں بدل دیگا۔ وہ میری عبادت کرینگے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور جو اسکے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں"۔

(ترجمہ سورۃ النور آیت ۵۶)

اور اب اس بیج کی آبیاری خلافت احمدیہ کے ذریعہ جاری وساری ہے۔

خلافت اولیٰ کے احسانات:

اللہ تعالیٰ کے اس وعدے کے مطابق جماعت احمدیہ میں خلافت کا بابرکت آسمانی نظام جاری ہوا۔ جماعت کے مرد اور عورتیں حضرت مولانا حکیم محمد نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح اولؓ کے ہاتھ پر جمع ہوگئے۔ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی طرح حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کے دل میں بھی اس کمزور طبقہ کے لئے بہت درد تھا۔ اور اسکی ترقی کی بہت فکر رہتی تھی۔ اور آپکی بہت کوشش رہتی تھی

کہ عورتیں دین سے واقف ہوں۔ آپ مردوں کے علاوہ عورتوں میں بھی قرآن مجید اور احادیث کا درس دیتے اپنے خطابات اور تقاریر میں بھی مردوں کو عورتوں کے حقوق دینے اور ان سے حسن سلوک کرنے کے وعظ فرماتے اور عورتوں کو دین سیکھنے اور اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنے کی تلقین فرماتے۔ آپکے زمانہ میں مدرسۃ البنات جو عورتوں کی تعلیم و تربیت کے لئے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے ارشاد سے جاری ہوا تھا ۱۹۰۹ء میں باقائدہ مدرسہ کی صورت اختیار کر گیا۔ آپکے زمانہ میں ۱۹۱۲ء میں مکرم یعقوب علی صاحب عرفانی ایڈیٹر "الحکم" نے احمدی عورتوں کی ذہنی جلا اور تعلیم و تربیت کے لئے رسالہ "احمدی خاتون" جاری کیا۔ آپکے زمانہ میں احمدی مستورات ایک حد تک بیدار ہونا شروع ہو گئی تھیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے اپنے آخری وصیت میں اپنے جانشین کے متعلق جو وصیت فرمائی اس میں یہ بھی شامل تھا کہ:

"قرآن وحدیث کا درس جاری رہے۔"

آپکی اس وصیت کو کہ میرا جانشین عورتوں میں بھی درس قرآن کو جاری رکھے آپکی بیٹی سیدہ امۃ الحیٔ بیگم صاحبہؓ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ تک پہنچایا۔ آپکے اس ارشاد سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپکو صنف نازک کی تربیت کا کس قدر خیال تھا۔

خلافت ثانیہ کے احسانات:

آپکی وفات کے بعد ۱۴ مارچ ۱۹۱۴ء کو حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا دور امامت شروع ہوا۔ آپؓ نے بھی عورتوں کی تعلیمی ضرورت، تربیت اور اصلاح کی کمی کو شدت سے محسوس کیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا دور مبارک جو نصف صدی سے بھی زیادہ عرصہ تک جاری رہا۔ آپؓ نے ہم عورتوں پر عظیم الشان احسان فرمائے۔ آپکا وجود احمدی مستورات کے لئے سراپا رحمت تھا سراپا شفقت تھا۔ احمدی مستورات کی ترقی کا سہرا آپکے سر ہی ہے۔ آپؓ نے عورتوں کو منظم کیا ان میں کام کرنے کا جذبہ پیدا کرنے، قومی ذمہ داریوں کا احساس دلانے، ان میں جماعت اور اسلام کی خاطر قربانی کا جذبہ مزید اجاگر کرنے کی کوشش کی۔ آپؓ نے عورتوں کو یہ احساس دلایا کہ وہ مردوں سے قربانیوں میں کسی طرح بھی پیچھے نہیں۔ آپکی دوربین نگاہ نے احمدیت کی ترقی کے لئے ضروری سمجھا کہ عورتوں کی تعلیم وتربیت کی طرف توجہ کی جائے تاکہ وہ جماعت کے نظام کا ایک کارآمد حصہ بن سکیں۔ آپؓ نے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کی وصیت کے مطابق عورتوں میں درس القرآن اور درس الحدیث شروع فرمایا۔ آپ احمدی خواتین کو بے شعور سے باشعور اور باشعور سے عقلمند بنانا چاہتے تھے۔ آپؓ نے اس امر پر بڑا زور دیا کہ کوئی عورت ایسی نہ رہے جو لکھنا پڑھنا نہ جانتی ہو۔ آپؓ نے کوئی بات نہیں چھوڑی ہر معاملہ میں ہماری راہ نمائی کی۔

۱۲ اکتوبر ۱۹۱۷ء کے خطاب میں آپؓ نے مستورات کو مخاطب کر کے فرمایا کہ:

"پس سب سے ضروری بات یہ ہے کہ عورتیں مذہب سے واقف ہوں۔ مذہب سے انکا تعلق ہو۔ مذہب سے انہیں محبت ہو مذہب سے انہیں پیار ہو۔ جب ان میں یہ بات پیدا ہو جائے گی تو وہ خود بخود اس پر عمل کریں گی۔ اور دوسری عورتوں کے لئے نمونہ بن کر دکھائیں گی۔ اور ان میں اشاعت اسلام کا ذریعہ بنیں گی"۔

حضورؓ نے عورتوں کے اس خیال کو رد فرمایا کہ ہم عورتیں ہیں دین کی کیا خدمت کرسکتی ہیں۔ آپؓ نے واضح فرمایا کہ مستورات دین کے کاموں میں چندہ دینے میں، مستورات میں تبلیغ کرنے میں، دعائیں کرنے اور تقویٰ حاصل کرنے میں مردوں سے پیچھے نہیں ہیں۔

آپؓ کا سب سے بڑا احسان جو قیامت تک نہیں بھلایا جاسکتا جو لجنہ اماء اللہ کی انجمن کا قیام ہے۔ آپؓ نے لجنہ اماء اللہ کے بنیادی مقاصد بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ:

"ہماری پیدائش کی جو غرض وغایت ہے اسکو پورا کرنے کے لئے عورتوں کی کوشش کی بھی اسطرح ضرورت ہے جس طرح مردوں کی ہے۔ جہاں تک میرا خیال ہے عورتوں میں اسکا اب تک احساس پیدا نہیں ہوا۔ کہ اسلام ہم سے کیا چاہتا ہے۔ ہماری زندگی کس طرح صرف ہونی چاہئے جس سے ہم اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرکے مرنے کے بعد اُس دنیا میں اللہ کے فضلوں کے وارث ہوسکیں"۔

ایک موقعہ پر آپؓ نے عورتوں کو انکی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ:

"آج میں اسی بات پر بیان کرونگا کہ عورتیں اپنے ایمان کے متعلق یہ یاد رکھیں کہ انکا تعلق خدا تعالیٰ کے ساتھ علیحدہ ہے......... یاد رکھو کوئی دین ترقی نہیں کرسکتا جب کہ عورتیں ترقی نہ کریں پس اسلام کی ترقی کے لئے ضروری ہے کہ تم بھی ترقی کرو۔ عورتیں کمرہ کی چار دیواروں میں سے دو دیواریں ہیں۔ اگر کمرہ کی دو دیواریں گر جائیں تو کیا اس کمرہ کی چھت ٹھہر سکتی ہے۔ نہیں ہرگز نہیں۔ پس عورتوں کو کئی اہمیتیں حاصل ہیں......... جب تک تم ترقی نہ کرو دین کامیاب نہیں ہوسکتا۔ ہماری قربانیاں 25 سال تک رہیں گی مگر اگر تم اپنی ذمہ داریوں کو سمجھو تو قیامت تک اس ترقی کو قائم رکھ سکتی ہو کیونکہ آئندہ نسلوں کو سکھانے والی تم ہی ہو"۔ (خطاب جلسہ سالانہ ۱۹۲۲ء)

حضور کی طرف سے کی جانے والی تمام تحریکات چاہے وہ مالی ہوں یا جانی تحریکات ہوں اپنے خاوندوں اور بچوں کو وقف کرنے کی تحریکات ہوں احمدی خواتین نے تمام تحریکات میں والہانہ طور پر لبیک کہتے ہوئے اپنے عمل سے یہ ثابت کر دیا کہ احمدی خواتین مردوں سے کسی میدان میں بھی پیچھے نہیں۔

عورتوں کے حقوق کا مسئلہ حضرت مصلح موعودؓ ہر وقت پیش نظر رکھتے تھے۔ کوئی موقعہ حضورؓ ایسا نہ جانے دیتے تھے جہاں عورتوں کو انکے حقوق دلائے جانے کا سوال ہو اور آپؓ نے نہایت واضح الفاظ میں اسکی تلقین نہ کی ہو۔ آپ اس بات پر یقین کامل رکھتے تھے کہ جب تک عورتوں کو پورے طور پر انکے وہ حقوق جو اسلام

نے انکو دئے ہیں نہ دئے جائیں اور ان سے وہ سلوک روا نہ رکھا جائے جسکا ارشاد حضرت محمد مصطفے ﷺ نے فرمایا ہے، عورتیں قومی ترقی میں صحیح طور پر جدو جہد نہ کر سکیں گی اور ان سے پورے طور پر فائدہ اٹھانا ناممکن ہوگا۔

حضرت مصلح موعودؓ نے اپنے خطابات میں احمدی مستورات کو اسلامی احکامات پر عمل کرتے ہوئے پردہ میں رہنے کا حکم دیا۔ آپؓ نے فرمایا کہ اگر کہیں اس عمل میں کمزوری پائی جاتی ہو تو اسکو دور کرنے کی کوشش کریں۔ آپؓ نے عورتوں کو خصوصاً اور مردوں کو عموماً اس طرف توجہ دلائی۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ:

"جو لوگ محض اپنی دنیوی ترقی اور اعلیٰ طبقہ میں اپنے جھوٹے وقار کو قائم رکھنے کے خیال سے اپنے گھروں میں بے پردگی کو رواج دے رہے ہیں وہ یقیناً ایسے عمل سے کوئی اچھا نمونہ پیش نہیں کر رہے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ فوجی افسروں کے طبقہ میں خصوصاً بے پردگی کا رجحان بڑھ رہا ہے۔ ایک دن ایک عورت آتی ہے اور وہ پردے کی پابند ہوتی ہے لیکن دوسرے دن اچانک پردہ غائب ہو جاتا ہے اور پوچھنے پر بتایا جاتا ہے کہ خاوند کے عہدہ میں ترقی کا سوال درپیش تھا اس لئے پردہ چھوڑ دیا گیا۔ حالانکہ بیوی کی بھیک سے ترقی کی کوشش نہایت ذلیل بات ہے"۔

(خطاب بر موقعہ جلسہ سالانہ دسمبر ۱۹۵۴ء)

احمدی مستورات کا ذرہ ذرہ آپکے ان احسانات کا ممنون و مشکور ہے جو آپ نے طبقہ نسواں پر فرمائے۔ حضور کی توجہ خاص نے ہمارے روحانی مقام کو اتنا بلند کر دیا کہ یہ نوشتہ تقدیر بن گیا کہ عورتوں کی اصلاح کے بغیر قوموں کی اصلاح ممکن نہیں۔

بہر اعلائے دین مصطفوی
وقف پیری تیرا شباب تیرا
دے خدا اجر بے حساب تجھے
ہم پہ احساں ہے بے حساب تیرا

خلافت ثالثہ کے احسانات:

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ اپنے سترہ (17) سالہ دور خلافت میں احمدی مستورات کو مزید بیدار کر کے ترقی کی راہ پر گامزن ہونے کی خاطر اپنے خطبات اور خطابات کے ذریعہ انکے فرائض سے آگاہ کرتے رہے تا کہ احمدی مستورات اپنے مقام کو پہچانتے ہوئے اپنی کوشش اور قربانیوں کے ذریعہ رضائے الٰہی حاصل کریں۔ آنحضرت ﷺ کی حکومت کو ساری دنیا میں قائم کریں۔ اپنے گھروں میں اپنے ماحول میں اتفاق اور اتحاد قائم رکھنے کے لئے ہر طرح کی قربانیاں دیں۔ اپنے نمونے قرآن مجید کی تعلیم کے مطابق بنائیں۔ خود قرآن مجید سیکھیں دوسروں کو سکھائیں۔ قرآنی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے بد رسومات اور بدعات سے پرہیز کریں۔

رسومات کے متعلق اسلامی تعلیم سے آگاہ کرتے ہوئے آپؒ نے فرمایا کہ:

"میں بڑی تاکید کے ساتھ آپ میں سے ہر ایک کو کہتا ہوں کہ جیسا کہ خدا تعالیٰ نے تعلیمی لحاظ سے قرآن کریم کے اس اعلان کے ذریعہ ان رسومات کو یک قلم ہٹا دیا ہے آپ اپنے گھروں اور اپنی زندگیوں سے ان رسومات اور بدعات کو یکسر اور یک قلم ہٹا دیں اور دنیا اور دنیا داروں کی پرواہ نہ کریں۔ اور اپنے رب کی رضا کی پرواہ کریں........ تمھاری زندگیوں میں کوئی اسراف نہیں ہونا چاہئے تمھاری زندگیوں میں کوئی رسم نہیں ہونی چاہئے۔ خدا کے بتائے ہوئے طریق کے علاوہ ہماری عزت کے لئے کوئی راہ نہیں۔ دنیا نے جن مقامات کو عزت کی نگاہ سے دیکھنا ہے انسے ہمیں کوئی دلچسپی نہیں اور نہ کوئی سروکار ہے۔ یہ ذہنیت اپنے اندر پیدا کرو خدا کے فضلوں کی زیادہ سے زیادہ وارث ہوتی چلی جاؤ۔ (خطاب بر موقعہ سالانہ اجتماع ۱۹۶۶ء)

آنحضرت ﷺ کی ایک حدیث ہے کہ:

"ماؤں کے قدموں تلے جنت ہے"۔

احمدی مستورات کس طرح اس جنت کی وارث بن سکتی ہیں اس کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں کہ:

"اے امت مسلمہ کی مستورات! اگر تم اس دنیا میں جنت کا حصول چاہتی ہو تو اپنی نسلوں کو خدا سے سچا پیار کرنے والی بناؤ۔ جو قوتیں خدا نے دی ہیں انکا صحیح استعمال کرو۔ مائیں اپنی عقلوں سے کام لیں اور اپنے بچوں کو جہنم کی آگ سے بچانے کے لئے انتہائی کوشش کریں قرآن کریم کو خود پڑھیں اور اپنے بچوں کو اس پر عمل کروائیں۔ ایک وہ وقت تھا جب دشمن تلوار اور تیر کمان سے اسلام کو مٹانا چاہتا تھا مسلمان بچے آٹھ آٹھ نو نو سال کے اپنے بھائی کے سر پر سیب رکھ کر تیر سے سیب اڑا دیا کرتے تھے جس وقت اسلام کے دفاع کے لئے تیر اور کمان کی جنگ تھی انہوں نے تلوار اور تیر میں مہارت حاصل کی۔ آج صحیح طور پر اسلام پر قائم ہو کر اسلام کے نور سے اپنے ذہنوں کو منور کر کے اپنے دل میں اپنی نسلوں کے دل میں ایثار کا جذبہ پیدا کر کے آج اپنے خدا کے لئے اور محمد ﷺ کے لئے ہر چیز قربان کرنے کی تڑپ اپنی زندگی میں پیدا کر کے اپنی زندگیوں کو وقف کر کے ہم نے دنیا کا مقابلہ کرنا ہے۔ جب تک آپ اور آپکی نسلیں اس مقام تک نہ پہنچ سکیں جن کا وعدہ خدا تعالیٰ نے دیا ہے اس وقت تک آپ اس جنت کو نہیں پاسکتیں جو صالحات، قانتات، مسلمات سے قرآن کریم میں کیا گیا ہے۔ اس لئے آج احمدی عورت ماں، بہن، بیوی کی ذمہ داری ہے کہ نوجوان نسل کی تربیت اپنے سے بھی زیادہ دعاؤں اور تدبیر سے کرے۔

(خطاب ۱۵ اکتوبر ۱۹۸۰ء)

خلافت رابعہ کے احسانات:

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی وفات کے بعد جماعت احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے تابناک دور خلافت میں داخل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت

اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء احمدیت کی نگرانی میں احمدی مستورات دن بدن مستعد ہوتی چلی گئیں۔ صرف جاگیں ہی نہیں بلکہ بڑے عزائم کے ساتھ جاگیں دین کی محبت میں اضافہ ہوا یہ ارادہ اور عزم لے کر اٹھیں کہ نیکی کے کاموں میں ہم کسی طرح مردوں سے پیچھے نہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو خلافت سے بہت پہلے ایک رویاء میں خبر دی گئی تھی کہ آپ کو لجنہ اماء اللہ کی خاص خدمت کرنے اور ان پر غیر معمولی احسانات کی توفیق عطا ہوگی۔ چنانچہ آپکے زمانہ خلافت میں یہ خبر بڑی شان سے پوری ہوئی۔ حضورؒ نے اپنے رویاء کی یہ تعبیر کی کہ:

"میرے دور میں اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ لجنہ جماعتی خدمات میں بہت ہی مستعد ہوگی اور بہت قوت کے ساتھ میری مدد کریگی....انشاء اللہ

میری ہر تحریک پر لجنہ اماء اللہ بڑی قوت کے ساتھ عمل کرے گی اور اسکی طاقت کے زور سے دنیا تک اسلام کا پیغام پہنچے گا"۔

۱۹۸۹ء میں حضورؒ نے سب ذیلی تنظیموں کو براہ راست اپنے تحت کرنے کا اعلان فرمایا جسکی وجہ سے تنظیموں میں ایک نئی جان پڑ گئی۔

حضورؒ کے احمدی مستورات پر عظیم الشان احسانات ہیں۔ خلافت پر متمکن ہونے کے بعد آپنے اپنے پہلے خطاب میں احمدی خواتین کو حقیقی اسلامی پردے کی تلقین فرمائی جسکے نتیجہ میں حیرت انگیز طور پر عمل درآمد ہوا وہ خواتین جو مغربی تہذیب سے متاثر ہو کر برقعہ اتار کر چادر کا پردہ شروع کر چکی تھیں اس آواز پر بڑی تیزی سے اپنے مقام کی طرف مڑیں چادر کا پردہ اتار کر برقعہ کا پردہ شروع کیا۔

تحریک جدید دفتر سوم کی ذمہ داری آپؒ نے لجنہ کے سپرد کرتے ہوئے فرمایا کہ ہمارا تجربہ ہے کہ جب یہ کسی کام کو اپنے ہاتھوں میں لیتی ہیں تو انکی پوری کوشش یہ ہوتی ہے کہ مردوں کو پیچھے چھوڑ دیا جائے۔ اور فاستبقوا الخیرات کا یہ حسین نظارہ سامنے آتا ہے۔

۶ جولائی ۱۹۹۱ء کے خطاب میں آپؒ نے فرمایا کہ:

"حضرت مصلح موعودؓ کے دور میں جب بھی حضرت مصلح موعودؓ نے ایسی تحریک کی جس میں لجنہ کو خاص طور پر مخاطب کر کے ان پر ذمہ داری ڈالی تو اس تحریک کے جواب میں انہوں نے بہت جلد لبیک کہا اور مردوں کے مقابلہ میں بہت تیزی کے ساتھ ان فرائض کو پورا کیا جو انکے ذمہ لگائے گئے تھے۔ اس طرح اب بھی میں دیکھتا ہوں کہ چونکہ اب ہر ملک کی صدر لجنہ براہ راست مجھ سے متعلق ہو چکی ہے بیچ میں کوئی واسطہ نہیں رہا جب بھی کوئی ہدایت لجنہ کو دی جاتی ہے تو بلا تاخیر انکی طرف سے خدا کے فضل کے ساتھ لبیک کہتے ہوئے عمل ہوتا ہے۔"

اس زمانہ میں اسلام پر جو اعتراضات ہوتے ہیں ان میں سب سے بڑا اعتراض یہ ہے کہ اسلام نے عورتوں کو نیک کاموں سے محروم کر دیا ہے۔ ترقی کی راہیں ان پر بند کر دی ہیں۔ عورتوں کو انکے حقوق اسلامی تعلیم پر رہتے ہوئے نہیں مل سکتے۔ مسلمان عورتیں کسی میدان میں بھی مردوں کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔ ان اعتراضات کے حل کے لئے آپؒ نے احمدی مستورات کو مخاطب کر کے فرمایا کہ:

"اس زمانے کا تقاضہ یہ ہے کہ عورتیں زیادہ تیز رفتاری سے آگے آئیں کیونکہ کثرت سے اسلام پر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ اسلام نے اپنی عورتوں کو دبا کے رکھا ہوا ہے اور ایسی قید و بند کا پابند کر دیا ہے کہ دنیا کے کسی کام کی اہل نہیں رہیں اس اعتراض کے نظریاتی جواب ہم دیتے رہتے ہیں......لیکن اسکا اصل جواب احمدی عورتوں کا عمل کے میدان میں آگے بڑھنا ہے اور وہ اس قوت اور زور کے ساتھ آگے بڑھیں کہ اہل دنیا کے اسلام کے خلاف اعتراضات کو جھٹلانے کے لئے انکا عمل کافی ثابت ہو جائے اور اس ارادے کے ساتھ آگے آئیں اور آج محض باتوں کا وقت نہیں رہا بلکہ دنیا نمونے تلاش کرتی ہے اور آج احمدی عورت کا فرض ہے کہ دنیا پر یہ ثابت کرے کہ ہم اسلامی پردے کی حدود میں رہتے ہوئے بھی تمام نیک کاموں میں آگے بڑھنے سے کسی پہلو سے بھی محروم نہیں کی گئیں اور یہ بھی ثابت کریں کہ ہمارا معاشرہ زیادہ امن کا معاشرہ ہے زیادہ عزت کا معاشرہ ہے زیادہ طمانیت قلب کا معاشرہ ہے۔ ابھی ہمیں ان امور میں بہت سے سفر طے کرنے ہیں۔ بہت سے قدم آگے بڑھانے ہیں اور میرے ذہن میں ایک پروگرام ہے جس کے تحت میں چاہتا ہوں کہ احمدی عورت ان سارے کھوئے ہوئے میدانوں کو دوبارہ حاصل کر لے جن میدانوں کو حاصل کئے بغیر اسلام کو دنیا پر فتح نصیب نہیں ہو سکتی۔

(خطاب بر موقعہ سالانہ اجتماع لجنہ اماء اللہ ربوہ ۲۲ اکتوبر ۱۹۸۳ء)

حضور نے ۱۹۸۶ء تا ۱۹۸۸ء U.K. اور جرمنی کے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر مستورات سے خطاب میں اسلام سے پہلے عورت کی کیا حیثیت تھی کس طرح اسکو ورثہ میں تقسیم کیا جاتا تھا اور عورتوں پر قسما قسم کے ہولناک مظالم ڈھائے جاتے تھے دوسرے مذاہب والوں نے عورتوں سے کس طرح ظالمانہ سلوک روا رکھا اسکے حقوق غصب کئے اسکے بالمقابل اسلام نے عورت کے حقوق کی کس طرح حفاظت کی، تفصیل سے روشنی ڈال کر احمدی مسلمان عورت کی عظمت کو قائم کیا۔

حضورؒ نے احمدی خواتین کی سو سالہ خاموش قربانیوں کی دلگداز داستان کا تذکرہ U.K. اور جرمنی کے جلسہ سالانہ ۱۹۹۳ء تا ۱۹۹۴ء کے موقعہ پر مستورات سے خطابات میں کر کے تاریخ احمدیت میں انہیں زندہ جاوید بنا دیا آپؒ نے فرمایا کہ:

"بہت سی ایسی خواتین ہیں جنکی خاموش قربانیاں گو تاریخ میں دفن ہو گئیں لیکن وہ زندہ جاوید ہیں انکی ایک

ایک دن کی دردناک داستان اس قابل ہے کہ اسے ہمیشہ زندہ رکھا جائے اور ہمیشہ آنے والی نسلوں کو اسکو سنایا جائے کیونکہ کوئی قوم دنیا میں عظیم الشان قربانیاں پیش نہیں کرسکتی جب تک اس قوم کی خواتین اپنے مردوں کے ساتھ نہ ہوں جب تک مردوں کو یہ یقین نہ ہو کہ ہماری خواتین اپنے دل اور اپنی جان اور اپنی عزت اور اپنے احترام کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اپنا سب کچھ اس خدمت میں جھونک دینے کے لئے تیار بیٹھی ہیں جس خدمت پر ہم مامور دکھائی دے رہے ہیں اور وہ دکھائی نہیں دیتیں تب تک مرد پورے حوصلے اور عزم اور صبر اور استقلال کے ساتھ وہ قربانیاں پیش نہیں کر سکتے"۔

(خطاب بر موقعہ جلسہ سالانہ برطانیہ یکم اگست ۱۹۹۲ء)

حضورؒ نے احمدی خواتین کو اپنے گھروں کی تعمیر نو کی طرف توجہ دلائی تا کہ احمدی خواتین اپنی کمزوریاں دور کر کے رحمی رشتوں کا احترام کرتے ہوئے اپنے گھروں کو اسلامی تعلیم کا گہوارہ بنائیں آپؒ نے اپنے ایک پیغام میں احمدی خواتین کو مخاطب کر کے فرمایا کہ:

"پس اگر آپ نے دنیا میں امن قائم کرنا ہے تو احمدی خواتین کا فرض ہے خواہ وہ مشرق میں بسنے والی ہوں یا مغرب میں بسنے والی ہوں کہ اپنے گھروں کو سچے اسلامی گھروں کا ماڈل بنائیں تا کہ جب باہر سے آنے والے انکو دیکھیں تو انکو پتہ لگے کہ انہوں نے کیا حاصل کیا ہے پس آج کا بہت ہی اہم پیغام یہی ہے کہ آپ گھروں کی تعمیر نو کی کوشش کریں۔ اپنے گھروں کو جنت نشان بنائیں اپنے تعلقات میں انکسار اور محبت پیدا کریں ہر اس بات سے احتراز کریں جسکے نتیجہ میں نفرتیں پیدا ہوتی ہوں۔ آج دنیا کو سب سے زیادہ گھر کی ضرورت ہے اسکو یاد رکھیں اور اگر یہ گھر احمدیوں نے دنیا کو مہیا نہ کیا تو دنیا کا کوئی معاشرہ بنی نوع انسان کو گھر مہیا نہیں کر سکتا۔ اللہ ہمیں اسکی توفیق عطا فرمائے"۔

(خطاب بر موقعہ جلسہ سالانہ برطانیہ مستورات ۲۸ جولائی ۱۹۹۰ء)

۱۹۹۳ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے بین الاقوامی لجنہ اماء اللہ کو ایک خصوصی پیغام دیا کہ دیوانگی کی حد تک پہنچی ہوئی مادہ پرستی کی دوڑ جو اس وقت لگی ہوئی ہے وہ اور امن عالم ایک ساتھ نہیں رہ سکتے اسکو روکا جائے اور دنیا کو اپنے خالق حقیقی کی طرف لایا جائے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے متبعین کی حیثیت سے یہ کام ہمارے سپرد کیا گیا ہے۔ حضور کے اس ارشاد کے بعد ساری دنیا کی لجنات نے اس آواز پر لبیک کہتے ہوئے اس میدان میں جوش و جذبہ کے ساتھ کام شروع کیا جسکے نتیجہ میں لکھوکھا افراد کو حلقہ بگوش اسلام ہونے و احمدیت قبول کرنے کی توفیق عطا ہوئی۔ الحمد للہ۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا احمدی مستورات پر ایک عظیم احسان مریم شادی فنڈ ہے۔ اس فنڈ کی بنیاد آپؒ نے اپنی وفات سے دو ماہ قبل رکھی۔ ایسی بے سہارا بچیوں کو جینے کا سہارا دیا جو سسرال میں نہ صرف اس وجہ سے تنگ کی جاتی ہیں کہ وہ جہیز میں اپنے ساتھ کچھ نہیں لائیں۔ آپؒ نے غریب گھرانوں کی لڑکیوں کی عزت نفس قائم فرمائی آپ نے فرمایا کہ:

"جنکی بیٹیاں بیاہنے والی ہیں اور انہیں مدد کی ضرورت ہے حسب توفیق میں اپنے طرف سے بھی کچھ انکو پیش کرتا ہوں وہ بے تکلفی سے مجھے لکھیں انکا مناسب گزارہ ہو جائے گا اور جہیز کی رسم کسی حد تک پوری ہو جائے گی اگر میرے اندر اتنی توفیق نہ ہو اللہ تعالیٰ کے فضل سے خدا تعالیٰ کی جماعت غریب نہیں ہے انشاء اللہ جماعت کے کسی فنڈ سے انکی مدد کی جائے گی"۔

آپ نے اس فنڈ کا نام ''مریم شادی فنڈ'' رکھا اور فرمایا کہ:

"امید ہے کہ اب یہ فنڈ کبھی ختم نہیں ہوگا اور ہمیشہ غریب بچیوں کو عزت کے ساتھ رخصت کیا جا سکے گا"

حضور کی اس تحریک پر ایک کروڑ ساڑھے تین لاکھ روپے سے زائد رقم جمع ہو گئی اور متعدد احمدی خواتین نے اس فنڈ میں دل کھول کر بیش قیمتی زیورات پیش کئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے سینکڑوں غریب اور مستحق بچیوں کی رخصتی پر اس فنڈ سے مالی مدد کی گئی اور یہ سلسلہ جاری ہے اور اللہ کے فضل سے ہمیشہ جاری رہیگا اور غریب اور نادار بچیاں ہمیشہ حضور کے احسان سے فیض پاتی رہیں گی۔ انشاء اللہ۔

اللہ تعالیٰ اس بابرکت اور پاک وجود پر بے شمار رحمتیں نازل فرماتا چلا جائے۔ احمدی مستورات آپکے عظیم احسانات کو یاد رکھتے ہوئے اپنی زندگیوں کو آپکے بتائے ہوئے اصولوں کے مطابق گزارنے والیاں ہوں اور دونوں جہان کی حسنات کی وارث بنیں۔ آمین۔

خلافت خامسہ کے احسانات:

الحمد للہ جماعت احمدیہ خلافت کے پانچویں مظہر کے اولوالعزم دور میں سے گزر رہی ہے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کو ہر لحظہ جماعت کے مرد و زن کی تربیت کی فکر ہے۔ آپکا ہر خطبہ اور خطاب اپنے اندر انتہائی تربیتی مضامین سمیٹے ہوئے ہے۔ یہ آپکے عظیم احسانات ہیں جہاں آپ جماعت کے مردوں کو انکی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلا رہے ہیں وہاں مستورات کو بھی انکی ذمہ داریوں سے آگاہ کر رہے ہیں۔ اپنے خطابات میں کہیں آپ عہدیداران کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلا رہے ہیں بچوں کی صحیح تربیت نمازوں کی پابندی پر زور دے رہے ہیں، اسلام میں عورت کا مقام اور ان سے وابستہ عظیم توقعات کا ذکر کرتے ہوئے احمدی خواتین کو نصائح کر رہے ہیں۔ کہیں خیر کم خیر کم لاھلہ کی حسین تعلیم سے روشناس کروا رہے ہیں۔ کہیں عاجزی مسکینی، خوش خلقی اپنانے کی طرف توجہ دلا رہے ہیں۔ کہیں عبادات اور دعاؤں کی اہمیت اور مالی قربانی پر زور دے رہے ہیں خلافت سے محبت اور وفا کا تعلق قائم رکھنے کی طرف توجہ فرما رہے ہیں، کہیں امن اور بھائی چارے کی اسلامی تعلیم سے

روشناس کرا رہے ہیں کہیں معاشرتی برائیاں بدظنی، جھوٹ، غیبت اور چغلی جیسی انتہائی خطرناک روحانی بیماریوں کو چھوڑنے کے بارے میں پرحکمت نصائح فرما رہے ہیں۔ کہیں شرک سے اجتناب اور ترک رسوم کی طرف توجہ کروا رہے ہیں کہیں پردے جیسی حسین اسلامی تعلیم معاشرے کے اندر قائم کرنے کی پُر زور تحریک کر رہے ہیں۔ تاکہ احمدی خواتین ان تمام ہدایات اور نصائح پر عمل کر کے اپنی اورلاد کے لئے نمونہ بنیں۔ صحیح اسلامی معاشرہ دنیا کے سامنے پیش کریں جس معاشرے کی دنیا کو ضرورت ہے۔

حضوانور ایدہ اللہ تعالیٰ احمدی خواتین کو اپنے خطاب ۳ جولائی ۲۰۰۴ء میں جلسہ سالانہ کینیڈا کے موقعہ پر اپنی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے وابستگی کی وجہ سے آپ پر کچھ ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں آپکی گودوں سے احمدیت کی نسل نے نکل کر دنیا میں پھیلنا ہے اور پھیل رہی ہے اس لئے آپ لوگوں کو اس عہد کی وجہ سے جو آپنے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس زمانے کے امام سے کیا ہے۔ نئی نسل کی تربیت کے لئے اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنی ہونگی۔ اپنے اندر روحانی انقلاب پیدا کرنے ہونگے۔ اپنا ایک مطمح نظر بنانا ہوگا۔ ایک مقصد بنانا ہوگا۔ اور ایک سچے احمدی کا مقصد یہی ہے کہ نیکیوں میں آگے بڑھو اور نیکیوں میں آگے بڑھنے کے لئے آپ کو اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنا ہوگا اسکی بتائی ہوئی تعلیم کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالنا ہوگا اس دنیا کی چکا چوند اور معاشرے کی برائیوں سے اپنے آپ کو بچانا ہوگا۔ اور نہ صرف اپنے آپکو بچانا ہے بلکہ جماعت احمدیہ کی امانتیں یعنی وہ بچے اور وہ نسلیں جو آپکی گودوں میں پل رہے ہیں ان کو بھی بچانا ہوگا"۔

حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ یوکے یکم اگست ۲۰۰۴ء کے موقعہ پر نظام وصیت میں شامل ہونے کے لئے جہاں مردوں کو توجہ دلائی وہاں مستورات کو بھی اس نظام میں بڑھ چڑھ کر شامل ہونے نیز اپنے خاندانوں اور بچوں کو بھی اس نظام میں شامل کرنے کی ذمہ داری احمدی خواتین پر ڈالی۔ آپ نے فرمایا:

" احمدی جوان بھی اور احمدی خواتین بھی اس میں بھرپور کوشش کریں اسکے ساتھ ساتھ عورتوں کو خاص طور پر میں کہہ رہا ہوں کہ اپنے خاوندوں اور اپنے بچوں کو بھی اس عظیم انقلابی نظام میں شامل کرنے کی کوشش کریں اس زمانے میں اگر کوئی انقلابی نظام ہے جو دنیا کی تسکین کا باعث بن سکتا ہے جو انسانیت کی خدمت کرنے کا دعویٰ حقیقت میں کر سکتا ہے تو وہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کا پیش کردہ نظام وصیت ہی ہے "۔

آپکی اس تحریک پر لبیک کہتے ہوئے احمدی خواتین اس بابرکت آسمانی نظام میں خود بھی اور اپنے خاوندوں اور بچوں کو بھی منسلک کر رہی ہیں۔ الحمدللہ۔

جلسہ سالانہ ماریشس ۲۰۰۵ء کے موقعہ پر آپ احمدی مستورات کو اسلامی تعلیم کے مطابق پردے کو اپنانے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

" قرآن کریم کے حکموں میں سے ایک حکم عورت کی حیا اور اسکا پردہ کرنا بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تمھاری زینت نامحرموں پر ظاہر نہ ہو...... جب باہر نکلو تو تمھارا سر اور چہرہ ڈھکا ہوا ہونا چاہئے اور تمھارا لباس حیادار ہونا چاہئے...... پھر ٹیلی ویژن وغیرہ کے ذریعہ بعض برائیاں اور ننگ اور بے حیائیاں گھروں کے اندر داخل ہوگئی ہیں ایک احمدی ماں اور ایک احمدی بچی کا پہلے سے زیادہ فرض بنتا ہے کہ اپنے آپکو بچائے فیشن میں اتنا آگے نہ بڑھیں کہ اپنا مقام بھول جائیں...... احمدی خواتین کو خاص طور پر احمدی بچیوں کو اور وہ بچیاں جو کالجوں اور یونیورسٹیوں میں پڑھ رہی ہیں اپنی انفرادیت قائم رکھنی ہے...... روشن خیالی کے نام پر احمدی بچیوں کی حالت ایسی نہ ہو کہ ایک احمدی اور غیر احمدی میں فرق نظر ہی نہ آئے۔ پس یہ احمدی ماؤں کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے بچوں کی نگرانی کریں انہیں پیار سے سمجھاتی رہیں۔ اور بچپن ہی سے ان میں یہ احساس پیدا کریں کہ تم احمدی بچی اور بچہ ہو جس کام اس زمانے میں برائی کے خلاف جہاد کرنا ہے"۔

اس مضمون کے آخر میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا احمدی خواتین پر ایک عظیم الشان احسان کا ذکر کرونگی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ مختلف ممالک کے دوروں کے دوران جہاں انصار اللہ و خدام الاحمدیہ کی نیشنل عاملہ کے ساتھ ملاقات کرتے ہیں۔ وہاں لجنہ اماء اللہ کی نیشنل عاملہ کو بھی ملاقات کا شرف عطا فرماتے ہیں۔ لجنہ کے کاموں کا بڑی گہرائی سے جائزہ لیتے ہیں جہاں کمیاں نظر آتی ہیں وہاں نشاندہی کرتے ہیں۔ کام میں مزید وسعت کے لئے نئے نئے راستے ہموار کرتے ہیں تاکہ لجنہ اماء اللہ کی تنظیم بھی منظم ہو کر اپنے کام کر سکے۔ حضور اقدس کی ذاتی توجہ اور شفقت کے نتیجہ میں عاملہ کی ممبرات میں ایک نیا جوش اور جزبہ پیدا ہو رہا ہے عاملہ میں بیداری آنے کی وجہ سے مجالس میں بھی بیداری پیدا ہوئی اور احمدی خواتین اللہ کے فضل سے ہر میدان میں سرگرم عمل ہیں۔ الحمدللہ۔

اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دعا ہے کہ وہ ہمارے پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ کو صحت و سلامتی والی لمبی زندگی عطا فرمائے۔ احمدی مستورات آپکی بابرکت اور اولوالعزم قیادت میں ترقی کرتی چلی جائیں۔ خلفاء کو احمدی خواتین سے جو توقعات ہیں ان توقعات کو پورا کرنے والی ہوں تاکہ احمدی خواتین کا شمار عابدات، قانتات، تائبات اور صالحات میں ہو۔ اس دنیا میں بھی جنت پانے والی ہوں اور آخرت میں بھی جنت کی وارث بنیں۔ آمین ثم آمین۔

☆☆☆☆☆☆

خلافت کیا ہے، انوار نبوت کا تتمہ ہے

خلافت باعثِ صد جلوہ ہائے نورِ یزدانی
خلافت رحمتِ حق، مظہرِ صد لطفِ ایمانی
خلافت ظلمتِ کفر و ضلالت کے لئے مشعل
نگاہِ ابوبکرؓ سے دشمنانِ دین پراگندہ
خلافت دولتِ گم گشتہ انسانِ ناطاقت
اے ناداں تو خلافت کی دل و جان سے اطاعت کر
خلافت نے بشر کو عشق کے وہ راز سمجھائے
خلافت نے وہ حُسن زندگی بخشا ہے دنیا کو
خلافت کیا ہے، انوار نبوت کا تتمہ ہے
خلافت کی ردائے نُور چھینے کوئی، ناممکن!

خلافت سرشان و شوکتِ آیاتِ قرآنی
خلافت آفتاب وتیرِ ملّت کی تابانی
خلافت نعرۂ حق، نغمۂ توحیدِ ربانی
شکستہ ہیبتِ فاروقؓ سے اجسامِ شیطانی
خلافت برکتِ صبر و رضاء وعشقِ عثمانیؓ
اسی میں آج پوشیدہ ہے معراجِ مسلمانی
کہ جن کو دیکھ کر ہوتی ہے حیرت کو فراوانی
چمکتی ہے جمالِ پاک سے عالم کی پیشانی
اُنہیں انوار سے روشن ہے چشم نوع انسانی
خدا خود کر رہا ہے جس خلافت کی نگہبانی

بحمدِ اللہ! عروجِ آدمِ خاکی کا دور آیا
میسر ہے ہمیں پھر شوقؔ یہ انعام رحمانی

(سلیم شاہجہانپوری)

نعمت خلافت

خلوص و شوق کی، صدق و صفا کی بات کرو
نہ بُغض و حسد کی، بخل و ریا کی بات کرو
غرور و کِبر خدا کو کبھی پسند نہیں
سلام بھیجو رسولِ کریمؐ پر ہر دم
تمہاری مشکلیں مشکل کُشا کرے آساں
پڑھو قرآن کو صبح و مَساتدبّر سے
خدا نے دے کے خلافت کی نعمتِ عظمیٰ
اِسی نے قوم کو بخشا ہے اتّحاد و سکوں

ہماری بزم میں رُشد و ہدیٰ کی بات کرو
سَدا خلوص کی، مہر و وفا کی بات کرو
ہمیشہ عجز و رضائے خدا کی بات کرو
درود و نعتِ شہؐ دوسَرا کی بات کرو
نماز و توبہ و صبر و دعا کی بات کرو
اِسی کتاب ہدایت لِوا کی بات کرو
جو کی ہے ہم پہ عطا، اُس عطا کی بات کرو
اِسی عنایتِ ربِّ عُلیٰ کی بات کرو

فلک رَسا ہیں خلافت کی سب دعائیں شوقؔ
اُٹھو! حضور میں پہنچو!! دُعا کی بات کرو

(عبدالحمید شوقؔ)

خلافت نور رب العالمین ہے

خلافت نورِ ربُّ العالمیں ہے
خلافت ظلِّ ختم المرسلیں ہے
خلافت حرزِ جانِ مومنیں ہے
خلافت دیں کا اِک حسنِ حسیں ہے
خلافت پَر تَوِ مہرِ مبیں ہے
خلافت رونقِ گلزارِ دیں ہے
خلافت ماحیٔ اعدائے دیں ہے
خلافت حامیٔ شرعِ متیں ہے
خلافت پاسبانِ مومنیں ہے
خلافت ہی سے شانِ مومنیں ہے
خلافت باعثِ تہذیبِ انساں
خلافت کشورِ حق کی امیں ہے
خلافت زینتِ مُہرِ نبوت
خلافت ایک تابندہ نگیں ہے
خلافت محرمِ انوارِ قرآں
خلافت کاشفِ اسرارِ دیں ہے
خلافت سے سدا وابستہ رہنا
ہمارا عین فرضِ اوّلیں ہے
خلافت مخزنِ عرفان وحکمت
خلافت درسگاہِ علمِ دیں ہے
خلافت وحدتِ ملت کی ضامن
خلافت لائقِ صد آفریں ہے
خلافت ملتِ بیضا کے حق میں
حصارِ امن و ایمان ویقیں ہے
خلافت کا یہ فیضِ عام ہے لیکن
بفیضِ ''رحمۃ للعالمینؐ'' ہے

(محمد صدیق امرتسری)

خلفائے احمدیت کی قبولیت دُعا کے واقعات

محمد ابراہیم سرور۔ نائب ایڈیٹر اخبار بدر

خدائے تبارک و تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا ہے اور اس کے لئے اس کو تمام تر روحانی و جسمانی قویٰ و استعدادیں عنایت کی ہیں تا انسان ان کو بروئے کار لا کر اپنی دنیا و عاقبت سنوار سکے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ مقصدِ پیدائشِ انسانی بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون۔ (سورۃ الذّٰریٰت) یعنی ہم نے جن وانس کو پیدا ہی اسی لئے کیا ہے تا کہ وہ حقیقی عبادت گزار بن جائیں اور عبودیت کے اس مقام پر پہنچ جائیں کہ خدا تعالیٰ کی مرضی ان کی مرضی اور ان کی مرضی خدا کی مرضی ہو جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب ایک بندہ عبودیت کے اس مقام پر پہنچ جاتا ہے تو اس کا چلنا، پھرنا، اٹھنا، بیٹھنا، سونا، جاگنا سب خدا کی مرضی کے تابع ہو جاتا ہے تو پھر خدا تعالیٰ بھی اس پر خاص افضال و برکات نازل فرماتا ہے یہاں تک کہ اس کے در و دیوار میں بھی برکت ڈال دیتا ہے۔

خدا تعالیٰ نے سیدنا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو تا قیامت نہ صرف امت محمدیہ کے لئے بلکہ بنی نوع انسان کے لئے اسوۂ حسنہ بنایا ہے۔ آپؐ نے ہمارے لئے عبادت کے وہ اعلیٰ نمونے قائم کئے ہیں جس پر چل کر ایک انسان نہ صرف خدا تعالیٰ کا مقرب بن سکتا ہے بلکہ وہ مقام و مرتبہ بھی حاصل ہو سکتا ہے جو کہ قبولیت دعا کا مقام ہے یعنی ایک بندہ اگر خالص ہو کر خدا تعالیٰ سے کسی حاجت کا خواستگار ہو تو خدا تعالیٰ ضرور اس کی دعاؤں کو سنتا ہے اور اس کا جواب دیتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ بنی نوع انسان سے وعدہ فرماتا ہے کہ ادعونی استجب لکم یعنی تم مجھ سے مانگو میں اس کو ضرور شرف قبولیت بخشوں گا۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ بندے کو خالی ہاتھ لوٹاتے ہوئے شرماتا ہے۔

یوں تو خدا تعالیٰ اپنے تمام بندوں کی عبادات اور دُعاؤں کو قبول کرتا ہے اور اس کے مقابل پر وہ اپنے مقبولین و مقربین کی دعاؤں کو نسبتاً زیادہ قبول کرتا ہے اور یہی ان کے مقبولین اور مقرب من اللہ ہونے کی علامت بھی ہے مگر اس ضمن میں خدا تعالیٰ کا سلوک اپنے نبیوں رسولوں اور پیغمبروں سے مختلف ہوتا ہے وہ نہ صرف ان کی دعاؤں کو کثرت سے قبول کرتا ہے بلکہ دُعاؤں کا قبول ہونا نبیوں کے حق میں خارق عادت نشان بھی ہوتا ہے اور یہ خارق عادت قبولیت دعا کا نشان ایک معجزہ کے رنگ میں بھی ہوتا ہے جو کہ ان کی قوت قدسیہ کے اظہار کے لئے ضروری ہوتا ہے اور یہی ایک عظیم وسیلہ ہے جس کے ذریعہ ایک مامور من اللہ کا مشن پایۂ تکمیل کو پہنچتا ہے۔ الغرض حق اور باطل کے درمیان امتیاز کرنے والی شئے محض دعا کی قبولیت ہی ہے۔ وجہ بھی اس کی یہی ہوتی ہے کہ مامور من اللہ اور اس کی جماعت اپنے رب کریم کی عبادات میں اپنے آپ کو غرق کر دیتے ہیں اور اپنا آپ بکلی کھو کر الٰہی رنگ میں رنگین ہو جاتے ہیں جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسی فلسفہ کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ الدعاء مخ العبادة یعنی دعا کی تاثیر عبادت سے مشروط ہے گویا جس قدر عبادات اپنے نقطہ عروج کو پہنچیں گی اسی قدر خدا تعالیٰ دُعاؤں کو قبول کرتا ہے۔

خدا تعالیٰ کے وعدہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں سے ثابت ہے کہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ بروز محمدی حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کے ذریعہ مقدر تھی اور غلبہ اسلام آپؑ کے خلفاء عظام کے ذریعہ۔ جس کا سلسلہ قیامت تک ممتد ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہی خدا تعالیٰ کی صفت سمیع و مجیب کو خدا تعالیٰ کی عطا کردہ قوت قدسیہ کے ذریعہ زندہ جاوید ثابت کر کے دکھا دیا جس کی نہ صرف دوسرے تمام مذاہب بلکہ امت مسلمہ بھی اپنے عقائد و اعمال سے انکاری ہو چکی تھی اور اس کو اپنی صداقت کا ایک عظیم الشان نشان قرار دیا اور بطور معجزہ دنیا کے سامنے چیلنج کے طور پر پیش کیا۔ جس کے آگے آج تک کسی کو ٹھہرنے کی توفیق نہ ملی۔ فالحمد للہ علیٰ ذلک۔

پس اس مضمون میں یہی کچھ بیان کرنے کی کوشش کی جائے گی کہ کس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد آپؑ کے خلفاء کرام نے اس گلشن احمدؑ کی نگہداشت فرمائی اور کس طرح اپنی متضرعانہ دُعاؤں کے پانی سے اس کو سیراب کر کے سرسبز و شاداب بنایا جس کی برکت سے نہ صرف افراد جماعت احمدیہ اور امت مسلمہ بلکہ کل عالم انسانیت بھی فیضیاب ہو رہی ہے اور جس کے افضال و برکات سے انسانیت رہتی دنیا تک مستفیض ہوتی رہے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مقرب من الی اللہ کی دُعاؤں کی قبولیت کے متعلق فرماتے ہیں:

''یاد رہے کہ خدا کے بندوں کی مقبولیت پہچاننے

کے لئے دعا کا قبول ہونا بھی ایک بڑا نشان ہوتا ہے بلکہ استجابت دعا کی مانند اور کوئی بھی نشان نہیں کیونکہ استجابت دُعا سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک بندہ کو جناب الٰہی میں قدر اور عزت ہے۔ اگرچہ دعا کا قبول ہو جانا ہر جگہ لازمی امر نہیں۔ کبھی کبھی خدائے عزوجل اپنی مرضی بھی اختیار کرتا ہے لیکن اس میں کچھ بھی شک نہیں کہ مقبولین حضرت عزت کے لئے یہ بھی ایک نشانی ہے کہ بہ نسبت دوسروں کے کثرت سے ان کی دعائیں قبول ہوتی ہیں اور کوئی استجابت دعا کے مرتبہ میں ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔''

(حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد 22۔ صفحہ 334)

اسی طرح حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ خلیفہ کی قبولیت دعا کے متعلق فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ جس کسی کو منصب خلافت پر سرفراز کرتا ہے تو اس کی دعاؤں کی قبولیت بڑھا دیتا ہے کیونکہ اگر اس کی دعائیں قبول نہ ہوں تو پھر اس کے اپنے انتخاب کی ہتک ہوتی ہے۔ تم میرے لئے دعا کرو کہ مجھے تمہارے لئے زیادہ دعا کی توفیق ملے اور اللہ تعالیٰ ہماری ہر قسم کی سستی دور کر کے چستی پیدا کرے۔ میں جو دعا کروں گا وہ انشاء اللہ فرداً فرداً ہر شخص کی دعا سے زیادہ طاقت رکھے گی۔''

(منصب خلافت۔ انوار العلوم جلد 2۔ صفحہ 47)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کے

قبولیت دعا کے واقعات:

☆...... 7 اپریل 1909ء کا ذکر ہے حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ درس القرآن کیلئے مسجد اقصیٰ میں تشریف لائے اور سورۃ آل عمران کے پانچوں رکوع کا درس دیا۔ اس رکوع میں اللہ تعالیٰ نے ان انعامات کا ذکر فرمایا ہے جو اس نے حضرت مریم علیہا السلام پر نازل کئے اور بتایا کہ کس طرح ان کے پیدا ہوتے ہی اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ایسے سامان مہیا کئے کہ جن کے نتیجہ میں ان کی نہایت اعلیٰ درجہ کی تربیت ہوئی اور وہ ایک خدا نما وجود اور صدیقہ بن گئیں۔

ان مریمی صفات کے ذکر پر حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کا ذہن قدرتی طور پر اللہ تعالیٰ کے ان انعامات کی طرف منتقل ہو گیا جو اُس نے خود حضورؓ کی ذات والاصفات پر کئے تھے اور حضورؓ نے محبت الٰہیہ کے جذبات سے سرشار ہو کر فرمایا:

''میں تمہیں کہاں تک سناؤں، سناتے سناتے تھک گیا مگر خدا کی نعمتوں کے بیان کرنے سے میں نہیں تھکا اور نہ مجھے تھکنا چاہئے۔ اس نے مجھ پر بڑے بڑے فضل کئے ہیں۔ یہاں ایک اخبار کے ایڈیٹر نے اپنی نظم چھاپی ہے۔ ''مجھے معلوم نہ تھا'' میں اسے پڑھتا اور سجدہ میں گر گر جاتا۔ چونکہ وہ بہت درد سے لکھی ہوئی تھی اس لئے اس نے میرے دردمند دل پر بہت اثر کیا۔ وہ صوفیانہ رنگ میں ڈوبی ہوئی نظم تھی۔ میں جس بات پر شکر کرتا ہوں وہ یہ تھی کہ خدا مجھ پر وہ وقت لایا ہی نہیں (میں یہ کہوں کہ) ''مجھے معلوم نہ تھا'' میں نے ہوش سنبھالتے ہی مولوی محرم علی مولوی اسماعیل، مولوی اسحاق کی کتابوں نصیحۃ المسلمین، تقویۃ الایمان، روایت المسلمین وغیرہ کو پڑھا اور ان سے توحید کا وہ سبق پڑھا کہ ہر غلطی سے بحمد اللہ محفوظ رہا غرض خدا تعالیٰ جن کو نوازتا ہے عالمِ اسباب کو بھی ان کا خادم کر دیتا ہے۔''

یہ نظم جس کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس نے میرے دردمند دل پر بڑا اثر کیا۔ مکرم قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل کی تھی جو ان دنوں اخبار بدر کے اسسٹنٹ ایڈیٹر تھے۔ اس نظم کا پہلا شعر یہ تھا کہ:

عارضی رنگِ بقا تھا مجھے معلوم نہ تھا
سرمۂ چشم فنا تھا مجھے معلوم نہ تھا

☆......مکرم قاضی صاحب اسی سلسلہ میں حضور رضی اللہ عنہ کی قبولیت دعا کا ایک عجیب واقعہ بیان فرماتے ہیں۔ آپ لکھتے ہیں:

''میں دفتر 'بدر' میں حسب معمول ایک دن چار پائی پر لیٹے ہوئے بستر کو تکیہ بنائے اور آگے میز رکھے دفتر ایڈیٹر و منیجر کا فرض بجا لا رہا تھا جو مجھے حضرت خلیفۃ اول رضی اللہ عنہ کی ایک چٹ ملی جس پر مرقوم تھا:

''میں نے آپ کے لئے بہت دعا کی ہے اللہ تعالیٰ نعم البدل دے گا۔ وَلَمْ اَکُنْ بِدُعَائِکَ رَبِّ شَقِیًّا۔

میں کچھ حیرت زدہ ہوا کیونکہ یہ تو درست بات تھی کہ میرے دو لڑکے یکے بعد دیگرے چالیس دن کے اندر گولیکی (ضلع گجرات) میں فوت ہو چکے تھے، جمشید سات اکتوبر 1908ء کو ساڑھے نو ماہ اور خورشید پلوٹھا گیارہ نومبر 1908ء کو بعمر 5 سال 8 ماہ مگر میں نے حضورؓ کی خدمت میں دعا کی کوئی تحریک نہیں کی تھی۔ آخر معلوم ہوا کہ میری یہ نظم والدۂ عبدالسلام مرحوم حضرت اماں جی نے گھر میں ترنم سے پڑھی۔ حضرت خلیفۂ اول رضی اللہ عنہ آنکھیں بند کئے لیٹے ہوئے تھے جونا گاہ اُٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا:

''الحمد للہ مجھے تو معلوم تھا۔''

اماں جی نے بتایا کہ یہ نظم اکمل صاحب کی ہے جو آپ کی شاگرد سکینۃ النساء کے شوہر ہیں۔ بیچاروں کے دو بیٹے یکے بعد دیگرے فوت ہو گئے ہیں۔ حضرت خلیفۂ اوّل رضی اللہ عنہ پر اس کا ایسا اثر ہو کہ حضور کی توجہ فوراً دعا کی طرف پھر گئی اور اس کے بعد حضور نے مجھے وہ رُقعہ لکھا جس کا اُوپر ذکر کیا جا چکا ہے۔ اس کے بعد 1910ء میں میرے ہاں خدا تعالیٰ کے فضل سے لڑکا تولد ہوا جس کا نام آپؓ نے عبدالرحمٰن رکھا (جنید ہاشمی بی۔اے) اور پونے تین سال بعد 1913ء میں دوسرا لڑکا تولد ہو جس کا نام آپؓ نے عبدالرحیم رکھا (شبلی ایم کام) اور اس طرح آپ کی دعا کی قبولیت کا ہم نے

نظارہ دیکھا۔فالحمدللہ علیٰ ذلک‘‘

(حیات نور۔صفحہ 430 تا432)

مکرم قاضی صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی قبولیت دعا کے واقعات کے سلسلہ میں ایک اورواقعہ بیان کیا ہے۔آپ لکھتے ہیں:

’’لکھنؤ کے شیخ محمد عمر صاحب لاہور میڈیکل میں پڑھتے تھے(جو بعد میں ڈاکٹر محمد عمر صاحب کے نام سے سلسلہ احمدیہ کے ایک مخلص ناموَر ممبر جناب بابو عبدالحمید صاحب ریلوے آڈیٹر لاہور کے داماد ہوئے) طبیعت ابتدا ہی سے آزاد پائی تھی، کسی کے سامنے جھکتے نہ تھے، بلحاظ وضع قطع اور انداز گفتگو وہ کچھ نہ تھے جو باطن میں تھے،صوم وصلوٰۃ کے پابند،تہجد خوان، مہمان نواز، غربا مریضوں کے ہمدرد، وہ حضرت خلیفۂ اول رضی اللہ عنہ کی خدمت میں دعا کے لیے حاضر ہوتے تھے۔ان کی میڈیکل استادوں اور سربراہ سے نہیں بنتی تھی اور وہ سمجھتے تھے کہ مجھے کوئی نہ کوئی نقص نکال کر فیل کر دیا جاتا ہے۔ جب دو سال متواتر فیل قرار دیئے گئے تو دیدہ و دانستہ حضرت خلیفۂ اولؓ کے جذبات کو برانگیخت کرنے کے لئے ان کی محفل میں مجھے مخاطب کرتے ہوئے واشگاف غیر مومنانہ الفاظ میں کہنے لگے:’’خدایا تو ہے ہی نہیں یا ہے تو میڈیکل ممتحن کے سامنے اس کی پیش نہیں جاتی‘‘۔ حضرت مولوی صاحب رضی اللہ عنہ نے سن لیا اور آنکھیں اُوپر اٹھا کر فرمایا: ’’ہلا جی!‘‘ (یعنی اچھا جی)اور پھر اپنے مطلب کے کام میں مشغول ہو گئے۔

اسی سال محمد عمر صاحب ڈاکٹر بن گئے اور کامیاب قرار پائے۔میرے پاس آئے کہ اب یہ خبر کس طرح پہنچاؤں اور کس منہ سے حاضر خدمت ہوں۔میں نے کہا: چلو چلتے ہیں۔میں نے بیٹھتے ہی عرض کر دیا کہ محمد عمر پاس ہو گئے۔آپ رضی اللہ عنہ نے ان کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

’’دیکھا میرے قادر خدا کی قدرت نمائی!‘‘

(حیات نور۔صفحہ 432و433)

☆......’’محترم شیخ عبد اللطیف صاحب بٹالوی نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی خدمت میں مولوی غلام محمد صاحب امرتسری حاضر ہوئے اور عرض کی کہ’’دار الضعفاء‘‘اور سکول میں غریب طالب علم جو غالباً مالابار کے تھے۔ان کے پاس سردی سے بچنے کیلئے کپڑے نہیں۔حضور نے فرمایا: ہم ابھی دعا کرتے ہیں۔ چنانچہ دعا شروع فرمادی۔ دوسرے یا تیسرے دن اٹلی کے اعلیٰ قسم کے کمبل آنے شروع ہو گئے اور جوں جوں آتے حضورؓ تقسیم فرمادیتے۔جب نواں یا گیارہواں کمبل آیا تو آپؓ کی اہلیہ محترمہ حضرت اماں جی کو یہ کمبل بہت پسند آیا اور عرض کی کہ یہ کمبل تو ہم نہیں دیں گے۔حضرت نے مسکرا کر فرمایا کہ آج اکیس کمبل آنے تھے مگر اب نہیں آئیں گے۔چنانچہ اس کے بعد کوئی کمبل نہیں آیا۔‘‘

(حیات نور۔صفحہ 517)

بارش بند ہونے کی دعا:

☆......محترم چودھری غلام محمد صاحب بی اے کا بیان ہے کہ:

’’1909ء کے موسم برسات میں ایک دفعہ لگا تار آٹھ روز بارش ہوتی رہی جس سے قادیان کے بہت سے مکانات گر گئے ۔حضرت نواب محمد خاں صاحب مرحوم نے قادیان سے باہر نئی کوٹھی تعمیر کی تھی وہ بھی گر گئی۔آٹھویں یا نویں دن حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ نے ظہر کی نماز کے بعد فرمایا کہ میں دعا کرتا ہوں آپ سب لوگ آمین کہیں۔دعا کرنے کے بعد آپؓ نے فرمایا کہ میں نے آج وہ دعا کی ہے جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری عمر میں صرف ایک دفعہ کی تھی۔ دعا کے وقت بارش بہت زور سے ہو رہی تھی اس کے بعد بارش بند ہو گئی اور عصر کی نماز کے وقت آسمان بالکل صاف تھا اور دھوپ نکلی ہوئی تھی۔‘‘

(حیات نور۔صفحہ 441 و442)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے

قبولیت دعا کے واقعات

☆......حضرت سیدہ مہر آپا صاحبہ کا پارٹیشن (partition) کے پریشانی کے دنوں کا واقعہ ہے کہ ایک دن عصر کے وقت آپؓ میرے پاس آئے،آپ کی آنکھیں سرخ اور متورّم تھیں،آواز میں رقت تھی مگر اس پر پورا ضبط کئے ہوئے تھے۔مجھے فرمانے لگے:

’’صبح صبح عید ہے میں شائد آپ لوگوں کو’’عیدی‘‘دینی بھول جاؤں۔کام کی مصروفیت غیر معمولی ہے اور مجھے موجودہ حالات کے متعلق شدید گھبراہٹ ہے۔گو خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے میری دعا کو سنا ہے اور اس کا یہ وعدہ ہے کہ اَیْنَمَا تَکُوْنُوْا یَاْتِ بِکُمُ اللّٰہُ جَمِیْعًا‘‘میں سجدہ کی حالت میں تھا جس وقت خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ بشارت ملی ہے اور مجھے اس پر پورا ایمان ہے لیکن پھر بھی دعا کی سخت ضرورت ہے تم بھی درد سے دعائیں کرو۔اللہ تعالیٰ تبلیغ کے راستے ہمیشہ کھلے رکھے۔‘‘

میں نے آپؓ کا یہ الہام و بشارت نوٹ کر لیا اور اس کے پورا ہونے کی منتظر رہنے لگی۔آج آپ سب دیکھ رہے ہیں کہ وہ دعا اور پھر اس کا جواب جس میں بشارت تھی کس خوبی اور کس خوبصورتی سے پورا ہوا۔کس طرح قادیان سے نکلنے کے بعد پھر یہ ساری جمعیت ایک جھنڈے تلے جمع ہوئی اور پھر کس شان و شوکت سے اسلام کی تبلیغ چار دانگ عالم میں پہنچی، کس طرح زیادہ سے زیادہ حق کی تڑپ و جستجو رکھنے والے احمدیت کے اس دوسرے مرکز میں جوق در جوق پہنچے۔فالحمد للہ علیٰ ذلک۔

(روزنامہ الفضل 26 مارچ فضل عمر نمبر 1966)

☆......حضرت سیدہ مہر آپا رضی اللہ عنہا مزید تحریر فرماتی ہیں:

''ایک اَور واقعہ اسی زمانہ کا ہے جو اس مستجاب الدعوات کے شانِ نزول کا شاہد ہے۔ پارٹیشن (partition) کے بعد خاص مشکلات کا سامنا رہا۔ اسلام دشمنی کے سند یافتہ کب پیچھا چھوڑ سکتے تھے۔ محض اور محض احمدیت کی دشمنی کی بنا پر جب عزیز محترم میاں ناصر احمد صاحب ؒ اور حضرت مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قید کرلیا گیا۔ آپ ؓ کا پریشان ہونا ایک قدرتی امر تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ اس لحاظ سے ضرور مطمئن تھے کہ میرا بیٹا اور بھائی محض اس جرم میں ماخوذ ہیں کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان رکھتے ہیں اور دین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے علمبردار ہیں اور دین کے راستہ میں آزمائش بھی سنت نبوی ہے۔

گرمیوں کے دن تھے اور پھر ربوہ کی گرمی! عشاء کے وقت ہم حسبِ معمول صحن میں تھے۔ باوجود اُوپر کی منزل میں ہونے کے گرمی کی شدت میں کمی نہ تھی۔ رات کا کھانا ہم اکٹھے کھا رہے تھے اِس دوران میں آپ ؓ نے گرمی کی شدت اور اس سے بے چینی کا اظہار فرمایا۔ میرے منہ سے بے اختیار نکل گیا: ''پتہ نہیں میاں ناصر (خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ) اور میاں صاحب (حضرت مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ عنہ) کا اس گرمی میں کیا حال ہوگا؟ خدا معلوم انہیں وہاں (یعنی جیل میں) کوئی سہولت بھی میسر ہے یا نہیں؟ آپ ؓ نے جواباً فرمایا:

''اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے وہ صرف اس جرم پر ماخوذ ہیں کہ ان کا کوئی جرم نہیں اس لیے مجھے اپنے خدا پر کامل یقین و ایمان ہے کہ وہ جلد ہی ان پر فضل کرے گا۔''

اس کے بعد میں نے دیکھا کہ آپ ؓ کے چہرے کا رنگ بدل گیا اور آپ عشاء کی نماز کیلئے کھڑے ہوگئے، گریہ وزاری کا وہ منظر میں بھول نہیں سکتی۔ میں اس کی کیفیت کو قلمبند نہیں کرسکتی جو اس وقت میری آنکھوں نے دیکھا۔ اس گریہ میں تڑپ اور بے قراری بھی تھی، اس میں ایمان و یقین کامل کا بھی مظاہرہ تھا، اس میں ناز اور نازبرداری کی سی کیفیات بھی تھیں۔ یہی منظر پھر میں نے تہجد کے وقت دیکھا۔ اس وقت حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ دعائیں بلند آواز سے نہایت عجز اور رقت کے ساتھ مانگ رہے تھے... آپ ؓ کی دعارات کے سکوت میں اس قدر بلند تھی کہ میں سمجھتی تھی کہ یہ آواز ہمارے اردگرد بچوں کے گھروں تک ضرور پہنچی ہوگی۔

چنانچہ جب دن چڑھا اور ڈاک کا وقت ہوا تو پہلا تار جو ملا وہ یہ خوشخبری لئے ہوئے تھا کہ حضرت میاں صاحب، عزیز محترم میاں ناصر احمد صاحب رہا ہو چکے ہیں۔ کتنی جلدی میرے خدا نے مجھے قبولیت دعا کا معجزہ دکھایا۔ الحمدللہ۔''

(روزنامہ الفضل۔ فضل عمر نمبر 26 مارچ 1966ء)

☆......حضرت مولانا غلام رسول راجیکی صاحب ؓ ''حیات قدسی'' میں تحریر فرماتے ہیں:

''میں نے قادیان میں اپنا ایک مکان بنوایا اور مکان بنوانے کے لیے بعض احباب سے قرض لیا تو میں پریشان تھا اور چاہتا تھا کہ یہ قرض جلد اتر جائے۔ چنانچہ میں نے رمضان المبارک کے مہینہ میں خصوصیت سے قرض کی ادائیگی کی بابت دعا شروع کی جب دعا کرتے آٹھواں دن ہوا تو اللہ تعالیٰ میرے ساتھ ہم کلام ہوا اور اس پیارے محبوب مولا نے مجھ سے ان الفاظ میں کلام فرمایا۔ ''اگر تو چاہتا ہے کہ تیرا قرضہ جلد اتر جائے۔ تو خلیفۃ المسیح کی دعاؤں کو بھی شامل کرالے۔'' اس کے بعد جلد معجزانہ رنگ میں یہ قرض اتر گیا۔

(حیات قدسی حصہ چہارم۔ صفحہ 6,7)

☆......حضرت مولوی عبدالمالک خان صاحب مرحوم ومغفور یہ واقعہ بیان کرتے ہیں کہ:

''1939ء کا واقعہ ہے، میں فیروز پور میں متعین تھا۔ مختصراً میں ان کی طرف سے یہ بیان کر دیتا ہوں۔ ان کی بیگم صاحبہ بہت سخت بیمار ہوگئیں۔ بچے کی پیدائش کے نتیجہ میں ان کی بڑی بیٹی فرحت پیدا ہوئی تھیں جو آجکل حیدر آباد دکن میں ہیں۔ اس کے نتیجے میں بے احتیاطی ہوئی، بخار چڑھ گیا جو انفیکشن (infection) کا بخار تھا۔ اس زمانے میں تو ابھی پینسلین وغیرہ ایجاد نہیں ہوئی تھیں۔ بخار اکثر مہلک ثابت ہوا کرتا تھا اور 108 تک درجہ حرارت پہنچ گیا۔ وہ اپنی بیوی کو ہسپتال چھوڑ کر سیدھا قادیان بھاگے اور جا کر وہ کہتے ہیں کہ میں نے دروازہ کھٹکھٹایا قصر خلافت کا، حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ باہر نکلے اور کہا: مالک کس طرح آئے ہو؟ اور ساتھ ہی مجھے لے کر اندر ڈرائنگ روم میں چلے گئے جہاں حافظ مختار احمد صاحب بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے عرض کیا کہ یہ کیفیت ہے اور بچنے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت صاحب ؓ نے دعا کی اور چند لمحے توقف فرمایا اور میرے بازو پر ہاتھ مار کر فرمایا مولوی صاحب! اب آپ کی بیوی کو بخار نہ ہوگا۔ اس جگہ حضرت مختار احمد صاحب بھی تشریف فرما تھے۔ حضور ؓ نے مجھے یہ بشارت دی اور فرمایا آپ اب جاسکتے ہیں اس پر حضرت حافظ صاحب بھی میرے ہمراہ باہر تشریف لائے اور باہر نکل کر مجھے بتایا کہ آپ کی بیوی کا بخار پونے دس بجے ٹوٹا ہوگا کیونکہ جس لمحہ حضور ؓ نے آپ کو بشارت دی تھی اس وقت میں نے گھڑی دیکھی تو بعینہٖ اس وقت پونے دس کا وقت تھا اِس لئے آپ جایئے اور جا کر دریافت کریں کہ یہ بخار کب ٹوٹا تھا؟ کہتے ہیں میں واپس پہنچا فیروز پور ہسپتال میں جو عیسائی ہاسپٹل (Hospital) تھا وہاں کی عیسائی لیڈی ڈاکٹر سے انہوں نے کہا کہ میری بیوی ٹھیک ہو چکی ہے اور میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ کیا اس کا بخار پونے دس بجے ٹوٹا تھا؟ اس نے کہا تمہیں کیسے پتا کہ یہ ٹھیک ہوگئی ہے اور تمہیں کیسے پتا کہ پونے دس بجے ٹوٹا ہے؟ انہوں نے کہا: میں قادیان سے آرہا ہوں اس طرح میں نے دعا کی درخواست کی تھی، یہ واقعہ ہوا ہے اِس لیے مجھے یقین ہے۔ شاید اِس اُمید پر کہ یہ بات جھوٹی

نکلے وہ اسی وقت، حالانکہ ملاقات کا وقت نہیں تھا ان کو ساتھ لے کر یعنی مولوی عبدالمالک خان صاحب کو ساتھ لے کر، ان کے کمرے میں گئی اور بخار کا چارٹ دیکھا۔ عین نو بج کر پینتالیس منٹ پر بخار نارمل ہوا تھا اور وہ چارٹ گواہ بنا ہوا کھڑا تھا۔''

(خطبہ عید الفطر 27 اپریل 1990ء)

☆...... محترمہ سعدیہ خانم صاحبہ اہلیہ محترم عبدالقیوم خان کمپونڈر ربوہ لکھتی ہیں:۔

''میری ایک ہمشیرہ کے شادی کے سات سال بعد ایک لڑکا ہوا وہ بھی ایک سال کا تھا کہ فوت ہو گیا۔ شادی کو بارھواں سال ہو چکا تھا اور کوئی بچہ نہ تھا۔ میں نے حضورؓ کی خدمت میں دعا کے لئے تفصیلی خط لکھا کہ حضورؓ میری ہمشیرہ کا میاں بھی اکیلا ہے نہ اس کا کوئی بھائی ہے نہ بہن ہے، نہ ماں نہ باپ ہیں۔ حضورؓ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اسے نیک اولاد کی نعمت سے نوازے۔ الحمدللہ کہ درخواست دعا کے پورے ایک سال کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس کو چاند جیسی لڑکی عطا فرمائی۔ اب خدا تعالیٰ کے فضل سے اس کے ایک لڑکا اور ایک لڑکی اور ہیں۔'' (ماہنامہ مصباح ستمبر 1962ء)

☆...... مکرم ملک حبیب اللہ صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی انسپکٹرز آف سکولز لکھتے ہیں:

''شجاع آباد کے قیام کے دوران مجھے ایک ایسا مرض لاحق ہو گیا جس نے مجھے بالکل نڈھال اور مردہ کی مانند کر دیا۔ تھوڑے تھوڑے دنوں کے بعد پیٹ میں اتنا شدید درد اٹھتا کہ میں بے ہوش ہو جاتا۔ تقریباً دو سال میں نے ہر قسم کے علاج کئے لیکن حالت خراب ہو گئی۔ آخر تنگ آ کر میں نے امرتسر کے سرکاری ہسپتال میں داخلہ لے لیا۔ وہاں ٹیسٹ ہوئے اور یہ فیصلہ ہوا کہ میرے پتا اور اپینڈکس ہر دو کا اپریشن ہو گا۔ اس سے مجھے گھبراہٹ پیدا ہوئی اور میں ایک دن بلا اجازت ہسپتال سے چلا گیا اور قادیان پہنچا اور حضورؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر تمام ماجرا عرض کیا حضورؓ نے توجہ سے سن کر فرمایا کہ آپ کو اپنڈے سائٹس تو قطعاً نہیں ہاں پتّے میں نقص ہے آپ علاج کرائیں میں دعا کروں گا انشاء اللہ آرام آ جائے گا۔ اس کے بعد مجھے یقین ہو گیا کہ میں تندرست ہو جاؤں گا۔ چنانچہ میں اپنی ملازمت پر واپس چلا آیا اور ملتان کے ایک حکیم صاحب سے معمولی ادویات لے کر استعمال کرنا شروع کیں۔ تین چار ماہ کے بعد بیماری کا نام و نشان بھی نہ رہا۔ حالانکہ اس سے قبل تقریباً دو سال یونانی اور انگریزی ادویات استعمال کر چکا تھا۔ یہ صرف حضور کی معجزانہ دعا کا نتیجہ تھا جس نے میرے جیسے مردہ کی مانند مریض کو شفایاب کر دیا۔ اس کے بعد خدا تعالیٰ کے فضل سے آج تک مجھے پیٹ کی تکلیف نہیں ہوئی۔ حالانکہ غذا کے معاملہ میں سخت بدپرہیزی کرتا رہا ہوں۔''

(روزنامہ الفضل 20 مارچ 1966ء)

☆...... مکرم سیٹھ عبداللہ بھائی الہٰ دین صاحب لکھتے ہیں:

''1918ء میں میں نے اپنے لڑکے علی محمد صاحب اور سیٹھ اللہ دین ابراہیم بھائی نے اپنے لڑکے فاضل بھائی کو تعلیم کے لیے قادیان روانہ کیا۔ علی محمد نے 1920ء میں میٹرک پاس کر لیا ان کو لندن جانا تھا۔ دونوں لڑکے مکان میں واپس آنے کی تیاری کر رہے تھے کہ یکایک فاضل بھائی کو TYPHOID بخار ہو گیا تو ہاسٹل کے معزز ڈاکٹر جناب حشمت اللہ صاحب اور حضرت خلیفہ رشید الدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو کچھ ان سے ہو سکا سب کچھ کیا طبیعت درست بھی ہو گئی مگر بدپرہیزی کے سبب پھر ایسی بگڑی کہ زندگی کی کوئی امید نہ رہی۔ جب یہ خبر حضرت امیر المومنینؓ کو پہنچی تو حضورؓ خود بورڈنگ میں تشریف لائے اور بہت دیر تک دعا فرمائی۔ اس کی طبیعت معجزانہ طور پر سدھر نے لگی اور خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے فاضل بھائی کو نئی زندگی حاصل ہو گئی۔ یقیناً حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جو فرمایا کہ موت نہیں ٹلتی مگر دعا سے۔ یہ حقیقت ہم نے صاف طور پر اپنی نظر سے دیکھ لی۔ الحمدللہ۔''

(الحکم دسمبر 1939ء)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اپنی دعاؤں کی قبولیت کے متعلق فرماتے ہیں:

''خدا کا سایہ سر پر ہونے کے دوسرے معنی یہ بھی ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کی کثرت سے دعائیں سنے گا یہ علامت بھی اتنی بیّن اور واضح طور پر میرے اندر پائی جاتی ہے کہ اس امر کی ہزاروں نہیں لاکھوں مثالیں مل سکتی ہیں کہ غیر معمولی حالات میں اللہ تعالیٰ نے میری دعائیں سنیں وَ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ۔ پھر یہ نہیں کہ میری دعاؤں کی قبولیت کے صرف احمدی گواہ ہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے فضل سے ہزاروں عیسائی، ہزاروں ہندو اور ہزاروں غیر احمدی بھی اس بات کے گواہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق میری دعاؤں کو شرف قبولیت بخشا اور ان کی مشکلات کو دور کیا۔ الفضل میں بھی ایسے بیسیوں خطوط وقتاً فوقتاً چھپتے رہتے ہیں کہ کس طرح مخالف حالات میں لوگوں نے مجھے دعاؤں کے لئے لکھا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ان کی مشکلات کو دور کر دیا۔ اس معاملہ میں بھی میں نے بار بار چیلنج دیا ہے کہ اگر کسی میں ہمت ہے تو وہ دعاؤں کی قبولیت کے سلسلہ میں ہی میرا مقابلہ کر کے دیکھ مگر کوئی مقابل پر نہیں آیا...... اگر لوگ اِس معاملہ میں میری دعاؤں کی قبولیت کو دیکھنا چاہتے ہیں تو وہ بعض سخت مریض قرعہ اندازی کے ذریعہ تقسیم کر لیں اور پھر دیکھیں کہ کون ہے جس کی دعاؤں کو خدا تعالیٰ قبول کرتا ہے کس کے مریض اچھے ہوتے ہیں اور کس کے مریض اچھے نہیں ہوتے۔''

(الموعود۔ صفحہ 182 تا 184)

(خلافت راشدہ، انوار العلوم جلد 15۔ صفحہ 551)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے

قبولیت دعا کے واقعات

☆......مکرم مولانا سلطان محمود انور صاحب لکھتے ہیں:

''1965ء میں جبکہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ مسند خلافت پہ متمکن ہو چکے تھے۔ خاکسار ان ایام میں منڈی بہاؤالدین میں بطور مربی متعین تھا۔ مجھے ایک مرتبہ پیٹ میں دائیں جانب دردسی رہنے لگی۔ ایک ڈاکٹر کے پاس مشورہ کے لئے گیا تو ڈاکٹر صاحب نے پوری طرح معائنہ کے بعد دوبارہ آنے کے لئے کہا جب دوبارہ حاضر ہوا تو وہاں ایک اور ڈاکٹر بھی میرے معائنہ کے لئے موجود تھے۔ چنانچہ اس دفعہ دونوں ڈاکٹروں نے مل کر معائنہ کے بعد یہ رائے قائم کی کہ اپنڈیکس بڑھنے کا قوی امکان ہے اور اس صورت میں آپریشن کی ضرورت ہوگی۔ خاکسار کو یہ سن کر تشویش ہوئی اور اگلے ہی روز خاکسار نے ربوہ پہنچ کر حضورؒ کی خدمت میں حاضری دی، ساری کیفیت بیان کر کے اور ڈاکٹروں کی رائے بتا کر دعا کی عاجزانہ درخواست کی۔ حضورؒ نے نہایت توجہ سے ساری باتیں سن کر خاکسار کو تسلی دی کہ انشاء اللہ میں دعا کروں گا اور ڈاکٹروں کی رائے کے مطابق اپنڈیکس کی تکلیف ہرگز نہ ہوگی آپ فکر نہ کریں۔ چنانچہ خاکسار کی ساری فکر جاتی رہی بلکہ اگر کوئی تکلیف پردۂ غیب میں مقدر بھی تھی تو میرے پیارے آقاؒ کی دعاؤں کے طفیل اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور ڈاکٹروں کی رائے نے واقعاتی رنگ اختیار نہیں کیا۔ فالحمدللہ علیٰ ذلک۔ (ماہنامہ خالد سیدنا ناصر نمبر۔ صفحہ 238.237۔ اپریل۔ مئی 1983ء)

☆......مکرم سعید احمد سعید صاحب چاہ بوہڑ والا ملتان لکھتے ہیں:

''خاکسار 1957ء تا 1959ء تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں زیرِ تعلیم رہا ہے اور دنوں خاکسار کو اعصابی دورے پڑتے تھے۔ بعض لوگ اس کو مرگی کا دورہ بھی کہتے تھے۔ مہینہ میں کئی بار دورہ پڑتا تھا اور اکثر اوقات کئی کئی گھنٹے بے ہوش رہتا تھا۔ حضورؒ اس وقت کالج کے پرنسپل تھے۔ ایک دن خاکسار کو بہت ہی سخت قسم کا دورہ پڑا۔ کافی دیر تک ہوش نہیں آرہا تھا۔ سارا فضل عمر ہوسٹل پریشان تھا آخر کار حضورؒ کو کوٹھی پر اطلاع دی گئی کہ سعید احمد ہوسٹل میں دورہ پڑنے سے بے ہوش ہو گیا ہے۔ حضورؒ اسی وقت ہوسٹل میں تشریف لائے اور میری چارپائی پر تشریف فرما ہوئے پھر کھڑے ہو کر اجتماعی لمبی دعا کی جونہی حضورؒ نے دعا ختم کی خاکسار کو ہوش آ گیا۔ آنکھیں کھولیں تو عجیب نظارہ دیکھا کہ حضور محبت اور شفقت سے میرے پاؤں اور ٹانگیں دبا رہے تھے۔ میں نے حضورؒ سے درخواست کی کہ حضور مجھے شرمندہ نہ کریں، آپ آرام فرمائیں اور گھر تشریف لے جائیں۔ حضور فوری طور پر مسکرائے اور فرمایا: ''میں نہیں جاتا'' آج تم سگریٹ پی لو اجازت ہے۔ تم نے سگریٹ پینی ہوگی۔ خاکسار بہت شرمندہ ہوا اور حضورؒ کی دعاؤں کے طفیل سگریٹ نوشی ترک کر دی اور اب اللہ کے فضل سے وہ بیماری ختم ہو گئی ہے۔'' (ماہنامہ خالد سیدنا ناصر نمبر اپریل، مئی 1983ء۔ صفحہ 292)

☆......میاں محمد اسلم صاحب پتوکی لکھتے ہیں:

''خاکسار 11 نومبر 1963ء کو احمدی ہوا اور 9 اپریل 1965ء کو خاکسار کی شادی ہوئی۔ بارہ سال تک خاکسار کے ہاں کوئی اولاد نہ ہوئی تمام رشتہ دار غیر احمدی تھے اور مخالفت کرتے تھے۔ وہ تمام اور گاؤں والے بھی یہی کہتے کہ چونکہ یہ قادیانی ہو گیا ہے لہٰذا یہ ابتر رہے گا (نعوذباللہ)۔ خاکسار نے اس تمام عرصہ میں ہر قسم کا علاج کروایا لیکن اولاد نہ ہوئی۔ دوسری طرف میری بیوی بھی رشتہ داروں کے طعنے سن کر میری دوسری شادی کرنے پر رضامند ہو گئی۔

اس اثنا میں خاکسار نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں تمام حالات لکھ کر درخواست دعا کی کہ خدا تعالیٰ اولاد سے نوازے۔ حضورؒ نے خط میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی ضائع نہیں کرے گا اور ضرور نرینہ اولاد سے نوازے گا۔ حضورؒ کی اس دعا کی برکت سے اب میرے چار لڑکے ہیں۔ تمام لوگ حیران ہیں کہ یہ اولاد کس طرح ہو گئی حالانکہ لیڈی ڈاکٹروں نے کہا تھا کہ اس عورت سے اولاد ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ خاکسار اس کے جواب میں اپنے غیر احمدی رشتہ داروں کو یہی کہتا ہے کہ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا زندہ نشان ہے جو کہ اللہ تعالیٰ نے خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کی دعا کی برکت سے دیا۔''

(ماہنامہ خالد سیدنا ناصر نمبر اپریل، مئی 1983ء۔ صفحہ 293،292)

☆......مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب لکھتے ہیں:

''فروری 1970ء کی بات ہے عاجز کی اہلیہ بس کے ایک حادثہ سے زخمی ہو گئیں خصوصاً سر کی چوٹ کے باعث بیہوشی طاری تھی۔ خون بے حساب بہہ چکا تھا۔ فضل عمر ہسپتال میں مرہم پٹی ہوئی سر کے زخم کو ٹانکے لگے۔ مکرم ڈاکٹر قریشی لطیف احمد صاحب اور مکرم عبدالجبار صاحب اٹینڈ (attend) کر رہے تھے (جزاکم اللہ)۔ بے ہوشی کے باعث جو تقریباً چھتیس گھنٹہ رہی، بے حد تشویش تھی۔ الحمدللہ حضور پرنورؒ کی دعائے مستجاب میسر آ گئی۔ حضور انورؒ کی خدمت میں تحریری طور پر تفصیل عرض کی گئی جس پر حضور انورؒ کے اپنے دست مبارک سے لکھے ہوئے یہ الفاظ دل کی ڈھارس کا باعث ہوئے اور شفایابی کے بارے میں یقین کے مقام پر پہنچا گئے۔ فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے شفا دے اور خیریت سے رکھے۔'' چھتیس گھنٹے کے بعد جب اہلیہ اُم (یعنی میری اہلیہ) ہوش میں آئیں تو پھر کامل شفا کے لئے حضور انورؒ سے مزید درخواست دعا کی گئی اس پر حضور انورؒ نے اپنے دست مبارک سے تحریر فرمایا:

''الحمدللہ اللہ تعالیٰ صحت کاملہ عاجلہ عطا کرے۔''

خدا تعالیٰ نے معجزانہ طور پر اہلیہ اُم کو صحت عطا فرمادی اور وہ اڑتالیس گھنٹے بعد یعنی حادثہ کے تیسرے روز ہسپتال سے فارغ ہو کر گھر پہنچ گئیں۔ الحمدللہ علیٰ ذلک۔''

(ماہنامہ انصار اللہ ربوہ اپریل 1984)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے

قبولیت دعا کے واقعات

☆......حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ فرمودہ 20 جولائی 1986ء کو قبولیت دعا کے نتیجے میں ایک دوست کی آنکھوں کی معجزانہ شفایابی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

''ڈھاکہ کے ایک احمدی دوست اپنے ایک دوست کے متعلق جو احمدی نہیں لکھتے ہیں کہ میں ان کو سلسلے کا لٹریچر بھی دیتا رہا اور کیسٹس بھی سناتا رہا جس سے رفتہ رفتہ ان کا دل بدلنے لگا۔ جماعت کے لٹریچر سے ان کو وابستگی پیدا ہوگئی اور وہ شوق سے لٹریچر مانگ کر پڑھنے لگے۔ اس دوران ان کی آنکھوں کو ایسی بیماری لاحق ہوگئی کہ ڈاکٹروں نے یہ کہہ دیا کہ تمہاری آنکھوں کا نور جاتا رہے گا اور جہاں تک دنیاوی علم کا تعلق ہے ہم کوئی ذریعہ نہیں پاتے کہ تمہاری آنکھوں کی بصارت کو بچاسکیں۔ اس کا حال جب اس کے غیر احمدی دوستوں کو معلوم ہوا تو انہوں نے طعن و تشنیع شروع کر دی اور یہ کہنے لگے اور پڑھو احمدیت کی کتابیں۔ یہ احمدیت کی کتابیں پڑھ کر تمہاری آنکھوں میں جو جہنم داخل ہو رہی ہے اس نے تمہارے نور کو خاکستر کر دیا ہے۔ یہ اس کی سزا ہے جو تمہیں مل رہی ہے۔ انہوں نے اس کا ذکر بڑی بے قراری سے اپنے احمدی دوست سے کیا۔ انہوں نے کہا تم بالکل مطمئن رہو تم بھی دعا کرو میں بھی دعا کرتا ہوں اور اپنے امام کو بھی دعا کے لئے لکھتا ہوں اور پھر دیکھو اللہ کس طرح تم پر فضل نازل فرماتا ہے۔ چنانچہ کہتے ہیں اس واقعہ کے بعد چند دن کے اندر اندر ان کی آنکھوں کی کایا پلٹنی شروع ہوئی اور دیکھتے دیکھتے سب نور واپس آ گیا۔ جب دوسری مرتبہ وہ ڈاکٹر کو دکھانے گئے تو ڈاکٹر نے کہ اس خطرناک بیماری کا کوئی بھی نشان میں باقی نہیں دیکھتا۔''

(ضمیمہ ماہنامہ خالد ربوہ جولائی 1987ء)

☆......حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ فرمودہ 25 جولائی 1986ء میں فرمایا:

''ایران سے ڈاکٹر فاطمۃ الزہرا لکھتی ہیں کہ میرا اکلوتا بیٹا دائیں ٹانگ کی کمزوری کی وجہ سے بیمار ہوا اور دن بدن حالت بگڑنے لگی یہاں تک کہ وہ لنگڑا کر چلنے لگا۔ ماہر امراض کو کھایا گیا لیکن کوئی تشخیص نہ ہوسکی اور انہوں نے اس کی صحت کے متعلق مایوسی کا اظہار کیا۔ وہ کہتی ہیں کہ مجھے اچانک دعا کا خیال آیا اور اس خیال کے ساتھ میں نے خود بھی دعا کی اور آپ کو دعا کے لئے خط لکھا۔ اللہ تعالیٰ کی شان ہے کہ وہ مریض جسے ڈاکٹروں نے لاعلاج قرار دے دیا تھا اسی دن سے رُوبصحت ہونے لگا اور باوجود اس کے کہ ڈاکٹروں کو اس کی بیماری کی کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی اس لئے وہ علاج کرنے سے بھی معذور تھے اس دن سے دیکھتے دیکھتے اس کی حالت بغیر علاج کے بدلنے لگی اور اللہ کے فضل سے اب بوقت تحریر وہ بالکل صحیح ہے۔''

(ضمیمہ ماہنامہ خالد ربوہ جولائی 1987ء)

☆......مکرم منصور احمد صاحب لطیف آباد حیدر آباد سے تحریر کرتے ہیں کہ:

''مکرم میجر عبدالحمید شرما صاحب سابق نائب ناظم وقف جدید میرے بہنوئی مکرم چودھری محمود احمد صاحب آف نوکوٹ کے پاس تشریف لائے اور کہا کہ وقف جدید کی دو گھوڑیاں (جو بہت کمزور تھیں) آپ نے اپنے پاس رکھ لیں۔ برادرم چوہدری صاحب نے نہ صرف گھوڑیاں رکھنے کی حامی بھری بلکہ ملازمین کو ہدایت کی کہ ان کو کھلا فصلوں میں چھوڑ دیا جائے اس پر مزارعین نے اعتراض کیا کہ آپ اپنے حصے کی تو قربانی دے رہے ہیں ہمارا جو نقصان ہوگا اس کا کون ذمہ دار ہے۔ آپ نے جواباً کہا کہ جن فصلوں میں گھوڑیاں نہیں چھوڑی گئیں میں ان کی پیداوار کے لحاظ سے آپ کا حصہ دوں گا۔ اللہ تعالیٰ کا کرنا ایسا ہوا کہ جن زمینوں میں گھوڑیاں چھوڑی گئیں ان کی فی ایکڑ پیداوار 50 من رہی اور جن میں نہیں چھوڑی گئیں ان کی اوسط پیداوار 45 من فی ایکڑ رہی۔ اس دوران گھوڑیاں بہت صحت مند ہوگئیں۔ میجر عبدالحمید شرما صاحب دوبارہ تشریف لائے اور گھوڑیاں دیکھ کر بہت خوش ہوئے انہوں نے یہ خوش کن اطلاع حضور پرنور کی خدمت میں بھجوائی تو حضور انور کی طرف سے جواب موصول ہوا کہ جن کھیتوں سے ان گھوڑیوں نے گھاس کھائی ہے اللہ کرے وہ کھیت سونا اگلیں۔ برادرم چوہدری صاحب بتاتے ہیں کہ اس کے بعد میری فصلوں میں غیر معمولی برکت عطا ہوئی اور اب تک یہ سلسلہ جاری ہے۔''

(روزنامہ الفضل سیدنا طاہر نمبر 27 دسمبر 2003ء)

☆......مکرم نذیر احمد سندھو صاحب ایڈوکیٹ بوریوالہ تحریر کرتے ہیں کہ:

''اپریل 1980ء میں صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب کے حکم پر دعوت الی اللہ کا ایک پروگرام میرے آبائی گاؤں چک 30/11/L میں منعقد ہوا۔ مکرم چودھری نذیر احمد باجوہ صاحب امیر ضلع ساہیوال وصدر مقامی اس تقریب کے میزبان تھے۔ علاقے کے معززین مدعو تھے۔ بوریوالا میں میرے ایک صاحب ثروت اور بااثر دوست ملک نذیر حسین صاحب لنگڑیال (مرحوم) کے میزبان فیملی سے پہلے سے گہرے مراسم تھے۔ میں بھی ملک صاحب کو ساتھ لے کر تقریب میں شامل ہوا۔ حضرت میاں صاحبؒ سے میری ایک محبت بھری ملاقات اسی گاؤں

میں ہوئی۔ دعوت الی اللہ کے پروگرام میں معمول کے مطابق خطاب اور سوال و جواب کی بھر پور مجلس ہوئی اپنے خطاب کے آخر میں آپؒ نے حق وصداقت میں رہنمائی کے لئے دعا کرنے کی تحریک کی۔

بعد تقریب باجوہ صاحب نے ملک صباحت کا تعارف حضرت میاں صاحبؒ سے کرایا۔ میری موجودگی میں ملک صاحب نے اپنی مقامی بولی میں بڑی چاہت سے پوچھا: ''میاں صاحب! دعاواں قبول وی تھیند یاں نیں۔'' یعنی کیا دعائیں واقعی قبول ہوتی ہیں؟ آپؒ نے فلسفۂ دعا پر روشنی ڈالی اور ملک صاحب کی درخواست پر ان کیلئے دعا کرنے کا وعدہ کر لیا۔ آپ کو اطلاع دی گئی کہ ملک صاحب کا بیٹا صفدر حسین جوان ہو چکا ہے۔ ہائی سکول کی بڑی جماعت میں پڑھتا ہے مگر سخت لکنت کی وجہ سے کسی سے بات بھی نہیں کر سکتا ہر جگہ سے دعائیں اور دوائیں لی ہیں مگر کچھ فائدہ نہیں ہوا۔ خبر پاتے ہی آپؒ نے دعا جاری رکھنے کی حامی بھری نیز ایک مخصوص ہومیو دوا کھلانے کی تحریک فرمائی۔ ادھر ملک صاحب نے بازار سے دوا منگوائی ادھر سکول ٹیچر مبارک باد کہنے گھر پہنچ گیا کہ آج ملک صفدر حسین ماشاء اللہ فر فر بول رہا ہے۔ الحمد للہ کہ بوریوالہ میں قبولیت دعا کا یہ نشان زندہ موجود ہے جو شفا بدوں دوا کا مظہر بھی ہے۔ اس واقعہ کے چند سال بعد تک ملک صاحب حیات رہے مگر بوجوہ قبول احمدیت کا اعلان نہ کر سکے مگر تادم آخر تسلیم کرتے رہے کہ: ''دعاواں قبول وی تھیند یاں نیں۔'' (روزنامہ الفضل سیدنا طاہر نمبر 27 دسمبر 2003ء۔ صفحہ 54)

☆......حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک خطاب میں اپنی قبولیت دعا کا انتہائی ایمان افروز روح پرور اور اعجازی نشان پر مشتمل واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا:

''غانا جب میں پہنچا ہوں تو وہاں کے ایک چیف نانا اوجیفو (Nana Ojefo) صاحب جو عیسائی مذہب سے تعلق رکھتے تھے وہ پہلی رات مجھے ملنے کیلئے آئے اور نماز کے بعد مجلس میں انہوں نے خواہش کا اظہار کیا کہ میں آپ کے ہاتھ پر دستی بیعت کرنا چاہتا ہوں۔ جب میں نے مربی صاحب سے وجہ پوچھی تو جو واقعہ سنایا وہ میں آپ کو سناتا ہوں وہ کہتے ہیں یہ خصوصیت کے ساتھ ایک تو ہم پرست کاہن قوم سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان لوگوں میں بڑے رسم و رواج ہیں اور بڑے توہمات ہیں ان کی بیوی کا حمل ہر دفعہ ضائع ہو جاتا تھا اور کبھی مدت پوری نہیں ہوتی تھی اس پریشانی کا ذکر انہوں نے عیسائی پادریوں سے کیا اور دم پھونکنے والے کے پاس گئے کوئی فائدہ نہ ہوا۔ آخر جب اس طرف سے مایوس ہو گئے تو انہوں نے امام وہاب صاحب سے بات کی اور کہا کہ میں ہوں عیسائی لیکن مجھے عیسائیت پر سے دعا کا یقین اٹھ گیا ہے آپ لوگوں کے متعلق سنا ہے کہ آپ دعا کرتے ہیں تو خدا قبول بھی کرتا ہے تو اپنے امام کو میری طرف سے یہ ساری کہانی لکھیں اور ان کو بتائیں کہ مصیبت میں ہم گرفتار ہیں ہمارے لئے دعا کریں۔ چنانچہ انہوں نے ان کی دعا کا خط مجھے بھجوایا۔ اب میں نہیں جانتا کہ ایسا کیوں ہوا اللہ تعالیٰ نے مجھ سے ایسا کروایا کہ میں نے ان کو جواب لکھا کہ آپ کو بچہ نصیب ہوگا اور بہت ہی خوبصورت اور عمر پانے والا بچہ ہوگا۔ جب حمل ہوا بیوی کو تو ڈاکٹروں نے یہ کہا کہ نہ صرف بچہ مر جائے گا بلکہ بیوی کو بھی لے مرے گا۔ بچہ ایسی حالت میں ہے کہ تمہاری بیوی کی جان کو خطرہ ہے اس لئے تم اس حمل کو ضائع کرادو۔ اس نے کہا کہ ہرگز نہیں مجھے جماعت احمدیہ کے امام کا خط آیا ہے نہ میری بیوی کو کوئی نقصان پہنچے گا نہ میرے بچے کو کوئی نقصان پہنچے گا۔ پھر وہ ہر ہفتے آ کر دعا کی یاد دہانی کرواجاتے تھے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کو نہایت ہی خوبصورت صحت مند بچہ عطا فرمایا اور ان کی بیگم صاحبہ بھی بالکل ٹھیک ٹھاک رہیں کوئی ان کو تکلیف نہ ہوئی مجھے یاد ہے ان کی جو تار یہاں آئی تھی انہوں نے لکھا تھا کہ God has blessed me with a bounding son اس کا مطلب ہے۔ کہ خدا نے اچھلتا کودتا قوت کے ساتھ چھلانگیں لگاتا ہوا بچہ پیدا فرمایا ہے۔ چنانچہ ان کی خواہش تھی کہ میرے ہاتھ پر بیعت کریں اس لئے وہ دیر کرتے رہے۔''

(ضمیمہ ماہنامہ خالد ربوہ اگست 1988ء)

☆......جرمنی میں ایک سوال و جواب کی مجلس کے دوران حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''میں لنڈن ٹی وی پر جرمن کھلاڑی کو کھیلتے ہوئے دیکھ رہا تھا وہ کھیل رہا تھا تو میں نے دعا کی کہ اے خدا اسے جیت عطا فرما میں نے اسی وقت اپنے گھر والوں کو کہہ دیا کہ یہ جرمن نوجوان ضرور جیتے گا کیونکہ مجھے قبولیت دعا کا یقین ہو گیا تھا۔ چنانچہ خدا کے فضل سے یہ جرمن کھلاڑی جیت گیا۔ آپ لوگ شاید دعا کی حقیقت کو پوری طرح نہ سمجھ سکیں لیکن یہ حقیقت ہے کہ یہ قبولیت دعا کا معجزہ تھا۔ اور اس سے میری جرمن قوم کے ساتھ دلی وابستگی کا پتہ چلتا ہے کیونکہ یہ وہ قوم ہے جس نے ہمارے نوجوانوں کے ساتھ احسان کا سلوک کیا ہے۔''

(ضمیمہ ماہنامہ انصار اللہ ربوہ دسمبر 1985ء)

☆......مکرم عبدالسمیع نون صاحب آف سرگودھا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی قبولیت دعا کا معجزانہ اور حیرت انگیز واقعہ بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

''من ہائیم جرمنی (Mon Heim Germani) میں 2001ء کی ایک صبح نہیں بھولتی جب میں عزیزم ملک نادر حسین کو غنڈوں نے 50 لاکھ روپے تاوان کے لئے جبراً اغوا کیا تھا۔ سات رات اور دن آنکھیں باندھ کر نامعلوم مقام پر انہیں رکھا گیا۔ مجھے اسی رات فون پر اطلاع مل گئی تو اپنی آہ وزاری کے ساتھ سیدنا حضورؒ کا در کھٹکھٹایا جو قیامت

کھوکھر غرنی پر گزر گئی اس کا احوال بتا بتا کر کہ حضور سے دعائے مضطربانہ کی بار بار درخواست کی حتیٰ کہ ایک دن میں دو دو بار فیکس بھی دیئے۔ حضورؒ نے بہت کرم فرمایا، بہت دعا کی بہت الجھا ہوا مسئلہ آناً فاناً حل ہو گیا۔ یہ حضورؒ کی موروثی صفت تھی۔ وہ کس باپ کا بیٹا تھا اور کس دادے کا پوتا تھا! آج یہی ابنائے فارس ہی تو ہیں جو وفا اور محبت اور رحم کے بے پناہ جذبات رکھتے ہیں اور غیروں کے دُکھوں دَردوں کو بھی محسوس کرتے ہیں یہ تو پھر بھی اپنا غلام تھا، آخر حضورؒ کی دعائیں مستجاب ہوئیں اور خلاف توقع نہ صرف ساتویں دن عزیز موصوف کی رہائی ہوئی اور وہ لوگ 100 ''معززین'' کا وفد لے کر معذرت خواہی کے لئے آئے اور 50 لاکھ روپیہ موصول شدہ تاوان بھی واپس کر گئے۔''

(روزنامہ الفضل
سیدنا طاہر نمبر 27 دسمبر 2003ء۔ صفحہ 54)

☆......مکرم و محترم سید نصیر احمد صاحب چیئر مین ایم ٹی اے انٹرنیشنل تحریر فرماتے ہیں:

''1996ء میں ہم امریکہ کینیڈا کے لئے ڈیجیٹل سروس شروع کر رہے تھے اور یہ ان وقتوں کے لحاظ سے ایک نہایت انقلابی قدم تھا۔ ابھی ڈیجیٹل ریسیور بھی دستیاب نہ تھے۔ بڑی کوششوں اور کئی مشکلات کے بعد ایک کمپنی سے طے پایا کہ وہ ہمارے لئے ریسیور نئے سرے سے Develope کریں گے۔ اگر چہ قیمت زیادہ تھی مگر کوئی چارہ نہ تھا۔ ایک تسلی کا سامان تھا کہ اب امریکہ کینیڈا کے لئے چوبیس گھنٹے کی نشریات بلا رکاوٹ شروع ہو سکیں گی۔ حضور انور بھی مطمئن تھے۔ پھر اچانک اس کمپنی کا فون آیا کہ ہم کچھ مشکلات میں آگئے ہیں۔ لہٰذا اب ہم ریسیور نہیں بنا سکیں گے۔ تمام منصوبوں کا محل یکدم مسمار ہوتا نظر آیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ ان دنوں ہالینڈ (Holand) کے دورے پر تھے۔ خاکسار نے ڈرتے ڈرتے، اپنے خیال میں نپے تلے الفاظ میں حضور کی خدمت میں فیکس کر دیا اور احساس کے اندر ہی دفتر تبشیر سے مکرم اخلاق انجم صاحب کا فون آیا ہے اور فرمایا ہے: یعنی اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ اے اللہ روح القدس سے ہماری مدد فرما۔ خلافت کی دعاؤں کی معجزانہ برکات کے سلسلہ میں اپنے گزشتہ حسین تجربات کی بنا پر خاکسار کو اسی وقت تسلی ہوگئی کہ محض حضور انور کی دعاؤں سے خدا تعالیٰ ضرور کوئی راستہ نکال دے گا۔ اس واقعہ کے تیسرے دن ایک دوسری کمپنی نے جس کا ہمیں اس سے قبل علم ہی نہ تھا، ریسیور بنانے کی پیشکش یوں کی کہ پہلے سے ایک تہائی قیمت پر سودا ہو گیا۔ اور پھر انہوں نے ہزاروں کی تعداد میں ڈیجیٹل ریسیور ہماری عین ضرورت کے مطابق تیار کئے جو آج بھی امریکہ اور کینیڈا میں استعمال ہو رہے ہیں۔ اب اسے اگر محض اور محض خلافت کا اعجاز دعا تسلیم نہ کیا جائے تو اور کیا ہو سکتا ہے۔''

(الفضل انٹرنیشنل 25 جولائی 2003ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے

قبولیت دعا کے واقعات

یہ محض اور محض خدا تعالیٰ کا فضل اور اس کا احسان ہے کہ ہم خلافت خامسہ کے مبارک دور سے گزر رہے ہیں اور کاروان احمدیت کو ہم برق رفتاری کے ساتھ آپ کی ولولہ انگیز قیادت و سیادت میں میدان پر میدان مارتے ہوئے اور عظیم الشان منازل طے کرتے ہوئے بچشم خود ملاحظہ کر رہے ہیں۔ آپ کے ساتھ معیت خداوندی کا وعدہ ہے کہ انی معک یا مسرور یعنی اے مسرور یقیناً میں تیرے ساتھ ہوں۔ پس معیت خداوندی کا آپ کے شامل حال ہونا ہی اس بات کے لئے کافی وشافی ثبوت ہے کہ خدا تعالیٰ غیر معمولی طور پر حضور پُرنور کی والہانہ اور متضرعانہ دُعاؤں کو شرف قبولیت بخش رہا ہے جس امر کی تمام دنیائے احمدیت شاہد ناطق ہے اور جس امر کا ہر بچہ، بوڑھا اور جوان فہم و ادراک رکھتا ہے۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز شروع خلافت سے ہی احباب جماعت کو دعاؤں کی طرف خصوصی توجہ دلاتے آرہے ہیں۔ اس کے علاوہ آپ نے ہمیں خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی کی کامیابی و کامرانی کے لئے دُعاؤں کا ایک خاص روحانی پروگرام عنایت فرمایا ہے۔

اب ذیل میں ہم آپ کی قبولیت دُعا سے متعلق چند واقعات ہدیۂ قارئین کرتے ہیں:

☆......۷/اکتوبر ۲۰۰۵ء کا دن کون احمدی بھول سکتا ہے جب رمضان کے مبارک مہینے میں شرپسند ظالموں نے پاکستان کے منڈی بہاؤ الدین علاقہ میں جماعت کی مسجد میں فجر کی نماز ادا کر رہے معصوم بے گناہ احمدیوں کو اپنے ظلم کا نشانہ بنایا جس کے نتیجہ میں تقریباً ۲۰/افراد جام شہادت نوش کر اپنے مولائے حقیقی سے جاملے۔ اس امر کی اطلاع ملتے ہی حضرت امیر المومنین کا دل تڑپ اُٹھا، جس کا ذکر آپ نے اسی روز کے اپنے خطبہ جمعہ میں بھی فرمایا اور آپ نے مظلوم احمدیوں کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ خود ان ظالموں کے پکڑ کے سامان کرے۔ آپ کے یہ الفاظ دُعاؤں کے سانچے میں ڈھلتے چلے گئے اور خدا کی غیرت کچھ اس طرح جوش میں آئی کہ:

سُن کر پکار غیرت یزداں تڑپ اُٹھی
ایسی پھٹی زمین کہ سب کچھ نگل گئی!!

چنانچہ اگلے روز وہ قیامت خیز زلزلہ ضلع مظفر آباد کے علاقہ میں آیا کہ شہر کا شہر تباہ ہو گیا اور گاؤں کے

گاؤں زمین دوز ہوگئے اور ہزاروں اموات ہوئیں اور کروڑوں کا نقصان ہوا۔ اس قیامت خیز زلزلہ میں بفضلہ تعالیٰ ایک بھی احمدی جان کو نقصان نہیں پہنچا۔

فاعتبروا یا اولی الابصار۔

☆......ایک اور واقعہ جس کا ہم نے بچشم خود مشاہدہ کیا ہے وہ یہ ہے کہ جہاں ۲۷ مئی کے دن خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی کے پروگرام تمام دنیا میں جشن تشکر کے طور پر منعقد ہوئے وہیں مرکز احمدیت قادیان میں بھی اس عظیم الشان تقریب کے انعقاد کے لئے مقام ظہور قدرت ثانیہ (واقع بہشتی مقبرہ) میں وسیع پیمانہ پر انتظامات کئے گئے تھے۔ ہوا یہ کہ صبح سے لیکر دوپہر تک تمام پروگرام بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوگئے۔ لیکن دوپہر کے بعد بہت تیز آندھی چلنے لگی اور بارش وغیرہ بھی ہونے لگی اور بظاہر حالات سازگار ہوتے نہیں دکھ رہے تھے۔ محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ قادیان نے ایک موقع پر بیان کیا کہ اس بابت فکر دامنگیر ہوئی کہ ایسے حالات میں دوبارہ انتظامات کرنا بہت مشکل ہوگا اور پھر خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی کی عالمگیر تقریب (جولندن سے براہ راست نشر ہونی تھی اور جس میں حضور نے خطاب فرمانا تھا) میں احباب جماعت قادیان براہ راست کیسے شامل ہونگے۔ چنانچہ آپ نے حضرت امیر المومنین کو دُعا کے لئے لکھا۔ چنانچہ دیکھتے ہی دیکھتے موسم نہ صرف سازگار ہوگیا بلکہ سنہری دھوپ بھی کھل گئی اور جیسا کہ پھر تمام دنیا کے احمدیوں نے یہاں کے جشن تشکر کے مناظر بھی بذریعہ MTA ملاحظہ کئے۔ الحمد للہ۔

(یہ رپورٹ اخبار بدر میں شائع ہو چکی ہے۔)

☆......مکرم سید نصیر احمد شاہ صاحب چیئر مین ایم ٹی اے جلسہ سالانہ قادیان ۲۰۰۵ء کے موقعہ پر حضور انور کی قبولیت دعا کا واقعہ تحریر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''شروع میں جب قادیان سے پہلی نشریات کا وقت قریب آ رہا تھا مگر ایم ٹی اے کو قادیان سے نشریات کی اجازت کا معاملہ التواء میں پڑ رہا تھا اور بعض محکموں کا رویہ عدم تعاون کا تھا تو خاکسار نے حضور کی خدمت میں حالات عرض کر کے پریشانی کا اظہار کیا اور دعا کے لئے درخواست کی تو تین چار روز کے اندر غیر معمولی طور پر اس راہ میں حائل تمام رکاوٹیں دور ہوتی گئیں اور ایم ٹی اے کے لئے راستے ہموار ہوگئے۔

قادیان سے نشریات کے معاملے میں اور بھی بہت سے مسائل درپیش آئے مگر حضور ایدہ اللہ کی ذاتی توجہ، رہنمائی اور دعاؤں کے نتیجے میں خدا تعالیٰ کی تائید خاص قدم قدم پر ایم ٹی اے کو حاصل رہی۔ اس تمام عرصے میں حضور انور جن کیفیات سے گذرتے رہے اور جس طرح اپنے مولا کے حضور دعاؤں کے ذریعے اسکی نصرت کے طالب رہے (اس کا علم تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے البتہ) ان دعاؤں کی قبولیت کے نتیجے میں برسنے والے خدا کے فضلوں کو دیکھ کر تمام جماعت میں ایک عظیم بیداری اور ہیجان کا عالم بیدا ہوگیا۔''

(''خلافت احمدیہ کا شیریں ثمر :MTA'' از مکرم سید نصیر شاہ صاحب چیئر مین MTA، جو اسی شمارہ میں شامل اشاعت ہے)

قارئین کرام !الغرض ان کے علاوہ خلفاء احمدیت کے ہزاروں بلکہ لاکھوں قبولیت دُعا کے واقعات ہیں جن کو ضبط تحریر میں لانا امر محال ہے۔ ہر احمدی جو خلیفۂ وقت سے سچا تعلق رکھتا ہے اور خلیفۂ وقت سے دعا کی درخواست کرتا ہے، دعائیہ خطوط لکھتا ہے، وہ جانتا ہے کہ اس کے بعد محض خلیفۂ وقت کی دعا کے نتیجہ میں کس طرح اس کے کاموں میں برکت پڑ گئی، اور کس طرح لاعلاج مرض سے شفا حاصل ہوگئی اور کس طرح مالی تنگی سے اس کو نجات حاصل ہوگئی اور کس طرح وہ اولاد کی نعمت سے مالا مال ہوا اور کس طرح امید سے دگنی بلکہ چوگنی فصل ہوگئی اور کس طرح وہ امتحان میں پاس ہوگیا اور کیسے ناممکن بات ممکن میں تبدیل ہوگئی...!

آج حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد خدا تعالیٰ کے جاری کردہ نظام خلافت کی ہی برکت ہے کہ احباب جماعت احمدیہ نہ صرف دعا اور اس کی قبولیت پر ایمان رکھتے ہیں بلکہ اس ایمان پر کامل یقین کے ساتھ چٹان کی طرح مستحکم ہیں کیونکہ وہ نہ صرف خلیفۂ وقت کی قبولیت دُعا کے فیض سے مستفیض ہو رہے ہیں بلکہ ذاتی طور پر بھی اپنی روحانی استعدادوں کے مطابق قبولیت دُعا کے واقعات مشاہدہ کرتے رہتے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس احباب جماعت کو دعا کی تلقین کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''یاد رکھیں وہ سچے وعدوں والا خدا ہے۔ وہ آج بھی اپنے پیارے مسیح کی اس پیاری جماعت پر ہاتھ رکھے ہوئے ہے۔ وہ ہمیں کبھی نہیں چھوڑے گا اور کبھی نہیں چھوڑے گا اور کبھی نہیں چھوڑے گا۔ وہ آج بھی اپنے مسیح سے کئے ہوئے وعدوں کو اسی طرح پورا کر رہا ہے جس طرح وہ پہلی خلافتوں میں کرتا رہا ہے۔ وہ آج بھی اسی طرح اپنی رحمتوں اور فضلوں سے نواز رہا ہے جس طرح وہ پہلے نوازتا رہا ہے اور انشاء اللہ نوازتا رہے گا، پس ضرورت ہے تو اس بات کی کہ کہیں کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل نہ کر کے خود ٹھوکر نہ کھا جائے اپنی عاقبت خراب نہ کر لے۔ پس دُعائیں کرتے ہوئے اور اس کی طرف جھکتے ہوئے اور اس کا فضل مانگتے ہوئے ہمیشہ اس کے آستانہ پر پڑے رہیں اور اس مضبوط کڑے کو ہاتھ میں ڈالے رکھیں تو پھر کوئی بھی آپ کا بال بھی بیکا نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ (خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 354)

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ ہمیں ہمیشہ نظام خلافت سے وابستہ رہتے ہوئے مقبول خدمات دینیہ بجالانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

☆☆☆☆☆

☆☆☆

ضرورت خلافت اور مسلم دانشوروں کی آراء

☆☆☆ مکرم مولانا محمد حمید کوثر صاحب، پرنسپل جامعہ احمدیہ قادیان ☆☆☆

سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے تیسرے خلیفہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حادثہ شہادت کے وقت منافقین کے ایک گروہ نے خلافت کو ہی صفحہ ہستی سے مٹانے کی سازش کی تو مشہور صحابی حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ نے بڑے درد بھرے الفاظ میں فرمایا:

عَجبتُ لِمَا یَخُوضُ النَّاسُ فیه
یَرمُونَ الخلافة ان تزُوْلَا
وَلَوْ زَالتْ لزَالَ الخیرُ عنهُمْ
ولَا قُوْا بعدهَا ذُلّاً ذَلِیْلَا

ان اشعار کا مطلب یہ ہے کہ مجھے بہت تعجب ہوتا ہے کہ جب لوگ خلافت ختم کرنے کے متعلق سازشیں کرتے ہیں۔ (یاد رکھو) اگر خلافت ختم ہوگئی تو ان سے ہر قسم کی خیر جاتی رہے گی، اور اس کے بعد وہ ذلت و رسوائی ہی پائیں گے۔ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کا یہ خدشہ بالکل بجا اور درست تھا، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد خلافت راشدہ کا دور ختم ہوگیا، اور مسلمانوں کے لیے بے شمار مصائب اور فتنوں و سازشوں کے دروازے کھل گئے۔ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا (آل عمران: ۱۰۴) سے روگردانی کے نتیجہ میں اُن پر ہر صبح ذلت و رسوائی کی نوید لے کر آئی۔ وہ امت جس کو اللہ تعالیٰ کی کتاب میں بُنْیَانٌ مَّرْصُوْص بننے کا درس دیا گیا تھا، وہ اُسے فراموش کر بیٹھی۔ مسلمان انتشار و تشتت کا شکار ہوتے چلے گئے۔ ان کا شیرازہ بکھرتا چلا گیا۔ آپسی لڑائیوں اور قتل و غارت کا ایسا لامتناہی سلسلہ شروع ہوا، جو اَب تک کسی نہ کسی شکل میں جاری ہے۔ مشہور شاعر اقبال اس درد کا اظہار اپنے ایک شعر میں کچھ اس طرح کرتے ہیں:

شیرازہ ہوا ملت مرحوم کا ابتر
اب تو ہی بتا تیرا مسلماں کدھر جائے

مصر کا مشہور ہفت روزہ اللواء الاسلامی رقمطراز ہے: العالم الاسلامی یموج بالفتن و یضطرب بالقلاقل و کانه لا ینتمی لدین الاسلام، ولا تربطه عقیدہ واحدۃ۔ فما ذا حدث للمسلمین حتی اصبحوا اشتات امة، لا یجتمعون علی رای ولا یتوحدون علی هدفٍ۔ (اللواء الاسلامی ۱۲۔۱۱۔۱۹۸۶)

یعنی عالم اسلام فتنوں اور پریشانیوں ومصائب کی موجوں سے گھرا ہوا ہے۔ گویا وہ دین اسلام کی طرف منسوب ہی نہیں ہوتا۔ ان کو ایک عقیدہ منظم نہیں کرتا۔ مسلمانوں کو کیا ہوگیا ہے کہ وہ ایک بکھری ہوی امت بن گئے ہیں، ایک رائے پر جمع نہیں ہوتے، اور ایک مقصد کے لئے متحد نہیں ہوتے،

امت محمدیہ میں ایسے بزرگان وعلماء و دانشوروں کی کمی نہیں، جو ایک طرف تو مسلمانوں کی المناک پراگندہ حالت کو دیکھتے ہوئے دکھ محسوس کرتے رہے، اور دوسری طرف قیام خلافت کے لئے آوازیں بلند کرتے رہے، اور اس مقصد کے حصول کے لئے حتی المقدور مساعی بھی کرتے رہے۔ مگر سب کی سب رائیگاں اور بے اثر ہوتی چلی گئیں۔ کیونکہ خلافت راشدہ کے قیام و استمرار اور دوام و بقاء کے لئے وعدہ الٰہی اُسی صورت میں پورا ہوتا تھا، جب کے دو بنیادی شرائط مسلمانوں کی طرف سے پوری کی جاتیں۔

(اوّل) وَعَدَاللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ
(دوم) وَعَمِلُو الصّٰلِحٰتِ
(نتیجہ) لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ

اس کے علاوہ ایک اور اہم شرط سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بیان فرمائی ہے، مَا كَانَتْ نُبُوَّةٌ قَطُّ إِلَّا تَبِعَتْهَا خِلَافَةٌ (کنز العمال) کہ نبوت کے بعد ہی خلافت کا قیام عمل میں آتا ہے اس کے بغیر خلافت قائم کرنا، انسانی بس کی بات نہیں۔

وہ مسلمان دانشور جنہوں نے خلافت کے قیام کے لئے مسلمانوں کے شعور کو بیدار کرنے کی کوشش کی، ان میں سے چند ایک کا تذکرہ حسب گنجائش درج ذیل ہے۔

۱۔ مشہور شاعر مشرق علامہ اقبال اللہ کے حضور خلافت کے قیام کے لئے کچھ اس طرح سے دعا گو ہیں:

تا خلافت کی بناء دنیا میں ہو پھر سے استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

۲۔ الاستاذ سعید حوی لکھتے ہیں:

''اِنَّ الکثیر من الواجبات الشریعة یتوقف علی اقامة خلیفة و امام، ولاتتم هذه الواجبات الا به۔ من ذلک الجهاد و اقامة

الحدود و شعائر انشرع و غیرها. و هذه المصالح العائدة على الخلق لاتتم الا بامام، والتجربة تشهد بان عدم اقامة خليفة يؤدى الى تعطيل الدين و الخروج على الاسلام و تفرق المسلمين، كما حدث۔"

(کتاب الاسلام دراسات منھجیۃ ۳۷۷)

اس کا مطلب یہ ہے کہ، شریعت کے بہت احکام کے نفاذ کا انحصار خلیفہ اور امام پر ہے۔ مثلاً جہاد، حد قائم کرنا۔ شعائر شریعت کا قیام واحترام وغیرہ۔ ان تمام ضرورتوں کا تعلق عوام سے ہے، جو کہ خلیفہ وامام کے بغیر تکمیل کو نہیں پہنچ سکتیں۔ تجربہ گواہ ہے کہ خلیفہ کا نہ ہونا ایک طرح سے دین کو معطل بنا کر رکھ دیتا ہے۔ اور اسلام سے خروج اور مسلمانوں میں تفرقہ کا موجب بن جاتا ہے، جیسا کہ ہو رہا ہے۔

۳۔ رسالہ جدوجہد لاہور، لکھتا ہے کہ:

"صرف خلافت ہی ایک ایسا منصب ہے جو مسلمانوں کو منتشر ہونے کی بجائے ایک مرکز پر جمع رکھتا اور ایک نصب العین مقرر کر کے ان کی تنظیمی قوت کو قائم رکھتا ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ ان اعلیٰ روایات کے ہوتے ہوئے بھی مسلمانوں نے خلافت کی قباء کو چاک کر کے جابر سلطانی کا سلسلہ شروع کر دیا، اور امت کا شیرازہ اپنے ہاتھوں سے بکھیر دیا.......... جس سے فرقہ بندی کا سلسلہ شروع ہوا اور اسلام کی صورت مسخ ہوگئی۔ آج کل صرف اسماعیلی فرقہ اور احمدیہ جماعت ایسے فرقے ہیں جو خلافت علی منہاج النبوۃ کے اصول پر چل رہے ہیں...... کیا باقی مسلمان جو اکثریت ہیں اور تمام دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں ایک خلافت اسلامیہ قائم نہیں کر سکتے......؟"

(رسالہ جدوجہد لاہور دسمبر ۱۹۶۰ء صفحہ ۶)

یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ 'اسماعیلی فرقہ' میں ایسی کوئی خلافت نہیں جسے خلافت علی منہاج النبوۃ کہا جا سکے۔ سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی ثُمَّ تَكُونُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ ۔ اسماعیلی فرقہ میں ایسا کوئی امام مہدی مبعوث نہیں ہوا جو کہ حضور کی پیشگوئیوں کے مطابق غیر تشریعی نبی ہو اور جس کی وفات کے بعد خلافت کا سلسلہ جاری ہوا ہو۔

۴۔ الجمیعۃ دھلی نے اپنے جمعہ ایڈیشن کے سرورق پر 'خوش قسمتی ہمارے لئے کیوں نہیں' کے زیر عنوان تحریر کیا:

"کیا یہ خوش قسمتی صرف مال گاڑیوں کے ویگنوں کے لئے مقدر ہے۔ میں نے سوچا مال کے ڈبوں کے لئے انجن ہے۔ کیا ہمارے انسانی قافلہ کے لئے کوئی انجن نہیں۔ کیا یہ ممکن نہیں کہ ہمارا بھی کوئی انجن ہوتا۔ اور سارے افرادِ ملّت اس سے جڑ کر ایک سوچی سمجھی راہ پر رواں دواں ہوتے ...... آہ! وہ بھیڑ (انبوہ) جو ایک قافلہ نہ بن سکی۔ اور آہ وہ قافلہ جو اپنے آپ کو ایک انجن کے سپرد کرنے کے لئے تیار نہیں"

(الجمیعۃ ۹ مئی ۱۹۵۹)

۵۔ ہندوپاک کے مشہور شاعر و ادیب علامہ نیاز فتحپوری مدیر ماہنامہ 'نگار' لکھتے ہیں:

"اس وقت احمدیوں سے زیادہ باعمل اور منظم جماعت کوئی دوسری نہیں۔ اور جب تک ان میں تنظیم (خلافت) قائم ہے، میں ان کو سب سے بہتر مسلمان کہتا رہوں گا۔" (نگار لکھنؤ نومبر ۱۹۶۱ء)

"اس وقت ان تمام جماعتوں میں جو اپنے آپ کو اسلام سے منسوب کرتی ہیں۔ صرف یہی ایک جماعت ایسی ہے۔ جو بانی اسلام ﷺ کی متعین کی ہوئی شاہراہ زندگی پر پوری استقامت کے ساتھ گامزن ہے۔ اس کا احساس تنہا مجھ کو نہیں بلکہ احمدی جماعت کے مخالفین کو بھی ہے۔"

(نگار نومبر ۱۹۶۲)

۶۔ مولانا عبدالماجد دریابادی مرحوم نے تحریر فرمایا:

"اپنے تفرق وتشتت کے باوجود بھی کسی کا ذہن اس طرف نہیں جاتا، کہ عراق کا منہ کدھر اور شام کا رُخ کس طرف ہے۔ مصر کدھر اور حجاز کی منزل کون سی ہے اور لیبیا کی کون سی؟ ایک خلافت اسلامیہ آج ہوتی تو اتنی چھوٹی چھوٹی ٹکڑیوں میں مملکت اسلامیہ آج کیوں تقسیم ہوتی، ایک اسرائیل کے مقابلہ پر کیوں سب کو الگ الگ فوجیں لانا پڑتیں۔ ترک اور دوسرے مسلم فرمانروا آج تک تنسیخ خلافت کی سزا بھگت رہے ہیں اور خلافت چھوڑ کر چھوٹی چھوٹی قومیتوں کا جو افسوں شیطان نے کان میں پھونک دیا وہ دماغوں سے نہیں نکالتے"

(صدق جدید ۱ مارچ ۱۹۷۴)

۷۔ اخبار تنظیم لکھتا ہے:

"زندگی کے آخری لمحات میں ایک دفعہ پھر خلافت علی منہاج نبوۃ کا نظارہ ہو گیا تو ہوسکتا ہے کہ ملت اسلامیہ کی بگڑی سنور جائے اور روٹھا ہوا خدا پھر سے من (راضی ہو) جائے اور بھنور میں کھڑی ہوئی یہ ملت اسلامیہ کی ناؤ کسی طرح ان کے نرغہ سے نکل کر ساحل عافیت سے ہمکنار ہو جائے ورنہ قیامت میں ہم سے خدا پوچھے گا کہ دنیا میں تم نے ہر ایک اقتدار کے لئے راہ ہموار کی۔ کیا اسلام کے غلبہ کے لئے کچھ کیا......؟"

(اخبار تنظیم اہلحدیث ۱۲ ستمبر ۱۹۶۹)

۸۔ مشہور کالم نویس شاہد بدر فلاحی لکھتے ہیں:

"خلافت کے بغیر نہ تو دین غالب آسکتا ہے نہ عدل وانصاف کا قیام عمل میں آسکتا ہے، نہ مشرکانہ نظام کا خاتمہ ہوسکتا ہے۔ نہ نماز کا مکمل قیام ہوسکتا ہے، نہ زکوۃ کا پورا نظام نافذ ہوسکتا ہے۔ نہ نیکی فروغ پاسکتی ہے، نہ برائی ختم ہوسکتی ہے۔ نہ جمعہ وعیدین کا انتظام ہوسکتا ہے۔ نہ اللہ کے رسول کی پوری اطاعت ہوسکتی ہے، نہ مسلمانوں کی حالت درست ہوسکتی ہے۔ خلافت کے بغیر زندگی گزارنا جاہلیت ہے بلکہ جینا درست نہیں، خلافت کے بغیر اسلام اپاہج، لولا لنگڑا ہے۔"

(ہفت روزہ نئی دنیا ۱۱ مارچ ۱۹۹۲)

۹۔ عالم اسلام میں سے بعض زعماء کو خلافت کے

قیام کا احساس تھا، مگر وہ یہ چاہتے تھے کہ انہیں کو خلیفہ تسلیم کرلیا جائے۔ چنانچہ سعودی عرب کے ایک سابقہ بادشاہ فیصل بن عبدالعزیز آل سعود (۱۹۰۶۔۱۹۷۵) کے بارے میں Times of India, Bombay نے درج ذیل خبر مورخہ ۲ فروری ۱۹۷۴ کو شائع کی۔ (ترجمہ از انگریزی):

''استنبول (ترکی) ا فروری ۱۹۷۴، کثیر الاشاعت اخبار (Gunaydin) گونا ڈین نے آج یہ بیان کیا ہے کہ شاہ فیصل آف سعودی عرب حکومت ترکی سے پٹرول کو سستے داموں دینے کے عوض آنحضرتؐ کی مقدس زرہ بکتر کی واپسی کا مطالبہ کریں گے، اخبار نے وزارت خارجہ کے قریبی حلقوں کے ذرائع کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ شاہ فیصل خود اپنے لئے خلافت کے دعویٰ کی خواہش رکھتے ہیں۔ کیوں کہ وہ آنحضرتؐ کے جانشین اور مسلمانوں کے روحانی و جسمانی سربراہ ہیں اور اس مقصد کے لئے وہ حکومت ترکی سے آنحضرتؐ کے آثار و تبرکات کو واپس حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ جن کو سلطنت عثمانیہ کے شاہ سلیم نے حاصل کرنے کے بعد پندرھویں صدی میں اپنے خلیفہ ہونے کا اعلان کیا تھا۔ سلطنت عثمانیہ کے زوال کے بعد ۱۹۲۵ میں ترکی میں خلافت کو ختم کر دیا گیا تھا۔ آنحضرتؐ کے مندرجہ ذیل تبرکات استنبول کے میوزیم کے ایک خاص حصہ میں رکھے ہوئے ہیں ۱۔ آنحضرتؐ کی زرہ بکتر ۲۔ ریش مبارک کے بالوں کا ایک گچھا ۳۔ دانت مبارک ۴۔ ایک جھنڈا ۵۔ ایک مکتوب گرامی ۶۔ آنحضرتؐ کی تلوار کا ایک دستہ۔ شاہ فیصل نے حکومت ترکی کو اس بارے میں خطوط لکھے ہیں اور اس بارے میں یوگنڈا کے صدر 'عیدی امین' کی تائید بھی حاصل کی ہے۔ اور جنرل امین نے وعدہ کیا ہے کہ وہ لاہور میں اسلامی کانفرنس کے موقعہ پر یہ سوال اٹھائیں گے۔''

اس خبر کو شائع ہوئے تقریباً ایک سال ہی گزرا تھا کہ شاہ فیصل کو ان کے بھتیجے نے گولی مار کر ہلاک کر دیا۔ اور وہ خلیفہ بننے کی حسرت سینے میں دبائے ہوئے اس دارفانی سے رخصت ہو گئے۔ اور زبان حال سے یہ گواہی دیتے گئے کہ خلیفہ راشد صرف اور صرف اللہ تبارک تعالیٰ بناتا ہے، انسان نہیں۔

۱۰۔ اسی حقیقت کی عکاسی یاور حسین جعفری از مالیگاؤں (مہاراشٹر انڈیا) نے اپنے رسالہ ''انتشار و نفاق بین المسلمین'' کے صفحہ ۱۶ پر درج ذیل الفاظ میں کی ہے:

''یاد رہے کہ آج تک نہ کوئی خدا بنا سکا، نہ رسول بنا سکا، تو پھر امام یا اولی الامر کیسے بنا سکتا ہے۔ جس پر آیت مذکورہ کا اطلاق ہو سکے۔ اور اگر کوئی امام یا خلیفہ بناتا ہے تو وہ الٰہی نمائندہ یا رسول کا نمائندہ نہیں ہو سکتا۔ وہ لوگوں کا نمائندہ تو ہو سکتا ہے جس کی اطاعت کا حکم اللہ نے ہرگز نہیں دیا ہے۔''

۱۱۔ تقسیم ملک کے بعد ہندوستان میں مقیم مسلمانوں کی حالت بھی اچھی نہ تھی۔ یہ بھی آپسی اختلافات و انتشارات کا شکار تھے۔ ان کی یہ حالت دیکھ کر بہت سے دانشوروں نے ان کی صفوف میں اتحاد و مفاہمت پیدا کرنے کی کوشش کی۔ انہیں میں سے ایک ڈاکٹر سید محمود صاحب بھی تھے۔ انہوں نے مسلمانوں کی منتشر صفوف کو متحد کرنے کے لئے ایک مجلس مشاورت کے نام سے تنظیم قائم کی، اور مسلم لیگ، جمیعۃ العلماء اور جماعت اسلامی اور دیگر تنظیموں کے نمائندگان کو اس میں شرکت کے لئے مدعو کیا اور صدر مجلس کے فرائض خود انجام دئے۔ نیز اپنی پہلی تقریر میں کہا:

''(مسلمانوں کو متحد کرنے کا) یہ عزم و ارادہ لال قلعہ سے زیادہ مستحکم، قطب مینار سے زیادہ بلند، تاج محل سے زیادہ خوبصورت اور ملک کی وسعت سے زیادہ وسیع ہے۔ اور اس کا بیڑا ہم نے اٹھایا ہے۔'' کچھ عرصہ گزرنے کے بعد انہی صاحب نے فرمایا:

''افسوس جس جوش و خروش کے ساتھ ہم چلے تھے وہ باقی نہ رہا۔ یہ جماعت بھی اختلافات، خودغرضی، مفاد پرستی کا شکار ہوگئی بہت سے اختلافات پیدا ہوگئے۔ مجھے سخت مایوسی ہوئی، دلی صدمہ پہنچا اور میں نے مکمل خاموشی اور کنارہ کشی اختیار کر لی ہے۔ بس اب میرا نام مجلس مشاورت کے ساتھ رہ گیا ہے۔''

(ماہنامہ ھما اردو ڈائجسٹ دھلی اپریل ۱۹۶۹)

۱۲۔ حیدرآباد دکن کے مشہور لیڈر نواب بہادر یار جنگ جب ۱۹۴۰ میں قادیان آئے تو اپنی رائے کا اظہار درج ذیل الفاظ میں کیا:

''خذ ما صفا کے اصول کے ماتحت میری دلی تمنا ہے کہ میں تمام دنیا کے مسلمانوں کو اس چھوٹی سی جماعت احمدیہ کی طرح، (خلافت کے زیر سایہ) منظم اور ایک مرکز کے تحت، جو اصول اسلامی کے مطابق ہے حرکت کرتا ہوا دیکھوں'' (مرکز احمدیت صفحہ ۴۵۵)

۱۳۔ نومبر ۱۹۶۵ میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی وفات ہوگئی، مخالفین احمدیت کو توقع تھی کہ خلافت ثالثہ کے انتخاب کے وقت جماعت احمدیہ اختلاف کا شکار ہو جائے گی۔ الحمدللہ کہ مخالفین کے خواب شرمندہ تعبیر نہ ہو سکے۔ اس موقعہ پر ڈاکٹر اسرار احمد صاحب ایڈیٹر رسالہ 'میثاق' لاہور نے درج ذیل تبصرہ شائع کیا:

''جماعت اسلامی کا حال تو یہ رہا ہے کہ ابھی اسے قائم ہوئے تین سال بھی نہیں ہوئے تھے کہ اس کے سربرآوردہ اراکین اکثریت اور کل ارکان کی قریباً ایک تہائی تعداد اس سے علیحدہ ہوگئی تھی اور اس کے بعد اس کے السابقون الاولون ایک ایک کر کے اس سے کٹتے چلے گئے۔ پھر ۱۹۵۶ء میں اس کے ارباب حل و عقد کا ایک بڑا گروہ اور اس کے ارکان کی ایک قابل لحاظ تعداد اس سے علیحدہ ہوگئی۔ تا آنکہ ان ستر بہتر ارکان میں سے جو جماعت میں اوّل اوّل شریک

ہوئے تھے ۔ اب مولانا مودودی کے سوا شاید کوئی ایک دوارکان ہی جماعت میں باقی رہ گئے ہوں گے ۔ اس کے برعکس جس گروہ (جماعت احمدیہ) کی ضلالت وگمراہی پر پوری امت کا اجتماع ہے اور جس کے خلاف منطق اور استدلال کا پورا زورصرف کرنے کے علاوہ ایک عظیم سیاسی یورش تک کی جا چکی ہے ۔ اس کا عالم یہ ہے کہ اس کی صفوں میں عام انتشار تو کیا ہوتا ، ویسی علیحدگی بھی کبھی نہیں ہوئی جیسی جماعت اسلامی میں بار بار ہو چکی ہے ۔ اور ان کی نبوّت ہی نہیں ایک خلافت بھی بغیر کسی قابل ذکر اختلاف و انتشار کے گزر گئی''

(میثاق لاہور ستمبر ۱۹۶۶ صفحہ ۸،۷)

(**نوٹ**) ڈاکٹر اسرار احمد صاحب سالہا سال جماعت اسلامی کے سرگرم رکن رہ چکے ہیں ۔ نیز یہاں یہ ذکر کرنا بے جا نہ ہوگا کہ اب تو جماعت احمدیہ میں بفضلہٖ تعالیٰ پانچویں خلافت قائم ہے اور انتخاب کے وقت کسی قسم کا اختلاف رونما نہیں ہوا۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔

۱۴ ۔ اُسی زمانے میں ''المنبر لائلپور'' نے مسلمانوں کی حالت پر درج ذیل تجزیہ تحریر کیا:

''ہم مسلمانوں کی سب سے بڑی بدبختی ، محرومی اور مصیبت یہ ہے کہ ، ہم نے اپنا نظریہ حیات ، اپنا نظام ، اسلام کا بخشا ہوا دل و دماغ ، ایمان وتقوی والی زندگی ، اطاعت الٰہی کا مخلصانہ جذبہ ، اپنی مرکزیت واجتماعیت ، ایثار وقربانی کی روح ، اور اقوام عالم میں اپنی امتیازی شان کھودی ، نتیجہ یہ ہے کہ عالم اسلام پر چاروں طرف سے شرک وبدعت ، کفر ونفاق ، فسق ومعصیت اور نفس و شیطان کے حملے شروع ہو گئے...... ساری مصیبتیں فتنے ، بلائیں اور تباہیاں ہم ہی پر کیوں آتی ہیں؟ دنیا میں اور قومیں بھی تو آباد ہیں ان پر یہ بجلیاں کیوں نہیں گرتیں......؟ (اس سوال کا خود ہی جواب لکھا ہے) کہیں ایسا تو نہیں کہ خلافت راشدہ کی جگہ ملوکیت و ملائیت کو لانے ، اپنی مرکزیت کو توڑنے اور اسلام کی راہ راست سے ہٹنے کی سزامل رہی ہے''

(المنبر لائلپور ۱ ستمبر ۱۹۶۷)

قارئین کرام !! آپ نے گذشتہ صفحات میں ملاحظہ فرمایا کہ خلافت کے قیام کے لئے متعدد بار کوششیں کی گئیں ، اور مشاورتوں ومجالسوں کا انعقاد ہوا۔ مگر کچھ عرصہ کے بعد سب بکھر گئیں ۔ عمائدین ، اراکین سے شاکی رہے اور اراکین عمائدین کو خودغرض اور مفاد پرست کہتے رہے ۔ حقیقت میں نہ تو عمائدین میں اخلاص تھا۔ اور نہ اراکین میں جذبہ ایثار وقربانی ۔ اور جب یہ عمائدین جماعت احمدیہ اور اُس میں جاری خلافت کے نظام کو دیکھتے اور افراد جماعت میں خلیفۃ المسیح کے لئے فدائیت ، محبت واحترام کا جذبہ دیکھتے تو اپنی قوم کو اس کا حوالہ دیکر شرم دلاتے ، ان کی غیرت کو انگیخت کرتے اور جب یہ کوششیں بھی ناکام ہو جاتیں تو بے اختیار ہو کر انتہائی محتاط انداز میں خلافت کی کامیابیوں کا اعتراف کرتے ۔

۱۵ ۔ چنانچہ انہیں میں سے ایک مولوی عبدالرحیم صاحب اشرف مدیر المنیر (فیصل آباد) نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہُ کے زمانے میں اعتراف حق کرتے ہوئے لکھا:

'' قادیانی تنظیم کا تیسرا پہلو وہ تبلیغی نظام ہے جس نے اس جماعت کو بین الاقوامی جماعت بنا دیا ہے ۔ اس سلسلے میں یہ حقیقت اچھی طرح سمجھ لینے کی ہے کہ بھارت ، کشمیر ، انڈونیشیا ، اسرائیل ، جرمنی ، ہالینڈ ، سوئزرلینڈ ، امریکہ ، برطانیہ ، دمشق ، نائیجیریا ، افریقی علاقے اور پاکستان کی تمام جماعتیں مرزا محمود احمد صاحب کو اپنا امیر اور خلیفہ تسلیم کرتی ہیں ۔ اور ان کی بعض دوسرے ممالک کی جماعتوں اور افراد نے کروڑوں روپے کی جائیدادیں 'صدر انجمن احمدیہ ربوہ' اور صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام وقف کر رکھی ہیں ۔''

(المنیر لائل پور ۲ مارچ ۱۹۵۶ء صفحہ نمبر ۱۰)

۱۶ ۔ پھر تاریخ میں ایک دور وہ آیا ، جب مسلمانوں کے لیڈر آپس میں ہی ایک دوسرے کو تنقید کا نشانہ بنانے لگے ، اور جماعت احمدیہ کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہُ کی خلافت کے زیر سایہ جو کامیابیاں حاصل ہوئیں ، ان کے بالمقابل مخالفین احمدیت کو ان کی ناکامیاں باور کروانے لگے ۔ ملاحظہ فرمائیں ظفر علی خاں صاحب مدیر اخبار زمیندار مجلس احرار کو کیا سنا رہے ہیں:

''احمدیوں کی مخالفت کی آڑ میں احرار نے خوب ہاتھ رنگے ۔ احمدیوں کی مخالفت کا احرار نے محض جلب زر کے لئے ڈھونگ رچا رکھا ہے ۔ قادیانیت کی آڑ میں غریب مسلمانوں کے گاڑھے پسینہ کی کمائی ہڑپ کر رہے ہیں ۔ کوئی ان احرار سے پوچھے ، بھلے مانسو! تم نے مسلمانوں کا کیا سنوارا ہے ۔ کوئی اسلامی خدمت تم نے سرانجام دی ہے ۔ کیا بھولے سے بھی تم نے تبلیغ اسلام کی ، احرار یو! کان کھول کر سن لو ، تم اور تمہارے لگے بندھے مرزا محمود کا مقابلہ قیامت تک نہیں کر سکتے ، مرزا محمود کے پاس قرآن ہے ۔ قرآن کا علم ہے ، تمہارے پاس کیا خاک دھرا ہے..... مرزا محمود کی مخالفت تمہارے فرشتے بھی نہیں کر سکتے ۔ مرزا محمود کے ساتھ ایسی جماعت ہے جو تن من دھن اس کے ایک اشارہ پر اس کے پاؤں میں نچھاور کرنے کو تیار ہے ۔ تمہارے پاس کیا ہے ۔ گالیاں اور بدزبانی! تف ہے تمہاری غداری پر ۔ مرزا محمود کے پاس مبلّغ ہیں ۔ مختلف علوم کے ماہر ہیں ، دنیا کے ہر ملک میں اس نے جھنڈا گاڑ رکھا ہے''

(ایک خوفناک سازش صفحہ ۱۹۵ ، مصنف: مولوی مظہر علی اظہر جنرل سیکرٹری احرار اسلام)

۱۷ ۔ اسی قسم کا اعتراف حکیم مولوی عبدالرحیم صاحب اشرف مدیر رسالہ المنیر لائلپور نے بھی کیا ہے ۔ موصوف جماعت اسلامی کے سرگرم ممبر تھے ۔ ان کا تذکرہ پہلے بھی اسی مضمون میں ہو چکا ہے ۔ موصوف جماعت احمدیہ کی خلافت کے زیر سایہ کامیابیوں کا اقرار اور مخالفین جماعت کی ناکامی کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

''ہمارے بعض واجب الاحترام بزرگوں نے اپنی تمام تر صلاحیتوں سے قادیانیت کا مقابلہ کیا لیکن یہ حقیقت سب کے سامنے ہے کہ قادیانی جماعت پہلے سے زیادہ مستحکم اور وسیع ہوتی گئی۔ مرزا صاحب کے بالمقابل جن لوگوں نے کام کیا ان میں سے اکثر تقویٰ، تعلق باللہ، دیانت، خلوص، علم اور اثر کے اعتبار سے پہاڑوں جیسی شخصیتیں رکھتے تھے۔ سید نذیر حسین صاحب دہلوی مولانا انور شاہ دیوبندی۔ مولانا قاضی سید لقمان منصور پوری، مولانا محمد حسین بٹالوی، مولانا عبدالجبار غزنوی، مولانا ثناء اللہ امرتسری اور دوسرے اکابر رحمہم اللہ و غفر لھم کے بارے میں ہمارا حسن ظن یہی ہے کہ یہ بزرگ قادیانیت کی مخالفت میں مخلص تھے۔ اور ان کا اثر اور رسوخ بھی اتنا زیادہ تھا کہ مسلمانوں میں بہت کم ایسے اشخاص ہوئے ہیں۔ جو انکے ہم پایہ ہیں۔ اگرچہ یہ الفاظ سُننے اور پڑھنے والوں کے لیئے تکلیف دہ ہوں۔ اور قادیانی اخبارات اور رسائل چند دن اپنی تائید میں پیش کر کے خوش ہوتے رہیں گے، لیکن ہم اس کے باوجود اس تلخ نوائی پر مجبور ہیں کہ ان اکابر کی تمام کاوشوں کے باوجود جماعت میں اضافہ ہوا ہے۔''

(المنبر ۲۲ رفروری ۱۹۵۶ء)

عربی میں مثل مشہور ہے ''اَلْفَضْلُ مَاشَہِدَت بِہٖ الْاَعْدَاءُ'' فضیلت وہ ہوتی ہے جس کی گواہی دشمن بھی دے۔ مخالفین احمدیت کے مذکورہ بالا اعتراف سے خلافتِ احمدیہ کا منجانب اللہ ہونا اظہر من الشمس ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ جماعت احمدیہ کے علاوہ دوسرے مسلمانوں میں سے بہت سے دانشور اور متقی و نیک بھائی ایسے ہیں جو واقعی مسلمانوں میں اتحاد و اتفاق دیکھنا چاہتے ہیں۔ ان کی خدمت میں عرض ہے کہ خلافت احمدیہ جو سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کی پیشگوئی کے مطابق قائم ہوئی ہے، کو قبول کئے بغیر کسی قسم

خلافت سہارا ہے ہم غمزدوں کا

سُنی ہم نے جس دَم نوائے خلافت
ہوئے جان و دل سے فِدائے خلافت

ہے عرفانِ اسلام ہر سمت جاری
فلک گیر ہے اب صدائے خلافت

زمانے کی رفتار کہہ رہی ہے
بقا عدل کی ہے بقائے خلافت

کسی کے لبوں پر قصائد جہاں کے
ہمارے لبوں پر ثنائے خلافت

رہے حشر تک وہ ثنا خوان اس کا
جسے اپنا جلوہ دِکھائے خلافت

بصیرت جسے دے وہ ربِّ دو عالَم
وہی باندھتا ہے ہَوائے خلافت

اندھیرے گھروں میں اُجالے ہوئے ہیں
گئی ہے کہاں تک ضیائے خلافت

خلافت سہارا ہے ہم غمزدوں کا
اسے رکھ سلامت خدائے خلافت

جسے رُوح تسلیم کرتی ہے ثاقبؔ
وہی آج ہے رہنمائے خلافت

(ثاقبؔ زیروی)

کا اتحاد و وحدت ممکن ہی نہیں۔ جیسا کہ آپ نے دانشوروں کی آراء ملاحظہ فرمائیں۔ اس کے علاوہ ہر دوسری سعی و کوششیں بے نتیجہ بے ثمر ثابت ہوئیں۔ سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس نصرہ اللہ نصرأعزیز اً نے ایسے خیالات رکھنے والے احباب کو انتہائی موثر انداز میں سمجھایا:

''قدرت ثانیہ (خلافت) خدا کی طرف سے ایک بڑا انعام ہے۔ جس کا مقصد قوم کو متحد کرنا اور تفرقہ سے محفوظ رکھنا ہے۔۔۔ اگر قدرت ثانیہ نہ ہوتو اسلام کبھی ترقی نہیں کر سکتا۔ بس اس قدرت کے ساتھ کامل اخلاص و محبت اور وفا اور عقیدت کا تعلق رکھیں اور خلافت کی اطاعت کے جذبے کو دائمی بنائیں اور اس کے ساتھ محبت کے جذبے کو اس قدر بڑھائیں کہ اس محبت کے بالمقابل دوسرے تمام رشتے کمتر نظر آئیں۔ امام سے وابستگی میں ہی سب برکتیں ہیں۔ اور وہی آپ کے لئے ہر قسم کے فتنوں اور ابتلاؤں کے مقابلہ کے لئے ایک ڈھال ہے۔ اگر آپ نے ترقی کرنی ہے اور دنیا پر غالب آنا ہے تو میری آپکو یہی نصیحت ہے اور میرا یہی پیغام ہے کہ آپ خلافت سے وابستہ ہو جائیں اس حبل اللہ کو مضبوطی سے تھامے رکھیں۔ ساری ترقیات کا دارومدار خلافت سے وابستگی میں ہی پنہاں ہے۔''

(روزنامہ الفضل ربوہ، ۳۰ مئی ۲۰۰۳)

اسلام کا درد رکھنے والے مسلمان بھائیوں سے ہماری درخواست ہے کہ وہ ہر قسم کے تعصب وعناد کو بالا رکھ کر غور کریں اور سوچیں اور دعا کریں اور پھر خلافت احمدیہ کے دامن سے وابستہ ہو جائیں کہ یہی مسلمانوں اور اسلام کی ترقی کا ذریعہ ہے۔ وَمَا عَلَیْنَا اِلَّاالْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ۔

☆☆☆

خلافت احمدیہ کے زیر سایہ

مرکز احمدیت قادیان، دارالہجرت ربوہ اور لندن کے ترقیات سے بھرپور تدریجی ادوار

مکرم مولانا ظہیر احمد صاحب خادم، ناظر دعوۃ الی اللہ بھارت

اللہ تعالیٰ آیت استخلاف میں فرماتا ہے کہ تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے ان سے اللہ تعالیٰ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا۔ جیسا کہ اس نے ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور ان کے لئے ان کے دین کو جو اس نے ان کے لئے پسند کیا ضرور تمکنت عطا کرے گا۔ اور ان کے خوف کی حالت کے بعد ضرور انہیں امن کی حالت میں بدل دیگا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ اور جو اسکے بعد بھی ناشکری کرے (تو) یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔

(سورۃ النور آیت: ۵۶)

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں مسلمانوں سے خلافت کا وعدہ کیا ہے اور ساتھ میں یہ شرط بھی عائد کر دی کہ اگر ان باتوں پر قائم رہو گے تو تمہارے اندر خلافت قائم رہے گی لیکن خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ شرط رکھے جانے کے باوجود مسلمانوں نے جس طرح کی حرکات کیں اور جس طرح خلافت کے خلاف فتنے اٹھے اور جس طرح خلفاء کے ساتھ بیہودہ گوئیاں کی گئیں اور ان کو شہید کیا گیا۔ نتیجۃً اس کے بعد خلافت راشدہ ختم ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں فرما دیا تھا کہ اگر تم ناشکری کرو گے تو فاسق ٹھہرو گے اور فاسقوں اور نافرمانوں کا اللہ مددگار نہیں ہوتا۔ اسلام کی پہلی تیرہ صدیاں مختلف حالت سے گزریں۔ مختلف قسم کے ادوار آئے، مجددین بھی آتے رہے لیکن پھر بھی مسلمانوں کی حالات ایمان دن بدن بگڑتی گئی۔ مگر اللہ تعالیٰ نے پیارے نبی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری زمانہ کے متعلق خوشخبریاں دی تھیں۔ اور یہ خوشخبریاں اللہ تعالیٰ کے رسول نے پیشگوئیوں کی شکل میں اپنی امت کو بتائیں۔ اس کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت اور آپؑ کے بعد خلافت کا سلسلہ شروع ہونا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ کا یہ بھی وعدہ تھا کہ یہ سلسلہ دائمی رہنا ہے انشاء اللہ۔ جیسا کہ حدیث میں آتا ہے کہ ”حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا۔ پھر وہ اس کو اٹھا لے گا.........اور خلافت علی منہاج النبوۃ قائم ہوگی اور یہ فرما کر آپ خاموش ہو گئے۔“ (مسند احمد بن حنبل۔ مشکوٰۃ کتاب الفرقان)

اللہ کے فضل سے ہم خوش قسمت ہیں کہ ہم خود اس پیشگوئی کو پورا ہوتے دیکھ رہے ہیں، ہم اس کو ماننے والوں میں شامل ہیں اور اسکی برکتوں سے فیض پانے والے بن گئے ہیں۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت ایک مبارک امت ہے یہ نہیں معلوم ہو سکے گا کہ اس کا اوّل زمانہ بہتر ہے یا آخری زمانہ یعنی دونوں زمانے شان و شوکت والے ہونگے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آخری زمانے کی بھی وضاحت فرما دی کہ وہ کیسا ہوگا۔

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ پر سورۃ جمعہ نازل ہوئی۔ جب آپ نے اس کی آیت وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ پڑھی جس کے معنے یہ ہیں کہ کچھ بعد میں آنے والے لوگ بھی صحابہ میں شامل ہونگے جو ابھی ان کے ساتھ نہیں ملے تو ایک صحابی نے پوچھا یا رسول اللہ! کہ یہ لوگ کون ہیں جو درجہ تو صحابہ کا رکھتے ہیں لیکن ابھی ان میں شامل نہیں ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سوال کا جواب نہیں دیا۔ اس صحابی نے تین بار یہ سوال دہرایا۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت سلمان فارسیؓ ہم میں بیٹھے ہوئے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ ان کے کندھے پر رکھا اور فرمایا کہ اگر ایمان ثریا کے پاس بھی پہنچ گیا یعنی زمین سے اٹھ گیا تو ان لوگوں میں سے کچھ لوگ اس کو واپس لے آئیں گے۔

اس میں آخرین سے مراد وہ زمانہ ہے جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ظہور ہوگا اور اس پر ایمان لانے والے اور اس کی قربت پانے والے صحابہ کا درجہ پائیں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد بھی خلافت قائم ہونی تھی جو کہ خلافت علی منہاج نبوت ہے۔ مسیح موعود علیہ السلام کی خلافت عارضی نہیں بلکہ یہ دائمی خلافت ہے۔

مرکز احمدیت قادیان:

تیسری صدی ہجری کے بعد دنیا فسق و فجور سے بھر گئی تھی اور گمراہی پھیلتی جا رہی تھی۔ مسلمانوں کی دینی و

اخلاقی حالت بھی خراب ہوتی جارہی تھی۔ تب اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کے مطابق دنیا میں اصلاح کے سامان پیدا کرنے شروع کر دیئے۔ اللہ تعالیٰ نے اسلام کا دوسرا مرکز بنانے کے لئے قادیان کو چنا تھا اس لئے اس بستی کو آباد کرنے کی کاروائی اللہ تعالیٰ نے سولھویں صدی عیسوی میں شروع کر دی جب مرزا ہادی بیگ صاحب دو صد افراد کے ساتھ 1530ء میں بابر بادشاہ کے زمانہ میں سمرقند کے علاقہ سے آ کر گورداسپور سے 18 میل دور اس جگہ آباد ہوئے۔ جس جگہ آ کر اس خاندان نے سکونت اختیار کی۔ یہ ایک بڑا جنگل اور کھلا علاقہ تھا۔ اور یہ خاندان ایک معزز خاندان ہونے کے ساتھ ساتھ پڑھا لکھا ہوا بھی تھا۔ اس وجہ سے اس بستی کے بانی مرزا ہادی بیگ صاحب کو تقریباً دو صد دیہات کا قاضی مقرر کیا گیا تھا۔ ابتداء میں تو اس قصبہ کا نام اسلام پور قاضی رکھا گیا بعد میں اسلام پور قاضی ماجھی ہوا۔ آہستہ آہستہ اسلام پور ختم ہو گیا اور قاضی ماجھی کے نام سے یاد کیا جانے لگا۔ اس کے بعد ماجھی کا لفظ بھی ختم ہو کر قاضی باقی رہ گیا۔ جو کہ بدلتے بدلتے قادیان ہو گیا۔

حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام اسی مقام پر 13 فروری 1835ء بروز جمعۃ المبارک پیدا ہوئے اور آپ نے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر امام مہدی ہونے کا دعویٰ فرمایا اور 23 مارچ 1889ء کو جماعت کی بنیاد رکھی اور اس طرح یہ بستی احمدیت کا دائمی مرکز بنی۔

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں مسیح موعود علیہ السلام کے ظہور کی خوشخبری دی تھی وہاں یہ بات بھی بیان فرمائی تھی کہ مسیح موعود علیہ السلام کس مقام پر ظاہر ہونگے۔ حدیث میں آتا ہے:- قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَبَیْنَمَا کَذَالِکَ اِذْ بَعَثَ اللّٰہُ الْمَسِیْحَ ابْنَ مَرْیَمَ فَیَنْزِلُ عِنْدَ الْمَنَارَۃِ الْبَیْضَاءِ شَرْقِیِّ دَمِشْقَ

(مسلم جلد ۲ کتاب الفتن باب ذکر الدجال)

یعنی ’’حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس حالت میں (خروج دجال کے وقت) اللہ تعالیٰ مسیح ابن مریم کو بھیجے گا۔ وہ دمشق کے مشرق کی طرف سفید منارے کے پاس نزول فرمائیں گے۔‘‘ اس حدیث سے مراد دمشق کے مشرق میں نزول مسیح ہے خاص دمشق نہیں۔ چنانچہ فی الحقیقت قادیان دمشق کے مشرق میں ہی واقع ہے۔ ایک اور حدیث اس ضمن میں حسب ذیل ہے:

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عِصَابَۃٌ تَغْذُوا الْھِنْدَ وَھِیَ تَکُوْنُ مَعَ الْمَھْدِیِّ اسْمُہٗ اَحْمَدُ۔

(رواہ البخاری فی تاریخہٖ)

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک جماعت ہندوستان میں (مخالفین اسلام سے) جہاد کرے گی اور وہ مہدی کے ساتھ ہوگی۔ اس مہدی کا نام احمد ہوگا۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ امام مہدی کدعہ بستی سے جلوہ گر ہونگے۔ یَخْرُجُ الْمَھْدِیُّ مِنَ الْقَرْیَۃِ یُقَالُ لَھَا کَدْعَۃُ (جواہر الاسرار صفحہ 56) ایک روایت میں ہے عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنُ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَخْرُجُ الْمَھْدِیُّ مِنْ قَرْیَۃٍ یُقَالُ لَھَا کَدْعَۃَ (بحار الانوار جلد 13 صفحہ 23) ’’یعنی آنحضرت صل اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مہدی کدعہ نامی بستی سے ظاہر ہوگا اور کدعہ سے مراد قادیان (مشرقی پنجاب) ہے۔‘‘ اور کدعہ دراصل قادیان ہی کا معرّب ہے۔

چنانچہ یہ وہی بابرکت بستی ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا اور خوشخبری دی کہ میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ بڑی شان سے پورا ہوا اور ہو رہا ہے۔ اور آج زمین کے کناروں تک احمدیت کا پیغام پہنچ چکا ہے۔

آپ اسی ضمن میں اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

میں تھا غریب و بیکس و گمنام و بے ہنر
کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کدھر
اب دیکھتے ہو کیسا رجوع جہاں ہوا
اِک مرجعِ خواص یہی قادیاں ہوا

1889ء تا 1947ء اس بستی سے دنیا کے اطراف میں احمدیت کا پیغام پہنچتا رہا۔ اس کے بعد اس خطے کے اچانک حالات خراب ہوئے اور ہندوستان کا بٹوارہ ہوا اس وقت کے حالات نہایت خطرناک تھے، لوگوں کو بہت سا جانی اور مالی نقصان اٹھانا پڑا۔ لوٹ مار قتل و غارت بڑھتی جارہی تھی۔ غیروں کے حملوں سے بہت سے احمدی اور غیر احمدی شہید ہو چکے تھے۔ قادیان کے حالات دن بدن خراب ہو رہے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دیکھ رہے تھے کہ قادیان کے حالات بہت خراب ہوتے جارہے ہیں اور عرصۂ حیات تنگ کیا جارہا ہے۔ اس کے باوجود آپ قادیان چھوڑنا نہیں چاہتے تھے۔ لیکن حالات اس بات کی اجازت نہیں دیتے تھے کہ ایسے سنگین حالات میں خواتین مبارکہ قادیان میں رہیں۔ چنانچہ حضرت مصلح موعودؓ نے فیصلہ فرمایا کہ خواتین مبارکہ کو جلد سے جلد پاکستان پہنچانے کا انتظام کیا جائے۔ چنانچہ 25 اگست 1947ء کو یہ انتظام ہو گیا اور حضرت ام المومنین اور دوسری خواتین مبارکہ لاہور تشریف لے آئیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے بھی احباب جماعت کے مشورہ سے 31 اگست 1947ء کو قادیان سے ہجرت فرمائی اور اپنے پیچھے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے کو امیر مقامی مقرر فرما کر لاہور تشریف لے گئے۔ اس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ الہام ’’داغ ہجرت‘‘ پورا ہوا۔ اس طرح تحریک احمدیت ایک نئے دور میں داخل ہوئی۔ حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی فرماتے ہیں یہ الفاظ ’’داغ ہجرت‘‘ کا الہام بھی تو ہے۔ میں نے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود

علیہ السلام کی زبان مبارک سے خود بلاواسطہ براہ راست سنے اور پچاس برس سے میرے دل ودماغ میں محفوظ ومنقوش چلے آرہے ہیں۔‘‘

اسی پاک بستی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد خلافت اولیٰ اور پھر خلافت ثانیہ کا انتخاب عمل میں آیا۔ اللہ تعالیٰ نے اسکی ظاہری ترقی اور آبادی کے سامان بھی فرمائے اور تقسیم ملک سے قبل بھی متعدد وسیع و عالی شان عمارتیں بنیں، کئی مساجد اور سکول، کالجز، ہسپتال کے علاوہ کئی محلہ جات آباد ہوئے اور روحانی وجسمانی چشمے جاری ہوئے اور یہیں سے تعلیم حاصل کرنے والے مبلغین دنیا کے کئی ممالک میں تبلیغ اسلام کے لئے گئے۔ الغرض قادیان کی مقدس بستی کو اللہ تعالیٰ نے بہت برکت اور عظمت عطا فرمائی جس سے اسلام کی نشاۃ ثانیہ کی داغ بیل پڑی۔

زمانۂ درویشی کا آغاز:

16 نومبر 1947ء کو قادیان سے آخری قافلہ چلا گیا تھا۔ اس کے بعد 313 احباب قادیان میں مقامات مقدسہ کی حفاظت کے لئے رہ گئے تھے۔ خدا نے اپنے بہادر فرمانبردار شیروں کو درویش کے نام سے موسوم کیا ہے۔ ان جواں مردوں نے نہایت خطرناک حالت میں اس مقدس شہر کو آباد رکھا اور مقامات مقدسہ کی تن من دھن سے حفاظت بھی کی۔ 313 درویشوں میں 221 نوجوان 57 درمیانی عمر کے اور 35 بوڑھے احباب تھے۔ ان میں گیارہ صحابہؓ تھے اور بعد میں مزید 13 صحابہ تشریف لائے اور صحابہ کی تعداد 24 ہوگئی۔

دارالہجرت ربوہ کا قیام:

قادیان سے ہجرت کرنے کے بعد سب سے زیادہ ضروری سوال جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے مدنظر تھا وہ ایک نئے مرکز کا قیام تھا۔ ویسے تو خلیفہ وقت کا وجود ہی اپنی ذات میں ایک عظیم الشان مرکز ہے۔ لیکن ہر ترقی کرنے والی الٰہی جماعت کو جغرافیائی مرکز کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ جہاں جماعت کے مرکزی دفاتر اور مرکزی کارکن اور باقی افراد جماعت جو مرکز میں رہائش اختیار کرنا چاہیں اکٹھے ہو کر اپنے مخصوص ماحول میں زندگی گزار سکیں۔ یہ مرکزیت ہمیں لاہور میں حاصل نہیں تھی۔ کیونکہ ایک تو لاہور میں ہمارے پاس اتنے گھر یا زمین نہیں تھی کہ سب اداروں اور کارکنوں کو ایک جگہ آباد کیا جا سکے۔ یا آنے والے مہمانوں کے لئے مناسب انتظام کیا جا سکے۔ ایسے بھی اس وسیع شہر میں ہر قسم کے لوگ آباد تھے، اپنا مخصوص ماحول قائم کرنا مشکل تھا۔ اس لئے خاص کوشش کے ساتھ ایسی جگہ تلاش کی گئی جو غیر آباد اور بنجر ہو اور گورنمنٹ اسے فروخت کرنے میں انکار نہ کرے تاکہ ایسا قطعہ اراضی حاصل کر کے وہاں قادیان سے آئے ہوئے اداروں اور کارکنوں اور دیگر افراد جماعت کو ایک بستی کی صورت میں آباد کیا جا سکے۔

کافی تلاش کے بعد چنیوٹ ضلع جھنگ کے قریب دریائے چناب کے پار ایک ایسا رقبہ مل گیا جو بالکل بنجر اور غیر آباد تھا۔ بالکل ناقابل آبادی اور ناقابل زراعت سمجھا جاتا تھا یہ رقبہ دس سو چونتیس (1034) ایکڑ پر مشتمل تھا جو گورنمنٹ سے خرید لیا گیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے یہ مناسب سمجھا کہ پہلے قدم کے طور پر اس رقبہ میں جا کر ایک نماز ادا کی جائے۔ اور خدا کے حضور دعا کی جائے کہ وہ اس میں قائم ہونے والی آبادی کو اپنے فضلوں اور برکتوں سے نوازے اور اس میں آباد ہونے والے لوگوں کو اسلام کی خدمت کی توفیق عطا کرے اور قیامت تک ادا کرتا چلا جائے۔ چنانچہ 20 ستمبر 1948ء بروز پیر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے وہاں جا کر ایک بڑے مجمع کے ساتھ ظہر کی نماز ادا کی۔ اس طرح اس نئے مرکز کا افتتاح عمل میں آیا۔ اس موقع پر ایک وسیع شامیانہ اور کچھ خیمے نصب کئے گئے۔ چنیوٹ احمد نگر، لالیاں اور سرگودھا کے علاوہ لاہور سے بھی بہت سے دوست اس تقریب میں شامل ہوئے۔ نماز کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے نہایت درجہ مؤثر اور درد بھری تقریر کی اور بعد میں حاضرین کے ساتھ ملکر لمبی پُرسوز دعا کی۔ اس دعا کے بعد شکرانہ کے طور پر اور حصول برکت کے لئے پانچ بکرے ذبح کئے گئے۔ چار بکرے چار کونوں میں اور ایک بکرا خود حضورؓ نے اپنے ہاتھ سے وسط میں ذبح کیا۔ اس مرکز کا نام ’’ربوہ‘‘ تجویز کیا گیا۔ جس کے معنی بلند مقام یا پہاڑی مقام کے ہیں۔ یہ نیک فال کے طور پر بھی تجویز کیا گیا کہ خدا تعالیٰ اس مرکز کو حق وصداقت اور روحانیت کی بلندیوں تک پہنچانے کا ذریعہ بنائے اور یہ خدائی انوار کا ایک ایسا بلند مینار ثابت ہو جسے دیکھ کر لوگ اپنے خدا کی طرف راہ پائیں الٰہی منشاء اور پیشگوئیوں کے مطابق حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کو ربوہ ہجرت کرنی پڑی۔ احمدیوں کی اکثر آبادی وہاں چلی گئی۔ حضورؓ نے انکو مرکزی طور پر اکٹھا کرنے کے لئے وہاں پر حسب ضرورت بھی نئے سرے سے مساجد اور دفاتر کا قیام فرمایا اور آہستہ آہستہ عالی شان عمارتیں قائم ہوئیں جن میں مسجد مبارک بھی ہے جہاں خلافت ثالثہ ورابعہ کا انتخاب عمل میں آیا۔ وسیع مسجد اقصیٰ، قصر خلافت، لائبریریاں، جامعات، مختلف کالج وسکولز اور ہسپتال قابل ذکر ہیں۔ اللہ کے فضل سے یہاں سے بھی بہت سے افراد دنیا کے مختلف علاقوں اور ملکوں میں خدمت دین و خدمت انسانیت کے لئے بھجوائے گئے اور یہ مرکز بھی دن رات حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی میں مصروف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس مرکز میں بہت برکتیں اور رحمتیں نازل فرمائیں۔ اور 1948ء

سے 1984ء تک یہ شہر پوری دنیائے احمدیت کا مرکز بنا رہا۔

ہجرت لندن:

اپریل 1984ء میں اچانک پاکستان میں جماعت احمدیہ کی شدید مخالفت شروع ہوئی، اور صدر مملکت نے مولویوں کے ساتھ مل کر حضرت خلیفۃ المسیح اور جماعت احمدیہ کے خلاف نہایت گندے منصوبے بنائے۔ احمدیوں کو بہت تنگ کیا جانے لگا، عبادت کرنے کا حق بھی چھینا جانے لگا۔ بہت سے احمدی شہید کئے گئے۔ مخالف اتنا گر گیا کہ حضرت خلیفۃ المسیح رحمہ اللہ کی ذات کو بھی بڑی تکلیف پہنچانے کے درپے تھا۔ تب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اللہ تعالیٰ کے اِذن سے پاکستان سے ہجرت کرنے کا ارادہ فرمایا اور اپریل 1984ء کو آپ اپنے چند ساتھیوں سمیت لندن تشریف لے گئے۔ جہاں پر جماعت کی ایک چھوٹی سی مسجد اور چند لوگ رہائش پذیر تھے۔ خلیفۂ وقت کی ہجرت کے بعد اللہ تعالیٰ نے اسلامی فتوحات کے بہت سے نئے دروازے کھول دئے۔ وسیع عمارتیں اور مساجد عطا ہوئیں۔ جسمیں اسلام آباد، حدیقۃ المہدی اور مسجد بیت الفتوح اور جامعہ احمدیہ کا قیام قابل ذکر ہیں۔ جلسہ سالانہ کو وسعت عطا ہوئی اور وہ مرکزی حیثیت اختیار کر گیا۔ اور دن بدن یہ سلسلہ ترقی پذیر ہے۔ لندن جانے کے بعد جماعت نے بڑی تیزی سے ترقی کی کیونکہ یورپ میں ابلاغ کے رسائل بہت ہیں۔ جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے پاکستان سے ہجرت کی تو اس وقت دنیا کے 80 ممالک میں احمدیت قائم ہوئی تھی۔ لیکن ہجرت کے بعد سے اب تک 23 سال میں جماعت احمدیہ نے بڑی تیزی سے ترقی کی ہے اور اب خدا تعالیٰ کے فضل سے دنیا کے 193 ممالک میں جماعت بڑی مضبوطی سے قائم ہو چکی ہے۔ اس ملک میں آنے کے بعد ایک جو بہت بڑا فضل اللہ تعالیٰ نے جماعت پر کیا وہ یہ ہے کہ باقاعدہ مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کا قیام عمل میں آیا۔ اس چینل کے ذریعہ آج احمدیت کا پیغام پانچوں برِّ اعظموں میں ہر گھر تک پہنچ رہا ہے۔ اور ہمارے پیارے امام سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جماعت احمدیہ کے پانچویں خلیفہ خدا کے پاک لوگوں کو جماعت کے ساتھ وہاں دن رات اسلام کی خدمت میں مصروف ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے پیارے امام کو صحت وسلامتی والی لمبی عمر عطا فرمائے اور جماعت کا یہ قافلہ دن رات آگے سے آگے بڑھتا چلا جائے اور جماعت کو زیادہ سے زیادہ ترقیات حاصل ہوں۔

یہ خلافت احمدیہ حقہ کی ہی برکات ہیں جن کے باعث جماعت احمدیہ اللہ کے فضل سے بے شمار ترقیات حاصل کر رہی ہے۔ جس سے ہمارے دوسرے مسلمان بھائی محروم ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُنہیں بھی سمجھ عطا فرمائے۔ آمین۔

☆☆☆

رہے گا خلافت کا فیضان جاری

خدا کا یہ احسان ہے ہم پہ بھاری
کہ جس نے ہے اپنی یہ نعمت اتاری

نہ مایوس ہونا گھٹن ہو نہ طاری
رہے گا خلافت کا فیضان جاری

نبوّت کے ہاتھوں جو پودا لگا ہے
خلافت کے سائے میں پھولا پھلا ہے

یہ کرتی ہے اس باغ کی آبیاری
رہے گا خلافت کا فیضان جاری

خلافت سے کوئی بھی ٹکر جو لیگا
وہ ذِلّت کی گہرائی میں جا گرے گا

خدا کی یہ سنّت ازل سے ہے جاری
رہے گا خلافت کا فیضان جاری

خدا کا ہے وعدہ خلافت رہے گی
یہ نعمت تمہیں تا قیامت ملے گی

مگر شرط اس کی اطاعت گزاری
رہے گا خلافت کا فیضان جاری

محبت کے جذبے، وفا کا قرینہ
اُخوّت کی نعمت، ترقی کا زینہ

خلافت سے ہی برکتیں ہیں یہ ساری
رہے گا خلافت کا فیضان جاری

الٰہی ہمیں تُو فراست عطا کر
خلافت سے گہری محبت عطا کر

ہمیں دکھ نہ دے، کوئی لغزش ہماری
رہے گا خلافت کا فیضان جاری

(محترمہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ، ربوہ)

خلافتِ احمدیہ کے فدائی - درویشانِ قادیان

مکرم مولانا سلطان احمد صاحب ظفر، پرنسپل جامعۃ المبشرین قادیان

خلافت احمدیہ کی سو سالہ تاریخ شاہد ہے کہ جماعت احمدیہ کو صفحہ ہستی سے مٹانے کیلئے مخالفین احمدیت نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ مذہبی راہنماؤں سے لیکر بڑی بڑی حکومتوں کے جابر حکمرانوں نے مکرو فریب کے ہر قسم کے حربے استعمال کرتے ہوئے ناخنوں تک زور مارا لیکن خلافت کی برکت سے معاندین احمدیت اس الٰہی جماعت کا بال بھی بیکا نہ کر سکے اور وہ جماعت جو سو سال قبل صرف برصغیر کے چھوٹے سے قصبے تک محدود تھی آج خدا تعالیٰ کے فضل سے اکنافِ عالم میں پھیل چکی ہے اور دنیا کے 193 ممالک میں مستحکم ہو چکی ہے۔

بہت سے ابتلاء آئے اور رکاوٹیں پیدا ہوئیں لیکن خلافت حقہ کی برکت سے ہر ابتلاء کے وقت جماعت احمدیہ پہلے سے بڑھ کر سربلند ہو کر ابھری۔ ایسا ہی ایک ابتلاء اس وقت پیش آیا جب ہمارے ملک کی آزادی کے وقت وطن عزیز کا دو حصوں میں بٹوارا ہو گیا اور انتہائی ناگزیر حالات میں 31 اگست 1947ء کو جماعت کے دوسرے خلیفہ حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ اور افراد جماعت احمدیہ قادیان کو اپنی پیاری بستی قادیان دارالامان سے ہجرت کر کے پاکستان جانا پڑا۔

یہ عجیب الٰہی تصرف ہے بلکہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا یہ بھی ایک بہت بڑا ثبوت ہے کہ 1874ء میں جبکہ نہ آپ کی کوئی جماعت تھی اور نہ کسی کے وہم و گمان میں یہ بات آ سکتی تھی کہ کسی زمانہ میں ہندوستان کا اس طرح بٹوارہ ہو جائے گا آپؑ نے ایک رویاء دیکھا جسے آپؑ نے اپنی کتاب نزول المسیح میں شائع فرمایا ہے۔ حضورؑ فرماتے ہیں۔

''میں نے خواب میں ایک فرشتہ ایک لڑکے کی صورت میں دیکھا جو ایک اونچے چبوترے پر بیٹھا ہوا تھا اور اس کے ہاتھ میں ایک پاکیزہ نان تھا جو نہایت چمکیلا تھا وہ نان اس نے مجھے دیا اور کہا یہ تیرے لئے اور تیرے ساتھ کے درویشوں کے لئے ہے۔''

پھر 1894ء میں آپ کو الہام ہوا ''داغ ہجرت''

بظاہر مندرجہ بالا الہام میں آپس میں کوئی مطابقت نظر نہیں آتی لیکن تقسیم ملک کے وقت جب 14 اگست 1947ء کو قیام پاکستان کا اعلان ہوا تو اس کے ساتھ ہی پورے ہندوستان بالخصوص پنجاب میں خوفناک ہندو مسلم فساد برپا ہو گیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے ہر طرف قتل و غارت اور بربریت، لوٹ کھسوٹ کا بازار گرم ہو گیا۔ اموال و املاک کی تباہی اور بربادی کے ساتھ ساتھ لاکھوں انسانوں کے خون سے ہولی کھیلی جا رہی تھی۔ ہندوؤں اور مسلمانوں میں علاقائی تبادلہ شروع ہو گیا۔ مسلمان اپنی مساجد، خانقاہوں، دینی مدارس و مراکز اور گھر بار کو ویران چھوڑ چھاڑ کر پاکستان ہجرت کرنے پر مجبور ہو گئے اور کچھ ہی عرصہ میں بالخصوص مشرقی پنجاب مکمل طور پر مسلمانوں سے خالی ہو گیا۔

اس کے مقابل پر قادیان جو جماعت احمدیہ عالمگیر کا مقدس دائمی مرکز ہے محض خلافت احمدیہ حقہ کی برکت سے قادیان کے مقامات مقدسہ کی حفاظت کیلئے 313 جانثار احمدی کسی قسم کے خوف کی پرواہ کئے بغیر خدا کی خاطر خدا کے ایک پیارے کی پیاری بستی میں اس عہد کے ساتھ بیٹھ گئے کہ ہم اپنی جان، مال، عزت و آبرو سب کچھ قربان کر دیں گے مگر مرکزِ احمدیت پر آنچ نہ آنے دیں گے۔ جن کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی رویاء کی روشنی میں درویش کے عظیم الشان خطاب سے نوازا گیا۔

تاریخ احمدیت شاہد ہے کہ سیدنا حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے ہندوستان کے بگڑتے ہوئے حالات اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں کے مطابق اپنی جماعت کو پہلے سے ہی آنے والے حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار کرنا شروع کر دیا تھا مثلاً قادیان میں بسنے والے احمدیوں کو آپ نے تحریک فرمائی کہ ہر احمدی اپنے گھر میں کم از کم دو سال کیلئے اناج کا ذخیرہ کرے جس میں ہر وہ چیز شامل ہو جو ذخیرہ کی جا سکتی ہو تا کہ نامساعد حالات میں خوراک کی تکلیف نہ ہو۔ اسی طرح آپؓ مختلف وقتوں میں ایسی ہدایات سے نوازتے رہے کہ اگر کسی وقت باہر سے حملہ ہو تو کونسی دفاعی تدابیر اختیار کی جائیں تا کہ حملہ کی صورت میں کم از کم نقصان ہو۔

چونکہ قادیان جماعت احمدیہ کا مرکز تھا لہٰذا قادیان کے گردونواح کے مسلمان حملہ آوروں سے بچ کر اس کثرت سے قادیان میں جمع ہو رہے تھے کہ ایک وقت میں ان کی تعداد ایک لاکھ سے بھی تجاوز کر گئی۔ ایسے میں سب سے بڑی ذمہ داری یہ تھی کہ ان کی خوراک کا اور قادیان کی صفائی کا انتظام کیا جائے۔ لہٰذا حضور رضی اللہ عنہ کے ارشاد سے ان سب کے کھانے کا انتظام لنگر خانہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کیا جاتا رہا اور قادیان کے خدام دن رات ان کی خدمت

اور صفائی وغیرہ کے انتظام میں مصروف رہتے رہے۔

بالآخر جب حالات اس حد تک خراب ہو گئے اور ایک ایسا وقت آیا کہ قادیان سے ہجرت کرنا ناگزیر ہو گیا تو اولوالعزم خلیفۂ برحق کی حُسن تدبیر سے افراد جماعت اور پناہ گزین ایک نظام کے تحت ہجرت کر کے لاہور جا رہے تھے اور دوسری طرف ایسے روح فرسا حالات میں جبکہ ہر طرف کشت وخون کا بازار گرم تھا اور نفسا نفسی کا عالم تھا، حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی اس تحریک پر کہ باہر کی جماعتیں قرعہ اندازی کر کے نوجوانوں کو مقامات مقدسہ کی حفاظت کیلئے قادیان بھجوائیں۔ ہندوستان بھر کی جماعتوں نے جس والہانہ ایثار وقربانی اور عشق وفدائیت کا مظاہرہ پیش کرتے ہوئے اپنے آپ کو پیش کیا وہ قیامت تک آنے والی نسلوں کیلئے قابل رشک نمونہ ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ سیدنا حضور رضی اللہ عنہ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ حفاظت مرکز کیلئے خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نمائندگی میں میرے بچوں میں سے بھی ایک نمائندہ قادیان میں رہے گا۔ چنانچہ قرعہ اندازی کے مطابق سب سے پہلے محترم حضرت صاحبزادہ مرزا خلیل احمد صاحب دو ماہ تک قادیان رہے اور ان کے بعد محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نور اللہ مرقدہٗ کو آخر دم تک بطور درویش قادیان میں رہنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

چنانچہ بعد کے حالات میں ان جواں ہمت، سرفروش مجاہدین نے اپنے بے مثال عملی نمونہ اور کردار سے ثابت کر دکھایا کہ وہ فی الحقیقت درویش جیسے عظیم خطاب کے مستحق تھے۔ ابتدائی دور میں درویشان کرام میں سے بعض افراد کے سپرد دفتری نوعیت کی ڈیوٹیاں تھیں اور اکثر کے ذمہ پہرہ داری کی ڈیوٹی تھی جن میں اکثر حصہ ان کا تھا جو رات کو بھی ڈیوٹی دیا کرتے اور دن کو وقار عمل میں مشغول رہتے۔ آنے والے حالات کے پیش نظر جماعت نے پوری طرح حفاظتی تدابیر کر لی تھیں اور بالخصوص وہ حصہ جو اس وقت جماعت کے پاس ہے اور جو مقامات مقدسہ یا اس کا قریبی حصہ ہے اس کی گلیوں کو بعض جگہوں سے بند کر دیا گیا تھا جس کی وجہ سے یہ حصہ کافی حد تک محفوظ تھا۔ البتہ بہشتی مقبرہ جو کہ ناصر آباد کے قریب تھا وہ غیر محفوظ تھا اور سخت مخدوش تھا اس وقت تک بہشتی مقبرہ کے اردگرد دیوار نہ تھی لہٰذا سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے مزار مبارک اور بہشتی مقبرہ کی حفاظت کی غرض سے دیوار بنانے کا پروگرام بنایا گیا۔ چنانچہ بہشتی مقبرہ کے چاروں اطراف مٹی کی دیوار بنانے کا کام شروع ہوا۔ اس کام میں درویشان کرام کا ولولہ اور جوش دیکھنے کے لائق تھا۔ ساری ساری رات ڈیوٹیاں دینے کے بعد بھی ہر درویش دیوار بنانے میں ہمہ تن مصروف نظر آتا اور دیکھتے ہی دیکھتے بہشتی مقبرہ کے اطراف ایک دیوہیکل کچی دیوار کھڑی کر دی گئی اور پہرہ داری کیلئے کمرے تیار کر دیئے گئے۔ ابتدائے درویشی کا یہ ایک عظیم کارنامہ تھا۔

ایک اور عظیم کارنامہ جو تاریخ کے اوراق میں آب زر سے لکھنے جانے کے قابل ہے یہ ہے کہ درویشان کرام خود تو قیدیوں کی سی زندگی بسر کر رہے تھے اور ایک مختصر سے حلقے میں محدود تھے لیکن انتہائی غیرت دینی اور اسلامی جذبہ سے سرشار ہو کر ہر قسم کے خطرات سے بالا ہو کر اغوا شدہ مسلم خواتین کی بازیابی کا فریضہ سر انجام دیا۔ بڑی محنت اور جانفشانی سے پہلے کھوج کی جاتی کہ اغوا شدہ عورتیں کس حال میں کس گاؤں میں رہتی ہیں اور ان کے نام کیا ہیں اور پھر پولیس اور سیاسی اور سول حکام کی مدد سے انہیں برآمد کرنے کی کوشش کی جاتی۔ بعض عورتیں تو منارۃ المسیح سے بلند ہونے والی اذان کی آواز سن کر خود موقعہ پا کر قادیان پہنچ جاتیں اور اردگرد بلکہ دور دراز علاقوں سے بعض عورتیں غیر مسلموں سے قادیان کی اسلامی بستی کا ذکر سن کر خاموشی سے موقع پا کر بھاگ آتیں۔ اسی طرح قادیان کے اردگرد بکثرت ایسے مسلمان تھے جو اپنی شناخت تبدیل کر کے رہ رہے تھے لیکن پاکستان جانے کے خواہش مند تھے غرضیکہ ایسے سینکڑوں مسلمان مردوں اور عورتوں کی ہر ممکن مدد کر کے انہیں باحفاظت پاکستان ان کے اقارب کے پاس پہنچانے کا انتظام کیا جاتا رہا۔

یہ زمانہ اگرچہ درویشان قادیان کیلئے انتہائی صبر آزما اور بڑے ابتلاء کا دور تھا بہت سے درویش شادی شدہ تھے۔ عورتوں اور بچوں سے دور دھونی رما کر یوں بیٹھے کہ ان کے ذمہ جو ڈیوٹی لگائی جاتی اسے بڑی مستعدی سے ادا کرتے بلکہ ہر نیکی کے کام میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے میں کوشاں رہتے۔ ہر درویش دن رات دعاؤں اور ذکر الٰہی اور کلام الٰہی کی تلاوت میں مشغول رہتا۔ اکثر درویش دن کو روزے اور راتوں کو شبینہ عبادات سے زندہ رکھتے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ آپسی محبت و پیار کا یہ حال تھا کہ ہر ایک دوسرے پر جان فدا کرنے کیلئے ہر دم تیار رہتا۔

شروع درویشی میں نہایت قلیل مقدار میں سبھی کو لنگر خانہ سے کھانا ملتا تھا اور اس پر طرہ یہ کہ قادیان کے بعض پرانے مکینوں نے ہجرت کر کے آنے والے نئے مخالفین کے ساتھ ملکر درویشان قادیان سے سوشل بائیکاٹ کا اعلان کر دیا۔ کھانے پینے کی اشیاء کی پہلے ہی شدید قلت تھی اس پر بائیکاٹ مزید ایک بہت بڑا ابتلاء بن گیا اور پھر کئی مرتبہ ایسے خوفناک لمحات کا سامنا ہوا جبکہ ان سب کا موت کے گھاٹ اتار دیا جانا یقینی نظر آتا تھا مگر صبر ورضاء کے متوالے جب موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالکر اس طرح مسکرا دیتے کہ موت بھی انہیں دیکھ کر مسکرا کر واپس چلی جاتی۔ سچی بات تو یہ ہے کہ درویشان کرام کی ان بے مثال قربانیوں کو دیکھ کر اقبالؔ کا یہ شعر بجا طور پر ان پر بھی صادق آتا ہے۔

بے خطر کود پڑا آتشِ نمرود میں عشق
عقل ہے محو تماشائے لب بام ابھی

اور ایسے ہی قوی الایمان مومنین کا ذکر کرتے ہوئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

”جو سچا مومن ہے ابتلاء میں اس کے ایمان کی حلاوت اور لذت اور بھی بڑھ جاتی ہے اللہ تعالیٰ کی قدرتوں اور اس کے عجائبات پر اسکا ایمان بڑھتا ہے اور

وہ پہلے سے بہت زیادہ خدا تعالیٰ کی طرف توجہ کرتا ہے اور دعاؤں سے فتح یاب اجابت چاہتا ہے۔''

چونکہ تقسیم ملک نے مسلمانوں اور غیر مسلموں کے درمیان شدید نفرتوں کے بیج بودیئے تھے لہٰذا کسی مسلمان کا کسی غیر مسلم علاقہ میں جانا موت کو دعوت دینا تھا۔ چنانچہ ابتدائی دور میں جب کسی اہم کام کیلئے قادیان کے دوسرے محلے یا قادیان سے باہر جانے کی ضرورت پیش آتی تو تھانے سے باقاعدہ پولیس کا انتظام کرانا پڑتا جو بذات خود بڑا دشوار گذار امر تھا لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ماحول میں خوشگوار تبدیلی آتی گئی۔ اس تبدیلی میں بھی خلیفہ وقت کے زرّیں مشوروں اور دعاؤں کے ساتھ ساتھ جماعت احمدیہ کی پرامن تعلیمات کا بہت بڑا دخل تھا اور پھر قادیان میں آکر بسنے والوں نے جب درویشان کرام کے اعلیٰ اخلاق اور حسن کردار کو دیکھا تو نفرتیں پیار و اُلفت میں تبدیل ہوگئیں۔

الغرض یہ خلافت احمدیہ کی عظیم الشان برکات ہی تھیں جس نے درویشان کرام کو ثبات قدم بخشا اور خلیفہ وقت کی دل سوز متضرعانہ دعائیں تھیں جن کے طفیل اللہ تعالیٰ کے فرشتوں نے انہیں صبر واستقامت اور سکینت بخشی اور اولوالعزم خلیفۂ برحق کے وہ ولولہ انگیز اور زندگی بخش ارشادات وخطبات تھے جس کے نتیجہ میں چند نہتے درویشوں کو وہ ہمت وشجاعت اور عزم وہمت عطا ہوئی جس کی مثال آنحضرت ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہ کے سوا ملنا ممکن نہیں۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان قیامت خیز حالات سے پہلے ہی اپنی جماعت کو یہ خوشخبری سنادی تھی کہ:

''یہ ممکن ہوسکتا ہے کہ سورج ڈوبے اور پھر نہ چڑھے اور ہم اس کے چڑھنے کا انتظار کرتے رہیں یا سورج چڑھے اور وہ نہ ڈوبے اور ہم اس کے ڈوبنے کا انتظار کرتے رہیں مگر یہ نہیں ہوسکتا کہ بڑی سے بڑی آفت بھی اسلام کو نقصان پہنچا سکے۔ یقیناً ہم ابتلاؤں میں کامیاب ہوں گے۔'' نیز فرمایا:

''خدا نے اپنے ہاتھ سے ہماری جماعت کو قائم کیا ہے۔ خدا اپنے لگائے ہوئے پودے کو دشمن کے ہاتھ سے کبھی تباہ نہیں ہونے دے گا۔ خدا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا اس ملک میں کبھی نیچا نہیں ہونے دے گا۔ خدا قرآن کو اس ملک میں کبھی ذلیل نہیں ہونے دیگا۔ وہ ضرور ان کو پھر عزت بخشے گا اور ان کو فتح وکامرانی عطا کرے گا...... خدا تعالیٰ کا یہ فیصلہ ہے کہ اسلام کی فتح ہو، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فتح ہو اور پھر قرآن کا جھنڈا تمام جھنڈوں سے اونچا لہرائے گا .... اگر سارے احمدی مارے جائیں اور صرف ایک پودا اللہ تعالیٰ رکھ لے تو اس سے احمدیت دوبارہ تر وتازہ ہو جائے گی اور خدا کی باتیں کبھی پورے ہونے سے رہ نہیں سکیں گی۔ یہ یقینی بات ہے کہ موجودہ مصیبت ہمارے قدم کو متزلزل نہیں کرسکتی بلکہ اس کے ذریعہ سے ہماری جڑیں اور بھی پاتال میں چلی جائیں گی اور ہماری شاخیں آسمان سے باتیں کرنے لگیں گی۔''

(الفضل ۳۱؍اکتوبر ۱۹۴۸ء)

آج دنیا گواہ ہے اور اپنے تو اپنے غیر بھی معترف ہیں کہ جماعت احمدیہ کا دائمی مرکز خدا کے فضل سے قائم ودائم اور فعال رہا۔ قادیان کی مسجد اقصیٰ کے بلند منارۃ المسیح سے پانچ وقت موذن کی اذان اعلان کرتی رہی کہ خدائے واحد کے سچے عبادت گذار اور پرستار غیر اللہ کی غلامی سے آزاد ہو کر جب خدائے واحد پر کامل توکل کرتے ہیں تو دنیا کی کوئی طاقت انہیں زیر نہیں کرسکتی۔

بے شمار خانقاہیں ویران اور سینکڑوں مزاروں کے نام ونشان مٹ گئے حتّٰی کے مخالفین احمدیت کی قبور کی خدائے قہار نے خاک اڑا دی لیکن وہ بہشتی مقبرہ جس کا قیام امام الزمان نے اس وعدہ الٰہی سے فرمایا تھا کہ اس میں جنّتی لوگ ہی دفن ہوں گے اور خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقدس مزار مبارک پر دعاؤں کا جو سلسلہ سو سال قبل شروع ہوا تھا آج تک جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گا۔ انشاء اللہ۔

بالآخر اخبار ''ریاست'' کے ایڈیٹر صاحب کی اس رائے پر اس مضمون کو ختم کیا جاتا ہے۔ اخبار اپنی ۲؍دسمبر ۱۹۵۷ء کی اشاعت میں رقمطراز ہے:-

''یہ واقعہ انتہائی دلچسپ ہے کہ جب مشرقی پنجاب میں خونریزی کا بازار گرم تھا، مسلمانوں کا مسلمان ہونا ہی ناقابل تلافی جرم تھا۔ مشرقی پنجاب کے کسی ضلع کے کسی مقام پر بھی کوئی مسلمان باقی نہ رہا یا تو پاکستان چلے گئے یا قتل کردیئے گئے۔ تو قادیان میں چند درویش صفت احمدی تھے جنہوں نے اپنے مقدس مقامات چھوڑنے سے انکار کردیا اور انہوں نے ننگ شرافت لوگوں سے ننگ انسانیت مظالم برداشت کئے اور جن کو بلا خوف تردید مجاہد قرار دیا جاسکتا ہے اور جن پر آئندہ کی تاریخ فخر کرے گی کیونکہ امن اور آرام کے زمانہ میں تو ساتھ دینے والی تمام دنیا ہوا کرتی ہے۔

ان لوگوں کو انسان نہیں فرشتہ قرار دینا چاہئے جو اپنی جان کو ہتھیلی پر رکھ کر اپنے شعار پر قائم رہے اور اموات کی پرواہ نہ کرے۔ اب بھی قادیان کے درویشوں کے اسوۂ حسنہ کا خیال آتا ہے تو عزت و احترام کے جذبات کے ساتھ گردن جھک جاتی ہے اور ہمارا ایمان ہے کہ یہ ایسی شخصیتیں ہیں جن کو آسمان سے نازل ہونے والے فرشتے قرار دینا چاہئے۔''

(اخبار ''ریاست'' ۲؍دسمبر ۱۹۵۷ء)

تقسیم ملک پر 61 سال کا عرصہ ہو رہا ہے درویشان کا اکثر حصہ مِنْهُمْ مَنْ قَضٰى نَحْبَهٗ کے مطابق اپنے عہد وفا کو احسن رنگ میں پورا کرتے ہوئے خدا کے حضور حاضر ہو چکا ہے اور چند ایک درویش باقی ہیں اللہ تعالیٰ ان کی عمر وصحت میں برکت دے اور سب کی قربانیاں قبول فرماتے ہوئے ان کو اپنی رضا کی جنتوں میں داخل کرے اور ان کی عیال واولاد کو بھی ان کے نیک نقش وقدم پر چلنے کی توفیق دے اور ان سب کو خلافت حقہ اسلامیہ کے زیر سایہ ہمیشہ اپنے افضال وبرکات سے نوازتا رہے۔ آمین۔

☆☆☆

منکرینِ خلافت کا عبرتناک انجام

﴿ مکرم مولانا عنایت اللہ صاحب، نائب ناظر اصلاح وارشاد قادیان ﴾

اللہ تبارک وتعالیٰ کا یہ پختہ وعدہ ہے کہ وہ امت محمدیہ میں ایمان لانے والوں اور مناسب حال عمل کرنے والوں میں خلافت قائم رکھے گا اور خلافت کے نتیجہ میں اُنکے دین کو مضبوطی عطا فرمائے گا۔ اُن کے خوف کی حالت کو امن میں بدل دے گا۔ جبکہ خلافت سے روگردانی کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے نافرمان ٹھہرایا ہے۔ گویا انہیں نافرمانی کی سزا دی جائے گی۔ (سورۃ النور: آیت ۵۶)

سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام جنہیں اللہ تبارک تعالیٰ نے سیدنا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی اور آپکی اتباع میں اُمتی بنا کر مبعوث فرمایا آپکے وصال ۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء کے بعد ۲۷ رمئی ۱۹۰۸ء کو آپ کی جماعت کو خلافت کے انعام سے سرفراز فرمایا اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد آپ کے جانشین کے طور پر حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحب بھیروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپؑ کا خلیفہ مقرر فرمایا۔

سیدنا حضرت صاحبزادہ مرزا بشیرالدین محمود احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلافت کی تائید میں اپنے مشورہ میں فرمایا کہ:

’’حضرت مولانا سے بڑھ کر کوئی نہیں اور خلیفہ ضرور ہونا چاہئے اور حضرت مولانا ہی خلیفہ ہونے چاہئیں ورنہ اختلاف کا اندیشہ ہے اور حضرت اقدس علیہ السلام کا ایک الہام ہے کہ اس جماعت کے دو گروہ ہوں گے ایک طرف خدا ہوگا۔‘‘

(اصحاب احمد جلد دوم ۳۸۹ طبع اوّل ۱۹۵۲ء)

رویاء حضرت مصلح موعودؓ:

اسی سال کے آخر میں یا ۱۹۰۹ء کی ابتداء میں آپ کو رویاء میں دکھایا گیا۔ آپؓ فرماتے ہیں:-

’’میں نے رویاء میں دیکھا کہ مسجد میں جلسہ ہو رہا ہے اور حضرت خلیفۃ اوّلؓ تقریر فرما رہے ہیں مگر آپ اس حصۂ مسجد میں کھڑے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بنوایا تھا۔ اُس حصہ مسجد میں کھڑے نہیں ہوئے جو بعد میں جماعت کے چندہ سے بنوایا گیا تھا۔ آپ تقریر مسئلہ خلافت پر فرما رہے تھے اور میں آپ کے دائیں طرف بیٹھا ہوں۔ آپ کی تقریر کے دوران میں خواب میں ہی مجھے رقت آگئی اور بعد میں کھڑے ہو کر میں نے بھی تقریر کی جس کا خلاصہ قریباً اس رنگ کا تھا کہ آپ پر لوگوں نے اعتراض کر کے آپ کو سخت دکھ دیا ہے مگر آپ یقین رکھیں کہ ہم نے آپ کی سچے دل سے بیعت کی ہوئی ہے اور ہم آپ کے ہمیشہ وفادار رہیں گے۔ پھر خواب میں ہی مجھے انصار کا واقعہ یاد آگیا۔ جب اُن میں سے ایک انصاری نے کھڑے ہو کر کہا تھا، یا رسول اللہ! ہم آپ کے دائیں بھی لڑیں گے اور بائیں بھی لڑیں گے، آگے بھی لڑیں گے اور پیچھے بھی لڑیں گے اور دشمن آپ تک نہیں پہنچ سکے گا جب تک وہ ہماری لاشوں کو روندتا ہوا نہ آوے۔ اُسی رنگ میں مَیں بھی کہتا ہوں کہ ہم آپ کے وفادار ہیں اور لوگ خواہ کتنی بھی مخالفت کریں ہم آپ کے دائیں بھی لڑیں گے اور بائیں بھی لڑیں گے اور آگے بھی لڑیں گے اور پیچھے بھی لڑیں گے اور دشمن آپ کے پاس اس وقت تک نہیں پہنچ سکے گا جب تک وہ ہم پر حملہ کر کے ہمیں ہلاک نہ کر لے۔ قریباً اسی قسم کا مضمون تھا جو رویاء میں مَیں نے اپنی تقریر میں بیان کیا۔

(سوانح فضل عمر جلد اوّل صفحہ ۱۹۴-۱۹۵)

چنانچہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال پر ابھی ۶-۷ ماہ کا ہی عرصہ گزرا تھا کہ منکرین خلافت جنہوں نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کی بیعت محض آپ کے بلند مرتبہ اور اس موقعہ پر جماعت کے عمومی رجحان سے مرعوب ہو کر کی تھی۔ خلافت کے وقار اور اُس کے مقام کو گرانے کے لئے چہ میگوئیاں کرنے لگ گئے۔ چہ میگوئیاں کرنے والے وہی احباب تھے جو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حیات میں بھی بے ادبیاں کرنے سے باز نہیں رہے۔ چنانچہ ان احباب کا ۱۹۰۵ء میں ایڈیٹر اخبار وطن سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی منشاء کے خلاف گٹھ جوڑ اور لنگر خانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر بدظنی کرنا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بلند شان اور عظیم مرتبہ کے مقابل پر انجمن کو جماعتی تنظیم و اتحاد کا ذریعہ سمجھنا اور بتانا اور اسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا سب سے بڑا کارنامہ بتانا۔ ممبران صدر انجمن کی تقرری کے تعلق سے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کو پس پشت ڈالنا۔ لنگر خانہ جس کا انتظام حضور علیہ السلام کے ہاتھ میں تھا۔ اس پر قبضہ کرنے کے لئے بعض مہمانوں کے سامنے بدانتظامیوں

کا رونا رونا۔ اس قسم کی اور بہت ساری بے ادبیاں ان احباب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں کیں۔ آپؑ کے وصال کے بعد اور خلافت قائم ہونے پر جب ان لوگوں نے خلافت اور خلیفۃ المسیح کے تعلق سے واشگاف رنگ میں بے ادبی شروع کی اور خلیفہ کے مقام کو گراکر پیش کرنا شروع کیا تب حضرت میر محمد اسحاق صاحب رضی اللہ عنہ نے مقام خلافت سے متعلق ایک سوالنامہ تیار کر کے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کی خدمت میں بھجوایا۔ سوالنامہ میں دریافت کیا گیا تھا کہ:

☆-صدر انجمن احمدیہ اور خلیفہ وقت کے آپستی تعلقات کیا ہیں یعنی آپس میں کیا فرق ہے؟

☆-خلیفۃ المسیح کیا خود اشاعت اسلام و جماعت احمدیہ کی مدّات کا انتظام کرسکتا ہے یا نہیں؟

☆-خلیفۃ المسیح کا حکم صدر انجمن مسترد کر سکتی ہے یا نہیں؟

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح اوّل کی خدمت میں یہ سوالنامہ پیش ہونے پر آپ نے یہ سوالات اس وقت کے سیکرٹری صدر انجمن احمدیہ جناب مولوی محمد علی صاحب ایم اے کو بغرض جواب بھجوادیئے۔

مولوی صاحب موصوف کا جواب اس طرح تھا۔ لکھتے ہیں:

''۱-اس وقت خلافت کے منصب پر بیٹھنے والا صدر انجمن احمدیہ کا صدر ہے۔ یعنی جس شخص کو حضرت صاحب نے مجلس معتمدین صدر انجمن احمدیہ کا میر مجلس منتخب فرمایا تھا، اسی کو ساری قوم نے اتفاق کے ساتھ خلیفہ منتخب کیا ہے۔ پس وہ اور صدر انجمن احمدیہ ایک ہی چیز ہیں۔ آئندہ جیسا خلیفہ ہوگا ویسے ہی اس کے ساتھ تعلقات ہوں گے۔ علم غیب کوئی نہیں جانتا۔ لیکن حضرت صاحب کی وصیت سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ خلیفہ کا کوئی فرد واحد ہونا ضروری ہے۔ گو بعض صورتوں میں ایسا ہوسکتا ہے جیسا کہ اب ہے بلکہ حضرت صاحب نے انجمن کو اپنا خلیفہ بنایا ہے اور یہ ضروری نہیں کہ خلیفہ ایک ہی شخص ہو بلکہ ایک جماعت بھی ہوسکتی ہے اور یہ اس واسطے بھی ہے کہ انجمن کے واسطے حضرت اقدسؑ نے دُعا کی ہے کہ ایسے امین ہمیشہ اس سلسلہ کو ہاتھ آتے رہیں جو خدا کے لئے کام کریں اور خاص طور پر اگر اس امانت کے قابل کسی ایک فرد واحد کو سمجھا ہے تو وہ حضرت مولوی نور الدین صاحب ہی ہیں۔

۲-انجمن کو ایک مامور من اللہ نے الہام الٰہی کے مطابق قائم کیا ہے اگر کوئی خلیفہ مامور من اللہ ہوتو وہ مطابق منشاء الٰہی اس میں جو چاہے گا تغیر کر سکے گا، دوسرے کے واسطے جائز نہیں۔

۳-حضرت صاحب نے جائیدادوں اور مالوں اور مکانوں کا صرف محافظ ہی نہیں بنایا بلکہ ان کا مالک بھی قرار دیا ہے۔ ہاں صرف یہ روک ہے کہ اس انجمن کا کوئی ممبر کسی جائیداد یا مال کو اپنے ذاتی اغراض میں خرچ نہیں کر سکتا۔ اور نہ ہی خود انجمن سوائے اغراضِ سلسلہ کے کسی طرح پر خرچ کرسکتی ہے۔''

(حقیقت اختلاف حصہ اوّل صفحہ ۳۹ تا ۴۰ بحوالہ سوانح فضل عمر جلد اوّل صفحہ ۹۱-۱۹۰)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کو مولوی محمد علی صاحب کے اس جواب پر سخت حیرت ہوئی کیونکہ اُن کے جواب سے صاف عیاں تھا کہ اُن کے نزدیک خلیفۃ المسیح کا کوئی مقام ہی نہیں۔ وہ تو اس انجمن کو جس کے ممبران کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے مشیر کے طور پر نامزد کیا ہوا تھا سب کچھ سمجھتے تھے جیسا کہ اُن کے جواب میں ظاہر تھا۔

تاہم حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے فرمایا کہ:

ان سوالات کو جواب کے لئے چالیس ایسے آدمیوں کے پاس بھی بھیجا جائے جو جماعت میں نمائندہ حیثیت کے مالک ہوں اور پھر اُن کی رائے سے آپ کو اطلاع دی جائے۔

نیز یہ نمائندے ۳۱؍جنوری ۱۹۰۹ء کے دن بغرض مشورہ جمع ہوں۔ چنانچہ جب یہ سوال نامہ دیگر احباب تک پہنچا تو ہر ایک نے اپنی اپنی سمجھ کے مطابق جواب لکھا۔ انجمن کے ممبران میں سے مکرم خواجہ کمال الدین صاحب، مکرم ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب، مکرم شیخ رحمت اللہ صاحب اور مکرم ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب کا جواب جناب محمد علی صاحب کے جواب کے ہی مطابق تھا کہ:

''حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وصیت کی رو سے اُن کی جانشین انجمن ہے۔ حضرت صاحب نے کسی فرد واحد کو اپنا جانشین نہیں بنایا۔ یہ اور بات ہے کہ اس انجمن نے بالاتفاق آپ (مراد حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ) کے ہاتھ پر بیعت کر کے آپ کو اپنا مطاع بنالیا۔ یہ تو اس کا اپنا ذاتی فعل ہے۔ وہ وصیت کے ماتحت ایسا کرنے پر مجبور نہ تھی۔

(تاریخ احمدیت جلد ۴ صفحہ ۲۷۲)

اس کے ساتھ ساتھ اسی دوران مکرم خواجہ کمال الدین صاحب نے لاہور کے احمدیوں کا ایک جلسہ اپنے مکان پر رکھ کر تقریر کی اور احباب جماعت لاہور کے سامنے خلافت کو جماعت کے لئے ایک خطرہ ظاہر کرتے ہوئے بتایا کہ:

''سلسلہ کی تباہی کا خطرہ ہے۔ اصل جانشین حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی انجمن ہی ہے۔ اور اگر یہ بات نہ رہی تو جماعت خطرہ میں پڑ جائے گی اور سلسلہ تباہ ہوجائے گا۔''

اور اس پر جلسہ میں شریک سب لوگوں سے دستخط بھی لئے حاضرین میں سے دو احباب محترم حکیم محمد حسین صاحب قریشی سیکرٹری انجمن احمدیہ لاہور اور بابو غلام محمد صاحب فورمین ریلوے دفتر لاہور نے دستخط کرنے سے انکار کیا باقی سب نے دستخط کر دیئے۔ یہ وہی خواجہ کمال الدین صاحب ہیں جنہیں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال سے چند روز قبل رویا میں دکھایا گیا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد

حضرت حکیم نورالدین صاحب آپ کی جانشینی کریں گے۔اس رویاء کووہ خود بیان کرتے رہے۔

حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو خواجہ صاحب کے اُستاد بھی تھے، نے خواجہ صاحب کے نام ایک نصیحت آمیز مکتوب میں اُنکی رویاء کا کچھ اس طرح ذکر فرمایا ہے۔

(۱) ''اول میں آپکو آپ کی ان رویاؤں کیطرف توجہ دلانا چاہتا ہوں جو آپ کی ذات کے لئے سب سے زیادہ حجّت ہیں۔منجملہ ان کے آپ کی وہ رویاء جو آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں آپ کی زندگی کے بالکل آخری ایام میں شائد ایک دو دن قبل از وفات پیش کی تھی عرض کی جاتی ہے۔آپ نے بیان کیا تھا کہ میں بمع اپنے چند رفقاء کے اسیرانِ سلطانی کی حیثیت میں گرفتار ہو کر ایک عدالت میں پیش کیا گیا۔اور جس مجسٹریٹ کے سامنے حاضر کیا گیا دیکھا تو وہ مولانا مولوی نورالدینؓ صاحب ہیں۔اس رویاء کی صداقت حضرت مولوی صاحبؓ کی خلافت کے دور میں جس طرح ظہور میں آئی اس سے نہ تو آپکو ہی انکار ہو سکتا ہے اور نہ اور کسی ایسے شخص کو جو ان حالات سے کچھ بھی واقفیت رکھتا ہو۔ ابتداء دور خلافت میں آپ کا لاہور میں خلیفہ کی معزولی کے لئے لاہوری احباب کے سامنے دستخط کی غرض سے ایک تحریر پیش کرنا فتنۂ بغاوت کی یہ وہ آگ تھی جو پہلے آپ نے اپنے دست فساد سے سلگائی اور جس کی چنگاریاں اور شرارے اندر ہی اندر جماعت میں تعلقات خلافت اور معاہدات بیعت کے نازک رشتوں کو جلانے سے خوفناک صورت پیدا کرنے لگے۔تب حضرت خلیفہ اوّلؓ نے ایک خاص مجلس کے انعقاد کے لئے اکابر کو بلایا اور مسجد مبارک کی چھت پر وہ مجلس قائم کی گئی جسکو دوسرے لفظوں میں دربار خلافت کے نام سے بھی موسوم کر سکتے ہیں۔ہاں خواجہ صاحب! یہ وہی عدالت تھی جس میں آپ بمع اپنے دیگر رفقاء کے اسیرانِ سلطانی کی حیثیت میں گرفتار ہو کر حاضر کئے گئے اور آپ سے بعد فتح عہد اوّل کے دوبارہ بیعت لی گئی۔

اس رویاء کے بیان کرنے سے میری یہ غرض ہے کہ آپ کی رویاء صادقہ سے یہ بات صاف طور سے ثابت ہوتی ہے کہ آپ کا خلیفہ اول کے عہد میں خلافت کا مخالف ہونا، آپکو جرم بغاوت کا مرتکب قرار دیتا ہے اور آپکو بمع آپ کے رفقاء کے آپ کی رویاء میں اسیران سلطانی کے نام سے موسوم کرنا اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ آپ جب بھی بغاوت کرینگے اپنے ارادوں میں کامیاب نہیں ہونگے بلکہ ''اسیران'' کا لفظ بتلاتا ہے کہ آپ نامرادی کے ساتھ خلیفہ کے مقابلہ میں عاجز اور مغلوب کئے جائینگے۔اور خلیفہ کو اسیران سلطانی کے فقرہ میں سلطان کے نام سے موسوم کرنا اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ خلیفہ خدا کی طرف سے قومی نظام کو قائم رکھنے کیلئے بطور سلطان کے ہے جس کی اطاعت نہایت ضروری ہے۔پھر سلطان کے لفظ میں یہ بھی اشارہ ہے کہ خلیفہ کے باغیوں کا گروہ جب کبھی بھی اس کی مخالفت کے لئے اٹھیگا غلبہ خلیفہ کو ہی عطا ہوگا کیونکہ سلطان تسلط اور غلبہ کے معنوں میں بھی آتا ہے۔پھر اسیر اور سلطان کی باہمی نسبت اس بات کی اور بھی تائید کرتی ہے کیونکہ جب تک خلیفہ کو غلبہ اور تسلط عطا نہیں ہوگا کوئی اس کا اسیر کیسے ہو سکتا ہے پھر سلطان اس دلیل اور برہان کو بھی کہتے ہیں جو اپنی قوت اور تاثیر سے دلوں پر تسلط اور قابو پالیتی ہے یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ خلیفہ اپنی خلافت کے ثبوت حقیت میں ایسے ایسے دلائل رکھتا ہے کہ مناظرہ کے وقت فریق مخالف کو اس کے مقابلہ سے عاجز آکر اس کا اسیر ہونا پڑتا ہے۔خواجہ صاحب! پھر اسی الہامی فقرہ کا آپکو ہی بتایا جانا اور باوجود اس کے کہ اسیران کے لفظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کے سوا اور بھی اسیر ہونیوالے ہیں دوسروں کو نہ بتایا جانا یہ اسی بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ بانی فساد دراصل آپ ہی ہونگے اور دوسرے اسیر آپ کی رفاقت سے اس ابتلاء میں پڑینگے۔اور چونکہ دوسرے اسیر آپ کے زیر اثر ہونے سے اس ابتلا میں مبتلا ہونیوالے تھے اس لئے متاثرین پر مؤثر کے مقدم ہونیکے سبب اس رویاء سے آپ کو ہی آگاہ کیا گیا کیونکہ دوسروں کے لئے آپ موثر تھے۔اسیران سلطانی کے فقرہ سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت خلیفہ اوّلؓ کے یہ اسیران سلطانی آپ کی وفات کے دنوں تک بطور قیدیوں اور اسیروں کے رہینگے لیکن آپ کی وفات کے بعد قید سے نکل کر خلیفہ ثانی کی مخالفت میں باغیوں کی طرح پھر کھڑے ہو جائینگے لیکن خلیفہ کے مقابلہ میں ہر وقت ناکام اور نامراد ہی رہینگے......اس کے بعد ایک رویاء میں حضرت مسیح موعود کا آپ کو سناتا ہوں امید ہے کہ آپ نے مجھ سے پہلے بھی سنا ہوگا اس رویاء کے بہت سے گواہ خدا کے فضل سے زندہ موجود ہیں اگر آپ کو انکار یا شک ہو تو وہ حلفیہ شہادت سے آپکو یقین دلا سکتے ہیں کہ اس رویاء کی صحت میں کچھ بھی شک نہیں۔وہ یہ ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ میں اور مولوی نورالدینؓ صاحب مسجد میں ہیں، اس وقت کیا دیکھتا ہوں کہ خواجہ کمال الدین دیوانوں کی طرح مجھ پر بار بار حملہ کرنے کے لئے دوڑتا ہے اور سر سے ننگا ہے تب میں نے حکم دیا کہ اسکو مسجد سے نکال دیا جائے۔گو الفاظ میں فرق ہو مگر مضمون یہی ہے۔اس خواب سے صاف طور پر واضح ہوتا ہے کہ آپ کا مسیح موعودؑ کی نبوت سے انکار کرنا اور آپ کے بعد آپ کی خلافت سے اعراض کرنا بحکم ''یتخبطه الشیطان من المس محض دنیا طلبی اور زر پرستی کی وجہ سے ظہور میں آیا۔آپ کے رفیق میاں محمد علی نے اس جگہ شیطان کے معنے دنیا کے لئے ہیں گویا حضرت مسیح موعودؑ پر مجنونانہ حملہ کرنا، شیطان دنیا کے مس سے سرزد ہوا۔اور مسجد کی تعبیر تو آپ جانتے ہونگے کہ مسجد سے مراد علی العموم جماعت مومنین ہوا کرتی ہے اور اس سے آپ کے لئے نکالے جانیکا حکم صادر ہونا بھی جس کیفیت کو ظاہر کرتا ہے وہ آپ سے مخفی نہیں۔میری غرض اس کے بیان کرنے سے صرف یہ ہے کہ آپ کو

اس بات کی طرف توجہ ہو کہ آپ موجودہ اختلاف میں حق پر نہیں۔ پس آپ لوگوں کو ناحق مغالطہ دیکر ہلاک نہ کریں۔ اور توبہ کریں کہ خیر اسی میں ہے۔ ورنہ وہ وقت قریب ہے کہ آپ دستِ تأسف ملتے ہوئے حسرت سے روئینگے اور پیٹینگے اور پھر بیوقت کی پشیمانی اور رونا پیٹنا آپ کے لئے کچھ بھی مفید اور سودمند نہیں ہوگا۔

اس کے بعد آپ کو ایک اور رویاء یاد دلاتا ہوں جو آپ نے مجھے غالباً ۱۹۱۰ء میں سنائی۔ آپنے بیان کیا تھا کہ میں نے دیکھا ہے کہ ایک ریل گاڑی اپنی لائن پر بڑی خوبی کے ساتھ جارہی ہے اور اس کے مقابل ایک اور گاڑی کو میں نے ایک واہن (باہی ہوئی زمین) میں ڈال کر چلانا چاہا ہے اس نظارہ کے بعد آنکھ کھل گئی۔ یہ رویاء بھی آپ کے لئے بہت بڑی حجت ہے اس رویاء کی صداقت حضرت خلیفۂ ثانی کے مبارک عہد کے آغاز میں ہی ظہور میں آگئی۔ اور آپنے دیکھ لیا کہ آپنے کس طرح خلافت حقہ کی گاڑی کے مقابل بغاوت کے طور پر علیحدہ گاڑی بغیر کسی لائن کے چلانی چاہی۔ آپ کا واہن میں گاڑی کو چلانے کے لئے ڈالنا جس ناکامی اور نامرادی کی خبر دیتا ہے وہ واقعات کی تصدیق سے ظاہر ہے۔ بیشک آپنے گاڑی کو واہن میں ہی ڈالا ہے اگر واہن میں آپنے گاڑی کو نہ ڈالا ہوتا اور نہ گاڑی واہن میں پھنس کر مسافروں کو بے لطفی کے ساتھ منزل مقصود سے روکتی تو مسافرین آپ کی گاڑی سے اترا تر کر خلافت حقہ کی گاڑی پر کیوں سوار ہوتے جو اپنی لائن پر خوبی کے ساتھ جارہی ہے۔ خدا کے فضل سے بہت سے منکران خلافت جو شامت اعمال سے آپ کی گاڑی پر سوار ہو گئے تھے آپ کی گاڑی سے اتر کر حضرت خلیفہ ثانی کے ہاتھ پر بیعت کر کے خلافت حقہ کی گاڑی پر سوار ہو گئے ہیں۔ اسی طرح کی رویاء انہی دنوں میں ڈاکٹر سیّد محمد حسین شاہ صاحب نے بھی مجھے سنائی تھی۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے ایک ریل گاڑی کو دیکھا ہے جو لائن پر بڑی تیزی اور صفائی کے ساتھ جارہی ہے اور اس کو چلانے والے میاں محمود ہیں۔ پھر انہوں نے یہ بھی بیان کیا کہ مجھے اس دفعہ کے بہاولپور کی طرف کے سفر میں تنبیہہ ہوئی ہے کہ میں اپنی زبان کو بند رکھوں او اس معاملہ میں خاموش رہوں۔ پھر انہوں نے اپنا ایک الہام بھی سنایا جو انہیں سورہ العصر کے الفاظ میں ہوا۔ جس پر شاہ صاحب نے جو کچھ بھی عمل کیا وہ ظاہر ہے اور جو عملی ثبوت انہوں نے الہامی الفاظ کی ہدایت کی عزت اور توقیر میں پیش کیا ہے وہ مخفی نہیں۔

......ہاں ایک اور رویاء بھی سن لیں جو آپ نے مجھے قریباً اسی زمانہ میں سنائی۔ آپ نے بیان کیا کہ میں چیف کورٹ کی عدالت میں کھڑا ہوں او اس حاکم کے سامنے کھڑا ہوں اس کا نام ریٹ صاحب ہے، اس موقع پر میں ایک چوغہ کاندھوں پر ڈالتا ہوں جو گر پڑتا ہے۔ چنانچہ پہلی دفعہ لینے سے بھی وہ گر پڑا اور دوسری دفعہ بھی وہ گر ہی پڑا۔ لیکن جب دوسری دفعہ گرا تو میں بالکل ننگا ہو گیا اور ایک کپڑا باریک جو صفاقہ کی قسم سے تھا وہ نظر آیا۔ جو باوجود موجود ہونیکے معدوم کے حکم میں تھا۔ آپ کا یہ خواب بھی کیسا صاف ہے کہ آپ نے خلیفہ اول کے وقت بھی آپ کی مخالفت کی اور خلافت کا چوغہ خود اوڑھنا چاہا جو گر گیا اور آپ ناکام اور نامراد رہے۔ اب دوبارہ حضرت خلیفہ ثانی کی مخالفت میں بڑا زور مار رہے ہیں کہ کسی طرح خلافت کا چوغہ اوڑھوں۔ لیکن یاد رکھیں کہ اس دفعہ بھی انشاء اللہ آپ ناکام اور نامراد رہیں گے۔ بلکہ ایسی قابل شرم ناکامی سے نامراد رہیں گے۔ کہ بس برہنہ ہی ہو جائیں گے جس سے آپ کی ذلت دنیا کو نظر آجائیگی۔

جب آپ لندن میں تھے تو میں نے بھی اسی مضمون کا ایک مکاشفہ دیکھا۔ میں نے دیکھا کہ لاہور میں ایک چبوترے پر کھڑا ہوں۔ اور میری نگاہ اس قدر لمبی ہے کہ لندن تک پہنچتی ہے۔ اس وقت میں نے بحالت کشف دیکھا۔ کہ آپ نمائش گاہ میں شمال کی طرف منہ کئے ہوئے بالکل برہنہ رکوع کی حالت میں کھڑے ہیں۔ تب اس وقت میں آپ کو ننگا دیکھ کر اور شمال کی طرف منہ کئے ہوئے رکوع کی حالت میں دیکھ کر بہت بڑی حسرت سے کہتا ہوں کہ خواجہ صاحب نے یہ کیا کیا۔ کہ یورپ کو قبلہ بنا کر اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ رہے ہیں۔ اب یورپ کی طرف اس قدر جھک گئے ہیں کہ رکوع تک کر رہے ہیں۔ لیکن اس ایسی نماز سے بجائے اس کے کہ کوئی فائدہ اٹھاتے بالکل ننگے ہو رہے ہیں۔ کہ سارے بدن پر ایک کپڑا تک نہیں۔ میں نے انہیں ایام میں یہ مکاشفہ کئی دوستوں کو سنایا۔ اور مجھے یقین ہو گیا کہ خواجہ صاحب اب یورپ سے لباس تقویٰ سے بالکل ننگے ہو کر مراجعت فرمائیں گے۔ سو ایسا ہی ہوا کہ خلافت کی عداوت میں آپ نے تمام شرائط تقویٰ کو بالائے طاق رکھ دیا ہے۔''

(بحوالہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۸ ستمبر ۱۹۱۵ء جلد ۳ نمبر ۴۲ صفحہ ۵ تا ۷)

دراصل سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب منشاء الٰہی کے تحت وصیت کے نظام کی بنیاد ڈالی اور اس نظام کو چلانے کے لئے نیز آمد اور جائیداد کے انتظام وانصرام کی خاطر ایک انجمن کارپرداز مصالح قبرستان قائم فرمائی۔ اس انجمن کے ممبران میں دیگر بہت سے احباب کے علاوہ مولانا محمد علی صاحب اور خواجہ کمال الدین صاحب بھی شامل تھے۔ یہیں سے ان لوگوں نے خیال کیا کہ گویا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس انجمن کو اپنا جانشین مقرر کیا ہے جو کہ بالکل غلط خیال تھا۔

حضرت میر محمد اسحٰق صاحبؓ کا سوال نامہ اسی دوران سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کی خدمت میں بھی پہنچا۔ آپ نے تو بشرح صدر خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی بیعت کی تھی۔ چنانچہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ فرماتے ہیں:

''حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کو ابھی پندرہ دن بھی نہ گزرے تھے کہ خواجہ صاحب (خواجہ

کمال الدین صاحب) نے مولوی محمد علی صاحب کی موجودگی میں مجھ سے سوال کیا کہ میاں صاحب! آپ کا خلیفہ کے اختیارات کے متعلق کیا خیال ہے۔ میں نے کہا کہ اختیارات کے فیصلہ کا وہ وقت تھا جب کہ ابھی بیعت نہ ہوئی تھی، جب کہ حضرت خلیفہ اوّل نے صاف صاف کہہ دیا کہ بیعت کے بعد تم کو پوری پوری اطاعت کرنی ہوگی۔ اور اس تقریر کو سن کر ہم نے بیعت کی تو اب آقا کے اختیار مقرر کرنے کا حق غلاموں کو کب حاصل ہے؟ میرے اس جواب کو سن کر خواجہ صاحب بات کا رُخ بدل گئے اور کہا بات تو ٹھیک ہے۔ میں نے یونہی علمی طور پر بات دریافت کی تھی اور تُرکوں کی خلافت کا حوالہ دے کر کہا کہ چونکہ آج کل لوگوں میں اس کے متعلق بحث شروع ہے، اس لئے میں نے بھی آپ سے اس کا ذکر کر دیا، یہ معلوم کرنے کے لئے کہ آپ کی کیا رائے ہے۔ اور اس پر ہماری گفتگو ختم ہوگئی۔ لیکن اس سے بہر حال مجھ پر اُن کا عندیہ ظاہر ہوگیا اور میں نے سمجھ لیا کہ اِن لوگوں کے دلوں میں حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کا کوئی ادب اور احترام نہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ کسی طرح خلافت کے اس طریق کو مٹا دیں جو ہمارے سلسلہ میں جاری ہوا ہے۔''

(اختلافات سلسلہ کی تاریخ کے صحیح حالات صفحہ ۱۳ بحوالہ سوانح فضل عمر جلد اوّل صفحہ ۱۸۶)

حضرت صاحبزادہ صاحب کی اس تحریر سے جہاں آپ کا خلافت کے تئیں شرح صدر ثابت ہے وہاں یہ بھی ثابت ہے کہ ابتداء ہی سے جماعت میں بعض سرکردہ اور دنیاوی تعلیم سے آراستہ احباب کا ایک گروہ ایسا پیدا ہو چکا تھا جو بظاہر تو نظامِ خلافت کی بجائے دنیوی جمہوری نظام کو سلسلہ عالیہ احمدیہ میں رائج کرنے کا خواہشمند نظر آتا تھا۔

حضرت صاحبزادہ صاحب نے دل و جان سے عہد اطاعت باندھا تھا اور آپ عقلاً بھی خلافت کی ضرورت و اہمیت کے قائل تھے۔ اس سب کے باوجود آپ نے سوال نامہ کا جواب دینے سے پہلے نہایت تضرع کے ساتھ اللہ کے حضور دُعائیں کیں۔ جس کے نتیجہ میں آپ کی زبان پر یہ آیت جاری ہوئی:

"قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّي لَوْلَا دُعَاءُكُمْ" اور آپ پر یہ تفہیم ہوئی کہ خلافت برحق ہے۔ جس طرح دیگر انبیاء کے خلفاء ہوتے رہے ہیں یہاں بھی خلافت ہوگی۔ جو مخالفت کر رہے ہیں اگر وہ باز نہ آئے تو ان کے لئے خدا کا عذاب ہے چنانچہ یہ حقیقت کھل جانے پر آپ نے سوالنامہ کے جواب میں اپنی یہ رائے کہ خلیفہ انجمن پر حاکم ہے نہ کہ انجمن خلیفہ پر لکھ کر بھجوا دی۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل نے ۳۱ر جنوری کو شوریٰ کے لئے احباب کو بلایا ہی تھا چنانچہ ۳۰ر جنوری کو نمائندگان مرکز میں پہنچ گئے۔ لکھا ہے کہ ۳۱ر تاریخ کی رات بڑی ہی عجیب رات تھی بہتوں نے جاگتے کاٹی۔ سب کے سب تہجد کے وقت مسجد مبارک میں جمع ہوگئے تا دعا کریں۔ فجر کی اذان کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل فجر کی نماز کے لئے تشریف لائے۔ آپ نے فجر کی نماز میں سورہ بروج کی تلاوت فرمائی۔ آیت اِنَّ الَّذِيْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ پڑھتے وقت آپ کی آواز شدت گریہ سے رک جاتی۔ آپ نے اس آیت کی دوبارہ تلاوت فرمائی اور اس موقعہ پر مخلصین جماعت کا وفور گریہ سے یہ عالم ہوا کہ وہ خون میں نہائے ہوئے مرغ بسمل کی طرح تڑپنے لگے۔ فرش سے عرش تک عجز و نیاز اور سوز و گداز سے بھری آہوں اور چیخ و پکار کا ایک کہرام بپا تھا۔ بعض روایات سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ نماز فجر سے قبل آپ کو الہامًا نماز میں سورہ بروج کی تلاوت کا حکم دیا گیا تھا۔ اور بتایا گیا تھا کہ اس سے اکثر لوگوں کے دل نرم ہو جائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل نماز پڑھا کر گھر چلے گئے تو بعض عمائد انجمن جو مخالفین خلافت میں شامل تھے یہ لیکچر دینا شروع کر دیا کہ اب مولوی صاحب (مراد خلیفۃ المسیح الاوّل) کوئی اور تقریر نہیں فرمائیں گے جس کی نسبت آپ نے آج کا وعدہ فرمایا تھا اور شوریٰ بلائی تھی۔ کیونکہ اس تقریر کے قائمقام یہی آیات ہیں جو آپ نے نماز میں پڑھی ہیں۔ آپ نے گویا ان آیات کے ذریعہ ہم کو یہ وعظ فرمایا ہے کہ مومنوں کو اس امر پر اتفاق تھا کہ انجمن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جانشین ہے جو سب جماعت اور خلیفہ پر بھی حاکم ہے مگر بعض شریروں نے اس کے خلاف بات چھیڑ کر مومنوں میں تفرقہ اور فتنہ ڈال دیا۔ پس آپ نے جو وعظ کرنا تھا وہ کر دیا ہے اب اور کوئی تقریر نہ ہوگی۔ اب ہم سب کو چاہئے کہ اسی بات پر جم جائیں اور کسی شریر کے کہنے پر نہ جائیں لیکن مومنین کو نماز میں شرح صدر عطا ہو چکا تھا اس لئے انہوں نے اس پراپیگنڈہ کو سخت نفرت و حیرت سے دیکھا۔ اِن پر اس کا کچھ اثر نہ ہوا۔ اسی دوران حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہوا کہ مسجد مبارک کی چھت پر جمع ہوں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ بھی گھر سے مسجد میں تشریف لائے۔ مسجد میں دو اڑھائی سو افراد جمع تھے جن میں اکثر جماعتوں کے نمائندے تھے۔ آپ کے لئے مسجد کے وسط میں جگہ بنائی گئی تھی لیکن آپ نے وہاں کھڑے ہونے سے انکار کیا۔ اور مشرقی جانب سیدھا مسجد کے پرانے اسی حصہ میں تشریف لے گئے جسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود تعمیر کیا تھا۔ آپ نے اس موقعہ پر جو تقریر فرمائی اس نے سب کے دل ہلا دیئے۔ آپؓ نے فرمایا:

''تم نے اپنے عمل سے مجھے اتنا دکھ دیا ہے کہ میں اس حصہ مسجد میں بھی کھڑا نہیں ہوا جو تم لوگوں کا بنایا ہوا ہے بلکہ میں اپنے مرزا کی مسجد میں کھڑا ہوا ہوں آپ نے اپنی تقریر کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا۔ میرا فیصلہ ہے کہ قوم اور انجمن دونوں کا خلیفہ مطاع ہے۔ اور یہ دونوں خادم ہیں۔ انجمن مشیر ہے۔ اس کا رکھنا خلیفہ کے لئے ضروری ہے۔ جس نے یہ لکھا ہے کہ خلیفہ کا کام بیعت

لینا ہے اصل حاکم انجمن ہے، وہ توبہ کرے۔ خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ اگر اس جماعت میں سے کوئی تجھے چھوڑ کر مرتد ہو جائے گا تو میں اس کے بدلے تجھے ایک جماعت دوں گا۔

کہا جاتا ہے کہ خلیفہ کا کام صرف نماز پڑھانا یا جنازہ یا نکاح پڑھا دینا اور یا بیعت لے لینا ہے۔ یہ کام تو ایک ملاّ بھی کر سکتا ہے۔ اس لئے کسی خلیفہ کی ضرورت نہیں اور میں اس قسم کی بیعت پر تھوکتا بھی نہیں بیعت وہی ہے جس میں کامل اطاعت کی جائے اور جس میں خلیفہ کے ایک حکم سے بھی انحراف نہ کیا جائے۔

(خلافت احمدیہ کے مخالفین کی تحریک صفحہ ۱۹ بحوالہ سوانح فضل عمر جلد اوّل صفحہ ۱۹۶)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی یہ تقریر نہایت پُر جوش اور مؤید من اللہ تھی۔ یہی وجہ ہے کہ سامعین میں سے اکثر کے دل موم کی طرح پگھل گئے اور ان پر خوب واضح ہوا کہ خلافت کی عظمت اور مقام کیا ہے۔ دوران تقریر ایک عجیب سماں طاری ہو گیا، حتٰی کہ درد و کرب کی شدت سے مغلوب ہو کر بعض احباب زخمی پرندوں کی طرح زمین پر گر کر لوٹنے اور تڑپنے لگے۔

آپؓ نے بعد تقریر خواجہ کمال الدین صاحب اور مولانا محمد علی صاحب اور ایک دو اور احمدیوں سے فرمایا کہ آپ لوگ اس فتنے کے بانی ہونے کی بناء پر دوبارہ بیعت کریں۔ اس طرح ان احباب کی دوبارہ بیعت لی گئی۔ تھوڑی دیر بعد خواجہ کمال الدین صاحب کے بارے آتا ہے کہ انہوں نے اس بیعت کے وقت صاف الفاظ میں اقرار کیا کہ:

’’میں آپ کا حکم بھی مانوں گا اور آنے والے خلیفوں کے حکم بھی مانوں گا۔‘‘

جس کا ذکر انہوں نے خود اپنی تالیف ’’اندرونی اختلافات سلسلہ احمدیہ کے اسباب‘‘ میں کیا ہے لیکن افسوس کہ سیدنا آپؓ کے اس دل ہلا دینے والے خطاب مولوی محمد علی صاحب اور اُن کے ساتھیوں کی تجدید بیعت نے انہیں بجائے اصلاح کرنے کے بغض و عناء اور عداوت و دشمنی میں مزید بڑھایا۔ جس کا اعتراف انہوں نے اپنی تحریرات میں کیا ہے لیکن پھر چند ماہ بعد ہی یہ لوگ دوبارہ منافقت کی طرف مائل ہوئے اور پہلے سے بڑھ کر ایذاء رسانیاں اور مخالفت کی جانے لگی بلکہ اب تو یہ پراپیگنڈہ کیا جانے لگا کہ خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کو نعوذ باللہ معزول کر کے انجمن کی بالادستی قائم کی جانی چاہئے۔ چنانچہ ۱۶؍اکتوبر ۱۹۰۹ء کے عیدالفطر کے موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے جو خطبہ ارشاد فرمایا اس سے یہ بات عیاں ہوتی ہے۔

چنانچہ آپؓ کی اس تقریر کے بعد قریب ڈیڑھ دو سال کا عرصہ گزرا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت مصلح موعودؓ پر ایک اور رویاء کے ذریعہ یہ ظاہر فرمایا کہ جماعت احمدیہ کے ایک کمزور حصے کا ٹوٹ کر الگ ہونا مقدر ہے۔ لہٰذا بقیہ جماعت کی مضبوطی کی طرف توجہ کی جانی ضروری ہے۔ اس دوسری رویاء کا ذکر کرتے ہوئے آپؓ فرماتے ہیں:

’’چند دن کا ذکر ہے کہ صبح کے قریب میں نے دیکھا کہ ایک بڑا محل ہے اور اس کا ایک حصہ گرا رہے ہیں اور اس محل کے پاس ایک میدان ہے اور اس میں ہزاروں آدمی پتھیروں کا کام کر رہے ہیں اور بڑی سُرعت سے اینٹیں پاتھتے تھے۔ میں نے پوچھا کہ یہ کیسا مکان ہے اور یہ کون لوگ ہیں، اور اس مکان کو کیوں گرا رہے ہیں؟ تو ایک شخص نے جواب دیا کہ یہ جماعت احمدیہ ہے اور اس کا ایک حصہ اس لئے گرا رہے ہیں تا پرانی اینٹیں خارج کی جائیں (اللہ رحم کرے) اور بعض کچی اینٹیں پکی کی جائیں۔ اور یہ لوگ اینٹیں اس لئے پاتھتے ہیں تا اس مکان کو بڑھایا جائے اور وسیع کیا جائے۔ یہ ایک عجیب بات تھی کہ سب پتھیروں کا منہ مشرق کی طرف تھا۔ اس وقت دل میں خیال گزرا کہ یہ پتھیرے فرشتے ہیں اور معلوم ہوا کہ جماعت کی ترقی کی فکر ہم کو بہت کم ہے بلکہ فرشتے ہی اللہ تعالیٰ سے اِذن پا کر کام کر رہے ہیں۔ چنانچہ میں نے سوچا کہ جو کوئی کسی کے کام میں اُسے مدد دیتا ہے تو وہ اس کا دوست اور پیارا بن جاتا ہے۔ تو اگر ہم اس وقت ملائکہ کے کاموں میں مدد دیں گے جو خود اپنی ہی مدد ہے، تو ضرور ہے کہ ملائکہ کا ہم سے خاص تعلق ہو جائے اور اس تعلق کی وجہ سے خود ہمارے نفوس کی بھی اصلاح ہو اور ملائکہ ہمارے دلوں میں کثرت سے نیک تحریکیں شروع کر دیں چنانچہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں دو تحریکیں پیدا کیں کہ جن سے سلسلہ کی خدمت مدِّ نظر ہے‘‘۔

(ہفت روزہ بدر قادیان ۲۳؍فروری ۱۹۱۱ء صفحہ ۲)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی دلوں کو لرزہ طاری کر دینے والی نصائح نے وقتی طور پر تو مخالفین خلافت کے دلوں کو بھی متاثر کیا لیکن وقت گذرنے کے ساتھ یہ اثر زائل ہوتا رہا اور بالآخر یہ لوگ بھی منافقت عداوت اور دشمنی کی طرف واپس لوٹ گئے۔ آپؓ اور حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ نے جتنا ان مخالفین کی اصلاح چاہی ان کے لئے دعائیں کیں۔ نرمی اور سختی دونوں طریق اختیار کئے۔ اتنے ہی یہ لوگ مخالفت میں بڑھتے گئے۔ اب انہوں نے ایک اور شوشہ بھی چھوڑا وہ یہ کہ نعوذ باللہ دراصل حضرت خلیفۃ المسیح اوّل اور حضرت صاحبزادہ صاحب جو خلافت پر زور دے رہیں ہیں یہ صرف اس لئے کہ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل کے بعد آپؓ کو خلیفہ بنانے کا پروگرام ہے بلکہ ان کی طرف سے یہ بھی پراپیگنڈہ ہوا کہ حضرت صاحبزادہ صاحب تو حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی خلافت کو بھی جائز نہیں سمجھتے وہ تو یہ خیال کرتے ہیں کہ دراصل خلافت کا حق اُن کا ہی تھا اور انہیں خلیفہ بننا تھا۔ لہٰذا وہ اور خاندان کے افراد صرف اسی غرض سے کہ آئندہ حضرت صاحبزادہ صاحب کو خلیفہ بنانا ہے خلافت کی تائید کر رہے ہیں۔ اس شوشے سے یہ مقصد تھا کہ کسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کو حضرت

صاحبزادہ صاحب سے بدل کر دیا جائے۔ یہ بھی کوشش کی گئی کہ کسی طرح سچ اور جھوٹ بول کر جماعت کی حمایت حاصل کریں اور آئندہ خلیفہ کا انتخاب نہ ہو اور انجمن کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جانشین قرار دیا جائے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کو معزول کرنے کی بھی کوششیں کی گئیں اور آپؓ اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے درمیان اختلاف پیدا کرنے کی بھی کوششیں کی گئیں۔ غرضیکہ ہر طرح انہوں نے اپنا مقصد حاصل کرنے کی کوشش کی لیکن اس میں وہ کامیاب نہ ہو سکے۔ بالآخر جب حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی۔ اس وقت بھی انہوں نے پوری کوشش کی کہ خلیفہ کا انتخاب نہ ہو حتی کہ حضرت صاحبزادہ صاحب نے انہیں ہر طرح یقین دلایا کہ وہ انتخاب خلافت میں شامل ہوں پھر اگر جماعت ان میں سے کسی کو خلیفہ منتخب کرتی ہے تو وہ سب سے پہلے بیعت میں شامل ہوں گے لیکن وہ رضا مند نہ ہوئے اور قادیان سے لاہور چلے گئے اور ان کا یہ خیال تھا کہ جماعت کی اکثریت ان کے ساتھ ہے اور پھر جماعت کے خزانے کو بھی خالی کر گئے تھے۔ اپنی طرف سے وہ جماعت کو لاچار اور مرکز قادیان ویران چھوڑ گئے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے حضرت صاحبزادہ صاحب کو خلافت کے منصب پر قائم فرما کر جو تائید و نصرت فرمائی وہ دنیا نے دیکھ لی اور ان منکرین خلافت کا جو انجام ہوا وہ بھی دنیا نے دیکھ لیا جبکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے انجام کے متعلق ان ہی میں سے ایک کو قبل از وقت خبر کر دی تھی۔ جو اس طرح تھی:

حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ فرماتے ہیں:

''خواجہ صاحب اور مَیں ایک دفعہ سینما میں ملکہ الزبتھ کا ڈرامہ دیکھنے کے لئے گئے۔ اس میں ایک منظر یہ تھا کہ ارل آف ایسیکس کو بغاوت کے جرم میں موت کی سزا ملتی ہے۔ ایک لکڑی کے چبوترے پر جلاّد کلہاڑی لئے کھڑا ہے۔ ایسیکس کو اس چبوترے پر لٹا دیا گیا اور اس نے اپنا سر لکڑی کے ایک بلاک پر رکھ دیا۔ جونہی جلاد نے تصویر میں کلہاڑی اُٹھائی کہ ایسیکس کا سر قلم کر دے تو خواجہ صاحب سخت دہشت زدہ ہو گئے اور نہایت اضطراب کی حالت میں مجھ سے کہنا شروع کیا کہ اُٹھو جلدی اُٹھو، یہاں سے نکل جائیں۔ چنانچہ میں بھی خواجہ صاحب کی حالت دیکھ کر گھبرا گیا اور اُن کے پیچھے پیچھے باہر نکل آیا۔ باہر نکل کر خواجہ صاحب نے مکان کا رستہ تو نہ لیا۔ ایک ایسی سڑک پر سراسیمگی کی حالت میں چلتے گئے جو دریا پار ایک کھلے علاقہ کی طرف جاتی تھی۔ کوئی نصف میل تک جا کر ان کی طبیعت سنبھلی تو انہوں نے مجھ سے دریافت کیا، تم کیا سمجھے میری پریشانی کی کیا وجہ تھی؟ میں نے کہا مجھے تو یہی خیال ہوتا ہے کہ شاید آپ کو سردی سے کچھ تکلیف ہوگئی۔ خواجہ صاحب نے کہا، نہیں مجھے سردی سے تو اس ملک میں کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔ میں تو اس منظر کو دیکھ کر ڈر گیا تھا کیونکہ مجھے اپنا ایک خواب یاد آ گیا تھا۔ خواجہ صاحب نے کہا کہ یہ اُن دنوں کا ذکر ہے جب مئی ۱۹۰۸ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارے مکانوں میں لاہور ٹھہرے ہوئے تھے۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ مجھے اور مولوی محمد علی اور تین چار اور لوگوں کو گرفتار کر لیا گیا ہے اور ہم سے کہا گیا ہے کہ تم لوگوں نے بغاوت کی ہے، تمہیں بادشاہ کے سامنے پیش کیا جائے گا۔ چنانچہ ہمیں ایک ایسے کمرے میں لے جایا گیا جو چیف کورٹ کے فرسٹ بنچ کے کمرے کی طرح ہے اور اس کے ایک طرف ایک چبوترے پر ایک تخت بچھا ہوا ہے جس پر بادشاہ بیٹھا ہے۔ میں نے غور سے جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ بادشاہ مولوی نورالدین صاحب ہیں۔ انہوں نے ہم سے مخاطب ہو کر کہا تم نے ہمارے خلاف بغاوت کی ہے بتاؤ تمہیں کیا سزا دی جائے۔ میں نے عرض کیا کہ آپ اب بادشاہ ہیں جیسے چاہیں، تجویز کریں۔ اس پر مولوی صاحب نے کہا اچھا ہم تم کو جلا وطن کرتے ہیں۔ اس کے تھوڑے عرصہ بعد حضرت صاحب کی وفات ہوگئی اور مولوی صاحب خلیفہ ہو گئے۔ پھر دوسری دفعہ میں نے خواب دیکھا کہ ہم پھر گرفتار کئے گئے ہیں اور مثل سابق ہماری پیشی بادشاہ کے سامنے ہوئی۔ اس دفعہ مولوی صاحب نے فرمایا تم نے دوبارہ بغاوت کی ہے۔ ہم حکم دیتے ہیں کہ تمہارا سر کاٹ ڈالا جائے۔ چنانچہ اس حکم کی تعمیل میں مجھے ایک ایسے ہی چبوترے پر لٹا دیا گیا جیسا اس تصویر میں تھا اور جلاّد نے کلہاڑی میری گردن پر چلائی جس سے میں سخت خوفزدہ ہو کر بیدار ہو گیا۔ اور بیدار ہو کر بھی بہت عرصہ اس خواب کی دہشت اور ہیبت مجھ پر طاری رہی۔ اب جو میں نے وہی نظارہ تصویر میں دیکھا تو ویسے ہی میری طبیعت پر خوف طاری ہو گیا اور میں اس کی برداشت نہ کر سکا۔''

مکرم خواجہ صاحب کی رویاء سے واضح ہے آپ اور آپ کے ہم خیال رفقاء کی بطور سرزنش قادیان سے علیحدگی مقدر تھی چنانچہ بعینہٖ اس تنبیہہ کے مطابق خلافتِ ثانیہ کے آغاز کے تھوڑے عرصہ کے اندر ہی یہ لوگ قادیان چھوڑ کر چلے گئے اور لاہور میں اس مقام پر جو ''احمدیہ بلڈنگس'' کے نام سے مشہور ہے۔ ''احمدیت'' کے ایک نئے مرکز کی بناء ڈالی لیکن یہ گمان کرنا بھی درست نہیں کہ اس گروہ کی علیحدگی کے بعد انکارِ خلافت کا فتنہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا، جیسا کہ بعد کی تاریخ بتائے گی، مختلف وقتوں اور شکلوں میں یہ فتنہ بعد میں بھی سر اٹھاتا رہا لیکن جماعت کی بہت بھاری اکثریت اس سے اس حد تک متنبہ اور خبردار ہو چکی تھی کہ پھر کبھی اس وباء کی صورت میں پھیلنے کی توفیق نہ ملی۔ ہاں اِکّا دُکّا کمزور طبیعتوں کی ہلاکت کا موجب بن کر یہ پھر اپنی کمین گاہوں میں جا چھپتا رہا۔ ایک موعود مصلح کی حیثیت سے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کے تمام کارناموں پر یکجائی نظر ڈالی جائے تو آپ کا یہ کارنامہ بلاشبہ ایک امتیازی شان اور دلربا چمک کے ساتھ نظر کو اپنی جانب کھینچے گا کہ آپ نے بفضلہٖ تعالیٰ احمدیوں کے قلوب

میں خلافت کی عظمت اور اہلیت کو ہمیشہ کے لئے واضح اور جاگزیں اور راسخ کر دیا اور اختلاف اور افتراق کے فلسفہ اور محرّکات کو بار بار ایسی وضاحت کے ساتھ جماعت کے سامنے رکھا کہ نظام جماعت کو سبوتاژ کرنے کے لئے جب بھی اور جس لباس میں بھی کوئی تحریک اُٹھی بلاتوقف اُسے پہچانا اور سختی سے رد کر دیا۔

(سوانح فضل عمر جلد اوّل صفحہ ۳۴۵-۳۴۶)

منکرین خلافت کا انجام مندرجہ ذیل دو اعلانات سے بھی ظاہر و باہر ہے۔

روزنامہ اخبار آفتاب سرینگر ۲۸ ردسمبر ۲۰۰۳ء میں اعلان شائع ہوا:

''میں اعلان کرتا ہوں کہ میں ان سب عقائد کا خلوص دل سے تسلیم کرتا ہوں جو قرآن مجید اور احادیث نبویؐ سے ثابت ہیں۔ میں حضرت رسول کریم احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی، آخری رسول اور آخری نجات دہندہ مانتا ہوں ان کے بعد ہر مدعی نبوت و رسالت کو لعنت کا مستحق، جھوٹا اور کذاب سمجھتا ہوں میں نماز، زکوٰۃ، روزہ اور کعبہ شریف ارکان اسلام سمجھتا ہوں اور حتی المقدور عامل بھی ہوں، میں شب قدر، یوم آخرت وغیرہ سب مسلمہ امور دین پر یقین رکھتا ہوں، میں قادیانی، احمدی، مرزائی نہیں ہوں میں اٹل سنت والے باعث کا فرد ہوں۔''

(خلوص آداب نورالدین زاہد حسامی اولیسی)

☆- پروفیسر نورالدین صاحب پیغامی جماعت سرینگر کے روح رواں سمجھے جانے والے رکن تھے۔

روزنامہ الصفا ۱۲ رنومبر ۲۰۰۶ء میں اعلان شائع ہوا:

یاری پورہ اننت ناگ میں ۵۰ مرزائی تائب ہوکر اسلام میں داخل، علاقے میں خوشی کی لہر

''اننت ناگ: (فرہان قیوم) یاری پورہ اننت ناگ میں ۵۰ افراد پر مشتمل مرزائی لاہوری گروپ نے اسلام قبول کر کے پہلی بار مقامی مسجد میں نماز جمعہ ادا کیا جبکہ بستی کے لوگوں نے اس اعلان کے بعد خوشیاں منائیں اور لاہوری گروپ کو مبارک باد دی تفصیلات کے مطابق یاری پورہ کولگام میں ۷ گھرانوں پر مشتمل ۵۰ افراد مرزائی فرقہ سے وابستہ تھے جس کے نتیجہ میں وہ پورے گاؤں میں الگ تھلگ ہو کے رہ گئے تھے گزشتہ روز نماز جمعہ کے موقعہ پر ۵۰ افراد نے مرزائی فرقہ سے علیحدگی اختیار کر کے دین اسلام قبول کرلیا اور اپنی زندگی کو قرآن مجید اور آخرالزمان حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ پر گزارنے کا فیصلہ لیا ان تمام افراد نے مقامی مسجد میں پہلی بار نماز جمعہ ادا کیا جبکہ جمعہ کا خطبہ مولوی قمر الدین نے دیا۔ بستی کے سینکڑوں لوگوں کو اس موقعہ پر خوشی اور مسرت کا پیغام ملا جب امام صاحب نے اعلان کیا کہ کل کے مقدس دن کے موقعہ پر ۷ گھرانوں ظفر احمد خان، بشارت احمد خان، عبدالرحمٰن خان، محمد رمضان گنائی، عبدالرحمٰن اور منور احمد میر پر مشتمل ۸ کنبوں کے ۵۰ افراد نے مرزائی (لاہوری) گروپ سے اپنے تعلقات مکمل طور پر ختم کردیئے اور کل سے دین اسلام میں شامل ہو گئے کل سے تمام بستی کے لوگ ان سے بحیثیت مسلمان رشتہ قائم رکھیں اس موقعہ پر ان 7 کنبوں پر مشتمل ۵۰ افراد نے پہلی دفعہ نماز جمعہ ادا کیا جب یاری پورہ میں پورے دن خوشی و مسرت کا اظہار کیا۔''

اس انجام پر اناللہ وانا الیہ راجعون پڑھنے کے سوا کیا ہوسکتا ہے۔ فاعتبروا یااولی الابصار

اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ خلافت کے زیر سایہ اپنی زندگیاں گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

☆☆☆

خلافت سے زندہ دلوں میں خدا

ہمارا خلافت پہ ایمان ہے
یہ ملّت کی تنظیم کی جان ہے
اسی سے ہر اک مشکل آسان ہے
گریزاں ہے اس سے، جو نادان ہے
رہیں گے خلافت سے وابستہ ہم
جماعت کا قائم ہے اس سے بھرم
نہ ہوگا کبھی اپنا اخلاص کم
بڑھے گا اسی سے ہمارا قدم
خلافت سے زیر نگیں ہو جہاں
خلافت سے مِلّت ہمیشہ جواں
خلافت کا جب تک رہے گا قیام
نہ کمزور ہوگا ہمارا نظام
خلافت کا جس کو نہیں احترام
زمانے میں ہوگا نہ وہ شاد کام
تمنائیں اس سے ہیں اپنی جواں
ہے آسان اس سے ہر اک امتحاں
خلافت سے زندہ دلوں میں خدا
خلافت غریبوں کا ہے آسرا
نہ کیوں جان و دل سے ہوں اس پر فِدا
اسی کے ہے دم سے ہماری بقا

(میر اللہ بخش تسنیم)

خلافت احمدیہ کے مبارک ادوار میں

جماعت احمدیہ برطانیہ کی ترقیات

(مکرم رفیق احمد صاحب حیات، امیر جماعت احمدیہ یوکے)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کشوف یعنی ''طلوع شمس کا جو مغرب کی طرف سے ہوگا۔ ہم اُس پر بہرحال ایمان لاتے ہیں۔لیکن اس عاجز پر جو ایک رویا میں ظاہر کیا گیا۔ وہ یہ ہے کہ جو مغرب کی طرف سے آفتاب کا چڑھنا یہ معنے رکھتا ہے کہ ممالکِ مغربی جو قدیم سے ظلمت وکفر وضلالت میں ہیں آفتاب صداقت سے منور کئے جائیں گے۔اوران کو اسلام سے حصہ ملے گا۔'' (ازالہ اوہام صفحہ ۵۱۵، ۵۱۶)

''میں نے دیکھا کہ میں شہر لنڈن میں ایک منبر پر کھڑا ہوں۔اور انگریزی زبان میں ایک نہایت مدلّل بیان سے اسلام کی صداقت ظاہر کررہا ہوں۔ بعد اس کے میں نے بہت سے پرندے پکڑے جو چھوٹے چھوٹے درختوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔اوران کے رنگ سفید تھے اور شاید تیتر کے جسم کے موافق ان کا جسم ہوگا۔سو میں نے اس کی یہ تعبیر کی کہ اگرچہ میں نہیں مگر میری تحریریں ان لوگوں میں پھیلیں گی۔اور بہت سے راستباز انگریز صداقت کا شکار ہوجائیں گے۔''

(ازالہ اوہام صفحہ ۵۱۵، ۵۱۶)

ان ہر دو رؤیاء کی روشنی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ابتداء سے ہی توجہ تھی کہ انگلستان کو خصوصاً اور یورپ کو عموماً اسلام اور احمدیت کا پیغام پہنچایا جائے تا وہ قومیں بھی حضرت محمد ﷺ کے جھنڈے تلے جمع ہوں۔ چنانچہ حضور اقدس نے برطانیہ کی حکمران ملکہ وکٹوریہ کو نہایت خلوص سے دعوت حق دی۔ یہ کتاب ''تحفہ قیصریہ'' کے نام سے موسوم ہے۔

مبلغین کی آمد:

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اِس خواہش اور تڑپ کو انکے عاشق صادق حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر اور کون سمجھ سکتا تھا۔ چنانچہ سب سے پہلے مبلغ حضرت چوہدری فتح محمد سیال صاحب رضی اللہ عنہ کو 1913ء میں انگلستان بھجوایا گیا۔ جنہوں نے نہایت اخلاص اور جانفشانی سے احمدیت سے روشناس کرانا شروع کیا۔ گو باوجود جنگِ عظیم اوّل کے ہولناک اور پُر آشوب دور کے انہوں نے پھر بھی اپنا کام جاری کیا۔ اور 1916ء تک نہایت کامیاب مبلغ کی حیثیت سے فرائضِ دینی بجالاتے رہے۔ بعد ازاں جماعت احمدیہ کے ایک اور بزرگ صحابی حضرت قاضی محمد عبداللہ صاحبؓ لندن تشریف لائے۔ اور ایک سال تک خدمت کی۔ جوں جوں جماعت کی ترقی ہوتی چلی گئی لندن کی اہمیت بھی بڑھتی چلی گئی۔اور یکے بعد دیگرے مرکز سے چیدہ چیدہ اصحاب احمد تشریف لاتے رہے۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ، حضرت مولوی مبارک علی صاحبؓ، حضرت مولانا عبدالرحیم نیّر صاحبؓ، حضرت مولوی عبدالرحیمؓ درد صاحب، حضرت خان صاحب مولوی فرزند علی خان صاحبؓ، حضرت مولانا جلال الدین شمس صاحب، مکرم چوہدری مشتاق احمد باجوہ صاحب، چوہدری ظہور احمد باجوہ صاحب، مکرم مولود احمد خان صاحب، مکرم چوہدری رحمت خان صاحب، مکرم بشیر احمد رفیق صاحب، مکرم چوہدری شریف احمد باجوہ صاحب، مکرم شیخ مبارک احمد صاحب اور مکرم عطاء المجیب راشد صاحب (تاحال) جیسے کامیاب مبلغین برطانیہ میں تشریف لائے اور تبلیغ کے کام کو بااحسن انجام دیتے رہے۔ یوکے میں آنے والے مبلغین کی کل تعداد ماشاء اللہ 45 سے بھی زیادہ ہے۔

مسجد فضل لندن کی تعمیر:

1919ء میں مکرم چوہدری فتح محمد صاحب سیالؓ دوبارہ تشریف لائے۔لندن میں مسجد کی تعمیر کے سلسلے میں تحریک کا آغاز ہوا۔ اور حضرت چوہدری صاحب کو حضرت مصلح موعودؓ نے ارشاد فرمایا کہ مسجد کی تعمیر کے لئے مناسب قطعہ زمین حاصل کریں۔ حضرت چوہدری صاحب نے بڑی محنت اور تگ ودو کے بعد ساؤتھ فیلڈ کے علاوہ میں ایک قطعہ زمین مع دو مکانات کے -/£2223 میں اگست 1920ء میں خرید لیا۔ اس قطعہ زمین کے ساتھ ایک ایکڑ زمین پر باغ تھا۔ اسی دوران مکرم حضرت عبدالرحیم صاحب نیرؓ، حضرت چوہدری صاحب کے معاون کے طور پر کام کرتے رہے۔ اور پھر حضرت نیّر صاحب مغربی افریقہ تشریف لے گئے۔ اس قطعہ زمین میں مسجد کی تعمیر کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے چندہ کی اپیل جنوری 1920ء میں فرمائی۔ پہلے ہی روز مبلغ چھ ہزار روپے نقد وصول ہوئے۔ جبکہ پچانوے ہزار روپے کے وعدہ جات ہوئے۔ جس میں تیراسی ہزار روپے جماعت کی خواتین کی طرف سے تھے۔

1924ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ مع بارہ چیدہ اصحاب کے ''ویمبلے کانفرنس'' کی انتظامیہ کی

دعوت پر لندن تشریف لائے اور اپنے دست مبارک سے 19 اگست 1924ء کو شام چار بجے مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔ یہ تعمیری کام دس ماہ میں پایہ تکمیل تک پہنچا۔ جس پر کل چار ہزار پونڈ لاگت آئی۔

مسجد فضل لندن کی تکمیل کے بعد جماعت احمدیہ کی ترقیات کے ایک نئے اور شاندار باب کا آغاز ہوا۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے دنیائے مغرب میں خصوصاً براعظم افریقہ میں عموماً احمدیت کا پیغام بہت سرعت سے پھیلنا شروع ہوا۔ اور لندن کو جماعت احمدیہ میں ایک اہمیت حاصل ہوگئی۔

جماعت برطانیہ بتدریج ترقی پر گامزن تھی مرکز سے آنے والے جماعت احمدیہ کے مبلغین کرام دنیا کے مختلف اطراف تشریف لے جانے سے پہلے لندن میں قیام فرماتے۔ آخر 1947ء میں تقسیم ہند کے بعد پاکستان کا وجود منظر عام پر آیا۔ اور ایک نئی مسلم سلطنت معرض وجود میں آئی۔ جماعت احمدیہ کو اپنا مرکز قادیان چھوڑنا پڑا اور 1948ء میں ربوہ ظہور پذیر ہوا اور جماعت کے مرکز کی حیثیت سے اپنا کام جاری رکھا مگر شومئی قسمت سے پاکستان کے علماء نے شدید مخالفت شروع کردی اور آخرکار حکومت وقت کو اس حد تک مجبور کیا کہ حکومت کو ایک ایسا غیر انسانی قانون نافذ کرنا پڑا جس کے نتیجے میں نہ صرف اسلام کو ساری دنیا میں بدنام کیا بلکہ خلافت احمدیہ کو ہجرت اختیار کرنا پڑی اور جماعت کے چوتھے خلیفہ ہنگامی صورت میں لندن تشریف لائے۔ ان کی آمد سے انگلستان کی قسمت کا ستارہ چمک گیا اور اسلام کی تبلیغ اور ترقی کے لئے لندن ایک خاص اہمیت اختیار کرگیا۔

مساجد و مشن ہاؤسز:

مسجد فضل کی زمین کے ملحقہ دو مکان بھی خریدے گئے جو مشن ہاؤس کے طور پر استعمال ہوتے رہے۔ ان مکانوں کو گرانے کے بعد رہائش اور دفاتر کے لئے 1967ء میں ایک بلڈنگ تعمیر کی گئی جس میں محمود ہال کے علاوہ کچھ فلیٹ بغرض رہائش تعمیر ہوئے۔ یہ بلڈنگ دفاتر اور مشنری کی رہائش گاہ کے طور پر استعمال ہوتی رہی۔ 1980ء میں بریڈفورڈ، ہڈرزفیلڈ اور ساؤتھ ہال میں مشن ہاؤسز خریدے گئے۔ اس کے بعد بہت سارے مشن ہاؤسز خریدے گئے جن کی کل تعداد 25 سے تجاوز کرگئی ہے۔ مساجد کی تعمیر کا کام بھی خدا کے فضل سے شروع سے ہی جاری رہا اور بہت ساری مساجد کے علاوہ ہارٹلے پول میں 2005ء میں مسجد ناصر بنانے کی توفیق ملی جو کہ ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔

1984ء میں جماعت احمدیہ کے چوتھے خلیفہ نے لندن کو اپنا مسکن منتخب کیا تو جماعت احمدیہ برطانیہ کو جہاں اس منور اور بابرکت وجود کی میزبانی نصیب ہوئی۔ تو یہ ناممکن تھا کہ اس وجود کی برکت کا اثر نہ ہوتا۔ چنانچہ جماعت احمدیہ برطانیہ دن دوگنی رات چوگنی ترقی کرتی چلی گئی اور یہ اسی خلافت کی برکت کا نتیجہ ہے کہ جماعت احمدیہ برطانیہ کو پہلے ''اسلام آباد'' اور پھر 2005ء میں ''حدیقۃ المھدی'' جیسے سرسبز و شاداب قطعات زمین خریدنے کی توفیق ملی جہاں پر پھر سالانہ جلسے منعقد ہوتے رہے۔ جس میں لاکھوں افراد جماعت اکناف عالم سے جلسہ میں شریک ہوتے ہیں جن کی میزبانی کے فرائض جماعت احمدیہ برطانیہ باحسن خوبی سرانجام دیتی ہے۔

2003ء میں مسجد بیت الفتوح جیسی شاندار اور خوبصورت عمارت مکمل ہوئی جس میں دس ہزار بندگان خدا بیک وقت نماز ادا کرسکتے ہیں۔ اور جسے یورپ کی سب سے بڑی مسجد ہونے کا اعزاز بھی حاصل ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 3/اکتوبر 2003ء کو بعد از نماز جمعہ اس عظیم مسجد کا افتتاح فرمایا۔

ایم ٹی اے:

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام ''میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا'' کے پورا ہونے کا اعزاز بھی انگلستان کو حاصل ہے جہاں سے ایم ٹی اے کا اجراء ہوا اور اسکے ذریعے سے تمام عالم میں احمدیت کا پیغام پہنچایا جارہا ہے۔

احمدیہ مسلم ٹیلی ویژن (المعروف ایم ٹی اے) 1992ء میں ایک مثبت مگر متبادل براڈکاسٹنگ کے لئے دنیا میں اُبھرا۔ اس ٹیلی ویژن کا اجراء حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی بصیرت کا شیریں ثمر ہے۔ جنکے ذہن رسا نے دنیائے براڈکاسٹنگ میں تہلکہ مچادیا۔ ایم ٹی اے مختلف پروگرام پیش کرتا ہے۔ جن میں بین الاقوامی خبریں، کھیلیں، سائنس، طب، مختلف زبانوں کی تعلیم، بچوں کے اذہان کی نشو نما، معلوماتی ٹریول، اور مذہبی پروگرام شامل ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے عربی چینل کا افتتاح فرماکر پورے عرب ممالک میں تبلیغی لحاظ سے ایک تہلکہ مچادیا۔ اور عرب ممالک سے روزانہ شکریہ کے پیغامات موصول ہوتے ہیں۔

رقیم پریس:

پاکستان میں جماعت احمدیہ پر ظالمانہ اور غیر منصفانہ پابندیوں کے نتیجہ میں جہاں اور مشکلات پیش آئیں وہاں پریس بھی زیر عتاب آیا اور جماعت کے پریس کو سیل کردیا گیا۔ جس کے نتیجہ میں جماعتی اشاعت پر گہرا اثر پڑا۔ ضروری تھا کہ اس اہم شعبہ پر فوراً توجہ دی جاتی چنانچہ لندن کے قریبی قصبہ ٹلفورڈ سرے، جہاں 1984ء میں قطعہ زمین خریدا گیا اور اسے اسلام آباد کے نام سے موسوم کیا گیا تھا وہاں پر رقیم پریس کا آغاز حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ارشاد پر 1986ء میں ہوا۔ جماعت احمدیہ کی بہت ساری کتب اس پریس میں چھپتی ہیں۔

جامعہ احمدیہ انگلستان:

جماعت احمدیہ انگلستان کو یہ اعزاز بھی حاصل ہوا کہ وہ مستقبل میں جماعت کے مبلغین کی تعلیم و تربیت

کے لئے درس گاہ تعمیر کرے۔ چنانچہ جامعہ احمدیہ یو کے کا افتتاح اکتوبر 2005ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ یہ جامعہ احمدیہ 29 طلباء کے ساتھ شروع کیا گیا۔ جامعہ احمدیہ کا دوسرا ونگ مارچ 2006ء میں مکمل ہوا اور حضور اقدس نے 3 دسمبر 2006ء کو اس کا افتتاح فرمایا۔ جہاں اس وقت یو کے سمیت یورپ کے 90 طلباء تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

خلیفہ وقت کی تشریف آوری کے بعد افراد جماعت میں بھی اضافہ ہوتا چلا گیا۔ اور خاندان کے خاندان نے اطراف عالم خصوصاً افریقہ اور پاکستان سے آ کر برطانیہ میں سکونت اختیار کرنی شروع کی اور چند سالوں میں ہی تعداد میں ہزاروں کا اضافہ ہو گیا۔ جس کا قدرتی نتیجہ یہ نکلا کے جماعت احمدیہ کا سالانہ بجٹ جو کہ سینکڑوں میں تھا لاکھوں پاؤنڈ تک جا پہنچا اور جماعت احمدیہ برطانیہ بلحاظ چندہ جات دنیائے احمدیت کی صف اول کی جماعتوں میں شمار ہونے لگی اور بفضلہ تعالیٰ اپنے اس مقام کو برقرار رکھا ہوا ہے۔ اور یہ بھی خلافت کی برکات میں سے ہے کہ حضور اقدس کی ملاقات اور دیدار کے لئے تمام دنیا سے نہ صرف جماعت کے عہدیداران، ذمہ دار حضرات تشریف لاتے ہیں بلکہ ہر فرد جس کو خدا تعالیٰ توفیق عطا کرتا ہے، لندن کا رخ کرتا ہے۔ اور اس طرح جماعت احمدیہ برطانیہ ان کی میزبانی میں کوشاں رہتی ہے۔

الغرض خدا تعالیٰ کی کس کس نعمت اور فضل کا شکر ادا ہو کہ یہ ناممکن ہے۔ گویا یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ دنیا کی تمام احمدی جماعتیں جماعت احمدیہ برطانیہ کو رشک بھری نگاہوں سے دیکھتی ہیں۔

دعا ہے کہ خدا تعالیٰ جماعت احمدیہ برطانیہ کو اپنے فضلوں سے نوازتا رہے اور جماعت اپنے دینی فرائض میں ترقی کرتی چلی جائے۔ آمین

☆☆☆☆☆

☆☆☆

یہ فضل و کرم کی صدی ہو مبارک

یہ فضل و کرم کی صدی ہو مبارک — خلافت کی یہ جوبلی ہو مبارک
مبارک مبارک مبارک مبارک — یہ نعمت جو ہے دائمی ہو مبارک
ملائک فلک پر تمہارے ثنا خواں — تمہارے لئے یہ خوشی ہو مبارک
اشارے پہ اُٹھنا کہ یا بیٹھنا ہو — اطاعت بھری زندگی ہو مبارک
تمہارا ہے اب آنے والا زمانہ — مبارک تمہیں ہر گھڑی ہو مبارک
خدا کی عنایت ہے تم پر بھی زائرؔ
خلافت سے وابستگی ہو مبارک

(بشیر احمد زائرؔ شورت۔ کشمیر)

خلافت کی نعمت

خدا کے فضل سے ہم کو ملی نعمت خلافت کی — اسی کے ہاتھ کی تائید و نصرت ہم نے پائی ہے
خلافت ہے سہارا ہم غریبوں کا فقیروں کا — اسی کے فضل سے ہم نے یہ دولت گرچہ پائی ہے
خلیفہ کی اطاعت ہی سے روح اپنی ہے تابندہ — خلافت ہی سے ہم بے جاں دلوں نے جان پائی ہے
یہ احسان خداوندی ہے فیضاں اس کا جاری ہے — خلافت ہی سے پیدا ہم میں اب طاعت گذاری ہے
خلافت ہی کے دم سے ملت احمد میں وحدت ہے — یہ حبل اللہ خلافت ہی کے ذریعہ ہم نے پائی ہے
ردائے آسمانی ہے بقائے جاودانی ہے — خلافت کی بدولت ہی جہاں میں کامرانی ہے
دلوں کو صاف کرتی ہے انہیں پاکیزہ رکھتی ہے — محبت اور وفاداری بھی ہم نے اس سے پائی ہے
خلافت اور اطاعت کا بہت گہرا تعلق ہے — جو سمجھے اس تعلق کو تو نعمت اس نے پائی ہے
وفاداری بشرط اُستواری اصل ایماں ہے — خلافت ہی سے یہ جنس اطاعت ہم نے پائی ہے
یہ دشمن کے ارادوں سے ہمیں ہر دم بچاتی ہے — خلافت ہی سے شیطاں نے شکست فاش کھائی ہے
میرے اللہ اسے رکھنا ہمیشہ قائم و دائم
اسی سے دہر میں مولیٰ ہماری رستگاری ہے

(تنویر احمد ناصر قادیان)

☆☆☆☆☆

خلافت احمدیہ کے مبارک ادوار میں غانا مغربی افریقہ میں جماعتی ترقیات

مکرم مولانا عبدالوہاب آدم صاحب، امیر و مشنری انچارج، غانا

غانا (جو ان دنوں گولڈ کوسٹ کہلاتا تھا) میں جماعت احمدیہ کا پیغام گو 1921 میں پہنچا تھا لیکن خدا کے فرشتے اس پیغام کو 1920 میں ہی پہنچا چکے تھے۔ احمدیت کے آغاز کی داغ بیل ایک خواب سے پڑی جو Ekrawfo نامی قصبہ کے ایک مسلمان Yusuf Nyarko نے دیکھی کہ وہ ایک سفید فام آدمی کی قیادت میں نماز ادا کر رہا ہے۔ اس خواب کی بنیاد پر فانٹی علاقہ کے لوگ اکٹھے ہوئے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خدمت میں خط لکھ کر مبلغ بھجوانے کی درخواست کی۔

مکرم حضرت مولوی عبدالرحیم نیّر صاحب پہلے مبلغ تھے جو حضورؓ کے ارشاد پر یہاں تشریف لائے۔

مسلمانوں کے چیف کا نام چیف مہدی آپا تھا۔ انہوں نے پہلی ملاقات ہی میں حضرت عبدالرحیم نیّر صاحب سے کہا:

”میں نے تقریباً 45 سال ... اسلام قبول کیا تھا۔ مجھے ہر وقت یہ فکر دامنگیر رہتی تھی کہ میرے بعد یہ مسلمان پھر سے عیسائی نہ بن جائیں مگر خدا کا شکر ہے کہ آپ میری زندگی میں آئے اور اب یہ مسلمان آپ کے سپرد ہیں۔“

حضرت مولانا عبدالرحیم نیّرؓ صاحب کی تبلیغ کے بعد مسلمانوں کے Elders کی بار بار کی میٹنگ کے بعد وہاں کے مسلمانوں نے جنکی تعداد کا اندازہ 4 ہزار ہے احمدیت قبول کرنے کا اعلان کیا۔ الحمدللہ یہ خبر سن کر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ بے حد خوش ہوئے اور بذریعہ اشتہار ساری جماعت کو اسکی اطلاع دی۔ اس موقعہ پر ایک غیر احمدی معروف شخصیت حضرت خواجہ حسن نظامی نے یہ اشتہار پڑھا تو بے ساختہ ہو کر حضورؓ کی خدمت میں مبارکباد دیتے ہوئے لکھا:

”مجھے اشتہار کی عبارت پڑھ کر کمال درجہ مسرت ہوئی اور بے اختیار زبان سے الحمدللہ نکلا۔ افریقہ میں عیسائیت کے بالمقابل مرزائیت کی فتح ہر مسلمان کو اچھی معلوم ہوتی ہے بشرطیکہ وہ حاصل مقصد کو سمجھتا ہو۔ میں آپ کے اس عقیدہ کا اب تک دل سے مخالف ہوں مگر امریکہ، یورپ اور افریقہ میں آپ کے آدمیوں کے ذریعہ جو کچھ کام ہو رہا ہے اسکا اعتراف کرنا اور اسکے نتائج سے مسرور ہونا لازمی سمجھتا ہوں۔“

(بحوالہ الفضل 21 مئی 1921)

والفضل ما شهدت به الاعداء

ابتدائی مبلغین نے جماعت احمدیہ کے قیام اور اسکے استحکام کے لئے از حد محنت کی چنانچہ انکی محنت جلد رنگ لائی اور احمدیت کی شاخیں ملک بھر میں پھیلنے لگیں۔ غانا کے 10 ریجنز ہیں جہاں خدا کے فضل سے ہر ریجن میں مرکز سے تربیت یافتہ مبلغ موجود ہیں اور اپنا مشن ہاؤس ہے۔ جماعت میں ذیلی تنظیمیں موجود ہیں جو ریجنز کی سطح پر اور پھر قومی سطح پر اپنے اپنے اجتماعات کرتی ہوئی فعال نظر آتی ہیں۔ جماعت کے پاس اپنا پریس ہے۔ جماعت کا اپنا اخبار ہے جو ماہانہ طور پر نکلتا ہے جسکا نام The Guidance ہے۔ ملک بھر میں جماعت کا نام عزت و احترام سے لیا جاتا ہے۔ ذیل میں جماعت احمدیہ کی تعلیم اور صحت کے میدان میں خدمات کا بھی ذکر کیا جاتا ہے۔

جماعت احمدیہ غانا تعلیم کے میدان میں:

خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کو تعلیمی میدان میں نمایاں خدمات کی توفیق ملی۔ جماعتی ریکارڈ کے مطابق جماعت احمدیہ غانا کے تحت ملک بھر میں 68 کنڈرگارڈن، 124 پرائمری سکول، 46 جونیئر سیکنڈری سکول، 7 سیکنڈری کالج، ایک ٹیچر ٹریننگ کالج، ایک مشنری ٹریننگ کالج اور ایک مدرسۃ الحفظ ہے۔ ان اداروں کا مختصر تعارف ذیل میں پیش ہے۔

1)۔ ٹی آئی احمدیہ سیکنڈری سکول پوٹسن (Potsin)، تاریخ آغاز: ستمبر 1972ء، پہلے ہیڈ ماسٹر مکرم شریف احمد صاحب، موجودہ ہیڈ ماسٹر Mr. Mohammad Kwesi Ackonu

2)۔ اکمفی (Ekumfi) ٹی آئی احمدیہ سیکنڈری سکول ایسارچر، تاریخ آغاز: ستمبر 1972ء، پہلے ہیڈ ماسٹر مکرم نصیر احمد صاحب، موجودہ ہیڈ ماسٹر Mr. Dimbie Mumuni Issah

نـــوٹ:- ہمارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ 11 اکتوبر 1979 تا 9 مارچ 1983 اس سکول کے ہیڈ ماسٹر رہے ہیں۔

3)۔ ٹی آئی احمدیہ سیکنڈری سکول فوبینا، تاریخ آغاز ستمبر 1968ء، پہلے ہیڈ ماسٹر مکرم کمال الدین احمد صاحب، موجودہ ہیڈ ماسٹر Mr. Nazeer Ahmad Keelson

4)۔ ٹی آئی احمدیہ سیکنڈری اسکول اسکورے، تاریخ آغاز 1971، پہلے ہیڈ ماسٹر مبارک احمد صاحب، موجودہ ہیڈ ماسٹر Mr.Yeboah-Druye

5)۔ ٹی آئی احمدیہ سیکنڈری اسکول وَا، تاریخ آغاز 2001ء پہلے ہیڈ ماسٹر Mr. Moomen

Alhassan Sarihabilu

6)۔ ٹی آئی احمدیہ سیکنڈری اسکول کماسی، تاریخ آغاز: 30 جنوری 1950ء، پہلے پرنسپل (جب اسکول احمدیہ مسلم کالج کے نام سے معروف تھا) مکرم ڈاکٹر سفیر الدین صاحب پی ایچ ڈی، وائس پرنسپل پروفیسر سعود احمد خان تھے۔) پہلے ہیڈ ماسٹر: مکرم صاحبزادہ مرزا مجید احمد صاحب، موجودہ ہیڈ ماسٹر: Mr. Yusuf Kobena Agyare

7)۔ ٹی آئی احمدیہ سیکنڈری اسکول سلاگا، تاریخ آغاز: 1971ء، پہلے ہیڈ ماسٹر مکرم چوہدری محمد اشرف صاحب، موجودہ ہیڈ ماسٹر مکرم ابوبکر بن یعقوب صاحب۔

نوٹ:۔ حضور پرنور ایدہ اللہ تعالیٰ اس اسکول میں اگست 1977 تا اگست 1979ء ہیڈ ماسٹر رہے۔

8)۔ احمدیہ ووکیشنل اسکول اکرا، تاریخ آغاز: جنوری 1995ء پہلی پرنسپل: Mrs. Mariam Acheampong موجودہ پرنسپل مکرمہ حاجیہ رحمت مسلم صاحبہ

9)۔ احمدیہ مسلم مشنری ٹریننگ کالج اکرافو (جامعہ احمدیہ) پہلے پرنسپل مکرم مولوی محمد صدیق شاہد صاحب گورداسپوری، موجودہ پرنسپل مکرم مولوی حمید اللہ ظفر صاحب

10)۔ مدرستہ الحفظ غانا، تاریخ آغاز یکم مارچ 2005ء انچارج مدرسہ: مکرم حافظ مبشر احمد جاوید صاحب۔

11)۔ نصرت جہاں ٹیچر ٹریننگ کالج وا، تاریخ آغاز: 1970ء (اسکا آغاز نصرت جہاں گرلز اکیڈمی کے طور پر ہوا تھا) پہلی ہیڈ مسٹریس: مکرمہ نعیمہ شکیل صاحبہ، بطور کالج پہلے پرنسپل: مکرم مسعود احمد شمس صاحب، موجودہ پرنسپل مکرم خالد محمود صاحب۔

ملک بھر میں ان تعلیمی اداروں کی اعلیٰ کارکردگی کو سراہا جاتا ہے۔ اسکے اعتراف کا ذکر اخبارات کے مندرجہ ذیل دو حوالوں سے ملتا ہے۔

1)۔ غانا کے اخبار "The Pioneer" نے 9 جنوری 1975ء کو اشاعت میں اپنے اداریہ میں لکھا:

"احمدیہ مشن نے یہ ثابت کر دکھایا ہے کہ اس کے اس کے بعض ترقیاتی پروگرام ہیں اسکا اظہار اس مشن کی تعلیمی مساعی اور دیگر سماجی کاموں سے ہوتا ہے۔ ملک کے مختلف حصوں میں اس نے ابتدائی اور سیکنڈری سکول کھول رکھے ہیں نیز اسکے کچھ کلینک اور ہسپتال بھی ہیں۔"

احمدیہ مشن نے اپنی تعلیمی مساعی کے نتیجہ میں چند ایسے قابل وجود پیدا کئے ہیں جو ملک کے نوجوانوں کی تربیت میں حصہ لے رہے ہیں یا ملک کی دیگر سماجی مساعی میں مصروف کار ہیں۔

2)۔ یہی اخبار اپنی اشاعت 25 اگست 1978ء میں لکھتا ہے۔

"ہم پاکستانیوں، انگریزوں، امریکیوں اور بعض دیگر اقوام کے لوگوں کی تعلیمی مساعی کے متعلق بخوبی آگاہ ہیں جو انہوں نے ہمارے عوام کی خاطر کی ہیں...... پاکستان غانا میں لاتعداد احمدیہ درسگاہوں پر فخر کرسکتا ہے۔"

(بحوالہ رسالہ تحریک جدید جنوری 1979ء)

قارئین کرام! مندرجہ بالا تعلیمی اداروں کے علاوہ نومبائعین ائمہ اور دوسرے احباب کی تربیت کے لئے غانا میں تربیت سنٹر اور تبلیغی سنٹر تعمیر کئے گئے ہیں۔ ان سنٹرز میں ائمہ کے لئے دو ہفتہ اور نومبائعین کے لئے 6 ماہ کا کورس کروایا جاتا ہے۔ 2004ء تک چھ ماہ کا کورس کرنے والوں کی تعداد 300 اور دہ ہفتہ کا کورس کرنے والے نومبائعین آئمہ کی تعداد 580 رہی۔

جماعت احمدیہ غانا صحت کے میدان میں:

خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ غانا صحت کے شعبہ میں بھی نمایاں خدمت کی توفیق پا رہی ہے۔ ذیل میں جماعتی ہسپتالوں اور کلینکس کا مختصر تعارف پیش ہے۔

1)۔ احمدیہ مسلم ہسپتال سویڈرو، تاریخ آغاز: 16 اپریل 1971ء، پہلے ڈاکٹر انچارج: مکرم ڈاکٹر آفتاب احمد، موجودہ ڈاکٹر انچارج: مکرم ڈاکٹر محمد نصر اللہ صاحب

2)۔ احمدیہ مسلم ہسپتال ڈابو آسی، تاریخ آغاز: 1994ء، پہلے ڈاکٹر انچارج: ڈاکٹر مکرم غلام کبیر صاحب اور تمنا خان (آف بنگلہ دیش)، موجودہ ڈاکٹرز ڈاکٹر محمد ابراہیم صاحب، ڈاکٹر شمائلہ ابراہیم صاحبہ۔

3)۔ احمدیہ مسلم ہسپتال کوکوفو، تاریخ آغاز: یکم نومبر 1970ء، پہلے ڈاکٹر انچارج: ڈاکٹر بریگیڈیئر غلام احمد، موجودہ ڈاکٹر انچارج: ڈاکٹر نصر اللہ حمید صاحب

4)۔ احمدیہ مسلم ہسپتال آسکورے، تاریخ آغاز: 28 فروری 1971ء، پہلے ڈاکٹر انچارج: مکرم ڈاکٹر سید غلام مجتبیٰ صاحب، موجودہ ڈاکٹرز: ڈاکٹر محمود احمد بٹ صاحب و مکرمہ ڈاکٹر منجو محمود بٹ صاحب

5)۔ احمدیہ مسلم ہسپتال ٹیچی مان، تاریخ آغاز: 26 ستمبر 1971ء، پہلے ڈاکٹر انچارج: ڈاکٹر بشیر احمد خان صاحب، موجودہ ڈاکٹر: ڈاکٹر رشید احمد بھٹی صاحب۔

6)۔ احمدیہ مسلم ہسپتال کلیو، پہلے ڈاکٹر انچارج: ڈاکٹر شیخ نصیر احمد صاحب، موجودہ ڈاکٹر: ڈاکٹر مبشر ندیم صاحب۔

ہومیو کلینکس:

1)۔ احمدیہ مسلم ہومیو کلینک منقسم، تاریخ آغاز: 15 ستمبر 2000ء، پہلے موجودہ ڈاکٹر انچارج Dr. Mustafa Muhammad Kobina Appiah

2)۔ احمدیہ مسلم ہومیو کلینک کوفوریڈوا، تاریخ آغاز: 5 ستمبر 1998ء، ڈاکٹرز: مکرم ڈاکٹر شبیر حسین صاحب و مکرم ڈاکٹر عظمیٰ خلیل صاحبہ۔

3)۔ احمدیہ مسلم ہومیو کلینک بواڈی، کماسی، پہلے موجودہ ڈاکٹرز: مکرم ڈاکٹر محمد ظفر اللہ صاحب و مکرم ڈاکٹر مبشرہ نسیم صاحبہ۔ یہ کلینک دسمبر 1991ء میں اکرا میں شروع ہوا تھا۔

اس کلینک کے ساتھ ساتھ طاہر ہومیو کمپلکس بھی کام کر رہا ہے، جہاں مقامی طور پر گلوبلند، پلاسٹک کی

شیشیاں اور بائیو کیمک ادویہ بن رہی ہیں جو افریقن ممالک اور لندن اور جرمنی تک بھجوائی جا رہی ہیں۔

حال ہی میں احمدیہ مسلم ہربل کلینک کھولنے کے لئے انڈیا سے ایک ڈاکٹر صاحب تشریف لا چکے ہیں۔

جب حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز 2004ء میں غانا کے دورہ پر تشریف لائے تو غانا کے صدر مملکت His Excellency John Agyekum Kufuor کو شرف ملاقات بخشا اس ملاقات کے دوران عزت مآب صدر مملکت غانا نے جماعتی خدمات کا ان الفاظ میں ذکر کیا:

''جماعت احمدیہ غانا ملک کی ترقی کے لئے غیر معمولی خدمات بجالا رہی ہے۔ خصوصی طور پر آپ کی جماعت ہمارے ملک میں صحت، تعلیم اور زراعت جیسے شعبوں میں بہت مدد کر رہی ہے۔ آپکے تعلیمی اداروں میں بڑا نظم وضبط ہے۔''

خلفائے احمدیت کے دورہ جات:

جماعت احمدیہ غانہ کو یہ شرف حاصل رہا ہے کہ خلفائے احمدیت یہاں دورہ فرماتے رہے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ یہاں 2 بار تشریف لائے۔ آپ پہلی بار 18 تا 27 اپریل 1970ء میں یہاں تشریف فرما رہے۔ دورہ کے دوران آپ نے اکرا، کماسی، ٹیچی مان، اور سالٹ پانڈ کی جماعتوں کا معائنہ فرمایا ایک پریس کانفرنس میں کسی نے پوچھا کہ کوئی پیغام دینا چاہیں تو فرمایا Let humans learn to love humans یعنی انسان کو چاہیے کہ انسان سے محبت کرنا سیکھے۔

آپ نے غانا میں Open merit پر سکالرشپ کی سکیم شروع کی، فرمایا کہ ہم ان طلباء کو اس شرط پر پاکستان میں وظیفہ پر پڑھائیں گے کہ وہ اپنے ملک واپس آئیں اور اسکی خدمت کریں اس سکیم کے تحت 4 غانین طلباء کو وظیفہ دیا گیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ دوسری بار 24 اگست 1980 میں غانا تشریف لائے اور 29 اگست تک مقیم رہے۔ اس دفعہ ایئر پورٹ پر 20 ہزار کے قریب احمدی احباب نے آپ کا والہانہ استقبال کیا اس بار آپ نے اشانٹی ریجن، اکرا اور سنٹرل ریجن کی جماعتوں کو شرف ملاقات بخشا اور احمدیہ سکولوں اور ہسپتالوں کا معائنہ فرمایا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے بھی غانا کو دورہ کا شرف بخشا آپ کا دورہ 5 فروری تا 13 فروری 1988ء رہا۔ اس دوران آپ نے اشانٹی ریجن، اکرا، برانگ اہافو ریجن، سنٹرل ریجن اور اپر ویسٹ کا دورہ فرمایا۔ حکومت غانا نے اپر ویسٹ کے دورہ کے لئے ہوائی جہاز کی سہولت میسر کی اس ریجن میں احمدیت کی تاریخ قربانیوں سے بھری ہے، مکرم معلم صالح صاحب اس علاقہ کے ایک عالم دین تھے۔ جب آپ احمدی ہوئے تو غیر از جماعت علماء نے آپ پر کفر کا فتوی لگایا۔ آپ کو شہر بدر کیا گیا اور آپ پر کئی قاتلانہ حملے ہوئے۔ مگر آج خدا کے فضل سے یہاں ایک مضبوط جماعت قائم ہے۔ خدا کی عجیب شان ہے کہ مکرم معلم صالح صاحب کی وفات کے چند سال بعد انکا بیٹا الحسن بن صالح، اس سارے علاقے کا (شمالی علاقہ جات) کا چیف کمشنر بنا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کا بذریعہ جہاز تشریف لانا بھی خدا کی عظیم قدرت کا نشان تھا۔ ایک وہ بھی وقت تھا کہ ابتدائی احمدیوں کو یہاں مارا پیٹا گیا تھا مگر آج ہزاروں کی تعداد میں احمدی اپنے روحانی پیشوا کی قدم بوسی کے لئے تیار کھڑے ہیں۔ یاد رہے کہ یہ علاقہ غانا کے صدر مقام، اکرا سے بہت دور ہے اور رستہ کچا اور ناہموار تھا اسی لئے بذریعہ جہاز حضور پرُنور کی روانگی کا انتظام کیا گیا تھا تا کہ یہاں کے عشاق بھی اپنے شوقِ دید کی تسکین کر سکیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بھی 2004 میں غانا تشریف لائے جسطرح آپ کی ساری ملک میں پذیرائی ہوئی وہ احمدیت کی ترقی اور صداقت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

حضور پرُنور اپنے دورہ کے دوران اشانٹی کے بادشاہ Asantehene Osei Tutu II سے ملاقات کے لئے انکے محل تشریف لئے گئے جہاں اس نے اپنے بہت سے پیراماونٹ چیفس کے ساتھ حضور کا استقبال کیا اس محل میں اشانٹی ہینی کی طرف سے Ashanti Kingdom کا emblem (امتیازی نشان) جو Porcupine کی شکل کا بنا ہوا تھا حضور پرُنور کی خدمت میں پیش کیا گیا میرے علم کے مطابق اشانٹی ہینی کی طرف سے یہ خاص تحفہ آج تک حضور انور کے علاوہ کسی غیر ملکی شخصیت کو پیش نہیں کیا گیا۔

غانا کے صدر مملکت His Excellency John Agyekum Kufuor نے حضور کا والہانہ استقبال کیا جماعت کے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر صدر مملکت ڈائس پر تشریف لائے اور حضور انور کی طرف دیکھتے ہوئے کہا:

''میں آپ کو غانین کی طرح ہی دیکھتا ہوں۔ میرا ڈائس پر آنے کا مقصد صرف یہ بتانا ہے کہ میں حضور انور کو خوش آمدید کہنے کی خوشی میں آپ سب کے ساتھ برابر شریک ہوں۔ یہ قریباً آٹھ سال غانا میں رہے ہیں اسکے بعد واپس اپنے ملک تشریف لے گئے۔ اب خدا تعالیٰ نے انہیں جماعت عالمگیر کا سربراہ بنا دیا ہے۔ یہ وہ منفرد اعزاز ہے، جس پر غانا کو فخر کرنا چاہئے۔''

قارئین کرام! صدر مملکت نے بجا فرمایا کہ غانا کو اس بات پر فخر ہونا چاہئے جماعت احمدیہ کے سربراہ نے یہاں کچھ عرصہ قیام فرمایا۔

اللہ کرے کہ جلد احمدیت سارے ملک کو اپنی لپیٹ میں لے اور پھر سارا ملک اپنے احمدی ہونے پر بھی بجا طور پر فخر کر سکے۔ (آمین)

☆☆☆

خلافت احمدیہ کے زیر سایہ جماعت احمدیہ انڈونیشیا کی ترقی

......مکرم مولانا عبدالباسط، امیر جماعت ہائے انڈونیشیا......

اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے

هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دين الحق ليظهره على الدين كله ولو كره المشركون (الصف ۱۰)

اس آیتِ کریمہ میں ایک پیشگوئی کی گئی ہے جس میں اسلام کے دیگر ادیان پر غلبہ کا ذکر ہے۔ مفسرین کے مطابق یہ پیشگوئی کامل طور پر امام مہدی کے زمانہ میں پوری ہوگی۔ ہم احمدیوں نے پوری شان و شوکت کے ساتھ اس پیشگوئی کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ پورے ہوتے ہوئے مشاہدہ کیا ہے

جماعت احمدیہ کی ترقی کے بارہ میں جو الہامات حضرت مسیح موعودؑ پر نازل ہوئے ان میں سے ایک " میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤنگا" ہے۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے انڈونیشیا بھی ان خوش نصیب ممالک میں شمار ہوا جن میں یہ پودا لگا اور دن بدن بڑھ رہا ہے اور پھول پھل رہا ہے اور ایسا ہوتا رہے گا۔

انڈونیشین قوم کا شمار ان خوش نصیب قوموں میں ہوتا ہے جن پر حضرت مسیح موعودؑ کا یہ الہام صادق آتا ہے۔ کافی بھاری تعداد میں فرزندان انڈونیشین اس الٰہی جماعت میں داخل ہوئے اور باوجود تکالیف کے آج بھی ہو رہے ہیں اور خدا تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق ہمیشہ ہوتے رہیں گے۔

تین انڈونیشین طلباء جو جستجوئے حق کرتے ہوئے بالآخر قادیان پہنچے اور حلقہ بگوش احمدیت ہونے کی سعادت پائی وہ مولانا ابوبکر ایوب صاحب مولانا زینی دہلان صاحب اور مولانا احمد نور الدین صاحب تھے جنہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خدمت میں ایک مبلغ کی درخواست کی اور حضور انور نے ازراہ شفقت قبول فرمائی۔

چنانچہ ۱۹۲۵ء حضرت مولانا رحمت علی صاحب مرحوم کو انڈونیشیا روانہ فرمایا۔

نہایت ہی قلیل وقت میں بہت سے انڈونیشین مولانا موصوف کی تبلیغ کے ذریعہ سلسلہ احمدیت میں داخل ہوئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے دورہ انڈونیشیا میں اللہ تعالیٰ نے بے شمار برکات و فیوض نازل فرمائے اور جماعت احمدیہ انڈونیشیا کی ترقی پہلے سے کہیں زیادہ ہوئی اگرچہ بہت ساری مخالفین اور مشکلات آئیں لیکن کامیابی ہی جماعت احمدیہ کا مقدر ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل جماعت آگے سے آگے بڑھ رہی ہے۔

جماعت احمدیہ انڈونیشیا پر اللہ تعالیٰ نے جو فضل نازل فرمائے اور جو ترقیات عطا فرمائیں ان کا مختصر ذکر اس طرح ہے۔

☆۔لوکل جماعتیں	:	۳۲۵
☆۔مساجد	:	۳۸۵
☆۔مشن ہاؤس	:	۱۷۴
☆۔مدارس	:	۳۶
☆۔مبلغین	:	۲۰۰

جامعہ احمدیہ انڈونیشیا

جامعہ احمدیہ انڈونیشیا کا آغاز ۱۹۷۴ء سے ہوا جب پہلی دفعہ پاکستان میں جماعت کے خلاف کارروائیاں زوروں پر تھیں اور قومی اسمبلی نے جماعت کے خلاف فیصلہ کر دیا تھا۔ پہلے سال معلمین کورس سے اسکی ابتدا ہوئی تھی اور اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے پانچ سالہ کورس جو مبشر کے برابر ہے جاری ہے اور اس کے فارغ التحصیل مبلغین فار ایسٹ (South East Asia) کے ممالک میں خدمات تبلیغ سرانجام دے رہے ہیں ان میں ملیشیا، سنگاپور، تھائی لینڈ، فلپین، کمبوڈیا، ویت نام اور پاپوانیوگنی ہیں۔

شعبہ اشاعت

اس وقت اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کے چھ چھوٹے بڑے رسائل ہفتہ وار اور ماہوار شائع ہو رہے ہیں ان میں سے

☆۔جماعت کا نیشنل رسالہ Darsus: (جماعت کی بیرونی واندرونی خبریں)

☆۔Khotbah (حضورانور کے خطبات)

☆۔ انصاراللہ Suara Ansharullah

☆۔ لجنہ اماءاللہ: Assyifa

☆۔ خدام الاحمدیہ: Gema

☆۔جامعہ احمدیہ: Bisyarat اور

☆۔ وقف نو کا رسالہ: وقف نو

ہیومینٹی فرسٹ

افسوس کہ بالآخر انڈونیشیا جیسا عظیم ملک اور انڈونیشین قوم جیسی عظیم اور وسیع الظرف قوم بھی دیگر قوموں کے اکسانے پر جماعت احمدیہ کے خلاف اقدامات اٹھانے والی قوم بن گئی، شائد اسی وقت سے اس میں خدا کی ناراضگی کے آثار اکثر و بیشتر دیکھنے میں

آتے ہیں۔لیکن ان تمام مخالفتوں کے باوجود ہر مصیبت کے موقع ہیومنٹی فرسٹ بڑھ چڑھ کر خدمات میں شامل ہو رہی ہے, آچے اور Pangandaran میں شامی, جوگجا میں زلزلہ وغیرہ ان سب مصیبت کے مواقعوں پر Love for all Hatred for none کا نعرہ لگانے والی جماعت ہمیشہ دکھی انسانیت کے دکھ بانٹنے کی کوشش میں سرگرم ہے۔

ہومیو پیتھی

جماعت احمدیہ انڈونیشیا کو یہ شرف حاصل ہے کہ ہومیو پیتھی طریقِ علاج کو سب سے پہلے انڈونیشیا میں متعارف کرانے کا شرف جماعت احمدیہ انڈونیشیا کو حاصل ہوا اور آج تک ہر سال ہزار ہا لوگ اس سے مستفید ہو رہے ہیں۔

اس مضمون کے اختتام پر ساری دنیا میں بسنے والے بہنوں اور بھائیوں کی خدمت میں دلی درخواست کرتا ہوں کہ مولا کریم ہر جگہ اور ہر ملک میں اپنی پیاری جماعت کا حافظ و ناصر ہو خاص طور پر ان ممالک میں جہاں جماعت کی مخالفت کی جارہی ہے اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرمائے۔اور بالخصوص عظیم انڈونیشیا کے تمام شہریوں کو ہدایت دے اور انہیں اس بات کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے کہ جماعت احمدیہ ہی دراصل اس زمیں کا نمک ہے اور یہی جماعت تمام مشکلات اور مصائب سے نجات دلانے کی خدائی راہ اور خدائی رسی ہے۔

چند مقامات پر انڈونیشین حضرات جماعت کے افراد کو تکالیف دے رہے ہیں گھر جلائے جاتے ہیں پتھراؤ کیا جاتا ہے۔طرح طرح کی مشکلات پیدا کی جارہی ہیں لیکن ہمیں کامل یقین ہے کہ الٰہی تقدیر ان سب کو نیست و نابود کر دیگی اور اپنی پیاری جماعت کے لئے مزید ترقیات کے لئے بے شمار راستے کھولے گی۔انشاء اللہ۔

تندئی بادِ مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اُڑانے کے لئے

☆☆☆

خلافت سے ہماری زندگی ہے

خلافت سے ہماری زندگی ہے
خلافت سے ہی شانِ احمدی ہے
نبوّت، قدرتِ اُولیٰ کی مظہر
خلافت، دوسری جلوہ گری ہے
خدا کی ذات کی زندہ گواہی
اِسی کے فیض سے ہم کو ملی ہے
خدا کے قُرب کا سچا وسیلہ
خلافت ہے، کہ حبلُ اللہ یہی ہے
جو مقصد لے کے آیا تھا مسیحا
اُسی کی آبیاری ہو رہی ہے
جہاں بھر میں مسلسل کامرانی
خلافت کی بدولت ہی ملی ہے
غم و آلام کا اکسیر مرہم
ہر اِک بگڑی ہوئی اِس سے بنی ہے
مخالف جو بھی کرنا چاہے کر لے
ہزیمت اُس کی قسمت میں لکھی ہے
سَدا دیتا رہے گا پھل یہ پودا
کہ اِس کا سلسلہ اب دائمی ہے
تری دہلیز پر سجدہ کُناں ہوں
کہ یہ نعمت عطائے سَرمدی ہے

(عطاء المجیب راشد، امام مسجد فضل لندن)

خلافت کا پودا تو ہے جاودانی

خلافت کی باتیں ہیں کتنی سہانی
دلوں کی وہ ٹھنڈک وہ ایماں کا پانی
جسے بھی ملی ہے خلافت کی خلعت
خدا اس کی کرتا ہے خود ترجمانی
سکھاتا ہے اس کو وہ حکمت کی باتیں
مدد اُس کی کرتا ہے یارِ نہانی
بظاہر وہ انساں ہماری طرح کا
مگر اُس کی روح اور دِل آسمانی
خلافت کا پودا تو پھلتا رہے گا
خلافت کا پودا تو ہے جاودانی
وہ مسرور آقا ہمارا ہے آقا
اسی کی غلامی میری شادمانی
ہے پیغام اُس کا محبت محبت
وہ کرتا ہے سب پر سدا مہربانی
محبت سے وہ سینچتا ہے دلوں کو
محبت سے کرتا ہے وہ باغبانی
خلافت سے ہم کو ہے مومن محبت
خلافت سے اُلفت میری زندگانی

(خواجہ عبدالمومن اوسلو، ناروے)

عالمگیر جماعت احمدیہ دُنیا کے کناروں تک ......!

........بعض ممالک کے ایمان افروز تذکرے..........

جرمنی

جرمنی کے مشہور شہر میونخ کے محلّہ پاسنگ میں ایک معزز خاتون مسز کیروالا میں رہتی تھیں جو جرمن نسل کی تھیں ۔موصوفہ تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا آسمانی پیغام کسی ذریعہ سے پہنچا تو انہوں نے حضور کے نام عقیدت و اخلاص سے لبریز خط تحریر کیا جس میں حضور سے اپنا ایک فوٹو ارسال کرنے کی درخواست کی ۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے مولوی مبارک علی صاحب بنگالی اور ملک غلام فرید صاحب کو برلن بھجوایا ان کی کوششوں سے دسمبر 1923ء میں یورپ میں دوسرا اسلامی مشن جرمنی میں قائم ہوا جو بوجوہ مئی 1924ء میں بند کرنا پڑا۔ بعد ازاں 20 جنوری 1949ء کو مکرم چوہدری عبد اللطیف صاحب کے ذریعہ یہ مشن دوبارہ جاری ہوا۔قرآن کریم کا جرمن زبان میں ترجمہ 1954ء میں شائع ہوا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے 25 تا 29 جون 1955ء تک اس ملک میں قیام فرمایا۔ ہمبرگ کے ٹاؤن ہال میں حضور نے اہل جرمنی کو ایک تقریر میں مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:’’ اسلام صلح اور امن کا مذہب ہے اور عالمگیر اطاعت کو قائم کرنے کے اصول پیش کرتا ہے۔ اس لئے اسلام ہی آپ کے لئے مناسب حال مذہب ہے اور خاص طور پر جرمنی کیلئے عالمگیر مذہب ہونے کی بنا پر اسلام کے مستقبل جرمنی میں نمایاں حیثیت رکھتا ہے ۔ اسلامی روح جرمنی میں زندہ ہے۔‘‘ (تاریخ احمدیت جلد13 ،صفحہ 147)

1969ء میں مشہور اطالوی مستشرق پروفیسر ڈاکٹر اطالوکیوسی جماعت احمدیہ کے ذریعہ اسلام میں داخل ہوئے ۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے ان کا اسلامی نام محمد عبد الہادی تجویز فرمایا۔ انہوں نے صرف ایک سال کے اندر ’اسپرانتو‘ زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ مکمل کرلیا جو کوپن ہیگن سے شائع کیا گیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے 1967ء میں جرمنی کا دورہ فرمایا۔حضور نے اپنا ایک مبشر خواب سنایا کہ:

’’ایک جگہ ہے وہاں ہٹلر بھی موجود ہے اور وہ حضور سے کہتا ہے آئیں میں آپ کو اپنا عجائب خانہ دکھاؤں ۔ چنانچہ وہ حضور کو ایک کمرہ میں لے گیا جہاں مختلف اشیاء پڑی ہیں ۔ کمرہ کے وسط میں ایک پان کی شکل کا پتھر ہے جیسے دل ہوتا ہے۔اس پتھر پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا ہے۔حضور نے اس کی تعبیر یہ فرمائی کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جرمن قوم اگر چہ اوپر سے پتھر دل یعنی دین سے بیگانہ نظر آتی ہے مگر اس کے دلوں میں اسلام قبول کرنے کی صلاحیت موجود ہے۔‘‘

احمدیہ صد سالہ جشن تشکر کے جلسہ منعقدہ جرمنی 1989ء میں خطاب کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

’’گزشتہ سو سال سے کامیابی سے گزرنے کے طور پر سو مسجدیں جرمنی میں بنا دیں اظہار تشکر کے طور پر۔‘‘

چنانچہ مساجد کی تعمیر کا سلسلہ اس وقت سے شروع ہے۔ (تاریخ احمدیت جلد13 ،صفحہ 155)

سپین

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے دل میں سپین کے اندر از سر نو اسلام کے احیاء کیلئے بہت تڑپ تھی۔ آپؓ فرماتے ہیں:۔

’’کیا سپین میں سے نکل جانے کی وجہ سے ہم اسے بھول گئے ہیں؟ ہم یقیناً اسے نہیں بھولے ۔ ہم یقیناً ایک دفعہ پھر سپین کو لیں گے ...... ہماری تلواریں جس مقام پر جا کر کند ہو گئیں وہاں سے ہماری زبانوں کا حملہ شروع ہوگا اور اسلام کے خوبصورت اصول کو پیش کر کے ہم اپنے ...... بھائیوں کو خود اپنا جزو بنالیں گے۔

(تاریخ احمدیت جلد12 صفحہ 26)

چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ 1936 میں ملک محمد شریف صاحب گجراتی کو سپین بھجوایا۔ پھر سپین میں خانہ جنگی کی وجہ سے ملک محمد شریف صاحب کو یہ مُلک چھوڑ نا پڑا۔ بعد ازاں 10 جون 1946ء کو مکرم مولوی کرم الٰہی صاحب ظفر سپین بطور مبلغ پہنچے ۔ 25 مئی 1970ء کا دن سپین کی تاریخ میں ایک اہم دن تھا اس روز حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ سپین تشریف لائے ۔ جب حضور کے جہاز سے میڈرڈ کا ہوائی اڈہ نظر آیا تو حضور نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا:’’ مجھے تو طارقؒ کے گھوڑوں کے ٹاپوں کی آوازیں دنائی دے رہی ہیں کیا تم کو بھی سنائی دے رہی ہیں؟

(الفضل 5 مئی 1971ء صفحہ 2 کالم 1)

بعد ازاں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے 9/ اکتوبر 1980ء کو قرطبہ سے 32 کلومیٹر کے فاصلہ پر قصبہ پیدرو آباد میں ایک مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔ سپین میں 744 سال کے بعد یہ تعمیر ہونے والی پہلی مسجد ہے۔اس موقعہ پر حضور نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

''اسلام ہمیں باہم الفت اور محبت سے رہنے کی تعلیم دیتا ہے۔ ہمیں انکساری سکھاتا ہے۔ فرمایا میرا پیغام صرف یہ ہے کہ: Love for all hatred for none'' یعنی محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے 10 ستمبر 1982ء کو مسجد بشارت سپین کا افتتاح فرمایا۔

سوئٹزرلینڈ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے ارشاد پر مکرم شیخ ناصر احمد صاحب، چوہدری عبداللطیف صاحب اور مولوی غلام احمد صاحب بشیر کے ہمراہ 13 / اکتوبر 1946 کو سویزرلینڈ کے شہر زیورک پہنچے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ 9 مئی سے 10 جون 1955ء تک زیورک میں موجود رہے۔ زیورک کے احمدیہ مشن کے معائنہ کے بعد اپنے دستِ مبارک سے تحریر فرمایا:

'' خدا تعالیٰ سویزرلینڈ کے باشندوں کی اپنے دین کی طرف رہنمائی فرمائے اور ان کا حامی و ناصر ہو۔'' (الفضل 7 جون 1955ء صفحہ ۱، کالم ۱)

سویزرلینڈ کی پہلی '' مسجد محمود'' کا سنگِ بنیاد 25 / اگست 1962ء کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی دُختر نیک اختر حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ نے اپنے دستِ مبارک سے رکھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے جولائی 1967ء میں سوئیزرلینڈ کا دورہ فرمایا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے 14 جون 1987ء کو سوئیزرلینڈ کی یونیورسٹی میں ریولیوشن کے عنوان پر خطاب فرمایا ۔ یہ اڈیٹوریم سامعین سے بھرا ہوا تھا۔ تاریخ میں صرف دو دفعہ یہاں کسی لیکچر میں اتنے لوگوں نے دلچسپی کا اظہار کیا۔ ایک دفعہ جب چرچل نے وہاں آکر خطاب کیا تھا اور جب دوسری دفعہ حضور نے خطاب فرمایا ہے۔

(ماہنامہ خالد سیدنا طاہر نمبر مارچ اپریل 2004ء صفحہ 22)

سکنڈے نیویا

1932ء میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کو عالمِ رؤیا میں دکھایا گیا کہ ناروے سویڈن فن لینڈ اور ہنگری کے لوگ احمدیت کا انتظار کر رہے ہیں۔ اس خواب کی عملی تعبیر 14 جون 1956ء کو رونما ہوئی جب مکرم کمال یوسف صاحب سویڈن کے شہر گوٹنبرگ پہنچے۔ سب سے پہلا پھل مسٹر ایرکسن تھے جو 7 / اگست 1956ء کو احمدیت میں داخل ہوئے۔ ان کا اسلامی نام سیف الاسلام محمود رکھا گیا۔ یہ سویڈن کے اعزازی مبلغ بنائے گئے ۔ بعد ازاں کمال یوسف صاحب نے کچھ عرصہ گوٹنبرگ اور کچھ عرصہ سٹاک ہالم رہنے کے بعد 28 / اگست 1958ء کو اوسلو میں مشن قائم کیا۔ اسی طرح آپ نے ڈنمارک میں بھی تبلیغی کام جاری رکھا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی اجازت سے ڈنمارک کے پہلے احمدی مکرم عبدالسلام میڈسن صاحب نے 1960ء میں ڈینش زبان میں قرآن مجید کے ترجمہ کا آغاز کیا۔ 1967ء میں ڈینش زبان کا یہ پہلا ترجمہ قرآن شائع ہوا۔ کوپن ہیگن میں احمدی مستورات کی چندہ سے مسجد کی تعمیر ہوئی اور 21 جولائی 1967ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے سکنڈے نیویا کی اس پہلی '' مسجد نصرت جہاں'' کا افتتاح فرمایا۔ حضور رحمہ اللہ نے فرمایا:

'' مسجد خانہ خدا ہے یہ کسی کی ملکیت نہیں۔ لہٰذا اسلامی مساجد کے دروازے ہر ایسے فرد اور ہر ایسی مذہبی جماعت کے لئے کھلے ہیں جو خدائے واحد کی پرستش کرنا چاہے۔ (الفضل 11 / اگست 1967ء صفحہ 3، کالم 1)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے یکم اگست 1980ء کو ناروے کی سب سے پہلی مسجد '' مسجد نور'' اوسلو میں جمعہ کی نماز پڑھا کر اس کا افتتاح فرمایا۔ حضور رحمہ اللہ نے 29 جولائی 1980ء کو گوٹنبرگ میں انٹرویو دیتے ہوئے فرمایا:

'' میں یقین رکھتا ہوں کہ محبت اور پیار اور بے لوث خدمت کے ذریعہ ایک دن ہم اسلام کے لئے تمہارے دل جیتنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ جس دن ہم تمہیں یہ یقین دلا دیں گے کہ ہم جو کچھ تمہارے سامنے پیش کر رہے ہیں وہ اس سے جو پہلے سے تمہارے پاس ہے بہتر ہے تم اسلام کو قبول کئے اور اسلام کی آغوش میں آئے بغیر نہیں رہو گے۔''

(دورہ مغرب صفحہ 185)

25 جون 1993ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے نارتھ کیپ قطب شمالی کا دورہ فرمایا اور یہاں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اور یہ جگہ زمین کا انتہائی کنارہ کہلاتی ہے۔ اس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ الہام: '' میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا'' اس موقع پر بھی پورا ہوا۔

اٹلی

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ ویمبلے کانفرنس لندن میں شمولیت کی غرض سے جب 1924ء میں لندن تشریف لے گئے تو حضور نے سرزمین اٹلی کو بھی 16 تا 20 / اگست 1924ء اپنے وجود سے برکت بخشی اور وہاں اٹلی کے وزیر اعظم مسولینی سے ملاقات فرمائی۔

ماسٹر محمد ابراہم صاحب خلیل اور مولوی محمد عثمان صاحب 14 / اپریل 1946ء کو لندن سے اٹلی کے لئے روانہ ہوئے۔ انہوں نے مسینہ (سسلی) کو اپنا مرکز بنا کر اشاعت اسلام کی مہم کا آغاز کیا۔ بعض لوگوں نے قبول اسلام کی سعادت پائی۔ ابھی ان کی تبلیغی سرگرمیاں ابتدائی حالات میں تھیں کہ سسلی کی کیتھولک حکومت نے ان کو ملک میں مزید قیام کی اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ ستمبر 1947ء میں انہیں اس ملک کو خیر باد کہنا پڑ گیا۔ مگر اس قلیل عرصہ میں خدا کے فضل سے وہاں اسلام کا بیج بو دیا گیا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

'' یہ اللہ تعالیٰ کا کس قدر احسان ہے کہ اس نے

اسلام کی شوکت گزشتہ کو واپس لانے کے لئے ہماری جماعت کو قائم کیا ہے۔ اور پھر ہمارے نوجوانوں میں اخلاص اور قربانی کی رُوح پیدا کی ہے اور آج ہم سپین اور سسلی دونوں جگہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے دوبارہ اسلام کا جھنڈا گاڑنے کی جدوجہد میں مشغول ہیں۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔''

(الفضل 4 جولائی 1946ء صفحہ 3 کالم 2)

مددگار ثابت ہوئیں۔ محترم ملک عطاء الرحمٰن صاحب نے فرانس کے قریبی ملک بیلجیم کی طرف بھی توجہ دی۔ چنانچہ آپ 26 نومبر 1948ء کو اس ملک کے دارالحکومت برسلز تشریف لے گئے۔ یہاں مشن کا باقاعدہ قیام 16 جولائی 1982ء کو ہوا۔ پہلے مشن ہاؤس کا افتتاح 13 اکتوبر 1985ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے فرمایا۔

وقت آئے گا جب ساری دنیا کے بادشاہ رشک کی نظر سے ان خدمات کو دیکھیں گے ...... اللہ تعالیٰ جلد ہالینڈ کے اکثر لوگوں کو احمدیت میں داخل ہونے کی توفیق بخشے۔'' (الفضل 23 جون 1955ء صفحہ 3 کالم 1)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ اپنے مشہور عالم دورہ افریقہ سے واپسی پر 14 مئی 1970ء کو ہالینڈ تشریف لائے۔

فرانس ، بیلجیم

جماعت احمدیہ کی طرف سے فرانس میں تبلیغ اسلام کی سرگرمیوں کا براہِ راست آغاز 1924ء میں اس وقت ہوا جب حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ ویمبلے کانفرنس لندن میں شرکت کے بعد 26 اکتوبر سے 31 اکتوبر 1924ء تک فرانس کے دارالحکومت پیرس میں رونق افروز رہے۔ 29 اکتوبر کو حضور رضی اللہ پیرس میں حکومت فرانس کی طرف سے تعمیر کی جانے والی عالیشان مسجد دیکھنے کے لئے تشریف لے گئے۔ مسجد کے محراب میں کھڑے ہوکر حضور نے اپنی جماعت کے ساتھ ایک لمبی دُعا کی۔ آپؓ نے فرمایا:

'' میں نے تو یہی دُعا کی ہے کہ یا اللہ یہ مسجد ہم کو ملے اور ہم اس کو تیرے دین کی اشاعت کا ذریعہ بنانے کی توفیق پائیں۔''

فرانس میں باقاعدہ تبلیغی مشن کھولنے کے لئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے حکم سے مکرم ملک عطاء الرحمٰن صاحب 17 مئی 1946ء کو پیرس پہنچے۔ فرانس میں تبلیغ اسلام کے لئے حکومت کی اجازت حاصل کرنا ضروری تھا جو کافی تگ ودَو کے بعد 22 جون 1948ء کو ملی۔ 23 مئی 1949ء کو ایک تعلیم یافتہ فرانسیسی خاتون Madame Magaerite Demagani بیعت فارم پُر کر کے احمدیت میں داخل ہوئیں۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ان کا اسلامی نام عائشہ رکھا۔ یہ خاتون فرانسیسی تراجم میں

ہالینڈ

ہالینڈ میں احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی آواز مولانا عبد الرحیم صاحب درد مبلغ انگلستان کے ذریعہ پہنچی جنہوں نے 1926ء میں بیلجیم اور ہالینڈ کا دَورہ کیا اور وہاں متعدد سوسائٹیوں میں لیکچر دیئے۔ مولانا درد صاحب کی انگلستان سے واپسی کے بعد مولانا جلال الدین صاحب شمس کے قیام لندن کا زمانہ آتا ہے جو ہالینڈ میں احمدیت کی داغ بیل کے اعتبار سے ایک سنہری دَور ہے جس میں آپ کی زیرنگرانی ڈچ ترجمہ قرآن مکمل ہوا اس ترجمہ کی سعادت ایک ولندیزی خاتون مسز زمرمان کے حصہ میں آئی جنہوں نے اسلام قبول کرلیا۔ آپ کا اسلامی نام ناصرہ رکھا گیا۔ ہالینڈ میں مستقل احمدیہ مشن کی بنیاد حافظ قدرت اللہ صاحب کے ہاتھوں 2 جولائی 1947ء کو پڑی۔

1955ء میں ہالینڈ کے شہر دی ہیگ میں ایک شاندار اور عالی مسجد'' مبارک'' تعمیر کی گئی۔ یہ لندن کی مسجد فضل کی طرح احمدی خواتین کے چندوں سے تیار ہوئی۔ 20 مئی 1955 کو چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کے مبارک ہاتھوں اس مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا گیا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے سنگ بنیاد کے موقعہ پر ایک خصوصی پیغام بھجوایا۔ آپ فرماتے ہیں:

'' ہم نئے سرے سے اسلام کا سنگ بنیاد رکھ رہے ہیں۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نائب ہونا کوئی معمولی عہدہ نہیں۔ آج دنیا اس کی قدر کو نہیں جانتی۔ ایک

امریکہ

وہ سرزمین جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں ایک جوشیلا اور باثر عیسائی ڈاکٹر جان الیگزنڈر ڈوئی اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سخت دشمن تھا جس نے یہاں تک کہا:

'' میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ وہ دن جلد آوے کہ اسلام دنیا سے نابود ہو جاوے۔ اے خدا تو ایسا ہی کر۔ اے خدا تو اسلام کو ہلاک کردے۔''

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اس دشمن اسلام کو مباہلہ کا چیلنج کر دیا جو امریکہ کے مشہور اخباروں میں شائع ہوا۔ حضورؑ اس مباہلہ کا خلاصہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

'' میرے مباہلے کا خلاصہ مضمون یہ تھا کہ اسلام سچا ہے اور عیسائی مذہب کا عقیدہ جھوٹا ہے اور مَیں خدا تعالیٰ کی طرف سے وہی مسیح ہوں جو آخری زمانہ میں آنے والا تھا...... ڈاکٹر ڈوئی اپنے دعوی رسول ہونے اور اپنے تثلیث کے عقیدہ میں جھوٹا ہے اگر وہ مجھ سے مباہلہ کرے تو میرے زندگی میں ہی بہت سی حسرت اور دکھ کے ساتھ مرے گا اور اگر مباہلہ بھی نہ کرے تب بھی وہ خدا کے عذاب سے بچ نہیں سکتا۔ اس کے جواب میں بدقسمت ڈوئی نے دسمبر 1903ء کے کسی پرچہ میں ...... چند سطریں انگریزی میں شائع کیں جس کا ترجمہ ذیل میں ہے (ہندوستان میں ایک بے وقوف محمدی مسیح ہے جو مجھے بار بار لکھتا ہے کہ یسوع مسیح کی قبر کشمیر میں

ہے اور لوگ مجھے کہتے ہیں ...... کہ تُو کیوں اس شخص کا جواب نہیں دیتا۔مگر کیا تم خیال کرتے ہو کہ مَیں ان مچھروں اور مکھیوں کا جواب دوں گا اگر میں ان پر اپنا پاؤں رکھوں تو ان کو کچل کر مار ڈالوں گا)......غرض یہ شخص میرے مضمون مباہلہ کے بعد جو یورپ اور امریکہ اور اس ملک میں شائع ہو چکا تھا بلکہ تمام دنیا میں شائع ہو گیا تھا شوخی میں روز بروز بڑھتا گیا......خدا تعالیٰ نے مجھے خبر دی ہے کہ تُو غالب ہوگا اور دشمن ہلاک کیا جائیگا۔''

یہ دشمن اسلام جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقابلہ پر آیا اور حضور علیہ السلام کی پیشگوئی کے مطابق 9 مارچ 1907ء کو ذلیل ورُسوا ہو کر اپنے انجام کو پہنچا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

''مَیں امام الزمان ہوں مجھے خبر دی گئی ہے کہ جو شرارت سے میرے مقابل پر کھڑا ہوگا وہ ذلیل اور شرمندہ کیا جائے گا۔دیکھو مَیں نے وہ حکم پہنچا دیا جو میرے ذمہ تھا۔''

ڈاکٹر جان الیگزینڈر ڈوئی جب 9/مارچ 1907ء کو ہلاک ہوا۔تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

''اب ظاہر ہے کہ ایسا نشان (جو فتح عظیم کا موجب ہے) جو تمام دنیا ایشیا اور امریکہ اور یورپ اور ہندوستان کے لئے ایک کھلا کھلا نشان ہو سکتا ہے وہ یہی ڈوئی کے مرنے کا نشان ہے کیونکہ اور نشان جو میری پیشگوئیوں سے ظاہر ہوئے وہ تو پنجاب اور ہندوستان تک ہی محدود تھے اور امریکہ اور یورپ کے کسی شخص کو ان کے ظہور کی خبر نہ تھی لیکن یہ نشان پنجاب سے بصورت پیشگوئی ظاہر ہو کر امریکہ میں جا کر ایسے شخص کے حق میں پورا ہوا جس کو امریکہ کا فرد فرد جانتا تھا اور اس کے مرنے کے ساتھ ہی بذریعہ تاروں کے اس ملک کے انگریزی اخباروں کو خبر دی گئی۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ 505 تا 511)

امریکہ کے مقبول عام روزنامہ ڈیلی گزٹ کے ایڈیٹر مسٹر الیگزنڈر رسل ویب نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں ایک خط تحریر کیا جو حضور نے اپنی کتاب شحنۂ حق میں نقل فرمایا۔حضور نے انہیں 17 دسمبر 1986ء کو مکتوب تحریر فرمایا اور پھر با قاعدہ خط و کتابت ہوتی رہی جس کے نتیجہ میں مسٹر ویب مسلمان ہو گئے اور یوں امریکہ کی تاریخ میں اسلام کی تبلیغ و اشاعت کی پہلی مہم کا آغاز ہوا۔انہیں کے ذریعہ سے امریکہ کے مسٹر اینڈرسن حضرت مفتی محمد صادق صاحب سے خط و کتابت کر کے 26 ستمبر 1904ء کو داخل اسلام ہوئے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کا اسلامی نام احمد تجویز فرمایا۔حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے حضرت مفتی محمد صادق صاحب کو انگلستان سے امریکہ جانے کا ارشاد فرمایا چنانچہ آپ 26 جنوری 1920ء کو انگلستان سے روانہ ہوئے اور 15 فروری 1920ء کو امریکہ کے بندرگاہ فلاڈلفیا پر اُترے۔امیگریشن حکام نے آپ کو ملک میں داخل ہونے سے روک دیا۔آپ نے اس فیصلہ کے خلاف اپیل کی۔حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ کو جب مفتی صاحب کی نظر بندی کا علم ہوا تو آپ نے ایک تقریر میں فرمایا:

''......امریکہ جسے طاقتور ہونے کا دعویٰ ہے اس وقت تک اس نے مادی سلطنتوں کا مقابلہ کیا اور انہیں شکست دی ہوگی۔روحانی سلطنت سے اس نے مقابلہ کر کے نہیں دیکھا اب اگر اس نے ہم سے مقابلہ کیا تو اسے معلوم ہو جائے گا کہ ہمیں وہ ہرگز شکست نہیں دے سکتا کیونکہ خدا ہمارے ساتھ ہے۔ہم امریکہ کے اردگرد کے علاقوں میں تبلیغ کریں گے اور وہاں کے لوگوں کو مسلمان بنا کر امریکہ بھیجیں گے اور ان کو امریکہ نہیں روک سکے گا اور ہم امید رکھتے ہیں کہ امریکہ میں ایک دن لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی صدا گونجے گی اور ضرور گونجے گی۔''

(الفضل 15/اپریل 1920ء صفحہ 12 کالم 3)

امریکہ کا مرکزی دار التبلیغ شکاگو میں تھا 1950 میں اسے شکاگو سے واشنگٹن منتقل کیا گیا۔ 1976ء کے سال کو امریکہ کی سیاسی آزادی کے دو سوویں سالگرہ کے طور پر منایا گیا اسی سال حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے اس براعظم کا دَورہ فرمایا یہ دَورہ اس لحاظ سے نیک فال تھا کہ اب امریکہ کے روحانی اسیروں کی رستگاری کا وقت آ گیا ہے۔حضورؒ فرماتے ہیں:

''امریکہ مَیں ......اس لئے جا رہا ہوں کہ وہاں اس وقت تک ایک خاص حلقہ میں اسلام کو نفوذ حاصل ہوا ہے اور ہو رہا ہے لیکن دوسرے حلقہ نے ابھی تک اتنا اثر قبول نہیں کیا ہے جتنا قبول کرنا چاہئے تھا......مَیں چاہتا ہوں کہ وہاں جا کر اسلام کے آگے بڑھنے کی حرکت کو تیز کیا جائے تا اہل امریکہ کے سب حلقوں کو ہی اللہ تعالیٰ اپنے پیار کے جلوے دکھائے۔''

(الفضل 5/اگست 1976ء)

اس دورہ میں یکم اگست ۱۹۷۶ء کو حضور Deton بھی تشریف لے گئے جہاں کے کمشنر نے حضور کی خدمت میں ڈیٹن شہر کی چابیاں پیش کیں۔ (الفضل ۴/اگست ۱۹۶۷) حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے 1987ء میں امریکہ کا دَورہ فرمایا۔ 9/اکتوبر کو حضور نے واشنگٹن میں نئے مرکز اور مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا۔17/اکتوبر کو حضور کولمبیا تشریف لے گئے۔کولمبیا کے میئر نے اس دن کو ''حضرت مرزا طاہر احمد کا دن'' قرار دیا۔30/اکتوبر کو حضور نے پورٹ لینڈ مسجد بیت رضوان کا افتتاح فرمایا۔بعد ازاں حضور نے 14/اکتوبر 1994ء کو امریکہ کی مسجد بیت الرحمن اور ایم ٹی اے کے ارتھ اسٹیشن کا افتتاح فرمایا۔

کینیڈا

کینیڈا میں جماعت 1919ء سے متعارف تھی۔

لیکن جماعت کا باقاعدہ قیام 1956ء میں بعض احمدیوں کے وہاں سکونت اختیار کرنے کی وجہ سے ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث 8؍ اگست 1976ء کو ٹورانٹو تشریف لائے جہاں حضور نے جماعت کے عہدیداران کا اجلاس منعقد کیا اور انہیں ہدایات سے نوازا۔ کینیڈا میں سب سے پہلے مبلغ مکرم سید منصور احمد صاحب بشیر 26 مارچ 1977ء کو پہنچے۔ مارچ 1977ء میں ٹورانٹو میں ایک قطعہ زمین خریدا گیا۔ اکتوبر 1978ء میں کیلگری میں مشن ہاؤس کے لئے زمین خریدی گئی اور مشن کا افتتاح 26 مئی 1979ء کو ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے 4 تا 10 ستمبر 1980ء کو کینیڈا کا دورہ فرمایا۔ کیلگری جماعت نے کینیڈا کے انتہائی شمال میں واقع آبادیوں میں قرآن مجید پہنچانے کا کارنامہ انجام دیا تھا۔ حضورؒ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیان فرمودہ پر معارف تفسیر کی ایک جلد جماعت کو تحفہ عطا فرمائی۔ اور اس پر اپنے قلم سے تحریر فرمایا:

"کیلگری جماعت! اللہ تعالیٰ آپ کو اشاعت تراجم قرآن کی مزید توفیق دیتا چلا جائے۔ مرزا ناصر احمد۔"

(تاریخ کینیڈا مشن مرتبہ وکالت تبشیر ربوہ صفحہ 34)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے 1983ء میں کینیڈا کی جماعت کو ایک خصوصی پیغام دیا:

"جماعت احمدیہ کینیڈا کو چاہئے کہ اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرتے ہوئے اپنے پاؤں پر کھڑے ہوں اور ایک نئے جوش اور ولولہ کے ساتھ مشن ہاؤسز اور مساجد فنڈز کے لئے اپنی توفیق کے مطابق قربانیاں پیش کریں...... آگے بڑھیں اور اپنی کمر ہمت کس لیں اور ہر فرد جماعت کے اپنی توفیق کے مطابق وعدہ لکھوائے۔

(تاریخ کینیڈا مشن، مرتبہ وکالت تبشیر ربوہ صفحہ 45)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے ستمبر 1986ء میں کینیڈا کا دورہ فرمایا اور 20 ستمبر 1986ء کو حضور نے مسی ساگا میں کینیڈا کی پہلی مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔ اس روز ایک خصوصی شوریٰ کی صدارت فرمائی جس میں کینیڈا اور امریکہ کی جماعتوں کے نمائندگان نے شرکت کی۔ حضورؒ نے اپنے دوسرے دورہ کے دوران 19؍ اکتوبر 1992ء کو مسجد بیت الاسلام کا افتتاح فرمایا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 21 جون تا 5 جولائی 2004ء کینیڈا کا دورہ فرمایا۔ اس دوران 2 تا 5 جولائی جلسہ سالانہ میں شمولیت فرمائی۔ حضور انور نے 4 جون تا 6 جولائی 2005 کینیڈا کا دوسرا دورہ فرمایا۔ حضور نے 11 جون 2005ء کو وینکوور میں پہلی احمدیہ مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا اور 18 جون 2005ء کو کیلگری بلکہ صوبہ البرٹا کی پہلی مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا۔ 24 جون 2005ء حضور انور نے کینیڈا کے جلسہ سالانہ میں شمولیت فرمائی۔ 30 جون کو وزیر اعظم پال مارٹن سے ملاقات فرمائی۔ یکم جولائی کو حضور انور نے کینیڈا ڈے میں شمولیت فرمائی اور 2 جولائی کو بریمپٹن میں مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا۔

کینیا

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی حیاتِ مبارکہ میں ہی 1896ء میں آپ کے دو صحابی حضرت منشی محمد افضل صاحب اور حضرت میاں عبداللہ صاحب یوگینڈا ریلوے میں بھرتی ہو کر ممباسہ (کینیا) پہنچے۔ یہ سب سے پہلے احمدی تھے جنہوں نے مشرقی افریقہ کے ساحل پر قدم رکھا۔ اسی سال ایک اور صحابی ڈاکٹر محمد اسماعیل صاحب گوڑیانوی ملٹری ڈاکٹر کے طور پر وہاں پہنچے۔ آپ کی تبلیغ سے وہاں احمدیت پھیلنا شروع ہوئی۔ 1901ء تک وہاں 50 سے زائد صحابہ کی تعداد جماعتی ریکارڈ میں موجود ہے۔ 1923ء کے آغاز میں جماعت احمدیہ نیروبی کی طرف سے ایک پندرہ روزہ اخبار البلاغ کے نام سے جاری کیا گیا جو بعد میں ہفتہ وار شائع ہونے لگا۔ 1925ء میں نیروبی میں ایک ہال خریدا گیا جو جماعتی سرگرمیوں اور نماز کی ادائیگی کے لئے استعمال ہونے لگا۔ اور 1928ء میں تین چار ایکڑ کا ایک باموقع قطعہ زمین برائے تعمیر احمدیہ مسجد میونسپل کارپوریشن کی طرف سے جماعت کو مفت مل گیا۔ یہاں 1931ء میں مسجد پایہ تکمیل کو پہنچی۔

(تاریخ احمدیت جلد ہفتم صفحہ 264)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے مکرم شیخ مبارک احمد صاحب کو مشرقی افریقہ بھیجنے کا ارشاد فرمایا۔ چنانچہ آپ 27 نومبر 1934ء کو وہاں پہنچے اور تاریخ ساز کام کی توفیق پائی۔ جنوری 1936ء میں ممباسہ سے ماپینزی یامنگو (Mapenzi Vamangu) کے نام سے ایک ماہوار سواحیلی رسالہ جاری کیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے ارشاد کے تحت مکرم شیخ مبارک احمد صاحب نے 15 نومبر 1936ء کو قرآن مجید کے سواحیلی ترجمہ کا کام شروع کیا جو 3 مئی 1943 کو مکمل ہوا اور اس کی اشاعت 1953ء میں ہوئی۔ اس ترجمہ کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے ایک ایمان افروز دیباچہ تحریر فرمایا جس میں آپ نے اہل افریقہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

"اے اہل افریقہ! ایک دفعہ پھر اپنے عدل و انصاف کا ثبوت دو! اور پھر ایک سچائی کے قائم کرنے میں مدد دو جو سچائی تمہارے پیدا کرنے والے خدا نے بھیجی ہے۔ جس سچائی کو قبول کرنے کے بغیر غلام قومیں آزاد نہیں ہوسکتیں۔ مظلوم ظلم سے چھٹکارا نہیں پاسکتے۔ قیدی قید خانوں سے چھوٹ نہیں سکتے۔ امن رفاہیت اور ترقی کا پیغام میں تمہیں پہنچاتا ہوں۔ پیغام میرا نہیں بلکہ تمہارے اور میرے پیدا کرنے والے خدا کا پیغام ہے۔ یہ زمین و آسمان کے پیدا کرنے والے خدا کا پیغام ہے۔ ہزاروں کی تعداد میں آؤ، لاکھوں کی تعداد میں آؤ اور سچائی کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو جاؤ تا کہ ہم سب ملکر دنیا میں ازسر نو خدا تعالیٰ کی

بادشاہت کو قائم کردیں اور بنی نوع انسان کی ہمہ گیر اخوت اور خدا تعالیٰ کے ہمہ گیر عدل وانصاف کو دنیا میں قائم کردیں۔ خدا تعالیٰ آپ لوگوں کو میری آواز پر لبیک کہنے کی توفیق دے اور میں وہ دن دیکھوں جبکہ آپ لوگ میرے دوش بدوش دنیا میں امن وسلامتی اور ترقی اور رفاہیت کے قائم کرنے میں کوشش کررہے ہوں اور پھر یہ کوشش خدا تعالیٰ کے فضل سے کامیاب ہو۔

خاکسار مرزا محمود احمد''

(کفایات زندگی مرتبہ شیخ مبارک احمد صاحب صفحہ 93-92)

امریکہ کے مشہور عیسائی مناد ڈاکٹر بلی گراہم 1961ء میں افریقہ کے تبلیغی دورہ پر آئے تو امریکہ پریس نے اس دورہ کو بہت اہم قرار دیا۔ مکرم شیخ مبارک احمد صاحب نے 3 مارچ 1961ء کو ڈاکٹر بلی گراہم کے نام ایک خط لکھا جس میں ان کے سامنے انجیل کے اصولوں کی رُو سے بذریعہ دُعا لا علاج مریضوں کو تندرست کرنے کا طریقہ رکھا۔ اور اس کے مطابق اسلام اور عیسائیت کا مقابلہ کرنے کے لئے ان کو للکارا۔ ملکی اخبارات میں اس چیلنج کا خوب چرچا ہوا جب ڈاکٹر گراہم سے سوال کیا گیا کیا آپ چیلنج قبول کریں گے تو انہوں نے جواب دیا ''میرا کام محض وعظ کرنا ہے مریضوں کو چنگا کرنا نہیں۔''

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اپنے دورہ کے دوران 31/اگست 1988ء کو شیانڈا میں مسجد کا افتتاح فرمایا۔ نیز مشن ہاؤس اور مدرسہ کا سنگِ بنیاد رکھا۔ یکم ستمبر کو حضور احمدیہ قبرستان تشریف لے گئے اور وہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کی قبروں پر دعا کی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 28/اپریل 2005 کو کینیا کے جلسہ سالانہ کا افتتاح فرمایا۔ 3/اپریل کو نواشہ اور ناکورو میں ایک ایک مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا۔ اس شام حضور انور نے الڈوریٹ میں ایک مسجد کا افتتاح فرمایا۔ یکم مئی کو حضور انور نے شیانڈا میں ہسپتال کا سنگِ بنیاد رکھا۔

تنزانیہ

مشرقی افریقہ کے چار ممالک کینیا، یوگینڈا، ٹانگا نیکا اور زنجبار شروع میں ایک ہی مبلغ انچارج کے ماتحت تھے۔ یکم مئی 1961ء سے ان ممالک کا تبلیغی نظام علیحدہ کردیا گیا۔ ٹانگانیکا اور زنجبار جو بعد میں تنزانیہ کے نام سے ایک ملک بن گیا کے مبلغ انچارج مکرم مولوی محمد منور صاحب مقرر ہوئے۔ نومبر 1936ء میں شیخ امری عبیدی صاحب داخل احمدیت ہوئے اور 1943ء میں سرکاری ملازمت سے فارغ ہوکر مبلغین سلسلہ میں شامل ہوگئے۔ مکرم شیخ امری عبیدی صاحب جو دار الاسلام کے میئر، اور وزیر انصاف کے عہدوں پر بھی فائز رہے 9/اکتوبر 1964ء کو انتقال کرگئے۔ آپ کو پورے فوجی اعزاز کے ساتھ احمدیہ قبرستان چنگومبے کے قطعہ موصیان میں دفن کیا گیا۔ آپ کے جنازہ میں ٹانگانیکا کے صدر اور کینیا اور یوگینڈا کے وزراء اعظم بھی شامل ہوئے۔ 27 جون 1942ء کو تبورا میں احمدیہ مسجد فضل کی بنیاد رکھی گئی۔ تنزانیہ میں دارالحکومت دارالسلام میں 1955ء میں مسجد کی بنیاد رکھی گئی جس کا 15/مارچ 1957 کو افتتاح ہوا۔ حکومت تنزانیہ نے احمدی مبلغ مکرم عبدالرشید رازی صاحب کو تبورہ ڈسٹرکٹ میں ان کے سماجی خدمات کی بناء پر جسٹس آف پیس کے طور پر تعینات کیا۔ 1983ء میں مورگورو میں طاہر مشنری ٹریننگ کالج کا آغاز ہوا یہ خلافت رابعہ کا پہلا مشنری کالج تھا جس پر حضور انور نے فرمایا:

''یہ پڑھ کر بہت خوشی ہوئی کہ موروگورو تنزانیہ میں مشنری ٹریننگ کالج شروع ہوگیا ہے اللہ تعالیٰ برکت ڈالے اور کامیابی عطا فرمائے اور اس میں سے ہزاروں مبلغ ٹرینڈ ہوکر دنیا کو حق کا راستہ دکھانے والے بنیں۔''

15/اپریل 1986ء کو جماعت کے ایک وفد نے تنزانیہ کے صدر مملکت مسٹر علی حسن موینی سے ملاقات کی اور انہیں قرآن مجید انگریزی و سواحیلی ترجمہ پیش کیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے 8 سے 15 ستمبر 1988ء تک تنزانیہ کا دورہ فرمایا۔ حضور نے 12 ستمبر 1988ء کو موروگورو میں ڈسپنسری کا افتتاح فرمایا اور کسنوا میں ہسپتال کا سنگِ بنیاد رکھا۔ 13 ستمبر 1988ء کو حضور نے ڈوڈھا میں مسجد کا افتتاح فرمایا اور اسی روز حضور شیخ امری عبیدی مرحوم کی قبر پر تشریف لے گئے اور دعا کی اسی روز حضورؒ نے وزیر اعظم تنزانیہ سے پرائم منسٹر ہاؤس میں ملاقات کی۔

حضورؒ نے جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

''ہمت اور محنت کے ساتھ کام کریں اور سارے ملک میں احمدیت پھیلانے کا عزم کرلیں اور ملک کے ہر گوشہ میں پہنچیں...... آج آپ کی تعداد دس ہزار ہے جب دوبارہ یہاں آؤں تو آپ کی تعداد ایک ملین ہونی چاہئے۔''

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز 8 مئی 2005ء کو تنزانیہ تشریف لائے۔ 9 مئی کو حضور انور نے تنزانیہ کے جلسہ سالانہ میں شرکت فرمائی۔ 13 مئی کو تنزانیہ کے وزیر اعظم سے اور 14 مئی کو صدر مملکت ولیم مکاپا سے ملاقات فرمائی اسی روز حضور انور نے موروگورو ریجن کے نئے مشن ہاؤس کا افتتاح فرمایا۔ 15 مئی کو موروگورو سے دوسو پچاس کلومیٹر کے فاصلے پر شالنزے میں تعمیر ہونے والی مسجد کا افتتاح فرمایا۔

یوگنڈا

یوگنڈا میں احمدیت کا آغاز 1896ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دو صحابہ کے ذریعہ جو یوگینڈا ریلوے میں بھرتی ہوکر آئے تھے ہوا۔ یوگینڈا میں سب سے پہلا مشن جنجہ میں 1959ء میں قائم ہوا۔ 1961 سے یوگینڈا میں الگ جماعتی نظام جاری ہوا اور مکرم مولوی عبدالکریم صاحب شرما امیر و مبلغ انچارج

مقرر ہوئے ۔ جب دار السلام تنزانیہ میں 15 مارچ 1917ء کو مسجد فضل کا افتتاح ہوا تو حضرت مصلح موعودؓ نے اس خواہش کا ظہار فرمایا: ’’میں یوگینڈا کے علاقہ میں بھی مسجد کی تعمیر کی خوشخبری سننے کا منتظر ہوں۔‘‘

چنانچہ حضور کی اس خواہش کی تعمیل میں 9/ اگست 1957ء کو مسجد محمود کمپالہ (یوگینڈا) کا سنگِ بنیاد رکھا گیا۔ یوگینڈا میں 14 ستمبر 1984ء کو نور الدین مشنری ٹریننگ کالج کا آغاز ہوا۔ جولائی 1984ء میں جماعت کے ایک وفد نے یوگینڈا کے صدر مملکت سے ملاقات کی اور انہیں قرآن مجید اور اسلامی اصول کی فلاسفی کا تحفہ پیش کیا۔ قرآن مجید لیتے ہوئے انہوں نے کہا It is a good book۔ 15 دسمبر 1986ء کو جماعت کے ایک وفد نے وزیر اعظم یوگینڈا سے ملاقات کی اور قرآن مجید کا تحفہ پیش کیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے 7 سے 3 ستمبر 1988ء تک یوگینڈا کا دورہ فرمایا ۔ 6 ستمبر 1988ء کو حضور نے یوگینڈا کے وزیر اعظم سے ملاقات فرمائی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 17ء سے 25 مئی 2005ء تک یوگینڈا کا دورہ فرمایا۔ 19 اور 20 مئی کو جلسہ سالانہ میں شمولیت فرمائی۔ حضور انور ایدہ اللہ نے یوگینڈا کے صدر مملکت سے بھی ملاقات فرمائی اور 21 مئی کو بوسیا میں مسجد کا افتتاح فرمایا۔

ماریشس

ماریشس میں ایک سکول کے ہیڈ ماسٹر نور محمد صاحب فرانسیسی زبان میں ایک اخبار ’’دی اسلامزم‘‘ شائع کرتے تھے ۔ ایڈیٹر رسالہ ریویو آف ریلیجنز نے انگریزی اخبار ’’دی کریسنٹ‘‘ میں اسلامزم کا ذکر پڑھ کر نور محمد صاحب کو اپنے رسالہ کے چند پرچے بھیجے اس طرح 1905ء میں احمدیت کا باقاعدہ پیغام اس جزیرہ تک (جو دنیا کا کنارہ کہلاتا ہے) پہنچا۔ نور محمد صاحب نے 1912ء میں احمدیت قبول کر لی ۔ ان کے ذریعہ اور بھی بیعتیں ہوئیں ۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے ارشاد پر صوفی غلام محمد صاحب بی اے 15 جون 1915ء کو ماریشس پہنچے ۔ 1923ء میں مسجد کی تعمیر کی گئی۔ 1917ء میں حافظ عبید اللہ صاحب مبلغ سلسلہ بھی ماریشس پہنچے اور صوفی صاحب کا ہاتھ بٹانے لگے ۔ 1923ء میں حافظ عبید اللہ صاحب کا انتقال ہو گیا اور آپ وہیں مدفون ہیں ۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے مکرم حافظ جمال احمد صاحب کو 27 جولائی 1928ء کو ماریشس بھجوایا۔ آپ کا 27 دسمبر 1949ء کو ماریشس میں ہی انتقال ہوا اور وہیں مدفون ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے ستمبر 1988ء میں ماریشس کا دورہ فرمایا یہ کسی بھی خلیفۃ المسیح کا اس ملک کا پہلا دورہ تھا۔ 18 ستمبر 1988ء کو حضور نے New Groove میں مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا اور ملٹری کوارٹرز میں مسجد کا افتتاح فرمایا۔ 19 ستمبر کو حضور نے ماریشس کے گورنر جنرل اور وزیر اعظم سے ملاقات فرمائی نیز حضورؒ حافظ جمال احمد صاحب اور حافظ عبید اللہ صاحب کی قبروں پر دعا کے لئے تشریف لے گئے ۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ 1993ء میں اپنے دوسرے دورہ ماریشس کے دوران ایک دن جزیرہ ’روڈ ریگز‘ تشریف لے گئے وہاں احباب جماعت کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور فیمیلیز سے ملاقات شروع کرنے سے قبل فرمایا:

’’آئیں اب دُور کے جزیرہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت سے ملاقات کریں۔‘‘

28 نومبر 2005ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز 13 روزہ دَورے پر ماریشس پہنچے ۔ 29 نومبر کو حضور نے ماریشس کے صدر مملکت سے ملاقات فرمائی ۔ بعد ازاں جلسہ سالانہ میں شرکت فرمائی اور تینوں روز اپنے خطاب سے نوازا ۔ 6 دسمبر 2005 کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے Laferme کی احمدیہ مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔

نائیجیریا

حضرت مولانا عبد الرحیم نیر صاحبؓ پہلی بار 8/ اپریل 1921ء کو نائیجیریا چار ماہ قیام کے بعد آپ واپس غانا تشریف لے گئے ۔ 15 دسمبر 1921ء کو آپ مستقل مشن کے قیام کے لئے نائیجیریا کے صدر مقام لیگوس پہنچے ۔ مولانا نیر صاحب ایک دن ایک مسجد میں تشریف لے گئے ۔ حاضرین میں سے ایک نے کہا کہ اس مسجد کے ایک سابق امام الفا آیانمو نے اپنی وفات سے قبل اپنا یہ خواب ہمیں سنایا کہ:

’’انہوں نے حضرت امام مہدی کی زیارت کی اور انہوں نے اسے بتایا کہ وہ خود تو اس ملک میں نہ آسکیں گے مگر ان کا ایک مرید یہاں آکر ہدایت کا موجب بنے گا۔‘‘ مسجد میں موجود سب حاضرین نے اس کی تصدیق کی ۔ حضرت مولانا عبد الرحیم صاحب نیر جو خود صحابی تھے فرماتے ہیں یہ بات سن کر اپنی خوش بختی تصور کر کے میری آنکھوں میں آنسو آگئے ۔ یہ ساری جماعت جن کی تعداد دس ہزار تھی بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہو گئی ۔ مولانا نیر صاحب نے 11 ستمبر 1922 کو لیگوس میں ایک مدرسہ تعلیم الاسلام جاری کیا ۔ پھر آپؓ بیمار ہو گئے اور 21 جنوری 1922 کو واپس لندن بھجوا دیئے گئے ۔ بعد ازاں نائیجیریا میں کوئی مرکزی مبلغ نہ جا سکا ۔ حکیم فضل الرحمٰن صاحب نے ہی وہاں دورے کئے ۔ 12 مارچ 1943ء کو لیگوس کی پہلی احمدیہ مسجد کا سنگ بنیاد حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب نے رکھا ۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

’’لندن کی پہلی مسجد کا نام مسجد فضل ہے اس کا نام بھی مسجد فضل رکھا جائے ۔‘‘ 1945ء میں جناب مولوی نور محمد صاحب نسیم سیفی نائیجیریا بھجوائے گئے ۔ آپ نے The Truth کے نام سے ہفت روزہ اخبار جاری

کیا۔ (تاریخ احمدیت جلد 9 صفحہ 469)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے 1970ء میں نائیجیریا کا دورہ فرمایا۔ آپ نے 13/ اپریل 1970 کو نائیجیریا کے صدر مملکت یعقوبو گوون سے ملاقات کی۔ نائیجیریا سے روانگی کے وقت حضورؒ نے فرمایا:

''آپ ایک عظیم ملک کے عظیم فرزند ہیں...... آپ ایک شاندار مستقبل کے مالک ہیں۔ ایسا مستقبل جو آپ کے تصور سے بھی بڑھکر شاندار ہے...... آپ حق وصداقت کی شمع لیکر چاردانگ عالم میں پھیل جائیں یہاں تک کہ دنیا آپ سے امیدیں وابستہ کرے اور لوگ آپ کی قسمت پر رشک کریں۔ آمین۔''

حضورؒ نے 20 تا 24 ستمبر 1980 کو بھی نائیجیریا کا دورہ فرمایا۔ مکرم مبشر احمد صاحب شاہد 31 مارچ 1991 کو بطور مبلغ نائیجیریا پہنچے۔ تقریباً پونے دوسال خدمت کی توفیق پائی۔ اور 17 دسمبر 1992ء کو کار کے ایک حادثہ میں شہید ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 11 تا 13/ اپریل 2004ء نائیجیریا کا دورہ فرمایا۔ 11/ اپریل کو حضور نے الارو شہر میں احمدیہ مسجد کا افتتاح فرمایا۔ اگرچہ نائیجیریا کا جلسہ سالانہ حضور کے دورہ سے دو ماہ قبل ہو چکا تھا۔ اب حضور کی آمد پر تیس ہزار سے زائد لوگ اکٹھے ہوگئے اور دوبارہ جلسہ منعقد ہوا جس میں حضور نے شرکت فرمائی۔ حضور نے الارو میں جامعہ احمدیہ کا معائنہ فرمایا اور ریمارکس بک پر تحریر فرمایا ۔'' اللہ تعالیٰ جامعہ احمدیہ کے طلباء کو مخلص خادم دین بنائے اللہ تعالیٰ ان کے علم تقویٰ اور سعادتمندی میں اضافہ فرمائے اور ان کو خلافت احمدیہ سے سچی محبت کرنے والا بنائے۔'' 12/ اپریل کو حضور نے اوجوکورو کی مسجد کا افتتاح فرمایا۔

لائبیریا

مئی 1952ء میں مکرم مولوی محمد صدیق صاحب امرتسری ایک ماہ کے دورہ پر یہاں آئے۔ آپ نے لائبیریا کے صدر ولیم ٹب مین سے ملاقات کی اور انہیں قرآن مجید کی انگریزی تفسیر اور دوسرا اسلامی لٹریچر تحفۃً پیش کیا۔ بعد ازاں لائبیریا مشن کی بنیاد رکھنے کی سعادت صوفی محمد اسحاق صاحب کے حصہ میں آئی۔ آپ 6 جنوری 1956ء کو دار الحکومت مزرویا پہنچے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

'' ابھی موقعہ ہے مسلمانوں کے ساتھ تعلقات بڑھاؤان کو تحفے وغیرہ دیتے رہو اور جلدی کوشش کرو کہ لائبیریا سارا احمدی ہو جائے۔''

12 جون 1957ء کو مکرم صوفی صاحب نے سربراہ مملکت سے پریزیڈنٹ ہاؤس میں ملاقات کی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے 1970ء میں لائبیریا کا دورہ فرمایا۔ 20/ اپریل 1970ء کو لائبیریا کے صدر مسٹر ولیم ٹب مین کے ساتھ ملاقات فرمائی اگلے روز صدر مملکت نے حضور کے اعزاز میں ضیافت دی۔ جس میں انہوں نے ایڈریس پیش کرتے ہوئے کہا آج ہماری کتنی خوش قسمتی ہے کہ اس زمانہ کے روحانی بادشاہ ہمارے درمیان تشریف فرما ہیں ان کی ہمارے ملک میں تشریف آوری ہمارے لئے عزت کا باعث ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے 31 جنوری تا 2 فروری 1988ء لائبیریا کا دورہ فرمایا۔ یکم فروری 1988ء کو حضور نے لائبیریا کے صدر مملکت سے بھی ملاقات کی۔ 1937ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے غانا کے علاوہ دوسرے ممالک میں بھی مشن کھولنے کی ہدایت فرمائی۔ چنانچہ مولوی نذیر احمد صاحب 13/ اکتوبر 1937ء کو غانا سے سیرالیون کے دار الحکومت فری ٹاؤن پہنچے۔ آپ کی تبلیغ سے کئی رؤساء اور چیفس احمدی ہوئے۔ 1939ء میں روکوپور میں پہلا احمدیہ مسلم سکول قائم کیا گیا۔ جنوبی صوبہ کے دار الخلافہ بو میں 1945ء میں مسجد تعمیر ہوئی

اسی سال حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے مولوی نذیر احمد صاحب کو پورے مغربی افریقہ کا رئیس التبلیغ نامزد کرکے اعلان فرمایا کہ آئندہ ان کا نام مولوی نذیر احمد علی ہوگا۔ 19 مئی 1955ء کو سیرالیون کے شہر بو میں آپ کی وفات ہوئی۔ آپ مغربی افریقہ کی سرزمین کے پہلے جاں نثار مبلغ تھے جو میدان تبلیغ میں شہید ہوئے اور بو شہر میں ہی دفن ہوئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے 5 تا 14 مئی 1970ء سیرالیون کا دورہ فرمایا۔ 6 مئی کو حضور رحمہ اللہ نے سیرالیون کے قائم مقام گورنر جنرل سے ملاقات کی۔ گورنر جنرل نے کہا "It is a blessing your comming here" اس کے بعد حضور رحمہ اللہ نے وزیر اعظم سے ملاقات فرمائی۔ 8 مئی کو حضور نے فری ٹاؤن کے قریب ''لیسٹر'' کے مقام پر مسجد نذیر احمد علی کا افتتاح فرمایا۔ 10 مئی کو حضور نے بو میں مرکزی مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔ 11 مئی کو جماعت سیرالیون کے استقبالیہ میں آپ نے فرمایا:

'' آج کا دن آپ کا دن ہے۔ احمدیت کی تاریخ میں اور اس ملک کی تاریخ میں یہ پہلا موقع ہے کہ مہدی معہود اور مسیح موعود علیہ السلام کا خلیفہ اس ملک میں وارد ہوا ہو۔''

(رسالہ خالد 1970 دورہ مغربی افریقہ نمبر صفحہ 117)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے جنوری 1988ء میں سیرالیون کا دورہ فرمایا۔'' میل 91 '' کے علاقے میں وہاں کی چیف کی طرف سے حضور رحمہ اللہ کو چیف کا لباس پہنا کر پیراماؤنٹ چیف بنایا گیا۔ '' کینما '' اور '' بو '' شہروں کی طرف سے حضور رحمہ اللہ کی خدمت میں شہر کی چابیاں پیش کی گئیں۔ دوران دورہ حضور رحمہ اللہ نے دو پریس کانفرنسوں سے بھی خطاب فرمایا۔ سیرالیون کے صدر مملکت جے ایس مومو سے حضور نے ملاقات فرمائی جس میں صدر سیرالیون نے جماعتی خدمات کو بہت سراہا اور کہا کہ ہم آپ کو ہر قسم کا تعاون

دینے کے لئے تیار ہیں ۔ حضورؒ نے 29 جنوری کو سیرالیون میں جامعہ احمدیہ قائم کرنے کا اعلان فرمایا۔

گیمبیا

گیمبیا کے لامین بارانجائے (Lamin barra njie) نے بذریعہ لٹریچر 1954ء میں جماعت کا تعارف حاصل کیا اور 1958ء میں باقاعدہ بیعت کی ۔ نائیجیریا کے مقامی مبلغ حمزہ سنیالو (Hamza,o.sanyalo) نومبر 1959ء میں گیمبیا پہنچے تین ماہ تک آپ وہاں رہے اس دوران کئی دوست داخل سلسلہ ہوئے ۔ عہدیداران کا باقاعدہ انتخاب ہوا اور باقاعدہ جماعت کا قیام عمل میں آیا ۔ پھر 30 جولائی 1960ء کو غانا سے جرائیل سعید صاحب گیمبیا پہنچے اور بعد ازاں حکومت کی طرف سے مبلغ کی اجازت ملنے پر چوہدری محمد شریف صاحب 9 مارچ 1961ء کو گیمبیا پہنچے ۔ گیمبیا کے بہت بڑے عالم الحاج عثمان داود نجائے صاحب نے مئی 1961ء میں بیعت کی ۔ مئی 1963ء میں فاریمان محمد سنگھاٹے صاحب بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے ۔ گیمبیا کی آزادی کے بعد دسمبر 1965ء میں ملکہ برطانیہ نے آپ کو گیمبیا کا قائم مقام گورنر جنرل بنایا ۔ آپ کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کی طرف سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کپڑے کا تبرک جس پر حضورؒ نے اپنے دستخط فرمائے تھے اور خلیفۃ المسیح کی مہر بھی لگائی گئی اور 14.6.1996 کی تاریخ درج تھی بھجوایا گیا جو 5 جولائی 1966ء کو انہیں ملا ۔ عین اسی روز آپ قائم مقام گورنر جنرل کی بجائے گیمبیا کے گورنر جنرل بنا دیئے گئے اور یوں الہام ’’بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے‘‘ بھی پورا ہوا ۔ گیمبیا میں پہلی مسجد سنگھاٹے صاحب نے فیرافینی میں اپنی زمین میں بنائی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے 2 تا 5 مئی 1970ء کو گیمبیا کا دورہ فرمایا ۔ 2 مئی 1970ء کو گیمبیا کے صدر سر داؤد کے جوارا سے ملاقات کی اور انہیں قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ پیش فرمایا ۔ 3 مئی 1970ء کو حضور نے ’’بنوزکا کنڈا‘‘ میں مسجد کا سنگ بنیاد رکھا ۔ اسی طرح حضور رحمہ اللہ نے نصرت سیکنڈری سکول بانجل کا بھی سنگ بنیاد رکھا ۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے جنوری 1988ء میں گیمبیا کا دورہ فرمایا جہاں 22 جنوری کے خطبہ جمعہ بمقام سبا میں حضور نے نصرت جہاں تنظیم نَو کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا: ’’یہ عجیب خدا تعالیٰ کا تصرف ہے اور گیمبیا کی یہ خاص سعادت اور خوش نصیبی ہے کہ نصرت جہاں کی اول تحریک اسی ملک سے شروع ہوئی تھی اور قدرت ثانیہ کے مظہر ثالث کو خدا تعالیٰ نے یہ توفیق بخشی تھی کہ اس ملک گیمبیا سے نصرت جہاں تحریک کا اعلان کریں ۔ اور آج اس تحریک کے دوسرے حصہ کے اعلان کے لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کے ملک کی زمین کو یہ اعزاز بخشا ہے ۔‘‘ حضور رحمہ اللہ نے اس دورہ کے دوران دو مساجد کا افتتاح فرمایا ۔ نیز دو مشن ہاؤسز ایک مسجد اور ایک کلینک کا سنگ بنیاد رکھا۔

(ضمیمہ ماہنامہ خالد فروری 1988، صفحہ 4، کالم 2)

آئیوری کوسٹ

مکرم قریشی مقبول احمد صاحب 22 جولائی 1961ء کو آئیوری کوسٹ میں احمدیہ مشن کے قیام کے لئے آبی جان پہنچے ۔ 1962ء میں مکرم قریشی مقبول احمد صاحب نے آئیوری کوسٹ کے صدر مملکت Felix houp houet boigny سے ملاقات کی اور انہیں جماعتی لٹریچر پیش کیا ۔ نومبر 1963ء میں قریشی محمد افضل صاحب کا تقرر قریشی مقبول احمد صاحب کی جگہ ہوا ۔ آپ نے ایک پلاٹ خرید کر وہاں ایک چھوٹی سے مسجد تعمیر کی جس کا افتتاح 1967ء میں ہوا ۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے 27 تا 29 اپریل 1970ء آئیوری کوسٹ کا دورہ فرمایا ۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے فروری 1988ء میں آئیوری کوسٹ کا دورہ فرمایا اور اس دورہ میں آئیوری کوسٹ کے صدر مملکت سے ملاقات بھی فرمائی۔

بورکینا فاسو

بورکینا فاسو میں احمدیت کا آغاز 1951ء میں ہوا ۔ مکرم عبدالوہاب بن آدم صاحب امیر غانا نے یہاں جماعت کو منظم کیا ۔ پہلے مبلغ مکرم محمد ادریس شاہد صاحب جنوری 1990 میں یہاں پہنچے ۔ 25 مارچ 2004ء اس ملک کی تاریخ میں یادگار دن ہے ۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مبارک قدم اس زمین پر پڑے ۔ حضور انور نے 26 مارچ 2004 کو بورکینا کے وزیر اعظم Per langa ernest yonhi سے ملاقات فرمائی ۔ اسی روز حضور انور نے بورکینا فاسو کے صدر مملکت Blaise comparore سے بھی ملاقات فرمائی ۔ ان سے حضور نے بورکینا فاسو میں زرعی منصوبوں اور بجلی اور پانی کی پیداوار کے متعلق تفصیلی گفتگو فرمائی ۔ حضور نے صدر مملکت کو مشورہ دیتے ہوئے فرمایا:

’’اگر آپ لوگ محنت اور دیانتداری سے کام کریں تو بہت جلد آپ کا شمار افریقہ کی لیڈنگ نیشنز میں ہونے لگے گا۔‘‘

(الفضل سالانہ نمبر 28 دسمبر 2004، صفحہ 50، کالم 3)

حضور انور نے جلسہ سالانہ بورکینا فاسو میں بھی شمولیت فرمائی ۔ اسی طرح حضور نے اس ملک کے پہلے احمدیہ پرائمری سکول کا 30 مارچ 2004 کو افتتاح فرمایا ۔ حضور نے احمدیہ مشن ہاؤس کا سنگ بنیاد بھی رکھا نیز یکم اپریل 2004ء کو بوبو جلاسو میں احمدیہ ریڈیو سٹیشن کا معائنہ فرمایا اور ریڈیو سے یہ پیغام لائیو نشر فرمایا: ’’ریڈیو احمدیہ کے سننے والوں کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ یعنی اللہ تعالیٰ آپ سب کو اپنی حفاظت میں رکھے۔‘‘

3 اپریل 2004ء کو حضور انور نے احمدیہ ہسپتال واگا ڈوگو کا افتتاح فرمایا ۔ حضور انور کا یہ دورہ 4 اپریل 2004 تک جاری رہا۔

بینن

بینن میں احمدیت کا آغاز 1957ء میں ہوا جب نائیجیریا سے تین داعیان الی اللہ بینن پہنچے پورٹو نووو میں 27 جنوری 1974ء کو مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا گیا اور 25/اگست 1974 کو اس کی تکمیل کے بعد اس کا افتتاح کیا گیا ۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے 1981ء میں مکرم احمد شمسیر سوقیا صاحب کا بینن میں بطور مبلغ تقرر فرمایا۔ بینن جس کے معنی بادشاہوں کی سرزمین ہے، میں روحانی بادشاہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز 4/اپریل 2004ء کو تشریف لائے ۔حضور نے پریس کے نمائندگان کے سوال،'' آپ کا دورہ بینن کا مقصد کیا ہے'' کے جواب میں فرمایا:

'' میں جماعت کے ممبران کو وزٹ کرنے آیا ہوں۔اور یہ دیکھنے آیا ہوں کہ ہم اس ملک میں انسانیت کی خدمت کیسے کر سکتے ہیں ۔'' حضور انور نے احباب جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: '' گو احمدیت کو اس ملک میں آئے زیادہ عرصہ نہیں ہوا ہے لیکن آپ کے اخلاص و محبت نے مجھے بے حد متاثر کیا ہے۔آپ کا یہاں اکٹھے ہونا اور خلافت سے محبت محض اللہ تعالیٰ کی خاطر ہے۔''

(الفضل سالانہ نمبر 28 دسمبر 2004ء صفحہ 70 کالم 3)

حضور انور نے 5/ اپریل 2004ء میں پورٹو نووو میں مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا۔6/اپریل 2004ء کو حضور انور نے کنگ آف الاڈا سے ان کے محل میں ملاقات کی ۔ یہ کنگ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ سے جلسہ سالانہ لندن میں ملے ہوئے تھے اور حضور رحمہ اللہ سے بڑی عقیدت رکھتے ہیں ۔ حضور انور نے ملاقات کے دوران فرمایا:

'' میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے علاقہ میں، ان کے کنگڈم میں تمام لوگوں کو احمدیت کرنے کی توفیق دے ۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بھی احمدیت قبول کرنے کی توفیق دی ہے ۔'' کنگ آف الاڈا نے کہا:'' میرا یقین ہے کہ حضور کی آمد کی وجہ سے آج تمام برکتیں الاڈا کے پیلس میں نازل ہوگئی ہیں ۔ یقیناً ہم بہت خوش ہیں اور بہت خوش قسمت ہیں ۔''

(الفضل سالانہ نمبر 2004ء صفحہ 71 کالم 2)

حضور انور نے اسی شام پاراکو میں گورنر سے گورنر ہاؤس میں ملاقات فرمائی جہاں 7/اپریل کو حضور انور نے اس شہر میں تعمیر ہونے والی پہلی مسجد کا افتتاح فرمایا اور احمدیہ مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔ 8/اپریل 2004ء کو حضور نے بینن کے صدر مملکت سے ملاقات کی ۔حضور انور نے اسی شام عبد السلام انٹرنیشنل سینٹر کا بھی معائنہ فرمایا۔

سری لنکا

سری لنکا میں احمدیت کا پیغام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں لٹریچر کے ذریعہ پہنچا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے جنوری 1910ء میں بیرونی ممالک میں پیغام احمدیت پہنچانے کا ارشاد فرمایا اور اس ضمن میں سنگاپور اور سیلون میں تبلیغی وفد بھجوانے کی خواہش فرمائی جو خلافت ثانیہ میں پوری ہوئی ۔ حضرت صوفی غلام محمد صاحب 14/مارچ 1915ء کو ماریش جاتے ہوئے سیلون کے شہر کولمبو پہنچے ۔آپ نے تین ماہ تک وہاں قیام کیا۔ حضرت صوفی صاحب کے ماریشس جانے کے بعد مولوی ابراہیم صاحب مالاباری مبلغ مقرر ہوئے۔

1916ء میں سری لنکا مشن کی طرف سے ہفتہ وار "The Message" کا اجرا ہوا۔ اسی سال جماعت کا پریس قائم ہوا اور تامل زبان میں ماہنامہ '' دوتن'' کا اجرا ہوا۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحب 10/اکتوبر 1927ء کو سیلون تشریف لائے اور آپ نے وہاں مختلف جگہوں پر لیکچر دیئے ۔آپ کے مناظرے بھی ہوئے ۔ قیام جماعت کے سولہ سال بعد ستمبر 1931ء میں کولمبو میں باقاعدہ دارالتبلیغ قائم کیا گیا۔ 1951ء میں حضرت مصلح موعودؓ اپنی ایک خواب کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں :'' میں نے رؤیا میں دیکھا کہ کوئی تحریر میرے سامنے پیش کی گئی ہے اور اس میں یہ ذکر ہے کہ ہمارے سلسلہ کا لٹریچر سنہالیز زبان میں بھی شائع ہونا شروع ہو گیا ہے اور اس کے نتائج اچھے نکلیں گے ۔ میں خواب میں کہتا ہوں کہ سنگھالیز زبان تو ہے یہ سنہالیز کیوں لکھا ہے پھر میں سوچتا ہوں کہ سنہالیز زبان کون سی ہے تو میرا ذہن اس طرف جاتا ہے کہ شاید یہ ملائی زبان کی کوئی قسم ہے ۔'' اس عظیم الشان رؤیا کی اشاعت کے پانچ برس بعد 1957ء میں سنہالیز زبان میں اسلامی اصول کی فلاسفی کے ترجمہ کی اشاعت ہوئی۔

(تاریخ احمدیت جلد 5 صفحہ 297)

سنگاپور

6 مئی 1935ء کو تحریک جدید کے تحت بیرونی ممالک میں جانے والے پہلے وفد میں مولوی غلام حسین صاحب ایاز بھی شامل تھے جو سنگاپور تشریف لے گئے ۔ غلام حسین ایاز صاحب کو مخالفین کی طرف سے بہت زیادہ مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ ایک دفعہ اس قدر مارا گیا کہ آپ بے ہوش ہوگئے ۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ مولانا غلام حسین ایاز صاحب کی ان تکلیفوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں :'' ایسے علاقوں میں احمدیت پھیلنی شروع ہوگئی ہے جہاں پہلے باوجود کوشش کے ہمیں کامیابی نہیں ہوئی تھی۔ ملایا میں یا تو یہ حالت تھی کہ مولوی غلام حسین صاحب ایاز کو ایک دفعہ لوگوں نے رات کو مار مار کر گلی میں پھینک دیا اور کتے ان کو چاٹتے رہے اور یا اب جو لوگ ملایا سے واپس آئے ہیں انہوں نے بتایا ہے کہ اچھے اچھے مالدار ہوٹلوں کے مالک اور معزز طبقہ کے ستر اسی کے قریب دوست احمدی ہو چکے

ہیں اور یہ سلسلہ روز بروز ترقی کر رہا ہے۔''
(تاریخ احمدیت جلد 8 صفحہ 12-211)

حضرت مولانا غلام حسین ایاز صاحب نے 1947ء میں انیس ہزار ایک سوسینتیس مربع فٹ کا ایک قطعہ زمین مرکز اور مسجد کے لئے خریدا جس میں لکڑی سے بنایا ہوا ایک رہائشی مکان بھی تھا جو 1983ء تک بطور مسجد استعمال ہوتا رہا۔ جنگ عظیم دوم کے دوران مولوی صاحب نے لوگوں سے کہا کہ جب گولہ باری ہو تو میرے گھر آجایا کریں۔ عجیب اتفاق ہے اردگرد کے مکانوں کو نقصان پہنچا مگر آپ کا گھر محفوظ رہا اس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ پیشگوئی کہ '' آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے'' برابر پوری ہوتی رہی۔

(الفضل سالانہ نمبر 18 دسمبر 2006ء صفحہ 17 کالم 4)

مولانا ایاز صاحب پندرہ سال تک سنگاپور میں تبلیغ اسلام کرتے رہے کچھ عرصہ کے لئے مرکز آئے پھر بورنیو بھجوائے گئے وہیں 17/18 اکتوبر 1959ء کی درمیانی رات آپ کی وفات ہوئی۔ 1983ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے دورہ سنگاپور کے دوران ایک وسیع مسجد طہٰ کا سنگ بنیاد رکھا۔ یہ عمارت دو سال کے عرصہ میں تکمیل کو پہنچی اسی جگہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 7 اپریل 2006ء کو اپنے دورہ سنگاپور (5 تا 10 اپریل 2006) کے دوران مشن ہاؤس کا سنگ بنیاد رکھا۔ حضور انور نے نیشنل مجلس عاملہ سنگاپور کو ہدایت فرمائی: '' ...... آپ کے پاس وسائل ہیں۔ ملک چھوٹا ہے ہر ایک سے رابطہ آسان ہے۔ آپ محنت کریں تو دوسری جماعتوں کے لئے نمونہ بن سکتے ہیں۔''

(الفضل سالانہ نمبر 18 دسمبر 2006ء صفحہ 26، کالم 1)

آسٹریلیا

براعظم آسٹریلیا میں احمدیت کا آغاز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مبارک زندگی میں ہی ہوگیا تھا۔ جب ایک افغان باشندے حضرت صوفی حسن موسیٰ خان صاحب نے 1903ء میں بذریعہ خط حضور کی بیعت کی لیکن جماعت کا باقاعدہ قیام 1980ء میں عمل میں آیا جب ڈاکٹر اعجاز الحق صاحب آسٹریلیا گئے۔ ڈاکٹر صاحب نے 1981ء میں سڈنی میں مسجد قائم کرنے کے لئے چندہ اکٹھا کرنے کی اجازت مانگی جو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے عطا فرمادی۔ 1983ء میں 27 ایکڑ کا رقبہ مسجد کے لئے خریدنے کی توفیق ملی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے 30 ستمبر 1983ء بروز جمعہ بیت الہدیٰ سڈنی کا سنگ بنیاد رکھا۔ حضورؒ نے فرمایا: '' آج جب کہ ہم براعظم آسٹریلیا میں پہلی احمدیہ مسجد کا سنگ بنیاد رکھنے کی غرض سے اکٹھے ہوئے ہیں یہ دن جماعت احمدیہ کی تاریخ میں ایک نئے سنگ میل کا اضافہ کررہا ہے ...... بلا شبہ یہ دن آسٹریلیا کی تاریخ میں بھی ایک عظیم سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے ...... یہ پہلی اینٹ ہے جو خالصۃً للہ اس کی عبادت کی خاطر تعمیر ہونے والے اس گھر کی بنیاد میں رکھی جارہی ہے لیکن یہ اینٹ آخری اینٹ نہیں رہے گی اور نہ خدائے واحد کا یہ گھر آخری گھر ہوگا۔''

(الفضل سالانہ نمبر 18 دسمبر 2006ء صفحہ 33 کالم 1)

حضور کے ساتھ حضرت مولوی محمد حسین صاحب سبز پگڑی والے صحابی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی بنیادی اینٹ رکھی۔ 5 جولائی 1985ء کو مولانا شکیل احمد صاحب منیر بحیثیت مبلغ آسٹریلیا تشریف لائے اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ 14 جولائی 1989ء کو جو جمعہ اور عیدالاضحی کا دن تھا سڈنی تشریف لائے اور بیت الہدیٰ میں نماز عید پڑھائی اور خطبہ عید و خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اس طرح اس مسجد کا افتتاح عمل میں آیا۔ 17 جولائی 1991ء کو محترم محمود احمد صاحب شاہد بحیثیت امیر و مشنری انچارج آسٹریلیا تشریف لائے۔ 11 اپریل 2006ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز آسٹریلیا تشریف لائے اور 14 تا 16 اپریل ۲۰۰۶ کو جلسہ سالانہ میں شمولیت فرمائی اس طرح آسٹریلیا کے سالانہ جلسہ میں پہلی دفعہ کوئی خلیفۃ المسیح شامل ہوئے۔ 21 اپریل 2006ء کو حضور نے بیت الہدیٰ کے احاطہ میں خلافت جوبلی ہال کا سنگ بنیاد رکھا۔ 22 اپریل کو حضور نے جماعت کے سینٹر '' بیت المسرور'' کا افتتاح فرمایا۔ حضور نے جماعتی لائبریری کا بھی معائنہ فرمایا۔ لائبریری کا نام رکھنے کی درخواست پر حضور نے لائبریری کا نام حسن موسیٰ رکھا۔ ایک آسٹریلین خاتون Mrs. Juen Weissel نے حضور سے ملاقات کی۔ کسی احمدی نے پوچھا کہ ہمارے خلیفہ کیسے لگے ہیں تو اس کے منہ سے بے اختیار نکلا He is the chosen man (یعنی یہ تو خدا تعالیٰ کے چنیدہ شخص ہیں۔)

(الفضل سالانہ نمبر 2006ء صفحہ 47، کالم 2)

نیوزی لینڈ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے 12 اور 18 مئی 1908ء کو انگلستان کے پروفیسر ریگ (Wragge) نے ملاقات کی اور اپنے سوالات کے تسلی بخش جوابات سننے کے بعد احمدی ہوگئے۔ پروفیسر صاحب بعد میں نیوزی لینڈ چلے گئے تھے۔ 2006ء کے آغاز میں جماعت نیوزی لینڈ نے پروفیسر مرحوم کے بارے میں معلومات حاصل کیں تو پتہ چلا کہ 1922ء میں آپ کی وفات ہوئی تھی۔ پروفیسر صاحب کے ایک پوتے اور پوتی سے جماعت کا رابطہ ہوگیا۔

6 مئی 2006ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے دورہ نیوزی لینڈ کے دوران ان دونوں سے ملاقات فرمائی۔ حضور نے نیوزی لینڈ کے صدر صاحب جماعت کو فرمایا: '' ان سے رابطہ رکھیں کہ اللہ کرے کہ ان لوگوں کے دل میں بھی حق کی پہچان کی طرف توجہ پیدا ہوجائے۔'' (الفضل 20 جون

2006ء صفحہ 5 کالم 2) 7 مئی 2006ء کو حضور انور پروفیسر ریگ کی قبر پر جا کر دعا کی۔

جماعت احمدیہ کا مرکز ''بیت المقیت'' نیوزی لینڈ کے دارالحکومت آک لینڈ میں واقع ہے یہ جگہ 1998ء میں خریدی گئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 4 تا 8 مئی 2006 نیوزی لینڈ کا دورہ فرمایا۔ 5 مئی کو یہاں کا جلسہ سالانہ تھا جس کا افتتاح خطبہ جمعہ سے ہوا جو یہاں سے حضرت خلیفۃ المسیح کا براہ راست ساری دنیا میں نشر کیا گیا پہلا خطبہ ہے۔

جاپان

1902ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سامنے جاپان میں تبلیغ کا ذکر ہوا تو فرمایا: '' اگر خدا چاہے گا تو اس ملک میں طالب حق پیدا کر دے گا۔''

(الفضل سالانہ نمبر 18 دسمبر 2006 صفحہ 83 کالم 1)

بعد ازاں 26 / اگست 1905ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں ذکر آیا کہ جاپان میں اسلام کی طرف رغبت معلوم ہوتی ہے ۔ فرمایا: ''...... جاپانیوں کو عمدہ مذہب کی تلاش ہے ...... چاہیے کہ اس جماعت میں سے چند آدمی اس کام کے واسطے تیار کئے جائیں جو لیاقت اور جرأت والے ہوں اور تقریر کا مادہ رکھتے ہوں۔''

(البدر 24 / اگست 1905ء صفحہ 2)

صوفی عبدالقدیر صاحب نیاز 4 جون 1935ء کو کوبے، جاپان پہنچے۔ آپ کا یہاں قیام تقریباً تین سال رہا۔ پھر مولوی عبدالغفور صاحب 10 جنوری 1937ء کو جاپان پہنچے اور تقریباً پانچ سال وہاں خدمت کی توفیق پائی ۔ 1981ء میں ناگویا میں بنا بنایا مکان خریدا گیا جس کا نام احمدیہ سینٹر رکھا گیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے 24 تا 30 جولائی 1989ء جاپان کا دورہ فرمایا۔ یہ کسی خلیفۃ المسیح کا جاپان کی سرزمین پر پہلا دورہ تھا۔

حضور نے اس دورہ کے دوران مجلس شوریٰ بھی طلب فرمائی ۔ ہیروشیما جہاں امریکہ نے جنگ عظیم میں ایٹم بم گرایا تھا اس کا بھی دورہ فرمایا۔ حضور نے ٹی وی چینل کو ایک انٹرویو بھی دیا جو اسی شام نشر کیا گیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 8 تا 15 مئی 2006 جاپان کا دورہ فرمایا۔ 9 مئی 2006ء کو حضور کے اعزاز میں استقبالیہ تقریب منعقد ہوئی جس میں ممبران پارلیمنٹ اور مختلف شعبہ ہائے زندگی کے معززین مدعو تھے ۔ حضور نے استقبالیہ میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا: '' آپ ایسی قوم ہیں جو دوسری جنگ عظیم سے سب سے زیادہ متاثر ہوئے ہیں۔ اب تیسری جنگ عظیم کو روکنے کے لئے قدم اٹھائیں۔ خدا آپ کی مدد کرے...... انصاف سے دیکھیں کیا آج جو قدم دنیا میں امن قائم کرنے کے لئے اٹھائے جا رہے ہیں کیا اس سے امن قائم ہو سکتا ہے۔ کیا دہشت گردی کو بڑی دہشت گردی کے ساتھ سزا دی جا سکتی ہے۔ میزائل اٹیک کے ذریعہ امن قائم ہوگا یا مزید ظلم بڑھے گا۔''

(الفضل سالانہ نمبر 18 دسمبر 2006 صفحہ 88 کالم 3)

بعد ازاں حضور نے 12 اور 13 مئی کو جلسہ سالانہ میں شمولیت فرمائی ۔ (یہاں سے پہلی دفعہ خلیفۃ المسیح کا خطبہ جمعہ ساری دنیا کے لئے نشر کیا گیا۔) حضور نے 14 مئی کو ہیروشیما میں موجود میوزیم کا دورہ فرمایا۔ آپ نے اس میوزیم کی دردناکیوں کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرمایا: "I salute the people of Heroshima" (ترجمہ: میں ہیروشیما کے لوگوں کو سلام پیش کرتا ہوں۔)

فجی

فجی میں احمدیت کا تعارف سب سے پہلے چوہدری عبدالحکیم صاحب ابن چوہدری کا کے خان صاحب کے ذریعہ 1925ء میں ہوا۔ جب آپ ایک کاروبار کے سلسلہ میں نانڈی پہنچے ۔ بعد ازاں سب سے پہلے مبلغ مکرم شیخ عبدالواحد صاحب 6/ اکتوبر 1960 کو وہاں پہنچے اور 10 نومبر 1960 کو جماعت باقاعدہ رجسٹرڈ ہوئی ۔ دسمبر 1961ء میں فجی کے دارالحکومت 'صووا' میں ایک عمارت کرایہ پر حاصل کر کے تبلیغی مرکز بنایا گیا۔ جون 1961ء میں ماہوار رسالہ ''الاسلام'' کا اجراء ہوا۔ 1963ء میں ایک تعمیر شدہ مکان خرید کر اس کے ایک حصہ کو تبدیل کر کے باقاعدہ محراب بنا کر مسجد کی شکل دے دی گئی اور اس کا نام مسجد فضل عمر رکھا گیا۔ 1974ء تک اس عمارت میں کام چلتا رہا لیکن جماعت نے محسوس کیا کہ مسجد اور مشن ہاؤس نئے سرے سے بنایا جائے چنانچہ وقار عمل کے ذریعہ صفائی اور کھدائی کا کام شروع کیا گیا اور 8 دسمبر 1974ء کو اس مسجد کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ اس موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے احباب جماعت فجی کے نام یہ پیغام پہنچایا:

'' جان سے عزیز بھائیو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مجھے معلوم کر کے از حد مسرت ہوئی ہے کہ آپ نے مسجد فضل عمر کی بنیادوں کی کھدائی کا کام اپنے ہاتھوں سے خود کیا ہے۔ آج آپ اس کا سنگ بنیاد رکھ رہے ہیں اللہ تعالیٰ یہ دن نہ صرف جماعت ہائے احمدیہ فجی بلکہ جزائر فجی کے جملہ اہالیان کے لئے ہر طرح بابرکت ثابت کرے۔'' مارچ 1967ء میں مکرم نورالحق انور صاحب بحیثیت امیر و مشنری انچارج فجی پہنچے ۔ جون 1967ء میں ایک سہ ماہی رسالہ The Muslim Harbinger تین زبانوں میں شائع ہونا شروع ہوا۔ فجی کے وزیر اعظم Sir Ratu Mara اپنی بیگم کے ہمراہ جماعت کی دعوت پر 1964ء میں مشن ہاؤس تشریف لائے۔ مولانا شیخ عبدالواحد صاحب نے ان کی خدمت میں قرآن مجید اور کتب کا تحفہ پیش کیا۔ 3 ستمبر 1971 کو جزائر ٹونگا کے بادشاہ Taufa Ahau Tupu کے سرکاری دورہ پر تشریف لائے تو مکرم مولوی صدیق صاحب امرتسری مبلغ سلسلہ نے قرآن کریم اور

دیگر کتب پیش کیں۔29 مئی 1973ء کو وزیر اعظم فجی کو مولوی محمد صدیق صاحب امرتسری اور مولوی غلام احمد صاحب فرخ مبلغ سلسلہ نے قرآن کریم اور دیگر لٹریچر بطور تحفہ پیش کیا۔قرآن کریم فجیئن زبان میں ترجمہ کا آغاز 1963ء میں ہوا اور اس پر نظر ثانی ہونے کے بعد 1985 میں یہ ترجمہ شائع ہوا۔مکرم حافظ ملک عبدالحفیظ صاحب 27 فروری 1980ء کو بطور مبلغ فجی پہنچے۔ابھی کم وبیش ڈیڑھ سال ہی گزرا تھا کہ 15/اگست 1981ء کو ایک کار حادثہ میں شہید ہو گئے۔اناللہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے 16 تا 25 ستمبر 1983ء جزائر فجی کا دورہ فرمایا۔17 ستمبر کا دن جماعت احمدیہ ناندی کے لئے یادگار دن تھا۔اس دن خلیفۃ المسیح نے ان کے ساتھ عید منائی۔19 ستمبر کو حضور نے فجی کے قائم مقام وزیر اعظم مسٹر ایڈورڈ بی ڈورس سے ملاقات فرمائی۔20 ستمبر کو حضور نے مجلس مشاورت میں شرکت کی۔22 ستمبر کو حضور جزیرہ تاوی یونی تشریف لے گئے جہاں سے انٹرنیشنل ڈیٹ لائن گزرتی ہے۔حضور نے فرمایا:

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کہ میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا ہمیشہ اپنی شان سے پہلے سے بڑھ کر اور وسعت میں پھیل کر پوری ہوتی رہی ہے اور آج میرا دل خدا کے حمد سے لبریز ہے اور اس کے حضور سجدہ کررہی ہے کہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا واقعۃً حضور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تبلیغ زمین کے کناروں تک پہنچ چکی ہے۔آپ واقعۃً زمین کے کناروں پر آباد ہیں......اور خدا کی تقدیر بھی ہے کہ ڈیٹ لائن بھی یہیں گزر رہی ہے اور واقعۃً یہ ملک زمین کا کنارہ بن گیا ہے۔

(الفضل یکم فروری 1984ء صفحہ 2 کالم 2)

25 ستمبر 1983ء کو حضورؒ لاٹو کا تشریف لے گئے جہاں حضور نے اپنے دست مبارک سے "مسجد رضوان" کا سنگ بنیاد رکھا۔حضور نے 11 تا 14 جولائی 1989ء فجی کا دوسرا دورہ فرمایا۔11 جولائی کو حضور نے فجی کے صدر مملکت Ratu Sir Penaia Ganilau سے ان کے ذاتی محل میں ملاقات فرمائی اسی روز حضور نے فجی کے وزیر اعظم Ratu Sir Ka Lsese Mara سے بھی ملاقات فرمائی۔حضور نے فجی کے متعلق ایک مرتبہ فرمایا"......فجی کوئی بڑی جگہ نہیں ہے چند دنوں کا قصہ ہے بس ایک قدم اور ایک چھلانگ اور ایک جھپٹا مارنے کی دیر ہے سارا فجی اللہ تعالیٰ کے فضل سے محمد رسول اللہ کے قدموں میں پڑا ہوگا۔"

(الفضل 4 جنوری 1984ء صفحہ 5 کالم 4)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 25/اپریل تا 4 مئی 2006ء فجی کا دورہ فرمایا۔حضور نے 27/اپریل کو فجی کے قائم مقام صدر مملکت سے ملاقات فرمائی۔28/اپریل جلسہ سالانہ فجی کے آغاز کا دن تھا حضور انور نے جو خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا وہ وقت کے حساب سے دنیا بھر میں سب سے پہلا خطبہ تھا کیونکہ ساری دنیا کے خطبات اس کے بعد اس دن ہوئے 2 مئی کو حضور جزیرہ Taveuni تشریف لے گئے جہاں ڈیٹ لائن گزرتی ہے۔حضور انور نے ایک انٹرویو میں فرمایا:"یہ میرا فجی کا پہلا سفر ہے یہاں ہماری کمیونٹی ہے میں ان سے ملنے آیا ہوں وہ مجھ سے مل کر خوش ہوں گے میں ان سے مل کر خوش ہوں گا۔"

(الفضل سالانہ نمبر 18 دسمبر 2006ء صفحہ 58 کالم 3)

29/اپریل کو حضور انور نے جلسہ سالانہ کے آخری دن اختتامی خطاب فرمایا حضور انور نے اپنے اعزاز میں دی گئی الوداعی تقریب مورخہ 3 مئی 2006ء میں فرمایا:"میں آیا اور آپ کے جلسہ میں شامل ہوا، خطبہ دیا، تقریر کی اور آپ سے باتیں کیں اور آپ نے سن لیں۔فائدہ تب ہے کہ ان سب باتوں پر، ان نصائح پر عمل کرنے والے بنیں اور اس ملک کے لوگوں کو بتائیں کہ احمدی ہونے کے بعد آپ کی زندگیوں میں پاک تبدیلیاں پیدا ہوئی ہیں اور ان میں مسلسل اضافہ ہوتا چلا جارہا ہے۔آپ خدا کے قریب ہو رہے ہیں اور اس کے بندوں کے حقوق ادا کرنے والے ہیں۔اپنے اندر تبدیلی پیدا کریں اور اس تبدیلی سے اپنے ملک کے لوگوں کو متعارف کروائیں۔خدا تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق بخشے۔آمین۔

(الفضل سالانہ نمبر 18 دسمبر 2006ء صفحہ 60 کالم 4)

عدن

جماعت احمدیہ عدن 1936ء سے قائم ہے۔یہاں پانچ نہایت مخلص احمدی ڈاکٹر تھے جن میں سے ڈاکٹر فیروز الدین صاحب جماعت احمدیہ عدن کی نمائندگی میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور درخواست کی کہ کوئی مبلغ عدن بھجوایا جائے ہم پانچوں ڈاکٹر مشن کا خرچ اٹھانے میں مدد کریں گے۔چنانچہ حضور کی ہدایت سے مولوی غلام احمد صاحب بشیر 19/اگست 1946ء کو عدن پہنچے۔اکتوبر 1947ء میں ایک مکان کرایہ پر لے کر مشن ہاؤس قائم کیا گیا۔17/اکتوبر 1947ء کو ایک یمنی عرب عبداللہ محمد شبوطی داخل احمدیت ہوئے۔محمد شبوطی صاحب کے بیٹے محمود عبداللہ شبوطی جامعہ احمدیہ ربوہ میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے 1952ء میں مرکز آئے انہوں نے 1960ء میں اپنی زندگی وقف کر دی اور 14/اگست 1960ء کو بطور مبلغ عدن واپس تشریف لے گئے۔

اردن

3 مارچ 1948ء کو مولوی رشید احمد صاحب چغتائی حیفہ سے اردن کے دار الحکومت عمان پہنچے اور احمدیہ مشن کی بنیاد ڈالی۔آپ وہاں 7 جولائی 1949ء تک رہے۔مولوی صاحب نے 11 مئی 1948 کو شاہ اردن سے ان کے محل میں ملاقات کی اور انہیں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا پیغام عربی میں ترجمہ کر کے پیش کیا۔جس میں شاہ اردن نے حضور کی

خدمت میں عقیدتمندانہ جوابی پیغام تحریر کروا کے اپنے دستخط کئے ۔ چغتائی صاحب نے شاہ اردن کو حضرت مصلح موعودؓ کی ایک تصویر دکھائی جسے دیکھتے ہی اس نے کہا: ''مَا اَحلٰی ھذہ الصورۃ'' یہ تصویر کیسے خوبصورت ہے۔ اردن میں سب سے پہلے سید عبداللہ الحاج محمد المعایطہ نے بیعت کی۔

مسقط

اگست 1934ء میں مولوی عبد الحق صاحب ملازمت کے سلسلہ میں مسقط گئے ۔ آپ کے ذریعہ وہاں دو افراد میاں فتح محمد صاحب اور محمد اعظم صاحب احمدی ہوئے یہاں باقاعدہ مبلغ مولوی روشن دین صاحب 2 فروری 1949 کو پہنچے جنہیں حضور نے ارشاد فرمایا گروہ مسقط میں اپنا ذریعہ معاش تلاش کریں انہیں اپنے اور اپنے بچوں کے اخراجات خود برداشت کرنے ہوں گے ۔ چنانچہ آپ نے اپنا وہاں ذریعہ معاش خود پیدا کیا اور 1961ء تک وہاں تربیتی تبلیغی فرائض سرانجام دیتے رہے۔

مصر

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں السید احمد زہری بدر الدین صاحب آف اسکندریہ آپ پر ایمان لے آئے تھے ۔ مولوی غلام نبی صاحب مصر تشریف لے گئے اور احمدیت کی دعوت پہنچاتے رہے۔ خلافت اولیٰ میں سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب اور شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصر میں بغرض تعلیم گئے اور اپنی تعلیمی مصروفیات کے ساتھ ساتھ تبلیغ سلسلہ میں بھی مصروف رہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے 1922ء کے آغاز میں شیخ محمود احمد صاحب عرفانی کو مصر جانے کا ارشاد فرمایا۔ آپ نے پہلے سال ہی ایک جماعت پیدا کرلی۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے جلسہ سالانہ 1922ء میں فرمایا: ''اس سال بیرونی ممالک میں تبلیغ کے سلسلہ میں ایک نیا مشن مصر میں جاری کیا گیا ہے جہاں خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے ایک طالب علم کے ذریعہ جماعت پیدا کردی ہے۔''

(تاریخ احمدیت جلد ۴ صفحہ ۲۸۷)

عرفانی صاحب نے دسمبر 1923ء میں قصر النیل کے نام سے ہفت روزہ رسالہ جاری کیا عرفانی صاحب 1926ء تک مصر میں رہے اوران کے بعد مولانا جلال الدین صاحب شمس مصر تشریف لے گئے اور آپ کا جامعہ ازہر کے تعلیم یافتہ ایک مرتد پادری کامل منصور سے مباحثہ ہوا جس میں عیسائیت کا نمائندہ لاجواب ہو گیا۔ اس طرح 1933ء میں مولانا ابو العطاء صاحب نے مشہور عیسائی پادری ڈاکٹر فلپ سے مناظرہ کیا جس میں اسلام کو نمایاں فتح ہوئی ۔ 1942ء میں جامعہ ازہر کے علامہ محمود شلتوت نے یہ فتویٰ جاری کیا کہ حضرت عیسیٰ کے دشمن نہ انہیں قتل کر سکے اور نہ انہیں صلیب پر مار سکے ۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی زندگی کے دن پورے کئے انہیں وفات دے دی اوران کا اپنی طرف رفع کیا۔

شام و فلسطین

جماعت احمدیہ کے باقاعدہ قیام سے قبل اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہاما فرمایا: ''یدعون لک ابدال الشام وعباد اللہ من العرب'' یعنی تیرے لئے ابدال شام اور عرب کے نیک بندے دعا کرتے ہیں۔ حضور نے عربوں تک اپنی دعوت پہنچانے کے لئے عربی میں متعدد تصنیفات فرمائی ۔ اور حضور کی زندگی میں مکہ مکرمہ کے محمد بن شیخ احمد طرابلس کے محمد سید نثار الحمیدانی طائف میں عثمان صاحب یمن میں الحاج محمد المغربی حضور علیہ السلام پر ایمان لے آئے تھے ۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ویمبلے کانفرنس لندن میں شرکت کے لئے جاتے ہوئے 10/اگست 1924ء کو فلسطین میں بیت المقدس اور بہائیوں کا مرکز بمقام عکہ دیکھا۔ حضورؓ نے 1925ء میں مولانا جلال الدین شمس کو شام میں نیا مشن کھولنے کے لئے بھجواتے ہوئے انہیں فرمایا: ''اہل عرب کے ہم پر بڑے احسان ہیں کیونکہ ان کے ذریعہ ہم تک اسلام پہنچا ہمارا رونگٹا رونگٹا ان کے احسان کے نیچے دبا ہوا ہے ان کا بدلہ دینے کے لئے ہمارے یہ مبلغ وہاں جارہے ہیں۔'' 1927ء میں مولانا شمس صاحب نے شام میں عیسائی مشنوں کے انچارج پادری الفرڈ نیلسن سے تحریری مناظرہ کیا۔ آپ کے دلائل سن کر سید منیر الحسنی صاحب احمدیت میں داخل ہو گئے جو بعد میں شام کے امیر و مبلغ بنے ۔ 9 مارچ 1928ء کو مولانا شمس صاحب کو حکومت کی طرف سے ملک چھوڑنے کا حکم ملا جس کی اطلاع پر حضرت مصلح موعودؓ نے آپ کو فلسطین جانے کا ارشاد فرمایا چنانچہ آپ 17 مارچ 1928 کو حیفا پہنچے اور فلسطین مشن کی بنیاد رکھی ۔ یہاں کافی مخالفت ہوئی کبابیر میں آپ کی ملاقات الحاج محمد المغربی الطرابلسی سے ہوئی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی ہی میں حضور پر ایمان لا چکے تھے 3/اپریل 1931ء کو کبابیر میں مسجد ''جامع سیدنا محمود'' کی بنیاد رکھی گئی۔ حضرت مصلح موعودؓ کے حکم سے مولانا ابو العطاء صاحب 4 ستمبر 1931ء حیفا پہنچے ۔ یکم جنوری 1934ء کو مدرسہ احمدیہ کبابیر کا آغاز ہوا اور مولانا ابو العطاء صاحب پہلے ہیڈ ماسٹر مقرر ہوئے ۔ 6 مارچ 1935ء کو کبابیر میں احمدیہ پریس کا قیام عمل میں آیا جو بلاد عرب کا پہلا احمدیہ پریس تھا۔ جنوری 1935ء میں البشریٰ کے نام سے ماہوار رسالہ جاری ہوا۔

ایران

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے شہزادہ عبد الحمید صاحب جو افغانستان کے شاہی خاندان اور شاہ شجاع کی نسل میں سے تھے کو ایران میں مرکز قائم کرنے کے لئے روانہ فرمایا۔ آپ 16/اکتوبر ۱۹۲۴ کو ایران کے مشہور شہر مشہد میں پہنچے اور پانچ چھ دن کے بعد تہران تشریف لے گئے اور وہاں نیا دار التبلیغ

قائم کیا۔ آپ تقریباً چار سال ایران میں رہے اور 23 فروری 1928ء کو تہران میں انتقال کیا۔ آپ قدیم صحابہ میں شمار ہوتے تھے۔ آپؓ کی وفات پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے فرمایا: ''جس طرح قسطنطنیہ کی خوش قسمتی تھی کہ وہاں حضرت ایوب انصاری دفن ہوئے ...... اسی طرح یہ ایران کے لئے مبارک بات ہے کہ وہاں خدا تعالیٰ نے ایسے شخص کو وفات دی جسے زندگی میں دیکھنے والے ولی اللہ کہتے تھے اور جسے مرنے پر شہادت نصیب ہوئی۔'' (تاریخ احمدی جلد 4 صفحہ 472)

روس

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ''میں اپنی جماعت کو روس میں ریت کے ذروں کی طرف دیکھتا ہوں۔''

1919ء میں مکرم فتح محمد صاحب فوجی ملازمت کے سلسلہ میں ایران سے بالشویک کے علاقہ میں گئے ان کی تبلیغ سے فوج میں ایک اور شخص احمدی ہو گیا۔ اس نے شہر کے بارہ ایک گنبد کی شکل کی عمارت دیکھی وہاں اسے کچھ ایسے لوگ ملے جو حضرت عیسیٰ کو فوت شدہ اور ہندوستان میں آئے ہوئے شخص کو مسیح موعود مانتے ہیں۔ فتح محمد صاحب نے یہ حالات حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کو لکھے تو آپ نے میاں محمد امین صاحب افغان جو واقف زندگی تھے انہیں اس ملک کے حالات دریافت کرنے اور تبلیغ کے لئے 1921ء میں بھجوایا۔ حضرت محمد امین صاحب بغیر پاسپورٹ روسی علاقہ میں داخل ہوئے تھے اس لئے انگریزی جاسوس کے شبہ میں گرفتار ہو گئے۔ آپ پر سخت مظالم ڈھائے گئے آپ کئی مرتبہ قید سے بھاگے لیکن پھر پکڑے گئے۔ 13 مارچ 1923ء کو بخارا میں متفرق مخلصین کو اکٹھا کر کے آپس میں ملایا اور ایک احمدیہ انجمن بنائی گئی اور باجماعت نماز ادا کی گئی وہاں کے دو احمدی ان کے ساتھ قادیان آنے کو تیار تھے لیکن پاسپورٹ نہ مل سکنے کی وجہ سے نہ آسکے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اے بھائیو یہ وقت قربانی کا ہے۔ کوئی قوم بغیر قربانی کے ترقی نہیں کر سکتی۔ آپ لوگ سمجھ سکتے ہیں کہ ہم اپنی نئی برادری کو جو بخارا میں قائم ہوئی ہے یونہی نہیں چھوڑ سکتے۔ پس آپ میں سے کوئی رشید روح ہے جو اس ریوڑ سے دور بھیڑوں کی حفاظت کے لئے اپنی جان قربان کرنے کے لئے تیار ہو۔''

(تاریخ احمدیت جلد ۴ صفحہ ۴۰۴)

بعد ازاں مولوی ظہور حسین صاحب ایران کے رستہ 10 دسمبر 1924ء کو روسی ترکستان میں داخل ہوئے۔ آپ بخارا کا ٹکٹ لے کر گاڑی پر سوار ہو رہے تھے کہ گرفتار کر لئے گئے۔ آپ کو جاسوس سمجھ کر مختلف قید خانوں کی تاریک کوٹھریوں میں رکھ کر بہت تکلیفیں پہنچائی گئی لیکن آپ نے قید خانہ میں بھی برابر تبلیغ جاری رکھی اور چالیس کے قریب قیدیوں کو احمدی کر کے روس میں احمدیت کا بیج بو دیا۔ حضور رضی اللہ عنہ کو بذریعہ خواب آپ کی قید کی تکلیف کا علم ہوا تو آپ نے ماسکو میں انگریز سفیر کو خط لکھوایا کہ ہم نے ایک سال سے اپنا مبلغ بخارا کی طرف بھجوایا ہوا ہے جس کا ہمیں کوئی علم نہیں۔ اس طرح مولوی ظہور حسین صاحب ڈیڑھ پونے دو سال قید میں ہی رہ کر احمدیت کا آغاز کر کے 25 اکتوبر 1926ء کو واپس قادیان پہنچ گئے۔ مولوی ظہور حسین صاحب کی روس سے واپسی کے بعد کمیونزم نظام کی پابندیوں کی وجہ سے ایک لمبے عرصہ تک ان علاقوں میں کسی مبلغ کو نہ بھجوایا جا سکا۔ 1991ء میں کمیونزم نظام کے ٹوٹنے کے بعد جنوری 1993ء میں چار مبلغین اور ایک ڈاکٹر کو ان علاقوں میں بھیجا گیا ان خوش نصیب افراد کے نام یوں ہیں۔ مکرم ڈاکٹر عبد الخالق خالد صاحب، مکرم حافظ سعید الرحمٰن صاحب لتھوانیہ، مکرم خالد احمد صاحب ماسکو، مکرم مشہود احمد ظفر صاحب کاذان تا تارستان اور مکرم حسن طاہر بخاری صاحب از بیکستان الحمد للہ۔ اب ان علاقوں میں احمدیت کے دورِ ثانی کا آغاز ہو چکا ہے ماسکو، کاذان، الماتا، چمکنیت وغیرہ شہروں میں جماعتیں قائم ہو چکی ہیں۔ روسی زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ بھی کیا جا رہا ہے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

''اے تمام لوگو سن رکھو کہ یہ اس کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلا دے گا اور حجت اور برہان کی رُو سے سب پر ان کو غلبہ بخشے گا وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہوگا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔ خدا اس مذہب اور اس سلسلہ میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالے گا اور ہر ایک کو جو اس کے معدوم کرنے کا فکر رکھتا ہے نامراد رکھے گا اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا یہاں تک کہ قیامت آجائے گی۔''

(تذکرۃ الشہادتین، روحانی خزائن، جلد ۲۰، صفحہ ۶۶)

آج خدا کے فضل سے خلافت کے زیر سایہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے امن و سلامتی کے پیغام کو دنیا میں پہنچانے کے لئے اور تمام دنیا کو آپ کے جھنڈے تلے جمع کرنے کے لئے جماعت دعاؤں اور قربانیوں سے جد و جہد کر رہی ہے اور ایک سو ترانوے (193) ممالک میں جماعت کا قیام عمل میں آچکا ہے۔ اور انشاء اللہ وہ دن دُور نہیں جب دنیا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی یہ پیشگوئی پورا ہوتے دیکھے گی کہ:

''اگر کوئی مر کر واپس آسکتا تو وہ دو تین صدیوں کے بعد دیکھ لیتا کہ ساری دنیا احمدی قوم سے اس طرح پُر ہے جس طرح سمندر قطرات سے پُر ہوتا ہے''

(رسالہ تشحیذ الاذہان جنوری 1913 صفحہ 39)

(بشکریہ سوینیر تحریک جدید انجمن احمدیہ ربوہ بر موقع صد سالہ خلافت جوبلی ۲۰۰۸ء صفحہ ۲۸۶ تا ۳۰۴)

☆-☆-☆

نیپال

نیپال ہندوستان کے صوبہ جات یوپی، بنگال اور بہار کی سرحدوں سے ملحق ایک آزاد ملک ہے۔ ۱۹۸۵ء میں کئی قسم کی دشواریوں کے باوجود مبلغین احمدیت وہاں پہنچے اور انہیں دو کروڑ کی آبادی پر مشتمل اس ملک میں ابتداءً پرسونی ضلع پرسا اور دھوبی ضلع سنسری دو مقامات پر دیار التبلیغ قائم کرنے کی توفیق ملی۔ اس کی ابتداء مکرم چوہدری منظور احمد صاحب گجراتی سابق وکیل اعلیٰ تحریک جدید کے دور میں ہوئی۔ اس ابتدائی کام کے بعد وقتاً فوقتاً وہاں مبلغین جاتے رہے اور مکرم مولوی مظفر احمد صاحب امروہی کی تبلیغ کے نتیجہ میں سب سے پہلے مکرم ڈاکٹر خلیل احمد صاحب جماعت میں شامل ہوئے۔ جو بعد میں نیشنل صدر نیپال بنے۔ ان کے وقت میں کام آگے بڑھا اور مزید سینٹر پھلوریا، کھلوچڑی میں کھلے اور کئی طلباء ان علاقوں سے آکر جامعہ احمدیہ و جامعۃ المبشرین قادیان میں داخل ہوئے۔ ان کے بعد بہت سے مبلغین اور معلمین فیلڈ میں پھیل گئے اور مزید تبلیغی و تربیتی سینٹر کھلے۔ مخالفت بھی شدید ہوتی گئی یہاں تک کہ ایک مرکزی وفد جس میں خاکسار اور مکرم سید عبدالباقی صاحب سیشن جج شامل تھے۔ راستے سے گذرتے وقت مخالفین نے پتھراؤ کر دیا اور ہمیں پکڑ کر تھانے میں لے گئے۔ ہمارے اسکول کی رجسٹریشن کینسل کر دی گئی۔ ڈش ٹی وی چھین لیا گیا۔ لیکن ہر محاذ پر خدا تعالیٰ کے فضل اور خلفائے کرام کی دُعاؤں کے طفیل مخالفین بُری طرح ناکام رہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے ایک بار ایک مرکزی وفد کو نیپال کے بالا افسران کے ساتھ ملاقات کے لئے کاٹھمنڈو (دارالحکومت نیپال) بھجوایا۔ جس میں مکرم سید فضل احمد صاحب مرحوم سابق D.G بہار بھی شامل تھے، وفد نے اُس وقت کے وزیر اعظم شری منموہن ادھیکاری جی سے ملاقات کی۔ وہ ہمارے خدمت خلق کے کاموں سے بہت خوش ہوئے اور ان کاموں کو نیپال میں وسعت دینے کی خواہش ظاہر کی۔

الحمدللہ اس وقت نیپال میں پانچ سو سے زائد احمدی افراد مختلف جماعتوں میں موجود ہیں۔ نئی جماعتوں میں دیوان گنج، سلک پور، اٹہری، دیوار بانا، سُن پرسا شامل ہیں۔ ابھی حال ہی میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی منظوری سے کاٹھمنڈو اور اٹہری میں مشن ہاؤسز کے لئے دو شاندار عمارتیں اکاون لاکھ روپے میں خریدی گئی ہیں۔ نیز سولہ لاکھ پچاس ہزار روپے کی لاگت سے نیپال میں پہلی احمدیہ مسجد پرسونی بھاٹا نیپال میں تعمیر کی جا رہی ہے۔ جس کا نام حضور انور نے ''مسجد سلام'' تجویز فرمایا ہے۔ مشن ہاؤسز کی خرید اور مسجد کی تعمیر کے تعلق سے کاروائی کے لئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے محترم خالد محمود الحسن بھٹی وکیل الدیوان ربوہ کو نیپال بھجوایا تھا۔ خاکسار بھی حضور کی منظوری کے ساتھ ان کے ساتھ شامل ہوا۔ الحمدللہ یہ مسجد اب تکمیل کے آخری مراحل میں ہے۔ قرآن مجید کا نیپالی ترجمہ شائع کرنے کی بھی توفیق تحریک جدید کو ملی ہے۔ مکرم مولوی عطاء الرحمٰن صاحب خالد مبلغ سلسلہ نے مکرم ڈاکٹر پریم کھتری صاحب P.H.D کے ساتھ مل کر اس کا ترجمہ کیا جو نظارت نشر و اشاعت کے زیر اہتمام شائع ہوا۔ اسلامی اصول کی فلاسفی، ہماری تعلیم اور الوصیت کا نیپالی ترجمہ بھی شائع ہو چکا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت مقبول ہو رہا ہے۔ نیپال میں ہماری N.G.O احمدیہ سنگھ نیپال کے نام سے باقاعدہ رجسٹرڈ ہے۔ اس کے تحت عطیۂ خون کیمپ اور خدمت خلق کے مختلف کاموں کا ہر سال انعقاد کیا جاتا ہے۔ دو جگہ ہومیوپیتھی ڈسپنسریاں بھی چلائی جا رہی ہیں اور ایک جگہ شری مسرور پبلک مڈل اسکول جو باقاعدہ نیپالی گورنمنٹ سے منظور شدہ ہے قائم ہے۔ جس میں اپنوں اور غیروں کے بچے تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ اس اسکول کے مکرم مسلم راوت صاحب ہیڈ ماسٹر اور مکرم برہان احمد صاحب نائب ہیڈ ماسٹر ہیں۔

نیپال مشن کے بیشتر اخراجات مرکزی فنڈ سے مہیا ہوتے ہیں۔ ہمارے وہ احمدی بھائی جو کہ اسائلم پر وہاں مقیم ہیں جماعت کے کاموں اور چندوں کی ادائیگی میں پیش پیش ہیں۔ اللہ تعالیٰ سبھی کو جزائے خیر عطا فرمائے اور ہمارے کاموں میں بہت برکت ڈالے۔ آمین

بھوٹان

بھوٹان ہندوستان اور چین کی سرحد سے ملحق بیس لاکھ آبادی پر مشتمل ایک چھوٹا سا خوبصورت اور سرسبز ملک ہے۔ یہاں بدھشٹ حکومت ہے۔ بھوٹان کے دارالحکومت کا نام Thimpu ہے۔ یہاں سے ۴۰ کلومیٹر دور Paru نامی ایک خوبصورت شہر ہے جہاں ہر سال لاکھوں کی تعداد میں سیلانی سیر کے لئے آتے ہیں۔ اس جگہ International Airport بھی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ اس ملک کا ایک راجہ اور ایک ہی مذہب ہے۔ بھوٹان میں ہمارے مبلغین و معلمین امن کے پرچارک کے طور پر تبلیغ و تربیت کا کام کرتے ہیں۔

مکرم عبدالمومن راشد صاحب مبلغ سلسلہ (حال استاذ جامعہ احمدیہ قادیان) کو ۱۹۸۶ء میں اہل بھوٹان تک جماعت احمدیہ کا پیغام پہنچانے کے لئے بھوٹان بارڈر پر واقع صوبہ بنگال کے شہر جے گاؤں میں بھجوایا گیا۔ جس سے بھوٹان کا شہر فُنٹشلنگ بالکل ملحق ہے۔ موصوف نے بڑی محنت اور اخلاص سے کام کرتے ہوئے کئی بھوٹانی افراد کو پیغام حق پہنچایا اور ۱۹۸۸ء تک اس علاقے میں پہلی مسجد تعمیر کروائی۔ مسجد کے لئے جگہ کا انتخاب اور اس کی رجسٹریشن کے لئے مکرم مولانا سلطان احمد صاحب ظفر سابق مبلغ انچارج بنگال حال پرنسپل جامعۃ المبشرین قادیان نے کاروائی کی۔ اس اثناء میں بھوٹان کے گردونواح میں چند بنگالی اور بھوٹانی احباب جماعت احمدیہ میں شامل ہوئے اس وقت فُنٹشلنگ

بارڈر کے علاوہ ساپچی، چانگ ماری اور جامُر جی بارڈر میں بھی مشن موجود ہیں۔

سال ۲۰۰۱ء سے مکرم مولوی حبیب الرحمٰن خان صاحب کا تقرر بھوٹان جے گاؤں میں ہوا۔ اس وقت بھوٹان بارڈر پر چار جگہ سینٹر قائم ہیں۔ بھوٹانی احمدیوں کی تعداد ۲۵۰ ہے۔ ۲۰۰۵ء میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے از راہ شفقت مکرم مولوی صاحب کو بھوٹان کی تبلیغی و تربیتی مساعی کی نگرانی کے لئے نیشنل صدر مقرر فرمایا۔ اس وقت ۱۰ معلمین بھی بھوٹان بارڈر پر کام کر رہے ہیں۔ بھوٹان کے اندر دو فیملیز احمدی ہو چکی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے معلمین میں تین بھوٹانی نیشنل بھی ہیں۔ جو قادیان میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد اپنے علاقوں میں کام کر رہے ہیں۔ جے گاؤں مشن میں خوبصورت مسجد کے علاوہ لجنہ اماء اللہ کے لئے ایک مسرور ہال تعمیر کیا گیا ہے۔ جس میں لجنات کے پروگرام سرانجام دیئے جاتے ہیں۔ صدر لجنہ ایک بھوٹانی خاتون ہیں۔ یہاں ۲۰۰۵ء میں سالانہ کانفرنس منعقد کی گئی۔ جس میں مرکزی علماء کرام نے شرکت کی۔ اس کانفرنس سے بفضلہ تعالیٰ پیغام احمدیت کی وسیع پیمانے پر تشہیر ہوئی۔ بہت سے بھوٹانی افراد بھی شامل ہوئے۔ قرآن مجید کی منتخب آیات کا بھوٹانی زبان میں ترجمہ کیا گیا ہے۔ بہت سے افراد ہمارا بھوٹانی و نیپالی لٹریچر شوق سے پڑھتے ہیں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دُعاؤں اور راہنمائی سے ہمارے کام دن بدن وسعت پذیر ہیں۔ اللہ کرے کہ جلد ایسے سامان ہو جائیں کہ ہمیں بھوٹان کے اندر اسلام و احمدیت کی تعلیم گھر گھر پہنچانے کی اجازت ملے اور سعید روحیں آغوش احمدیت میں کثرت سے آئیں۔ آمین

(منیر احمد حافظ آبادی وکیل اعلیٰ تحریک جدید قادیان)

☆☆☆☆☆

☆☆☆

ہمارے خلیفہ مقدس ہیں سارے
سبھی نے جماعت کو آگے کیا ہے

خدا کا فضل ہے اسی کی عطا ہے
تھمائی خلافت کی جس نے لوا ہے

ہمیشہ رہیں ہم وابستہ اسی سے
جو نعمت کی ہم کو خدا نے عطا ہے

ملاتی خلافت خدا سے سبھی کو
جو چھوڑے اسے وہ خدا سے جُدا ہے

خلافت چلے گی نبوۃ کی طرز پر
جو وعدہ خدا کا تھا پورا ہوا ہے

مسیح زماں سے ملی جو خلافت
اسی نے قیامت تک چلنا سدا ہے

ہدایت وصیت میں ہے کہ خلافت
میں سب کی تمہاری ہمیشہ بقا ہے

اسی میں حفاظت امن ہے اسی میں
پڑی ہر طرف اِک بلا ہی بلا ہے

بگاڑا نہ کچھ بھی کبھی بھی کسی نے
ساتھ اس کا ہمیشہ خدا نے دیا ہے

ڈبایا جلایا دھنسایا مٹایا
بھگایا جبھی کوئی دشمن اُٹھا ہے

خلافت کے زیر قیادت ہوئی جو
ترقی عدو کی عقل و ہوش رُبا ہے

جشن جوبلی کا منایا خوشی سے
خدا نے میسر یہ موقعہ کیا ہے

چراغاں ہوئے اور دیئے بھی جلے تھے
یہ منظر ارض و سما پر دکھا ہے

یہ منظر جو دیکھا پھٹی آنکھ دشمن کی
اور اب تو وہ بوکھلا ہی گیا ہے

مقام ظہور قدرت ثانیہ
بہشتی مقبرہ مبارک جگہ ہے

مبارک جگہ یہ ربوہ و لندن
دکھے سب ہی عالم میں بوقت و بجا ہے

دعائیں کرو تم دعائیں کرو سب
تقاضا تو اس کا دعا ہی دُعا ہے

خدایا ہمیں وہ ہمت عطا کر
نبھائیں عہدِ وفا جو کیا ہے

ہمارے خلیفہ مقدس ہیں سارے
سبھی نے جماعت کو آگے کیا ہے

(قریشی محمد فضل اللہ)

خلافت احمدیہ
اور
خدمتِ انسانیت

خدمت خلق کے حوالے سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور پھر خلفائے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی رہنمائی کے تحت جماعتی خدمات کا تذکرہ ایک وسیع اور بے کنار سمندر ہے۔ یہاں تو اس دریا کو کوزے میں بند کرنا مشکل ہی نہیں بلکہ ایک امر محال ہے نہایت اختصار کے ساتھ اس کو دو حصوں میں بیان کیا جاسکتا ہے:

(۱) طبی خدمات (۲) سماجی و متفرق خدمات

طبی خدمات:

دل کی حرکت کی پیروی کرنے والی نبض کا درجہ رکھنے والے حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ جو کہ سارے برصغیر میں ایک حاذق حکیم مانے جاتے تھے یتیموں کی نگہداشت اور غریب پروری جیسے خدمت خلق کے منصوبوں کے ساتھ ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اتباع پاک میں مریضوں کا علاج بھی مفت کیا کرتے تھے اور قادیان کی بستی اس زمانے میں خدمت خلق کرنے والی ایک عظیم علاج گاہ کے طور پر معروف تھی۔ یہ خدمات سرانجام دینے کے لئے پہلے قادیان اور پھر ربوہ میں وقتاً فوقتاً جو باقاعدہ ادارے قائم کئے گئے ان میں سے چند بڑے اداروں کا تذکرہ ذیل میں دیا گیا ہے۔

نور ہسپتال قادیان:

خدمت خلق کے لئے ہی ایک مستقل علاج گاہ کے طور پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے دور بے مثال میں ۲۱ جون ۱۹۱۷ء کو قادیان میں ''نور ہسپتال'' کی بنیاد رکھی گئی۔ نور ہسپتال وہ طبی ادارہ ہے جو بلا تمیز مذہب و ملت نوے سال سے ہندوستان میں خدمت کی توفیق پا رہا ہے۔ ۹ نومبر ۱۹۹۸ء کو نور ہسپتال کی نئی عمارت کا سنگ بنیاد رکھا گیا جس کا افتتاح حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ قادیان کے موقع پر ۲۰۰۵ء میں فرمایا۔

فضل عمر ہسپتال ربوہ:

۱۹۴۷ء میں قیام پاکستان کے بعد خدمت خلق کے عظیم تسلسل کو جاری رکھتے ہوئے فضل عمر ہسپتال ربوہ کا آغاز ۱۲ /اپریل ۱۹۴۹ء کو ایک خیمہ سے ہوا۔ ۲۰ فروری ۱۹۵۶ء کو فضل عمر ہسپتال ربوہ کا سنگ بنیاد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے اپنے دست مبارک سے رکھا۔ وقت کے ساتھ ساتھ ترقی پانے والے اس ہسپتال میں ۲۰۰۱ء میں ایک تین منزلہ بلاک ''زبیدہ بانی ونگ'' بچوں اور عورتوں کے امراض کے لئے بنایا گیا۔ یہ ہسپتال بلا امتیاز رنگ و نسل و مذہب و ملت ہر مریض کی شفا کے لئے کوشاں ہے اور اپنے گردو نواح کیلئے ایک اہم پناہ گاہ کی حیثیت کا حامل ہے۔

طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ ربوہ:

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دور بابرکت میں ۲۳ نومبر ۲۰۰۳ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی یاد میں طاہر انسٹی ٹیوٹ کا سنگ بنیاد محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی نمائندگی میں رکھا۔ اس ہسپتال میں اوپن ہارٹ سرجری، انجیوگراجی، انجیو پلاسٹی وغیرہ سے لے کر جملہ امراض قلب کی اعلیٰ درجہ کی سہولیات میسر ہیں۔

نور العین ربوہ، ادارہ خدمتِ انسانیت:

مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کے زیر نگرانی فضل عمر ہسپتال کے سامنے ایک وسیع اور خوبصورت نیز ہر قسم کی جدید سہولیات سے آراستہ تین منزلہ عمارت جو بلڈ بنک اور آئی بنک کے طور پر استعمال ہو رہی ہے۔ اس عمارت میں نومبر ۲۰۰۰ء میں نور آئی ڈونرز ایسوسی ایشن کی بنیاد رکھی گئی۔ اس ایسوسی ایشن کا بنیادی مقصد آنکھ کے بیرونی پردے یعنی کارنیا کی بیماری کے شکار نابینا افراد کو بینائی فراہم کرنا ہے۔ محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس ایسوسی ایشن کے تحت جماعت احمدیہ کو توفیق مل رہی ہے کہ احباب جماعت وصیت کر کے آنکھ کا عطیہ پیش کرتے ہیں جو نابیناؤں کی بینائی لوٹانے کے کام آتا ہے اس وقت پاکستان بھر میں نور آئی ڈونرز ایسوسی ایشن کی کل ۲۶ شاخیں کام کر رہی ہیں۔ بھارت میں یہ کام مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کی نگرانی میں مختلف کیمپوں کے ذریعہ انجام دیا جاتا ہے۔

طاہر ہومیو پیتھک ہسپتال و ریسرچ انسٹی ٹیوٹ:

ہومیو پیتھی جو کہ شفاء کے معاملہ میں ایک حیرت انگیز اور نسبتاً ارزاں اور آسان طریقہ علاج ہے۔ مجلس

خدام الاحمدیہ پاکستان نے ربوہ میں ایک ہومیو پیتھی کلینک کھولا جس نے فری ڈسپنسری کے طور پر ۱۹۹۹ء میں باقاعدہ کام کا آغاز کیا۔ مریضوں کی بڑھتی ہوئی تعداد اور ضروریات کے پیش نظر اس کو وسعت دیتے ہوئے ۱۷/اپریل ۲۰۰۵ء کو طاہر ہومیو پیتھک ہسپتال و ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کا سنگ بنیاد رکھا گیا اس انسٹی ٹیوٹ کے تحت روزانہ اوسطاً پانچ سو سے زائد مریضوں کا معائنہ کرکے مفت ادویات دی جارہی ہیں۔

ہومیو پیتھک ہسپتال قادیان:

قادیان میں نور ہسپتال کے ماتحت ہومیو پیتھک مفت ڈسپنسری بھی جاری ہے۔ اس کی شاخیں بھارت کے مختلف شہروں میں قائم ہیں۔ اسکے علاوہ دنیا کے مختلف ممالک میں یہ ہومیو پیتھک ڈسپنسریاں قائم ہیں جو دن رات خدمت انسانیت میں مصروف ہیں۔

نصرت جہاں آگے بڑھو سکیم:

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے ۱۹۷۰ء میں مغربی افریقہ کا جو پہلا دورہ فرمایا اس دورہ کے دوران اللہ تعالیٰ نے آپ کو نصرت جہاں سکیم القاء فرمائی اور اس طرح خدمت کا میدان مزید وسیع ہوا۔ تحریک جدید انجمن احمدیہ پاکستان کے تحت کام کرنے والی اس سکیم کے ذریعہ افریقہ کی دکھی انسانیت کے دکھوں کا مداوا ہونے کے سامان مہیا ہوئے۔ طبی ادارے کھولنے کے ساتھ ساتھ تعلیم کے میدان میں جماعت احمدیہ کو مستحکم بنیادوں پر خدمت کا عظیم الشان اور وسیع پروگرام جاری کرنے کی توفیق ملی۔

چنانچہ اس سکیم کے تحت سب سے پہلا احمدیہ ہسپتال گھانا میں Kokofu کے مقام پر کھولا گیا۔ محترم ڈاکٹر بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) غلام احمد صاحب کو ۱۹۷۱ء میں اس ہسپتال کے جاری کرنے کی توفیق ملی۔ وقت کے ساتھ ساتھ کام میں وسعت پیدا ہوتی گئی اور پہلے دو سالوں میں ۱۲ ہسپتال شروع کئے گئے۔ آغاز سے اب تک ۵۴ طبی ادارے کھولے جاچکے ہیں جن میں سے بعض بوجوہ مثلاً خانہ جنگی بند ہوگئے۔

مغربی افریقہ کے بعد مشرقی افریقہ اور وسطی افریقہ میں اس میدان میں کام شروع ہوا اور فی الوقت خدا تعالیٰ کے فضل سے ۱۲ ممالک میں ۴۱ طبی اداروں میں ۵۰ واقفین ڈاکٹرز اور لیڈی ڈاکٹرز کو خدمت کی توفیق مل رہی ہے ان میں سے ۲۰ سے زیادہ واقفین زندگی ہیں جبکہ دیگر عارضی وقف پر ہیں۔

مندرجہ بالا طبی ادارے ایلو پیتھک طریقہ علاج کے ذریعے خدمات سرانجام دے رہے تھے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے تابع مجلس نصرت جہاں کو ہومیو پیتھی کے میدان میں بھی کام کا آغاز کرنے کی توفیق ملی۔

۱۹۹۱ء میں گھانا میں پہلا ہومیو کلینک کھولا گیا اس کے بعد گھانا میں ہی مزید دو ہومیو کلینک کھلے اور ۱۹۹۵ء میں طاہر ہومیو کمپلیکس کے نام سے ایک منصوبہ شروع کیا گیا جو ہومیو پروڈکٹس تیار کرتا ہے۔

خلافت خامسہ میں اللہ تعالیٰ نے مجلس نصرت جہاں کے دائرہ خدمت میں مزید وسعت پیدا کی اور جنوری ۲۰۰۷ء سے جماعت نے انڈیا سے گئے ہوئے ایک ڈاکٹر صاحب کے ذریعہ گھانا میں Herbal Clinic کا بھی آغاز کردیا گیا۔

نصرت جہاں سکیم کے شروع ہونے سے اب تک ۲۵۰ سے سے زیادہ واقف ڈاکٹروں کو اس سکیم کے تحت خدمت کی سعادت نصیب ہوچکی ہے۔

سماجی و متفرق خدمات:

پاکستان: اس حصہ میں ہم ہر دور خلافت میں خدمت خلق کے چیدہ چیدہ چند امور کا اجمالی خاکہ پیش کریں گے کہ کس دور میں حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے خدمت خلق کی کس بنیادی اینٹ کو لگایا گیا کہ جس پر آگے چل کر حالات میں کشائش اور استطاعت کے بڑھنے کے بعد ان بنیادی اینٹوں پر خدمت خلق کی عظیم الشان عمارتیں تعمیر ہوئیں اور ہوتی چلی جارہی ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیمات کو جاری رکھتے ہوئے کمزوروں اور ضعیفوں کی نگہداشت کے لئے ''دار الضعفاء'' کے قیام اور یتامیٰ اور مساکین کی اعانت کی تحریک فرمائی جس پر احباب جماعت نے بھرپور لبیک کہا۔

پھر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے جولائی ۱۹۲۷ء میں لاوارث عورتوں اور بچوں کی خبر گیری کے لئے تحریک فرمائی۔ یتیموں کے لئے ایک یتیم خانہ اور غرباء کے لئے دار الشیوخ کا قیام فرمایا۔

جنوری ۱۹۳۴ء میں آنے والے زلزلہ کے مصیبت زدگان کی مدد کرنے کی تحریک کرتے ہوئے آپؓ نے فرمایا: ''ہمیں اپنے عمل سے ثابت کردیا چاہئے کہ ہمیں ہمدردی سب سے زیادہ ہے۔''
(الفضل ۸ فروری ۱۹۳۴ء)

۱۹۴۱ء کے آغاز میں ہندوستان میں خطرناک قحط پڑا اور غلہ کی سخت قلت ہونے پر احباب جماعت کو غلہ اور رقم فراہم کرنے کی تحریک فرمائی۔

۱۱ ستمبر ۱۹۴۲ء کو غرباء کے لئے مکانات کی تعمیر کی تحریک فرمائی۔

۳۰ مئی ۱۹۴۴ء کو جماعت احمدیہ کو عموماً اور اہل قادیان کو خصوصاً بھوکوں کو کھانا کھلانے کی تحریک فرمائی۔

پھر قیام پاکستان کے وقت احمدی مہاجرین کے لئے کمبلوں، لحافوں اور توشکوں کی خصوصی تحریکات فرمائیں۔

۱۹۵۴ء اور ۱۹۵۵ء میں برصغیر میں آنے والے سیلاب نے جو تباہی پھیلائی اس کے حوالے سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے سیلاب زدہ علاقہ جات کا بنفس نفیس دورہ کیا اور احباب جماعت کو سیلاب

زدگان کی بھرپور امداد کی تحریک فرمائی۔

۱۷ستمبر ۱۹۶۵ء کو مساکین اور یتامیٰ کو کھانا کھلانے کی تاکید کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے فرمایا: ''آج میں ہر ایک کو جو ہماری کسی جماعت کا عہدیدار ہے متنبہ کرنا چاہتا ہوں کہ وہ ذمہ دار ہے اس بات کا کہ اس کے علاقہ میں کوئی احمدی بھوکا نہیں سوتا۔'' (الفضل ۱۹۶۶-۳-۱۰)

۱۹۷۱ء میں پاک و ہند جنگ کے دوران پاکستان کی حفاظت اور دفاع کرنے والے مجاہدین کی خدمت کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے لجنہ اماء اللہ ربوہ کو صدریاں اور لحاف تیار کرنے کا ارشاد فرمایا۔

۱۹۷۳ء میں سیلاب کی کثرت کے باعث مشرقی اور مغربی پاکستان کے سیلاب زدگان کے لئے متعدد مواقع پر بیت المال سے معقول رقوم فراہم کی گئیں۔

۱۹۷۷ء میں جب روس نے افغانستان پر حملہ کیا اور افغان مہاجر پاکستان میں پناہ گزین ہوئے تو ان مہاجرین کی امداد اور ۱۹۸۱ء کے جلسہ سالانہ پر ان کے لئے خصوصی دعاؤں کی تحریک فرمائی۔

ساری دنیا گواہ ہے کہ ہجرت سے قبل اور بعد اللہ تعالیٰ نے جماعت کو باوجود نامساعد حالات اور مخالفت کے کس قدر تیزی سے ترقی دی ہے۔ چنانچہ بے شمار خدمات میں سے چند ایک کی اجمالی تفصیل کچھ یوں ہے:

۱۱نومبر ۱۹۸۳ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے غرباء اور مساکین کے لئے بیوت الحمد کالونی کے نام سے مکانات کی تعمیر کے لئے ایک کروڑ روپے کی تحریک کی۔ یہ تعمیر اللہ تعالیٰ کے فضل سے مکمل ہو چکی ہے۔

☆- ۹نومبر ۱۹۸۴ء کو افریقہ کے قحط زدہ علاقوں (صومالیہ، روانڈا وغیرہ) کے لئے مالی امداد کی تحریک فرمائی۔

☆- ۱۴مارچ ۱۹۸۶ء کو ساری دنیا کے معصوم اسیروں کی بہبود اور شہداء احمدیت کے پسماندگان کے لئے سیدنا بلال فنڈ کا اجراء ہوا۔

☆- ۲۸مارچ ۱۹۸۶ء کو توسیع مکان بھارت کے نام سے ایک فنڈ کا اجراء ہوا۔

☆- ۱۲/اگست ۱۹۸۹ء کو دوبارہ افریقہ اور بھارت کے غرباء کی مالی امداد کے لئے پانچ کروڑ روپے کی مالی تحریک کی گئی۔ ربوہ میں یتامیٰ کی رہائش کے لئے ''دارالاکرام'' کا قیام عمل میں لایا گیا۔

☆- جنوری ۱۹۹۱ء میں یتامیٰ فنڈ کے قیام کے نتیجہ میں اس وقت ایک ہزار سے زیادہ یتیم بچوں کی کفالت کی جارہی ہے۔

☆- ۳۰/اکتوبر ۱۹۹۲ء کو بوسنیا کے یتیم بچوں اور صومالیہ کے قحط زدہ عوام کے لئے عطیات دینے کی تحریک کی گئی۔

☆- فروری ۲۰۰۳ء میں غریب لڑکیوں کی شادی کے لئے مریم شادی فنڈ کا قیام عمل میں لایا گیا۔

☆- پھر ایک اہم خدمت ہیومینٹی فرسٹ (Humanity first) کے نام سے ایک بین الاقوامی فلاحی ادارے کا قیام ہے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے اس ادارے کو دنیا کے بیشتر آفت اور مصیبت زدہ علاقوں میں خدمت کرنے کی توفیق مل رہی ہے اور دنیا کے ۲۶ ممالک میں یہ ادارہ باقاعدہ رجسٹرڈ ہو چکا ہے اور یورپ اور ایشیا کے علاوہ بالخصوص افریقہ کے لوگوں کی خدمت پر تندہی سے مامور ہے۔

بھارت میں لاتوڑ، مہاراشٹر کے زلزلہ میں، گجرات کے زلزلہ میں اور کشمیر کے زلزلہ میں جماعت احمدیہ کی خدمات نمایاں ہیں۔ نیپال کے سیلاب میں اور بھارت، سری لنکا و انڈونیشیا کے سونامی میں جماعت احمدیہ کی خدمات نمایاں ہیں۔ اسی طرح پنجاب اور بہار کے حالیہ سیلاب میں جماعت نے خدمت انسانیت کی مثالیں قائم کی ہیں۔ اس کے لئے جہاں جماعت کے رضا کار خود جاکر مصیبت زدگان کی خدمت کی وہیں وزیر اعظم کے ریلیف فنڈ میں بھی معقول رقم دی جاتی رہیں۔ بدقسمتی سے ہونے والے فرقہ وارانہ فسادات میں بھی یتیموں اور بیواؤں کو مدد دی جاتی ہے چنانچہ سلمان رشدی کی وجہ سے ہونے والے فسادات اور اسی طرح کے دیگر اور فسادات بھی شامل ہیں۔

۲۰۰۳ء میں جب خلافت رابعہ کا سنہری دور اپنے بابرکت انجام کو پہنچا اور خلافت خامسہ کا سورج طلوع ہوا تو خدمت خلق کے تمام جاری ترقیاتی کاموں نے وقت اور حالات کی ضرورت کے عین مطابق ایک نیا موڑ لیا۔ اب خواہ شرق بعید میں آنے والا سمندری طوفان ہو، پاکستان اور ہندوستان میں آنے والے زلازل ہوں، افریقہ میں پڑنے والا قحط ہو یا یورپ اور امریکہ میں آنے والا سیلاب ہو، ہر مشکل گھڑی، ہر مصیبت زدہ جگہ پر اسلام کے یہ فدائی اپنے مقدس امام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے دکھی، زخمی اور سسکتی ہوئی انسانیت کی خدمت کے لئے اللہ کی رحمت کے تلے سرگرم ہو جاتے ہیں۔

غرض ہمدردیٔ خلائق کا جو کام حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تن تنہا، انتہائی گمنامی اور کسمپرسی کے عالم میں شروع کیا تھا آج محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے استطاعت کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ خلافت حقہ کی رہنمائی میں ایک تن آور سایہ دار اور مضبوط درخت کی شکل اختیار کرتا جارہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنی اس پیاری جماعت کو خلافت کے زیر سایہ اسی طرح انسانیت کی ہر قسم کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرماتا چلا جائے۔ آمین۔

☆-☆-☆

☆

خلافت احمدیہ کے ذریعہ دنیا بھر میں ہونے والی عظیم تبلیغی، تعلیمی، تربیتی اور تعمیری مساعی کی بعض یادگار تصاویر

تقسیم ملک کے بعد 1949ء میں ملک کے مختلف علاقوں میں جانے والے ابتدائی دیہاتی مبلغین (درویشان) کا ایک فوٹو

تقسیم ملک کے بعد کے مبلغین کی ایک یادگاری تصویر (1948ء)

تقسیم ملک کے بعد قادیان سے تبلیغ کے لئے جانے والا پہلا وفد

جلسہ سالانہ قادیان کے ایک موقعہ پر بھارت و بیرون ہند سے تشریف لانے والے مہمانان کرام کا یادگار فوٹو

حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحب جٹ امیر جماعت
احمدیہ قادیان و حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب
جلسہ سالانہ قادیان پر آئے مہمانان کرام کے ساتھ

تقسیم ملک کے بعد ابتدائی ممبران صدر انجمن احمدیہ قادیان

جلسہ سالانہ 1986ء کے موقعہ پر لیا گیا ہندوستان کے مبلغین کا ایک گروپ فوٹو

خلافت احمدیہ صدسالہ جوبلی کے موقعہ پر جماعتہائے احمدیہ بھارت کی مساعی

چنئی میں ۲۱-۲۲ رجون ۲۰۰۸ءکوصوبہ تامل ناڈو کی خلافت احمدیہ صدسالہ جوبلی کانفرنس کے موقعہ پر محترم محمد انعام صاحب غوری ناظر اعلیٰ قادیان خطاب کرتے ہوئے۔

محترم حافظ صالح محمد الٰہ دین صاحب صدر صدر انجمن احمدیہ قادیان ایک بچے کی آمین کراتے ہوئے۔

جمال پور (سرکل امرتسر) میں مسجد احمدیہ کا سنگ بنیاد رکھنے کے بعد محترم مولانا محمد عمر صاحب ناظر اصلاح وارشاد احباب جماعت کے ساتھ

یکم ستمبر ۲۰۰۸ءکو محترم جلال الدین صاحب نیر صدر مجلس تحریک جدید، مکرم منیر احمد صاحب حافظ آبادی وکیل اعلیٰ، مکرم خورشید احمد صاحب انور وکیل المال، مکرم محمد یوسف صاحب پڈر، مکرم طیب احمد خان صاحب مبلغین پر مشتمل مرکزی وفد نے وزیر اعظم نیپال جناب پشپ کنول دہل پرچنڈ صاحب کو حضور ایدہ اللہ کی جانب سے سیلاب زدگان نیپال کے لئے ریلیف چیک پیش کیا

ضلع دھولپور (راجستھان) میں تقریب آمین کے بعد اطفال وناصرات مرکزی وفد کے ہمراہ

مکرم امین الرحمٰن صاحب سرکل انچارج گوہاٹی چیف منسٹر آسام کی خدمت میں اسلامی لٹریچر اور خلافت احمدیہ صدسالہ جوبلی کا مومنٹو پیش کرتے ہوئے

مکرم امان علی مبلغ سلسلہ نائب امیر اسام گورنر اسام سے ملاقات و اسلامی لٹریچر پیش
کر کے انکا اعزاز کرتے ہوئے

سالی چوکہ (ایم پی) میں ۲۷ رمئی ۲۰۰۸ء کو منعقدہ پیشوایان مذاہب کانفرنس میں سٹیج کا
منظر مکرم پرویز عالم صاحب مبلغ سلسلہ خطاب کرتے ہوئے

مکرم شکور عالم صاحب مبلغ سلسلہ وزیر اعلیٰ اسام کی خدمت میں
خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی کا مومنٹو پیش کرتے ہوئے

جیند (ہریانہ) میں خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی کے جلسہ منعقدہ ۱۷ رجون ۲۰۰۸ء کے موقعہ پر
بلڈ ڈونیشن کیمپ میں حصہ لینے والے خدام کو میسرز سنگ سیل والی صدر بہوجن مہاپنچایت ہریانہ
سندات تقسیم کرتے ہوئے۔ مکرم طاہر احمد صاحب طارق مبلغ سلسلہ ناموں کا اعلان کر رہے ہیں۔

ریل ماجرا (پنجاب) میں مورخہ ۲۷ رمئی ۰۸ء کو خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی کے موقعہ پر
جناب اشوک کٹاریہ ایم ایل اے نے شرکت کی۔ اس موقعہ کی ایک تصویر جس میں
مکرم عبدالرشید صاحب معلم سلسلہ بھی کھڑے ہیں

جیند (ہریانہ) میں خلافت احمدیہ صد سالہ خلافت جوبلی جلسہ میں سٹیج کا منظر۔
مکرم مولانا ظہیر احمد صاحب خادم ناظر دعوت الی اللہ خطاب کرتے ہوئے۔

مسعود پور (ہریانہ) میں ۲۷ مئی ۲۰۰۸ء کو خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی جلسہ میں احباب جماعت دُعا کرتے ہوئے

سمین (ہریانہ) میں ۲۷ مئی ۲۰۰۸ء کو ہوئے خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی جلسہ کا منظر

ضلع کھمم (آندھرا) کے ایم ایل اے مسٹر رام ریڈی وینکٹ ریڈی کو جماعتی لٹریچر پیش کرتے ہوئے مکرم شبیر احمد صاحب یعقوب مبلغ سلسلہ سرکل انچارج نلگنڈہ

احمدیہ مسجد (پرانی) برہ پورہ بھاگلپور (بہار) کے سامنے مکرم مولانا محمد حمید صاحب کوثر مبلغ سلسلہ کے ہمراہ احباب جماعت کا ایک فوٹو

خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی کے موقعہ پر پونچھ کی ایک پریس کانفرنس میں مکرم چوہدری شمس الدین صاحب، مکرم اورنگ زیب صاحب، مکرم عزیز احمد صاحب ناصر مبلغ سلسلہ۔ سوالوں کے جواب دیتے ہوئے

صد سالہ خلافت احمدیہ جوبلی کے موقعہ پر جامعہ احمدیہ قادیان نے مقام ظہور قدرت ثانیہ پر ایک سیمینار منعقد کیا اس موقعہ پر مکرم مولانا محمد حمید صاحب کوثر طلباء کو تاریخی معلومات بتاتے ہوئے

نئی تقرری: سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مکرم منیر احمد صاحب حافظ آبادی وکیل اعلیٰ تحریک جدید انجمن احمدیہ قادیان کی بطور صدر فضل عمر پرنٹنگ پریس کمیٹی اور الشرکۃ الاسلامیہ ویلفیئر پرائیویٹ لمٹیڈ انڈیا کے مینیجنگ ڈائریکٹر منظوری عطا فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ موصوف کے لئے ہر دو اعزاز مبارک فرمائے اور مقبول خدمت دین کی توفیق بخشے۔ (ادارہ)

مکرم بشارت احمد صاحب زونل امیر چنئی وزیر اعلیٰ تامل ناڈو کو قرآن مجید کا تحفہ دیتے ہوئے

THE HOLY QURAN TRANSLATION IN WORLD LANGUAGES
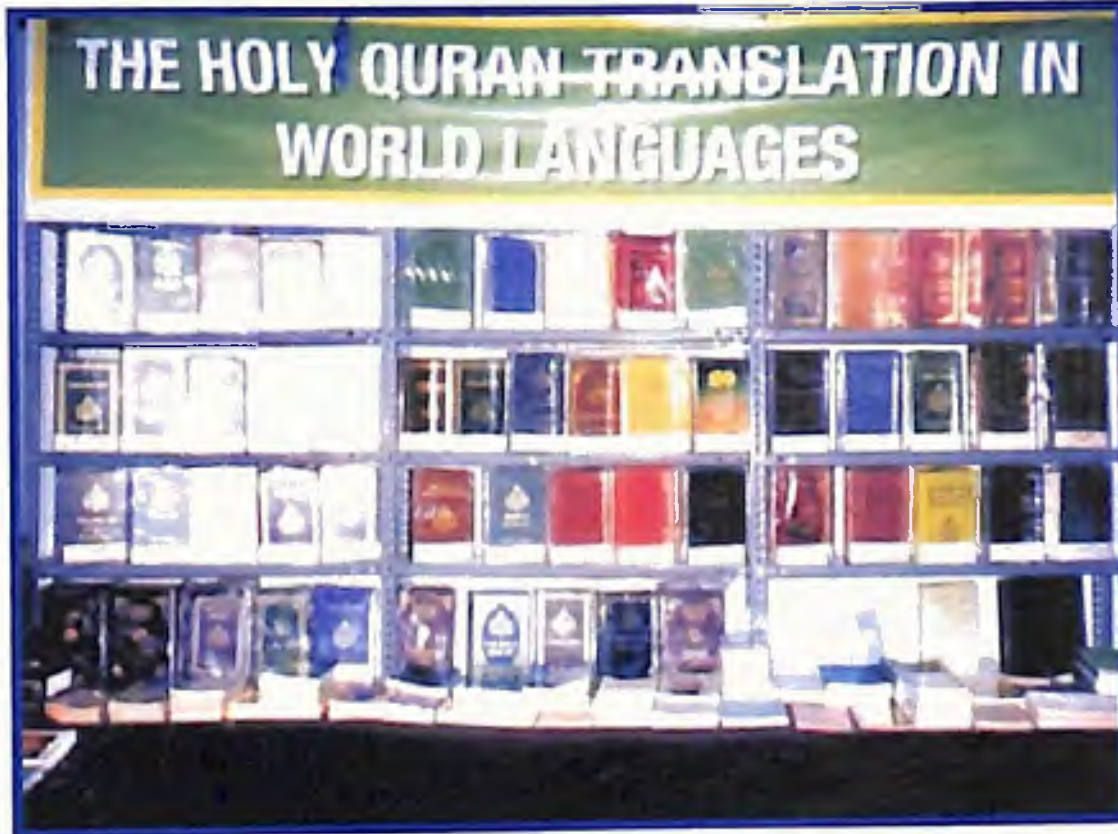
بک فیئر میں قرآن مجید کے تراجم کی نمائش

گورنر کرناٹک جماعت احمدیہ کی طرف سے شائع کردہ کنڑ ترجمہ قرآن مجید کا اجراء کرتے ہوئے

RELIEF GUJR

AHMADIYYA MUSL

BHARA

گجرات میں ریلیف لے جانے سے قبل

حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کے ساتھ وفد کے ممبران

ہندوستان میں آئے سونامی کے وقت جماعت احمدیہ کی طرف سے ریلیف

زلزلہ کشمیر پر جماعت احمدیہ کی طرف سے ریلیف

مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کی طرف سے منعقدہ قادیان میں فری آئی کیمپ

حکومت کی طرف سے منعقدہ بھارت نرمان پروگرام میں جماعتی وفد کی شرکت

حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب جلسہ سالانہ قادیان کے ایک موقعہ پر صدارت کرتے ہوئے

مسجد اقصیٰ قادیان میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کے زیر صدارت ایک تربیتی جلسہ میں مکرم عبدالرحیم صاحب شہید تقریر کرتے ہوئے

مجلس انصار اللہ بھارت کی طرف سے منعقدہ ہومیوپیتھی کا ایک فری کیمپ جس میں مکرم ڈاکٹر سید سعید احمد صاحب مریضوں کو دوائی دیتے ہوئے

۱۶ر ستمبر ۱۹۸۳ء کو مسجد اقصیٰ قادیان میں لی گئی درویشان قادیان کی ایک تصویر

دائیں سے بائیں (نیچے بیٹھے ہوئے): قریشی فضل حق صاحب، عبدالحمید مومن صاحب، حافظ الہ دین صاحب، مستری محمد دین صاحب، فتح محمد صاحب گجراتی، محمد عبداللہ صاحب نانبائی، محمد ابراہیم صاحب، مولوی عبدالواحد صاحب، مرزا عبداللطیف صاحب، فضل الرحمٰن صاحب، محمد ابراہیم غالب صاحب، ملک محمد بشیر صاحب، حاجی خدابخش صاحب، ماسٹر محمد ابراہیم صاحب۔ کرسیوں پر: چوہدری عبدالسلام صاحب، مولوی منظور احمد صاحب گھنوکے، قریشی محمد شفیع عابد صاحب، مولوی عبدالحق فضل صاحب، سکندر خان صاحب، چوہدری محمد احمد صاحب، مولوی عبدالقادر صاحب، مولوی محمد حفیظ صاحب بقاپوری، چوہدری بدرالدین صاحب عامل صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب، ملک صلاح الدین صاحب ایم اے، مولوی شریف احمد صاحب امینی، چوہدری عبدالقدیر صاحب، چوہدری محمود احمد صاحب عارف، چوہدری سعید احمد صاحب، مولوی محمد عبداللہ صاحب، ممتاز احمد ہاشمی صاحب، فضل الٰہی خان صاحب۔ (پیچھے کھڑے ہوئے پہلی لائن): امیر احمد صاحب، طیب علی صاحب بنگالی، مولوی محمد یوسف صاحب، مرزا محمد اسحٰق صاحب، بشیر احمد صاحب گھٹیالیاں، محمد شریف صاحب گجراتی، احمد حسین صاحب، مرزا ظہیر الدین صاحب، ڈاکٹر ملک بشیر احمد صاحب، عبدالعظیم صاحب، غلام قادر صاحب، ظہور احمد صاحب گجراتی، مستری محمد حسین صاحب، مبارک علی صاحب، افتخار احمد صاحب اشرف، مولوی عطاء اللہ خان صاحب (دوسری لائن): نذیر احمد صاحب ننگلی، محمد اسماعیل صاحب ننگلی، خورشید احمد صاحب پربھاکر، مستری دین محمد صاحب، شریف احمد صاحب شیخوپوری، مولوی فیض احمد صاحب، بشیر احمد صاحب ٹھیکیدار، خواجہ عبدالستار صاحب، محمد سلیمان صاحب دہلوی، مرزا محمد زمان صاحب، بشیر احمد بانگروی صاحب، قاضی عبدالحمید صاحب، مولوی محمد عمر علی صاحب، محمد دین صاحب بدر، قریشی سعید احمد صاحب، صوفی غلام احمد صاحب، محمد صادق صاحب ننگلی، محمد یوسف صاحب ڈرائیور۔ (آخری لائن): بشیر احمد صاحب مہار، بشیر احمد صاحب حافظ آبادی، چوہدری عمردین صاحب، محمد خضر صاحب، محمد اسماعیل صاحب، نذیر احمد صاحب ٹیلر، عزیز احمد صاحب منصوری، مرزا محمد اقبال صاحب، محمد صادق عارف صاحب، غلام حسین صاحب، ولی محمد صاحب گجراتی، منظور احمد صاحب چیمہ، غلام نبی صاحب، محمد موسیٰ صاحب، محمد شریف صاحب ڈوگر، عبدالکریم صاحب ناصر آبادی

۷ ۲؍مئی جلسہ یوم خلافت علاقہ بڑگلی سرکل دیودرگ کرناٹک بمقام مکربی

۲۴؍ مارچ ۲۰۰۸ء کو بھوڈیا کھیڑا ہریانہ میں جماعت احمدیہ کی طرف سے منعقدہ پریس کانفرنس

بدر بورڈ کے ممبران اور دفتر بدر کا عملہ و کارکنان

۷ ۲؍مئی ۲۰۰۸ء علاقہ کوتل سرکل دیودرگ کرناٹک بمقام ریونگی

قادیان میں مجلس انصار اللہ بھارت کی طرف سے منعقدہ جلسہ یوم مسیح موعود ۲۰۰۸ء کا منظر

مسجد احمدیہ منجیری کیرالہ کا افتتاح

قادیان میں مجلس انصار اللہ بھارت کی طرف سے منعقدہ یوم مسیح موعود میں حاضرین کا منظر

سرکاری ہسپتال محبوب نگر آندھرا میں ۲۵۰ مریضوں میں خدام الاحمدیہ کی طرف سے پھل تقسیم کیے گئے

خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی کانفرنس شولاپور مہاراشٹر

چھتیس گڑھ میں خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی کانفرنس

۱۳؍جون ۲۰۰۸ء جیند ہریانہ میں خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی کانفرنس کے موقعہ پر سٹیج کا منظر

مکرم شاہ چنگیز صاحب مبلغ سلسلہ جناب ڈاکٹر فاروق عبداللہ ایم پی کو جماعتی لٹریچر پیش کرتے ہوئے

پنجاب میں آئے ۲۰۰۸ء کے سیلاب میں جماعت احمدیہ کی طرف سے جاری ریلیف کیمپ کا منظر

تقسیم ریلیف کے دوران جماعت کے کیمپ میں وزراء پنجاب کی تشریف آوری

خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی کانفرنس جھارکھنڈ کا ایک منظر

خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی کانفرنس صوبہ بنگال

سالانہ اجتماع مجلس انصاراللہ بھارت ۲۰۰۸ء کے موقعہ پر مجلس کی طرف سے درویشان قادیان کو صدسالہ خلافت احمدیہ جوبلی کی خوشی میں اعزازی ٹرافیاں دی گئیں اس موقعہ پر حاضر ہونے والے درویشان کا ایک گروپ فوٹو۔ تصویر میں محترم حافظ صالح محمد الہٰ دین صاحب صدر صدر انجمن احمدیہ قادیان، محترم مولانا جلال الدین صاحب نیر قائمقام ناظر اعلیٰ، محترم مولانا منیر احمد صاحب خادم صدر مجلس انصاراللہ بھارت اور سابق صدر صاحبان محترم حکیم محمد دین صاحب و محترم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد بھی موجود ہیں۔

جے پور میں خلافت احمدیہ صدسالہ جوبلی کانفرنس میں حاضرین سماعت کرتے ہوئے

جے پور راجستھان میں خلافت احمدیہ صدسالہ جوبلی کانفرنس میں سٹیج کا منظر

راجوری (جموں) میں خدام الاحمدیہ کی طرف سے منعقدہ عطیہ خون کیمپ

صوبہ اڑیسہ میں مجلس خدام الاحمدیہ کی جانب سے لگائے گئے آئی کیمپ کا منظر

27 رمئی 2008ءکو یوم خلافت کے دن قادیان دارالامان کی بعض جھلکیاں

مقام ظہور قدرت ثانیہ میں احباب جماعت حضور انور کا ایم ٹی اے پر خطاب سنتے ہوئے

مقام ظہور قدرت ثانیہ میں بعد نماز فجر احباب کرام اجتماعی دُعا کرتے ہوئے

27 رمئی 2008ءکو مسجد مبارک کے سامنے گیٹ پر اجتماعی دُعا کرتے ہوئے احباب جماعت کا جلوس

27 رمئی 2008ءکو احمدی احباب کا شاندار جلوس

27 رمئی 2008ءکو مسجد نور میں اجتماعی دُعا کرتے ہوئے احباب جماعت اور معززین شہر

ربوہ میں 27 رمئی 2008ءکو چراغاں کا ایک منظر

مسجد اقصیٰ قادیان میں جلسہ یوم خلافت منعقدہ 27 رمئی 2008ء

مکرم مولوی محمد یوسف انور صاحب استاذ جامعہ احمدیہ قادیان جناب پریم کمار دھومل چیف منسٹر ہماچل پردیش کو اسلامی لٹریچر پیش کرتے ہوئے

بھدرواہ (کشمیر) میں خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی جلسہ کی تصویر مکرم عبدالحفیظ صاحب منڈاشی صدر جماعت احمدیہ و مکرم مولوی ظہور احمد خان صاحب مبلغ سلسلہ صدارت اور مکرم رحمۃ اللہ صاحب سیکرٹری مال تقریر کرتے ہوئے۔

جناب سشیل کمار شندے مرکزی وزیر آف انڈیا کی خدمت میں حب وطن پر مبنی تحفہ پیش کرتے ہوئے عقیل احمد سہارنپوری سرکل انچارج شولہ پور، مہاراشٹر

جمال پور رعیہ سرکل امرتسر میں 19 / مارچ 08ء کو مسجد احمدیہ کا سنگ بنیاد رکھتے ہوئے محترم مولانا محمد عمر صاحب ناظر اصلاح وارشاد قادیان

جلسہ خلافت جوبلی گینٹوک سکم میں سٹیج کا منظر

صد سالہ خلافت جوبلی صوبائی کانفرنس گجرات میں حاضرین کا منظر

12 / اکتوبر 08ء کو منعقدہ جماعت احمدیہ کی صد سالہ جوبلی کانفرنس گجرات میں سٹیج کا منظر

جماعت احمدیہ کی مختلف ممالک کی مساجد و تبلیغی مراکز کی بعض تصاویر

مسجد فضل عمر، ہمبرگ مغربی جرمنی

مسجد طٰہٰ سنگاپور

دار التبلیغ ہالینڈ

دار التبلیغ کیلگری کینیڈا

مسجد ناصر سورینام (جنوبی امریکہ)

مسجد بیت الرحمٰن واشنگٹن

دار التبلیغ ناگویا جاپان

مسجد محمود کاسوموں مشرقی افریقہ

مسجد ناصر سویڈن

مسجد محمود زیورچ (سوئٹزرلینڈ)

بعض مقاماتِ مقدسہ کی تصاویر

مسجد مبارک قادیان

مسجد اقصیٰ قادیان

دارالبیعت لدھیانہ

بیت الدعا قادیان

قصرِ خلافت قادیان

الدّار کا قدیمی حصہ اور تاریخی کنواں

خلافت احمدیہ کے ذریعہ دنیا کی مختلف زبانوں میں
چھپنے والے تراجم قرآن مجید و منتخب احادیث و لٹریچر کی ایک جھلک

خلافت احمدیہ کے سو سال
تاریخ کے آئینہ میں

(مکرم مولوی محمد یوسف انور صاحب استاذ جامعہ احمدیہ قادیان)

عالمگیر جماعت احمدیہ امسال صد سالہ خلافت جوبلی منا رہی ہے اور اس سلسلے میں دنیا بھر کے ۱۹۳ ممالک مین پھیلی ہوئی احمدیہ جماعت صد سالہ خلافت جوبلی کے عظیم الشان جلسے منعقد کر رہی ہے۔ اخبارات اور رسائل کے خصوصی نمبر بھی شائع کئے جارہے ہیں ۔ ہندوستان میں بھی مرکز قادیان دارالامان میں رسالہ راہِ ایمان، مشکوٰۃ، انصار اللہ کے خصوصی نمبر شائع کئے گئے۔ادارہ بدر بھی اس ضمن میں ایک خصوصی نمبر شائع کر رہا ہے اس تاریخی موقع پر اس عاجز کو بھی ادارہ بدر نے مندرجہ بالا عنوان پر ایک مضمون لکھنے کی ہدایت فرمائی ہے۔

یہ ایک وسیع مضمون ہے سو سالہ دورِ خلافت کے تمام مختلف اعداد وشمار کو ضبط تحریر میں لانا بہت مشکل ہے تاہم جب حسب توفیق کوشش کروں گا کہ جو اہم اور ضروری اعداد وشمار ہیں ان کو تحریر کروں۔

جماعت احمدیہ ایک دینی اور خالص اسلامی جماعت ہے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے تحت اس آخری زمانہ کے بعثتِ ثانیہ میں خدا تعالیٰ نے ایک مادر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بروز وظل کامل حضرت مسیح موعود ؑامام مہدی کو قادیان کی بستی میں مبعوث کیا۔آپؑ نے خدا کے اذن سے مسیح ومہدی کا دعویٰ کیا اور ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کو جماعت احمدیہ کی بنیاد رکھی اور اللہ کے فضل سے اب یہ جماعت ساری دنیا میں پھیل چکی ہے ہے۔آج کی اشاعت میں ادارہ بدر جماعت احمدیہ کے پاکیزہ اور شیریں ثمرات اس میں شائع کر رہا ہے جس سے قارئین بدر استفادہ کر سکتے ہیں۔

دور خلافت کا مبارک آغاز

۲۷ مئی ۱۹۰۸ء

تمام جماعت احمدیہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد ۲۷ مئی کو حضرت مولانا نورالدین رضی اللہ عنہ کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جانشین اور قدرت ثانیہ کے پہلے مظہر کے طور پر بیعت کی۔آپؓ کا بیعت سے پہلے خطاب عام ہوا اور بعد میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جنازہ پڑھا گیا۔

اس موقعہ پر جہاں جماعت کو حضورؑ کی وفات سے سخت صدمہ پہنچا وہیں مخالفین کی طرف سے منظم قلمی اور لسانی یورش کی گئی جس کے جواب میں امام جماعت احمدیہ حضرت مولانا نورالدین رضی اللہ عنہ نے وفات المسیح اور حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ نے ”صادقوں کی روشنی کون دور کر سکتا ہے“ کے عنوان سے رسائل تحریر فرمائے۔۳۰ مئی ۱۹۰۸ء کو حضورؓ کے عہد میں صدر انجمن احمدیہ کا پہلا اجلاس حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کی صدارت میں ہوا۔

جون ۱۹۰۸ء میں حضرت مرزا بشیر الدین احمد صاحبؓ نے قادیان میں پہلی پبلک لائبریری قائم کی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے کتابیں اور چندہ عنایت فرمایا۔ ۱۴ جون کو حضور نے تحریک فرمائی کہ خوشنویس حضرات مرکز میں آکر رہیں تا سلسلہ کے کام بروقت ہو سکیں۔جون میں حضورؓ کے ارشاد پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یاد میں دینی مدرسہ کے قیام کی تحریک کی گئی۔ ۱۸ جولائی میں حضورؓ نے تحریک فرمائی کہ جماعت مبائعین کی مکمل فہرست تیار کی جائے تا کہ مطبوعہ لٹریچر ہر فرد تک پہنچایا جاسکے۔

جولائی: حضورؓ نے اپنی بھیرہ کی جائیداد صدر انجمن احمدیہ کے نام ہبہ کردی۔

یکم اگست: واعظین سلسلہ کے تقرر کے بعد پہلے واعظ شیخ غلام احمد صاحب کی روانگی۔ دسمبر میں حضورؓ نے قادیان میں ڈسپنسری کے ساتھ وسیع حال تعمیر کرنے کے لئے چندہ کی تحریک فرمائی۔

۱۹۰۹ء

۲۱ جنوری: حضورؓ نے یتامیٰ مساکین اور طلبہ کی امداد کی تحریک فرمائی۔

۳۱ جنوری: منکرین خلافت کے اٹھائے ہوئے فتنہ کہ انجمن خلیفہ پر حاکم ہے کے متعلق حضورؓ نے مجلس مشاورت طلب کی ۔ ۲۵۰ نمائندے شریک ہوئے ۔ حضورؓ نے جلالی تقریر فرمائی اور مولوی محمد علی اور خواجہ کمال الدین صاحب کی دوبارہ بیعت لی۔

فروری: اشاعت درس القرآن۔

یکم مارچ: مدرسہ احمدیہ کی مستقل درسگاہ کی حیثیت سے بنیاد رکھی گئی۔

۲۵ اپریل: حضورؓ کی صدارت میں صدر انجمن احمدیہ پنجاب میں اردو کو تعلیمی زبان بنانے کے لئے قرار

داد پاس کی۔

۱۴/اکتوبر عید الفطر کے روز منصبِ خلافت کے حق میں حضورؓ کی زبردست تقریر ہوئی۔ اکتوبر میں ہی آپ کے عہد مبارک میں نیا اخبار ''نور'' جاری ہوا۔

۱۰ نومبر کو حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب جو بعد میں تیسرے خلیفہ بنے کی ولادت ہوئی اسی سال حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے انجمن ارشاد قائم کی حضورؓ نے بورڈنگ مدرسہ تعلیم الاسلام کی تعمیر کے لئے تیز ہزار روپے کی اپیل کی۔

۱۹۱۰ء

۷ جنوری: حضرت میر قاسم علی صاحبؓ نے دہلی سے اخبار الحق جاری کیا۔ ۲۱ جنوری کو نماز جمعہ میں احمدی مستورات نے پہلی بار شرکت کی۔ فروری میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب ''لُجَّةُ النُّور'' پہلی دفعہ شائع ہوئی۔ فروری میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ نے درس القرآن دینا شروع کیا۔

۵ مارچ کو حضورؓ نے دار العلوم میں مسجد نور کا سنگِ بنیاد رکھ کر محلہ کی آبادی کا آغاز کیا۔ ۱۱ مارچ کو مسجد اقصیٰ کی توسیع کے لئے اجتماعی وقارِ عمل میں حضور نے شرکت فرمائی۔ ۲۵ مارچ کو خطبہ جمعہ میں پہلی بار آواز آگے پہنچانے کے لئے آدمی مقرر کئے گئے۔ ۲۵ سے ۲۷ مارچ دسمبر ۱۹۰۹ء کا مؤخر جلسہ منعقد ہوا۔ ۲۷ مارچ کو راجپوتوں میں دعوت الی اللہ کے لئے ''انجمن راجپوتانِ ہند'' کا قیام ہوا۔ مارچ میں ہی حضورؓ نے ''الانذار'' کے نام سے اعلان شائع کر کے زلازل سے خبردار فرمایا۔ ۱۹/اپریل کو حضورؓ کے چوتھے فرزند میاں عبد المنان عمر صاحب پیدا ہوئے۔ ۲۳/اپریل مسجد نور میں نمازِ عصر پڑھا کر افتتاح فرمایا۔ مئی میں حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ نے نوجوانوں کے لئے تربیتی کلاس جاری فرمائی۔ ۲۴ جولائی کو منصبِ خلافت سنبھالنے کے بعد حضورؓ نے پہلا سفر ملتان کی طرف اختیار فرمایا جو طبی شہادت کے سلسلہ میں تھا۔ آپ نے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ کو امیر مقامی مقرر فرمایا۔ ۲۷ جولائی کو ملتان میں انجمن اسلامیہ کے ہال میں ڈیڑھ گھنٹہ کا خطاب فرمایا۔ ستمبر میں حضرت مسیح موعود کا الہام: ''ایک مشرقی طاقت اور کوریا کی نازک حالت'' پورا ہوا۔

۱۸ نومبر: حضور گھوڑے سے گر گئے اور سخت چوٹیں آئیں۔ ۲۹ نومبر کو حضور نے جماعت احمدیہ کے نام ایک پُر درد پیغام دیا۔ ۲ دسمبر کو آپ نے اپنی جگہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ کو صدر انجمن احمدیہ کا امیر مقرر فرمایا۔ ۲۵ تا ۲۷ دسمبر جلسہ سالانہ میں حضورؓ کے تین پُر معارف خطاب ہوئے۔ اسی سال حضور نے حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی کو جماعت لاہور کا مبلغ مقرر فرمایا۔ آپؓ نے بورڈنگ تعلیم الاسلام ہائی سکول کی عمارت کی بنیاد رکھی۔

۱۹۱۱ء

۱۹ جنوری کو حضور نے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کے حق میں بطور خلیفہ وصیت تحریر فرمائی مگر تندرست ہونے پر چاک کر دی۔

جنوری: حضرت میر قاسم علی صاحبؓ نے رسالہ ''احمدی'' جاری کیا۔ قادیان میں دار الضعفاء کا قیام۔ حضرت میر ناصر نواب صاحب منتظم مقرر ہوئے۔

فروری: حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ نے انجمن انصار اللہ قائم کی حضورؓ نے فرمایا میں بھی انصار اللہ میں شامل ہوں۔ ۱۴/اپریل کو انجمن کا افتتاحی اجلاس ہوا۔

۱۹ مئی کو حضور نے بیماری کے بعد مسجد اقصیٰ میں پہلا خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔

جولائی: حضورؓ نے نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے حکومت سے اجازت کی خاطر میموریل کی تحریک فرمائی جو مارچ ۱۹۱۳ء میں حکومت نے منظور کر لی۔

یکم ستمبر: حضورؓ کی اجازت سے حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحبؓ اعلیٰ تعلیم کے لئے انگلستان روانہ ہوئے۔

۹/اکتوبر کو حضور نے بیماری کے بعد درس القرآن شروع فرمایا۔

۱۲ دسمبر تقسیم بنگال کی تنسیخ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام پورا ہوا۔ ۲۶ تا ۲۸ دسمبر کو جلسہ سالانہ قادیان منعقد ہوا اور ۲۷ دسمبر کو حضورؓ کا خطاب ہوا۔

۱۹۱۲ء

فروری: حضورؓ کی تحریک پر ''انجمن مبلغین'' کا قیام۔ فروری تا جون: حضورؓ نے اپنے حالات و سوانح لکھوائے جوآگر سال میں ''مرقاۃ الیقین'' کے نام سے شائع ہوئے۔

۱۰ مارچ: ایک خاص درس میں شامل ہونے والوں کے لئے دعا اور جنت کی بشارت۔

۳/اپریل: حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد اور دوسرے بزرگ علماء کا دورۂ ہندوستان (دہلی، سہارنپور، دیوبند وغیرہ)

۱۰ جون: شیخ رحمت اللہ صاحب کے گھر کا سنگ بنیاد رکھنے کے لئے سفر لاہور۔ یہ حضورؓ کے عہد خلافت کا آخری سفر تھا۔ سنگِ بنیاد رکھنے کا وعدہ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا تھا ایفاء سے پہلے حضورؑ فوت ہو گئے۔

۱۶-۱۷ جون کو لاہور اور امرتسر میں رُوح پرور خطاب۔

۲۵ جولائی کو تعلیم الاسلام ہائی سکول کی عمارت کی بنیاد رکھی۔ جولائی: خطبات نور کی اشاعت دوسرا حصہ نومبر میں شائع ہوا۔ ۲۵ ستمبر کو حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ کے سفر حج سے قبل جلسۃ الوداع اور حضور کا خطاب ہوا۔ ستمبر: حضرت شیخ یعقوب علی صاحبؓ نے رسالہ ''احمدی خاتون'' جاری کیا۔

یکم نومبر: مولانا عبدالواحد برہمن بڑیہ کی بیعت
دسمبر: ڈاکٹر سر محمد اقبال سے خط و کتابت۔ ۲۵ تا ۲۷ دسمبر جلسہ سالانہ قادیان۔ ۲۵ تاریخ کو حضورؓ کا خطاب۔

۱۹۱۳ء

۱۴ فروری: حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ کے سفر حج سے واپسی پر استقبالیہ تقریب میں حضورؓ کی شرکت اور خطاب۔ صلوٰۃ الحاجۃ پڑھی گئی۔

مارچ: حضورؓ نے بخاری شریف کا درس شروع فرمایا۔

۱۹ جون: الفضل جاری ہوا جس کے بانی حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ تھے۔

جون میں حضرت چوہدری فتح محمد صاحب سیالؓ کو بطور مبلغ انگلستان بھجوایا گیا۔

۱۰ جولائی لاہور سے ''پیغام صلح'' کا اجراء۔

۲۶ جولائی عربی کی اعلیٰ تعلیم کی خاطر حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحبؓ کو مصر اور شام کے لئے روانہ کیا گیا۔

ستمبر: حضورؓ نے ایک خاص کیفیت میں پنجابی اشعار کہے۔

نومبر: لاہور سے منکرین خلافت کے خفیہ ٹریکٹوں کی اشاعت جن کا جواب حضورؓ نے انجمن انصار اللہ کے ذمہ لگایا۔

۲۸ نومبر: حضورؓ کے صاحبزادہ محمد عبد اللہ کی ولادت۔

۱۸ دسمبر: اخبار بدر کو عیسائیت کے خلاف ایک مضمون لکھنے کی پاداش میں بند کر دیا گیا۔ ۲۶ تا ۲۸ دسمبر جلسہ سالانہ۔ ۲۷ دسمبر کو حضورؓ کا خطاب۔ حضور نے درس القرآن کے لئے ایک ہال کی تعمیر کی تحریک فرمائی۔ عرب ممالک میں پیغام حق کے لئے ''مصالح العرب'' کے نام سے بدر کے ساتھ ہفتہ وار عربی ضمیمہ شائع ہوتا رہا۔

۱۹۱۴ء

جنوری: حضورؓ کی اجازت سے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ نے اشاعت حق کی ملک گیر سکیم تیار کی اور دعوت الی الخیر فنڈ قائم کیا۔ بیماری کے باوجود حضورؓ مولوی محمد علی صاحب کے انگریزی ترجمہ قرآن کے نوٹ سُنتے اور ہدایات دیتے رہے۔ وسط جنوری میں مرض الموت کا آغاز ہوا مگر ہر ممکن حد تک حضورؓ قرآن کریم اور بخاری کا درس دیتے رہے۔ ۸ فروری: فرمایا کہ خدا نے اس بیماری میں مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ پانچ لاکھ عیسائی افریقہ میں احمدی ہونگے۔ ۲۷ فروری: کھلی آب و ہوا کی خاطر حضورؓ حضرت نواب محمد علی خان صاحب کی کوٹھی دار السلام میں منتقل ہوگئے۔ ۴ مارچ: شدید ضعف کا آغاز اور آخری وصیت تحریر فرمائی۔

۱۳ مارچ: حضورؓ کے عہد کا آخری جمعہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ نے پڑھایا۔ ۱۳؍مارچ حضورؓ کی اپنی اولاد کو دین پر قائم رہنے کی وصیت۔ اسی دن دو پہر دو بجکر بیس منٹ پر حالت نماز میں اپنے رفیق اعلیٰ سے جا ملے۔

۱۴؍مارچ مسجد نور میں حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ نے بیعت لی بیعت کے بعد خطاب فرمایا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے دو ہزار سے زائد افراد کے مجمع میں حضرت مولانا نور الدین رضی اللہ عنہ کا جنازہ پڑھایا اور ساڑھے چھ بجے شام اس مبارک وجود کو ہزاروں دعاؤں کے ساتھ اس کے آقا و محبوب کے پہلو میں بہشتی مقبرہ کے اندر دفن کر دیا گیا۔

حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ

قدرت ثانیہ کے مظہر ثانی

(۱۴ مارچ ۱۹۱۴ء تا ۸ نومبر ۱۹۶۵)

بروز ہفتہ آپ کو حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کی وفات پر خلیفہ منتخب کیا گیا۔ بیعت کے بعد پہلے عام خطاب فرمایا اور پھر حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کا جنازہ پڑھایا۔

۱۷ مارچ: مسجد اقصیٰ قادیان میں درس القرآن کا آغاز فرمایا۔

۲۰ مارچ: دور خلافت کا پہلا خطبہ ارشاد فرمایا۔

۱۲ مارچ کو حضور کی طرف سے ایک زبردست اشتہار شائع ہوا ''کون ہے جو خدا کے کام کو روک سکے۔''

۱۰؍اپریل: خلافت ثانیہ میں صدر انجمن احمدیہ کا پہلا اجلاس آپؓ کی صدارت میں ہوا۔

۱۲؍اپریل: حضورؓ کا ''منصب خلافت'' موضوع پر خطاب۔

اسی ماہ جماعت سے بارہ ہزار روپے کی اپیل۔

جون: نظام دکن کو تبلیغ کی خاطر ''تحفۃ الملوک'' تصنیف فرمائی۔

۲۶ دسمبر تا ۲۹ دسمبر: قدرت ثانیہ کے دوسرے دور کا پہلا جلسہ سالانہ۔ حضورؓ کی تقاریر ''برکاتِ خلافت'' کے عنوان سے شائع ہوئیں۔

۱۹۱۵ء

۲۱ جنوری: حضور نے کتاب ''القول الفصل'' تصنیف فرمائی۔

۱۴ مارچ: حضرت صوفی غلام محمد صاحبؓ نے سیلون مشن قائم کیا۔ مارچ: حضور کی تصنیف ''حقیقت النبوۃ'' شائع ہوئی۔

۱۵ جون: حضرت صوفی غلام محمد صاحبؓ نے ماریشس میں احمدیہ مشن قائم کیا۔

۷؍اکتوبر کو آپ کے دور میں مرکز سے پہلا اخبار ''فاروق'' حضرت میر قاسم علی صاحب کی ادارت میں جاری ہوا۔

دسمبر: جلسہ سالانہ پر آپ کی تقاریر جو بعد میں

''انوارِ خلافت'' کے نام سے شائع ہوئیں۔

دسمبر: آپ کی بیان فرمودہ قرآن کریم کے پہلے پارہ کی تفسیر اردو اور انگریزی میں شائع ہوئی۔ اسی سال مشہور خادم سلسلہ حضرت سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب سکندر آباد دکن نے جماعت میں شمولیت اختیار کی۔

۱۹۱۶ء

جنوری مسٹر والٹر (سیکرٹری ینگ مین کرسچن ایسو سی ایشن لاہور) قادیان آئے۔

مارچ: حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے بڑے بھائی مرزا غلام قادر صاحب کی بیوہ حُرمت بی بی (تائی صاحبہ) نے بیعت کی اور'' تائی آئی'' کا الہام پورا ہوا۔

اگست: حضور نے مسلم شریف کا درس عام جاری فرمایا۔

نومبر: حضور کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت کے بارے میں کتاب شائع ہوئی۔

۱۴دسمبر: مشہور مستشرق اور آکسفورڈ یونیورسٹی کے پروفیسر مارگولیتھ قادیان آئے۔

دسمبر: قادیان میں مستقل مرکزی لائبریری ''صادق لائبریری'' قائم ہوئی۔

دسمبر جلسہ سالانہ پر حضور نے ''ذکر الٰہی'' کے عنوان سے تقریر فرمائی۔

دسمبر: اسی سال حضور نے خواتین کے لئے تبلیغی فنڈ کی پہلی تحریک فرمائی۔

۱۹۱۷ء

۲۴فروری: حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کے ختم قرآن پر آمین کی تقریب منعقد ہوئی۔

۱۲مارچ: ''زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحال زار'' کی پیشگوئی پوری ہوئی۔

۴/اپریل: زار روس کے متعلق پیشگوئی پوری ہونے پر حضور نے ایک ٹریکٹ بعنوان ''زندہ خدا کے زبردست نشان'' لکھا۔

۲۱جون: قادیان میں نور ہسپتال کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔

۲۲جون: حضور نے قرآن کریم کے پہلے دس پاروں کے درس کا آغاز فرمایا۔

۲۷، ۲۸دسمبر: جلسہ سالانہ پر حضور نے ''حقیقۃ الرؤیا'' کے موضوع پر خطاب فرمایا۔

اسی سال لائبیریا میں پہلی بار احمدیت کا پیغام پہنچا۔

سیلون مشن سے ہفتہ وار The Message جاری ہوا۔

۱۹۱۸ء

یکم مارچ: حضور کے دفتر میں ڈاک کا مستقل صیغہ پہلی بار قائم کیا گیا۔ پہلے افسر ڈاک حضرت مولوی عبد الرحیم صاحب نیرؓ مقرر ہوئے۔

ستمبر: حضور کا رسالہ ''حقیقۃ الامر'' شائع ہوا۔

۱۹/اکتوبر: حضور نے شدید بیماری کے عالم میں وصیت تحریر فرمائی۔

دسمبر: حضور نے جنگ عظیم میں کام آنے والے مسلمانوں کے بچوں کی تعلیم کے فنڈ میں ۵ہزار روپیہ دیا۔

اسی سال انفلوئنزا کی وبا پھیل جانے پر حضور کے ارشاد کے ماتحت جماعت احمدیہ نے حیرت انگیز طبّی خدمات سرانجام دیں۔

۱۹۱۹ء

یکم جنوری: حضور نے انجمن احمدیہ میں نظارتوں کا نظام قائم فرمایا۔

۲۳/فروری: حضور نے بریڈلاہال لاہور میں ''اسلام اور تعلقاتِ بین الاقوام'' کے موضوع پر تقریر فرمائی۔

۲۶/فروری: حضور نے حبیبیہ ہال لاہور میں ''اسلام میں اختلافات کا آغاز'' کے موضوع پر تقریر فرمائی۔

مارچ: دسمبر ۱۹۱۸ء کا جلسہ سالانہ اس سال مارچ میں ہوا۔ حضور نے ''عرفان الٰہی'' کے موضوع پر خطاب فرمایا۔

مئی: حضور نے ہندوستان میں سِول نافرمانی کی تحریک اور اس کے نتائج سے متعلق مسلمانان ہند کی راہنمائی فرمائی۔

جون: قادیان میں یتیم خانہ قائم کیا گیا۔

۳۰/دسمبر: حضور نے آل انڈیا مسلم کانفرنس کے لئے ''ترکی کا مستقبل اور مسلمانوں کا فرض'' کے موضوع پر کتابچہ تصنیف فرمایا۔

دسمبر: جلسہ سالانہ پر حضور نے ''تقدیر الٰہی'' کے موضوع پر خطاب فرمایا۔

۱۹۲۰ء

۲۳/جنوری: حضور نے ''ضرورت مذہب'' پر لیکچر دیا۔

۱۵/فروری: حضور نے بریڈلاہال میں ''مستقبل میں امن کا قیام اسلام سے وابستہ ہے'' کے موضوع پر خطاب فرمایا۔

۱۵/فروری: حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ امریکہ میں مشن قائم کرنے کیلئے فلاڈلفیا کی بندرہ گاہ پر اُترے مگر آپ کو شہر میں جانے سے روک دیا گیا۔

۲۳/فروری: حضور نے 'بندے ماترم ہال' امرتسر میں صداقت اسلام و ذرائع ترقی اسلام پر لیکچر دیا۔

۱۰/اپریل: حضور نے سیالکوٹ میں ''احمدیہ ہال'' کی بنیاد رکھی۔

۱۱/اپریل: سیالکوٹ میں ''دنیا کا آئندہ مذہب اسلام ہوگا'' کے موضوع پر حضورؓ کا خطاب۔

مئی: حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ کو امریکہ میں داخل ہو کر تبلیغ کی اجازت مل گئی۔

یکم جون: حضور نے ''معاہدہ ترکیہ اور مسلمانوں کا آئندہ رویہ'' تصنیف فرمائی۔

۷رجون: حضور نے مسجد احمدیہ لندن کیلئے چندہ کی تحریک فرمائی۔

۲۱رجون: پہلی یادگار مبلغین کلاس جاری ہوئی۔

جون: حضور نے مشہور نظم ''نونہالان جماعت مجھے کچھ کہنا ہے'' لکھی۔

۹رستمبر: مسجد احمدیہ لندن کیلئے زمین کی خرید پر قادیان میں پرمسرت تقریب منعقد ہوئی۔

دسمبر: حضور نے جلسہ سالانہ پر ''ملائکۃ اللہ'' کے عنوان سے خطاب فرمایا۔

دسمبر: میں حضور کی تصنیف ''ترک موالات و احکام اسلام'' شائع ہوئی۔

۱۹۲۱ء

۷رفروری: حضور کا نکاح حضرت سیدہ اُم طاہر صاحبہؓ سے ہوا۔

۱۹رفروری: حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نیرؓ نے سیرالیون مشن کی بنیاد رکھی۔

۲۸رفروری: حضرت مولانا عبدالرحیم صاحبؓ نیر غانا میں احمدیہ مشن قائم کرنے کیلئے پہنچے۔

مارچ: حضور نے لاہور میں دو تقاریر فرمائیں۔ ''مذہب کی ضرورت'' اور ''حقیقی مقصد اور اسکے حصول کے طریق''۔

۸راپریل: حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نیرؓ نے نائجیریا مشن کی بنیاد رکھی۔

۲۲راگست: حضور کشمیر میں حضرت عیسیٰؑ کی قبر پر دعا کیلئے تشریف لے گئے،

دسمبر: حضور نے ''تحفہ شہزادہ ویلز'' تصنیف فرمائی''

دسمبر: حضور کی تصنیف ''آئینہ صداقت'' شائع ہوئی۔

دسمبر: حضور نے جلسہ سالانہ پر ''ہستی باری تعالیٰ'' کے عنوان سے خطاب فرمایا۔

اسی سال حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ نے شکاگو امریکہ میں احمدیہ مشن قائم فرمایا۔

۱۹۲۲ء

۱۸رفروری: مصر میں مشن قائم کرنے کیلئے شیخ محمود احمد صاحب عرفانیؓ قادیان سے روانہ ہوئے۔

۲۷رفروری: جماعت احمدیہ کے وفد نے حضورؓ کی تصنیف تحفہ شہزادہ ویلز لاہور میں ایڈورڈ ہشتم کو پیش کی یہ انہیں کیلئے لکھی گئی تھی۔

۱۵،۱۶راپریل: جماعت احمدیہ کی مستقل طور پر پہلی مجلس شوریٰ منعقد ہوئی۔

اپریل: حضور نے ایک سکیم کے مطابق پنجاب کی اچھوت اقوام میں تبلیغ شروع کروادی۔

مئی: حضور نے جماعت میں حفظِ قرآن کی تحریک فرمائی۔

۲۰رمئی: قادیان سے انگریزی اخبار ''البشریٰ'' کی اشاعت شروع ہوئی۔

یکم اگست: حضور نے قرآن کریم کے پہلے دس پاروں کے درس کا آغاز فرمایا جو کہ مہینہ بھر جاری رہا۔

۲۵ردسمبر: حضور نے لجنہ اماء اللہ کی بنیاد رکھی۔

دسمبر: جلسہ سالانہ پر حضور نے ''مسئلہ نجات'' پر تقریر فرمائی۔

۱۹۲۳ء

۷رمارچ: حضورؓ نے تحریک شدھی کے خلاف جہاد کا اعلان فرمایا۔

۱۲رمارچ: حضور نے مجاہدین کا پہلا وفد تحریک شدھی کے علاقہ میں روانہ فرمایا۔

ستمبر: جماعت احمدیہ کے زبردست تبلیغی حملوں کے نتیجہ میں آریوں نے تحریک شدھی کو بند کرنے کا اعلان کردیا۔

۱۹رستمبر: حضور نے اعلان فرمایا کہ جب تک شدھ ہونے والے مسلمانوں میں سے ایک فرد بھی باقی ہے، ہم اپنی مہم بند نہیں کریں گے۔

نومبر: قادیان میں احمدیہ ٹورنامنٹ کا اجراء ہوا۔

۱۸ردسمبر: محترم ملک غلام فرید صاحب جرمنی میں مشن قائم کرنے کیلئے برلن پہنچے۔

اسی سال جرمنی میں احمدیہ مسجد کے لئے ایک لاکھ روپیہ فراہم کیا گیا۔

۱۹۲۴ء

۲۴رمئی: حضورؓ نے ''احمدیت یعنی حقیقی اسلام'' لکھنی شروع کی۔ یہ کتاب ۶ جون کو مکمل ہوگئی

۲۸رمئی: امریکہ کے معروف مستشرق زویمر قادیان آئے۔

۱۲رجولائی: حضور اپنے پہلے سفر یورپ پر قادیان سے روانہ ہوئے۔

۴راگست: حضور دمشق پہنچے اور ایک پیشگوئی ظاہری طور پر پوری ہوئی۔

۱۷راگست: حضور نے اٹلی کے وزیر اعظم مسولینی سے ملاقات کی۔

۲۲راگست: حضور نے پہلی دفعہ لندن میں ورود فرمایا۔

۹رستمبر: حضور نے ''ایسٹ اینڈ ویسٹ'' یونین کے اجلاس میں پہلا انگریزی لیکچر دیا۔

۲۳رستمبر: ویمبلے کانفرنس میں حضور کا مضمون ''احمدیت یعنی حقیقی اسلام'' حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ نے پڑھا۔

۱۶راکتوبر: ایران میں مشن کا قیام۔

۱۹راکتوبر: حضور نے مسجد فضل لندن کی بنیاد رکھی۔

۲۴رنومبر: حضور پہلے سفر یورپ کے بعد قادیان تشریف لائے۔

۱۰؍دسمبر: مولوی ظہور حسین صاحب تبلیغ اسلام کیلئے روس میں داخل ہوئے۔

دسمبر: حضور نے جلسہ سالانہ پر بہائی ازم کی تاریخ وعقائد کے موضوع پر خطاب فرمایا۔

اسی سال حضور نے امیر امان اللہ خان شاہ افغانستان پر اتمام حجت کیلئے ''دعوۃ الامیر'' شائع فرمائی۔

۱۹۲۵ء

۱۰؍فروری: حضور نے ایک لاکھ روپے کے چندہ خاص کی تحریک فرمائی۔

۱۷؍مارچ: حضور نے مدرسۃ الخواتین کی بنیاد رکھی۔

۱۶؍جولائی: حضور نے علمائے دیوبند کو تفسیر نویسی میں مقابلہ کا چیلنج دیا۔

۱۶، ۱۷؍جولائی: حضور نے آل مسلم پارٹیز کے لئے ''آل مسلم پارٹیز کانفرنس پر ایک نظر'' تصنیف فرمائی۔

۱۷؍جولائی: حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس اور حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحبؓ شام میں مشن قائم کرنے کے لئے دمشق پہنچے۔

ستمبر: حضرت مولوی رحمت علی صاحب نے انڈونیشیا میں مشن کی بنیاد رکھی۔

اکتوبر: کلکتہ سے ماہوار رسالہ ''احمدی'' بنگلہ زبان میں جاری ہوا۔

۲۷، ۲۸؍دسمبر: حضور نے جلسہ سالانہ پر ''منہاج الطالبین'' کے عنوان سے خطاب فرمایا۔

اسی سال شیخ عبدالقادر صاحب سابق سوداگرمل جماعت میں داخل ہوئے۔

۱۹۲۶ء

۲۹؍جنوری: قادیان میں پہلی بار جلسہ میں ۲۴ زبانوں میں تقریریں کی گئیں۔

جنوری: قادیان میں تارگھر کا فتتاح ہوا۔ پہلا تا حضور کی طرف سے ہندوستان کی بعض مشہور جماعتوں کے نام تھا۔

یکم مئی: قادیان میں غرباء اور یتامیٰ کے لئے دارالشیوخ قائم کیا گیا۔

۲۲؍مئی: حضور نے قصر خلافت کی بنیاد رکھی۔

۲۶؍مئی: قادیان سے ''احمدیہ گزٹ'' جاری ہوا۔

۳؍اکتوبر: سر شیخ عبدالقادر صاحب نے مسجد فضل لندن کا افتتاح کیا۔

نومبر: حضور نے بچوں اور نوجوانوں کی تربیت کیلئے مجلس انصار اللہ قائم فرمائی

۱۵؍دسمبر: لجنہ اماء اللہ کے تحت رسالہ ''مصباح'' شائع ہونا شروع ہوا۔

دسمبر: قادیان سے انگریزی اخبار ''سن رائز'' جاری ہوا۔

دسمبر: احمدی مستورات کے سالانہ جلسہ کا آغاز ہوا۔

دسمبر: پہلی بار جلسہ سالانہ کا اعلان اور پروگرام بڑے بڑے پوسٹروں پر شائع کیا گیا۔

اس سال حضور نے ''حق الیقین'' تصنیف فرمائی۔

۱۹۲۷ء

مئی: حضور نے مسلمانان ہند کی ترقی و بہبودی کے لئے وسیع پیمانہ پر جدوجہد کا آغاز کیا۔

جون: حضور نے ''رنگیلا رسول'' اور ''ورتمان'' امرتسر کی توہین اسلام کے خلاف زبردست احتجاج فرمایا۔

جولائی: حضور نے لاوارث عورتوں اور بچوں کی خبر گیری کے لئے تحریک فرمائی۔

۳۰؍اگست: حضور نے ہندو مسلم اتحاد کانفرنس سے جس میں چوٹی کے مسلم لیڈر موجود تھے خطاب فرمایا۔

۱۶؍ستمبر: قادیان میں ''امۃ الحی'' لائبریری کا افتتاح ہوا۔

۸؍دسمبر: حضور نے ہندوستان میں سائمن کمیشن کی آمد پر ''مسلمانان ہند کے امتحان کا وقت'' تصنیف فرمائی۔

۲۰؍دسمبر: شام میں حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس پر قاتلانہ حملہ کیا گیا۔

۲۸؍دسمبر: حضور نے جلسہ سالانہ پر حضرت مسیح موعودؑ کے کارنامے کے موضوع پر خطاب فرمایا۔

اس جلسہ پر حضور کی حفاظت کا پہلی بار خاص انتظام کیا گیا اسی سال حضور نے ۲۵ لاکھ روپے کا ریزرو فنڈ قائم کرنے کی تحریک فرمائی۔ اور اسی سال شام میں السید منیر الحصنی جماعت میں داخل ہوئے جو بعد میں شام کے امیر و مبلغ بنے۔

۱۹۲۸ء

۲۰؍مئی: حضور نے جامعہ احمدیہ کا افتتاح فرمایا۔

۱۷؍جون: حضور کی تحریک پر ہندوستان کے طول وعرض میں پہلا عظیم الشان یوم سیرت النبیؐ منایا گیا۔

۳۰؍جون: حضور نے پہلی دفعہ ۴۵ کے قریب عربی اشعار کہے۔

۸؍اگست تا ۸؍ستمبر: حضور نے مسجد اقصیٰ قادیان میں سورۃ یونس تا سورۃ کہف کا درس دیا جو بعد میں تفسیر کبیر جلد سوئم کی صورت میں شائع ہوا۔

۱۸؍دسمبر: حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب کی ولادت ہوئی۔

۱۹؍دسمبر: قادیان میں ریل گاڑی پہلی دفعہ پہنچی حضور کثیر احباب سمیت امرتسر سے اس گاڑی پر قادیان آئے۔

۲۸؍دسمبر: حضور نے جلسہ سالانہ پر ''فضائل القرآن'' کے عنوان سے سلسلہ تقاریر کا آغاز فرمایا۔

۱۹۲۹ء

۲۵؍جنوری: حضور نے انقلاب افغانستان پر تبصرہ کیا اور مسلمانوں کی رہنمائی فرمائی۔

۲۲؍مارچ: حضور نے اشاعت لٹریچر کے ضمن میں کتابوں کی قیمتوں میں کمی اور اخبارات کی توسیع کی طرف توجہ دلائی۔

۵؍جون: حضور کشمیر تشریف لے گئے۔ اور اہل کشمیر کو اخلاقی، ذہنی اور روحانی تغیر پیدا کرنے کی دعوت دی۔

جون: حفیظ جالندھری کی قادیان آمد پر مجلس مشاعرہ ہوئی جس میں حضور نے بھی شرکت فرمائی۔

جولائی: حضور نشاط باغ میں خواجہ کمال الدین کی عیادت کیلئے تشریف لے گئے۔

۳۰؍اگست: سائمن کمیشن کی رپورٹ پر حضور کا تبصرہ شائع ہوا جسے بہت سراہا گیا۔

۱۹۳۰ء

۳؍جنوری: مشہور مسلم لیگی لیڈر شوکت علی قادیان آئے۔

۱۷؍جنوری: حضور نے ''ندائے ایمان'' کے نام سے اشتہارات کا مفید سلسلہ شروع فرمایا۔

۱۵؍اپریل: ڈچ قونصل مسٹر انڈریا سا قادیان آئے۔

۳؍جون: اخبار 'ٹریبیون' نے حضور کی وفات کی جھوٹی خبر شائع کر دی۔

دسمبر: حضرت صاحبزادہ مرزا سلطان احمد صاحب نے احمدیت میں شمولیت اختیار فرمائی۔

اس سال سے لجنہ اماء اللہ کو مجلس شوریٰ میں نمائندگی کا حق دیا گیا۔ اس سال بہت سے سیاسی معاملات میں حضور نے مسلمانوں کی راہ نمائی فرمائی۔ اور سیاسی حلقوں میں بہت مقبولیت حاصل ہوئی۔

۱۹۳۱ء

۳۰؍فروری: مولانا رحمت علی صاحب نے جاوا میں مشن قائم کیا۔

۲۷؍مارچ: حضور نے ''تحفہ لارڈ ارون'' تصنیف فرمائی۔ جو ۸؍اپریل کو وائسرائے ہند لارڈ اِرون کو پیش کی گئی۔

۳؍اپریل: مولانا جلال الدین صاحب شمس نے کبابیر میں فلسطین کی پہلی مسجد ''سیدنا محمود'' کا سنگ بنیاد رکھا۔

۳۰؍مئی: حضورؓ نے ایک افغانی سیاح کو شرفِ ملاقات بخشا۔

۲۹؍جون: حضور نے اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کے قرآن ختم کرنے کے سلسلہ میں تقریب منعقد کی اور اس موقعہ پر ایک نظم بھی کہی جو'' کلام محمود'' میں شامل ہے۔

جون: مردم شماری کے مطابق قادیان میں احمدیوں کی تعداد ۵۱۹۸ تھی۔

۲۵؍جولائی: حضور کو آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا صدر منتخب کیا گیا۔

۱۹۳۲ء

۵؍فروری: حضور نے مسلمانان کشمیر کے لئے ایک پائی فی روپیہ چندہ دینے کی تحریک فرمائی۔

۶؍مارچ: لندن میں ہونے والی گول میز کانفرنس کے متعلق حضور نے مسلمانوں کو اپنی رائے سے نوازا۔

۲۵؍مارچ: حضور نے قادیان میں اپنی کوٹھی دارالحمد کی بنیاد رکھی۔

۲۶؍جولائی: قادیان میں حضور اور چند ناظران کے دفاتر میں ٹیلیفون لگا۔

۸؍اکتوبر: ہندوستان کے طول و عرض میں حضور کی تحریک پر پہلا یوم تبلیغ منایا گیا۔

۲۲؍اکتوبر: ہندوستان سے باہر پہلی بار جماعت احمدیہ کی خدمات اسلامیہ کا مصری پریس نے اقرار کیا۔

۱۹۳۳ء

یکم جنوری: حضور نے ہوائی جہاز میں پہلی بار پرواز کی۔

۱۵؍جنوری: قادیان میں حضور نے اپنی کوٹھی دارالحمد کا افتتاح فرمایا۔

۲۳؍فروری: حضور نے مسجد النصرت کا سنگ بنیاد رکھا جو آپنے حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحبؒ کیلئے تعمیر کروائی۔

۲۳؍اپریل: قائد اعظم محمد علی جناح نے مسجد فضل لندن میں تقریر فرمائی۔

۲۳؍جولائی: حضور نے اردو سیکھنے کیلئے حضرت مسیح موعودؑ کی کتب پڑھنے کی تحریک فرمائی۔

۸؍نومبر: حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی '' آہ نادر شاہ کدھر گیا'' پوری ہوئی۔

۳؍دسمبر: فلسطین کی پہلی احمدیہ مسجد ''سیدنا محمود کا افتتاح ہوا۔

دسمبر میں ہی جلسہ سالانہ پر ۳۶۴؍افراد نے بیعت کی۔

۱۹۳۴ء

۴؍جنوری: حضور نے تربیت و اصلاح کی خاطر ایک اہم تحریک ''تحریک سالکین'' کے نام سے جاری فرمائی۔ یہ تحریک تین سال کیلئے تھی۔

۴؍فروری: حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات رؤیا اور کشوف کی جمع و تدوین کا کام شروع ہوا۔

۷؍اپریل: حضور نے مسجد الفضل فیصل آباد کا افتتاح فرمایا۔

۲؍جولائی: حضور نے خاندان حضرت مسیح موعودؑ کو اشاعت اسلام کی زبردست تحریک فرمائی۔

۴؍اگست: سرینگر سے سہ روزہ اخبار ''اصلاح'' کا اجراء۔

۱۳، ۱۴؍اکتوبر: لیگوس (نائیجیریا) میں پہلا جلسہ منعقد ہوا۔ ۲۱ تا ۲۳؍اکتوبر: قادیان میں احرار کی کانفرنس قادیان کے قریب رجادہ میں منعقد ہوئی۔

۲۳؍نومبر: تحریک جدید کے اجراء کا اعلان فرمایا۔ ۲۷؍نومبر: نیروبی (کینیا) میں مستقل احمدیہ مشن کا قیام۔

۱۹۳۵ء

جنوری: حضور نے تحریک جدید کا مستقل دفتر قائم کیا۔ مولوی عبد الرحمٰن صاحب انور پہلے انچارج تحریک جدید بنے۔

۲۲؍فروری: حضور نے سکھوں کے ایک گوردوارہ کیلئے پانچ سو روپیہ کی رقم عطا فرمائی۔

فروری: ہندوستان سے باہر سب سے پہلے بلادِ عربیہ کے احمدیوں نے تحریک جدید پر لبیک کہا۔

جماعت فلسطین کی طرف سے چار سو شلنگ کے وعدے موصول ہوئے۔

۲؍مارچ: قادیان میں حضور نے دار الصنعت کا افتتاح فرمایا۔

۲؍مارچ: برما میں احمدیہ مشن کا قیام۔

یکم مئی ۱۹۳۵ تا ۳۰؍اپریل ۱۹۳۶: تحریک جدید کا پہلا بجٹ ۲۷۶۱۷ روپے کا تھا۔

۶؍مئی: تحریک جدید کے تحت تین مبلغین کا پہلا قافلہ قادیان سے بیرونِ ممالک روانہ ہوا۔

۹؍مئی: حضور پہلے سفرِ سندھ پر روانہ ہوئے۔

۲۷؍مئی: ہانگ کانگ میں احمدیہ مشن کا قیام

مئی: سنگاپور میں احمدیہ مشن کا قیام۔

۴؍جون: جاپان میں احمدیہ مشن کا قیام۔

۱۲؍جولائی: شاہ فیصل مسجد فضل لندن میں تشریف لائے۔

۳۰؍ستمبر: حضور کا نکاح حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہؓ سے ہوا۔

دسمبر: ''تذکرہ'' پہلی دفعہ شائع ہوا۔

۱۹۳۶ء

یکم جنوری: مکرم محترم ملک سیف الرحمٰن صاحب مفتی سلسلہ جماعت احمدیہ میں داخل ہوئے۔

جنوری: ارجنٹائن میں احمدیہ مشن کا قیام۔

۲۱؍فروری: بوڈاپسٹ میں احمدیہ مشن کا قیام تحریک جدید کے تحت یہ یورپ میں پہلا احمدیہ مشن تھا۔

۱۰؍مارچ: ملک محمد شریف صاحب گجراتی اسپین میں احمدیہ مشن قائم کرنے کے لئے میڈرڈ پہنچے۔

۲۸؍مارچ: قادیان میں پہلا اجتماعی وقارِ عمل ہوا۔

اپریل: البانیہ میں مولوی محمد الدین صاحب نے احمدیہ مشن کی بنیاد رکھی۔

نومبر: شیخ امری عبیدی صاحب، (مشرقی افریقہ) کا قبول احمدیت۔

۱۴؍دسمبر: حضور نے قادیان میں ٹیلی فون کا افتتاح کیا اور حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ سے گفتگو فرمائی۔

۱۸؍دسمبر: جلسہ سالانہ پر حضور نے ''فضائل القرآن'' کے سلسلے کا آخری لیکچر ارشاد فرمایا۔

اسی سال یوگوسلاویہ میں احمدیہ مشن قائم ہوا۔

۱۹۳۷ء

جنوری: سنگاپور میں پہلے فرد حاجی جعفر صاحب احمدیت میں داخل ہوئے۔

۱۷؍جون: ییل یونیورسٹی امریکہ کے شعبہ مذاہب کے پروفیسر جان کلارک آرچر کی قادیان آمد و حضور سے ملاقات۔

۱۳؍اکتوبر: سیرالیون مشن کی بنیاد رکھی گئی۔

۲۶؍نومبر: تحریک جدید کے پہلے تین سال کے اختتام پر حضور نے اسے مزید سات سال کے لئے بڑھانے کا اعلان فرمایا اور یہ پہلا دس سالہ دور دفتر اول کے نام سے موسوم کیا گیا۔

دسمبر: حضور نے تحریک جدید کے پہلے ۱۹ مطالبات میں مزید ۵ مطالبات شامل کئے۔

اسی سال اٹلی اور پولینڈ میں تبلیغی کوششوں کا منظم آغاز ہوا۔

۱۹۳۸ء

۷ جنوری: حضور نے پہلی بار مسجد اقصیٰ میں لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ خطبہ ارشاد فرمایا۔

۳۱؍جنوری: حضور نے مجلس خدام الاحمدیہ قائم کی۔ ۴؍فروری کو اس کا نام رکھا۔

۱۲؍اپریل: حضور نے مسجد اقصیٰ کی توسیع کے نئے حصے کا سنگ بنیاد رکھا۔

۳؍مئی: ایک زرتشتی ایرانی سیاح منوچہر آرین کی قادیان آمد اور قبول احمدیت۔

یکم اکتوبر: ایک رویاء کی بناء پر حضور انور کا سفر حیدر آباد شروع ہوا اور یہی مضمون ''سیر روحانی'' کے علمی مضمون کا باعث بنا۔

۱۸؍دسمبر: اردو کے ممتاز ادیب مرزا فرحت اللہ بیگ کی قادیان آمد۔

۲۵؍دسمبر: مجلس خدام الاحمدیہ کے پہلے اجتماع (منعقدہ مسجد نور) سے حضور کا خطاب۔

۲۸؍دسمبر: حضور نے ''سیر روحانی'' کے عنوان سے پر معارف علمی لیکچروں کا سلسلہ شروع کیا۔

۱۹۳۹ء

فروری: حضور نے مجلس ناصرات الاحمدیہ قائم فرمائی۔

فروری: مسجد فضل لندن میں شاہ فیصل اور دوسرے معزز مسلم سیاسی عمائدین ایک جلسہ میں شامل ہوئے۔

۱۶/اپریل: لاہور ہائی کورٹ کے چیف جسٹس سرجان ڈگلس ینگ کی قادیان میں آمد۔

۳/دسمبر: دنیا بھر جماعت کی طرف سے پہلا ''یوم پیشوان مذاہب'' نہایت جوش خروش سے منایا گیا۔

۲۸/دسمبر: حضور کی خلافت کے ۲۵ سال پورے ہونے پر جوبلی کی تقریب منائی گئی۔ جلسہ پر حضور نے پہلی دفعہ لوائے احمدیت لہرایا۔ پھر لوائے خدام الاحمدیہ لہرایا اور پھر زنانہ جلسہ گاہ میں لجنہ اماء اللہ کا جھنڈا لہرایا۔ جلسہ پر حضور نے '' خلافت راشدہ'' کے عنوان سے تقریر فرمائی۔

خدام الاحمدیہ کا علم انعامی پہلی دفعہ مجلس کیرنگ اڑیسہ نے حاصل کیا۔ جلسہ خلافت جوبلی پر جماعت نے ۳لاکھ روپیہ حضور کی خدمت میں پیش کیا۔ اسی سال قرآن کریم کے گورمکھی اور ہندی تراجم کی اشاعت ہوئی۔

۱۹۴۰ء

۲۶/جنوری: حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ کی قائم کردہ ہجری شمسی تقویم پہلی دفعہ الفضل میں شائع ہوئی۔ اور پھر یہ کیلنڈر جماعت میں رائج ہوگیا۔

۱۹/فروری: اپنے عقیدہ کے بارے میں حضورؓ کی تقریر بمبئی ریڈیو اسٹیشن سے پڑھ کرسنائی گئی۔

مارچ: نواب بہادر یار جنگ صاحب نے قادیان میں حضورؓ کی ملاقات کا شرف حاصل کیا۔

۲۶/جولائی: حضورؓ نے مجلس انصار اللہ مرکزیہ قائم کی پہلے صدر حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ تھے۔

۷/اگست: انگلستان میں پہلا مناظرہ مولانا جلال الدین صاحب شمس نے ایک پادری سے کیا۔

۲۰/اکتوبر: احمدیہ مسجد سرینگر کی بنیاد رکھی گئی۔

۲۵/دسمبر: تفسیر کبیر جلد سوم شائع ہوئی۔

۲۸/دسمبر: جلسہ سالانہ پر ۱۳۸۶ احباب بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔

۱۹۴۱ء

۱۳/جنوری: سلطان زنجبار کو احمدیت کا پیغام پہنچایا گیا۔

۲۵/مئی: حضور نے لاہور ریڈیو اسٹیشن سے ''عراق کے حالات پر تبصرہ'' کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ جسے دہلی اور لکھنؤ کے ریڈیو اسٹیشنوں سے بھی نشر کیا گیا۔

۲۴/اگست: مسجد احمدیہ کوئٹہ کی بنیاد رکھی گئی۔

۱۲/دسمبر: حضور نے رؤیا بیان فرمائی جس میں بتایا گیا تھا کہ حضور کو مستقبل میں ہجرت کر کے پہاڑیوں کی وادی میں تنظیم کی غرض سے نیا مرکز قائم کرنا پڑیگا۔

۲۸/دسمبر: حضور نے سیر روحانی کے سلسلہ میں معرکۃ الآراء تقریر فرمائی۔ اسی جلسہ پر حضورؓ نے قادیان کے غرباء کے لئے ملکی قحط کے پیش نظر غلہ کی تحریک فرمائی۔

۱۹۴۲ء

۱۱/مئی: مصر کے علامہ محمود شلتوت کا فتویٰ وفاتِ مسیح کے بارہ میں ہفتہ وار '' الرّسالۃ'' میں شائع ہوا۔

۲۲/مئی: حضور نے غرباء کے لئے ۵۰۰ من غلہ کا مطالبہ فرمایا۔ جماعت نے ۱۵۰۰ من غلہ پیش کر دیا۔

یکم اکتوبر: چینی مسلمانوں کی تنظیم نیشنل اسلامک سالویشن کے نمائندے شیخ عثمان کی قادیان آمد۔

اکتوبر: پٹنہ کے مشہور ادیب سید اختر احمد اورینوی قادیان آمد اور اشتراکیت اور اسلام کے معاشی نظام کے متعلق حضور سے استفادہ۔

۲۷/نومبر: حضور نے جماعت کو سنیما بینی اور ریڈیو کے بداثرات سے بچنے کی نصیحت فرمائی۔

۲۷/دسمبر: جلسہ سالانہ پر حضور نے '' نظام نو'' کے عنوان سے خطاب فرمایا۔

۱۹۴۳ء

۲۹/جنوری: حضور نے وقف زندگی اسکیم برائے دیہاتی مبلغین جاری فرمائی۔

۱۲/مارچ: لیگوس نائیجیریا کی پہلی مسجد کی بنیاد رکھی گئی۔

اپریل: حضور نے مسجد مشاورت کے دوران مخلوط تعلیم کی ممانعت فرمائی۔

مئی: قرآن کریم کا سواحیلی ترجمہ مکمل ہوگیا۔

اگست: حضور نے بنگال اور اڑیسہ کے قحط زدگان کی مدد کے لئے تحریک فرمائی۔

۲۷/اکتوبر: مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا دستور اساسی حضور نے منظور فرمالیا۔

۲۸/اکتوبر: جلسہ سالانہ پر حضور نے ''اسوۂ حسنہ'' کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ اسی سال حضورؓ نے افتاء کمیٹی قائم فرمائی۔

۱۹۴۴ء

۵،۶/جنوری: کی درمیانی شب اللہ تعالیٰ نے رؤیا میں حضور پر '' مصلح موعود'' ہونے کا انکشاف فرمایا۔

۲۸/جنوری: حضور نے پہلی دفعہ مصلح موعود کے بارہ میں پیشگوئی کا مصداق ہونے کا دعویٰ قادیان میں فرمایا۔

۲۹/جنوری: قادیان میں پہلی بار یوم مصلح موعود منایا گیا۔

۱۰/مارچ: حضور نے وقفِ جائیداد کی تحریک فرمائی۔

۱۱/مئی: فضل عمر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کی بنیاد رکھی

۴/جون: تعلیم الاسلام کالج قادیان کا حضور نے افتتاح فرمایا۔

۲۴/جولائی: حضور نے الہام کی بناء پر معاہدہ

حلف الفضول کا اجراء فرمایا۔

۲۴؍جولائی: حضور نے اپنا آخری نکاح سیدہ بشریٰ بیگم صاحبہ مہر آپا سے پڑھا۔

جولائی: حضور نے ڈلہوزی میں تیسویں پارہ کے درس القرآن کا آغاز فرمایا۔

۲۴؍نومبر: حضور نے تحریک جدید کے پہلے دس سالہ دور کے اختتام پر دفتر دوم کی بنیاد رکھی۔

۲؍دسمبر: مجلس انصاراللہ مرکزیہ کا پہلا بجٹ منظور کیا گیا۔

۲۵؍دسمبر: مجلس انصاراللہ مرکزیہ کے پہلے سالانہ اجتماع کا افتتاح مسجد اقصیٰ قادیان میں حضور نے فرمایا۔

۱۹۴۵ء

۵؍جنوری: حضور نے تحریک فرمائی کہ ہر احمدی خاندان اپنے لئے لازمی کرلے کروہ کسی فرد کو خدمت دین کے لئے وقف کریگا۔

یکم فروری: حضور نے ۲۲ واقفین زندگی کو بیرونی ممالک میں بھجوانے اور نو واقفین کو علوم اسلامیہ کی اعلیٰ تعلیم دلانے کے لئے منتخب فرمایا۔

۲۵؍فروری: حضور نے لاہور میں ’’اسلام کا اقتصادی نظام‘‘ کے موضوع پر خطاب فرمایا۔

فروری: حضور نے بیرون ہند کے جملہ تبلیغی مشن تحریک جدید کے سپرد کردیئے۔

۲۰؍اپریل: حضور نے منارۃ المسیح کے ساتھ ایک ہال اور ایک لائبریری کی تحریک فرمائی۔

۲۴؍جولائی: حضور نے ۱۹۴۵ء سے جماعت احمدیہ کے لئے ایک نئے اور انقلابی دور کی پیشگوئی فرمائی۔

اگست: تفسیر کبیر سورۃ نباء تا سورۃ بلد شائع ہوئی۔

۱۰؍اگست: حضور نے جاپان میں ایٹم بم کے استعمال کے خلاف زبردست احتجاج کیا۔

۱۹؍اکتوبر: حضور نے جماعت احمدیہ میں اعلیٰ تعلیم کی توسیع کی سکیم پیش کی۔ اسی سال ضلع وار نظام کے تحت پہلی دفعہ حضور نے آٹھ اُمراء اضلاع مقرر کئے۔

۱۹۴۶ء

۱۹؍اپریل: فضل عمر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ قادیان کا افتتاح ہوا۔

۳؍مئی: سیرالیون کی پہلی مجلس مشاورت منعقد ہوئی۔

۱۷؍مئی: فرانس میں احمدیہ مشن کا قیام۔

۱۰؍جون: احمدیہ مشن اسپین کا احیاء ہوا۔

۱۸؍اکتوبر: تحریک جدید کی رجسٹریشن ہوئی اس کا پورا نام تحریک جدید انجمن احمدیہ رکھا گیا۔

۱۸، ۱۹، ۲۰؍اکتوبر: مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا قادیان میں آخری سالانہ اجتماع منعقد ہوا۔ ۱۷۵ بیرونی خدام شریک ہوئے۔

اکتوبر: جنوبی افریقہ میں مشن کی بنیاد۔

۲۶، ۲۷، ۲۸؍دسمبر: متحدہ ہندوستان کا آخری جلسہ سالانہ منعقد ہوا۔ حاضرین کی تعداد ۳۹۷۰۰ تھی۔

اسی سال سوئٹزرلینڈ میں مشن قائم ہوا۔

۱۹۴۷ء

۳۱؍اگست: حضور نے قادیان سے پاکستان کی طرف ہجرت فرمائی اور لاہور پہنچے۔

یکم ستمبر: حضور نے لاہور میں صدر انجمن احمدیہ پاکستان کی بنیاد رکھی۔

۳؍ستمبر: لوائے احمدیت ہندوستان سے پاکستان پہنچایا گیا۔

۵؍ستمبر: حضور نے پاکستان میں پہلا خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔

۷؍ستمبر: پاکستان میں پہلی مجلس مشاورت کا انعقاد ہوا۔

۱۵؍ستمبر: پاکستان میں روزنامہ الفضل کا اجراء۔

۱۸؍اکتوبر: پاکستان میں جماعت احمدیہ کے ظلی مرکز کے قیام کیلئے حضور نے اراضی ربوہ کا سفر اختیار فرمایا۔

۲۷، ۲۸؍دسمبر: پاکستان میں جماعت احمدیہ کا پہلا جلسہ سالانہ لاہور میں منعقد ہوا۔

۱۹۴۸ء

۳؍مارچ: اُردن میں احمدیہ مشن کا قیام۔

۲۸؍مارچ: سالانہ جلسہ ۱۹۴۷ء کے تتمہ کے موقعہ پر منعقد ہونے والے جلسہ میں حضور نے ’’سیر روحانی‘‘ کے سلسلہ کا خطاب فرمایا۔

۵؍اگست: صدر انجمن احمدیہ پاکستان نے حکومت سے اراضی ربوہ کا قبضہ حاصل کیا۔

۲۰؍ستمبر: حضور نے ربوہ کا افتتاح فرمایا۔

۷؍نومبر: حضور نے ربوہ میں پہلی پریس کانفرنس سے خطاب فرمایا۔

۱۳؍نومبر: فرانس میں جماعت احمدیہ کا پہلا پبلک تبلیغی جلسہ منعقد ہوا۔

۱۹۴۹ء

۲۰؍جنوری: جرمن مشن کا قیام۔

۲؍فروری: مسقط مشن کا قیام۔

فروری: گلاسگو مشن کا قیام۔

۱۵، ۱۶، ۱۷؍اپریل: ربوہ میں پہلا جلسہ سالانہ منعقد ہوا۔

۲۳؍مئی: فرانس میں پہلی سعید روح نے احمدیت میں شمولیت اختیار کی۔

۱۳، ۱۴؍اگست: جماعت احمدیہ نائیجیریا کا جلسہ سالانہ منعقد ہوا۔

۲۷؍اگست: لبنان میں احمدیہ مشن کا قیام۔

۱۹؍ستمبر: حضور مستقل رہائش کیلئے ربوہ تشریف لائے۔

۳۰؍ستمبر: حضور نے ربوہ میں مستقل رہائش کے بعد پہلا خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔

۳؍اکتوبر: حضور نے مسجد مبارک ربوہ کا سنگ بنیاد رکھا۔

۳۰، ۳۱؍اکتوبر: مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا ربوہ میں پہلا سالانہ اجتماع منعقد ہوا۔ حضور نے مجلس خدام الاحمدیہ کی صدارت خود سنبھالی۔

۱۱؍نومبر: کمپنی باغ سرگودھا میں حضور کا جلسہ عام سے خطاب۔

۱۰؍دسمبر: ربوہ میں جامعۃ المبشرین کا قیام۔

۱۹۵۰ء

۳۰؍جنوری: بیرون پاکستان جماعت کا پہلا کالج غانا میں جاری ہوا۔

جنوری: حضور کی تصنیف ''اسلام اور ملکیتِ زمین'' شائع ہوئی۔

فروری: حضور نے تحریک جدید کے مختلف شعبوں ک لئے مفصل دستور العمل تجویز فرمایا۔

۱۳؍مئی: حضور نے مندرجہ ذیل مرکزی عمارات کا سنگ بنیاد رکھا۔ قصر خلافت، دفاتر صدر انجمن احمدیہ، دفاتر تحریک جدید، دفتر لجنہ اماء اللہ تعلیم الاسلام ہائی اسکول۔

جون: گلاسگو مشن سے ماہوار رسالہ The Muslim Herald جاری ہوا۔

۱۹۵۱ء

جنوری: عراق کی طرف سے مؤتمر عالم اسلامی کے نمائندہ عبدالوہاب عسکری ربوہ آئے۔

فروری: چرچ آف انگلینڈ کے سربراہ اعلیٰ ڈاکٹر فشر کو سیرالیون مشن کی طرف سے مقابلہ کی دعوت دی گئی۔

۲۳؍مارچ: حضور نے مسجد مبارک ربوہ میں پہلا خطبہ جمعہ ارشاد فرما کر مسجد کا افتتاح فرمایا۔

۲۱؍مئی: ربوہ میں ٹیلیفون کا اجراء ہوا۔ پہلا فون امیر جماعت احمدیہ قادیان کو کیا گیا۔ جو حضور کے مندرجہ ذیل الفاظ پر مشتمل تھا'' جماعت کو سلام بیماروں کی عیادت اور دُعاؤں کی تحریک''۔

۶؍اگست: تحریک جدید کا سیلون مشن قائم ہوا۔

۲۸؍دسمبر: حضور نے جلسہ سالانہ پر سیر روحانی کے سلسلہ میں عالم روحانی کا دربار خاص کے موضوع پر خطاب فرمایا۔

اسی سال ٹرینیڈاڈ میں احمدیہ مشن قائم ہوا۔

۱۹۵۲ء

۷؍جنوری: حضور نے افتاء کمیٹی کا احیاء کیا۔ یہ پہلے ۱۹۴۳ء میں قائم ہوئی تھی۔

مئی: خلافت لائبریری کا قیام عمل میں آیا جو قصر خلافت کے ساتھ ایک پختہ عمارت میں قائم کی گئی۔

۳۰؍جون: حضور مسجد مبارک سے ملحق قصر خلافت عمارت میں منتقل ہوئے۔

۲۸؍دسمبر: حضور نے جلسہ سالانہ پر ''تعلق باللہ'' کے موضوع پر خطاب فرمایا۔

۱۹۵۳ء

۲۷؍فروری: حضور نے ''الشرکۃ الاسلامیۃ'' کے قیام کا اعلان کیا۔

۲۸؍فروری: حضور نے مسجد مبارک میں سورہ مریم سے درس قرآن کا آغاز فرمایا جو بعد میں تفسیر کبیر جلد چہارم کی شکل میں شائع ہوا۔

یکم اپریل: حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کو گرفتار کر لیا گیا۔

۱۴؍مئی: سواحیلی ترجمہ قرآن کی اشاعت ہوئی۔ پہلا مجلد نسخہ حضور کی خدمت میں بھیجا گیا۔

۲۵؍جون: حضور نے فضل عمر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ ربوہ کا افتتاح فرمایا۔

۲۶؍جون: حضورؓ نے تعلیم الاسلام کالج ربوہ اور اسکے ہوسٹل کا سنگ بنیاد رکھا۔ اور کالج کی بنیاد میں دارالمسیح قادیان کی اینٹ نصب فرمائی۔

۲۰؍نومبر: حضور نے خطبہ جمعہ میں تحریک جدید کے انیس سالہ دور اول کے اختتام اور دوسرے انیس سالہ دور ثانی کے شروع ہونے کا اعلان فرمایا۔

نومبر: ڈچ ترجمہ قرآن شائع ہوا۔

۲۸؍دسمبر: حضور نے جلسہ سالانہ پر ''سیر روحانی'' کے سلسلہ کی تقریر'' عالم روحانی کا نوبت خانہ '' کے عنوان پر تقریر فرمائی۔

۱۹۵۴ء

۲۲؍فروری: حضور نے مسجد احمدیہ دارالذکر لاہور کا سنگ بنیاد رکھا۔

۱۰؍مارچ: مسجد مبارک ربوہ میں بعد نماز عصر حضور پر ایک شخص عبدالحمید نے قاتلانہ حملہ کیا۔

۱۵؍مارچ: حکومت پاکستان کی طرف سے ایک سال کے جبری تعطل کے بعد لاہور سے ''الفضل'' کا اجراء دوبارہ عمل میں آیا۔

۲۱؍مئی: حضور نے قاتلانہ حملہ کے بعد پہلا جمعہ پڑھایا۔

۷؍اکتوبر: چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ عالمی عدالت کے صدر منتخب ہوئے۔

۷؍نومبر: حضور نے حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحبؒ کو مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا صدر مقرر فرمایا۔

دسمبر: حضورؓ نے تعلیم الاسلام کالج ربوہ کی عمارت کا افتتاح فرمایا۔

۲۶؍دسمبر: حضور نے سیر روحانی کے سلسلہ میں جلسہ سالانہ پر عالم روحانی کے دفاتر کے موضوع پر خطاب فرمایا۔

۱۹۵۵ء

۳؍فروری: حضور نے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کی تصنیف ’’حقیقۃ الوحی‘‘ کے اصل قلمی مسودہ کے آٹھ صفحات بطورِ تبرک جماعت ہائے احمدیہ انڈونیشیا کو بھجوائے۔

۲۹؍اپریل: حضور دوسرے دورۂ یورپ کے سلسلہ میں کراچی سے روانہ ہوئے۔

۳۰؍اپریل: حضور دمشق کے ہوائی اڈہ پر اترے۔

۲۲؍مئی: حضور نے مولوی دوست محمد شاہد صاحب کو تاریخ احمدیت لکھنے کا ارشاد فرمایا۔

۱۸؍جون: حضور ہیگ (ہالینڈ) پہنچے۔

۲۶؍جون: جرمنی کے ایک بہت بڑے مستشرق Kamaour نے حضور کے ہاتھ پر احمدیت قبول کی۔ حضور نے ان کا نام ’زبیر‘ رکھا۔

۲۲؍جولائی: لندن میں مبلغین کی عالمی کانفرنس حضور کی زیر صدارت شروع ہوئی اور ۲۴ جولائی کو ختم ہوئی۔

۲۷؍جولائی: مالٹا ایک انجینئر نے حضور کی بیعت کر کے مالٹا میں جماعت احمدیہ کی بنیاد رکھی۔

۳۰؍جولائی: حضور نے لندن میں ڈسمنڈ شا سے ملاقات فرمائی۔

۲۵؍ستمبر: حضور دوسرے سفر یورپ کے بعد ربوہ واپس تشریف لائے۔

۹؍دسمبر: ہیگ (ہالینڈ) میں مسجد کا افتتاح۔

اسی سال سوئٹزرلینڈ میں تحریک جدید کے تحت مشن قائم ہوا۔

۱۹۵۶ء

۱۶؍اکتوبر: حضور نے مجلس خدام الاحمدیہ کا موجودہ عہد نامہ تجویز فرمایا۔

اکتوبر: تفسیر کبیر سورۃ الکافرون تا سورۃ الناس شائع ہوئی۔

۲۷؍دسمبر: جلسہ سالانہ پر ’’نظام آسمانی کی مخالفت اور اس کا پس منظر‘‘ کے عنوان پر حضور کا خطاب۔

اسی سال برما میں مسجد اور مشن ہاؤس کی تعمیر ہوئی۔ لائبیریا اور فلپائن میں تبلیغی مراکز کا قیام ہوا۔ حضور نے دفتر انصار اللہ مرکزیہ اور فضل عمر ہسپتال کا سنگ بنیاد رکھا۔

۱۹۵۷ء

۲۲؍فروری: ہمبرگ میں مسجد کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔

۱۵؍مارچ: مسجد دارالسلام (تنزانیہ) کا افتتاح۔

۲۲؍جون: مسجد احمدیہ ہمبرگ (جرمنی) کا افتتاح ہوا۔

جون: ماہنامہ ’’تشحیذ الاذھان‘‘ کا ربوہ سے اجراء۔

۷؍جولائی: جامعۃ المبشرین کو جامعہ احمدیہ میں مدغم کر دیا گیا۔

۲۷؍جولائی: مسجد احمدیہ جنجہ (یوگنڈا) کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔

جولائی: فلپائن میں احمدیت کی اشاعت ہوئی۔

۹؍اگست: مسجد احمدیہ کمپالا (یوگنڈا) کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔

دسمبر: حضور نے ’’وقف جدید‘‘ کی تحریک کا اعلان فرمایا۔

دسمبر: تفسیر کبیر سورۃ حج تا سورۃ نور شائع ہوئی۔

دسمبر: جلسہ سالانہ پر ’’خلافت حقہ اسلامیہ‘‘ کے عنوان سے حضور نے خطاب فرمایا۔ اسی سال تفسیر صغیر شائع ہوئی۔

حضور نے ’’ادارۃ المصنفین‘‘ کا ادارہ قائم فرمایا۔

۱۹۵۸ء

۲۰؍مارچ: تفسیر کبیر سورۃ مریم تا سورۃ طٰہٰ کی اشاعت۔

اگست: حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ نے لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کی صدارت سنبھالی۔

ستمبر: مسجد نور فرینکفرٹ کا افتتاح ہوا۔

اسی سال سیرالیون میں مختلف مقامات پر تین مساجد کی تعمیر ہوئی۔

رومن کیتھولک فرقہ کے نئے سربراہ کو دعوت اسلام۔ فضل عمر ہسپتال کا افتتاح ہوا۔

سعودی عرب کے شہزادہ فواد الفیصل اور ہالینڈ کی ولی عہد شہزادی کو ترجمہ قرآن کا تحفہ دیا گیا۔

۱۹۵۹ء

جون: تحریک جدید کے پانچ ہزاری مجاہدین کی فہرست شائع ہوئی۔

۳۰؍نومبر: تفسیر کبیر سورۃ فرقان وشعراء کی اشاعت۔

اسی سال مسجد احمدیہ جنجہ (یوگنڈا) اور مشن ہاؤس کی تعمیر مکمل ہوئی۔

قرآن کریم کے جرمن ترجمہ کے دوسرے ایڈیشن کی اشاعت ہوئی۔

انڈونیشین زبان میں ترجمہ قرآن کی تکمیل یادگاری مسجد ربوہ تعمیر ہوئی۔

افریقہ کے نو آزاد ممالک کے ستر راہ نماؤں کو جماعتی لٹریچر کا تحفہ دیا گیا۔

۱۹۶۰ء

حضور کے نگران بورڈ قائم فرمایا۔ صدر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ مقرر ہوئے۔ فیلٹی زبان میں قرآن مجید کے ترجمہ کا آغاز۔

اِکرہ (گھانا) میں مشن ہاؤس اور مسجد تعمیر۔

رنگون میں مشن ہاؤس کی نئی عمارت کی تعمیر۔

جامعہ نصرت ربوہ میں ڈگری کلاسز کا اجراء ہوا۔

امریکہ کے صدر آئزن ہاور، والیٔ اُردن شاہ حسین، صدر آسٹریلیا، وزیر اعظم کانگو اور دیگر اہم شخصیات کو قرآن کریم کا تحفہ دیا گیا۔

۱۹۶۱ء

آئیوری کوسٹ میں احمدیہ مشن کا اجراء۔

ڈینش زبان میں قرآن کریم کے حصہ اول کی اشاعت ہوئی۔

کیکمہ اور لوئین زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم کی تکمیل۔

جامعہ احمدیہ کی نئی عمارت کا افتتاح۔

شہنشاہ حبشہ، صدر لائبیریا، صدر سومالیہ کو ترجمہ قرآن مجید اور جماعتی لٹریچر کا تحفہ دیا گیا۔

نیز وبی (کینیا) میں شیخ مبارک احمد صاحب کی طرف سے ڈاکٹر بلی گراہم کو روحانی مقابلہ کا چیلنج۔

ماریشس مشن کی طرف سے پندرہ روزہ The Message کا اجراء۔

۱۹۶۲ء

مسجد محمود زیورچ کا سنگ بنیاد از دستِ مبارک حضرت سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہؓ۔

تھائی لینڈ کے بادشاہ اور ملکہ الزابتھ کو ترجمہ قرآن کی پیشکش۔

۱۹۶۳ء

دفتر وقفِ جدید کی عمارت کا سنگ بنیاد اور تعمیر۔

مینڈے زبان میں ترجمہ قرآن کی اشاعت۔

سیرالیون میں اسلامک بک ڈپو کا اجراء۔

صدرِ مملکت کے ریلیف فنڈ میں جماعت احمدیہ کی طرف سے چھ ہزار روپے کا عطیہ دیا گیا۔ حکومت پاکستان کی طرف سے ''سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب'' کی ضبطی اور بحالی۔

دی ڈیوک آف ایڈنبرا اور شاہِ کمبوڈیا کو تبلیغ اور قرآن کریم کا تحفہ۔

۱۹۶۴ء

جزائر فجی میں مشن ہاؤس کی تعمیر۔

فمر الانبیاء فنڈ کا اجراء۔

شمالی بورنیو میں سر بر آوردہ اصحاب کو تبلیغ احمدیت۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعودؓ کی خلافت کے پچاس سال پورے ہونے پر اللہ تعالیٰ کے حضور اظہار تشکر اور دعائیں۔ دنیا بھر میں پھیلے ہوئے احمدیوں کی طرف سے تجدید عہد بیعت کیا گیا۔

۲۶، ۲۷، ۲۸ر دسمبر: حضرت مصلح موعودؓ کے دور کا آخری جلسہ سالانہ منعقد ہوا۔

۸ر نومبر ۱۹۶۵ء تک

یکم جنوری: مسجد احمدیہ ٹانگانیکا کا سنگ بنیاد۔

۴ر فروری: خلافت ثانیہ کی آخری عید الفطر مولانا جلال الدین صاحب شمس نے پڑھائی۔

۲۶، ۲۷، ۲۸ر مارچ: خلافتِ ثانیہ کی آخری مجلس مشاورت تعلیم الاسلام کالج کے ہال میں منعقد ہوئی۔

ربوہ سے ماہانہ ''تحریک جدید'' کا اجراء ہوا۔

فری ٹاؤن (سیرالیون) میں مشن ہاؤس کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔

۸،۷ر نومبر: کی درمیانی شب پیشگوئی مصلح موعود کا مظہر اپنے مولائے حقیقی سے جاملا، وکان امراً مقضیاً۔

خلافت ثالثہ کا درخشندہ (۱۹۶۵ تا ۱۹۸۲ء) دور

سیدنا حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے سترہ سالہ بابرکت دورِ خلافت میں الٰہی تائیدات سے معمور عظیم کامیابیوں کی ایک جھلک ذیل میں ہدیۂ قارئین کی جارہی ہے۔

مساجد جو حضورؒ کے زمانہ مبارک میں تعمیر ہوئیں

مسجد ساؤتھ آل: ۱۹۶۵ء میں ساؤتھ آل میں ایک مکان خریدا گیا جسے بطور مسجد استعمال کیا گیا۔

مسجد کوپن ہیگن (ڈنمارک): ۶ر مئی ۱۹۶۶ء کو کوپن ہیگن (ڈنمارک) میں محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب نے سب سے پہلے مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔ اور ۲۱ر جولائی ۱۹۶۷ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے اسکا افتتاح فرمایا۔

جامع مسجد ربوہ: ۲۸ر اکتوبر ۱۹۶۶ء کو ربوہ میں ایک عظیم جامع مسجد کی تعمیر کا کام شروع ہوا۔

مسجد محمود زیورچ: ۱۹۶۹ء میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے اس مسجد افتتاح فرمایا۔

مسجد اجیبو اوڈے: ۱۹۷۰ء میں حضورؒ نے جماعت احمدیہ نائیجیریا کی تعمیر شدہ تیسری مسجد کا افتتاح

فرمایا جس کا سارا خرچ ایک احمدی عورت الحاجہ فاطمہ نے برداشت کیا۔

مسجد اکرا: ۹؍اپریل ۱۹۷۰ء میں حضورؒ نے گھانا کے دارالحکومت اکرا میں ایک مسجد کا سنگ بنیاد نصب فرمایا۔

مسجد ٹیچی مان: ۲۱؍ پریل ۱۹۷۰ء میں غانا کے ٹیچی مان میں ایک نوتعمیر شدہ مسجد کا افتتاح فرمایا۔

مسجد ٹیچی مان (۲): ۲۱؍اپریل ۱۹۷۰ء میں غانا کے شہر ٹیچی مان میں ہی حضورؒ نے ایک مسجد کا سنگ بنیاد نصب فرمایا۔

مسجد سالٹ پانڈ (گھانا): ۲۴؍اپریل ۱۹۷۰ء سالٹ پانڈ گھانا سے واپسی پر گوموآ منگوازی گاؤں کی ایک مسجد میں حضورؒ نے اپنے دست مبارک سے ایک یاد گاری تختی نصب فرمائی۔

مسجد باتھرسٹ: ۳؍مئی ۱۹۷۰ء کو حضورؒ نے گیمبیا کے دارالحکومت باتھرسٹ کے مضافات میں اپنے دستِ مبارک سے ایک نئی مسجد کا سنگ بنیاد نصب فرمایا۔

مسجد نذیر علی: ۸؍مئی ۱۹۷۰ء کو حضورؒ نے فری ٹاؤن (نائیجیریا) کے مضافات میں لڈنامی مقام پر ایک نئی مسجد کا فتتاح فرمایا۔ار اس مسجد کا نام حضورؒ نے جماعت احمدیہ کے جانباز مجاہد اسلام مولانا نذیر احمد علی مرحوم کے نام پر مسجد نذیر علی رکھا۔

مسجد تنزانیہ: تنزانیہ (مغربی افریقہ) کے شہر مورو گورو میں فروری ۱۹۷۰ء میں ایک عظیم الشان مسجد کی تعمیر کا کام شروع ہوا اور ۲۳؍اگست ۱۹۷۰ء کو اس کا افتتاح ہوا۔مولوی محمد منور صاحب انچارج مشن نے اس کا افتتاح فرمایا۔

مسجد احمدیہ عمر تریوے (ماریشس): جولائی ۱۹۷۱ء میں ماریشس کے ایک شہر تریوے میں مسجد احمدیہ عمر کا سنگ بنیاد رکھا گیا اور ۲۷؍دسمبر ۱۹۷۲ء کو اس کا افتتاح فرمایا۔

مسجد جکارتہ (انڈونیشیا): ۱۴؍مارچ ۱۹۷۱ء میں مولانا ابوبکر صاحب انچارج مشن جکارتہ نے اس کا افتتاح فرمایا۔

مسجد جبروک: ۲؍جنوری ۱۹۷۲ء کو کسولی سے ۱۵ میل دور بمقام جبروک مولوی جمیل الرحمٰن صاحب رفیق انچارج کینیا مشن نے ایک مسجد کا افتتاح فرمایا۔

مسجد اقصیٰ ربوہ: ۳۱؍مارچ ۱۹۷۲ء کو حضورؒ نے مسجد اقصیٰ ربوہ کا شاندار افتتاح فرمایا۔

مسجد محمود (جزائر فجی): ۶؍مئی ۱۹۷۲ء کو جزائر فجی میں مسجد محمود کا افتتاح مولوی محمد صدیق صاحب امرتسری انچارج جزائر فجی نے کیا۔

احمدیہ مسجد بو (سیرالیون): ۱۰؍مئی ۱۹۷۰ء کو حضورؒ نے بو، سیرالیون کی مرکزی احمدیہ مسجد کا سنگ بنیاد نصب فرمایا۔

مسجد احسان (تنزانیہ): اپریل ۱۹۶۶ء میں تنزانیہ میں اس مسجد کا افتتاح فرمایا۔

مسجد مری پیڈا (آندھرا پردیش): علاقہ مری پیڈا میں ایک مسجد کا افتتاح جنوری ۱۹۷۴ء کو ہوا۔

مسجد فومینا (غانا): ۱۸؍اگست ۱۹۷۴ء کو غانا بمقام فومینا ایک مسجد کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔

احمدیہ مسجد مدراس: فروری ۱۹۷۵ء میں حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مرحوم و مغفور نے مدراس میں اس مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔

مسجد احمدیہ برہ پورہ (بہار): مارچ ۱۹۷۵ء میں اس مسجد کی توسیع کی غرض سے مولوی محمد حمید صاحب کوثر نے اس مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔

مسجد احمدیہ حیفا: اس مسجد کا پورا نام مسجد سیدنا محمود کبابیر حیفا ہے جو حال ہی میں تعمیر ہوئی ہے یہ مسجد شرقِ اوسط میں فنِ تعمیر کا ایک نادر نمونہ ہے۔

مسجد احمدیہ وا: غانا میں بمقام وا اپریل ۱۹۷۵ء میں اس مسجد کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔

مسجد ناصر سویڈن: ستمبر ۱۹۷۵ء کو حضورؒ نے گوٹن برگ سویڈن میں احمدیہ مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔اور افتتاح ۲۰؍اگست ۱۹۷۶ء کو ہوا۔

مسجد احمدیہ ناویٹا: مشرقی افریقہ ناویٹا میں ۱۹۷۵ء میں ایک نئی مسجد کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔

ارکھ پٹنہ (اُڑیسہ): ارکھ پٹنہ اُڑیسہ میں ایک مسجد کا افتتاح ستمبر ۱۹۷۵ء میں ہوا۔

مسجد پینگاڑی (مالابار): پینگاڑی (مالابار) میں ایک مسجد کا افتتاح اپریل ۱۹۷۶ء میں ہوا۔

مسجد احمدیہ روز گنال: ۱۲؍نومبر ۱۹۷۶ء کو گیانا (جنوبی امریکہ) میں مسجد کا افتتاح ہوا۔

مسجد ہڈرزفیلڈ: جنوری ۱۹۷۷ء میں حضورؒ نے اس مسجد کا افتتاح انگلینڈ میں فرمایا۔

مسجد احمدیہ سرینگر: ۱۶؍جولائی ۱۹۷۷ء کو محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے مسجد احمدیہ سرینگر کا سنگ بنیاد رکھا۔ اور افتتاح ۲۰؍اگست ۱۹۸۰ء کو ہوا۔

احمدیہ سنٹرل مسجد بینن؛ ۱۹۷۶ء میں نائیجیریا میں پینڈل سٹیٹ کے دارالخلافہ بینن میں اس مسجد کا سنگ بنیاد رکھا اور ۲۰؍اکتوبر ۱۹۷۹ء کو افتتاح ہوا۔

غانا، انڈونیشیا، فجی میں مزید مساجد کی تعمیر: ۱۹۷۸ء میں غانا، انڈونیشیا، مشرقی افریقہ اور فجی میں نئی مساجد تعمیر ہوئیں جن کی کل تعداد ۲۵ ہے۔

مسجد احمدیہ ابادان (نائیجیریا): یکم اپریل ۱۹۷۹ء کو ابادان نائیجیریا میں ایک مسجد کا افتتاح ہوا یہ مسجد صرف چھ ہفتہ میں تیار ہوئی۔

مسجد شری لنکا: ۶؍جولائی ۱۹۷۹ء میں شری لنکا میں ایک مسجد کا افتتاح ہوا۔

جنوبی تنزانیہ (افریقہ) ۱۹۷۹ء میں جنوبی تنزانیہ میں چار نئی مساجد کی تعمیر بمقام مٹامہ، نینگاؤ، لولنڈی، کسمانی، چی سالوا، اور جزیرہ بالی میں تعمیر ہوئیں۔

مسجد انڈونیشیا: ۱۹۷۹ء میں انڈونیشیا میں دو مساجد تعمیر ہوئیں۔

مسجد لیگوس (افریقہ) ۲۰؍اگست ۱۹۸۰ء کو لیگوس میں دو مساجد کا افتتاح ہوا۔

مسجد سپین: اس عظیم الشان مسجد کا سنگ بنیاد حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے ۹؍اکتوبر ۱۹۸۰ء کو رکھا اور ۱۰ ستمبر ۱۹۸۲ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اس کا افتتاح فرمایا۔

مسجد ساؤتھ آل و برمنگھم: ۱۸؍اکتوبر ۱۹۸۰ء کو ان ہر دو مساجد کا افتتاح ہوا۔

مسجد نور اوسلو: حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے ناروے کے دارالحکومت اوسلو میں سب سے پہلی مسجد کا افتتاح یکم اگست ۱۹۸۰ء کو فرمایا۔

مسجد ناصر (گیمبیا) ۴ مئی ۱۹۸۱ء کو احمدیہ سیکنڈری سکول گیمبیا کی مسجد ناصر کا افتتاح ہوا۔

مسجد احمدیہ بھاگلپور: مارچ ۱۹۷۵ء کو اس کا ایک حصہ مکمل ہوا۔

مسجد احمدیہ کینیا: ۱۹۷۵ء میں مشرقی افریقہ میں اس کی تعمیر شروع ہوئی۔

مسجد محمود آباد کیرنگ (اڑیسہ): ستمبر ۱۹۷۵ کو مکمل ہوئی جس کی چھت وقارِ عمل کے ذریعہ ڈالی گئی۔

مسجد احمدیہ گیمبیا: اپریل ۱۹۷۶ء میں گرپیلسی اور ٹمالی میں دو مساجد کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔

مسجد احمدیہ منا: نائجیریا میں اس مسجد کا افتتاح جولائی ۱۹۷۶ء میں ہوا۔

مسجد احمدیہ بڈھانو (پونچھ جموں) ۲۸ مارچ ۱۹۷۷ء کو اس مسجد کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔

مسجد احمدیہ سیرالیون: جولائی ۱۹۷۵ء میں یہاں ایک مسجد تعمیر ہوئی۔

مسجد محمود فجی: نومبر ۱۹۶۵ء کو اس مسجد کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔

مسجد احمدیہ کوئلون (مالابار) اکتوبر ۱۹۷۸ء کو اس مسجد کا افتتاح ہوا۔

مسجد احمدیہ جاپان: جاپان میں ناگویا کے مقام پر ایک عظیم عمارت کو فی الحال مسجد کے طور پر استعمال کیا جا رہا ہے۔

نوٹ: عالمگیر مساجد احمدیہ کی فہرست آخری فہرست نہیں۔ اس فہرست کو ایک نمونہ سمجھنا چاہئے۔

اشاعت قرآن حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے زمانہ مبارک میں

تفسیر صغیر عکسی ۱۹۶۶ء میں دوبارہ شائع ہوئی جو کہ نایاب ہو چکی تھی۔

تفسیر سورۃ فاتحہ فرمودہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ۱۹۶۹ء میں پہلی مرتبہ شائع ہوئی۔

خلاصہ مفصل تفسیر القرآن انگریزی: ۱۹۶۳ء میں مفصل تفسیر القرآن انگریزی پانچ جلدوں میں جو تین ہزار تین صد صفحات پر مشتمل تھی شائع ہوئی۔ پھر اس تفسیر کا خلاصہ جو قریباً ڈیڑھ صفحات پر مشتمل ہے ۱۹۶۹ء میں شائع ہوا۔

جرمن، انڈونیشین اور ڈینش تراجم: یہ تراجم بھی وقتاً فوقتاً ان ممالک سے شائع ہوتے رہے ہیں

ترجمہ قرآن مجید بزبان سپرانٹو: سپرانٹو زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ ۱۹۶۹ء میں پہلی مرتبہ جماعت نے ہالینڈ سے طبع کروایا۔

ترجمہ قرآن بزبان سواحیلی: سواحیلی زبان میں قرآن مجید کے ترجمے کا دوسرا ایڈیشن ۱۹۷۱ء میں پاکستان میں اور جون ۱۹۸۱ء میں مشرقی اور وسطی افریقہ میں شائع ہوا۔

تفسیر صغیر: تفسیر صغیر کا ایک اور ایڈیشن ۱۹۷۱ء میں جلسہ سالانہ پر شائع ہوا۔

ڈچ ترجمہ قرآن مجید: ۱۹۶۸ء میں اس کا دوسرا ایڈیشن پاکستان سے شائع ہوا۔

لوگنڈا ترجمہ قرآن کریم: یوگینڈا میں بولی جانے والی زبان لوگنڈا میں ترجمہ قرآن کریم ۱۹۷۴ء میں یوگنڈا سے ہی شائع ہوا۔

انگریزی ترجمہ قرآن کریم: ۱۹۷۷ء میں کلکتہ سے اور ۱۹۷۹ء میں گھانا سے انگریزی ترجمہ قرآن مجید مع عربی متن شائع ہوا۔

یوربا زبان: ۱۹۷۶ء میں پورا ترجمہ یوربا زبان میں قرآن مجید کا نائیجیریا مشن کے زیر اہتمام شائع ہوا۔

ان کے علاوہ ہندی، گورمکھی، چینی، فرنچ، روسی اور دیگر کئی زبانوں میں تراجم قرآن مجید شائع ہو چکے ہیں۔

قرآن مجید کا تحفہ:

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے دور میں عظیم شخصیتوں کو قرآن مجید کا تحفہ پیش کیا گیا۔ نیز بڑے بڑے ہوٹلوں میں جو قرآن مجید کے تحفے رکھے گئے ان میں سے چند ایک کا ذیل میں ذکر کیا جا رہا ہے۔

جن عظیم شخصیتوں کو قرآن مجید کا تحفہ پیش کیا گیا ان میں صدر لائبیریا، وزیر اعظم ماریشس، وزیر خزانہ، وزیر اطلاعات ماریشس، گورنر جنرل سیرالیون، وزیر اعظم سیرالیون، گیمبیا کے سربراہ مملکت، وزیر اعظم ہند اندرا گاندھی، ملکہ ایلزابتھ ثانی برطانیہ، پوپ اعظم، چیف منسٹر پنجاب، چیف منسٹر میسور ایسٹ انڈیا، آیوری کوسٹ کے وزیر خارجہ، سفیر سعودی عرب برائے بھارت، جاپان میں مقیم آسٹریا کے سفیر، تامل ناڈو اور پنجاب کے گورنر، برطانیہ میں غانا کے سفیر، برطانیہ میں مقیم مراکو کے سفیر، تنزانیہ، الجیریا، ملیشیا، آیوری کوسٹ کے سفراء، سعودی عرب میں مقیم بھارت کے سفیر اور چیف جسٹس پنجاب ہریانہ ہائی کورٹ قابل ذکر ہیں۔ مختلف ممالک کے وزراء، یونیورسٹیوں کے چانسلرس، ڈاکٹرز، وکلاء اور دانشوران ان کے علاوہ ہیں۔ تفصیل درج کرنے کے لئے ایک دفتر درکار ہے۔

دنیا کی عظیم لائبریریوں اور ہوٹلوں میں جو قرآن

مجید ہزاروں کی تعداد میں رکھوائے گئے ہیں وہ ان کے علاوہ ہیں۔ ریکارڈ کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور رحمہ اللہ کے دورِ سعید کو اشاعت قرآن اور تعلیم القرآن سے خاص تعلق رہا ہے۔

دیار التبلیغ جن کا اجراء

حضور رحمہ اللہ کے دور سعید میں ہوا

احمدیہ جوبلی ہال حیدر آباد جولائی ۱۹۷۱ء میں از سرِ نو تعمیر ہوئی۔ اس کا سنگ بنیاد حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحبؒ نے رکھا اور جون ۱۹۷۳ کو اس کا افتتاح فرمایا۔

احمدیہ ہاؤس کماسی: ۲۱/اپریل ۱۹۷۰ء میں کماسی (گھانا) میں احمدیہ مشن ہاؤس کی دو منزلہ نئی عمارت کی تعمیر۔

۲۲/اپریل ۱۹۷۰ء میں احمدیہ مشن ٹیچی مان (گھانا) کی عمارت کا سنگِ بنیاد رکھا گیا۔

مئی ۱۹۷۵ء میں میلا پالیم تامل ناڈو میں ایک نے مشن ہاؤس ''عبدالرحیم'' کا قیام عمل میں آیا۔

۴/اپریل ۱۹۷۷ء کو تنزانیہ کے جنوبی صوبہ نیوالا میں مشن ہاؤس کا قیام عمل میں آیا۔

۳ نومبر ۱۹۷۸ء کو احمدیہ دار التبلیغ مدراس کا افتتاح حضرت مرزا وسیم احمد صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا۔

۶ مارچ ۱۹۷۹ء کو قرطبہ (سپین) میں نئے مشن ہاؤس کا قیام ہوا۔

احمدیہ مشن ہاؤس انڈونیشیا: ۱۹۷۹ء میں انڈونیشیا میں ایک مشن ہاؤس کا قیام۔

۳۰ ستمبر ۱۹۸۰ کو برطانیہ میں بمقام ہڈرزفیلڈ ایک مشن کا قیام ہوا۔

۳۰ ستمبر ۱۹۸۰ء کو برطانیہ میں بمقام مانچسٹر فیلڈ ایک مشن کا قیام ہوا۔

۳۰ ستمبر ۱۹۸۰ء کو برطانیہ میں بمقام بریڈفورڈ فیلڈ ایک مشن کا قیام ہوا۔

۱۸ ستمبر ۱۹۸۰ء کو برطانیہ میں بمقام ساؤتھ آل فیلڈ ایک مشن کا قیام ہوا۔

۱۸ ستمبر ۱۹۸۰ء کو برطانیہ میں بمقام برمنگھم ایک مشن کا قیام ہوا۔ انگلینڈ کے ان تمام مشنوں کا افتتاح حضور رحمہ اللہ نے بنفس نفیس فرمایا۔

۱۶ جولائی ۱۹۸۰ء کو بین الاقوامی اہمیت کے حامل ٹاٹا سٹی جمشید پور میں احمدیہ مسلم مشن قائم ہوا۔

بھوبنیشور میں بھی ایک مشن حضور کے دورِ سعید میں جاری ہوا۔

۱۹۸۰ء میں جاپان کے شہر ناگویا میں ایک نہایت ہی خوبصورت نو تعمیر مکان برائے احمدیہ سنٹر خریدا گیا۔

۱۹۸۰ء میں کینیڈا کے کیلگیری مقام پر چالیس ایکڑ زمین مشن ہاؤس کیلئے خریدی گئی۔

اگست ۱۹۸۰ء کو اس مشن ہاؤس کا قیام اوسلو میں عمل میں آیا۔

سویڈن کے شہر گوٹن برگ میں ۱۹۷۶ء میں مشن ہاؤس کا قیام عمل میں آیا۔

۱۹۶۶ء میں کوپن ہیگن کے مقام پر مشن ہاؤس کا قیام عمل میں آیا۔

سکول وکالج جو حضور کے زمانہ میں تعمیر

ہوئے اور نہایت کامیابی سے چل رہے ہیں

تعلیم الاسلام سنڈے سکول: ۱۹۶۶ء میں اس سکول کا آغاز ساؤتھ آل میں کیا گیا۔

سیکنڈری سکول: افریقہ میں جورو جماعت میں یہ سکول قائم ہوا۔

آجے بواڈے سکول: نائیجیریا کے ایک اہم شہر آجے بواڈے میں وہاں کی ترقیاتی کونسل نے ایک سو بیس ایکڑ زمین سکول اور ہیلتھ سنٹر کیلئے بطور عطیہ دی۔

نصرت جہاں گرلز اکیڈمی 'وا' (غانا): یکم نومبر ۱۹۷۰ء میں مغربی افریقہ میں وا (غانا) کے مقام پر نصرت جہاں گرلز اکیڈمی کا ایک سیکنڈری سکول کھولا گیا اسی طرح دوسرا اسکول خوبینہ (غانا) میں کھولا گیا۔

سیکنڈری سکول باتھرسٹ (گیمبیا): ۳ مئی ۱۹۷۰ء کو گیمبیا کے دارالحکومت باتھرسٹ کے مضافات میں حضورؒ نے اپنے دست مبارک سے ایک سیکنڈری سکول کا سنگ بنیاد نصب فرمایا۔

احمدیہ ہائر سیکنڈری سکول منا کے: ۱۸ جولائی ۱۹۷۱ء کو نائیجیریا میں منا کے مقام پر ایک احمدیہ ہائر سیکنڈری سکول کا افتتاح نائیجیریا کے ایجوکیشن کمشنر نے کیا۔

سیکنڈری سکول روکوپور: (سیرالیون) سیرالیون (مغربی افریقہ) میں روکوپور سیکنڈری سکول کا افتتاح اس صوبہ (شمالی) کے پریذیڈنٹ منسٹر نے ۴ ستمبر ۱۹۷۱ء کو کیا۔

فضل عمر احمدیہ سیکنڈری سکول گساؤ: ۳۱ مارچ ۱۹۷۲ء میں نائیجیریا میں نارتھ ویسٹرن سٹیٹ میں گساؤ مقام پر ایک فضل عمر احمدیہ سیکنڈری سکول کا سنگ بنیاد سٹیٹ کے ایجوکیشنل کمشنر حاجی ابراہیم گساؤ نے رکھا۔

مغربی افریقہ میں 11 تعلیمی سنٹر: نصرت جہاں سکیم کے تحت مغربی افریقہ میں گیارہ تعلیمی سنٹرز کا قیام ہوا۔

ناصر الدین احمدیہ سیکنڈری سکول: نائیجیریا میں سنا مقام پر ناصر الدین احمدیہ سیکنڈری سکول کا اجراء ہوا۔

نصرت گرلز ہائی سکول: ستمبر ۱۹۷۱ء کو گیمبیا باتھرسٹ میں نصرت ہائی سکول کا اجراء ہوا۔

ستمبر ۱۹۷۱ء میں سیرالیون میں بمقام روکوپوڑ سیکنڈری سکول کا اجراء ہوا۔

ستمبر ۱۹۷۰ء: غانا میں بمقام فوبینہ سکول کا اجراء ہوا۔

ستمبر ۱۹۷۱ء میں غانا میں بمقام سلاگا سکول کا اجراء ہوا۔

ستمبر ۱۹۷۲ء میں غانا میں بمقام سوکولے سکول کا اجراء ہوا۔

۱۹۷۲ء میں غانا میں بمقام مائسن سکول کا اجراء ہوا۔

۱۹۷۲ء میں غانا میں بمقام ایساچر سکول کا اجراء ہوا۔

۱۹۷۱ء میں نائیجیریا میں بمقام گساؤ نصرت جہاں سکیم کے تحت کھلنے والے سب سے پہلے سکول کا افتتاح ہوا۔

ستمبر ۱۹۷۱ء میں گیمبیا باتھرسٹ میں احمدیہ سکول جاری ہوا۔

۲۳ جون ۱۹۷۶ء کو نائیجیریا میں بمقام امیشہ سکول کی عمارت کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔

۳ ستمبر ۱۹۷۶ء کو سالوے لائبیریا میں احمدیہ مسلم ہائی سکول کی عمارت کا افتتاح ہوا۔

۱۹ اکتوبر ۱۹۷۹ء کو احمدیہ ہائی سکول ایگنسلے کا افتتاح ہوا۔

۱۶ مارچ ۱۹۸۱ء کو نائیجیریا میں احمدیہ ہائی سکول اونڈا کا افتتاح ہوا۔

نصرت گرلز اکیڈمی (غانا) ستمبر ۱۹۷۰ء میں اس کا قیام عمل میں آیا۔

مارچ ۱۹۹۶ء میں مشنری ٹریننگ کالج غانا کا افتتاح ہوا۔

احمدیہ سیکنڈری سکول فری ٹاؤن: مئی ۱۹۶۷ء میں اس سکول کا سنگ بنیاد سیرالیون میں رکھا گیا۔

منگی (سیرالیون) ۶ ستمبر ۱۹۷۴ء کو سنگ بنیاد رکھا گیا۔

مسلم گرلز سیکنڈری سکول منگی: ۱۰ ستمبر ۱۹۷۴ء کو ٹمبوڈو مقام پر اس کا اجراء ہوا۔

احمدیہ مشنری کالج انڈونیشیا: ۱۹۸۲ء میں اس کالج کا اجراء ہوا۔

تعلیمی منصوبہ

اور اس کے حیرت انگیز نتائج

۲۷ مارچ ۱۹۷۹ء کو حضور نے جماعت کو سائنسی میدان میں بلندیوں پر پہنچانے کے لئے عظیم پروگرام کا اعلان فرمایا اور وظائف کمیٹی کی تشکیل فرمائی۔ حضورؒ نے نوبل انعام یافتہ سائنسدان ڈاکٹر عبد السلام کو اس کمیٹی کا صدر نامزد فرمایا۔ پھر حضورؒ نے ۷ مارچ ۱۹۸۰ء کو بمقام کراچی نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والے طلباء کیلئے خصوصی انعامات کا اعلان فرمایا۔

ہیلتھ کلینک

جو حضور کے زمانہ میں تعمیر ہوئے

ہیلتھ کلینک آجے بواوڈے: نائیجیریا کے ایک شہر آجے بواوڈے میں وہاں کی ترقیاتی کونسل نے ایک سو بیس ایکڑ زمین ہیلتھ سنٹر اور سکول کیلئے بطور عطیہ دی۔

ہیلتھ سنٹر غانا (کوکوفو) یکم نومبر ۱۹۷۰ء کو غانا کے ایک قصبہ کوکوفو میں ایک ہیلتھ سنٹر کا افتتاح ہوا۔

ہیلتھ سنٹر غانا (اسکوارلے) یکم مارچ ۱۹۷۱ء کو غانا کے ایک دوسرے ہیلتھ سنٹر کا افتتاح ہوا۔

احمدیہ نصرت جہاں ہیلتھ سنٹر سیرالیون: ۳ جولائی ۱۹۷۱ء کو سیرالیون میں ایک احمدیہ ہیلتھ سنٹر کا افتتاح سیرالیون کے وزیر صحت نے کیا۔

احمدیہ ہسپتال موریشیان: (ماریشس) دسمبر ۱۹۶۸ء میں جانوروں کا ایک ہسپتال تعمیر ہوا جس کا افتتاح گورنر جنرل ماریشس نے کیا۔

۱۹۶۹ء میں نائیجیریا میں ایک وسیع ہسپتال کی تعمیر ہوئی جس کا سنگ بنیاد گورنر آف کانوسٹیٹ نے رکھا۔

احمدیہ میڈیکل سنٹر کماسی (گھانا) ۳ نومبر ۱۹۷۰ء کو کماسی میں نصرت جہاں ریزرو فنڈ سکیم کے تحت پہلے احمدیہ میڈیکل سنٹر کا افتتاح ہوا۔

نصرت جہاں کلینک سیرالیون: ۴ دسمبر ۱۹۷۱ء کو سیرالیون میں نصرت جہاں کلینک کا افتتاح اس صوبہ کے پریذیڈنٹ منسٹر نے کیا۔

احمدیہ کلینک نائیجیریا: ۱۹ مئی ۱۹۷۱ء کو نائیجیریا میں کابا مقام پر احمدیہ کلینک کا اجراء ہوا۔

احمدیہ نصرت جہاں کلینک: (روکوپڑ) ۲۰ جولائی ۱۹۷۱ء میں سیرالیون میں بمقام روکوپڑ میں نصرت جہاں کلینک کا اجراء ہوا۔

احمدیہ ہسپتال ٹیچی مان: (غانا) ستمبر ۱۹۷۱ء کو گھانا میں احمدیہ ہسپتال ٹیچی مان کی افتتاحی تقریب عمل میں آئی۔

احمدیہ ہیلتھ سنٹر کوکوفو (غانا) یکم نومبر ۱۹۷۱ء کو غانا کے شہر ٹیچی مان میں اس ہسپتال کا افتتاح عمل میں آیا۔

سویڈرو: ۱۱ اگست ۱۹۷۱ء کو اس ہیلتھ کلینک کا افتتاح ہوا۔

باتھرسٹ (گیمبیا) یکم نومبر ۱۹۷۱ء کو اس ہیلتھ کلینک کا افتتاح ہوا۔

جوارا اور سالکین: اگست ۱۹۷۲ء کو گیمبیا کے مقام جوارا اور سالکین کے ہیلتھ سنٹر کا افتتاح ہوا۔

سوما (گیمبیا) یکم اگست ۱۹۷۲ء کو اس کلینک کا افتتاح ہوا۔

گنجور (گیمبیا) یکم ستمبر ۱۹۷۱ء کو اس کلینک کا افتتاح ہوا۔

بوجے پور (سیرالیون) یکم جولائی ۱۹۷۱ء کو اس کلینک کا افتتاح ہوا۔

جورو (سیرالیون) یکم جون ۱۹۷۱ء کو اس کلینک کا افتتاح ہوا۔

روکوپڑ (سیرالیون) یکم اگست ۱۹۷۲ء کو اس کلینک کا افتتاح ہوا۔

بگرو (نائیجیریا) جنوری ۱۹۷۳ء کو اس کلینک کا افتتاح ہوا۔

اکارے (نائیجیریا) جنوری ۱۹۷۳ء کو اس کلینک کا افتتاح ہوا۔

کابا (نائیجیریا) ۲۰ مئی ۱۹۷۲ء کو اس کلینک کا افتتاح ہوا۔

لیگوس (نائیجیریا) جون ۱۹۷۲ء کو اس کلینک کا افتتاح ہوا۔

بواجے بو (نائیجیریا) ۱۶ ستمبر ۱۹۷۳ء کو اس ہسپتال کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔

ابادان (نائیجیریا) جولائی ۱۹۷۵ء کو اس کلینک کا قیام عمل میں آیا۔

غانا: ۹ مارچ ۱۹۷۴ء کو غانا کے ایک مقام پر اس کلینک کا افتتاح ہوا۔

اموسان: ۲۵ فروری ۷۹ء کو ہیلتھ سنٹر کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔

لیگوس: اگست ۸۰ء کو اس ہسپتال میں توسیع کی غرض سے لیبارٹری اور آپریشن تھیٹر کی توسیع کی گئی۔

سبنکی (سیرالیون) ۲۷ راگست ۱۹۷۲ء کو اس ہسپتال کا افتتاح ہوا۔

ستارہ احمدیت

اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی کا آئینہ دار اپنے بابرکت دور خلافت کے آخری جلسہ سالانہ کے موقع پر ۲۷ دسمبر ۱۹۸۲ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے جماعت کو ستارہ احمدیت سے نوازا۔ حضورؒ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیف لطیف کشتی نوح کا درج ذیل حوالہ پڑھا:

''تم اپنے وہ نمونے دکھلاؤ جو فرشتے بھی آسمان پر تمہارے صدق وصفا سے حیران ہو جائیں اور تم پر درود بھیجیں تم ایک موت اختیار کرو تا تمہیں زندگی ملے اور تم نفسانی جوشوں سے اپنے اندر کو خالی کرو تا خدا اس میں اُترے۔ ایک طرف سے پختہ طور پر قطع کرو اور ایک طرف سے کامل تعلق پیدا کرو۔ خدا تمہاری مدد کرے۔ اب میں ختم کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ یہ تعلیم میری تمہارے لئے مفید اور تمہارے اندر ایسی تبدیلی پیدا ہو کہ زمین کے تم ستارے بن جاؤ اور زمین اس نور سے منور ہو جو تمہارے رب سے تمہیں ملے۔''

پھر فرمایا:

''یہ دیکھ کر پڑھ کر غور کر کے اور دعا کر کے میں اس نتیجہ میں پہنچا کہ آج میں آپ کو ''ستارہ احمدیت'' دوں جو نشان ہو ان برگزیدہ احمدیوں کو جو پیدا ہوئے اور قیامت تک پیدا ہوتے رہیں گے۔''

(روزنامہ الفضل ربوہ ۶ جنوری ۱۹۸۲ء)

خلافت رابعہ کا تابناک دور

1982 تا 2003ء

۹ جون ۱۹۸۲ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کی وفات کے بعد ۱۰ جون ۱۹۸۲ء کو حضرت المصلح الموعودؓ کی مقرر کردہ مجلس انتخاب خلافت کا اجلاس بعد نماز ظہر مسجد مبارک میں زیر صدارت حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل الاعلیٰ تحریک جدید منعقد ہوا اور حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کو خلیفۃ المسیح الرابع منتخب کیا گیا اور تمام حاضرین مجلس نے انتخاب کے معاً بعد حضور کی بیعت کی۔

حضور ۲۸ جولائی ۱۹۸۲ء کو یورپ کے دورہ پر روانہ ہوئے۔ آپ کے پروگرام کا بڑا مقصد بیرونی مشنوں کی کارکردگی کا جائزہ لینا اور مسجد بشارت سپین کا معینہ پروگرام کے مطابق افتتاح کرنا تھا۔ اس سفر میں حضور ناروے، سویڈن، ڈنمارک، جرمنی، آسٹریا، سوئزرلینڈ، ہالینڈ، سپین اور انگلستان کا دورہ کیا اور وہاں کے مشنوں کا جائزہ لیا۔ سفر کے دوران اصلاح وارشاد مجلس عرفان کے علاوہ استقبالیہ تقاریب اٹھارہ پریس کانفرنسوں اور زیورک میں ایک پبلک لیکچر کے ذریعہ اہل یورپ کو پیغام حق پہنچایا۔ انگلستان میں دو نئے مشن ہاؤسز کا افتتاح کیا یورپ کے ان ممالک میں ہر جگہ حضور نے مجلس شوریٰ کا نظام قائم فرمایا۔ نیز حضور نے تمام ممالک کے احمدیوں کو توجہ دلائی کہ وہ شرح کے مطابق لازمی چندوں کی ادائیگی کریں۔

۱۰ ستمبر ۱۹۸۲ء کو حضور نے مسجد بشارت سپین کا تاریخ ساز افتتاح فرمایا اور واضح کیا کہ احمدیت کا پیغام امن و آشتی کا پیغام ہے اور محبت و پیار سے اہل یورپ کے دل اسلام کے لئے فتح کئے جائیں گے۔ مسجد بشارت پیڈروآباد کے افتتاح کے وقت مختلف ممالک آنے والے قریباً دو ہزار نمائندوں اور دو ہزار کے قریب اہالیان سپین نے شرکت کی۔ ریڈیو ٹیلی ویژن اور اخبارات کے ذریعہ مسجد بشارت کے افتتاح کا سارے یورپ بلکہ دوسرے ممالک میں خوب چرچا ہوا اور کروڑوں لوگوں تک سرکاری ذرائع سے اسلام کا پیغام پہنچ گیا۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔

حضور نے اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ خدا کے فضل سے یورپ میں اب ایسی ہوا چلی ہے کہ اہل یورپ دلیل سننے کی طرف مائل ہو رہے ہیں۔

حضور رحمہ اللہ ۲۲ راگست ۱۹۸۳ء کو مشرق بعید اور آسٹریلیا کے دورہ کیلئے تشریف لے گئے اور اسی دورہ میں ۳۰ ستمبر ۱۹۸۳ء کو آپ نے آسٹریلیا کے بلیک ٹاؤن شہر میں مسجد الہدیٰ کا سنگ بنیاد رکھا اور اسے اس علاقہ میں اشاعت اسلام اور اشاعتِ قرآن کا بہت بڑا مؤثر ذریعہ قرار دیا۔ اس دورہ سے ۱۴ ر اکتوبر ۱۹۸۳ء کو آپ واپس پاکستان تشریف لے آئے۔

۲۶ راپریل ۱۹۸۴ء کو حکومت پاکستان نے جماعت کے خلاف آرڈیننس جاری کیا جس کے تحت جماعت کو اذان دینے اسلامی اصطلاحات استعمال کرنے اور آزادانہ طور پر اپنے عقائد کو پھیلانے سے

روک دیا گیا۔ چنانچہ اشاعت دین کے کام کو جاری و ساری رکھنے کیلئے ۲۹/اپریل ۱۹۸۴ء کو حضور ربوہ سے ہجرت کر کے برطانیہ تشریف لے گئے اور لندن میں قیام فرمایا۔ حضور کی زیر ہدایات اور آپ کی راہنمائی میں ساری دنیا میں اشاعت انوار قرآنی اور شمع ہدایت کو روشن کرنے کا کام انتہائی شاندار طریق سے کامیابی کے ساتھ جاری و ساری رہا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس عرصہ قیام میں جماعت احمدیہ پر برکات و انوار کی وہ بارش نازل کی کہ جسے شمار کرنا مشکل ہے۔ ۱۹۸۹ء میں جو احمدیہ صد سالہ جشن تشکر کا سال تھا ایک لاکھ آٹھ ہزار افراد حلقہ بگوش احمدیت ہوئے ہیں اور یہ ایک ریکارڈ کامیابی ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے دور خلافت میں ایک سال کے عرصہ میں عطا فرمائی اور اس طرح فتوحات کا یہ شاندار سلسلہ جاری ہے۔

آپ کے دور خلافت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام کے مطابق کہ ''بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے'' افریقہ کے علاقہ کے چار بادشاہ جماعت احمدیہ میں داخل ہو کر اس پیشگوئی کی سچائی کا مصداق بنے اور آپ کے دور میں ہی میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا کا الہام اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ پورا ہوا اور وہ تنہا آواز جو ایک سو سال پہلے قادیان کی گمنام بستی سے اٹھی تھی آج دور خلافت خامسہ میں ایک سو چورانوے ممالک میں پھیل چکی ہے۔

قدرت ثانیہ کے

دورِ رابعہ کی چند اہم جھلکیاں

۱۹۸۲ء

۱۰ جون ۱۹۸۲ء : حضور مسند خلافت پر فائز ہوئے۔

۱۳ جون ۱۹۸۲ء : فلسطین کے مظلوم مسلمانوں کیلئے دعا کی تحریک۔

۲۸ جولائی ۱۹۸۲ء : دورہ یورپ کیلئے روانگی۔

۱۰ ستمبر ۱۹۸۲ء : مسجد بشارت سپین کا افتتاح

۱۳/اکتوبر ۱۹۸۲ء : مرکز سلسلہ میں کامیاب مراجعت۔

۲۹/اکتوبر ۱۹۸۲ء : بیوت الحمد منصوبہ کا اجراء اور اس کے فنڈ کی تحریک۔

۲۵ دسمبر ۱۹۸۲ء : مرکزی مجلس صحت کا قیام

۲۷ دسمبر ۱۹۸۲ء : قدرت ثانیہ کے دور رابعہ کا پہلا جلسہ سالانہ، تعلیمی انعامی تمغہ جات کی تقسیم کی آٹھویں تقریب۔

۱۹۸۳ء

۱۲ جولائی ۱۹۸۳ء : عید کے دن غرباء کے ساتھ خوشیاں بانٹنے کی تحریک۔

۱۲ جولائی ۱۹۸۳ء : قرآن کریم کے گورمکھی ترجمے کی اشاعت۔

۲۲/اگست ۱۹۸۳ء : دورہ مشرق بعید اور آسٹریلیا کے لئے ربوہ سے کراچی روانگی۔

۳۰ ستمبر ۱۹۸۳ء : بلیک ٹاؤن آسٹریلیا میں مسجد الہدیٰ کا سنگِ بنیاد۔

۱۴/اکتوبر ۱۹۸۳ء : کامیاب مراجعت۔

۲۶ دسمبر ۱۹۸۳ء : جماعت احمدیہ کے ۹۱ ویں جلسہ سالانہ ربوہ میں اٹھارہ ممالک کے ستاسی نمائندگان نے شرکت کی۔

۱۹۸۴ء

۲ جنوری ۱۹۸۴ء : عرب بھائیوں کیلئے دعا کی تحریک۔

۲۶/اپریل ۱۹۸۴ء : جماعت کے خلاف آرڈی نینس کا نفاذ۔

۲۹/اپریل ۱۹۸۴ء : سفر یورپ کیلئے ربوہ سے روانگی۔

۲۹ جون ۱۹۸۴ء : ٹلفورڈ (اسلام آباد) میں جماعت انگلستان کے عظیم تاریخی جلسہ کا انعقاد۔

دسمبر ۱۹۸۴ء : امریکہ میں ڈوئی کے شہر زائن میں جماعت احمدیہ کے مرکز کا قیام۔

۱۹۸۵ء

اپریل ۱۹۸۵ء : گلاسکو مشن کیلئے عمارت کی خرید۔

۱۰ مئی ۱۹۸۵ء : پاکستان کیلئے خصوصی دعاؤں کی تحریک۔

جون ۱۹۸۵ء : یورپی مراکز میں جماعت کی نمایاں قربانی۔ دو کروڑ روپے سے زیادہ کی وصولی۔

۱۲ جولائی ۱۹۸۵ء : نستعلیق کتابت کے کمپیوٹر کیلئے ڈیڑھ لاکھ پونڈ کی تحریک۔

۱۳ ستمبر ۱۹۸۵ء : ہالینڈ میں نئے مرکز بیت النور کا افتتاح اپنے دستِ مبارک سے فرمایا۔

۱۵/ستمبر ۱۹۸۵ء : بیلجیم میں نئے مرکز کا افتتاح فرمایا۔

۱۲/اکتوبر ۱۹۸۵ء: دستِ مبارک سے جماعت انگلستان کے نئے مرکز اسلام آباد کا افتتاح فرمایا۔

۱۹۸۶ء

۶/اپریل ۱۹۸۶ء : لندن میں جدید کمپیوٹرائزڈ پریس کا افتتاح اور نائیجیریا میں تین مقامی بادشاہوں کا قبول احمدیت۔

دسمبر ۱۹۸۶ء : دورہ امریکہ کے دوران تین مساجد کا افتتاح اور پانچ مساجد کا سنگ بنیاد۔

۱۹۸۸ء

۱۰ جون ۱۹۸۸ء : حضور رحمہ اللہ کی طرف

سے دنیا بھر کے مکذبین ومکفرین کو مباہلہ کا چیلنج۔

۱۷راگست ۱۹۸۸ء : ضیاء الحق صدر پاکستان کی ہلاکت۔ پاکستان میں خدا تعالیٰ کا ایک قہری نشان کا ظہور۔

۱۹۸۹ء

۲۳مارچ ۱۹۸۹ء : جماعت احمدیہ کے قیام پر سو سال پورے ہونے پر دنیا بھر میں احباب جماعت نے صد سالہ احمدیہ جشن تشکر پورے جوش خروش سے منایا۔

۹ تا ۱۱راگست ۱۹۸۹ء : اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں جماعت احمدیہ انگلستان کا عظیم الشان جلسہ اور متعدد حکومتوں کے نمائندگان کی شمولیت۔

۳۱دسمبر ۱۹۹۸ء : رمضان المبارک کے درس القرآن میں سید الاستغفار بکثرت پڑھنے کی احباب جماعت کو تلقین۔

یکم جنوری ۱۹۹۹ء : دنیا کو فضول خرچی سے بچانے کیلئے جہاد کی تحریک۔

۱۲فروری ۱۹۹۹ء: آیت الکرسی کے فضائل اور اس میں موجود مضامین کا نہایت روح پرور بیان۔

۱۴ستمبر ۱۹۹۸ء : عمل الترب پر تمام احمدی سائنسدانوں کو تجربات اور اسے سائنسی بنیادوں پر ثابت کرنے کی تحریک۔

۱۹۹۴ء: جلسہ سالانہ قادیان کے اختتامی خطاب میں تمام غیر احمدی ملاؤں کو ایک ایک کروڑ روپے کا انعامی چیلنج اگر وہ عیسیٰ مسیح کو زندہ آسمان سے اتار دیں۔

۵مارچ ۱۹۹۹ء: درود شریف کو بکثرت پھیلانے کی تلقین۔

۲۲راگست ۱۹۹۸ء: جماعت کو قناعت اختیار کرنے کی اہم نصیحت۔

۱۲مئی تا ۲۴مئی: حضور اقدس کا دورہ جرمنی۔

۲۳راپریل ۱۹۹۹ء: جماعت کے شہداء پر خطبات کا سلسلہ۔

۱۹۸۹ء: صد سالہ جشن تشکر کے موقع پر حضورؒ کا ویڈیو ریکارڈ شدہ پیغام تمام عالم میں مشتہر کیا گیا۔

۲۹جولائی ۱۹۹۹ء: انٹرنیشنل تربیتی سیمینار سے حضورؒ کا خطاب۔

۵نومبر ۱۹۹۹ء: حضورؒ نے حضرت سیدہ ام متین مریم صدیقہ صاحبہ حرم حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہا کی نماز جنازہ غائب لندن میں پڑھائی۔

۱۹راکتوبر ۱۹۹۹ء : حضورؒ نے مورڈن (سرّے) برطانیہ کی دوسری مسجد ''مسجد بیت الفتوح'' (جو یورپ کی سب سے بڑی مسجد ہے) کا سنگ بنیاد رکھا۔

۳۱مارچ ۲۰۰۰ء: احمدیوں کو شہد کے متعلق تحقیق کی تحریک۔

۱۹جون ۲۰۰۰ء: حضورؒ نے انڈونیشیا کے تاریخی سفر پر روانہ ہوئے۔ انڈونیشیا کی تاریخ میں کسی بھی خلیفہ کا یہ پہلا دورہ تھا۔

۲۳جون ۲۰۰۰ء: انڈونیشیا کی سرزمین پر حضورؒ کا پہلا خطبہ جمعہ۔

۳۰جون ۲۰۰۰ء: انڈونیشیا کی سرزمین پر حضورؒ کا دوسرا خطبہ جمعہ بمقام پارنگ (جکارتہ)

۵جون ۲۰۰۰ء: جرمنی میں سو مساجد سکیم کے تحت تعمیر ہونے والی پہلی مسجد ''بیت الحمد'' کا حضور نے نماز پڑھا کر مسجد کا افتتاح فرمایا۔

۱۶راپریل ۱۹۹۹ء : صاحبزادہ مرزا غلام قادر صاحب کی شہادت کا ایمان افروز تذکرہ۔

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل

۱۷جنوری ۱۹۹۰ء کے سال کو اللہ تعالیٰ نے یہ عظمت عطا فرمائی کہ اسلام کے بصیرت افروز پیغام کو تمام دنیا میں پہنچانے کیلئے اور اسلام کی خوبیوں کو تمام دنیا پر واضح کرنے کیلئے جماعت احمدیہ کو اپنا سیٹلائٹ ٹیلی ویژن چلانے کی توفیق ملی۔ الحمد للہ۔ اس سے قبل سیٹلائٹ کے ذریعہ حضور کا خطبہ ۳۱جولائی سے نشر ہونا شروع ہو چکا تھا۔

خلافت رابعہ کے دور کی عظیم برکت: ایم ٹی اے کا سفر

یکم جنوری ۱۹۸۵ء نادرے کے سٹیٹ ریڈیو سٹیشن سے جماعت احمدیہ کا مستقل پروگرام نشر ہونا شروع ہوا۔

۲۴مارچ ۱۸۸۹ء: احمدیت کی دوسری صدی کا پہلا خطبہ جمعہ ماریشس اور جرمنی میں بذریعہ ٹیلیفون براہ راست سنایا گیا۔

۱۸جنوری ۱۹۹۱ء: حضور کا خطبہ انگلستان سمیت چھ ممالک میں سنایا گیا۔ یعنی جاپان، جرمنی، ماریشس، امریکہ اور ڈنمارک۔

۲۳جون ۱۹۹۱ء: حضور رحمہ اللہ کا خطبہ عیدالاضحیہ چوبیس ممالک میں سنا گیا۔

جولائی ۱۹۹۱ء: جلسہ سالانہ انگلستان پر حضور کے خطبات گیارہ ممالک میں براہ راست سنے گئے ان کا سات زبانوں میں ترجمہ کیا گیا۔

جولائی ۱۹۹۲ء: جلسہ سالانہ انگلستان براہ راست ٹیلی ویژن پر دکھایا گیا۔

۲۱راگست ۱۹۹۲ء: حضور کے خطبات جمعہ سیٹیلائٹ کے ذریعہ چار براعظموں میں نشر ہونا شروع ہوئے یعنی یورپ، ایشیاء، افریقہ، آسٹریلیا۔

۷جنوری ۱۹۹۴ء سے باقاعدہ مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل کی روزانہ سروس کا آغاز ہوا اور یورپ میں تین گھنٹے روزانہ اور ایشیاء اور افریقہ میں روزانہ بارہ گھنٹے پروگرام نشر ہونا شروع ہوئے۔

یکم اپریل ۱۹۹۶ء: اس تاریخی دن ایم ٹی اے انٹرنیشنل کی چوبیس گھنٹے کی نشریات کا آغاز ہوا۔ اس

موقعہ پر لندن میں ایک بہت ہی پر مسرت تقریب منعقد ہوئی جس میں حضورؒ نے خطاب فرمایا اور ایم ٹی اے کی تاریخی مقاصد اور درپیش مشکلات اور افضال الٰہی پر جذب وکیف کے عالم میں وجد آفریں خطاب فرمایا۔ یہ خطاب تمام دنیا کی جماعتوں نے براہ راست سنا اور اس دن کو جشن کے طور پر منایا۔

۲۱ جون ۱۹۹۶ء: اس نادر نظام نے ایک اور اہم موڑ لیا۔ حضور کے سفر کینیڈا کے موقع پر دوطرفہ رابطوں کا سلسلہ شروع ہوا اس طرح کہ انگلستان میں حضور کا خطبہ نشر ہو رہا تھا اور لندن کی تصاویر کینیڈا پہنچ رہی تھیں اور تمام دنیا کے احمدی ان دونوں تصاویر کو بیک وقت دیکھ کر حمد و ثنا کر رہے تھے۔ حضور نے اس موقع پر فرمایا:

''گذشتہ ایک موقعہ پر میں نے جماعت سے یہ گذارش کی تھی کہ میں امید کرتا ہوں کہ وہ دن آئیں گے جب ہم دوطرفہ ایک دوسرے کو دیکھ سکیں گے پس آج کے مبارک جمعہ سے اس دن کا آغاز ہو رہا ہے اس وقت انگلستان میں مختلف مراکز میں بیٹھے ہوئے احمدی ہمیں دیکھ رہے ہیں اور ان کی تصاویر یہاں پہنچ رہی ہیں اور بیک وقت ہم ایک دوسرے کو دیکھ سکتے ہیں۔''

صدسالہ تقریبات

خلافت رابعہ کے دور کو یہ ایک امتیاز بھی حاصل ہے کہ یہ دور سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے دور ماموریت ۱۸۸۲ء کے عین سو سال بعد یعنی ۱۹۸۲ء سے شروع ہوا۔ اس لحاظ سے اس مبارک دور خلافت میں درج ذیل صدسالہ تقریبات منعقد ہوئیں۔

☆ ۱۹۸۶ء میں مصلح موعود کی پیشگوئی کے پورے ہونے کی سوسالہ تقریب۔

☆ ۱۹۸۹ء میں جماعت احمدیہ کے قیام پر سوسال پورے ہونے پر جماعت نے نہایت شاندار عالمگیر جشن تشکر منایا۔

☆ ۱۹۹۱ء میں سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ مسیحیت پر اور جلسہ سالانہ پر سوسال پورے ہونے پر حضور رحمہ اللہ بنفس نفیس ہندوستان تشریف لائے اس طرح تقسیم ہند کے بعد ۴۴ سال بعد کسی خلیفہ کو پہلی بار قادیان آنے کی توفیق عطا ہوئی۔

☆ ۱۹۹۴ء کو پیشگوئی کسوف وخسوف پر سوسال پورے ہونے پر جماعت نے صدسالہ تقریبات منعقد کیں۔

☆ ۱۹۹۶ء میں لیکچر ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' کی صدسالہ تقریب منائی گئی۔

تراجم قرآن مجید

خلافت رابعہ کے مبارک دور میں دنیا کی ۵۳ زبانوں میں قرآن مجید کا ترجمہ شائع کیا گیا۔

حضور کی معرکۃ الآراء تصانیف

چند اہم کتب کے اسماء ذیل میں دئے گئے ہیں۔

۱- خلیج کا بحران اور نظام نَو۔

۲- Islam response to contemporary issue

۳- ذوق عبادت اور آداب دُعا۔

۴- حوا کی بیٹیاں اور جنت نظیر معاشرہ

۵- کرسچنٹی فرام فیکٹس ٹو فکشن

۶- زھق الباطل

۷- Absolute Justice

۸- ہومیو پیتھی یعنی علاج بالمثل

۹- ریولیشن ریشنالٹی نالج اینڈ ٹرتھ

عالمی درس القرآن

۱۲ فروری ۱۹۹۴ء کا دن ہمیشہ یادگار رہے گا کیونکہ اس روز حضور اقدس نے عالمی درس القرآن کا آغاز فرمایا۔

۱۹۹۷ء

۶ جنوری: جاوا انڈونیشیا میں ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' کے سلسلہ میں شاندار جلسہ ایک ہزار افراد کی شمولیت۔

۱۰ جنوری: حضور کی طرف سے مخالفین کو مباہلے کا چیلنج دیا گیا۔

۱۱ جنوری کو ماہ رمضان میں عالمی درس القرآن کا آغاز۔

اپریل میں جنوبی سرگودھا میں آٹھ احمدیوں کی گرفتاری۔

۲۶ مئی: پتوکی شہر میں دو احمدیوں کو دکان میں آیت لکھنے پر گرفتار کیا گیا۔

جون: ایمنسٹی انٹرنیشنل کی رپورٹ کہ گذشتہ دو سال میں ۱۷؍احمدیوں کو قتل کیا گیا۔

۳۰؍اکتوبر: ڈاکٹر نذیر احمد صاحب گوجرانوالہ کی شہادت۔

۱۹ تا ۲۲ نومبر: ٹریسٹ اٹلی میں عبد السلام یادگاری کانفرنس، حضورؒ نے خصوصی پیغام بھیجا۔

۱۹۹۸ء

۸ فروری کو مکرم میاں محمد اکبر اقبال صاحب کی یوگنڈا میں شہادت۔

۱۸ مئی: جماعت کے معروف شاعر عبید اللہ علیم صاحب کی وفات۔

۳۱ جولائی تا ۲؍اگست: برطانیہ کا ۳۳واں جلسہ سالانہ۔

۹ نومبر کو قادیان میں جدید ہسپتال کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔

۱۸ نومبر کو پاکستان میں پنجاب اسمبلی نے ربوہ کا نام بدلنے کی قرارداد منظور کر لی۔ پہلے ''نواں قادیان'' بعد میں ''چناب نگر'' کا نام منظور کر لیا گیا۔

۲۵ نومبر کو حضورؒ کی تحریک پر جرمنی میں سو بیوت الذکر سکیم کے تحت پہلی مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا گیا۔

۱۸۹۱ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہام ہوا کہ ''بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے'' اب تک یہ الہام کئی بار پورا ہوا۔ ۱۹۹۸ء میں ایک نئی شان کے ساتھ اس کا ظہور ہوا جب افریقہ کے بیس بادشاہ احمدیت میں داخل ہوئے۔

۱۹۹۹ء

۲۴ فروری: حضورؒ نے ۳۰۵ گھنٹے کی کلاسز ذریعہ کے ترجمۃ القرآن کا دور مکمل کر دیا۔

۱۴/ اپریل خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پہلے فرد مکرم صاحبزادہ مرزا غلام قادر صاحب کی شہادت۔

۲۳/ اپریل: حضور نے راہِ مولیٰ میں جان دینے والے احمدیوں کے حالات پر مشتمل سلسلہ خطبات شروع کیا۔

۳۰/ اپریل: حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب ناظر اعلیٰ و دیگر تین احمدی ایک جھوٹے مقدمہ میں گرفتار کر لئے گئے۔ ۱۰ مئی کو رہائی ہوئی۔

۱۱/ اگست کو سورج گرہن کے موقع پر حضور نے پہلی بار لندن میں نماز کسوف پڑھائی۔

۲۷/ اگست کو فیصل آباد میں احمدیہ عبادت گاہ بیت الامان میں احمدیوں کو عبادت سے روک دیا گیا۔

۱۰ ستمبر حضورؒ انور نے بیماری کی وجہ سے دو ہفتوں کے تعطل کے بعد ''فرائیڈے دی ٹینتھ'' خطبہ ارشاد فرمایا۔

ستمبر: ہیومنٹی فرسٹ کے تحت برطانیہ میں خدمت خلق، ٹن فوڈ کے پیکٹ بھجوائے گئے۔

۱۸/ اکتوبر: کھلنا بنگلہ دیش میں احمدیہ مسجد میں بم دھماکہ ہوا۔ سات احمدی شہید ہو گئے۔

۲۰۰۰ء

۹ جنوری: جرمنی میں ۱۰۰ بیوت الذکر سکیم کے تحت پہلی مسجد وٹلیش کا افتتاح ہوا۔

۱۸ جنوری: فیصل آباد کے احمدی سرجن ڈاکٹر شمس الحق طیب کی شہادت۔

۴ مارچ: خطبہ الہامیہ کے سو سال مکمل ہونے پر حضور نے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔

۱۵/ اپریل: لدھیانہ میں مولوی عبد الرحیم صاحب کی شہادت۔

۸ جون: مکرم چوہدری عبد اللطیف صاحب اٹھوال کی شہادت۔

۱۹ جون تا ۱۷ جولائی: حضور نے انڈونیشیا کا دورہ فرمایا کسی بھی خلیفہ کا یہ انڈونیشیا کا پہلا دورہ تھا۔

۱۱-۱۲/ اگست: کوشہر زائن میں جماعت کی بین الاقوامی کانفرنس کا انعقاد ہوا جو ڈوئی کی ہلاکت کے نشان کے سلسلہ میں تھی۔

۲۱/ اکتوبر: گولارچی ضلع بدین کی احمدیہ مسجد پر مخالفین کی طرف سے قبضہ۔

۳۰/ اکتوبر: گھٹیالیاں کی احمدیہ مسجد پر فائرنگ کی گئی جس سے پانچ احمدی شہید ہو گئے۔

۱۰ نومبر: تخت ہزارہ میں پانچ احمدیوں کی شہادت، مسجد بھی نذر آتش کی گئی۔

۲۰۰۱ء

حضورؒ نے تحریک فرمائی کہ اکیسویں صدی عیسوی میں دنیا کی ۱/۱۰ آبادی تک احمدیت کا پیغام پہنچادیں۔

۲۶ جنوری: گجرات (بھارت) میں زلزلہ آیا اور جماعت کی طرف سے امداد کی گئی۔

۱۳ مارچ: ایم ٹی اے کی ڈیجیٹل نشریات کا آغاز ہوا۔

۱۲ مئی کو ضلع سیالکوٹ میں ایک مسجد مسمار کی گئی۔

۲۲ جون میں انڈونیشیا میں مکرم پاپوحسن صاحب کی شہادت۔

۲۶/ اگست: سید والا شیخوپورہ میں احمدیہ مسجد نذر آتش کر دی گئی۔

نومبر: بینن حکومت نے مکرم ڈاکٹر عبد السلام صاحب کے اعزاز میں یادگاری ٹکٹ شائع کیا

۱۰ مئی: بندیال کالونی کوٹلی پاکستانی کشمیر میں احمدیہ مسجد کی تعمیر روک دی گئی۔

یکم ستمبر: مکرم مقصود صاحب آف فیصل آباد کی شہادت۔

۱۵ نومبر: مکرم ڈاکٹر رشید احمد صاحب آف رحیم یار خان کی شہادت۔

۲۰۰۳ء

۱۸/ اپریل: حضورؒ نے اپنے عہد سعادت کا آخری خطبہ جمعہ صفات الٰہیہ میں سے صفت خبیر پر ارشاد فرمایا اور اسی روز مجلس عرفان میں بھی رونق افروز ہوئے۔

۱۹/ اپریل: لندن وقت کے مطابق صبح ساڑھے نو بجے حضورؒ اپنی رہائش گاہ پر حرکت قلب بند ہونے کی وجہ سے اپنے مولیٰ حقیقی کے حضور حاضر ہو گئے۔

خلافت خامسہ کا بابرکت دور

۲۰۰۳ء سے جاری

۲۲/ اپریل: نماز مغرب وعشاء کے بعد مجلس انتخاب خلافت کا اجلاس مسجد فضل لندن میں منعقد ہوا۔ حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب خلیفہ خامس منتخب ہوئے۔

۲۳/ اپریل: حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ٹلفورڈ اسلام آباد میں خطاب عام

کے بعد بیعت لی۔ پھر آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی نماز جنازہ پڑھائی اور ٹلفورڈ اسلام آباد میں حضور کی تدفین کے بعد قبر پر دعا کروائی۔

۳ مئی کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے دور میں تاریخی شہر میونسٹر میں پہلی مسجد ''المومن'' کا افتتاح عمل میں آیا۔

جاپان کے ۳۲ویں جلسہ سالانہ میں حضور نے مکرم عطاء المجیب راشد صاحب کو بطور نمائندہ بھجوانے کا ارشاد فرمایا۔

۱۷ جولائی: حضور انور مسجد بیت الفتوح مورڈن لندن میں برطانیہ کے واقفین نو اور واقفات نو کے اجتماع میں رونق افروز ہوئے۔

۲۵ تا ۲۷ جولائی: خلافت خامسہ کا پہلا جلسہ سالانہ برطانیہ منعقد ہوا۔

اگست: حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انگریزی میں پورا نام لکھا کریں۔

۲۰/اگست تا ۳۱/اگست: حضور انور نے دورِ خلافت کا پہلا دورہ جرمنی فرمایا۔

۳۱/اگست کو ہالینڈ ہوتے ہوئے فرانس تشریف لے گئے۔ خلافت خامسہ کا پہلا جلسہ وہاں منعقد ہوا۔

۷ ستمبر کو آپ کا اختتامی خطاب ہوا۔

۳/اکتوبر: کو حضور انور نے انگلستان میں جماعت کی دوسری عظیم الشان مسجد ''بیت الفتوح'' کا خطبہ جمعہ کے ساتھ افتتاح فرمایا۔

۲۵ نومبر کو مسجد فضل لندن میں رمضان المبارک میں پہلا درس القرآن دیا۔

۲۶ تا ۲۸ دسمبر: قادیان میں خلافت خامسہ کا پہلا اور قادیان کا ۱۱۲واں جلسہ سالانہ منعقد ہوا۔ حضور نے ایم ٹی اے کے ذریعہ سے خطاب فرمایا۔ امسال ۵۱۸ نئی جماعتیں قائم ہوئیں۔ ۲۲۶ مساجد اور ۲۸۱ تبلیغی مراکز کا اضافہ ہوا۔

کیوبا میں احمدیت کا نفوذ ہوا۔

۲۰۰۴ء

۹ جنوری: حکومت بنگلہ دیش نے ۹ جنوری ۲۰۰۴ء سے جماعت احمدیہ کی تمام تر مطبوعات بشمول بنگلہ زبان میں جماعت احمدیہ کی طرف سے شائع کردہ ترجمہ قرآن پر پابندی لگادی۔

۲۰ مارچ: Koforidua کی مسجد کے سنگ بنیاد پر دعا فرمائی اور مسلم ہومیو کلینک اور طاہر ہومیو کمپلیکس کا معائنہ فرمایا۔

۲۱ مارچ: اشانتی کے سب سے بڑے بادشاہ کے محل تشریف لے گئے۔

۲۳ مارچ: احاطہ جامعہ احمدیہ ربوہ کے جدید اکیڈمیک بلاک کا سنگ بنیاد ناظر صاحب اعلیٰ ربوہ نے رکھا۔

۲۴ مارچ: حضور انور احمدیہ سیکنڈری سکول سلاگا پہنچے۔

۲۴ مارچ: دو افراد نے حضور انور کے دست مبارک پر بیعت کا شرف حاصل کیا۔

۲۵ مارچ کو بورکینا فاسو کے بارڈر پاگا کے لئے روانہ ہوئے۔

۲۵ مارچ تا ۳/اپریل: حضور کا دورہ بورکینا فاسو، کسی خلیفۃ المسیح کا یہ پہلا دورہ تھا۔ ۲/اپریل کو حضور نے بوبوجلاسو میں خطبہ ارشاد فرمایا اور احمدیہ ہسپتال کا معائنہ فرمایا۔ ۴/اپریل کو حضور بورکینا فاسو سے بینن روانہ ہوئے۔ ۷/اپریل کو حضور نے 'پاراکو' میں پہلی احمدیہ مسجد بیت العافیہ کا افتتاح فرمایا۔ ۸/اپریل کو آپ نے بینن کے صدر سے ملاقات فرمائی۔ ۹/اپریل کو حضور نے صدر نیشنل اسمبلی بینن سے ملاقات فرمائی۔ ۱۱/اپریل کو نائجیریا پہنچے اور حفظ کلاس کے ہوسٹل کی بنیاد رکھی۔ ۱۲/اپریل کو احمدیہ مسجد 'اوجوکورڈ' کا افتتاح فرمایا۔ ۱۳/اپریل کو حضور لندن کے لئے روانہ ہوئے اور ۱۴/اپریل کو لندن پہنچے۔

۱۶ مئی کو حضور انور جرمنی تشریف لے گئے۔

۱۹ تا ۲۱ مئی مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کی سلور جوبلی اجتماع کا انعقاد ہوا حضور انور نے شرکت فرمائی۔

۲۳ مئی کو مسجد بیت الطاہر کا افتتاح فرمایا۔

۲ جون کو ہالینڈ تشریف لے گئے اور ۷ جون کو واپس لندن پہنچے۔

۲۱ جون کو کینیڈا تشریف لے گئے۔

۲۵ جون کو خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔

۳۰ جون کو جامعہ احمدیہ میں طلباء سے خطاب فرمایا۔

۲ جولائی تا ۴ جولائی جلسہ سالانہ کینیڈا میں حضور نے شرکت فرمائی اور خطاب فرمایا۔

۳۰ جولائی تا یکم اگست: لندن میں جلسہ سالانہ ٹلفورڈ اسلام آباد میں منعقد ہوا۔

۱۶/اگست: حضور انور یورپ کے چار ممالک جرمنی، سوئیزر لینڈ، بیلجئم، ہالینڈ کے دورہ پر روانہ ہوئے۔ اسی روز جرمنی میں حضور نے مسجد بیت الحبیب کا افتتاح فرمایا۔ ۲۰ تا ۲۲/اگست جلسہ سالانہ جرمنی کا انعقاد ہوا۔ حضور انور نے خطابات ارشاد فرمائے۔

یکم ستمبر: حضور انور جرمنی سے سوئیزر لینڈ پہنچے

۳ ستمبر: حضور انور نے خطبہ جمعہ کے ساتھ جلسہ کا افتتاح فرمایا۔ یہ جماعت سوئیزر لینڈ کا پہلا جلسہ تھا جس میں خلیفۃ المسیح نے بنفس نفیس شرکت فرمائی۔

۵ ستمبر کو حضور انور نے جلسہ سالانہ سوئیزر لینڈ سے اختتامی خطاب فرمایا۔

۷ ستمبر: حضور انور تعمیر شدہ احمدیہ مسجد ''مسجد الھدیٰ'' کا افتتاح فرمانے کے لئے جرمنی کے شہر Usingen تشریف لے گئے۔

۸ ستمبر: حضور انور کا بیلجئم میں ورود مسعود ہوا اور حضور نے جلسہ سالانہ بیلجئم کے انتظامات کا معائنہ فرمایا۔

۱۰ تا ۱۱ ستمبر: حضور انور نے جلسہ سالانہ بیلجئم میں شرکت فرمائی اور خطابات ارشاد فرمائے۔

۱۳ستمبر: حضور انور لندن کے لئے روانہ ہوئے اور اسی روز مسجد فضل لندن یوکے میں ورود مسعود ہوا۔

۳۰ستمبر: حضور انور برمنگھم تشریف لے گئے جہاں احمدیہ مسجد ''مسجد دارالبرکات'' کا افتتاح فرمایا۔

۵؍اکتوبر: حضور انور کی سکاٹ لینڈ میں تشریف آوری ہوئی جہاں سے ۹؍اکتوبر کو واپس لندن تشریف لائے۔

۵نومبر: حضور انور نے تحریک جدید کے نئے سال کا اعلان فرمایا اور دفتر پنجم کا اجراء فرمایا۔

۲۲دسمبر تا ۱۳دسمبر: حضور انور کا دورہ فرانس۔

۲۴دسمبر کو حضور انور نے مسجد ''بیت السلام'' پیرس میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔

۲۶دسمبر کو حضور انور نے فرانس کے ۱۳ویں جلسہ سالانہ سے قادیان کے ۱۱۳ویں جلسہ سالانہ میں بذریعہ ایم ٹی اے افتتاحی خطاب فرمایا۔

۲۷دسمبر: نماز ظہر وعصر کی ادائیگی کے بعد بیعت ہوئی جس میں تیونس، یوگوسلاویہ، جزیرہ مارطنیق، مڈغاسکر اور فلپائن کے پانچ نو مبایعین نے حضور انور کے دست مبارک پر بیعت کی سعادت حاصل کی۔

۲۹دسمبر: حضور انور ایک مشہور تاریخی محل (CHATEADAU DE.VERSAILLES) جسے ورسائی کا محل کہا جاتا ہے دیکھنے کے لئے تشریف لے گئے۔

۳۱دسمبر: حضور انور نے بیت السلام میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔

۲۰۰۵ء

یکم جنوری تا ۱۷جنوری: حضور انور کا سفر سپین۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا سپین کا یہ پہلا سفر تھا۔

۱۴جنوری: حضور انور نے مسجد بشارت سپین میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔

۱۷جنوری حضور انور کا براستہ فرانس لندن میں ورود مسعود ہوا۔

۲۰؍اپریل: حضور انور مسجد فضل لندن سے نیروبی (کینیا) کے لئے روانہ ہوئے۔

۲۸؍اپریل حضور انور نے جلسہ سالانہ کینیا سے افتتاحی خطاب فرمایا۔

۲مئی: حضور انور نے احمدیہ میڈیکل کلینک Kondele کے معائنہ کے لئے تشریف لے گئے بعد ازاں احمدیہ مسجد بانجا کا افتتاح فرمایا۔

۵مئی: حضور انور نیروبی سے ممباسہ تشریف لے گئے۔

۶مئی: حضور انور نے احمدیہ مسجد ممباسہ میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔

۸مئی: نیروبی مشن ہاؤس میں کینیا کے نیشنل اخبار Standard کے نمائندہ نے حضور انور کا انٹرویو لیا۔

۹مئی: حضور انور نے جلسہ سالانہ تنزانیہ سے افتتاحی خطاب فرمایا۔

۱۰مئی کو حضور انور نے لجنہ اماء اللہ سے خطاب فرمایا۔

۱۱مئی: حضور انور دار السلام سے مثوارہ پہنچے جہاں احمدیہ مسجد مثوارہ کا افتتاح فرمایا اور اگلے روز دار السلام واپسی ہوئی۔

۱۳مئی: حضور انور نے مسجد دار السلام میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔

۱۵مئی: حضور انور مورو گورو سے ڈوڈومہ تشریف لے گئے۔ راستہ میں Chalinze کے مقام پر نو تعمیر شدہ احمدیہ مسجد کا افتتاح فرمایا اور اگلے روز واپس دار السلام پہنچے۔

۱۷مئی: حضور انور تنزانیہ سے یوگینڈا پہنے۔

۱۹مئی: حضور انور نے جلسہ سالانہ یوگینڈا سے افتتاحی خطاب فرمایا۔

۲۰مئی: حضور انور نے جلسہ گاہ یوگنڈا میں تشریف لا کر خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو ٹیلی فون رابطہ کے ذریعہ ایم ٹی اے پر براہِ راست نشر کیا گیا۔

۲۱مئی: حضور انور جنجہ سے براستہ بوسیا امبالے کے لئے روانہ ہوئے۔ بوسیا میں ایک نو تعمیر شدہ مسجد کا افتتاح فرمایا۔

۲۲مئی: حضور انور جنجہ سے روانہ ہو کر Iganga پہنچے جہاں حضور انور نے احمدیہ مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔

۲۳مئی: حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ساکا میں ایک استقبالیہ تقریب سے خطاب فرمایا اور جانجلے میں احمدیہ مسجد کا افتتاح فرمایا۔

۲۴مئی کو حضور نے صدر مملکت یوگنڈا سے ملاقات کے لئے سٹیٹ ہاؤس تشریف لے گئے۔

۲۵مئی: حضور انور یوگنڈا سے لندن تشریف لے گئے۔

۱۰جون: حضور انور نے وینکوور (کینیڈا) میں پہلی احمدیہ مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔

۱۷جون: حضور انور نے کیلگری (کینیڈا) میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو ایم ٹی اے کے ذریعہ براہِ راست نشر ہوا۔

۱۸جون: حضور انور نے کیلگری میں پہلی احمدیہ مسجد بیت النور کا سنگ بنیاد رکھا۔

۲۳جون: جلسہ سالانہ کینیڈا میں حضور انور نے جلسہ سالانہ کے کارکنان سے خطاب فرمایا۔

۲۴جون: حضور انور نے پرچم کشائی کے بعد خطبہ جمعہ کے ساتھ جماعت احمدیہ کینیڈا کے ۲۹ویں جلسہ سالانہ کا افتتاح فرمایا۔

۳۰جون: حضور انور کینیڈا کے دارالحکومت پہنچے اور پرائم منسٹر کینیڈا سے ملاقات کے لئے پارلیمنٹ ہاؤس تشریف لے گئے۔ ملاقات کے بعد حضور انور ٹورانٹو تشریف لے گئے۔

۲ جولائی کو حضور انور بریمپٹن نے میں احمدیہ مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔

۶ جولائی کو حضور انور لندن واپس تشریف لے آئے۔

۲۹ جولائی کو حضور انور نے برطانیہ کے جلسہ سالانہ کا افتتاح فرمایا۔

۳۰ جولائی کو حضور انور کا جلسہ کے دوسرے روز کا خطاب ہوا۔

دوران سال ۱۰۹ ممالک کے ۲۹۰ قوموں سے تعلق رکھنے والے دو لاکھ نوے ہزار سات سو ننانوے ۲۰۹۰۷۹۹ افراد احمدیت میں داخل ہوئے

دوران سال ۱۸۹ نئے تبلیغی مراکز کا قیام ہوا۔

۲۲ اگست کو حضور انور جرمنی تشریف لے گئے۔

۲۴ اگست کو حضور انور نے ''بیت العلم'' ورزبرگ کا افتتاح فرمایا۔

۲۵ اگست کو حضور جلسہ سالانہ جرمنی میں من ہائم تشریف لے گئے راستے میں Benshcim نامی شہر میں حضور انور نے ایک خرید کردہ قطعہ اراضی پر مسجد بشیر کا سنگ بنیاد رکھا۔

۶ ستمبر کو حضور انور ڈنمارک تشریف لے گئے۔ حضور انور کا یہ پہلا دورڈنمارک تھا۔

۶ ستمبر: جماعتی مشن ہاؤس میں ملکی نیشنل ٹی وی TV2 کے نمائندے اور نیشنل اخبار Jyllands Postan کے نمائندوں نے حضور انور کا انٹرویولیا۔

۹ ستمبر: حضور انور نے مسجد نصرت جہاں کوپن ہیگن ڈنمارک میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔

۱۶ ستمبر: سکنڈے نیویا، ڈنمارک، ناروے اور سویڈن کی جماعتوں کا مشترکہ جلسہ سالانہ سویڈن کے شہر گوٹن برگ میں منعقد ہوا یہ ان تمام جماعتوں کا پہلا مشترکہ جلسہ سالانہ تھا جس میں خلیفۃ المسیح نے بھی شرکت فرمائی اور خطابات ارشاد فرمائے۔ حضور انور نے خطبہ جمعہ کے ساتھ جلسہ کا افتتاح فرمایا۔

۲۴ ستمبر: ممبر آف پالیمنٹ ناروے Mr.Lars Riise نے حضور انور سے ملاقات کا شرف حاصل کیا بعد ازاں حضور انور نے گرینڈ ہوٹل میں استقبالیہ تقریب سے خطاب فرمایا۔

۲۶ ستمبر: حضور انور نے Isselburg جرمنی میں مسجد ''بیت الناصر'' کا سنگ بنیاد رکھا اور نن سپیٹ ہالینڈ تشریف لے گئے۔

یکم اکتوبر: حضور انور نے جامعہ احمدیہ برطانیہ کا افتتاح فرمایا۔ یہ براعظم یورپ کا پہلا جامعہ احمدیہ ہے۔ اس موقع پر حضور انور نے طلباء جامعہ احمدیہ سے خطاب فرمایا۔

۱۱ نومبر: حضور انور نے ہارٹلے پول میں مسجد ناصر کا افتتاح فرمایا۔

۷ دسمبر: حضور انور مسجد دارالسلام روزہل تشریف لے گئے۔

۹ دسمبر: حضور انور نے مسجد دارالسلام میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔

۱۰ دسمبر: حضور انور کی ماریشس سے قادیان کے لئے روانگی۔

قادیان سے ایک وفد صاحبزادہ مرزا وسیم احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کی قیادت میں دہلی پہلے پہنچ گیا تھا۔ دوپہر کو حضور انور احمدیہ مسجد بیت الہادی دہلی پہنچے جہاں دہلی اور بعض دوسری جماعتوں سے آئے ہوئے احباب جماعت نے حضور انور کا استقبال کیا

۱۲ دسمبر: حضور انور سپیکر لوک سبھا جناب سومناتھ چیٹر جی کی دعوت پر ان سے ملنے سپیکر ہاؤس تشریف لے گئے انہوں نے حضور انور سے کہا کہ آپ کی جماعت کا پیغام ''محبت سب سے نفرت کسی سے نہیں'' یہ ایک یونیورسل پیغام ہے جسے ہم سب کو اختیار کرنا چاہئے اور اس پر عمل کرنا چاہئے۔

۱۴ دسمبر کو حضور انور قطب مینار، قلعہ تغلق آباد اور مقبرہ ہمایوں دہلی گئے نیز حضرت خواجہ بختیار کاکیؒ کے مزار پر دعا کے لئے تشریف لے گئے۔

۱۵ دسمبر: حضور بذریعہ ریل دہلی سے امرتسر روانہ ہوئے۔ راستہ میں گاڑی بیاس شہر کے ریلوے سٹیشن پر رکی جہاں انڈیا ٹی وی کی ٹیم نے حضور انور کا انٹرویو لیا۔ دوپہر کو حضور انور امرتسر پہنچے امرتسر میں حضور انور مختصر قیام کے بعد قادیان کے لئے روانہ ہوئے اور تقریباً پانچ بجے حضور انور قادیان پہنچے اور قادیان کی فضا نعرہ ہائے تکبیر اللہ اکبر سے گونج اٹھی۔ حضور انور سب سے پہلے بہشتی مقبرہ قادیان میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مزار پر تشریف لے گئے اور پُرسوز لمبی دعا کی۔

۱۶ دسمبر: حضور انور سہ پہر کو ''دارالمسیح'' سے قادیان کے گلی کوچوں سے گزرتے ہوئے بہشتی مقبرہ پیدل تشریف لے گئے اور سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کے مزار پر دعا کی۔ حضور کی والدہ ماجدہ حضرت سیدہ ناصرہ بیگم صاحبہ بنت حضرت مصلح موعودؓ ربوہ سے قادیان تشریف لائیں بعد ازاں درویشان قادیان نے حضور انور سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔

۱۶ دسمبر: حضور انور نے مسجد اقصیٰ قادیان میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا یہ کسی خلیفۃ المسیح کا پہلا خطبہ جمعہ تھا جو ایم ٹی اے کے ذریعہ ساری دنیا میں براہ راست دیکھا اور سنا گیا۔

۱۹ دسمبر: حضور انور نے منارۃ المسیح کا معائنہ فرمایا بعد ازاں دفتر نظارت اشاعت کا معائنہ بھی فرمایا۔

۲۲ دسمبر: جلسہ سالانہ قادیان کے کارکنان سے خطاب فرمایا اور دعا کے بعد حضور انور لنگر خانہ جات کا معائنہ فرمانے کے لئے تشریف لے گئے۔

۲۳ دسمبر کو حضور انور نے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور نماز کے بعد سرائے طاہر گیسٹ ہاؤس کا معائنہ فرمایا بعد ازاں حضور نے دعا کروائی۔

۲۴ دسمبر کو حضور انور نے دالان حضرت اماں

جان سے ملحق صحن میں خواتین سے اجتماعی ملاقات فرمائی۔

۲۶ دسمبر: دسمبر کو حضور انور نے جلسہ سالانہ قادیان سے افتتاحی خطاب فرمایا۔

۲۷ دسمبر کو حضور انور نے خطاب سے قبل پاکستان اور ہندوستان کی ان طالبات کو جنہوں نے نمایاں کامیابی حاصل کی تھی طمغہ جات وسرٹیفکیٹ عطا فرمائے۔

۲۸ دسمبر کو حضور نے طلباء کو جنہوں خصوصی اعلیٰ کامیابی حاصل کی تھی اسناد سے نوازا بعد ازاں جلسہ سالانہ سے افتتاحی خطاب فرمایا۔

۲۹ دسمبر کو ۷۰ ویں مجلس شوریٰ میں حضور انور نے خطاب فرمایا۔

۳۰ دسمبر کو حضور نے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو ایم ٹی اے کے ذریعہ نشر ہوا۔

۲۰۰۶ء

یکم جنوری کو حضور انور نے قادیان کے مختلف اداروں اور مقامات کا معائنہ کیا۔

۳ جنوری کو حضور انور نے صبح وشام انفرادی فیملی ملاقاتیں کیں۔

۴ جنوری حضور انور نے ممبران صدر انجمن احمدیہ پاکستان، ممبران تحریک جدید انجمن احمدیہ پاکستان اور ممبران وقف جدید پاکستان کے ساتھ میٹنگ کی بعد ازاں دفتری ملاقاتیں کیں۔

۸ جنوری کو حضور انور ہوشیار پور کے لئے تشریف لے گئے۔ وہاں مکرم انوراگ سُود اور دیگر احباب نے حضور کا استقبال کیا۔ حضور چلہ کشی والے کمرہ میں تشریف لے گئے اور پُرسوز دُعا کی۔

۹ جنوری کو حضور انور نے ممبران صدر انجمن احمدیہ قادیان مجلس تحریک جدید قادیان اور وقف جدید قادیان سے مشترکہ میٹنگ کی۔

۱۰ جنوری: حضور انور نے مسجد اقصیٰ میں جامعہ احمدیہ اور جامعۃ المبشرین کے طلباء کے ساتھ میٹنگ کی۔

۱۴ جنوری: حضور انور نے ممبران صدر انجمن احمدیہ قادیان کے ساتھ میٹنگ کی۔

۱۵ جنوری: قادیان سے روانگی سے قبل حضور انور بہشتی مقبرہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مزار پر دعا کے لئے تشریف لے گئے۔ دعا کے بعد حضور انور احمدیہ گراؤنڈ میں تشریف لائے جہاں احباب جماعت کی کثیر تعداد اپنے پیارے آقا کو الوداع کہنے کے لئے جمع تھی حضور انور اپنا دست مبارک ہلاتے ہوئے اور احباب جماعت کے پاس سے گذرتے ہوئے اس جگہ تشریف لائے جہاں گاڑیوں میں بیٹھ کر واپسی کا سفر شروع ہوا اور رات کو دہلی پہنچے۔

۱۶ جنوری: حضور انور غیاث الدین تغلق کا مقبرہ دیکھنے کے لئے تشریف لے گئے۔

۱۷ جنوری: حضور انور دہلی سے روانہ ہو کر بخیر و عافیت لندن پہنچے۔

۴/اپریل: حضور انور لندن سے سنگاپور کے لئے روانہ ہوئے۔

۵/اپریل: حضور انور سنگاپور کے Changi انٹرنیشنل ایئرپورٹ پر رونق افروز ہوئے۔ حضور انور کا سنگاپور کا یہ پہلا دورہ تھا۔

۷/اپریل: حضور انور نے سنگاپور میں مسجد طٰہٰ میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اسی روز مسجد طٰہٰ سے ملحقہ احاطہ میں مشن ہاؤس کا سنگ بنیاد رکھا۔

۱۰/اپریل: حضور انور سنگاپور کے خوبصورت جزیرہ Santosa کی سیر کے لئے تشریف لے گئے اسی روز حضور انور سڈنی آسٹریلیا کے لئے روانہ ہوئے۔

۱۴ تا ۱۶/اپریل: جلسہ سالانہ آسٹریلیا کا انعقاد ہوا جس کا افتتاح مسجد بیت الہدیٰ میں حضور انور نے خطبہ جمعہ سے فرمایا۔

۱۷/اپریل: حضور انور نے مسجد بیت الہدیٰ میں پہلے واقفین نو بچوں اور اس کے بعد غیر واقفین نو بچوں کی کلاس لی۔

۲۵/اپریل: حضور انور آسٹریلیا سے جزائر فجی کے دورہ پر تشریف لے گئے۔

۲۶/اپریل: حضور انور نے انفرادی و فیملی ملاقاتیں کیں۔

۲۸/اپریل: حضور انور نے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو دُنیا کے کنارے سے لائیو ٹیلی کاسٹ کیا گیا۔ یہ خلیفۃ المسیح کا ایسا واحد خطبہ تھا جو ساری دنیا میں وقت کے لحاظ سے سب سے پہلے ہوا اور دنیا کے سارے ممالک اور ساری جماعتوں کے اپنے اپنے ہاں خطبات جمعہ وقت کے لحاظ سے اس کے بعد ہوئے۔

۲۹/اپریل: حضور انور نے احمدیہ پرائمری سکول اور احمدیہ کالج Narere کا وزٹ فرمایا۔ اس کے بعد لنگر خانہ کا معائنہ فرمایا۔ ساڑھے پانچ بجے حضور انور نے جزائر فجی کے ۳۹ ویں جلسہ سالانہ سے اپنا اختتامی خطاب فرمایا۔

۵ مئی: حضور انور نے نیوزی لینڈ میں سے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔

۸ مئی: حضور انور نیوزی لینڈ سے ٹوکیو جاپان تشریف لے گئے۔

۱۲ مئی: حضور انور نے خطبہ جمعہ کے ساتھ جماعت احمدیہ جاپان کے ۲۶ ویں جلسہ کا افتتاح فرمایا۔

۱۵ مئی: حضور انور واپس لندن تشریف لے آئے۔

۳ جون: حضور انور بیلجئم کے دورہ پر تشریف لے گئے۔

۴ جون: بیلجئم کے جلسہ سالانہ کے اختتامی اجلاس سے خطاب فرمایا۔

۵ جون کو حضور انور کا جرمنی میں ورود مسعود ہوا۔

۸ جون: حضور انور منہائم پہنچے جہاں خدام الاحمدیہ جرمنی کے ۲۷ ویں اور لجنہ اماء اللہ جرمنی کے ۲۹ ویں سالانہ اجتماع میں شمولیت فرمائی اور خطابات ارشاد فرمائے۔

۱۲ جون: حضور انور تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن کے عہدیداروں کے ساتھ عشائیہ میں شریک ہوئے اور خطاب فرمایا۔

۱۴ جون: جرمنی کے دو ممبران پارلیمنٹ Mr.Grager Aman اور Mr. Sasha rabi نے حضور ایدہ اللہ سے شرف ملاقات حاصل کیا۔

۱۷ جون: حضور نن سپیٹ ہالینڈ تشریف لے گئے۔

۱۸ جون: بعد از نماز ظہر و عصر اجتماعی بیعت ہوئی جس میں ۹ افراد نے حضور کے دست مبارک پر بیعت کا شرف حاصل کیا بعد ازاں حضور انور نے ہالینڈ کے جلسہ سے اختتامی خطاب فرمایا۔

۲۰ جون: حضور انور ہالینڈ سے لندن واپس تشریف لے آئے۔

۲۶ دسمبر تا ۲۸ دسمبر: سلسلہ عالیہ احمدیہ کا ۱۱۵ رواں عالمگیر جلسہ سالانہ قادیان میں منعقد ہوا۔

۲۸ دسمبر کو اس جلسہ کی اختتامی تقریب کے لئے فرینکفرٹ سے حضور نے جلسہ سالانہ قادیان سے اختتامی خطاب فرمایا جو ایم ٹی اے کے ذریعہ براہ راست ساری دنیا میں دیکھا اور سنا گیا اس تقریب کی اہم بات یہ تھی کہ جلسہ قادیان کی جھلکیاں اور نعرہ ہائے تکبیر بھی ایم ٹی اے کے ذریعہ حضور کے خطاب کے دوران دکھائے اور سنائے جاتے رہے اسی طرح جرمنی کے نعروں کے جوابات قادیان والے اور قادیان کے نعروں کے جوابات جرمنی والے دیتے رہے یہ نظارہ ایم ٹی اے سے براہ راست دکھایا جاتا رہا۔

۲۰۰۷ء

۲ جنوری حضور انور نے برلن میں احمدیہ مسجد ''خدیجہ'' کا سنگ بنیاد رکھا۔ ۸۴ سال بعد سیدنا خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی پیشگوئی کا ظہور ہوا جو آپ نے دو فروری ۱۹۲۳ء کو فرمائی تھی۔

۵ جنوری: حضور انور نن سپیٹ ہالینڈ میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جس میں ہالینڈ کے لئے حضور خصوصا فرمایا کہ تبلیغ کے ساتھ ساتھ نئی مساجد کی تعمیر کی طرف بھی توجہ دیں۔

۲۳ مارچ: حضور انور نے لندن میں ایم ٹی اے الثالثہ کا افتتاح فرمایا۔ یوں عرب ممالک کے لئے کل وقتی نشریات کا آغاز ہوا۔

۲۴ مارچ بیت الفتوح مورڈن میں جماعت احمدیہ برطانیہ کی طرف سے امن کانفرنس کا انعقاد۔ حضور انور کا لندن کے عمائدین سے خطاب۔

۷ راپریل: چوہدری حبیب اللہ سیال صاحب سابق امیر ضلع قصور کی شہادت۔

۲۹ راپریل: حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب فرزند ارجمند سیدنا حضرت مصلح موعودؓ بعمر ۸۰ سال رحلت فرما گئے۔

۴ مئی: حضور انور نے بیت الفتوح مورڈن لندن میں ۴ مئی کا خطبہ جمعہ آپ کی ساٹھ سالہ خدمات جلیلہ اور سلسلہ کے لئے آپ کی بے لوث قربانیوں کے موضوع پر ارشاد فرمایا اور بعد نماز جمعہ آپ کی نماز جنازہ غائب ادا فرمائی۔

۱۹ مئی: احمدیہ میڈیکل ایسوسی ایشن برطانیہ کے سالانہ اجلاس سے حضور انور کا خطاب۔

۲۰ مئی: جماعت البانیہ کا پہلا جلسہ سالانہ۔

۲۷ جولائی: ۴۱ واں جلسہ سالانہ یو کے۔ حضور انور کا افتتاحی خطاب۔

۲۸ جولائی: حضور انور کا دوسرے دن کا خطاب۔ بیرون پاکستان ۶۵۳ نئی جماعتیں اور ۱۳۶۱ نئی جگہوں پر جماعت کا قیام ہوا۔ ایم ٹی اے العربیہ کی چوبیس گھنٹے نشریات کا آغاز۔ ۲۹ جولائی: ۱۵ عالمی بیعت۔ امسال ۲،۶۱،۹۶۹ افراد کا قبول احمدیت۔ اس کے بعد اختتامی خطاب ہوا۔

۱۸ راگست: حضور انور Dover سے بذریعہ فیری فرانس تشریف لے گئے۔ ۱۹ راگست فرانس کے نو مبائعین کی اجتماعی بیعت ہوئی۔

۲۰ راگست: ہالینڈ کے لئے براستہ بیلجئم روانگی ہوئی۔

۳۱ راگست: جلسہ سالانہ جرمنی سے حضور انور نے افتتاحی خطاب فرمایا۔

یکم ستمبر: جلسہ سالانہ جرمنی میں دوسرے دن حضور انور کا عورتوں سے خطاب۔

۲ ستمبر: حضور انور کا جلسہ سالانہ جرمنی سے اختتامی خطاب۔

۳ ستمبر: بلغاریہ کے وفد سے ملاقات۔ جرمنی، البانیہ، بوسنیا، بلغاریہ، کوسوو، ہنگری، مالٹا، رومانیہ اور مقدونیہ کے مربیان سے میٹنگ۔

۴ ستمبر: حضور انور نے بیت المحمود کاسل اور بیت المقیت Wabern کا افتتاح فرمایا۔

۷ ستمبر: حضور انور نے خطبہ و نماز جمعہ گروس گراؤس میں پڑھائی اسی دن نیشنل عاملہ لجنہ جرمنی سے ملاقات فرمائی۔

۲۱ ستمبر: ڈاکٹر حمید اللہ صاحب سٹیل ٹاؤن کراچی کی شہادت۔

۲۶ ستمبر: ڈاکٹر شیخ مبشر احمد صاحب کلفٹن کراچی کی شہادت۔

۱۲ راکتوبر: بیت الفتوح مورڈن میں حضور انور نے خطبہ عید الفطر ارشاد فرمایا۔

۲۷ راکتوبر: لندن کے پارک سائٹ اسپتال

میں حضورانور کے پتے کا کامیاب آپریشن ہوا اور اگلے روز یعنی ۲۸/اکتوبر کو حضور انور واپس گھر تشریف لے آئے۔

۲ نومبر: حضور انور نے آپریشن کے بعد پہلا خطبہ جمعہ بیت الفضل لندن میں ارشاد فرمایا۔

۲۰۰۸ء

۲۰۰۸ء کا سال بین الاقوامی جماعت احمدیہ کے لئے نہایت ہی اہم اور تاریخی سال ہے۔ صد سالہ جوبلی خلافت کی مناسبت سے دنیا بھر میں جماعت ہائے احمدیہ نے خلافت جوبلی کے عظیم الشان جلسے منعقد کئے اور جشن تشکر منایا۔ بہت سے ممالک میں پیارے حضور انور نے بھی ازراہِ شفقت ان جلسوں میں شرکت فرمائی اور بصیرت افروز خطابات سے نوازا بہت سی مساجد، مشن ہاؤسز کا افتتاح فرمایا اور بعض کا سنگ بنیاد رکھا۔

مختلف سرکردہ سیاسی سماجی مذہبی نامور شخصیات نے حضور انور سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ مختلف ممالک میں کئی وزراء مملکت وسربراہان مملکت نے بھی حضور انور سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔

۴ جنوری: کے خطبہ جمعہ میں حضور انور نے خلافت کی پہلی صدی کے آخری سال کے اختتام پر وقف جدید کے ۵۱ ویں سال کے آغاز کا اعلان فرمایا۔

۸ فروری: کے خطبہ جمعہ میں حضور انور نے NILE سیٹ پر ایم ٹی اے العربیہ کی نشریات کو بند کرنے کے لئے معاندین احمدیت کی حاسدانہ کاروائیوں کا تفصیلی ذکر کیا۔

۱۵ فروری: کے خطبہ جمعہ میں حضور انور نے ڈنمارک کے ایک اخبار میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرکے توہین آمیز اور ظالمانہ کارٹونوں کی اشاعت پر زبردست انذار فرمایا۔

۲۹ مارچ کو جماعت احمدیہ یوکے کے زیر اہتمام بیت الفتوح لندن میں منعقدہ خلافت جوبلی امن کانفرنس میں حضور انور ایدہ اللہ کا ولولہ انگیز بصیرت افروز خطاب۔

۱۸/اپریل کو حضور انور نے برموقع جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ گھانا حضور نے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ جبکہ ۱۷/اپریل کو حضور انور نے جلسہ میں افتتاحی خطاب فرمایا تھا اس جلسہ میں غانا کے صدر بھی شریک ہوئے۔ اس افریقی دورے میں حضور انور نے مشن ہاؤس پورتونوو کا سنگ بنیاد رکھا اور مسجد احمدیہ Ipokia کا افتتاح فرمایا۔ اسی طرح مسجد الرحیم کا بھی افتتاح فرمایا۔

بینن میں بہت سے سرکردہ اور نامور لیڈروں نے حضور سے ملاقات کی۔ ابوجہ میں احمدیہ مسجد مبارک کا حضور انور نے افتتاح فرمایا۔

۲۷ مئی کو جہاں خلافت احمدیہ جیسی عظیم الشان نعمت پر سو سال پورے ہوئے وہیں اس روز دنیا کی جماعتوں میں خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی کی مناسبت سے شایان شان طریق پر جشن تشکر منایا گیا آج کے تاریخی اور عظیم الشان روز حضور انور نے بمقام Excel لندن سے ساری دنیا سے خطاب فرمایا اور پہلی دنیا نے قادیان ربوہ اور لندن تینوں مقامات کو یکجائی صورت میں بذریعہ ایم ٹی اے براہ راست دیکھا۔ آج کے دور میں حضرت امیر المومنین نے وہ تاریخی عہد بھی دنیا کے تمام احمدیوں سے کھڑے ہو کر لیا جو عہد وفا خلافت کے نام سے مشہور ہوا۔

ماہ جون میں حضور انور شمالی امریکہ اور کینیڈا تشریف لے گئے اور وہاں جوبلی کی مختلف تقریبات میں پُر معارف اور بصیرت افروز خطابات فرمائے۔ یہاں بھی سربراہان مملکت نے حضور کا پرجوش استقبال کیا اور حضور سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔

۲۵-۲۶-۲۷ جولائی برطانیہ کا بیالیسواں جلسہ سالانہ صد سالہ خلافت جوبلی کے سال حدیقۃ المہدی میں منعقد ہوا۔ حضور انور نے اس جلسہ میں بھی پر معارف اور بصیرت افروز خطابات ارشاد فرمائے۔

ماہ اگست میں پیارے حضور انور صد سالہ جوبلی کی تقریبات کے سلسلہ میں فرانس، بیلجئم، ہالینڈ، جرمنی تشریف لے گئے یہاں بھی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بصیرت افروز خطابات سے احباب جماعت کو نوازا اور ملاقات کا شرف بخشا۔

ماہ اکتوبر کو اس تاریخ ساز سفر میں پیارے حضور انور نے جرمنی کے شہر برلن میں مسجد خدیجہ کا بڑی شان کے ساتھ افتتاح فرمایا۔

۲۲ نومبر کو حضور انور دہلی تشریف لائے اور اس کے بعد آپ نے تامل ناڈو اور کیرالہ کا کامیاب دورہ فرمایا اور متعدد مساجد کا افتتاح بھی فرمایا۔ ۵ دسمبر کو حضور انور دہلی سے لندن تشریف لے گئے۔

اللہ تعالیٰ اس جوبلی سال کی جملہ تقریبات کو ہر لحاظ سے جماعت احمدیہ اور ساری دنیا کے لئے باعث برکت بنائے اور بکثرت سعید روحیں جماعت احمدیہ میں داخل ہوں اور جماعت کو ہر شر سے محفوظ رکھے اور ہمارے پیارے امام خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو کام کرنے والی صحت وسلامتی والی لمبی عمر عطا فرمائے اور حضور کے بابرکت دور خلافت میں وہ دن دکھلائے جب پرچم اسلام اور لوائے احمدیت اکناف عالم میں لہرا رہا ہو۔ آمین۔

☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆

خلافت رابعہ کی بابرکت تحریک
"وقف نو"

......☆مکرم مولوی محمد اسماعیل صاحب طاہر۔ نائب ناظر تعلیم وقف نو☆......

یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ جماعت احمدیہ کا ہر آنے والا دن ترقیات کا حامل ہوتا ہے اور کوئی بھی ایسا دن نہیں گذرتا جس میں جماعت احمدیہ اپنی ترقیات کی منازل طے کرتے ہوئے فتح اور غلبہ کی راہ میں آگے نہ بڑھ رہی ہو۔ گذشتہ صدی میں جماعت احمدیہ مخالفت کے طوفان سے مقابلہ کرتے ہوئے اپنی راہیں ہموار کرتی ہوئی بڑی کامیابی کے ساتھ نئی صدی میں داخل ہو چکی ہے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا تعالیٰ کے حضور غلبۂ اسلام کے لئے گریہ وزاری کرتے ہوئے یوں دعا فرمائی کہ:

فضل کے ہاتھوں سے اب اس وقت کر میری مدد
کشتیٔ اسلام تا ہو جائے اس طوفاں سے پار
دن چڑھا ہے دشمنان دیں کا ہم پر رات ہے
اے مرے سورج نکل باہر کہ میں ہوں بے قرار

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ان دعاؤں کی بدولت ہمارے پیارے امام حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے نئی صدی کے استقبال کے لئے اپریل 1987ء میں ایک عظیم الشان الٰہی تحریک یعنی تحریک وقف نو کا آغاز ان الفاظ میں فرمایا:

" آئندہ دو سالوں میں پیدا ہونیوالے بچوں کو خدا اور اس کے دین کی خاطر ابھی سے وقف کریں تا کہ واقفین بچوں کی ایک عظیم الشان فوج محمد رسول اللہ ﷺ کے خدا کی غلام بن کر اگلی صدی میں داخل ہو رہی ہو۔ یہ ایک تحفہ ہے جو ہم نے اگلی صدی کے لئے خدا کے حضور پیش کرنا ہے۔ جماعت کا ہر طبقہ اس تحفہ کے لئے تیار ہونا چاہئے۔ دنیا بھر میں بلا استثناء جماعت کے ہر طبقہ سے لکھوکھہا واقفین زندگی آنے چاہئیں۔ آئندہ صدی میں اسلام کو بکثرت ہر جگہ پھیلانے کے لئے لاکھوں تربیت یافتہ واقفین درکار ہوں گے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ 3 / اپریل 1987ء)

دراصل یہ منشاء الٰہی تھا جو حضور انورؒ کی مبارک زبان سے جاری ہوا اور اللہ تعالیٰ جو علیم وخبیر ہے اس کو جماعت کی بڑھتی ہوئی تعداد اور اس کی آئندہ ہونے والی ترقیات کے پیش نظر واقفین کی ایک فوج تیار کرنا منظور تھا۔ چنانچہ حضور انورؒ کے اس ارشاد کے بعد فرشتوں نے لوگوں کے دلوں میں اس بارے تحریک کرنی شروع کی اور جماعت کے مخلص احباب جو خلافت کے ساتھ محبت واخلاص کا تعلق رکھتے ہیں وہ بڑھ چڑھ کر اس الٰہی سکیم میں اپنے ہاں ہونے والی اولاد کو خدا تعالیٰ کی راہ میں وقف کرنے میں پیش پیش رہے۔ ماؤں نے اس الٰہی آواز پر لبیک کہتے ہوئے حضرت مریم علیہا السلام کی والدہ کا نمونہ پیش کرتے ہوئے کہا کہ:

رب انی نذرتُ لک ما فی بطنی محرّرًا فتقبّل منی (سورۃ آل عمران آیت ۳۶)

کہ اے میرے رب! جو کچھ میرے پیٹ میں ہے میں تیرے لئے پیش کر رہی ہوں۔ مجھے نہیں علم ہے کہ وہ لڑکا ہے یا لڑکی، اچھا ہے یا برا مگر میں جو کچھ تجھے دے رہی ہوں اسے قبول فرما۔ اور باپوں نے بھی سنت ابراہیم پر عمل کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ اور اس تحریک میں بڑھ چڑھ کر شامل ہوئے اور ہو رہے ہیں۔

پس آج محض اللہ تعالیٰ کے فضل واحسان اور سیدنا حضور انور کی دعاؤں اور خصوصی نگہداشت سے واقفین و واقفات نو کی تعداد سینکڑوں میں نہیں بلکہ ہزاروں میں ہو گئی ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک

پس جس رفتار سے اسلام احمدیت کے ذریعہ پھیلتا جا رہا ہے اتنی ہی جماعت تربیت یافتہ واقفین کی ضرورت کو محسوس کر رہی ہے۔ اور موجودہ زمانہ میں جب کہ دنیا مادیت میں ترقی کرتی جا رہی ہے اور خدا کے نام لیواؤں اور اس کی محبت اپنے دلوں میں رکھنے والوں کی تعداد میں کمی ہوتی جا رہی ہے۔ اس تحریک کا سب سے پہلا اور اہم مقصد مخلوق خدا میں خدا تعالیٰ کی محبت پیدا کرنا ہے۔

تحریک وقف نو کے اغراض ومقاصد

اول: سب سے بڑا مقصد اس تحریک کا مخلوق خدا میں خدا کی محبت پیدا کرنا اور تمام خلق اللہ کو اپنے مولائے حقیقی سے ملانے کی کوشش کرنا ہے تا تمام انسان اپنے مقصد حیات کو حاصل کر سکیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب اس تحریک کے نتائج اور اثمار نکلنے کا وقت قریب آنے لگا ہے۔ تحریک وقف نو میں شامل وقفِ نو مجاہدین نے نئی صدی میں ایک عظیم انقلاب پیدا کرنا ہے۔ اس سے پہلے ان کو چاہئے کہ خود رب العالمین سے اپنا تعلق پختہ کریں۔ اس مقصد کے حصول کے لئے بنیادی بات یہ ہے کہ جھوٹ سے اجتناب کیا جائے اور چاہے کوئی بھی

مصیبت لاحق ہو سچائی کا دامن نہ چھوڑا جائے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

''ہر واقف زندگی بچہ جو وقف نو میں شامل ہے بچپن سے ہی اس کو سچ سے محبت اور جھوٹ سے نفرت ہونی چاہئے اور یہ نفرت اس کو گویا ماں کے دودھ میں ملنی چاہئے جس طرح Radiation کسی چیز کے اندر سرایت کرتی ہے اس طرح پرورش کرنے والی باپ کی بانہوں میں سچائی اس بچہ کے دل میں ڈوبی چاہئے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ والدین کو پہلے سے بہت بڑھ کر سچا ہونا پڑے گا..... ان بچوں کی خاطر ان کو اپنی تربیت کی طرف بھی توجہ کرنی ہوگی۔''

(خطبات وقف نو صفحہ:33)

اپنے اندر سچائی پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ انسان نماز کا پابند ہو کیونکہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نماز کے ذریعہ انسان کی تمام بدیاں دور ہوتی ہیں اور نیکیاں ترقی کرتی ہیں۔ گو سچا بننے کے لئے ضروری ہے کہ ہم پہلے نمازی بنیں تب اس پہلے مقصد کو پاسکیں گے۔

دوسرا مقصد

دوسرا مقصد و مدعا اس تحریک کا یہ ہے کہ مخلوق خدا کی خدمت اس رنگ میں کی جائے جیسا کہ ماں اپنے بچے کی خدمت کرتی ہے کیونکہ ماں بچے کی خدمت صرف محبت کی وجہ سے کرتی ہے نہ کسی اور لالچ یا معاوضہ کی وجہ سے۔ یہ وہ مقصد ہے جو کہ اگلی صدی میں عظیم الشان ترقیات کا حامل ہے کیونکہ حقوق اللہ کے بعد انسانی حیات کا مقصد حقوق العباد ہی ہے۔ اور اگر ہم خلاصۃً بیان کریں گے تو اس تحریک کے بھی دو ہی مقصد ہیں۔ اول حقوق اللہ اور دوئم حقوق العباد۔ باقی ان دو کی ہی الگ الگ شاخیں ہیں۔

ان مذکورہ بالا اغراض و مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ والدین بچپن سے ہی اپنے واقفین بچوں کی نگہداشت احسن رنگ میں کریں تا کہ وہ مستقبل میں جماعت کے لئے مفید وجود بن جائیں۔ اور جماعت کے تقاضوں کو پورا کرنے والے قابل فخر وجود بن جائیں۔

خدمت خلق

یہ وہ میدان ہے جو کہ خدا تعالیٰ کی طرف لوگوں کو راغب کرنے کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ ان واقفین نو نے آئندہ صدی میں حقوق العباد سب سے پہلے بصورت ڈاکٹر ادا کرنے ہیں یعنی ہر واقف اور واقفہ نے یہ کوشش کرنی ہے کہ جدید سائنس اور ٹیکنالوجی سے استفادہ کر کے سائنسی علوم سیکھ کر خلق اللہ کی امداد کرے یعنی بصورت ڈاکٹر مریضوں کا علاج اس رنگ میں کرنا کہ مریض ہی نہیں بلکہ مولائے حقیقی بھی خوش ہو۔ چنانچہ اس مہم کی تیاری اس وقت واقفین زور وشور سے کر رہے ہیں۔ اور موجودہ امام حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز از خود کلاسز لے کر واقفین و واقفات کو Topics دیکر سائنسی تجربات کروا رہے ہیں جس کا نتیجہ ان شاء اللہ تعالیٰ عنقریب ہی نکلنے والا ہے۔

آئندہ صدی میں واقفین نو میں برق رفتاری سے ڈاکٹر عبد السلام مرحوم جیسی عظیم الشان شخصیات پیدا ہوں گی جو کہ دنیا میں یہ انقلاب پیدا کر کے رہیں گے کہ احمدیت ہی حقیقی اسلام کا اصل روپ ہے۔ اور یہی وہ شخصیات ہونگی جو کہ یہ اعلان کریں گے کہ:

محمود کر کے چھوڑیں گے ہم حق کو آشکار
روئے زمیں کو خواہ ہلانا پڑے ہمیں
پھیلائیں گے صداقت اسلام کچھ بھی ہو
جائیں گے ہم جہاں بھی کہ جانا پڑے ہمیں

اول تو یہ شخصیات ہیں جنہوں نے سائنس میں ترقی کر کے جماعت کی ترقیات کا باعث بننا ہے اور پھر دوسرا طبقہ ان ہی واقفین میں سے ایک ایسا طبقہ ہوگا جنہوں نے ماہر فلکیات، ماہر ارضیات کے علاوہ ماہر تعمیرات بننا ہے۔ گو ان واقفین نو نے ہر ہنر اور ہر ڈیوٹی سرانجام دینی ہے اور صرف مقصد و مدعا یہ ہوگا کہ خلق اللہ کو رضائے الٰہی حاصل ہو۔ اور وہ سب اپنے حیات کے اصل مقصد کو حاصل کر سکیں۔

سائنسدان، ڈاکٹرز، ماہرین فلکیات و ارضیات کے علاوہ تحریک وقف نو کا ایک اہم مقصد یہ بھی ہے کہ آنے والی نسل تباہ نہ ہو بلکہ وہ دجال کے بچھائے ہوئے جال سے باہر رہ کر خدا کے حقیقی عابد بن جائیں۔ اس مقصد کے حصول کے لئے آئندہ صدی میں واقفات نو نے بھی اہم رول ادا کرنا ہے۔ گو واقفین کے ساتھ ساتھ واقفات نو بھی آئندہ صدی کے لئے عظیم الشان ترقیات کی حامل ہیں۔ علاوہ ازیں آئندہ صدی میں واقفین نو کی جو اولاد ہوگی اس کی تعلیم و تربیت کی ذمہ داری حضرت خلیفۃ المسیح نے واقفات نو پر لگائی ہے۔ جیسا کہ حضور انور نے ارشاد فرمایا کہ واقفات نو کی شادی واقفین زندگی سے ہی ہوگی۔ اس بات میں بھی اہم اشارہ یہ ہے کہ آئندہ صدی میں پیدا ہونے والے بچوں کی تربیت کی ذمہ داری واقفات نو پر ہوگی۔ یہ آئندہ کا زمانہ جماعت احمدیہ کے لئے ایک عظیم الشان ترقیات کا زمانہ ہوگا جس میں واقفین خلق اللہ کے حقوق ادا کر رہے ہوں گے اور واقفین کی اولاد کی تربیت واقفات نو کر رہی ہوں گی۔ ایک عجیب نظارہ ہوگا۔ ہر طرف اور ہر گھر میں محمد ﷺ کی آواز بلند ہوگی اور ہر طرف سے حضرت مسیح موعودؑ کی اس آواز کو بلند کیا جا رہا ہوگا کہ:

صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے
ہیں درندے ہر طرف میں عافیت کا ہوں حصار

غرض حقوق اللہ اور حقوق العباد کے فرائض منصبی ادا کرنے میں ہر واقف اور واقفہ مصروف عمل ہوگی۔

☆ دنیا عظیم سائنسدانوں کی تلاش کرے گی تو وہ ان کو صرف واقفین نو سے حاصل ہوگا۔ ☆ دنیا عظیم ڈاکٹرز کی تلاش میں ہوگی تو وہ اس کو واقفین نو سے حاصل ہوگا۔ ☆ دنیا خدا کی تلاش میں ہوگی تو وہ واقفین نو کے ذریعہ حاصل ہوگا۔ ☆ دنیا تربیت یافتہ ماں تلاش کرے گی تو واقفات نو سے حاصل ہوگی۔

گو ہر چیز اور ہر ضرورت جو کہ دنیا کو ضرورت ہوگی وہ اس تحریک کے ذریعہ حاصل ہوگی کیونکہ یہ تحریک اتنی وسیع اور عظیم الشان ہے جس کا اندازہ آج کے

انسان کو نہیں ہوسکتا بلکہ آج سے ۱۸ سال بعد جب اس کی تاریخ سنہری حروف سے لکھی جائے گی تب معلوم ہوگا کہ اس تحریک کا مقصد کیا تھا اور کیسے اور کس رنگ میں پورا ہوا اور آئندہ کیا حسین نتائج پیدا ہوتے جائیں گے تب اس وقت کے لوگ یہ ضرور کہہ اٹھیں گے

''ملت کے اس فدائی پر رحمت خدا کرے''

اور لوگ اس عظیم الشان شخص کی یاد میں ترانے گائیں گے جس نے اس تحریک کا آغاز فرمایا۔

الغرض تحریک وقف نو ایک ایسی تحریک ہے جس کے ذریعہ آئندہ عظیم انقلابات پیدا ہونے ہیں لیکن شرط یہ ہے کہ ہمارے واقفین نو و واقفات نو حضرت مسیح موعودؑ کے ان الفاظ کو اپنا لائحہ عمل بنائیں تب وہ ان عظیم الشان ترقیات کی منازل طے کرسکیں گے۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

''مسلمان وہ ہے جو خدا تعالیٰ کی راہ میں اپنے تمام وجود کو سونپ دیوے یعنی اپنے وجود کو اللہ تعالیٰ کے لئے اور اس کے ارادوں کے لئے اور اس کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے وقف کر دے۔ اور پھر نیک کاموں پر خدا تعالیٰ کے لئے قائم ہوجائے اور اپنے وجود کی تمام عملی طاقتیں اس کی راہ میں لگا دیوے مطلب یہ ہے کہ اعتقادی اور عملی طور پر محض خدا تعالیٰ کا ہو جاوے۔''

(آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد 5)

جہاں سیدنا حضور انور نے واقفین بچوں کی ذمہ داریاں بیان فرمائی ہیں وہاں والدین واقفین پر بھی حضور انور نے ان بچوں کی صحیح رنگ میں تربیت اور ان کو مستقبل کے تقاضوں کو پورا کرنے والے وجود کے طور پر تیار کرنے کی ذمہ داری ڈالی ہے۔

''خدا کے حضور بچے کو پیش کرنا ایک بہت اہم بات ہے۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ اور آپ یاد رکھیں کہ وہ لوگ جو خلوص اور پیار کے ساتھ قربانیاں دیا کرتے ہیں وہ اپنے پیار کی نسبت سے ان قربانیوں کو سجا کر پیش کیا کرتے ہیں۔

قربانیاں اور تحفے دراصل ایک ہی ذیل میں آتے ہیں۔ آپ بازار سے شاپنگ کرتے ہیں، عام چیز جو گھر کے لئے لیتے ہیں اسے باقاعدہ خوبصورت کاغذوں میں لپیٹ کر اور فیتوں سے باندھ کر سجا کر آپ کو پیش نہیں کیا جاتا۔ لیکن جب آپ یہ کہتے ہیں کہ یہ ہم نے تحفہ لینا ہے تو پھر دکاندار بڑے اہتمام سے اس کو سجا کر پیش کرتا ہے۔ پس قربانیاں تحفوں کا رنگ رکھتی ہیں اور ان کے ساتھ سجاوٹ ضروری ہے۔ آپ نے دیکھا ہوگا بعض لوگ تو مینڈھوں اور بکروں کو بھی خوب سجاتے ہیں بعض تو ان کو زیور پہنا کر پھر قربان گاہوں کی طرف لے کر جاتے ہیں، پھولوں کے ہار پہناتے ہیں اور کئی قسم کی سجاوٹیں کرتے ہیں۔ انسانی قربانیوں کی سجاوٹیں اور طرح کی ہوتی ہیں۔ انسانی زندگی کی سجاوٹ تقویٰ سے ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے پیار اور اس کی محبت کے نتیجہ میں انسانی روح بن ٹھن کر تیار ہوا کرتی ہے۔ پس پیشتر اس کے کہ یہ بچے اتنے بڑے ہوں کہ جماعت کے سپرد کئے جائیں ان ماں باپ کی بہت ذمہ داری ہے کہ وہ ان قربانیوں کو اس طرح تیار کریں کہ ان کے دل کی حسرتیں پوری ہوں جس شان کے ساتھ وہ خدا کے حضور ایک غیر معمولی تحفہ پیش کرنے کی تمنا رکھتے ہوں وہ تمنائیں پوری ہوں۔'' (خطبہ جمعہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرمودہ 10 رفروری 1989ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خلافت پر متمکن ہونے کے بعد مورخہ 27 رجون 2003ء کو اس عظیم الشان تحریک کے بارے میں فرمایا:

''اس وقت اسلام کی بقاء و ترقی اسی مسیح محمدی کے ساتھ وابستہ ہے جس نے دلائل سے لوگوں کے دل جیت کر اپنے زیر نگیں کیا۔ اور یہ اعلان کیا کہ'' سیف کا کام قلم سے ہے دکھایا ہم نے''۔ پس آج اس مسیح موعود کو ماننے والی ماؤں اور باپوں نے خلیفہ وقت کی تحریک پر انبیاء اور ابرار کی سنت پر عمل کرتے ہوئے مسیح موعود کی فوج میں داخل کرنے کے لئے اپنے بچوں کو پیدائش سے پہلے پیش کیا اور کرتے چلے جارہے ہیں..... اسی سنت پر عمل کرتے ہوئے یہ ہے احمدی ماؤں اور باپوں کا عمل، خوبصورت عمل، جو اپنے بچوں کو قربان کرنے کے لئے پیش کررہے ہیں جہاد میں حصہ لے رہے ہیں لیکن علمی اور قلمی جہاد میں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی فوج میں داخل ہوکر اور انشاء اللہ تعالیٰ یہی لوگ فتحیاب ہوں گے جن میں خلافت اور نظام قائم ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی دوسرا طریق کامیاب ہونے والا نہیں.......''

اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان سے ہندوستان میں اس وقت 1841 بچے اور بچیاں اس عظیم تحریک میں شامل ہیں جن میں سے پانچ سو کے قریب بچے و بچیاں بلوغت کی عمر میں داخل ہوچکے ہیں۔

اکناف عالم میں رہنے والے واقفین بچوں کی تعلیم و تربیت کے پیش نظر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بستان وقف نو اور گلشن وقف نو کلاس کا اجراء فرمایا اور mta کے ذریعہ سے روزانہ بچوں کی تربیت فرمارہے ہیں۔ واقفین نو بچوں کے مستقبل کو زمانہ کی ترقی کے رفتار کے ساتھ اور جماعت کی بڑھتی ہوئی ضرورتوں کے مطابق بنانے کے لئے کیرئر پلاننگ اور کاؤنسلنگ کمیٹیاں ہر ملک میں تشکیل دی گئی ہیں۔ حضور انور جس ملک کا بھی دورہ فرماتے ہیں خصوصیت کے ساتھ وہاں کے واقفین نو و واقفات نو بچوں سے ملتے ہیں اور ان کو گائڈ کرتے ہیں۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم خلیفہ وقت کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منشاء کے مطابق اپنی اولاد کو سنواریں اور واقفین جو فہم رکھتے ہیں ان میں اپنی ذمہ داری کا احساس پیدا کرنے والے بن جائیں تو پھر یقیناً ہم حقیقی رنگ میں خلافت احمدیہ کے اس جوبلی سال میں واقفین بچوں اور بچیوں کی فوج کو جو کہ خلق اللہ کی ہمدردی اور اس کی خدمت و اصلاح کا جوش اپنے اندر رکھتی ہو خدا تعالیٰ کی راہ میں پیش کرنے والے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

☆☆☆☆☆

خلیفۃ المسیح سے ملاقات کی حسین یادیں

اس عنوان کے تحت بعض افراد جماعت نے اپنی حسین یادیں بھجوائی ہیں جوخلاصۃً ہدیہ قارئین ہیں۔(ادارہ)

☆......**عبدالسلام صاحب ٹاک صدر جماعت احمدیہ سرینگر تحریر کرتے ہیں:**

مارچ ۱۹۸۳ء کی بات ہے مدتوں کی خواہش اور تڑپ اور بڑی تگ ودو کے بعد امام وقت سے ملاقات کے لئے سری نگر سے دارالضیافت ربوہ پہنچا۔ دارالضیافت سے مسجد مبارک تک پہنچنے کے لئے بس ایک جست کا فاصلہ رہ گیا تھا کہ میری در محبوب تک رسائی ہوئی۔ اس میں اب کوئی رکاوٹ نہ تھی۔ اس دن کی ظہر کی نماز کی اذان میرے کان میں پڑی، دوسرے لمحے میں ہی مسجد مبارک میں پہنچ چکا تھا۔ اب چند منٹوں کی بات تھی وہ پلک جھپکتے گذر گئے۔ سامنے سے میرے پیارے آقا خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ محراب میں سے تشریف آور ہوئے۔ میرے دلی مقاصد کا پہلا حصول ان کے روئے انور کی زیارت سے نصیب ہوا۔ فرضوں کی امامت کے بعد حضور بغیر پیچھے کی طرف دیکھے واپس تشریف لے گئے۔

دوسرے روز میں نے محترم ناظر صاحب خدمت درویشان کی خدمت میں حضور رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضری اور قدمبوسی کی اپنی خواہش عرض کی۔ انہوں نے فرمایا کہ ایک کاغذ پر اپنا مختصر تعارف لکھ کر مکرم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کی خدمت میں ملاقات کی درخواست کریں۔ میں نے یہی کیا اور اسی دن شام کو مجھے اطلاع ملی کہ بفضلہ میرا مقصد سفر کل صبح دس بجے پورا ہوگا۔ اور میں باریابی حاصل کرونگا۔ ملاقات کے دن صبح سویرے سے ہی میرے دل کی دھڑکنیں تیز ہوتی گئیں تا وقتیکہ مجھے قصر خلافت کے ایک کمرے میں بٹھایا گیا۔ اس کمرے کے دو دروازے تھے۔ جس دروازے سے میں داخل ہوا اُس کے مقابل میں دوسرا دروازہ تھا۔ یہ سوچتے ہوئے کہ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ اس مقابل کے دروازے سے تشریف لائینگے، میں ہمہ تن متوجہ ہو کر اسی دروازے کی طرف نگاہیں جمائے کرسی پر بیٹھ گیا۔ میرے سامنے ایک چھوٹی سی پست میز تھی۔ کچھ منٹ گزرے ہونگے کہ میرے پیچھے والے دروازے سے آہٹ آئی اور نور مجسم میرے پیارے آقا ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ'' فرماتے ہوئے اندر تشریف لائے۔ یہ میرے خلاف توقع بات تھی میں لازمًا کچھ ہڑبڑا اٹھا۔ لیکن حضورؒ کے پُر شفقت مصافحہ اور محبت بھرے معانقہ نے میری ساری حسّیں پھر بحال کر دیں۔ حضور تشریف فرما ہوئے۔ مجھے بیٹھنے کا اشارہ ملا۔ اس طرح آقا اور غلام پانچ منٹ سے بھی زیادہ دیر ایک دوسرے کے بالمقابل بیٹھے رہے۔ حضور نے تفصیلاً میرے، میرے خاندان اور جماعت احمدیہ سرینگر کے حالات دریافت فرمائے۔ اپنی بے بساطی اور بے بضاعتی کے باوجود، ایاز اپنی قدر جانتے ہوئے بھی ایک حقیر ساتحفہ ساتھ لے گیا تھا۔ جسے بڑی محبت اور پسندیدگی سے قبول فرما کر فرمایا:''بڑی پیاری چیز ہے''

پھر اس ناچیز پر اپنی شفقت اور پیار کا اظہار کرتے فرمایا:''کہاں ٹھہرے ہیں۔ کوئی تکلیف تو نہیں''

یہ لیل ونہار چلتے رہے اور میں حضور اقدس کی عنایت کا مورد رہا۔ اسی ماہ میں مرکزی مجلس مشاورت بھی منعقد ہوئی۔ اس مشاورت کے تین خاص واقعات یہاں نقل کرتا ہوں۔

(۱) راولپنڈی کی جماعت کے مندوبین میں محترم عبدالغفار ڈار صاحب بھی شامل تھے۔ مکرم ڈار صاحب نے اپنی باری پر یہ تجویز دی کہ حضور بھارت اور کشمیر کا دورہ فرمائیں اور قادیان کی زیارت کریں۔ حضور نے جواب میں صرف ''جزاکم اللہ'' فرمایا۔ ڈار صاحب نے اس کے بعد یہ شعر پڑھا ؎

لازم ہے دل کے ساتھ رہے پاسبان عقل
لیکن کبھی کبھی اسے تنہا بھی چھوڑ دے

حضورؒ نے جواباً فرمایا:

''جیسے آپ نے اس وقت چھوڑ دیا ہے''

(۲) لاہور کی جماعت سے ایک نہایت سادہ مگر پرکار نیک صاحب بطور مندوب شامل مشاورت تھے۔ اپنی ایک تجویز انہوں نے نہایت احسن رنگ میں پیش کی۔ حضور نے فرمایا:''معلوم ہوتا ہے جماعت لاہور نے آپ کو پوری طرح تیار کر کے بھیجا ہے۔'' اُس نے عرض کیا۔'' نہیں حضور یہ سب آپ کی برکت ہے''۔ اس پر حضور نے فرمایا:

''بعض برکتوں کا پتہ تو مجھے بھی اب لگا ہے''۔

پھر حضور نے ان سے فرمایا کہ:

''آپ کو دیکھ کر لوگ ہنستے کیوں ہیں''

اُس نے بتایا:''حضور شاید استہزا کرتے ہیں''

حضور نے فرمایا: ''نہیں یہ محبت کے چونچلے ہیں''۔ اس نے عرض کیا: ''حضور گھر اور برادری میں بھی یہی حال ہے''

(۳) اس مشاورت میں بعض دوستوں نے حضور انور کو آنحضور کہہ کر جب مخاطب کیا تو حضورؒ نے منع فرمایا اور فرمایا کہ یہ لفظ حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم سے مخصوص ہو چکا ہے۔

الوداعی ملاقات میں حضور انورؒ نے پھر مصافحہ اور معانقہ سے مشرف فرمایا۔ دُعاؤں اور بیش بہا تحفہ سے نوازا اور بڑے پیار کے ساتھ اپنے اس ادنیٰ ترین خادم کو رخصت فرمایا۔ رخصت ہونے سے قبل ہی خاکسار نے دل میں تہیہ کر رکھا تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو اگلے سال یعنی ۱۹۸۴ء میں مع اپنی اہلیہ صاحبہ کے پھر سے حاضر ہونے کی کوشش کرونگا۔ لیکن اے بسا آرزو کو خاک شدہ۔ دوسرے سال حضور لندن کو ہجرت فرما گئے۔ اپنی بے بضاعتی کو دیکھتے ہوئے یہ احساس ہونے لگا کہ شاید اب حضورؒ تک رسائی محال ہوگی لیکن میرے قادر و کارساز خدا نے میرے اس خدشہ کو غلط ثابت کیا اور ایسے ذرائع عطا فرمائے کہ لندن میں بھی آدھ درجن سے بھی زیادہ بار یہ عاجز اپنے آقا کی خدمات میں حاضر ہو کر ان کی خاص عنایات کا مورد رہا۔

محمد کلیم خان صاحب مبلغ سلسلہ بنگلور تحریر کرتے ہیں:

مورخہ ۲۸؍دسمبر ۲۰۰۵ء بروز چہارشنبہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مردانہ جلسہ گاہ سے زنانہ جلسہ گاہ میں تشریف لائے اور خواتین کو شرفِ دیدار بخشا۔

اس کے چند لمحات کے بعد زنانہ جلسہ گاہ میں ہی بنگلور کی ایک خاتون محترمہ نصرت جہاں صاحبہ کا ہارٹ اٹیک سے انتقال ہو گیا۔ فوری طور پر اسپتال میں منتقل کروایا گیا۔ مگر معلوم ہوا کہ وہ وفات پا چکی ہیں۔

دوسرے دن مورخہ ۲۹؍دسمبر بعد نماز ظہر جنازہ جلسہ گاہ لیجایا گیا۔ نماز ظہر کی ادائیگی کے بعد حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ کی طرف روانہ ہونے کے لئے کار میں تشریف رکھنے ہی والے تھے کہ جنازہ دیکھ کر فوراً حضور اپنی گاڑی سے اُتر گئے اور نماز جنازہ کی ادائیگی کے لئے تشریف لے آئے۔

حضور انور نماز جنازہ کے قبل مرحومہ کی تفصیلی حالات خاکسار (محمد کلیم خان مبلغ سلسلہ بنگلور) سے اور محترم محمد شفیع اللہ صاحب صوبائی امیر جماعت احمدیہ کرناٹک سے تقریباً چھ سات منٹ تک دریافت فرماتے رہے۔ محترم امیر صاحب نے بتایا کہ حضور! مرحومہ نے وصیت کا نہ صرف پختہ ارادہ کیا تھا بلکہ اپنی پوری جائیداد جماعت کو تحفۃً دینے کا ارادہ ظاہر کیا تھا۔ اس پر حضور انور نے محترم امیر صاحب اور خاکسار کی گواہی پر فرمایا مرحومہ کو امانتاً دفن کروائیں۔ حضور انور سے اس سلسلہ میں گفتگو کے دوران محترم مولانا محمد انعام صاحب غوری (سابق ناظر صاحب اصلاح و ارشاد) محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ بنگلور اور خاکسار موجود تھے۔ حضور انور نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اور حضور کی ہدایت پر مرحومہ کو امانتاً دفن کیا گیا۔

چند مہینوں کے بعد حضور انور کے دفتر لندن سے محترم سیکرٹری صاحب مجلس کارپرداز کو مرحومہ نصرت جہاں کی بہشتی مقبرہ میں منتقلی کے بارہ میں چٹھی بھی موصول ہوئی۔ مرحومہ کی بہن محترمہ فرخندہ بیگم صاحبہ نے اپنی بہن کا چندہ ادا کیا اور مرحومہ کا تابوت بہشتی مقبرہ میں منتقل کر دیا گیا۔

قربان جائیں اپنے آقا پر جس نے دوران ملاقات اُس غریب عورت کے تفصیلی حالات دریافت فرمائے۔ اور امیر جماعت اور مبلغ کی گواہی پر مرحومہ کو امانتاً دفن کرنے کا ارشاد فرمایا۔ اتنی مصروفیت کے باوجود لندن پہنچ کر بھی یاد رکھا اور وہاں سے دفتر بہشتی مقبرہ کو یاد دہانی کروائی۔

اللھم ایدہ امامنا بروح القدس و بارک لنا فی عمرہ امرہ۔

مختار شکیل صاحب بھٹی راجوری معلم سلسلہ تحریر کرتے ہیں:

بچپن سے ہی گھر کے بزرگوں سے خلافت کی اہمیت و برکات کی باتیں سنتے ہوئے خلافت سے محبت پیدا ہو گئی تھی۔ دل میں ایک تڑپ اُٹھتی کہ کاش کب ہم بھی ان اللہ والے پیارے بزرگوں سے ملیں گے۔ ۱۹۹۱ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ قادیان جلسہ میں بنفسِ نفیس تشریف لائے تو اس سال خاکسار جلسہ پر آیا حضرت صاحب سے ملاقات ہو گئی تھی۔ جب ۲۰۰۵ء کے سالانہ اجتماع میں حضرت میاں صاحب مرحوم نے یہ اعلان کیا کہ انشاء اللہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ۲۰۰۵ء کے جلسہ سالانہ میں تشریف لا رہے ہیں تو خاکسار نے اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کیا کہ اللہ نے ہم تمام احمدیوں کی دُعائیں سُن لی ہیں۔ خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا۔ اور بے چینی و بیقراری و دل میں جاری ہو گئی کہ حضور سے کیسے ملاقات ہو گی۔ سالانہ مرکزی اجتماع سے ہی ہم بے صبری سے تاریخیں گنتے رہتے جلسہ سالانہ قریب آیا دل میں مزید تڑپ و خوشی ہونے لگی کہ حضرت صاحب آ رہے ہیں۔ جلسہ قریب آتے ہی احمدیوں کی دوڑ دہلی و قادیان کی طرف لگی۔ بہرحال ہم لوگ مہمانوں کو لیکر ۲۴ دسمبر کو قادیان پہنچ گئے۔ خاکسار نے اس وقت حضرت صاحب کو دیکھا جب ۲۶ تاریخ کا افتتاحی اجلاس شروع ہوا حضرت صاحب اسٹیج پر تشریف لائے خاکسار سب سے آگے بیٹھا تھا۔ اور وہاں سے حضور کو دیکھتا رہا۔ خوشی سے آنسو آنکھوں میں جاری تھے۔ وہ دن بھی زندگی کا خوش قسمت دن تھا جب ۶ جنوری کی شام کو تقریباً ۷ بجے کے وقت خاکسار کی بمعہ فیملی عُلماء کے دفتر میں حضرت صاحب سے ملاقات ہو گئی۔ کیا دیکھا نورانی چہرہ نور ہی نور برستا ہوا پیارا مکھڑا۔

اللہ تعالیٰ پیارے حضور پر اپنی برکتوں کا نزول فرماتا رہے۔

کنیز فاطمہ صاحبہ کامارِیڈی، آندھرا تحریر کرتی ہیں:

جب اطلاع ملی کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ جلسہ سالانہ ۲۰۰۵ء قادیان تشریف لا رہے ہیں تو ہم نے مع فیملی قادیان جانے کا پختہ ارادہ کرلیا۔ یقین نہیں آرہا تھا کہ ہم واقعی میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرسکیں گے بھی یا نہیں کیونکہ دنیا بھر سے لوگ قادیان آرہے تھے۔ حضور نے خود سے ملاقات کا وقت معین کرکے ہمیں ہی نہیں ساری جماعت کو راحت دی۔

جب وقت مقررہ پر بڑی قطاروں میں ٹھہر کر میرے شوہر احمد اللہ اور میرے بیٹے جری اللہ میرے والد فرحت صاحب ملاقات کرکے آئے تو ان سب کی خوشی کا کوئی ٹھکانا نہ تھا میرا بیٹا تو اتنا خوش تھا کہ میں بیان نہیں کر سکتی۔ کیونکہ حضور نے اس سے مصافحہ کرکے ایک چاکلیٹ بھی دی۔

خاکسارہ نے جب مستورات کے اسٹیج پر حضور پُر نور کو رونق افروز دیکھا تو خوشی کے مارے آنسو نکل پڑے۔ ہماری سب سے بڑی خوش نصیبی یہ بھی رہی ہے کہ میری والدہ محترمہ (شاکرہ بیگم صاحبہ) جو کہ موصی تھیں حضور کے آنے سے کچھ ماہ قبل انتقال کرچکی تھیں۔ انہیں حیدرآباد سے قادیان بہشتی مقبرہ لے جانے کی کاروائیاں اتنی جلد تکمیل کو پہنچی کہ ہم تمام حیران تھے۔ آپ کا جنازہ حضور انور نے پڑھایا اور بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔ ہم سبھی کو اپنی امّی جان کی جدائی کا غم تو تھا ہی لیکن خوشی اس بات سے بے انتہاء ہوئی ہے کہ حضور اقدس نے ہماری والدہ محترمہ کا جنازہ پڑھا۔

محمد اسحٰق صاحب عاجز معلم وقف جدید تحریر کرتے ہیں:

۲۰۰۵ء کے جلسہ سالانہ کے موقع پر خدا کے فضل سے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی آمد کی تیاری بہت پہلے سے ہی تھی۔ ہر چھوٹا بڑا خوش تھا خاکسار مع فیملی تین ماہ پہلے سے تیاری کر رہا تھا اور جب خدا کے فضل سے وہ وقت آیا تو مورخہ 05-12-23 کو قادیان پہنچ کر اپنا سامان نور ہسپتال میں رکھا۔ خاکسار کے سُسر صاحب نے بتایا کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ عصر کے بعد بہشتی مقبرہ میں دعا کرنے جاتے ہیں تو راستے میں دیکھنے کے لئے سب لوگ گئے ہوئے ہیں۔ یہ سنتے ہی ہم بھی مع فیملی چل پڑے۔ گیٹ مسجد مبارک کے پاس آتے ہی یہ معلوم ہوا کہ حضور انور مسجد میں نماز مغرب وعشاء پڑھنے پہنچ چکے ہیں۔ اور خاکسار نے بھی نماز پڑھی۔ میرا بیٹا بھی ساتھ ہی تھا وہ بولا کہ ابو جی یہ لوگ سب لائین کیوں بنا رہے ہیں۔ معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ ملاقات ہو رہی ہے۔ اس وقت خاکسار مع بیٹا ملاقات کے لئے لائن میں لگ گئے۔ اس طرح سے پہلی بار ملاقات ہوئی۔ بچے کو حضور انور نے ٹافی دی جس سے بچہ بہت خوش ہوا۔ اسکے بعد فیملی ملاقات کا موقعہ بھی مل گیا پھر جب حضور انور نے گھر گھر میں جاکر ملاقات کی تو خاکسار کی مع فیملی تیسری بار ملاقات ہوگئی۔ بفضلہٖ تعالیٰ ایک ماہ حضور انور کے ساتھ قادیان میں گذارنے کا موقع ملا۔ الحمدللہ ذٰلک۔

قدسیہ یاسمین صاحبہ اہلیہ محمد اسحٰق عاجز تحریر کرتی ہیں کہ:

میری خلیفۃ المسیح سے ملاقات۔ جب میری بدر کے اس عنوان پر پڑی تو خلیفہ وقت سے ملاقات کے وہ نایاب لمحے آنکھوں کے سامنے آگئے۔ دور سے خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ سے ملاقات ۱۹۹۱ء میں آپ رحمہ اللہ کی قادیان آمد پر ہوئی۔

قادیان میں جلسہ سالانہ کے دوران خاکسار کی ڈیوٹی لگی تو ہماری ملاقات حضور انور کی ڈیوٹی والوں کی ملاقات میں ہوئی حضور انور مسجد مبارک میں منبر کے پاس دیکھنے اور انکی نصائح سننے کا موقع ملا۔ ایک مرتبہ مہاراشٹر کی عورتوں کی ملاقات میں حضور انور سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ تب خاکسارہ نے حضور سے کہا حضور دُعا کریں کہ ہماری مسجد کا بینارہ پورا بن جائے وہاں بڑی عمارت کی زلزلہ کی وجہ سے اجازت نہیں ہے۔

ہماری ملاقات کے بعد مَردوں کی ملاقات میں میرے والد صاحب نے بھی مسجد کا ذکر کیا اور تصاریر دیکھا رہے تھے تو حضور نے فرمایا مجھے پتہ ہے آپکی بیٹی نے بھی دُعا کے لئے کہا ہے۔

تعجب اس بات پر ہے کہ اتنے لوگوں کی ملاقات کے بعد میری کہی بات یاد رکھ کر والد صاحب سے یہ کہنا کہ آپکی بیٹی کہہ چکی ہے۔

اسی طرح جب ہم نے سنا کہ خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز قادیان تشریف لا رہے ہیں تو خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا۔ بس آنکھیں خلیفہ خدا کے دیدار کو ترس رہی تھیں۔ دعائیں کرتے ہوئے دارالامان میں پہنچے ہمارا قیام نور ہسپتال میں تھا۔

جب ہم پہنچے شام کے چار پانچ بج رہے تھے۔ وہاں روم میں کوئی نہیں تھا بتایا کہ اس وقت حضور بہشتی مقبرہ دُعا کرنے جاتے ہیں۔ تو حضور کے دیدار کے شوق میں ساں گئے ہیں ہیں۔

ہم نے اپنا سامان وہیں دروازہ میں رکھ باہر نکل پڑے راستے میں پتہ چلا کہ حضور تو واپس چلے گئے ہیں۔ دل میں عجیب سی کیفیت تھی کہ تھوڑی دیر پہلے پہنچتے تو حضور کو دیکھ لیتے۔ میرے چھوٹے بھائی نے کہا ہم ابھی سے مسجد میں جاکر بیٹھ لیں گے دُعائیں کرتے رہیں گے حضور آتے ہی ملاقات بھی ہوگی اور پہلی صف میں جگہ بھی مل جائے گی۔

کھڑی ہوگئی بڑا لڑکا اپنے ابو کے ساتھ دور بڑی بیٹی اور چھوٹا بیٹا میرے ساتھ مسجد کی طرف روانہ ہوئے۔ وہ مسجد اقصیٰ کی طرف گئے خاکسارہ نے مسجد مبارک کا رخ کیا تو وہاں خدام کھڑے کہہ رہے تھے

جس کسی نے ملاقات کرنی ہو لائن میں آئیں۔ مجھے سمجھ ہی نہ آئی یہ کس سے کہہ رہے ہیں کیونکہ وہاں لائن کوئی تھی ہی نہیں خاکسارہ اپنے دو بچوں کے ساتھ نہ آگے کوئی ہے نہ پیچھے ادھر اُدھر دیکھتے ہی میں نے اپنی بیٹی سے خوشی سے کہا بیٹا چلو یہ اپنے سے ہی کہہ رہے ہیں اندر ملاقات ہو رہی ہے۔

ہم جلدی جلدی سیڑھیاں چڑھے اندر داخل ہوئے۔ وہاں بیت الدعا کے سامنے والے حصہ میں لائن لگی ہوئی تھی۔ خاکسارہ لائن میں کھڑی ہوگئی۔ عجیب کیفیت ہے۔ ایسا محسوس ہو رہا ہے حضور ملاقات کرتے ہوئے میری طرف دیکھ رہے تھے۔ مجھے عجیب سا لگا کہ مجھے حضور کی ملاقات کا پتہ ہوتا تو سفر کے کپڑوں کو بدل لیتی۔ میں اسی حالت میں برقع کی جگہ کوٹ سے ہوں۔ جب ہمارا نمبر آیا ہم نے سلام کر کے اپنے اور بچوں و خاوند کے لئے دعا کی درخواست کی تو حضور نے فرمایا:

اللہ فضل کرے گا۔ ماشاء اللہ آپکے بچے وقف نو میں شامل ہیں۔ کہہ کر خاکسارہ کے اور دونوں بچوں کے سروں پر شفقت سے ہاتھ پھیرا اور بچوں کو ٹافیاں دیں۔

اسی طرح ہر دفعہ جب تک قادیان میں مقیم رہے حضور کے دیدار کے لئے بہشتی مقبرہ میں پہنچ جاتے۔ ویسے جلسہ گاہ میں حضور ملنے آئے تھے۔ دوبارہ ہماری ملاقات فیملی ملاقاتوں کے سلسلے میں عید الضحیٰ کے دوسرے دن ہوئی جس میں میری بیٹی صالحہ الحق نے ڈائری میں دو جگہ حضور سے سائن کروائے حضور نے بچوں اور ہمارے سروں پر شفقت سے ہاتھ پھیر اور بچوں کو ٹافیاں دیں۔ ہم سلام کرتے ہوئے باہر نکلے مگر عجیب خوشی تھی کسی اپنے کی ملاقات سے بڑھ کر خوشی تھی۔

پھر تیسری بار ہماری ملاقات اس وقت ہوئی جب حضور انور گھر گھر جا کر ملاقات کر رہے تھے۔ چودھ جنوری کو خاکسارہ کے جیٹھ بھائی مبشر پونچھی صاحب کے گھر کو تشریف لائے۔ وہاں حضور کے دیدار کے شوق میں تمام رشتہ دار وہاں جمع ہو گئے۔

بڑا عجیب منظر تھا وہ جسے دیکھنے بچے دروازے میں کھڑے ہم اندر بے چینی سے پیارے آقا کی آمد کا انتظار کرنے لگے۔ حضور جب دروازے میں داخل ہوئے تو میرے خاوند محمد اسحٰق صاحب معلم نے حضور سے مصافحہ کیا اور ساتھ چلتے ہوئے ہم لوگوں کے پاس آئے۔ اس دن بھی حضور نے ہر ایک کے سلام کا جواب دیا۔ مختصر بات چیت کی تمام بچوں میں ٹافیاں تقسیم کیں۔

اتنا بے تکلفی کا ماحول لگ رہا تھا کہ میرے منہ سے نکلا حضور ہمیں بھی ایک میری لڑکی نے کہا حضور آپ تو مجھے دے چکے ہیں یہ تو آپ نے تیسری ٹافی دی ہے۔ حضور نے کہا کوئی بات نہیں لے لو۔ کہہ کر وہاں موجود فیملی کی گروپ فوٹو بنوا کر ملاقات ختم ہوئی۔

۱۵ رجنوری کو حضور انور کو قادیان سے الوداع کہہ کر ہم بھی اپنے گھر کی طرف چل پڑے مگر آج بھی میرے بچے جب کبھی ذکر ہوا ایسا خوش ہوتے ہیں۔ اور ایسا کہتے ہیں کہ گویا ابھی ابھی ملاقات کر کے آئے ہوں۔

ہر وقت حضور سے ملنے کی ہم تمام کے دلوں میں تڑپ ہے کہ کب ہمارے خلیفہ ہمارے پیارے خلیفہ کا دیدار نصیب ہو۔ اللہ ہمیں ہماری اور اولادوں اور ہمارے بزرگوں کو صحت والی اور خدمت کرنے والی لمبی عمر عطا کرے اور خلیفۃ المسیح کی اطاعت نصیب کرے۔

(قدسیہ یاسمین اہلیہ محمد اسحٰق عاجز)

محمد فیروز الدین انور صاحب کلکتہ تحریر کرتے ہیں:

یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل و احسان ہے کہ خاکسار کو کئی بار قادیان دارالامان کی زیارت کی توفیق ملی۔ مگر سال ۲۰۰۵ء ستمبر میں مجلس انصار اللہ بھارت کے سالانہ اجتماع میں یہ خوشخبری ملی کہ اس سال کے جلسہ سالانہ میں حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز تشریف لا رہے ہیں۔

چنانچہ ہم نے بھی اپنی فرصت اور ضرورت کا حساب کیا تو پتہ چلا کہ اجتماع کے فوراً بعد رمضان المبارک کا مہینہ شروع ہوگا۔ اس کے بعد جلسہ سالانہ بھی قریب ہوگا۔ اور بعد اس کے عید الضحیٰ بھی آجائے گی۔

دوسری طرف خاکسار کی صحت اور عمر ایسی نہیں تھی کہ بار بار سردی کے موسم میں کلکتہ اور قادیان کا سفر کرنا ممکن ہوتا۔ چنانچہ ہم نے یہی بہتر سمجھا کہ ان سارے پروگراموں میں تقریباً ۴ ماہ لگ جائیں گے۔ اور میرے لئے قادیان میں رہ کر حضرت اقدس کے دیدار اور گفتار کا بہت موقع ملے گا۔

پس ہم قادیان دارالامان میں دھونی رما کر اپنے محبوب سے ملاقات کے لئے ٹھہر گئے۔ قادیان کے قیام کے دوران رمضان اعتکاف وغیرہ کی برکات سے مستفیض ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔ الحمد للہ

دیکھتے ہی دیکھتے ایسا نظارہ بھی دیکھنے میں آیا کہ ہم ہی اکیلے اس محبوب کے چہرے کے متوالے نہیں بلکہ

ہم ہوئے تم ہوئے کہ میر ہوئے
سب اسکی زلفوں کے اسیر ہوئے

اور پھر ۱۵ دسمبر ۲۰۰۵ء کو ہمارا پیارا محبوب چاند طلوع ہوا۔ اور ہماری زبان سے بے ساختہ یہ دعا نکلی:

اَللّٰھُمَّ اَھِلَّہٗ عَلَیْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِیْمَانِ وَالسَّلَامَۃِ وَالْاِسْلَامِ رَبِّیْ وَرَبُّکَ اللّٰہُ۔

چنانچہ وہ چاند پورے ایک مہینہ اپنی مبارک ٹھنڈی اور فیض رساں روشنی ہم پر بکھیرتا رہا اور ہم مستفیض ہوتے رہے۔ تو ہماری ساری کلفتیں، صعوبتیں اور پریشانیاں بھی یوں غائب ہوگئیں جیسے کہ کبھی تھیں ہی نہیں۔

ہم نے یہ بھی دیکھا کہ وہ روحانی وجود ایک میٹھے اور صاف شفاف ابلتے ہوئے چشمے کی مانند ہمیں پاک کرتا رہا۔ ہمیں سنوارتا رہا۔ ہمیں صاف کرتا رہا۔ ہم سے محبت کرتا رہا۔ ہم پر شفقت و محبت کی بارش برساتا

رہا۔اور ہماری یہ پاک تبدیلی دیکھ دیکھ کر مسکراتا رہا۔
اور پھر اسی بابرکت موقعہ پر خدا تعالیٰ نے اپنا یہ وعدہ بھی پورا فرمادیا یعنی میں تیرے ساتھ اور تیرے تمام پیاروں کے ساتھ ہوں۔اِنِّیْ مَعَکَ یَا مَسْرُوْر
کہ اے مسرور یقیناً میں تیرے ساتھ ہوں۔
(الہام حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام،تذکرہ)

مکرم محمد عبدالباقی صاحب مجسٹریٹ (ریٹائرڈ) تحریر کرتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کا یہ خاص فضل اور احسان ہے کہ اُس نے اس ناچیز کو ۱۹۷۰ء میں بیعت کر کے احمدیت میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ کا یہ بھی خاص فضل اور احسان ہے کہ ۱۹۷۰ء میں اس ناچیز کو جلسہ سالانہ قادیان اور جلسہ سالانہ ربوہ (پاکستان) میں بھی شمولیت کا موقعہ ملا۔

جلسہ سالانہ قادیان میں یہ اعلان کیا گیا کہ پاکستانی سرکار قافلہ کی صورت میں ہندوستان کے دوسو افراد کو جلسہ سالانہ ربوہ میں شرکت کے لئے ویزہ دینے کو تیار ہوگئی ہے اس لئے جن احباب کے پاس پاسپورٹ ہے اور جلسہ سالانہ ربوہ میں شمولیت کے خواہشمند ہیں وہ اپنا پاسپورٹ اور اخراجات سفر فوری طور پر نظارت امور عامہ میں جمع کروادیں۔یقین مانیں اس وقت ہم لوگوں کی خوشی کی انتہاء نہیں تھی۔ کیونکہ ہم لوگوں کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ سے ملاقات کا شرف حاصل ہونے کا موقع ملنا تھا۔ چنانچہ ہم لوگوں نے لبیک کہتے ہوئے فوری طور پر اپنا اپنا پاسپورٹ اور اخراجات سفر جمع کیا اور پھر پروگرام کے مطابق دوسو افراد پر مشتمل قافلہ کے ساتھ تین بسوں میں قادیان سے امرتسر کے لئے روانہ ہوئے۔ ہم لوگوں کے قافلہ کے امیر مکرم چوہدری سعید احمد صاحب درویش مرحوم تھے۔اللہ تعالیٰ کا یہ بھی ہم لوگوں پر خاص فضل و احسان ہے کہ جن نیک خواہشات کے تحت ہم لوگ ربوہ گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان خواہشات کو اس طرح پورا کیا کہ جہاں ہم لوگوں کو ربوہ کے روحانی جلسہ میں شمولیت نصیب ہوئی۔ وہاں ربوہ میں مختصر قیام کے دوران متعدد بار اپنے پیارے آقا و امام حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ سے خصوصی ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔پہلی بار حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مرحوم و مغفور ناظر اعلیٰ و امیر مقامی قادیان نے حضور سے ملاقات کے دوران ہم سب کا تعارف کرایا۔اُسی طرح دوسری ملاقات کے دوران پیارے آقا نے ہم لوگوں کو ازراہِ شفقت کچھ رقم تحفۃً عنایت فرمائی جو آج تک ہم لوگوں کے لئے باعث برکت ہے اور حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ نے ازراہِ شفقت خاکسار کی اہلیہ شمیمہ بیگم صاحبہ اور ہماری بھابھی محترمہ طلعت جہاں صاحبہ کو کپڑے اور کچھ رقم بطور تحفہ عنایت فرمائے۔ پھر اُس کے بعد سب سے زیادہ خوشی اس وقت نصیب ہوئی جب پیارے آقا نے تمام افراد قافلہ کو قصرِ خلافت میں خصوصی اہتمام کے ساتھ دعوت پر بلایا اور پیارے آقا نے ہمارے ساتھ بیٹھ کر طعام نوش فرمایا اور ہمارے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے مسجد مبارک ربوہ میں ہم لوگوں کے ساتھ ایک خصوصی ملاقات کا پروگرام رکھا۔اس دوران ہندوستان کے مختلف صوبوں سے آئے احمدیوں کے ساتھ تصویریں کھنچوائیں۔اتنا ہی نہیں پیارے حضور نے ازراہِ شفقت اپنے کیمرہ سے ہماری فوٹوز بھی کھینچیں۔

ملاقات کے دوران حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے اس ناچیز کو تحفۃً اپنا استعمال کیا ہوا ایک رومال اور ایک Pilot قلم عنایت فرمایا۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے پیارے آقا خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے درجات بلند کرے اور جنت الفردوس میں آپ کو اعلیٰ سے اعلیٰ مقام سے نوازے۔

☆.....حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ سے ملاقات:

جب ہمارے پیارے آقا ۱۹۹۱ء کے جلسہ سالانہ میں قادیان تشریف لائے تو اگرچہ ہم ایک حادثہ کے تحت جلسہ سالانہ قادیان میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ لیکن پھر بھی صرف پیارے آقا سے ملاقات کی غرض سے قادیان دارالامان کے لئے نکل پڑے۔ اس بار خاکسار کے ساتھ اہلیہ کے علاوہ ہمارے مرحوم بہنوئی کا بڑا لڑکا سید ابوالقاسم، ہمارے دوست مکرم محمد شمیم الدین مع اہلیہ و بچے۔ مکرم سید عبدالنقی صاحب مع اہلیہ و بچے سید عبدالرفیع مع اہلیہ و بچے شامل تھے۔

معلوم ہوا کہ آج قادیان والوں کی ملاقات ہے تو خاکسار نے ایک درخواست لکھی حضرت میاں صاحب مرحوم کے توسط سے بھجوائی۔ لیکن پیارے حضور کی حد درجہ مصروفیات کی بناء پر انہوں نے ذاتی ملاقات سے انکار کردیا۔ جس کے بعد خاکسار نماز ظہر و عصر ادا کرنے کی غرض سے مسجد مبارک پہنچا جہاں پیارے آقا کا دیدار ہوا۔حضور مسجد مبارک کے پُرانے شمالی حصہ سے نماز پڑھانے کے لئے تشریف لائے۔ بعد نماز جب حضور انور اُسی طرف سے لوٹ رہے تھے تو خاکسار نے اپنا ہاتھ بڑھاتے ہوئے عرض کیا۔ حضور میں ''محمد عبدالباقی'' اس پر حضور انور نے ازراہِ شفقت اپنا ہاتھ بڑھا کر خاکسار کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا اور فوراً دریافت فرمایا کہ'' آپ بہار سے آئے ہیں'' میں نے عرض کیا۔'' ہاں'' اس پر آپؒ نے دریافت کیا۔'' کیا آپ مجسٹریٹ صاحب ہیں''۔ خاکسار نے کہا'' جی حضور'' پھر حضورؒ نے مجھے اپنے جسم مبارک کے ساتھ پورے طور پر لپیٹ لیا اور میں پیارے آقا سے لپٹ کر خوشی میں خوب رونے لگا۔ اُسی وقت حضرت میاں صاحب وہاں پر پہنچ گئے اور بتایا کہ باقی صاحب آج ہی آئے ہیں اور جلسہ پر نہیں پہنچ سکے تھے کیونکہ ان کے بہنوئی کا انتقال ہوگیا تھا۔ اس پر حضورؒ نے ازراہِ شفقت فرمایا:'' میاں صاحب ان کے تعارف کی ضرورت نہیں ہے۔ ماشاء اللہ یہ تو ہمارے بہت اچھے مبلغ ہیں۔'' جب حضرت میاں صاحب مرحوم نے فرمایا کہ ان کے بہنوئی باشرح چندہ ادا

کرتے تھے لیکن بیعت نہیں کئے تھے۔ اور جب میں نے بتایا کہ میری بہن اور اُن کے سبھی بچے احمدی ہیں تو حضور انور نے فوراً حضرت میاں صاحب مرحوم سے کہا۔ ''ہم لوگ ان کے بہنوئی کے جنازے کی نماز پڑھ سکتے ہیں'' اس کے بعد حضور انور میرے بھانجے سید ابوالقاسم سے ملے اور اُس کو خوب دُلار کیا اور پیشانی کو بوسہ دیا اور دُعائیں دیں اور پھر خاکسار کے بھائی سید عبدالنقی اور اُس کے بچوں سے ملے جو مسجد میں وہاں موجود تھے۔ خاکسار نے عرض کیا کہ میری اہلیہ بھی آئیں ہیں اور میرے بھائی بھی فیملی کے ساتھ آئے ہیں اور ہم سبھی لوگ پیارے حضور سے ملاقات کے خواہشمند ہیں تو حضور نے ازراہِ شفقت حضرت میاں صاحب سے فرمایا کہ مغرب کے وقت ان کی ملاقات کا وقت رکھیں۔ اُس کے بعد پیارے حضور زنانہ حصہ کی طرف اپنے رہائشی کمرہ میں جاتے ہوئے بیت الذکر میں تشریف لے گئے اور ازراہِ شفقت دریافت فرمایا ''اہلیہ عبدالباقی صاحب تشریف لائی ہیں؟'' حضور کی آواز سن کر خاکسار کی اہلیہ شمیمہ بیگم تیزی میں حضور انور کے سامنے آگئیں اور سلام اور درخواست دُعا کے بعد ملاقات کے لئے وقت دینے کی درخواست کر دی۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ ''ملاقات کے لئے مغرب کا وقت مقرر کر دیا ہے۔''
چنانچہ نماز مغرب سے پہلے حضور انور کے پرائیویٹ سیکرٹری صاحب نے خاکسار کو بلایا۔ نماز مغرب سے پہلے حضور انور کی اجازت سے اُن کے چیمبر میں داخل ہوا۔ پیارے آقا نے ازراہ شفقت آگے بڑھ کر خاکسار کی طرف ہاتھ بڑھایا اور ہمیں گلے لگاتے ہوئے فرمایا: ''میں تو سمجھ رہا تھا کہ آپ ساٹھ ستر سال کے بزرگ ہونگے لیکن ماشاء اللہ آپ تو بالکل نوجوان ہیں'' اس پر خاکسار نے عرض کیا کہ یہ حضور کی ذرّہ نوازی ہے'' اُس کے بعد حضور انور نے فوٹو گرافر کو نزدیک آکر فوٹو کھینچنے کی ہدایت فرمائی اور پھر ہم لوگوں کے ساتھ گروپ فوٹو ہوا۔ اُس کے بعد حضور انور ساتھ والے کمرہ میں تشریف لے گئے اور حضرت میاں صاحب مرحوم کے ساتھ خود سے تحفہ لیکر آئے اور ہم سب کو میٹھا اور چلغوزہ کا پیکٹ اور سب کے بچوں کے لئے ایک ایک قلم بطور تحفہ دیا۔

ایک لمبے عرصہ کے بعد ۲۰۰۵ء کا جلسہ سالانہ قادیان میں ایک بار پھر خلیفہ وقت کے دائمی مرکز قادیان میں اپنی پوری روحانی آب وتاب کے ساتھ آمد کا باعث بنا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس بار بھی خاکسار اپنی اہلیہ بیٹی عطیہ، بھائی عبدالنقی اُن کی اہلیہ اور بچے خاکسار کے بڑے چچا زاد بھائی سید عبدالفہیم صاحب خاکسار کا چھوٹا بھائی سید عبدالرفیع اپنی اہلیہ و بچوں، بھتیجہ محمد ابوالفضل اور متعدد افراد جماعت احمدیہ برہ پورہ بھاگلپور جلسہ سالانہ میں شریک ہوئے۔ چونکہ اس جلسہ پر حاضرین کی تعداد بہت زیادہ تھی اور چونکہ تمام حاضرین کی فیملی کے ساتھ ذاتی ملاقات ممکن نہیں ہوسکتی تھی۔ اگرچہ اجتماعی ملاقات کے دوران اس ناچیز کو حضور انور سے دوچار ملاقات کا شرف حاصل ہو چکا تھا لیکن ۲۹ دسمبر ۲۰۰۵ء کو مجلس مشاورت کے دوران زیر بحث ایجنڈا سے متعلق تمام بھارت کے نمائندوں میں سے جو سب کمیٹی پیارے حضور کی طرف سے بغرض رپورٹ تشکیل دی گئی، پیارے حضور نے اس ناچیز کو اپنے دستِ مبارک سے سب کمیٹی کا صدر نامزد فرمایا جو میرے لئے ایک بہت بڑا اعزاز تھا چنانچہ مجلس مشاورت کی دوسری نشست کے دوران خاکسار کو حضور انور کے ارشاد پر سب کمیٹی کی رپورٹ پڑھنے اور حضور انور کے بہت قریب رہنے کا موقع ملا اور مجلس مشاورت کے بعد اجتماعی ملاقات کے دوران ایک بار پھر اپنے پیارے امام سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ اتنا ہی نہیں اللہ تعالیٰ کا ایک بار پھر خاص فضل واحسان ہوا کہ قادیان سے واپسی کے دن ہم لوگوں کی یہ دلی خواہش بھی پوری ہوگئی جب حضور انور نے ازراہِ شفقت فیملی کے ساتھ ذاتی ملاقات کی بھی اجازت عنایت فرمائی۔ چنانچہ خاکسار کو مع عزیز و اقارب ایک بار پھر اپنے پیارے امام سے ذاتی ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔

☆☆☆☆☆☆☆

خلافت کا چاند

بادلوں کی اوٹ سے نکلا ہے تابانی سے چاند
چاندنی بخشے ہے پھر ہم کو فراوانی سے چاند

ہم فقیروں سے وہ کرتا ہے محبت کا سلوک
ذرّوں کی پیشانی چومے، خندہ پیشانی سے چاند

حملہ آور ہیں بہت امراض کی تاریکیاں
لیکن ان سے ہار مانے گا نہ آسانی سے چاند

بے غرض، سچا، کھرا ہوتا ہے جیسے ماں کا پیار
ایسے کرتا ہے محبت، نوعِ انسانی سے چاند

اب اگر کوئی بھٹکتا ہے تو پھر اس کا نصیب
رہنمائی کر رہا ہے فکرِ لاثانی سے چاند

اس لئے اس سے چھپاتا ہوں میں زخم روزگار
خود پریشاں تو نہ ہو، میری پریشانی سے چاند

اپنے پچپن سال گزرے ہیں اسی امید پر
ہاں نوازے گا کبھی تو اپنی مہمانی سے چاند

اتری جاتی ہے خیالوں کی رگوں میں روشنی
پھوٹتے ہیں گویا قدسیؔ اس کی پیشانی سے چاند

(عبدالکریم قدسیؔ)

عین اس علاقہ میں جماعت کو مسجد بنانے کی توفیق ملی ہے جہاں مسیح موسوی کے حواری نے اپنی جگہ بنائی تھی۔

اللہ کرے کہ وہ لوگ سمجھیں کہ اب ان کی نجات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں آنے سے ہے اور خدائے واحد کے حضور حاضر ہونے میں ہے

ایسے احمدی چاہئیں جو جماعت کے کام کے لئے بغیر عذر کے اپنے آپ کو پیش کریں

اور یہ اس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک دعوت الی اللہ کرنے والے خود بھی اپنی خواہشات سے آزاد نہیں ہوجاتے

تامل ناڈو اور کیرالہ کے احمدیوں کے اخلاص و وفا اور جذبۂ قربانی کا ایمان افروز تذکرہ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ ۱۲؍دسمبر ۲۰۰۸ء بمقام مسجد بیت الفتوح لندن۔

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

گزشتہ دو جمعہ تو میں نے ہندوستان میں پڑھائے تھے ایک تو کالیکٹ میں جو کہ جنوبی ہندوستان کے صوبہ کیرالہ کا شہر ہے اور دوسرا دہلی میں اور جیسا کہ آپ سب جانتے ہیں کہ اس کے بعد میں دورہ مختصر کر کے واپس آ گیا تھا۔ عموماً جہاں میں جاتا ہوں، دورہ کے بعد اپنے دورہ کے حالات بیان کرتا ہوں کیونکہ احمدیوں کی خواہش ہوتی ہے اور جہاں کا دورہ ہوتا ہے، وہاں کے رہنے والوں کو بھی شوق ہوتا ہے۔ گو کہ میں نے کیرالہ کے دورہ کے دوران کالیکٹ میں اس علاقہ میں احمدیت کی تاریخ کے حوالہ سے مختصراً باتیں بیان کردی تھیں اور ان کو ذمہ داریوں کی طرف توجہ بھی دلائی تھی۔ اسی دورہ کے حوالہ سے آج کچھ مزید باتیں بھی بیان کرتا ہوں۔ کیرالہ جانے سے پہلے ہم چنئی پہنچے جو پہلے مدراس کہلاتا تھا یہاں چند گھنٹوں کا قیام تھا اسی میں لجنہ کا بھی مختصر پروگرام بن گیا۔ انہیں ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی گئی۔ چنئی کے علاقہ سینٹ تھامس میں ایک نئی مسجد کا افتتاح بھی ہوا۔ چنئی کی جماعت اگرچہ چند سو نفوس پر مشتمل ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے اخلاص و وفا میں کوئی کمی نہیں ہے۔ MTA نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعتوں میں وحدت اور خلافت سے تعلق کے حوالہ سے ایک نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ یہ جماعت قادیان سے دو ہزار میل کے فاصلہ پر ہے۔ بہت سے احمدی قادیان بھی نہیں گئے ہونگے۔ باوجود اس کے ان سب کی نظر میں خلافت کے لئے وفا اور ڈسپلن نظر آتا تھا۔ اس کی ایک وجہ ان کے بڑوں کی تربیت بھی ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سولہ صحابہؓ پیدا ہوئے۔ یہ ان کی ہی اولادیں اور نسلیں ہیں۔ پھر نئے احمدی بھی ہیں اور وہ بھی پرانے احمدیوں کی طرح ہی اللہ تعالیٰ کے فضل سے مخلصین میں شامل ہیں۔

ماؤنٹ تھامس کی مختصر تاریخ اس طرح ہے کہ یہاں عیسائیت کی تاریخ کے مطابق تھوما حواری ۵۲ء میں اس علاقہ میں آئے تھے اور کیرالہ سے ہوتے ہوئے یہاں پہنچے تھے۔ یہاں ایک چرچ بھی ہے جہاں انہوں نے پندرہ سولہ سال گزارے اور دشمنوں نے انہیں قتل کردیا اور وہیں انہیں دفن کیا گیا بعد میں ان کی لاش ویٹیکن لے جائی گئی۔ تھوما کے یہاں آنے کا مقصد اسرائیل کی گمشدہ بھیڑوں کی تلاش تھی۔ تھوما حواری کے بارے میں یہ بھی ذکر ہے کہ انہوں نے حضرت عیسیٰؑ کے ساتھ صلیب کے واقعہ کے بعد سفر کیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کے بارہ میں اپنی کتاب ''براہین احمدیہ حصہ پنجم'' میں ذکر کیا ہے۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں: عیسائی اس بات کے خود قائل ہیں کہ بعض حواری ان کے ملک ہند میں ضرور آئے تھے اور تھوما حواری کا مدراس میں آنا حقائق سے ثابت ہے۔ ملفوظات میں آپؑ فرماتے ہیں کہ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ ہجرت کے لئے نکلے تھے اسی طرح حضرت عیسیٰؑ تھوما کے ساتھ نکلے تھے۔ کیرالہ میں یہودیوں کی تاریخ بھی ہے۔ یہاں یہودی بہت عرصہ پہلے آکر آباد ہوئے تھے۔ ان کو تبلیغ کے لئے حضرت عیسیٰؑ کے حواری کا آنا ضروری تھا تاکہ یہ قبیلہ اس پیغام سے جو

حضرت عیسیٰ لائے تھے محروم نہ رہ جائے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہاں احمدیت بھی ترقی کر رہی ہے۔ صوبہ تامل ناڈو کے عین اس علاقہ میں جماعت کو مسجد بنانے کی توفیق ملی ہے جہاں مسیح موسوی کے حواری نے اپنی جگہ بنائی تھی۔ اللہ کرے کہ وہ لوگ سمجھیں کہ اب ان کی نجات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں آنے سے ہے اور خدائے واحد کے حضور حاضر ہونے میں ہے۔

کیرالہ کی تاریخ بتاتی ہے کہ حضرت سلیمان کے زمانہ سے تجارتی قافلے یہاں آیا کرتے تھے۔ تھوما حواری جب یہاں آئے تو انہوں نے اپنی زندگی کا اکثر وقت گزارا اور یہودیوں کو عیسائیت کا پیغام پہنچایا۔ ہندو اس علاقہ میں بھاری اکثریت میں ہیں اور مسلمان بھی ہیں لیکن علاقہ میں خاص اللہ کا فضل ہے کہ سب مل جل کر رہتے ہیں۔ اسلام یہاں پر عرب تجارتی قافلوں کے ذریعہ پہنچا۔ ان کے ساتھ حضرت مالک بن دینارؓ خلافت راشدہ کے دور میں آئے تھے اور وہاں کے راجا نے بھی اسلام قبول کیا تھا۔ ایک احمدی خاندان نے بتایا کہ وہ اس راجا کی اولاد ہیں۔ اس علاقہ میں شرح خواندگی ۱۰۰ فیصد ہے جبکہ باقی ملک میں بہت کم ہے اور مسلمانوں میں نہ ہونے کے برابر ہے۔ یہاں کے لوگ روشن خیال ہیں اور برداشت کا مادہ بہت ہے۔ احمدیت کے لئے یہ زرخیز زمین ہے گو کہ آج جس طرح آج کل باقی دنیا میں بعض مسلمان تنظیمیں نفرت اور شدت پسندی پھیلا رہی ہیں۔ یہاں بھی کوششیں ہو رہی ہیں لیکن عمومی طور پر لوگ اس کے خلاف ہیں۔ عین ممکن تھا کہ میرے جانے کے بعد یہ لوگ ردعمل ظاہر کرتے لیکن مجھے بتایا گیا کہ میرے جانے سے پہلے کچھ لوگوں کی نشاندہی ہوئی تھی لیکن حکومت نے انہیں پکڑ کر بند کر دیا۔ الحمدللہ کہ کسی طرف سے بھی مخالفانہ آواز نہیں اُٹھی۔ اخباروں نے بھی انتہائی شریفانہ رنگ میں میرے جانے کی خبر دی۔ جماعتی پروگرام بھرپور طریقے سے ہوئے۔ جہاں میرا قیام تھا وہاں سے مسجد بیس منٹ کے فاصلہ پر تھی۔ کالیکٹ کی مسجد عین وسط شہر میں ہے۔ ریسیپشن میں غیر مسلم معززین کہنے لگے کہ آپ کی مسجد شہر کے دل میں ہے۔ انشاء اللہ اب اس شہر کے دل سے محبت کا پیغام پھیلے گا اور دلوں کو فتح کرے گا۔ حکومت نے بہت تعاون دیا اور ایک احمدی پولیس افسر کی بھی ڈیوٹی لگادی کہ ٹریفک کو خود کنٹرول کرے۔

کالیکٹ اور گردونواح کے علاقہ کے احمدیوں سے ملاقاتیں ہوئیں۔ ان ملاقاتوں کے دوران مرد وزن اور بچوں نے بہت بڑھ چڑھ کر اخلاص و وفا کا مظاہرہ کیا۔ نئے اور پرانے احمدیوں کا پتہ نہیں لگتا کہ نئے کون ہیں اور پرانے کون؟ جماعتی نظام کو سمجھنے کے لئے وہ بار بار سوال کرتے رہے۔ اپنے علم میں اضافہ کے لئے وہ بار بار کوشش کرتے رہے تاکہ وہ جماعتی کاموں کو صحیح نہج پر چلا سکیں۔

فرمایا: اسی قسم کے احمدی ہر جگہ ہونے چاہئیں۔ صرف بیعتیں کرانے کا کوئی فائدہ نہیں! ہندوستان کے دوسرے علاقوں کے احمدیوں سے بھی میں کہتا ہوں کہ بیعت ایسی ہو جو اخلاص والی ہو۔ پس جب مَیں جماعتوں کو کہتا ہوں کہ گمشدہ بیعتوں کو تلاش کرو تو اس میں بھی یہی پیغام ہے کہ ایسی بیعتیں نہ لاؤ جو تربیت کی کمی کے باعث گم ہو جائیں۔ وہ ایسے ہوں کہ یاتیک سعیًا (یعنی بلانے پر دوڑ کر چلے آئیں) مصداق ہوں۔ ایسے احمدی چاہئیں جو جماعت کے کام کے لئے بغیر غور کے اپنے آپ کو پیش کریں اور یہ اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک دعوت الی اللہ کرنے والے خود بھی اپنی خواہشات سے آزاد نہیں ہو جاتے۔ جن کے کام دکھاوے کے لئے نہیں ہوتے بلکہ اللہ کی مرضی کے لئے ہوتے ہیں۔ اگر اس طرح کے داعیان ہوں تو تب ہی نئے شامل ہونے والے جماعتی نظام میں پروئے جاتے ہیں اگر یہ نہ ہو تو بعض باتوں کا پتہ ہی نہیں لگتا۔ یہ مثال مجھے جنوبی ہندوستان میں نظر آئی ہے کہ نئے شامل ہو کر بھی مثالی رنگ میں قربانی میں شامل ہونے والے ہیں۔

کالیکٹ میں لجنہ کا اجتماع بھی ہوا۔ چار ہزار خواتین شامل تھیں۔ ہر احمدی عورت اور بچی کے ذہن میں ایک نیا جوش اور نیا ولولہ دیکھنے کو ملا۔ جس طرح انہوں نے وعدہ کیا ہے، وہ جھلانگیں مارتے ہوئے آگے بڑھیں گی۔ ہندوستان کی لجنہ کی دوسری مجالس بھی میری یہ باتیں سن رہی ہونگی خدا کرے کہ ان میں بھی یہی جوش پیدا ہو۔ کالیکٹ شہر میں ایک ریسیپشن کا بھی انتظام تھا۔ جس میں شہر کے اعلیٰ حکام اور میئر نے شرکت کی اور بڑے اچھے انداز میں جماعت کے بارے میں اظہار کیا۔ اخباروں نے بھی بڑی اچھی طرح خبروں میں شائع کیا۔ کالیکٹ میں ملیالی اخبار ماتر وبھومی کے چیف ایڈیٹر مسٹر گوپال کرشنن نے میرا انٹرویو لیا جو بعد میں شائع ہوا۔ یہ اخبار ڈیڑھ کروڑ کی تعداد میں چھپتا ہے۔ کالیکٹ سے ہم کوچین گئے جہاں جماعت نے ایک مسجد بنائی ہے اور اس کے اردگرد بھی بعض چھوٹی مساجد تعمیر کی ہیں۔ کوچین کے مسجد کے افتتاح کے ساتھ ہی ان مساجد کا بھی افتتاح ہوا۔ یہاں بھی انتظامات بہت اچھے تھے۔ غیر مسلم اور غیر احمدیوں کا تعاون بھی بہت اچھا تھا اور یہاں کی جماعتیں بھی اخلاص و وفا کے اعتبار سے بہت بڑھی ہوئی ہیں۔ کوچین کے نیشنل اخبار دی ہندو کے چیف ایڈیٹر نے انٹرویو لیا۔ اسی طرح انڈین ایکسپریس نے بھی۔ ان کی سرکلیشن بھی کروڑوں میں ہے۔ تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ تک یہ اخباری نمائندے بات کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک وسیع علاقہ میں احمدیت کا ذکر ہوگیا۔ یہاں پر ایک MP مہمان خصوصی تھے۔ مجھ سے اکثر نے یہی اظہار کیا کہ حقیقی اسلام کی تبلیغ اب آپ لوگ ہی کر سکتے ہیں۔ دورہ کے بعد اب جو خطوط کا سلسلہ شروع ہوا ہے تو پتہ چلتا ہے کہ دورہ نے ایک نئی روح پھونکی ہے۔ فرمایا: جو جوش پیدا ہوا ہے اس کو ٹھنڈا نہ ہونے دیں۔ اگر مخالفت ہوتی ہے تو شرفاء بھی ہیں۔ پس احمدیوں کو اپنی ذمہ داری سمجھتے ہوئے اپنے کام میں تیزی پیدا کرنی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ سب کو اخلاص و وفا سے کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ کاموں میں برکت ڈالے اور حکمت سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔

☆☆☆☆

.... خلفاء احمدیت کے مبارک ادوار میں ....

جماعت احمدیہ زمین کے کناروں تک...!

الحمدللہ ثم الحمدللہ کہ خلفائے احمدیت کے مبارک ادوار میں ۱۹۰۸ء سے ۲۰۰۸ء تک جماعت احمدیہ بھارت کے علاوہ دنیا کے ۱۹۳ ممالک میں پھیل چکی ہے اور سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا الہام ''میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا'' نہایت شان سے پورا ہوا ہے۔
اللھم زد فزد وبارک۔ (ادارہ)

.1	GHANA
.2	GAMBIA
.3	BURKINA FASO
.4	IVORY COAST
.5	SIERRA LEONE
.6	NIGERIA
.7	LIBERIA
.8	SENEGAL
.9	GUINEA BISSAU
.10	BENIN
.11	NIGER
.12	TOGO
.13	GABON
.14	CHAD
.15	GUINEA KANAKARA
.16	CAMROON
.17	MAURITANIA
.18	EQUATORIAL GUINEA
.19	CAPE VERDE ISLANDS
.20	KENYA
.21	TANZANIA
.22	UGANDA
.23	REPUBLIC OF CONGO
.24	ZAMBIA
.25	ZIMBABWE
.26	MALAWI
.27	BURUNDI
.28	MOZAMBIQUE
.29	CONGO (BRAZAVILLE)
.30	RWANDA
.31	MAURITIUS
.32	MADAGASCAR
.33	COMOROS
.34	SOUTH AFRICA
.35	ANGOLA
.36	MALI
.37	ETHOPIA
.38	SOMALIA
.39	ERITREA
.40	DJIBOUTI
..41	SEYCHELLES
.42	ALGERIA
.43	BOTSWANA
.44	CENTRAL AFRICAN REPUBLIC
.45	REUNION ISLANDS
.46	EGYPT
.47	LESOTHO
.48	LIBYA
.49	MUROCCO
.50	SADTONE AND PRINCIPE
.51	NAMIBIA
.52	SUDAN
.53	SWAZILAND
.54	TUNISIA
.55	W. SAHARA
.56	USA
.57	CANADA
.58	GUATEMALA
.59	BRAZIL
.60	SURINAME
.61	GUYANA
.62	TRINIDAD
.63	JAMAICA
.64	GRENADA
.65	ST. LUCIA
.66	ELOSALVADOR
.67	DOMINICAN REPUBLIC
.68	MEXICO
.69	COLUMBIA
.70	ARGENTINA
.71	NICARAGAUA
.72	ECUADOOR
.73	VENEZULLA
.74	ST. KITTS AND NEVIS
.75	GERMANY
.76	BELGIUM
.77	HOLLAND

SWITZERLAND	.78
FRANCE	.79
SPAIN	.80
PORTUGAL	.81
DENMARK	.82
SWEDEN	.83
NORWAY	.84
POLAND	.85
UNITED KINGDOM	.86
HUNGARY	.87
ALBANIA	.88
RUMANIA	.89
BULGARIA	.90
MACEDONIA	.91
LUXEMBOURG	.92
ITALY	.93
SLOVENIA	.94
BOSNIA	.95
CROTIA	.96
AUSTRIA	.97
CZECH REPUBLIC	.98
IRELAND	.99
SERBIA	.100
FINLAND	.101
ANDORRA	.102
CYPRUS	.103
GREECE	.104
MALTA	.105
MONACO	.106
KOSOVA	.107
MOLDOVA	.108
INDIA	.109
PAKISTAN	.110
BANGLADESH	.111
AFGANISTAN	.112
BAHRAIN	.113
BHUTAN	.114
IRAN	.115
IRAQ	.116
PALESTINE + KABABIR	.117
JORDAN	.118
KUWAIT	.119
LEBANON	.120
MALDIVES	.121
NEPAL	.122
OMAN	.123
QATAR	.124
SAUDI ARABIA	.125
SRI LANKA	.126
SYRIA	.127
TURKEY	.128
YEMEN	.129
ABU DABI	.130
DUBAI	.131
SHARJAH	.132
BRUNEI	.133
MYANMAR	.134
CAMBODIA	.135
CHINA	.136
HONG KONG	.137
INDONESIA	.138
JAPAN	.139
LAOS	.140
MALAYSIA	.141
PHILIPPINES	.142
SINGAPORE	.143
SOUTH KOREA	.144
THAILAND	.145
VIETNAM	.146
MONGOLIA	.147
MARTIMQUE	.148
AUSTRALIA	.149
FIJI	.150
KIRBATI	.151
MARSHAL ISLANDS	.152
TONGO	.153
WESTERN SAMA	.154
PAPVA NEW GUINEA	.155
TUVAW	.156
MICRONESIA	.157
NARU	.158
UNAUATU	.159
TOKELAU	.160
SOLOMON ISLANDS	.161
NEWZEALAND	.162
COOK ISLANDS	.163
PHONEIX ISLAND	.164
NEW CALDONIA	.165
GUAM	.166
NORFOLK ISLAND	.167
TAHITI	.168
AZERBAIJAN	.169
BELARUS	.170
KYRGHSTAN	.171
KAZAKHSTAN	.172
RUSSIA	.173
TATARISTAN	.174
UKRAINE	.175
UZBEKISTAN	.176
MAYON ISLAND	.177
PERU	.178
GIBRALTER	.179
BAHAMAS	.180
ST. VINCENT	.181
ESTONIA	.182
ANTIGUA	.183
BERMUDA	.184
BOLIVIA	.185
GUADELOUPE	.186
ST. MARTIN	.187
FRENCH GUINEA	.188
HAITI	.189
TAJKISTAN	.190
PALAO	.191
ICELAND	.192
LETHWANIA	.193

☆☆☆☆

یہ جشن خلافت سبھی کو مبارک

چلایا خدا نے نظام خلافت
بنایا خلیفہ ہے مسرور کو اب
یہ اکرام و انعام سب کو مبارک
نبوت کے جتنے بھارے تھے کام
خلافت عدالت خدا کی ہے جس میں
یہ نعمت یہ افضال سب کو مبارک
محافظ مساکیں غریبوں کی ہے جاں
خدا کے پیارے مطیع پیمبر
اطاعت اعانت ہو سب کو مبارک
ازل سے خدا نے طریقہ بنایا
عدم سے ہے آدم کو شجرہ سے روکا
طریقہ ہدایت کا سب کو مبارک
خلافت سے ہی پھر شریعت سکھائی
رسالت کے کام سب ہیں مشکل و بھاری
کرامت ہدایت ہو سب کو مبارک
خلافت کے بن اب نہیں ہے گذارا
خلافت ہے دین و دنیا کا سہارا
یہ عرفان و اقبال ہو سب کو مبارک

کرے گا حفاظت وہ اس کی ہمیشہ
رہیں گے وابستہ انہیں سے ہمیشہ
یہ جشن خلافت سبھی کو مبارک
کریں گے وہ سارے ہمارے امام
ملیں گے سبھی کو حقوق بھی تمام
یہ جشن خلافت سبھی کو مبارک
بیاں ہر شریعت حدیثوں کی شان
عقائد اسلام پہ ہے جو ایمان
یہ جشن خلافت سبھی کو مبارک
پتہ اپنی ہستی کا اس کو بتایا
اسی کو قرب ہے اپنا دکھایا
یہ جشن خلافت سبھی کو مبارک
خلافت سے ہی پھرہدایت دکھائی
کئے ہیں خلافت سے آسان و جاری
یہ جشن خلافت سبھی کو مبارک
اسی کی کمی نے ہے غیروں کو مارا
خلافت پہ سب کچھ ہے قرباں ہمارا
یہ جشن خلافت سبھی کو مبارک

(نورالاسلام ننگل)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ

کے سفرِ حیدرآباد کے گروپ فوٹو میں موجود احباب کرام کے اسماء

۱- خان بہادر احمد الہ الدین المخاطب نواب احمد نواز جنگ بہادر صاحب کی کوٹھی۔

کرسیوں پر (دائیں سے بائیں) نورمحمد الہ الدین صاحب (غیر احمدی)، خانصاحب دوست محمد الہ الدین صاحب (غیر احمدی)، نواب احمد نواز جنگ بہادر (غیر احمدی)، سیدنا حضرت خلیفة المسیح الثانیؓ، حضرت سیٹھ عبداللہ بھائی صاحبؓ، مولوی سید بشارت احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد، فدا حسین خانصاحب، غلام دستگیر صاحب (غیر احمدی)، سیٹھ علی محمد عبداللہ الہ الدین، حضور کے قدموں میں بیٹھے ہوئے حضرات (دائیں سے بائیں)، میاں عبدالرحیم صاحب، حضرت حافظ ملک محمد صاحب، عبدالجلیل صاحب فیض، محمد عبداللہ صاحب بی ایس سی، پروفیسر حبیب اللہ خانصاحب، سیٹھ محمد اعظم صاحب، حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ، عبدالغفور صاحب، عبدالقادر صاحب یوحنا، سید منیرالدین صاحب، (حضرت خلیفة المسیحؓ کی پشت پر حکیم میر سعادت علی صاحب اور اُن کے دائیں باز و مولوی عبدالقادر صاحب صدیقی کھڑے ہیں۔ان کے علاوہ اس تصویر میں اور جو لوگ ہیں اُن میں سے بعض کے نام یہ ہیں۔ سیٹھ سید جعفر صاحب، سیٹھ محمد علی صاحب، سیٹھ محمد علی صاحب رونکوری، شیخ علی صاحب ظہیر آبادی، حیدر علی صاحب، سیٹھ فاضل الہ الدین صاحب، ڈاکٹر میر احمد سعید صاحب فوجی لباس میں، ملک صلاح الدین صاحب ایم اے (پرائیویٹ سیکرٹری)، عطا محمد صاحب پہرہ دار حضرت صاحب، محمد یعقوب صاحب عثمان آباد، مولوی محمد لقمان صاحب، نذیر احمد صاحب بنگلوری۔

۲- حیدرآباد کے مضافاتی ریلوے اسٹیشن بیگم پیٹھ پر۔

حضرت خلیفة المسیحؓ کے دائیں طرف ایستادہ چند اصحاب: مولوی سید بشارت احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد، حضرت سیٹھ عبداللہ بھائی الہ الدین صاحب، سیٹھ محمد غوث صاحب، سید محمد عقیل صاحب، مولوی مومن حسین صاحب (ترکی ٹوپی) اور سفید ڈاڑھی۔ حضور کے بائیں جانب: نواب احمد نواز جنگ بہادر صاحب، حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ، نواب اکبر یار جنگ بہادر صاحب (عینک اور ترکی ٹوپی پہنے) اور اُن کے پشت پر عینک لگائے ہوئے مولوی فضل حق خانصاحب ناظم عدالت اور اُن کے دائیں جانب نواب غلام احمد خانصاحب ایڈووکیٹ۔

اس تصویر میں اور جو حضرات موجود ہیں اُن میں سے بعض کے نام یہ ہیں: محترم شیخ محمود احمد صاحب عرفانی، سیٹھ محمد اعظم صاحب، پروفیسر حبیب اللہ خان صاحب، میاں عبدالرحیم صاحب، بشیر علی صاحب کنجاہی، محمد عبدالقادر صاحب صدیقی، حکیم میر سعادت علی صاحب، عبدالحیٰ صاحب مچھلی بنداں، عبدالغفور صاحب، شیخ علی صاحب ظہیر آبادی، سیٹھ فاضل الہ الدین صاحب، احمد حسین صاحب سعید تیماپوری، نواب سید محمد رضوی صاحب، سیٹھ غلام قادر صاحب شرق، سیٹھ علی محمد صاحب، مرزا سلیم بیگ صاحب، حیدر علی صاحب، محترم یوسف عرفانی صاحب

(بحوالہ تاریخ احمدیت جلد ۷)

خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی کیلنڈر ۲۰۰۹ء

نظارت نشر و اشاعت صدر انجمن احمدیہ قادیان نے امسال صد سالہ خلافت جوبلی کے پیش نظر سال ۲۰۰۹ء/ ۱۳۸۸ ہجری شمسی بہت ہی دیدہ زیب کیلنڈر شائع کیا ہے۔ اس کیلنڈر میں نہایت ہی عمدہ اور خوبصورت تصاویر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور پانچوں خلفاء عظام کی بڑے سائز میں شائع کی گئی ہیں اور کیلنڈر Lamination کیا گیا ہے تا سال بھر استعمال کرنے کے بعد ان تصاویر کو فریم کر کے احباب اپنے گھروں میں لگا سکیں۔ اس کیلنڈر کی رعائتی قیمت ۳۵ روپئے رکھی گئی ہے۔ جماعتیں اور احباب جلد آرڈر بھجوادیں۔ آرڈر کے ساتھ ہی رقم ارسال کریں۔ آرڈر موصول ہونے پر کیلنڈر بھجوا دیئے جائیں گے۔

(نظارت نشر و اشاعت قادیان)

خلفاء احمدیت کے مبارک ادوار میں

تراجم قرآن مجید کی اشاعت

الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ خلفاء احمدیت کے مبارک ادوار میں ۱۹۰۸ء سے ۲۰۰۸ء تک دنیا کی ۶۴ زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم ہو چکے ہیں جبکہ اُردو میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ، حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ اور حضرت میر محمد اسحاق صاحب کے تراجم بھی شائع ہوئے ہیں۔ ذیل میں ان زبانوں کی تفصیل درج کی جارہی ہے۔ (ادارہ)

نمبر شمار	زبان	سن اشاعت اوّل
1.	DUTCH	1953
2.	KISWAHILI	1953
3.	GERMAN	1954
4.	ENGLISH(HZ. MAULAVI SHER ALI)	1955
5.	URDU (TAFSEER-E-SAGHEER)	1957
6.	DANISH	1967
7.	ESPERANTO	1970
8.	INDONESIAN	1970
9.	YORUBA	1976
10.	GURMUKHI	1983
11.	LUGANDA	1984
12.	FRENCH	1985
13.	ITALIAN	1986
14.	FIJIAN	1987
15.	HINDI	1987
16.	RUSSIAN	1987
17.	JAPANESE	1988
18.	KIKUYU	1988
19.	KOREAN	1988
20.	PORTUGUESE	1988
21.	SPANISH	1988
22.	SWEDISH	1988
23.	GREEK	1989
24.	MALAY	1989
25.	ORIYA	1989
26.	PERSIAN	1989
27.	PUNJABI	1989
28.	TAMIL	1989
29.	VEINAMESE	1989
30.	ALBANIAN	1990
31.	ASSAMESE	1990
32.	BENGALI	1990
33.	CHINESE	1990
34.	CZECH	1990
35.	GUJRATI	1990
36.	IGBO	1990
37.	MENDE	1990
38.	PASHTU	1990
39.	POLISH	1990
40.	SARAEIKI	1990

No.	Language	Year
.41	TURKISH	1990
.42	TUVALUAN	1990
.43	BULGARIAN	1991
.44	MALAYALAM	1991
.45	MANIPURI	1991
.46	SINDHI	1991
.47	TAGALOG	1991
.48	TELUGU	1991
.49	HAUSA	1992
.50	MARATHI	1992
.51	NORWEGIAN	1996
.52	KASHMIRI	1998
.53	SUNDANESE	1998
☆	URDU (TRANSLATED BY KHALIFATUL MASIH IV)	2000
.54	NEPALI	2001
.55	JULA	2002
.56	KIKAMBA	2002
.57	CATALAN	2003
.58	CREOLE	2004
.59	KANNADA	2004
.60	UZBEK	2005
.61	MOORE	2006
.62	FULA	2007
.63	MANDINKA	2007
.64	WOLOF	2007
.65	BOSNIAN	2008
.66	KIRGIT	2008
.67	THAI	2008
.68	BALAGASI	2008

تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ اُنہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا

خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی ۱۹۰۸-۲۰۰۸

میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہونگے جو دوسری قدرت کا مظہر ہونگے۔

”میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا“

.........................(الہام حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

M/S ALLIA EARTH MOVERS

AEM

(EARTH MOVING CONTRACTOR)

Volvo-290, 210, L&T Komatsu PC-300,200.
Tata Hitachi, Ex 200, Ex 70, JCB, Dozer, etc. on Hire basis

Kusambi, Sungra, Salipur, Cuttack - 754221

Tel.: 0671 - 2112266,Mob: 9437078266/ 9437032266/ 9438332026/943738063

ارشاد نبویؐ

اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْن

(نماز دین کا ستون ہے)

طالب دُعا از: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں

خالص سونے کے زیورات کا مرکز
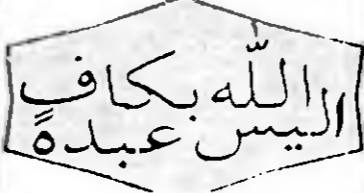
الفضل جیولرز	اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ	کاشف جیولرز
چوک یادگار حضرت اماں جان ربوہ		گولبازار ربوہ
فون047-6213649		047-6215747

آٹو ٹریڈرز

AUTO TRADERS

16 مینگو لین کلکتہ 70001

دکان: 2248-5222
2248-16522243-0794
رہائش:: 2237-0471, 2237-8468

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.

Love For All, Hatred For None

AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088 TIN : 21471503143

شریف جیولرز ربوہ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

پروپرائیٹر حنیف احمد کامران - حاجی شریف احمد ربوہ

00-92-476214750 فون ریلوے روڈ

00-92-476212515 فون اقصیٰ روڈ ربوہ پاکستان

نونیت جیولرز

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ

NAVNEET JEWELLERS

Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments

خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

الیس اللہ بکافٍ عبدہٗ، کی دیدہ زیب انگوٹھیاں اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص

Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers

جے کے جیولرز ۔ کشمیر جیولرز

اللہ الیس عبدہ بکاف

چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے Phone No (S) 01872 -224074 (M) 98147-58900 E-mail: jovrav-say@yahoo.co.in	Mfrs & Suppliers of : **Gold and Silver Diamond Jewellery** Shivala Chowk Qadian (India)

لوائے خدام الاحمدیہ

لوائے احمدیت

لوائے لجنہ اماء اللہ

لوائے انصار اللہ

لوائے احمدیت اور ذیلی تنظیموں کے لواء جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے جماعت اور ذیلی تنظیموں کو عطا فرمائے

احمدیہ صد سالہ جشن تشکر ۱۸۸۹ تا ۱۹۸۹

احمدیہ صد سالہ جشن تشکر کا لوگو جو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے 1989 کے موقعہ پر جماعت کو عطا فرمایا

ستارہ احمدیت

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے چودھویں صدی کے اختتام اور پندرہویں صدی کے آغاز پر جماعت احمدیہ کو عطا فرمایا

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ

خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی ۱۹۰۸-۲۰۰۸

میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہونگے جو دوسری قدرت کا مظہر ہونگے۔

خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی کا لوگو

جو سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی 2008ء کے مبارک موقعہ پر جماعت کو عطا فرمایا

حضرت اقدس امیر المومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورہ تامل ناڈو و کیرلہ کے چند مناظر

حضرت اقدس امیر المومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
مورخہ 24 نومبر 2008ء کو مسجد ہادی مدراس میں نماز ظہر و عصر پڑھا رہے ہیں

حضرت اقدس امیر المومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
کی مسجد بیت القدوس، کالیکٹ کیرلہ میں تشریف آوری

حضرت اقدس امیر المومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
کالیکٹ استقبالیہ تقریب میں صدارت فرماتے ہوئے

حضرت اقدس امیر المومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
کالیکٹ استقبالیہ تقریب میں خطاب فرماتے ہوئے

حضرت اقدس امیر المومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
مسجد بیت القدوس، کالیکٹ، کیرلہ کی یادگاری تختی کی نقاب کشائی فرما رہے ہیں

خدام ترانہ پڑھ رہے ہیں

Registered with the registrar of the newspapers for India at No. RN 61/57

هفت روزه بدر قادیان

Weekly **BADR** Qadian

Qadian - 143516 Dt. Gurdaspur (Pb.) INDIA

Vol. 57 | Thursday | 18-25 December 2008 | Issue No. 51-52

EDITOR
MUNEER AHMAD KHADIM
Tel. Fax : (0091) 1872-220757
Tel. Fax : (0091) 1872-221702
Tel : 0091-1872-220814
badrqadian@rediffmail.com

SUBSCRIPTION
ANNUAL : Rs. 300
By Air : 20 Pounds Or 40 U.S.$
: 30 Euro
By Sea: 10 Pounds Or 20 U.S $

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورہ بھارت 2008ء کے چند مناظر

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد احمدیہ بیت الہادی، دہلی میں تشریف لا رہے ہیں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ مسجد ہادی، مدراس تامل ناڈو کے افتتاح کیلئے تشریف لا رہے ہیں

24 نومبر 2008ء کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد ہادی، مدراس کی افتتاحیہ تقریب میں دعا کراتے ہوئے

مسجد ہادی، سینٹ تھامس ماؤنٹ، مدراس جس کا افتتاح
حضرت اقدس امیر المومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 24 نومبر 2008ء کو فرمایا

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد بیت القدوس، کالیکٹ میں تشریف لا رہے ہیں

حضرت اقدس امیر المومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
29 نومبر 2008ء کو مسجد عمر کوچی کی افتتاحیہ تقریب کے بعد دعا کراتے ہوئے